فسانہ دل کا

(مکمل ناول)

از قلم حمنہ خان

by Hafsa Masood

یہ شام چھے بجے کا وقت تھا۔ گھر سے میوزک کی تیز آواز آ رہی تھی۔ وہ موٹر سائیکل گھر کے اندر لاتے ہوئے حیران رہ گیا۔ روز وہ تقریباً اسی وقت گھر آتا تھا۔ اور امی کوئی نہ کوئی تسبیح پڑھ رہی ہوتیں تھیں۔ وہ برآمدے سے گزرا۔ پھر اس نے امی کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ سامنے سنگل بیڈ تھا۔ اور اس بیڈ پر بچے اچھل رہے تھے۔ آدھی بیڈ شیٹ نیچے لٹک رہی تھی۔ جس سرخ قالین نے فرش کو ڈھانک رکھا تھا اس پر چپس گری ہوئی تھی۔ اور سامنے سکرین پر یو ایس بی کی مدد سے میوزک چل رہا تھا۔

"امی کہاں گئیں ہیں؟ اور یہ آپ لوگ یہ کیا کر رہے ہو ادھر؟"

اس نے دروازہ بجایا۔ اونچی آواز میں پوچھا تو بچے متوجہ ہوئے۔ ایک نے چھلانگ ماری۔ بیڈ سے نیچے اتر کر ریموٹ ڈھونڈا۔ اور میوزک بند کیا۔

"نانو مما کے ساتھ کسی کے گھر گئیں ہیں۔"

بیڈ پہ کھڑی اسمارہ نے جواب دیا۔ وہ تقریباً دس سال کی تھی۔ اس کے شولڈر کٹ بال اچھلنے کی وجہ سے بکھر گئے تھے۔

"آپ لوگوں کو ادھر چھوڑ کر؟"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اس نے کمرے میں پاؤں نہیں رکھا۔ ہر جگہ تو چپس کے ٹکڑے تھے۔ لیکن وہ دروازہ پورا کھول چکا تھا۔

"جی ماموں۔"

اسمارہ کے ساتھ آٹھ سال کی عائش تھی۔ اس نے بہت پیار سے کہا۔ جبکہ ریموٹ پکڑ کر شائز سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بس اس کے جانے کے انتظار میں تھا۔ وہ وہاں سے جائے تو وہ دوبارہ میوزک چلادے۔

"کچھ بتا کر گئے ہیں کہ کب تک آئیں گے؟"

اب اس نے آواز تھوڑی سخت کی۔

"رات کے کھانے سے پہلے۔"

شائز جواب دے کر سکرین کی طرف گردن موڑ چکا تھا۔

"تم یہ ریموٹ مجھے دو اور شاباش مل کر بہنوں کے ساتھ کمرہ سمیٹو۔ میں دس منٹ میں کپڑے بدل کر آرہا ہوں اور مجھے یہاں زرا بھی گند نہیں دیکھنا۔"

اس نے شائز کے ہاتھ سے ریموٹ لے کر باہر فریج کے اوپر رکھ دیا۔

"ماموں کو غصہ آگیا ہے۔"

Novels by Hamna Yasooki Khan

بیڈ سے پہلے اسمارہ اتری۔اور پھر عائش۔تینوں بچے اب قطار بنا کر بکھرے ہوئے کمرے کو دیکھ رہے تھے۔

"میں دس منٹ میں واپس آرہا ہوں۔"

اس نے پھر سے کہا۔ برآمدے سے گزرتے ہوئے وہ سیڑھیوں تک گیا۔پرانی سیڑھیاں تھیں۔اور ہر سیڑھی کے کنارے پر گملے رکھے تھے۔ساتھ میں لوہے کی ریکنگ بنی ہوئی تھی۔اوپر بس ایک ہی کمرہ تھا۔اس نے کنڈی کھینچ کر کھولی۔پھر چرچراتے ہوئے لوہے کا دروازہ کھل گیا۔وہ دروازہ تھوڑا زنگ آلود تھا۔

اس نے اندر کی جانب قدم رکھے۔ایک طرف بازو کو لمبا کر کے لائٹ جلائی۔کمرے میں روشنی پھیل گئی۔

یہ کمرہ چھوٹا سا تھا۔دیواروں پر کئیں جگہ سیم لگی ہوئی تھی۔سنگل بیڈ پر میٹرس کے بجائے گدہ بچھا ہوا تھا۔اور چادر بھی کچھ پرانی سی لگ رہی تھی۔ بیڈ کی ایک طرف لکڑی کی میز تھی۔میز پر اس کا چھوٹا موٹا سامان تھا۔اس کے علاوہ کمرے میں بس ایک کرسی تھی۔اور نیچے پرانا قالین بچھا ہوا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

موسم ٹھنڈا تھا اسی وجہ سے اوپر والے اس کمرے میں خنکی سی تھی۔ کمرے کے باہر دائیں طرف چھوٹی سی چھت بھی تھی۔ جہاں صرف ایک سولر پینل رکھا ہوا تھا۔ اور گرمیوں میں اس سے بس امی کے کمرے کا روم کولر چلتا تھا۔

اس وقت وہ اپنے دوست کے نکاح سے واپس آیا تھا۔ اس نے شلوار قمیض کے اوپر پہنا ہوا کوٹ اتارا۔ اور کھونٹی پر لٹکا دیا۔ وہاں اس کے اور بھی بہت سے کپڑے لٹکے تھے۔ آدھے سے زیادہ تو میلے تھے۔ ہفتے بعد امی اس کے کمرے میں آکر یہاں سے کپڑے لے جاتی تھیں۔ صفائی بھی کمرے کی بس ایک ہی بار ہوتی تھی۔ اس نے وہاں کھونٹی سے اپنا ٹراؤزر شرٹ لیا۔ پھر چینج کرنے چلا گیا۔

ویسے تو گھر کے نیچے والے حصے میں دو کمرے تھے۔ اور وہ نیچے والے کمرے میں بھی رہ سکتا تھا۔ لیکن شروع سے ہی اسے اوپر رہنے کی عادت سی تھی۔ کمرہ پریشان حال تھا، لیکن اس کا اپنا تھا۔ اور اس کمرے کے چھوٹے سے باتھروم سے بھی وہ گزارا کر لیتا تھا۔ اس باتھروم میں بیسن بھی نہیں تھا۔ بس ایک بالٹی رکھنے کی جگہ تھی۔ اور ایک انسان کے کھڑے ہونے کی۔ شیشہ بھی باہر کمرے کی دیوار پہ لگا ہوا تھا۔ اور شیشے کے ساتھ میں دیوار پہ ایک چھوٹا سٹینڈ تھا جس پر کنگی، تیل اور عطر کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ ابھی وہ اسی شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

صبح آٹھ بجے سے شام چھے بجے تک اس نے اپنی ہارڈ ویئر کی دکان کھولنی ہوتی تھی۔ لیکن آج وہ دوپہر میں ہی گھر آ گیا تھا۔ پھر تیار ہو کر وہ اپنے ایک دوست کے نکاح پر گیا تھا۔ اور جس وقت وہ تیار ہونے آیا تھا، اس وقت تو امی گھر پر ہی تھیں۔ اور تب تو نہ اس کی بہن آئی ہوئی تھی اور نہ ہی امی نے کہیں جانا تھا۔

وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسے امی سے کی گئی باتیں یاد آنے لگیں۔

۔"یہ تیرا آخری دوست ہے نا جس کی شادی رہ گئی تھی؟"

امی برآمدے میں فریج کے ساتھ رکھی چارپائی پر بیٹھیں مٹر چھیل رہی تھیں۔

"اس کی شادی اب ہو رہی ہے، امی۔"

"ہاں تو وہی میں تجھے کہنا چاہ رہی ہوں کہ اب تُو بھی اپنی شادی کے بارے میں سوچ لے۔"

امی کی نظر میں اس کی عمر نکل چکی تھی۔

"مجھے شادی نہیں کرنی، امی۔"

جب جب شادی کی بات آتی تھی وہ یہی ایک جواب دیتا تھا۔ امی کو اس کے جواب کی عادت ہو جانی چاہیے تھی

لیکن امی بھی ہمیشہ کی طرح غصہ کرنے لگیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تیرے ابا نے صرف تجھے بہنوں کی شادی کی ذمہ داری دی تھی، یہ نہیں کہا تھا کہ تو کبھی خود شادی کرے ہی نہ۔"

امی نے مٹر چھیلنا روک دیے۔ان کے سامنے ان کا بیٹا شلوار قمیض کے اوپر کوٹ پہن کر تیار کھڑا تھا۔خوبصورت لگ رہا تھا۔اور ان کا ارمان تھا کہ وہ اپنے بیٹے کی بھی شادی دیکھیں۔

"لیکن امی مجھے شادی نہیں کرنی،اور یہ میرا اپنا فیصلہ ہے،ابو کا نہیں۔"

امی سے اس نے اگر یہ شلوار قمیض استری نہ کروانی ہوتی تو وہ کبھی ان کو یہ بھی نہیں بتاتا کہ اسے اپنے دوست کے نکاح پر جانا تھا۔

بلکہ اسے پھر بھی چھپا لینا چاہیے تھا۔

"کیوں نہیں کرنی تجھے شادی؟تُو مجھے کھل کے بتا۔"

"بس نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔"

اسے بھی غصہ آنے لگا تھا۔فریج پہ لگے کی چین ہولڈر سے وہ اپنی موٹر سائیکل کی چابی اتار چکا تھا۔اسی کی چین میں گھر کی چابی بھی لگی تھی۔

"تو بے شک نہ ہو راضی لیکن مجھے تیری شادی کرنی ہے،ہر حال میں کرنی ہے،اور اب تو میں خود ڈھونڈ لوں گی تیرے لیے لڑکی۔خاندان میں نہ ملی تو باہر کی لے آؤں گی،پر تیری

Novels by Hamna Nasood Khan

دلہن لاؤں گی میں۔ ورنہ ہمیشہ خاندان میں سب یہی باتیں بنائیں گے کہ بہنوں کی وجہ سے تو شادی نہ کر سکا۔ تیری عمر نکل گئی اور پھر...“

”آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، امی۔ میری عمر نکل چکی ہے۔ اس لیے برائے مہربانی ضرورت نہیں ہے آپ کو کہ میرے لیے کسی خاندان کی یا باہر کی لڑکی کو ڈھونڈیں آپ۔“

امی نے آخری بات تو غلط ہی کر دی تھی۔ امی کو فوراً طلاق ہوا۔ لیکن اب کیا، وہ دروازہ کھول کر اپنی موٹر سائیکل گھر کے باہر نکال چکا تھا۔

وہ حارث منیب تھا۔ اپنے گھر کا اکلوتا کفیل۔ ابا جی کی وفات کے بعد تینوں بہنوں کی شادی کی ذمہ داری اس کے سر آن پڑی تھی۔ ایف کرنے کے بعد اسے یونیورسٹی جانا نصیب نہیں ہوا۔ اور ہارڈ ویئر کی دکان پر کام کرتے کرتے اس نے اپنی الگ دکان کھول لی۔ بارہ سال پہلے سب سے بڑی بہن کی شادی، پھر آٹھ سال پہلے اس سے چھوٹی بہن، ثمرین باجی کی شادی۔ اور اس کے بعد نمبر تو اس کا آتا تھا لیکن اس سے چھوٹی بہن فاطمہ کی شادی نے مزید پانچ سال لے لیے۔ پھر اسے گھر کی مرمت وغیرہ کروانی تھی۔ پچھلے سال تو دکان پر آگ بھی لگ گئی تھی۔ اور اس نقصان سے نکلتے ہوئے اسے پورا سال لگ گیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

اب حالات کچھ یوں تھے کہ اگلے دو مہینوں میں وہ چھتیس سال کا ہونے والا تھا۔ آج تو اس نے تازہ شیو بنائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے چہرے سے بھی عمر عیاں نہیں ہو رہی تھی۔ ہاں بس اس کے سر کے بالوں میں سے کئیں میں چاندی اتری ہوئی تھی۔

زندگی کے کسی بھی حصے میں حارث منیب کو اپنا گھر بسانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ اور اب تو وہ عمر کے جس حصے میں تھا، چاہتا ہی نہیں تھا کہ وہ شادی کرے۔ کوئی ارمان تھے بھی تو دفن ہو گئے تھے۔ ایک بار بڑی بہن نے اپنی چھوٹی نند کے لیے رشتے کا کہا تو نند نے ہی اس کی عمر کا کہہ کر صاف انکار کر دیا۔ یہ بات انہوں نے تو چھپائی لیکن عائش کی سالگرہ پر ان کی ساس نے امی کو یہ بات جتا کر کہا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں اور کر دیا ہے۔ اور بعد میں اس کی شادی بھی ہو گئی۔ شائز کی زبان نے اس بات کو حارث منیب تک پہنچا دیا تھا۔

اس کی منگنی جس وجہ سے ٹوٹی تھی وہ وجہ اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ اسے وٹیلیگو تھا۔ زیادہ نہیں لیکن اس کے بائیں ہاتھ کی پشت پر واضح ہوتا تھا۔ اور چہرے پہ دائیں گال کی ہڈی کے پاس بھی۔ باقی دو تین اور جگہ تھا لیکن وہ جگہیں چھپی رہتیں تھیں۔ یہ وٹیلیگو ایسا نہیں تھا جو اس کے پورے جسم پر پھیل گیا ہو۔ بچپن سے اس نے اپنے جسم پر اتنے ہی سفید دھبے دیکھے تھے، اور آج تک اتنے ہی تھے۔ شاید اُس وقت جو میڈیسنز اس نے لیں

تھیں ان سے زیادہ پھیل نہیں سکا۔ڈاکٹرز تو کہتے تھے کہ دھیرے دھیرے پوری باڈی پہ پھیل بھی سکتا ہے لیکن آج تک پھیلا نہیں تھا۔اور جن حصوں پر دھبے تھے وہاں سے کم بھی نہیں ہوا تھا۔

ویسے اس کا رنگ صاف ہی تھا، نین نقش بھی پیارے تھے۔ لیکن اس کے رشتے کے لیے اس کے گھر والے بہت خوار ہو چکے تھے۔ابھی اگلے مہینے اس کے بھائی کی شادی کے ساتھ اس کی بھی شادی تھی۔رشتہ غیروں میں کسی رشتے کروانے والی عورت نے کروایا تھا۔ وٹیلیگو والی بات لڑکے سے چھپا کر۔ منگنی ہوئی تو میک اپ زدہ چہرے میں ہوئی لیکن جب لڑکے کو پتہ چلا تو اس نے دس منٹ نہیں لگائے اور منگنی توڑ دی۔رشتے والی نے لڑکے والوں سے کہا تھا کہ وہ اچھا جہیز لائے گی اور اسی لالچ میں سسرال والے اسے قبول کر چکے تھے۔بس شادی تک انہوں نے یہ بات اپنے بیٹے سے چھپانی تھی۔ اور شادی کے بعد تو بیٹا بھی شاید نبھا لیتا، طعنے کستا لیکن گزارا کر ہی لیتا۔اس سب کے بارے میں وہ نہیں جانتی تھی لیکن کوئی قریبی ہی تھا جس نے یہ خبر لڑکے تک پہنچادی تھی۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔

”تم مجھ سے ویڈیو کال پر بات صرف اسی لیے نہیں کرتی نا کہ میں کہیں تمہارا اصلی چہرہ نہ دیکھ لوں؟“

Novels by Hania Yasoob Khan

''یہ آپ کس طرح سے بات کر رہے ہیں؟''

وہ گھبرائی۔اس کا ایسا لہجہ پہلی بار سننے کو ملا تھا۔

''جسے دھوکے میں رکھا جائے وہ اس سے زیادہ بد تمیزی پر بھی اتر سکتا ہے۔''

''میں نے آپ کو کوئی دھوکہ نہیں دیا۔''

''دھوکہ نہیں دیا تو مجھے زرا اپنی اصل صورت دکھاؤ۔''

''کیا مطلب؟''

''اوہ... اب تم نہ سمجھنے کی اداکاری کرو گی؟''

وہ ہنس رہا تھا۔پر وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔اور اب وہ خاموش تھی۔

''میں تم سے منگنی توڑ رہا ہوں۔''

اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹنے لگا۔کیوں، وہ پوچھ نہ سکی۔

''اور وجہ ہے تمہارا مجھ سے اپنی اصلیت چھپانا۔تمہیں وٹیلیگو ہے اور میں تم جیسی داغدار لڑکی کے ساتھ ایک تصویر تک بنوانا پسند نہ کروں، شادی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔امی ابو آگئے ہونگے تمہارے جہیز کے لالچ میں لیکن مجھے خوبصورت جہیز نہیں بلکہ خوبصورت لڑکی چاہیے۔اس لیے ہماری منگنی اب ختم ہوتی ہے۔''

اس کی منگنی ٹوٹی۔اور بات سارے خاندان میں پیٹرول کی بُو کی طرح پھیل گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

وہ رابعہ منظور تھی۔اس کی عمر لگ بھگ چوبیس سال تھی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ باہر لاؤنج سے دو خواتین کی بات کرنے کی آواز وہ سن سکتی تھی۔ بڑی عمر کی عورت تو کچھ خاموش تھیں لیکن ان کے ساتھ جو عورت تھی وہ خوب بول رہی تھی۔یوں کہو کہ اپنے بھائی کے قصیدے پڑھ رہی تھی۔

اسے زبردستی امی نے ہلکے کام والا سوٹ پہنایا تھا۔میک اپ کرنے سے منع کر دیا تھا ورنہ اس کے دھبے چھپ جاتے۔ہاں،انہوں نے بس یہ تاکید کی تھی کہ وہ لپ سٹک لگا لے۔ تھی تو وہ خوبصورت لیکن اس کی ساری خود اعتمادی اپنے گال کے نمایاں دھبے کی وجہ سے ختم ہو جاتی تھی۔ابھی تو اسے اپنی ٹوٹی منگنی کا غم منانے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔اور آج شام ہی پتہ نہیں کہاں سے یہ رشتہ خود بخود آ گیا تھا۔

"ایسے کیسے آپ نے میرا رشتہ طے کر دیا،امی؟"

رابعہ کی مٹھی میں شگن کے پیسے تھے۔منہ میں کھلائی گئی مٹھائی کی مٹھاس۔باہر ابو بیٹھے تھے ورنہ وہ کبھی یہ شگن بھی نہ لیتی۔نہ ہی کبھی منہ میٹھا کرتی۔لیکن اس نے دیکھا تھا کہ ابو بار بار سختی سے امی کو آنکھیں دکھا رہے تھے۔گھر پہ اس وقت اس کا بھائی بھی نہیں تھا ورنہ شاید وہ کچھ تو ہمت کر لیتی۔اُف۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''مجھ سے پوچھے بغیر آپ کیسے کسی لڑکی کے ہاتھ پر میرے نام کا شگن رکھ آئیں ہیں، امی؟''

حارث پھٹ پڑا۔اس وقت وہ لوگ امی کے کمرے میں تھے۔ بڑی باجی اپنے بچوں کا منہ میٹھا کروا رہی تھیں۔تینوں بچوں نے باری باری منہ میٹھا کیا تو بڑی باجی حارث کے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں۔

''تو منہ میٹھا کر۔اور اپنی شادی کی تیاری پکڑ۔اگلے مہینے تیری والی کے بھائی کی شادی ہے اور ہم تو کہہ آئیں ہیں کہ ہم بھی اپنے بھائی کی دلہن اگلے مہینے ہی رخصت کر لیں گے۔ اچھا ہے نا کہ اس کے بھائی کے ولیمے کے ساتھ ہی بہن کی بارات ہو جائے گی۔ خرچہ بچ جائے گا لڑکی والوں کا۔''

حارث نے غصے سے گردن بڑی باجی کی طرف موڑی۔

''یہ آپ نے ہی امی کو شے دی ہے نا؟''

اس کی آنکھوں میں بھی غصہ تھا۔لیکن امی اور بڑی باجی اطمینان سے مسکرا رہی تھیں۔

''یعنی ہماری مامی آنے والی ہیں؟''

شائز نے رس گلے سے بھرے منہ سے پوچھا۔

''نانو نام کیا ہے انکا؟''

Novels by Hamna Masood Khan

اسمارہ اپنی نانو کے گھٹنے پہ زور دے کر کھڑی ہو گئی۔ جبکہ عائش شیرے میں ڈوبا اپنا ہاتھ چاٹ رہی تھی۔

"تم لوگ منہ بند کرو اپنا۔"

بچوں کو تو وہ ڈانٹ ہی سکتا تھا۔

"منہ حارث منیب کا بند ہو گا۔"

بڑی باجی نے ہنستے ہوئے پورا گلاب جامن حارث کے منہ میں ڈال دیا۔

"اور امی کل ثمرین اور فاطمہ کو بھی بلا لیتے ہیں ادھر۔ میں دوپہر میں آجاؤں گی۔ اور سب کے لیے اپنے ہاتھ سے بریانی بناؤں گی۔ تُو بس چکن لے کر دے جانا گھر، حارث۔"

بڑی باجی نہ ہوتیں تو وہ امی پہ غصہ کر لیتا، انکار بھی کرتا۔ کیونکہ آج تک امی نے اس کے رشتے کی صرف باتیں کی تھیں۔ یوں رشتہ، شگن، اور اگلے مہینے کی شادی والی جرات پہلی بار کی تھی۔

اسے تو پہلا خیال بھی یہ آیا تھا کہ وہ شادی کے خرچے مینج کیسے کرے گا۔ لڑکی کون ہے، کیسی ہے، یہاں تک اس کی سوچ نہیں گئی تھی۔ دکان والے نے بھی تو اسی مہینے کرایہ بڑھا دیا تھا، اوپر سے موٹر سائیکل کی تین قسطیں ابھی باقی تھیں۔

Novels by Hamna Yasood Khan

رابعہ نے مٹھی میں پکڑے پیسے بیڈ پر پھینک دیئے۔ سر سے دوپٹہ اتارا۔اور آنکھوں میں آنسوں بھر لیے۔

"باہر تمہارے ابو ہیں اس لیے اپنی آواز آہستہ رکھو، رابعہ۔"

"کیوں امی؟ میں کیوں آواز آہستہ رکھوں؟ کل میری منگنی ٹوٹی ہے اور ابو نے آج میرا کہیں اور رشتہ طے کر دیا ہے۔"

ابو سے وہ ڈرتی تھی اسی لیے دبی دبی آواز میں غصہ کرنے لگی۔

"کیونکہ تمہارے ابو نے تمہاری شادی اگلے مہینے راحیل کے ساتھ ہی کرنی ہے۔ یہ بات پورا خاندان جانتا ہے۔"

امی اسے سمجھانے کے بجائے جتا کر کہہ رہی تھیں۔

"کیا مطلب میں اتنی بوجھ ہوں آپ لوگوں پر؟ راحیل بھائی ہوتے تو یہ کبھی نہ ہونے دیتے۔"

وہ رونے لگی۔

"راحیل ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔ لڑکا اچھا ہے اور..."

"اور اس سے بھی پچھلے والے کی طرح آپ لوگوں نے چھپایا ہے کہ مجھے وٹیلیگو ہے؟"

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

Novels by Hamna Hassan Khan

"ہم نے لڑکے والوں کو تمہاری میک اپ کے بغیر والی تصویر ہی دی ہے۔ وہ اپنے بیٹے کو خود دکھا دیں گے۔ اور تمہارے ابو لڑکے کو جانتے ہیں۔ ان کی مارکیٹ میں ہی اس لڑکے کا بڑا بہنوئی کاروبار کرتا ہے۔ اسی کے زریعے یہ رشتہ ہوا ہے۔"

اس نے حیرت سے امی کو دیکھا۔

"تمہارے ابو کل تمہاری منگنی کے ٹوٹ جانے سے ویسے ہی بہت پریشان ہوئے ہیں، اس لیے اب تم کوئی بدمزگی نہیں کرنا۔ پہلے والی بھی تم اپنے ابو کی پسند سے کر رہی تھی نا، یہ والی بھی کر لو۔"

اس کی حیرت میں اضافہ ہوا۔ امی عجیب بات کر رہی تھیں۔

"تمہارے ابو کے پاس تصویر ہے اس کی، دیکھنی ہے تو موبائل لاؤں تمہارے ابو کا؟"

"امی آپ اس وقت میرے کمرے سے چلی جائیں۔"

اسے تصویر دیکھنے میں زرا دلچسپی نہیں تھی۔ دلچسپی تو اسے اس شخص میں بھی نہیں تھی جس سے اس کی منگنی ٹوٹی تھی۔

"لڑکی کی تصویر میں تیرے واٹسآپ پہ سینڈ کروں گی، تو دیکھ لینا۔ ویسے مجھے نہیں لگتا کہ تجھے کوئی اعتراض ہو گا۔"

Novels by Hina Masood Khan

اس وقت وہ لوگ سڑک کنارے کھڑے تھے۔ بڑی باجی نے اپنے گھر جانا تھا۔ اور حارث منیب رکشے کا انتظار کر رہا تھا۔ عائش کا ہاتھ بڑی باجی نے پکڑا ہوا تھا جبکہ اسمارہ اور شائز حارث کا ہاتھ پکڑ کے کھڑے تھے۔

"مجھے تصویر نہیں دیکھنی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ جب پہلے آپ نے میری رضامندی کا زرا خیال نہیں کیا تو اب میں اسے شادی والے دن ہی دیکھوں گا۔"

"مطلب شادی کے لیے اب مان گیا ہے تُو؟"

بڑی باجی کا لہجہ خوشگوار ہو گیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سامنے کی سڑک سے ایک رکشہ آتا دکھائی دیا۔ حارث نے ہاتھ کے اشارے سے رکشہ بلوایا۔ بڑی باجی کے گھر کا پتہ سمجھایا۔ پیسے رکشے والے کو اپنی جیب سے دیئے۔ اور بڑی باجی بچوں کے ساتھ رکشے میں بیٹھ گئیں۔

"جب رشتہ کر ہی دیا ہے تو مہربانی کر کے اس لڑکی کو میری تصویر اور عمر ضرور بتا دینا۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں وہ کہے کہ میرے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے۔"

بڑی باجی کے پاس ہو کر اس نے کہا۔ بڑی باجی نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تُو فکر نہ کر۔ تیری تصویر ہم انہیں دے کر آئیں ہیں۔اب وہ لوگ خود اپنی بیٹی کو دکھا دیں گے۔"

بڑی باجی کو رکشے میں بٹھا کر گھر آیا تو امی کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"لیکن آپ لوگوں کو لڑکی سے بھی رضامندی لینی چاہیے تھی۔۔"

وہ امی کے گھٹنے دبا رہا تھا۔

"لڑکی مجھے تو راضی لگ رہی تھی۔"

امی اس کے چہرے کے تاثرات غور سے دیکھ رہی تھیں۔اور اس لڑکی کو بھی پیسے دیتے وقت انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"کیا میری عمر کی ہے وہ؟"

اگر وہ کم عمر ہوتی تو اس کے ساتھ شادی کرنے کے لیے آخر کیوں راضی ہوتی۔

"نہیں نہیں... چھوٹی ہے تجھ سے۔"

امی نے ہنستے ہوئے اسے بتایا۔اس کا چہرہ اتر گیا۔

"کتنی چھوٹی؟"

امی کے گھٹنے پر اس نے اپنے ہاتھ روک دیئے۔

"تو تصویر دیکھے گا تو تجھے خود سے ہی اندازہ ہو جائے گا۔"

Novels by Hamna Yasood Kiani

امی نے اپنے گھٹنے سے اس کے ہاتھ پیچھے کر دیئے۔اب وہ لیٹنے لگی تھیں۔

"اب تو شادی پہ ہی دیکھوں گا اسے۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"راحیل بھائی آپ کو پتہ ہے کہ امی ابو نے آج میرا کہیں رشتہ کر دیا ہے؟"

اس کا بھائی شہر سے باہر تھا۔

"تو تم رو کیوں رہی ہو، رابعہ؟"

وہ آواز سے بڑا مطمئن لگا۔لیکن اس کے رونے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ کو کیا یہ بات پہلے سے پتہ تھی؟"

اگر نہیں پتہ ہوتی تو وہ ضرور حیران ہوتا۔

"ہاں... ابو نے مجھ سے بات کی تھی۔"

"اور آپ نے انہیں یہ سب کرنے سے روکا نہیں؟"

"جب لڑکے میں کوئی خامی ہے ہی نہیں تو میں ابو کو کیوں منع کرتا؟ میں نے دیکھا اس لڑکے کو تو مجھے بہت اچھا لگا۔اگلے ہفتے میں گھر آؤں گا تو اس لڑکے سے مل بھی لوں گا۔"

"اور آپ جانتے ہیں کہ وہ لڑکا بھی شاید پہلے والے کی طرح نہیں جانتا کہ مجھے وٹیلیگو ہے"

Novels by Hamna Masood Khan

"میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ وٹیلیگو تمہاری کمزوری نہیں ہے، رابعہ۔"

اس نے ڈپٹا۔

"جہاں تک ابو نے مجھے بتایا ہے اس کے مطابق اس لڑکے کو بھی تمہارے وٹلیگو سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ نہ ہی اس کی فیملی نے پہلے والی فیملی کی طرح ہم سے جہیز کی کوئی ڈیمانڈ کی ہے۔ بہت اچھے اور شریف لوگ ہیں۔ ابو اس کے بہنوئی کو کافی عرصے سے جانتے ہیں۔"

امی ابو سے زیادہ تو راحیل بھائی اس رشتے سے خوش لگ رہے تھے۔

"یعنی آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

وہ کال کاٹنے والی تھی۔

"نہیں... اور اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو رابعہ میں تمہاری اس سے بات کروادوں گا۔ آمنے سامنے ہو کر بات کر لینا تم۔ دیکھ لینا۔ اگر تمہیں رشتہ ٹھیک نہ لگا تو میں پھر تمہارے ساتھ کھڑا ہو نگا۔"

رابعہ نے اب فون رکھ دیا۔ ایک بات تو تھی کہ پہلے والا رشتہ بھی گھر والوں کی پسند سے تھا۔ ان کی تو ڈیمانڈز بھی تھیں۔ لیکن اس رشتے کی کوئی ڈیمانڈ یا اعتراض اسے ابھی تک

Novels by Hamna Yasoob Khan

دکھائی نہیں دیا تھا۔ پھر جب پہلے بھی وہ ابو کی پسند پہ راضی ہو گئی تھی تو اب بھی بنا دیکھے وہ اس رشتے پر بھی راضی ہو سکتی تھی۔

اگلے دن دکان پر جانے سے پہلے وہ چکن خرید کر دے گیا تھا۔ جانتا تھا کہ بریانی بنے گی۔ بڑی باجی دوپہر سے پہلے آجائیں گی اور کھانے کے وقت تک باقی دونوں بھی۔ دکان پہ اس نے ایک چھوٹا لڑکا رکھا ہوا تھا۔ وہ لڑکا سکول سے سیدھا اس کی دکان پر آجاتا تھا۔ دوپہر کا کھانا دکان پہ وہ اسی لڑکے کے ہاتھ منگواتا تھا۔ خود ایک ہی بار شام میں گھر جاتا تھا۔

اس وقت دکان پہ کوئی بھی گاہک نہیں تھا۔ وہ سامنے کاپی کھول کر ہاتھ میں نیلا پین پکڑ چکا تھا۔ اگلے مہینے پتہ نہیں کونسی تاریخوں میں شادی ہونی تھی۔ ابھی اسے پتہ نہیں تھا۔ لیکن وہ خرچوں کا حساب بنا رہا تھا۔ بَری بنانی تھی۔ کمرہ سیٹ کرنا تھا۔ بارات لے جانے کا خرچہ۔ اور دینا دلانا کرنا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ بہنیں آج اکٹھی ہو رہیں ہیں تو اس کے لیے پورا حساب کتاب کر کے ہی جائیں گی۔

بہنوں کی شادیوں میں تو بارات کا فنکشن اس نے محلے کے ایک خالی پلاٹ میں ہی کیا تھا۔ وہ پلاٹ خالی تو آج بھی تھا لیکن اپنا ولیمہ وہ پلاٹ میں نہیں دینے والا تھا۔ میرج ہال وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ پر جس دوست کا کل نکاح تھا اس کا میرج ہال کچھ ایورج سا تھا۔ اس نے

Novels by Huma Masood Khan

فون ملایااوراس سے پوچھا۔کافی دیر وہ پیسوں کا حساب کرتا رہااور جب اسے لگا یہ سب بہت زیادہ ہے،ابھی وہ نہیں کر سکتا تو وہ بڑبڑایا۔

''امی کو گھر جاتے ہی کہہ دوں گا کہ مجھے یہ شادی نہیں کرنی۔اگر وہ پھر بھی بضد رہیں تو کہہ دوں گا کہ شادی کر لوں گا لیکن بہار کے بعد۔تب تک چار مہینے ہونگے اور بجٹ مینج ہو جائے گا۔''

گھر آتے آتے اسے مغرب ہو گئی۔اس نے نماز راستے میں پڑھی۔ جب گھر پہنچا تو دروازہ پہلے سے کھلا تھا۔اور اندر چھوٹی سی راہداری میں دو موٹر سائیکلیں بھی کھڑی تھیں۔دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کن کی ہیں۔

وہ موٹر سائیکل سے اترا۔پھر اپنی موٹر سائیکل کو احتیاط سے اندر لایا۔چھوٹے سے صحن میں کھڑا کیا۔

وہیں بچے بھی کھیل رہے تھے۔بڑی باجی کے تین، ثمرین باجی کے دو،اور فاطمہ کی ڈیڑھ سال کی علیفہ۔علیفہ جھولے میں بیٹھی تھی۔ جھولا فریج کے آگے لگا ہوا تھا۔بچے ایک جھولا اسے دیتے، پھر ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے رہتے۔

Novels by Hamna Masood Khan

اس کو آتا دیکھ بچے ایک طرف کو ہو گئے۔ اس نے موٹر سائیکل کی چابی فریج کے آگے لگا دی۔ اور بچوں نے باری باری سلام کیا۔ برآمدے کے سامنے کچن تھا جہاں فاطمہ کھڑی تھی۔ چولہے پہ بڑی پتیلی میں چائے ابل رہی تھی۔ اور وہ ڈش میں کپ رکھ رہی تھی۔

"اسلام وعلیکم! حارث بھائی۔"

حارث نے کچن میں جھانکا۔ فاطمہ نے فوراً اسے سلام کیا۔

"واعلیکم السلام۔ تمہارے میاں نے تمہیں آج کیسے آنے دیا؟"

وہ کچن میں داخل ہو گیا۔

"آپ کی خوشی کے موقع پر ساتھ آئیں ہیں وہ میرے۔"

ڈش کے ساتھ پلیٹ میں مٹھائی پڑی تھی۔ حارث اسی مٹھائی کو دیکھ رہا تھا۔

"اور کون کون ہے؟"

جانتا تو وہ تھا لیکن پھر بھی اس نے پوچھا۔ جبکہ باہر موجود بچے امی کے کمرے میں جا کر اعلان کر چکے تھے کہ حارث ماموں گھر آ گئے ہیں۔

"عباس بھائی، بڑی باجی اور بچے۔"

"ثمرین باجی؟ بچے تو ان کے کھیل رہے ہیں برآمدے میں۔"

اسے تو ان کی آواز بھی آ رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... وہ بھی ہیں۔ بس ان کا موڈ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔"

"میرے رشتے کی وجہ سے؟"

اس نے تو سوچا تھا کہ گھر آ کر امی کو سیدھا سیدھا انکار کر دے گا۔ لیکن اب جیسے بہنیں بیٹھی ہوئیں تھیں، بہنوئی بھی آئے ہوئے تھے، وہ جانتا تھا کہ وہ ان سب کے ہاتھوں سے اپنا منہ ہی میٹھا کرنے والا ہے۔

"نہیں اپنے گھر سے ہی منہ بنا کر آئی ہیں۔ کیا پتہ... قیصر بھائی نے کچھ کہہ دیا ہو گا۔"

فاطمہ چائے کپوں میں ڈال رہی تھی۔

"چلو... دیکھتا ہوں میں انہیں۔ پہلے اوپر جا کر منہ ہاتھ نہ دھو لوں؟"

کچن کے سنک کے سامنے چھوٹی سی کھڑکی لگی ہوئی تھی۔ حارث اسی کے شیشے میں اپنا دھندلا سا عکس دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تو لگ رہا ہے کہ آپ دکان سے ہی منہ ہاتھ دھو کر آئیں ہیں۔"

فاطمہ نے اسے دیکھ کر کہا۔

"ہاں... ابھی نماز پڑھی ہے آتے ہوئے تو تازہ وضو کیا تھا۔"

اس نے بس بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ سب کے سامنے جاتے ہوئے اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ سب اس کے لیے اکٹھے ہوئے تھے۔

Novels by Hania Masood Khan

''پھر آپ جائیں اندر ورنہ امی آپ کو لینے کچن میں آجائیں گی۔''

وہ دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ نکلا۔ برآمدے میں چند پل رکا۔ امی کے کمرے کے باہر فریج تک جوتیاں آئیں ہوئی تھیں۔ اس نے بھی وہیں اپنی جوتی اتاری اور اونچی آواز میں سلام کیا۔

خلافِ معمول سب نے پرجوش ہو کر جواب دیا۔ عباس بھائی نے اور محسن نے اٹھ کر اسے گلے لگا کر مبارکباد دی۔ بڑی باجی تو خوشی سے ملیں۔ ثمرین باجی بیڈ کے ایک کنارے پر تھیں۔ وہیں سے انہوں نے مبارک دی۔ اور امی نے حارث کو اپنے پاس بیڈ پر ہی بٹھالیا۔ باقی لوگوں کے لیے کرسیاں لگیں ہوئیں تھیں۔ اور انہیں کرسیوں کی میز پر فاطمہ نے چائے لا کر رکھی۔

''دعائے خیر کے لیے جانا ہے حارث صاحب۔ بتاؤ پھر کب جائیں؟''

عباس بھائی نے چائے کا کپ اٹھا کر پوچھا۔ رشتہ انہیں کی جان پہچان سے ہوا تھا۔ اسی لیے اہمیت بھی انہیں پوری چاہیے تھی۔

''یہ سب ضروری ہے؟''

اس نے بڑی باجی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دعائے خیر پر بھی لڑکی کے لیے کافی کچھ جاتا تھا، یہ تو ایک اور خرچے کا اضافہ ہو رہا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"ہاں... اسی دن ہم تاریخ بھی پکی کر آئیں گے۔"

"تاریخ تو پہلے سے پکی نہیں ہے؟"

کل خود ہی تو انہوں نے بتایا تھا کہ لڑکی کے بھائی کی شادی اگلے مہینے ہے اور لڑکی کی رخصتی بھی ساتھ ہو گی۔

"ہے پکی، لیکن ہم اپنی طرف سے بھی تو جائیں گے نا۔ اچھی سی رسم کر کے آئیں گے۔ تجھے کوئی اعتراض؟"

"حارث بھائی آپ تو اب کوئی اعتراض نہ کرنا، دھوم دھام سے کرنی ہے ہم نے آپ کی شادی۔ میری بیوی تو کل سے بہت خوش ہے اور اس کے سارے ارمان پورے کروں گا میں۔"

محسن نے چائے کے بجائے مٹھائی اٹھائی۔ پھر حارث کا منہ میٹھا کروایا۔ اور اس کے بعد اپنی ساس کا۔

فاطمہ محسن کی کرسی کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ سب اپنی اپنی چائے اٹھا چکے تھے۔

"ٹھیک ہے، امی سے مشورہ کر کے آپ لوگ مجھے بتا دینا کہ پھر اس رسم کے لیے آپ نے کب جانا ہے، اور کیا کچھ چاہیے، میں پھر دیکھ لوں گا۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

اور دکان پہ تو حارث منیب شادی سے انکار کرنے کی سوچ رہا تھا۔واہ... حارث میاں...

واہ۔

ثمرین باجی کا فون بجا تو وہ کمرے سے چلی گئیں۔ان کے شوہر دبئی میں ہوتے تھے۔شادی کے اتنے سالوں میں ان کے بس دو چکر ہی لگے تھے۔اور اگلے سال ان کا ارادہ تھا کہ وہ پاکستان آئیں۔لیکن دور رہ کر بھی گھڑی گھڑی ثمرین باجی کو ان کے فون آتے تھے۔اور انہیں کے مطابق ثمرین باجی کو چلنا پڑتا تھا۔

''اندھیرا ہو گیا ہے اور گھر کیوں نہیں گئی تم اب تک؟''

باہر بچوں کا بہت شور تھا۔ان کو غصے سے ڈانٹ کر ثمرین باجی دوسرے کمرے میں آ گئیں تھیں۔وہاں بس ایک ڈبل بیڈ تھا۔ثمرین باجی اسی کے کنارے پر ٹک گئیں۔

''حارث ابھی آیا ہے وہ چائے پی لے پھر چھوڑ آئے گا مجھے گھر۔''

''امی کو کھانا بھی دینا ہے رات کا، پیچھے اکیلی ہو نگی وہ۔''

وہ رعب جما کر کہہ رہا تھا۔

''امی کا کھانا میں بنا کر آئی ہوں۔بس اوون میں گرم ہی کرنا ہے۔''

''تو اب تمہارا مطلب ہے کہ وہ اٹھ کر خود اپنا کھانا گرم کریں؟''

عجیب تلخ اور طنزیہ انداز تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"میں کونسا روز روز آتی ہوں امی کے گھر، قیصر۔ آج میرے بھائی کی خوشی کا دن ہے اور ..."

"اور اب جب تک تمہارے بھائی کی شادی نہیں ہو جاتی تم نے آئے روز یہی سب کرنا ہو گا۔"

"نہیں قیصر... اب میں بس دعائے خیر والے دن آؤں گی۔"

"تم ایسا کرو کہ اپنی امی کے گھر ہی رہ لو۔ بھائی کی شادی تک کیا... ہمیشہ کے لیے رہ لو۔"

"کیا مطلب ہے آپکا، قیصر؟"

پندرہ دن بعد ثمرین باجی آئیں تھیں امی کی طرف۔ اور انہیں یہ سب سننے کو مل رہا تھا۔

"میرا مطلب تم خوب سمجھتی ہو۔ اچھے سے جانتی ہو کہ مجھے بالکل پسند نہیں ہے کہ تم رات تک اپنی امی کے گھر رکی رہو، اور میری ماں پیچھے وہاں اکیلی ہو۔ کچھ وقت سے پھر بہتری تھی لیکن اب بھائی کی شادی کے بہانے سے تم نے ضرور وہ کام کرنے ہیں جو مجھ سے برداشت نہیں ہوتے۔"

ثمرین باجی کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔ وہ دل برداشتہ ہو کر اٹھیں۔

"آپ اپنی امی کو فون کر کے بتا دیں کہ آدھا گھنٹہ میرا انتظار کر لیں۔ آ رہی ہوں میں گھر۔"

Novels by Hamna Masood Khan

فون بند کر کے وہ برآمدے میں آئیں۔ کھیلتے ہوئے اپنے دونوں بچوں کے بازو کھینچ کر انہیں زبردستی شوز پہنائے۔ پھر چادر لے کر وہ امی کے کمرے کے دروازے تک آ گئیں۔

"حارث... تم مجھے گھر چھوڑ آؤ۔"

"خیریت ہے؟"

سب نے ہی ان کی طرف دیکھا۔

"تمہیں نہیں جانا تو پھر مجھے باہر سے رکشہ کروا دو۔"

سب سمجھ رہے تھے کہ وہ یوں جلد بازی میں کیوں جا رہی تھیں۔

"قیصر غصہ کر رہا ہے؟"

امی نے بھی سب کے سامنے ہی پوچھ لیا۔ اور وہ پلٹ گئیں۔

"حارث تم آ رہے ہو؟"

عباس بھائی نے تو بھلے وقتوں میں قیصر کے مزاج کا بتا دیا تھا۔ لیکن امی کو بھی رشتہ وہیں کرنا تھا۔ اب وہ اتنے سالوں سے یہی سب بھگت رہی تھیں۔ محسن کو زیادہ دلچسپی نہیں تھی، فاطمہ یہ سب دیکھنے کی عادی تھی۔ جبکہ بڑی باجی اٹھ کر باہر آ گئیں۔

"عباس کو کہوں گی کہ یوں شادی کے دنوں میں..."

Novels by Hamna Nasood Khan

”باجی ہم بعد میں بات کریں گے۔“

حارث اٹھ کر آیا۔اور ثمرین باجی سب کو خدا حافظ کر کے بچوں کے ساتھ گھر کے دروازے کی طرف چل دیں۔سات سال کا زین رو رہا تھا۔جبکہ چار سال کی مریم گم سم تھی۔

دعائے خیر اگلے جمعے کو طے پائی تھی۔بڑی باجی اور امی نے مل کر حارث کو بس رقم بتائی، جو اس نے وقت سے پہلے ادا کر دی تھی۔باقی خریداری اور تیاری انہوں نے خود ہی کی تھی۔ثمرین باجی تو اس دن کے بعد سے دوبارہ گھر ہی نہیں آئیں تھیں، بیچ میں شاید ایک دو بار انہوں نے بمشکل فون کیا تھا۔اور فاطمہ کی بیٹی کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ بھی نہ آسکی۔اب دعائے خیر پر صرف بڑی باجی اور عباس بھائی امی کے ساتھ جا رہے تھے۔ بچوں کو پچھلی بار کی طرح گھر چھوڑ کر۔لیکن مغرب تک حارث نے بھی گھر آجانا تھا تو پیچھے کا اتنا مسئلہ نہیں تھا۔

راحیل کل رات کو گھر آیا تھا۔اور آج اسکی بہن کی دعائے خیر تھی۔وہ چاہتا تھا کہ دعائے خیر پر حارث بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ آتا۔یوں رابعہ کو بھی اسے براہِ راست دیکھنے کا موقع مل جاتا۔دونوں اگر پہلے ایک دوسرے سے بات کر لیتے تو بعد کے کافی مسائل سے

Novels by Hina Yasood Khan

بچا جا سکتا تھا۔ لیکن حارث کے گھر والوں نے کہا کہ ان کے ہاں ایسا کوئی رواج نہیں ہے کہ لڑکا بھی ساتھ آئے۔ لڑکے کے گھر سے صرف بڑے ہی آتے ہیں۔

اب دعائے خیر سے پہلے راحیل نے سوچا کہ وہ حارث سے ایک ملاقات کر لے۔ اس سلسلے میں وہ جمعہ کی نماز سے پہلے حارث کی دکان کے لیے نکلا۔ اسے پتہ چلا تھا کہ حارث جمعہ کی نماز تک دکان کھول کر رکھتا ہے اسی لیے اس نے یہ وقت منتخب کیا۔

ایک اچھی مارکیٹ میں حارث کی دکان تھی۔ راحیل کو بھی دکان ڈھونڈنے میں زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ راحیل پہلے اسے اپنی پہچان کروانے والا تھا لیکن جب وہ دکان کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اس سے گاہک بن کر ملا جائے۔ یوں وہ اس کے اخلاق کا بھی اچھا جائزہ لے لے گا۔

اس وقت دکان پر صرف ایک گاہک کھڑا تھا۔ حارث اسی سے ڈیل کر رہا تھا۔ اور راحیل اس کا انداز دیکھنے لگا۔ راحیل اس وقت دکان کے عین سامنے کھڑا تھا۔ موقع دیکھ کر اس نے جانا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی کوئی اور گاہک آ گیا۔ وہ کافی جلدی میں لگ رہا تھا۔ اس نے راحیل سے کسی پرزے کی بات کی۔ اور وہ پرزہ شاید حارث کی دکان پر نہیں تھا تبھی

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے معذرت کرلی۔ پھر جس مسجد میں حارث نے نماز پڑھنی تھی وہاں جمعے کی اذان ہونے لگی۔ لیکن اس بندے نے لہجہ تھوڑا سخت کر کے اس سے بات کی۔ اسے جتایا کہ یہ عام سا سامان تو اس کی دکان پر ہونا چاہیے تھا۔ حارث نے پھر معذرت کی اور کاؤنٹر کے آگے رکھی ہوئی چیزوں کو اٹھا کر دکان کے اندر رکھنے لگا۔

"ویسے تو دکاندار گاہک کے انتظار میں سارا سارا دن انتظار کرتے ہیں لیکن جب گاہک خود دکان کے آگے موجود ہو تو دکان دار کا یہ رویہ میری تو سمجھ سے باہر ہے۔"

وہ طنزیہ ہنسنے لگا۔

"اور دکاندار کے پاس گاہک اس کا رب بھیجتا ہے۔ اسی لیے مقررہ وقت پر اس رب کا شکر ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ ویسے اس مارکیٹ میں اور بھی کچھ دکانیں ہیں۔ آپ وہاں پتہ کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی مطلوبہ چیز آپ کو وہاں سے مل جائے۔"

اب چونکہ اس نے نماز کے لیے جانا تھا اسی وجہ سے راحیل نے اس کی دکان سے دو قدم پیچھے کر دیے۔ حارث کا اخلاق تو ویسے بھی اس کے سامنے آ ہی گیا تھا۔ کیسے اس گاہک کے غلط رویے کے بعد بھی حارث نے اپنا لہجہ اس کے ساتھ بہت نرم رکھا تھا۔ پھر دکان کا شٹر گرا دیا۔ اپنے کف کے بٹن کھولتے ہوئے وہ بازو فولڈ کرتے کرتے وہاں سے مسجد کی طرف رخ کر گیا۔ پیچھے راحیل نے ارد گرد کی دکانوں سے حارث اور اس کی دکان

Novels by Hama Masood Khan

کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ کسی ایک نے بھی حارث کے متعلق ایک بھی شکایت درج نہ کی۔ کسی نے یہ بتایا کہ وہ پانچ وقت کا نمازی ہے تو کسی نے یہ بتایا کہ وہ کتنا ایماندار ہے۔اور یہ بھی کہ آج تک مارکیٹ میں اس کی کسی کے ساتھ بھی منہ ماری نہیں ہوئی۔

حارث کی عمر کے متعلق وہ جانتا تھا لیکن ابھی جو اس نے ملاقات کی تھی اسے اتنا محسوس نہیں ہوا تھا کہ وہ چھتیس کا ہونے والا ہے۔ جیسا وہ تصویر میں تھا ویسا ہی سامنے سے بھی دکھائی دیتا تھا۔یعنی حارث کے گھر والوں نے اس کے متعلق کوئی جھوٹے قصیدے نہیں پڑھے تھے۔ہاں اس کے سر کے چند بالوں کی چاندی راحیل نے دیکھی تھی۔ پر یہ تو وہ چاندی تھی جو عمر اور محنت کے ساتھ کمائی جاتی ہے۔ جس سے انسان کا تجربہ ظاہر ہوتا ہے۔اور ویسے بھی جس شخص سے رابعہ کی منگنی ٹوٹی تھی وہ لڑکا بھی بتیس سال کا تھا۔ ایسے میں حارث اگرچہ اس سے بھی چار سال بڑا تھا پر اس سے کئیں گنا بہتر تھا۔ پچھلے ایک ہفتے میں کونسا حارث نے ایک بھی بار اس کی بہن کا نمبر لینے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ پہلے والا رشتہ ہونے کے بعد سے ہی زبردستی کی فون کالز کیا کرتا تھا۔وہ بھی اپنی پسند ناپسند گنوانے کے لیے۔اور رابعہ کو بھی مجبوراً اس سے بات کرنی پڑتی تھی۔

"گھر بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آج رابعہ کی دعائے خیر ہے۔"

Novels by Hania Masood Khan

راحیل موٹر سائیکل پر تھا۔اس کے کانوں میں ایئر پوڈز لگے ہوئے تھے۔ بات وہ اپنی منکوحہ سے کر رہا تھا۔ یہ رشتہ غیروں میں ہوا تھا، لیکن اس کی پسند کا تھا۔اور اسی وجہ سے راحیل نہیں چاہتا تھا کہ اس کے گھر کی باتیں ان لوگوں کو پتہ چلیں۔

"لیکن جب ہمارے ولیمے پہ رابعہ کی بارات آئے گی،اور سب دولہے کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ رابعہ کی شادی کہیں اور ہو رہی ہے۔"

یہ مدیحہ ایمان تھی۔اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔وہاں ہلکی سی دھوپ آ رہی تھی۔اور وہ اپنے لمبے سلکی بالوں کو سکھا رہی تھی۔

"تو سمجھ جائیں، مدیحہ۔ عزت سے رخصت ہو رہی ہو گی نا میری بہن۔ایسے میں کوئی زیادہ سے زیادہ کیا ہی باتیں بنا لے گا۔"

راحیل گھر کے راستے پر تھا۔حارث کی مارکیٹ سے تقریباً آدھے گھنٹے کا راستہ پڑتا تھا۔ نماز اس نے گھر کے پاس والی جامع مسجد میں ہی پڑنی تھی۔

"یعنی تمہیں ان باتوں کی پرواہ نہیں ہے؟"

"مجھے بس اپنی بہن کی پرواہ ہے۔"

"اور میری...؟"

"ہاں... تمہاری بھی ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

راحیل کا لہجہ یکدم نرم ہو گیا۔

"لیکن تم بھول جاتے ہو بار بار۔"

اس نے شکوہ کیا۔

"اور تم بھی تو یاد دلا دیتی ہو۔"

وہ مسکرا رہا تھا۔ جتا رہا تھا۔

"تمہیں یاد کروانا ضروری ہوتا ہے۔"

اس نے بھی جتا دیا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے... فون رکھو تم۔ میں گھر پہنچنے والا ہوں۔ پھر بائیک کھڑی کر کے سیدھا مسجد کے لیے نکلوں گا۔"

مدیحہ نے فون رکھا۔ پھر وہ کمرے کی کھڑکی کو بند کر کے اپنے بیڈ تک آئی۔ بیٹھ کر سوچنے لگی۔ چاہے اس کے نکاح کو ایک سال ہونے والا تھا لیکن وہ اپنے گھر والوں کے رویے کو سمجھتی تھی۔ ابھی کچھ وقت پہلے جب رابعہ کی منگنی ہوئی تھی تب بھی لڑکے کو دیکھ کر انہوں نے کافی کچھ کہا تھا۔ اوپر سے جتنی ڈیمانڈز رابعہ کے اس سسرال کی طرف سے کی گئیں تھیں، ان کو پھر یہ ڈر بھی لگتا تھا کہ کہیں راحیل کی فیملی زیادہ جہیز نہ مانگ لے۔

Novels by Hamna Masood Khan

پر خیر... ایسا کچھ ہوا تو نہیں لیکن رابعہ کی منگنی ٹوٹنے کی خبر مدیحہ کے گھر والوں کو کہیں سے مل ہی گئی تھی۔ پھر انہوں نے منظور صاحب کو کال بھی کی تھی۔ لیکن منظور صاحب نے کچھ بھی ظاہر نہیں کیا تھا۔ الٹا یہ یاد دہانی کروائی تھی کہ ان کے دونوں بچوں کی شادی مقررہ تاریخوں کے مطابق اگلے مہینے ایک ساتھ ہی ہو رہی ہے۔ ایسے میں ایک تجسس تھا جو سب کے درمیان میں پھیل گیا تھا۔ اور وہ یہ کہ اگر رابعہ کی منگنی ٹوٹ گئی ہے تو اس کی شادی پھر آخر ہو گی کس کے ساتھ؟

اور یہ بات مدیحہ تو جانتی تھی کہ ان کے گھر میں کیا چل رہا ہے لیکن راحیل نے اسے منع کر رکھا تھا کہ اس سب کا ذکر وہ اپنے گھر والوں کے آگے نہ کرے۔

شام کے چار بج رہے تھے۔ منظور صاحب اپنے گھر کے سب کام اپنی نگرانی میں کروا رہے تھے۔ ان کے گھر میں تین کمرے تھے۔ اور تینوں کمروں کے وسط میں بڑا سا لاونج تھا۔ اور ایک طرف کو کچن۔

صاف صفائی کی انہیں بہت عادت تھی۔ خاص طور پر جب انہوں نے مہمانوں کو مدعو کیا ہو۔ ابھی بھی انہوں نے لاونج کی ساری ڈسٹنگ چیک کی تھی۔ اور پھر ایئر فریشنر سے کھٹے پھولوں کی مہک ارد گرد پھیلا دی۔ راحیل نماز پڑھ کے آیا تو مہمانوں کے لیے

Novels by Hama Nasood Khan

فریشمنٹ کا سامان لے کر آیا۔ گرما گرم سموسوں کا پیکٹ اس نے اوون میں رکھا۔اور باقی سب کچھ کچن کی شیلف پر۔

اس وقت امی رابعہ کے کمرے میں تھیں۔اس کے لیے انہوں نے ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ نکالا تھا۔ قمیض کے گلے، بازوؤں،اور دامن پر باریک کام تھا۔ساتھ میں کھسے۔ نازک سی جیولری۔اور بس۔

رابعہ نہا کر نکلی تو اپنے بیڈ پر ہر چیز ترتیب سے دیکھ کر چند پل ٹھہر گئی۔ پھر اس نے امی کو دیکھا۔وہ ہولے سے مسکرا رہی تھیں۔

"اچھے سے تیار ہونا،رابعہ۔"

انہوں نے بہت پیار سے کہا۔آج انکا لہجہ اس دن جیسا نہ تھا۔بلکہ آج تو ابو بھی اس کی خوب خیر خبر رکھ رہے تھے۔رات کو راحیل آیا تو اس نے بھی رابعہ سے بات کی تھی۔

"ان لوگوں کو میرے وٹیلیگو سے سچ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے؟"

شاید وہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آج وہ میک اپ سے اپنے چہرے کے دھبے کو چھپائے یا نہ چھپائے۔

"نہیں... کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

امی نے اسے تسلی دی۔

Novels by Hema Masood Khan

"اور اس لڑکے کو؟"

"حارث نام ہے اسکا۔"

امی نے اسے نام بتایا۔اس نے نظریں بدلیں۔پھر بیڈ سے اپنا سوٹ اٹھایا۔

"ساتھ آئیں گے وہ؟"

"نہیں... ان کے ہاں رواج نہیں ہے۔لیکن پھر بھی اگر تم ملنا چاہو تو راحیل..."

"مجھے نہیں ملنا،امی۔"

اس نے ناگواری سے نہیں کہا۔وہ اب تیار ہونے لگی تھی۔

جب وہ لوگ آئے تو ماحول کافی خوشگوار ہو گیا۔لاونج میں سب ہنسی خوشی بیٹھے رہے۔

جب وہ گئی تو اسے پھولوں والا ہار بڑی باجی نے پہنایا۔اور دونوں ہاتھوں میں گلاب کے گجرے بھی۔

حارث کی امی اس کے ساتھ بیٹھی تھیں۔اور اس خوشگوار ماحول میں اس کے چہرے پہ مسکراہٹ خود بخود آگئی۔آج ایک تسلی تو اسے مل گئی تھی کہ جس فیملی میں وہ جا رہی ہے وہ فیملی اچھی تھی۔

Novels by Hina Masood Khan

کچھ تحفے تحائف تھے جو وہ رابعہ کے لیے لے کر آئے تھے۔ سامنے میز پر رکھے ہوئے تھے۔ دن تاریخ بتانے کے بعد سب نے دعا مانگی۔ پھر فریشمنٹ کا سلسلہ شروع ہوا۔ رابعہ وہاں کچھ دیر بیٹھی رہی۔ پھر جب ابو نے اسے اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر لاونج سے چلی گئی۔ وہ اپنے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی جب ابو نے ان سے براہ راست جہیز کے متعلق پوچھا۔ یہ بات بھی دہرائی کہ ان کی بیٹی کو وٹیلیگو ہے اور بچپن سے اتنا ہی ہے۔ شروع دنوں کے کچھ علاج نے دھبوں کو بڑھنے سے روک دیا تھا لیکن پھر بھی ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ کبھی بھی یہ پھیل سکتا ہے۔

جہیز والی بات پہ تو حارث کی امی نے صاف صاف کہہ دیا کہ ابو چاہیں تو اپنی بیٹی کو بخوشی جو چاہے دیں لیکن اس سلسلے میں ان کی کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔ اگر ان کی بیٹی کچھ نہیں بھی لائے گی تو بھی وہ اسے قبول کریں گے۔ ایسا شاید وہ اس لیے کہہ رہی تھیں کیونکہ انہوں نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی کی تھی۔ اور تینوں کی شادی کے بعد اپنے بیٹے کے اوپر قرضوں کے بوجھ کو بھی دیکھا تھا۔

رہی بات وٹیلیگو کی تو اس پہ بڑی باجی نے ابو کو تسلی دی کہ اس معاملے میں وہ بے فکر رہیں، اسے کبھی اس مسئلے کی وجہ سے نیچا محسوس نہیں کروایا جائے گا۔ اب نا جانے وہ دنیا دکھاوے کو کہہ رہی تھیں، یا پتہ نہیں کیوں کہہ رہی تھیں۔

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ نے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر ان کی باتیں سنیں۔ جہاں وہ جہیز والی بات پہ حارث کی امی کے جواب سے مطمئن تھی وہیں بڑی باجی کے اس جواب پر وہ بے چین رہی۔ اپنی اس کمزوری کی وجہ سے وہ کبھی خود اعتمادی محسوس نہیں کر پاتی تھی۔

دسمبر کے پہلے ہفتے میں ان کی شادی ہونے جا رہی تھی۔ دونوں طرف ہی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ شادی کے اتنے سارے کام تھے لیکن حارث کے لیے مشکل ہو رہا تھا کہ اگر وہ دکان پہ ٹائم دے تو گھر کے کام کیسے دیکھے۔ اور اگر گھر کو ٹائم دے تو دکان کیسے مینج کرے۔ شادی کے خرچے پورے کرنے کے لیے اس نے بینک سے لون کے لیے بھی اپلائی کیا تھا اور وہ لون اسے دو تین دن میں مل جانا تھا۔ ہفتے میں ایک بار فاطمہ آ جاتی تو امی کے ساتھ بازار چلی جاتی۔ پھر کبھی بڑی باجی آ جاتیں تو وہ کچھ چیزیں وغیرہ لے آتیں۔ ابھی تک اس کی شادی کی تیاریاں دوسروں کے ہاتھوں ہو رہی تھیں۔

حارث نے اوپر اپنے کمرے کی حالت دیکھ کر سوچا تھا کہ وہ امی سے کہے گا کہ وہ نیچے والے کمرے میں شفٹ ہونا چاہتا ہے۔ کیونکہ اوپر والے کمرے کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہاں دلہن لائی جاتی۔ اور نہ اس کی جیب اجازت دیتی تھی کہ وہ کمرے میں ضرورت کا ہر کام کروائے۔

Novels by Hamna Nasood Khan

ابھی وہ ناشتہ کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں اسے دکان کے لیے نکلنا تھا۔ آج اس نے دکان پہ کام کرنے کے لیے ایک لڑکے کو بھی بلوایا تھا۔ اسے وہ صرف شادی کے دنوں کے لیے رکھنے کی سوچ رہا تھا تاکہ جب اس کی شادی ہو تو پیچھے دکان بند نہ رہے۔ پریشان تو وہ تھا کیونکہ یوں اپنی دکان اس نے کبھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں دی تھی۔ لیکن یہ سب ضروری تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں امی کہ میں نیچے والے کمرے میں شفٹ ہو جاؤں۔"

"کیوں؟ اچھا بھلا تو ہے تیرا کمرہ۔"

امی نے ناں میں سر ہلایا۔

"اچھا بھلا تو ہے لیکن امی اس طرح کا نہیں ہے کہ وہاں پہ دلہن لائی جا سکے۔"

دیواروں سے لے کر فرش، فرش سے دروازے اور کھڑکی تک کام کی ضرورت تھی۔

"تو کام وغیرہ کروالو وہاں۔"

امی نے آسانی سے کہہ دیا۔

"اس سب کا ٹائم نہیں ہے۔"

کہنا تو وہ چاہتا تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ پیسوں کا بھی تو مسئلہ ہے۔ لیکن یہ مسئلہ وہ ہمیشہ بیان نہیں کر پاتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تُو وقت نکال نا۔"

"لیکن امی نیچے والا کمرہ کیوں نہیں؟"

کیا وہ اس کی مالی حالت سے بے خبر تھیں۔ حارث نے لب بھینچے۔

"تجھے پتہ بھی ہے بہنیں آتی جاتی رہتیں ہیں۔ ایسے میں تُو اگر نیچے والا کمرہ لے لے گا تو ان کو پھر تنگی ہو گی۔"

امی کا اپنا جواز تھا۔ جواز بہنوں کے حق میں تھا۔

"امی لیکن اوپر ہمیں بھی تو تنگی ہو سکتی ہے نا۔"

وہ سمجھنا چاہتیں تو وہ سمجھ سکتیں تھیں۔

"کیا تنگی ہونی ہے؟ اوپر تو بلکہ باتھ روم بھی ہے۔ اور آج کل یہی ہوتا ہے نا کہ لڑکیوں کو اپنے کمرے میں ہی باتھ روم چاہیے ہوتا ہے۔ اس حساب سے تیرا اوپر والا کمرہ ہی شادی کے لیے ٹھیک ہے۔ تُو اسی میں کام کروا۔"

امی کسی اور نظریے سے ہی سوچ رہی تھیں۔

"پر شادی میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔ میری بات ہوئی تھی اس کے ابو سے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ مہندی سے ایک دن پہلے فرنیچر بھجوا دیں گے۔ اور میں نے یہی سوچا تھا کہ آپ سے کہہ کر میں نیچے والا کمرہ لے لوں گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے ناشتہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن میں بھی تجھے ٹھیک کہہ رہی ہوں کہ تو اوپر والے کمرے کو ہی سیٹ کروا۔ یہ بھی تو دیکھ نا کہ شادی کے دنوں میں نیچے کافی گہما گہمی ہو گی، ایسے میں ہر آئے گئے کی نظر رہتی ہے۔ اوپر تھوڑا پھر الگ تھلگ رہے گا۔"

اب اگر اسے اوپر کمرے میں کام کروانا تھا تو دکان پر لازمی لڑکا رکھنا تھا۔ شادی کے دنوں سے نہیں بلکہ ابھی سے۔ ایسے میں دکان سے نفع ہو یا نقصان اس سب پہ دھیان شادی کے بعد ہی دیا جا سکتا تھا۔

اس کے پاس دن بھی کم ہی تھے اوپر کمرے میں کام کل سے ہی شروع کروانا ضروری تھا۔ ایسے میں وہ اپنے اوپر دھیان دینا تو بھول ہی گیا تھا۔

پھر اس کے اگلے کچھ دن کا معمول یہ رہا کہ وہ صبح کمرے کا کام کرواتا تھا اور شام کے چار بجے جب مزدور چلا جاتا تب وہ دکان پہ جاتا۔ وہاں پہ جا کے حساب وغیرہ لیتا۔ اتنا تو اسے پتہ تھا کہ جتنا وہ گھر پہ رکے گا اتنا دکان متاثر ہو گی اور پہلے ہی دن سے اسے یہ بات صاف دکھائی دینے لگی۔

دوسری طرف رابعہ کے ابو نے جیسے کہا تھا ویسے ہی مہندی سے ایک دن پہلے فرنیچر بھجوانے کے لیے حارث کو فون کر دیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ساتھ وہ خود آ جاتے ہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

لیکن حارث نے کہا کہ بس وہ اسے گاڑی والے کا نمبر دے دیں، باقی وہ دیکھ لے گا۔ کیونکہ راحیل نے بھی شام میں واپس آنا تھا۔ اپنی شادی کے بعد ایک ہفتے کی چھٹی لی تھی اس نے کام سے۔ یہی وجہ تھی کہ ابھی تک براہ راست راحیل اور حارث کی ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔

فرنیچر کچھ دیر میں آنے والا تھا۔ اسی سلسلے میں آج حارث نے فاطمہ کو بلوالیا تھا۔ فاطمہ کی بیٹی فریج کے آگے لگے جھولے میں بیٹھی تھی۔ اور اس وہ خود اوپر والے کمرے کو دھو رہی تھی۔ ٹھنڈے موسم میں بھی تیز پنکھا چل رہا تھا۔ پیچھے وائپر حارث خود لگا رہا تھا۔ بڑی باجی نے شام میں آنا تھا۔ اور ثمرین باجی کے لیے امی کہہ رہیں تھیں کہ وہ عباس بھائی سے کہہ کر انہیں شادی کے تین دن کے لیے گھر بلالیں گی۔ لیکن اس کے لیے پہلے قیصر بھائی کی رضامندی چاہیے تھی۔

''سیڑھیوں سے فرنیچر چڑھانا مشکل ہو گا، بھائی۔''

''ساتھ مزدور بھجوا رہے ہیں اس کے ابو، اور ایک ڈرائیور ہو گا، ایک میں، تین لوگ تو چڑھا ہی لیں گے فرنیچر۔''

''امی مجھے بتا رہی تھیں کہ پہلے آپ نیچے والے کمرے کا کہہ رہے تھے۔''

اب اس بات کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''چھوڑو اس بات کو۔ اب تو یہ کمرہ بنوالیا ہے میں نے۔''

''اضافی خرچہ ہو گیا نا آپ کا۔''

پتہ نہیں کیوں پر ہمیشہ وہی احساس کر جاتی تھی۔

''خرچے سے زیادہ میں اس بات پر پریشان ہوں کہ اس کا فرنیچر پورا آجائے گا اس کمرے میں؟''

وہ چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا۔ کمرہ خالی ہونے کے بعد بھی چھوٹا ہی لگ رہا تھا۔

''آجائے گا بھائی... فرنیچر میں آج کل بیڈ کے ساتھ بس ڈریسنگ ٹیبل اور سائیڈ ٹیبلز ہی آتیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کپڑوں والی الماری ہو جائے گی۔ ابھی وہ جو میری خالہ ساس کی بہو آئی ہے وہ بھی بس اتنا ہی فرنیچر لے کر آئی تھی۔''

فاطمہ جس کا بتا رہی تھی اس کی شادی چھے مہینے پہلے ہوئی تھی۔

''اور سیڑھیاں بھی کچھ زیادہ پرانی نہیں لگ رہیں؟''

کمرے کے کھلے دروازے سے اس نے نیچے کو جاتی سیڑھیوں کو دیکھا۔

''گملے پینٹ ہو جائیں تو سیڑھیاں ٹھیک دکھیں گی۔''

نیچے سیڑھیوں کے آگے برآمدہ تھا۔ وہاں لگے جھولے پر بیٹھی علیفہ رونے لگی۔ حارث گملوں کو دیکھ رہا تھا۔ علیفہ روئی تو اس نے گردن موڑی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"امی علیفہ کو جھولا دے دیں۔"

فاطمہ نے اونچی آواز میں کہا۔ فرش پورا دھل چکا تھا۔ بس وائپر وہ دوبارہ لگانے والی تھی۔

"تم چلی جاؤ نیچے، یہ میں دیکھ لیتا ہوں۔"

"نہیں میں لگا لیتی ہوں۔"

شادی کے بعد سے ہی فاطمہ کے گھر کام والی آتی تھی۔ برتن، صفائی وہی دیکھتی تھی۔ ہاں کچن کی ذمہ داری فاطمہ پر تھی لیکن جب بھی وہ امی کی طرف آتی تھی صفائی ستھرائی کے سارے کام کر دیتی تھی۔

امی نے علیفہ کو جھولا دیا تو وہ چپ ہو گئی۔ حارث سوکھتے ہوئے فرش کو دیکھنے لگا۔ اسے کارپٹ ڈلوانا چاہیے تھا۔ لیکن یہ جو راڈ والے پردے اس کے کمرے میں لگے تھے خوب نظروں میں آئے ہوئے تھے۔ پھر اس نے دیواروں پر کام کروایا تھا۔ باتھ روم کو بھی کسی دوسرے کے استعمال کے قابل بنایا تھا۔ ایسے میں کارپٹ ڈلواتا تو سب کو لگنا تھا کہ اس کی کوئی لاٹری لگ گئی ہے۔ اور پھر سب سے پہلے اسے بڑی باجی نے کہنا تھا کہ کارپٹ کی ضرورت تو امی کے کمرے میں بھی تھی۔

پتہ نہیں آنے والی حارث منیب کے ساتھ کیسے گزارا کرنے والی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

سامان کو آتے آتے شام ہو گئی۔ تب تک بڑی باجی بھی رکشہ کروا کر بچوں کے ساتھ آ گئی تھیں۔ دو لوڈر گاڑیوں کو دیکھ کر تو حارث پریشان ہو گیا۔ امی اور بہنوں کو اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ کمرے کا دروازہ بند کر لیں۔ موٹر سائیکل اس کی کچن کے سامنے کھڑی تھی۔ اور گھر کا دروازہ اب پورا کھلا تھا۔

سب سے پہلے وہ بیڈ اوپر لے کر گئے۔ اس کے بعد سائیڈ ٹیبلز، اور ڈریسنگ ٹیبل۔ بیڈ ہی اتنا بڑا تھا کہ اس کی وجہ سے آدھا کمرہ تو ختم ہی ہو گیا تھا۔ رہتی سہتی کسر کپڑوں والی الماری نے پوری کر دی۔ پھر ساتھ میں اس کی پیٹی بھی آئی تھی جس میں بے شمار سامان تھا۔ حارث نے وہ پیٹی اوپر کمرے کے آگے چھت پر رکھی۔ جانتا تھا کہ دھوپ یا بارش سے وہ خراب بھی ہو سکتی ہے لیکن فی الحال پیٹی کی کہیں اور جگہ نہیں بن رہی تھی۔ پیٹی کا سامان سارا اسی میں ڈال کر اس نے پرانی چادر اس پہ ڈال دی۔ پھر مسئلہ صوفوں کا بن گیا۔ اوپر کمرے میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ ایک بھی صوفہ لگے۔ نیچے امی کے کمرے میں بھی جگہ نہیں تھی۔ لوڈر والے نے واپس بھی جانا تھا اسی لیے اس نے صوفے برآمدے اور صحن میں رکھوائے۔ ان کو چائے پلائی اور چلتا کیا۔ پھر وہ انہیں میں سے ایک صوفے پہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"بیٹا سامان ٹھیک سے پہنچ گیا نا؟"

سامان رکھوا کر اس کی حالت بری ہو چکی تھی۔ پھر اسے رابعہ کے ابو کا فون آ گیا۔ اگر وہ اسے پہلے بتا دیتے کہ وہ اتنا سب بھیجنے والے ہیں تو وہ خود منع کر دیتا۔ سچ بتا دیتا کہ ان کے گھر اتنی جگہ ہے ہی نہیں۔

"جی انکل... اتر والیا ہے سارا سامان۔"

ایک ہاتھ سے وہ اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔

"بیٹا کسی بھی اور چیز کی کمی یا ضرورت محسوس ہو تو بتا دینا۔"

یہ سن کر تو وہ اور شرمندہ ہو رہا تھا۔

"نہیں انکل، پہلے ہی آپ نے اتنا کچھ کر لیا ہے۔"

کال کٹ گئی تو اس نے امی کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ بچے پہلے بھاگ کر کمرے سے باہر نکلے۔ اور سب سے پہلے اچھل کر وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔ حارث نے ان کو ایسا کرتا دیکھا تو اسے غصہ آیا۔ امی، بڑی باجی، اور فاطمہ باہر آ گئیں۔

"اترو صوفوں سے! خراب ہو رہے ہیں وہ۔"

بے ساختہ اس نے بچوں کو ڈپٹ دیا۔ بچوں نے ان سنی کی۔ اس سے پہلے کے وہ صوفوں پر اچھلتے، حارث نے بازو سے پکڑ کر باری باری سب کو اتارا۔

"ماموں نے زور سے پکڑا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اسمارہ رونے لگی۔ شائز بھی ہاں میں سر ہلانے لگا۔ جبکہ عائش چپ تھی۔

"حارث تُو پیار سے بھی کہہ سکتا تھا بچوں کو۔"

"باجی آپ نے نہیں دیکھا یہ کیسے اچھل رہے تھے۔"

وہ پہلے ہی ان صوفوں کی وجہ سے پریشان تھا۔ اوپر سے شیشے کی اتنی بڑی میز تھی۔ پھر بچوں کی حرکت پہ اس نے انہیں ڈپٹ دیا۔

"تو تُو نے راستے میں رکھے ہی کیوں ہیں؟"

امی بیچ میں بولیں۔

"اوپر جگہ نہیں ہے۔"

اگر وہ خود ایک بار صوفے غور سے دیکھتیں تو انہیں اندازہ ہو جاتا کہ یہ صوفے تو اکیلے اوپر کمرے میں پورے نہیں آنے تھے۔ باقی فرنیچر کے ساتھ تو ان کو ایڈجسٹ کرنا ناممکن تھا۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں۔"

فاطمہ اوپر گئی۔ کمرے میں دیکھا تو درمیان میں بیڈ لگا ہوا تھا۔ میٹرس ایک طرف کھڑا تھا۔ کپڑوں کی الماری نے باتھروم جانے کے راستے کو چھوٹا کر دیا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبلز دائیں بائیں رکھیں تھی۔ اور کھڑکی کے آگے ڈریسنگ ٹیبل زبردستی لگایا گیا تھا۔ اتنے میں ہی

Novels by Hamna Masood Kazi

کمرہ ختم۔اس کے علاوہ کچھ اور ڈبے وغیرہ تھے جو ایک طرف کو پڑے تھے۔ایک بڑا سوٹ کیس تھا۔کمرے سے باہر نکل کر چھت پہ دیکھا تو بڑے سائز کی پیٹی تھی۔اس کے اوپر بھی سامان تھا۔اور صوفوں کی جگہ واقعی نہیں تھی۔اس نے نیچے جا کر امی کو بتایا۔

"اب پھر کہاں لگائیں یہ صوفے؟ میں نے تو کہا بھی تھا رابعہ کے باپ سے کہ ہماری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔ بھئی کیا ضرورت تھی اتنا جہیز دینے کی۔"

حارث چپ کر کے ایک طرف کو کھڑا تھا۔اتنے میں اس کا فون دوبارہ بج اٹھا۔رابعہ کے ابو کا ہی فون تھا۔

"کیسے ہو بیٹا؟"

"جی انکل میں ٹھیک ہوں... خیریت تھی؟"

امی، بڑی باجی، اور فاطمہ تینوں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ بڑی باجی کے بچے اندر کمرے میں چلے گئے تھے۔علیفہ سو رہی تھی۔

"کیا کہہ رہے تھے اس کے ابو؟"

بڑی باجی نے پوچھا۔اس نے ٹھوڑی کو مسلا۔

"برتنوں والی الماری رہ گئی تھی، مغرب کی نماز کے بعد وہ بھی آ رہی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

Novels by Hamna Masood Khan

"جہاں سے انہوں نے فرنیچر لیا ہے ان لوگوں کی غلطی سے رہ گئی تھی۔اب انکل معذرت کر رہے تھے۔"

"ہمارے پاس صوفے رکھنے کی جگہ نہیں ہے اور اب برتنوں والی الماری بھی آ رہی ہے۔"

بڑی باجی کو شاید یہ برا لگا تھا کہ حارث نے ان کے بچوں کو ڈانٹ کر صوفوں سے اتارا کیوں ہے۔ورنہ وہ بات کو ضرور سمجھتیں۔

"تو باجی آپ لوگوں کو یہ بات انہیں پہلے ہی بتانی چاہیے تھی نا کہ ہمارا گھر چھوٹا ہے۔اب ظاہر ہے وہ اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کر رہے ہیں تو دیں گے نا وہ فرنیچر۔اور جہاں بھی ہوا مجھے ایڈجسٹ تو کرنا پڑے گا۔"

وہ کوشش کرنے کے باوجود بھی پھٹ پڑا۔

"کل تک تجھے شادی کرنے میں دلچسپی نہیں تھی اور اب تُو فرنیچر کی بات پر مجھ سے بحث کر رہا ہے۔"

بڑی باجی ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔

"شادی کرنے میں مجھے اب بھی دلچسپی نہیں ہے، باجی۔"

اور جیسے کسی کو اس کی بات سمجھنے میں بھی دلچسپی نہیں تھی۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"ہاں! وہ تو دکھ رہا ہے۔"

"تو آپ بتا دو... کہاں لے کر جاؤں میں فرنیچر؟ تین مرلے کا گھر ہے سارا۔ اور پوچھ لو فاطمہ سے کہ اوپر جگہ نہیں ہے۔"

اس نے فاطمہ کو دیکھ کر کہا۔ لیکن فاطمہ خاموش رہی۔

"اچھا ٹھیک ہے... نیچے والے کمرے میں لگا لیتے ہیں صوفے۔"

امی نے اس کمرے کی طرف اشارہ کیا جسے لینے کی حارث نے بات کی تھی۔ وہاں ڈبل بیڈ رکھا تھا۔ اور اب اگر صوفے وہاں لگنے تھے تو ڈبل بیڈ کو گھر سے باہر نکلنا تھا۔ ویسے ہی جیسے حارث نے پہلے اپنے کمرے کا سامان نکالا تھا۔

"بیٹھنے تو دے گا نہیں یہ ہمیں ان صوفوں پر! ابھی آپ نے دیکھا نہیں کہ کیسے بچوں پہ غصہ ہوا ہے یہ۔"

حارث نے غصے سے انہیں دیکھا۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی۔

"باجی ایسی بات نہیں ہے۔"

فاطمہ بڑی باجی کا بازو پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نماز پڑھ کر آتا ہوں، پھر دیکھتا ہوں اس مسئلے کو۔ فاطمہ تم اچھی سی چائے بنا کر رکھنا۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

حارث نماز پڑھنے چلا گیا۔امی نے بھی نماز پڑھی۔ بڑی باجی کو فاطمہ اپنے انداز میں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"غیروں میں جب بیٹیاں دیتے ہیں تو لوگ اتنا ہی سامان دیتے ہیں۔پہلے مجھے بھی لگ رہا تھا کہ شاید کم سامان آئے گا۔ کم از کم اتنا کہ اوپر کمرے میں ہی ایڈجسٹ ہو جائے گا۔ لیکن باجی اب انہوں نے اتنا سامان بھیج دیا ہے تو ہم واپس تو نہیں کر سکتے نا۔"

بڑی باجی تو اس کی بات سمجھ گئیں۔ لیکن اگلے دن جب ثمرین باجی آئیں تو ان کو یہ سب زرا پسند نہیں آیا۔ایک تو ویسے ہی وہ اتنے دن بعد آئیں تھیں،اتنی منتوں کے بعد آئیں تھیں۔اور اب جب آئیں تو انہیں لگا کہ سب کچھ ان کی رضامندی کے بغیر ہی ہو گیا ہے۔

"یہ کیا بات ہو گئی،امی۔اوپر کا کمرہ اس کا، باہر چھت بھی اسکی، نیچے ہمارے والے کمرے میں بھی اس کا سامان اور آپ کے کمرے میں اس کی برتنوں کی الماری، آنے سے پہلے ہی اس نے تو پورے گھر پر اپنا قبضہ کر لیا ہے۔"

اب امی انہیں کیا ہی جواب دیتیں، کل کی بحث کیا کم تھی۔ فاطمہ رات یہی رکی تھی۔اس نے رابعہ کی برتنوں والی الماری میں سارے برتن لگا دیئے تھے۔ ثمرین باجی ابھی تو انہیں

Novels by Hamna Yasood Khan

برتنوں کو دیکھ رہی تھیں۔ دوسرے کمرے میں بھی صوفے اور میز رکھنے کے بعد جگہ ہی ختم ہو گئی تھی۔

دن تو آج مہندی کا تھا لیکن حارث ابھی دکان پر تھا۔ باہر محلے والے پلاٹ میں اس نے مہندی کا سب کچھ ارینج کیا تھا۔ مغرب کے بعد عباس بھائی اور محسن نے بھی آجانا تھا۔ پھر رات آٹھ یا نو بجے تک ہی مہندی کا فنکشن شروع ہونا تھا۔

جبکہ منظور صاحب کے گھر میں اس وقت مدیحہ ایمان رخصت ہو کر آچکی تھی۔ ان کی رخصتی کا فنکشن دن کا تھا۔ اور رات کو رابعہ کی مہندی کی چھوٹی سی رسم تھی۔ اصل فنکشن تو کل کا تھا۔ راحیل کے ولیمے اور رابعہ کی بارات کے لیے ابو نے ایک اچھا میرج ہال بک کیا تھا۔ اور کھانے کا انتظام بھی اپنی طرف سے اعلیٰ رکھا تھا۔ ساری جمع پونجی انہوں نے دونوں بچوں کی شادی پر لگا دی تھی۔

"تم نے اپنے گھر والوں کو کیوں بتایا کہ رابعہ کی منگنی ٹوٹ گئی تھی اور اب اس کی دوسری جگہ شادی ہو رہی ہے۔"

راحیل شیروانی اتار چکا تھا۔ ابھی اس نے کرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ مدیحہ ایمان بیڈ پر اپنا لہنگا پھیلائے بیٹھی تھی۔ اسے اس وقت راحیل سے اس بات کی امید نہیں تھی۔

میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔

Novels by Hania Masood Khan

''پھر مجھے کیوں باتیں سننے کو ملی ہیں؟''

اس کا موڈ خراب تھا۔

''کونسی باتیں؟''

وہ بھی اس کا موڈ ہی دیکھ رہی تھی۔

''وہاں لوگ مجھ سے یہ پوچھ رہے تھے کہ بہن کی منگنی کے بعد ہمیں دوسرا رشتہ کہاں سے مل گیا۔ وہ بھی ایسا جو ایک مہینے میں ہی شادی کرنے پر راضی بھی ہو گئے۔''

''رابعہ کی منگنی ٹوٹنے کا علم سب کو ہے، راحیل۔ ابھی تو اصل باتیں لوگ کل بنائیں گے جب رابعہ کی بارات آئے گی۔''

''اور تمہیں ڈر ہے کہ اس وجہ سے کہیں تمہارا ولیمہ خراب نہ ہو جائے۔''

خراب تو اس وقت کے لمحات ہو رہے تھے۔

''تمہیں نہیں لگتا راحیل کہ تمہیں اس وقت مجھ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے۔ میرے لیے یہ اتنا خاص دن ہے اور تم ہو کہ مجھ سے بحث کر رہے ہو۔''

مدیحہ جیسے سمجھ گئی۔

''تم یہ بھی دیکھ لو کہ یہ دو تین دن رابعہ کے لیے بھی بہت خاص ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کے لیے کوئی بھی مسئلہ بنے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

"تم جانتے ہو راحیل کہ مجھے بھی رابعہ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن جب جب اس کی بات آتی ہے تم میرے ساتھ اتنا روڈ ہو جاتے ہو۔"

اگر سب ایسے ہی چلنا تھا تو اس کے دل میں رابعہ کے لیے برائی پیدا ہو جانی تھی۔

"تمہیں رابعہ سے کوئی مسئلہ ہونا بھی نہیں چاہیے، مدیحہ۔"

"لیکن تم اگر میرے ساتھ یہی رویہ رکھو گے تو مجھے بہت جلد اس سے مسئلہ ہونے لگے گا۔"

وہ اپنے بھاری لہنگے کو گھسیٹتے ہوئے بیڈ پر سے اترنے لگی۔ راحیل نے آگے بڑھ کر اسے روک لیا۔ وہ ایسا کبھی بھی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی رابعہ کے لیے اپنے دل میں برائی رکھے۔ فوراً اپنا انداز اس نے بہتر کر لیا۔

"اب تم تو منہ مت بناؤ۔"

مدیحہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس بیڈ پر ٹک گئی۔ راحیل بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

"ادھر تو دیکھو؟"

اس نے مدیحہ کا ہاتھ کھینچا۔ مدیحہ اس کی اور جھک سی گئی۔

"اتنی پیاری لگ رہی ہو آج کہ میں تمہیں کیا بتاؤں۔"

"تم مجھے مت بتاؤ، مجھے پہلے سے ہی پتہ ہے کہ میں پیاری لگ رہی ہوں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

مدیحہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"یار... میں رابعہ کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ تم خود دیکھو نا کہ اس کی منگنی ٹوٹنے میں اس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ پھر ابو نے دو دن بھی صبر نہیں کیا اور حارث بھائی سے اس کا رشتہ کر دیا۔ اس پہ بھی وہ مان گئی جیسے پہلے مانی تھی۔ اب میں نہیں چاہتا کہ اسے کسی سے بھی کوئی بھی بات سننے کو ملے۔ لیکن دیکھو نا... آج میرا کسی نے کوئی لحاظ نہیں کیا تو کل..."

"راحیل لوگوں نے جو باتیں بنانی ہونگی وہ بنائیں گے۔ اسی لیے میں تمہیں کہہ رہی تھی کہ پہلے ہی سب کو تم لوگ خود بتا دو۔ منگنی ٹوٹنے کی خبر جیسے تیسے پھیلی اور اس میں لوگوں نے دو چار باتوں کا اضافہ تو اپنی طرف سے ہی کر دیا تھا۔ پھر جس طرح ایک بات پھیل گئی تو دوسری کو پھیلنے سے کون روک سکتا تھا؟"

"یعنی تم نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔"

مدیحہ نے دائیں بائیں سر ہلایا۔ راحیل نے اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیا۔ پھر مسکرایا۔ اسے آرام کرنے کا کہہ کر وہ کمرے سے چلا گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

دسمبر کا پہلا ہفتہ تھا۔ ٹھنڈ بڑھ چکی تھی۔اسی مناسبت سے بارات کے دن کے لیے اس کا لہنگا ویلوٹ کا تھا۔ سوکھے گلابوں جیسے رنگ پہ سنہرا کام ہو رکھا تھا۔ جیولری بھی انہیں دو رنگوں کی تھی۔اور دونوں ہاتھوں میں سنہری چوڑیاں بھری ہوئی تھیں۔ بالوں کا کلاسک بن بنا ہوا تھا۔اور چند لٹیں نکالی گئیں تھیں۔

رابعہ اس وقت پارلر میں تھی۔ وہ تیار ہو چکی تھی۔ کال کر کے منظور صاحب کو اس نے بتا دیا تھا کہ اسے لینے کے لیے گاڑی بھیج دیں۔

ویسے آج تو مدیحہ کا بھی ولیمہ تھا۔ لیکن وہ اُسی پارلر گئی تھی جہاں سے وہ اپنی رخصتی پر تیار ہوئی تھی۔اور اس کے ساتھ وہاں اس کی کزنز بھی تھیں۔ مدیحہ کی میکسی کاسنی رنگ کی تھی۔اور جیولری سلور سی۔ جبکہ راحیل نے سیاہ رنگ کا تھری پیس پہننا تھا۔

دوسری طرف حارث کی بارات تیار ہو رہی تھی۔ سہرا بندی پہ ہر بہن نے اسے نوٹوں والے ہار پہنائے تھے۔اس کی شیروانی کا رنگ سفید تھا۔ جسکے بازوؤں اور گلے پہ مہرون رنگ کا ہلکا کام تھا۔ کلا اور کھسے اسی رنگ کے تھے۔ بارات کے نکلتے کچھ رسمیں بھی ہوئیں تھیں۔اور ان رسموں پر دلہے میاں، یعنی حارث منیب کی طرف سے پیسے دیئے گئے تھے۔

Novels by Hania Masood Khan

دھوم دھام سے بارات سات بجے کے قریب نکلی تھی۔ پھر میرج ہال تک پہنچتے ہوئے سات چالیس ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر بارات کو ٹھہرنا پڑا۔ پر سب لوگ وین سے نکل چکے تھے۔ دلہے کی گاڑی بھی ایک طرف کو پارک ہو چکی تھی۔ فاطمہ کے سسرال والے اپنی گاڑی میں الگ سے آ رہے تھے اور اب ان کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔

رابعہ کے گھر والے آگے ویلکم کے لیے کھڑے تھے۔ کچھ لڑکیاں تھیں جن کے ہاتھ میں پھولوں سے بھری پلیٹیں تھیں۔ راحیل ابو کے ساتھ ہی تھا۔ اور مدیحہ اندر ہال میں تھی۔ ولیمے کے حوالے سے ان کی اینٹری پہلے ہی ہو چکی تھی۔

اچانک بارات کے رش میں سے پیچھے گاڑی کا ہارن بجنے لگا۔ سب نے مڑ کر دیکھا۔ وہ فاطمہ کے سسرال والوں کی گاڑی نہیں تھی۔ اس گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رابعہ بیٹھی تھی۔ اس نے سرخ رنگ کا جالی دار گھونگھٹ ڈالا ہوا تھا۔ لیکن اس کی صورت نمایاں تھی۔

پہنچاننے والے پہچان گئے تھے۔ پھر ایک شور مچ اٹھا۔

"دلہن آ گئی ہے۔"

"دلہن کے گزرنے کا راستہ دے دیں۔"

جس روم میں رابعہ نے رکنا تھا وہ اسی راستے پر آگے کو دائیں طرف تھا۔ فاطمہ نے پیچھے سے حارث کے کان میں بتایا کہ دلہن کی گاڑی گزرے گی۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

بے ساختہ اپنا کلا ٹھیک کرتے ہوئے حارث پلٹا۔

اور اس نے ایک اپسرا دیکھی۔

دور سے۔

لیکن اس کا دل دھڑکنے لگا۔

شدت سے۔

بارات ایک طرف کو ہوئی۔ پھر دلہن کی گاڑی گزری۔ رابعہ نظریں جھکائے، زرا سا رخ موڑ کر بیٹھی تھی۔ اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر بارات کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ نہ ہی حارث کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ جب اس کی گاڑی حارث کے پاس سے گزری، حارث نے اسے پھر دیکھا۔ اور اس کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ دل تو پہلے ہی شدت سے گزر رہا تھا۔

گاڑی آگے کو جا کر دائیں طرف مڑ گئی۔ اتنے میں فاطمہ کے سسرال والوں کی گاڑی بھی آ گئی۔ پہلے بارات کے آگے لڑکوں نے جھومر ڈالا۔ پھر بارات کا ویلکم ہوا۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ انتظام تھا۔ عورتیں اپنے حصے میں داخل ہو گئیں۔ سب سے مل کر انہوں نے سٹیج پر راحیل کی دلہن کو بھی دیکھا۔ رابعہ کی امی خاص طور پر سب سے ملیں۔ جبکہ مردوں والی طرف سے اب تک ڈھول بجنے کا شور سنائی دے رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

پھر ساڑھے آٹھ بجے نکاح ہوا۔ عباس بھائی نے بڑی باجی کو فون کر کے مبارک دی۔

پھر کہا کہ وہ لوگ چھواروں والی تھیلیاں سب میں بانٹ دیں۔ ایسے میں تینوں بہنیں اٹھیں۔ جس کو بھی تھیلی پکڑاتیں، اسے مبارک باد دیتیں۔ بڑی باجی تو رابعہ کی امی سے باقاعدہ گلے لگ کر ملیں۔

ثمرین باجی اور فاطمہ اب مردوں کی طرف دینے کے لیے تھیلیاں الگ کر رہیں تھیں۔ جس طرف انہوں نے چھواریں بانٹنے تھے وہ بانٹ چکیں تھیں۔ پیچھے سے بڑی باجی آئیں اور اپنے شاپر سے بھی فاطمہ کے ہاتھ والے شاپر میں بچی ہوئی تھیلیاں ڈالنے لگیں۔ تبھی کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ شاید کسی کو چھوارے نہیں ملے تھے۔ بڑی باجی نے ثمرین باجی کو کہا کہ ان کو جا کر تھیلی دے آئیں۔ جتنی دیر میں ثمرین باجی گئیں اتنے میں ساتھ بیٹھی ایک عورت نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

"سروس کافی سلو ہے آپکی۔ دیکھو نا کہ یہ رہ گئیں، دو بار بلایا بھی آپ کو لیکن آپ اب آئیں ہیں۔"

بدلے میں ثمرین باجی کو اچھے جواب دماغ میں آ رہے تھے، لیکن انہوں نے صرف مبارک دی۔ اور تھیلی پکڑا کر واپس آ گئیں۔ جس میز سے وہ گزریں وہاں انہیں کچھ باتیں سنائیں دیں۔ انجانے میں وہ ٹھہر گئیں۔

Novels by Hania Masood Khan

''لڑکا تو کافی عمر کا لگ رہا تھا۔''

''ہاں... رابعہ سے کافی بڑا ہے۔''

''لیکن رابعہ کی منگنی ٹوٹنے کے بعد منظور بھائی نے جو رات و رات رشتہ کیا ہے نا... تو پھر ایسا ہی جوڑ ملنا تھا رابعہ کے لیے۔''

''اور رابعہ کا رشتہ ٹوٹا بھی تو اس کے دھبوں کی وجہ سے ہے۔ ایسے میں منظور بھائی اس کے لیے کوئی شہزادہ تو ڈھونڈنے سے رہے۔''

یہ باتیں فاطمہ سن لیتی تو در گزر کر دیتی۔ بڑی باجی سن لیتی تو پھر بات کچھ سنبھل جاتی۔ لیکن سنا بھی تو ثمرین باجی نے سنا۔ پھر وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنی امی کی طرف گئیں۔ وہ کچھ عورتوں سے بات کر رہی تھیں لیکن ثمرین باجی نے ان کا رخ اپنی طرف موڑ لیا۔

''یہ جس لڑکی کا نکاح حارث سے ہوا ہے اس کی کیا منگنی ٹوٹی تھی؟''

ثمرین باجی نے قدرے آہستہ آواز میں پوچھا۔

''تجھے کس نے بتایا ہے؟''

امی حیران ہوئیں۔ گود میں رکھے پرس کو ایک طرف رکھ کر ثمرین باجی کی طرف مڑ گئیں۔

''کیوں آپ کو یہ بات نہیں پتہ کیا؟''

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں... مجھے تو عباس نے بس یہ بتایا تھا کہ اس کا رشتہ کہیں مل نہیں رہا تھا۔"

امی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور کیوں نہیں مل رہا تھا رشتہ اسے، یہ پتہ ہے آپ کو؟"

امی نے آنکھیں بند کیں۔ پھر ہلکی سی گردن ہلائی۔ ایسے جیسے بڑے راز و نیاز کی بات ہو۔

"اس بیچاری کے چہرے پر سفید دھبے ہیں۔"

"تو امی ایسی لڑکی حارث کے لیے آپ نے پسند ہی کیسے کر لی۔"

وہ ششدر دکھائی دیں۔

"کم عمر ہے وہ۔"

امی نے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رکھی۔ وہ بھی جانتی تھیں کہ ان کے بیٹے کے لیے وہ بہترین جوڑ ہے۔

فاطمہ محسن کے پاس گئی۔ جبکہ بڑی باجی ان کے پاس ہی آ رہی تھیں۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

وہ ثمرین باجی کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

"باجی یہ حارث کے لیے کیسی لڑکی ڈھونڈی ہے آپ لوگوں نے؟"

خفگی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جیسی بھی ہے اب تو نکاح ہو گیا ہے، ثمرین۔ اور تصویر دکھائی تو تھی ہم نے سب کو۔"

وہ تصویر غور سے انہوں نے دیکھی ہی کہاں تھی۔

"میں اس کے دھبوں کی بات نہیں کر رہی، باجی۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اس کی منگنی بھی ٹوٹی ہے۔ وہ بھی شادی سے ایک مہینے پہلے۔"

انہیں لگا جیسے بڑی باجی بھی اس بات سے ناواقف ہیں۔

"ہاں... تو یہ بات مجھے پتہ ہے۔ عباس نے بتائی تھی۔ شاید امی کو نہ بتائی ہو لیکن میں تو جانتی ہوں اس بارے میں۔"

ان کے مطابق یہ ایسی بات نہیں تھی جو سب کو بتانی چاہئے۔

"آپ لوگ جس طرح سے باتیں کر رہے ہو سب دیکھ رہے ہیں۔"

فاطمہ نے پیچھے سے آکر کہا تو امی اور باجیاں تھوڑا سیدھی ہو گئیں۔

"ثمرین نے فضول بات شروع کر دی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کے لیے کیسی لڑکی ڈھونڈی ہے۔ بھئی... تمہارے اپنے گھر کے مسئلے ختم نہیں ہوتے، تم امی کے گھر کے مسئلے کیا ہی دیکھو گی۔"

بڑی باجی کو بھی فوراً ہی غصہ آجاتا تھا۔

"باجی آپ چھوڑیں ثمرین باجی کی بات کو۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ابھی تو بڑی باجی کا انداز ثمرین باجی کو بھی چبھا تھا۔

"تم چپ کرو فاطمہ... تمہیں زیادہ پتہ ہے؟ یہاں سب لوگ باتیں بنا رہے ہیں۔"

ثمرین باجی کی آواز اب اونچی ہوئی۔

"باجی تو آپ درگزر کرو نہ باتیں۔ فنکشن کیوں خراب کرنا ہے۔"

اس نے ثمرین باجی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا۔

"سب دیکھ رہیں ہیں ہمیں... اور جیسے ہمارے منہ بنے ہوئے ہیں لوگ باتیں تو بنائیں گے ہی نا۔"

امی نے بھی ارد گرد نظر دوڑانے کے بعد کہا۔

"تم پوچھ کر آؤ کہ کھانا کب کھلے گا۔"

ثمرین باجی کے بچے بھاگتے ہوئے ان کے پاس آئے تو وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر ایک طرف ہو گئیں۔

فاطمہ پلٹ کر رابعہ کی امی کو دیکھنے لگی۔ لیکن ایسے وہ جا کر ان کو کھانے کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔

اندر داخل ہونے والے راستے پہ محسن علیفہ کو لیے کھڑا تھا۔ اس نے مِس کال دے کر فاطمہ کو بلایا۔ علیفہ اسے تنگ کر رہی تھی تبھی وہ علیفہ اسے دے گیا۔ بچے ارد گرد بھاگ

Novels by Hamna Masood Khan

رہے تھے۔ہال کے باہر غباروں والا آیا ہوا تھا۔سب ہی بچوں کے ہاتھ میں غبارہ تھا۔علیفہ کے ہاتھ کے کڑے سے بھی غبارہ بندھا ہوا تھا۔لیکن اس وقت وہ بھی ضد کر رہی تھی۔

"کھانا کتنی دیر تک کھلے گا؟"

اس نے محسن سے ہی پوچھا۔اب تو نو بج گئے تھے۔

"مجھے کیسے پتہ ہو گا؟"

اس نے شانے اچکائے۔

"باجی کہہ رہی تھیں کہ میں پوچھوں کسی سے، لیکن اب اچھا تھوڑی لگے گا کہ میں رابعہ کی امی کے پاس جا کر کہوں۔"

"کونسی باجی؟"

محسن کی نظریں اب وہیں تھیں جہاں امی کے ساتھ باجیاں بیٹھیں ہوئیں تھیں۔

"ثمرین باجی۔"

"ہاں... ان کے بچوں کو کچھ زیادہ ہی بھوک لگتی ہے۔"

ان کے بچے بھاگتے ہوئے محسن کے پاس سے گزرے۔

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔"

فاطمہ نے نفی کی۔

Novels by Hamna Masood Khan

پھر اگلے پندرہ منٹ میں کھانا لگ گیا تھا۔ رابعہ کی امی ہر میز پر جا کر پوچھ رہیں تھیں۔ پھر رابعہ کے ابو بھی آ گئے اور انہوں نے بھی حارث کے خاندان والی میز پر بیٹھے سب مہمانوں سے خاص طور پر پوچھا۔ بڑی باجی نے تو ہنس کر ہی جواب دیا۔ فاطمہ نے بھی کہا کہ سب کچھ بہت اچھا ہے۔ لیکن ثمرین باجی منہ بنائے بیٹھیں رہیں۔

"کھانا مزے کا ہے، ہے نا؟"

فاطمہ نان کے ساتھ قورمہ لگا کر کھا رہی تھی۔

"کھانا مزے کا نہیں ہے، یہ بس ہمیں بھوک لگ رہی ہے اس لیے اچھا لگ رہا ہے۔"

فاطمہ نے ثمرین باجی کو کوئی جواب نہ دیا۔ چپ چاپ کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد رابعہ کے ابو اور راحیل بھائی اسے سٹیج پر لائے۔ اس وقت وہ جالی دار سرخ گھونگھٹ اس پر سے ہٹ چکا تھا۔ رابعہ کے ساتھ بیٹھ کر بہت لوگوں نے تصویریں بنوائیں۔ پھر کہیں جا کر حارث کی اینٹری ہوئی۔ رابعہ نے تو جیسے قسم کھائی ہوئی تھی کہ وہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گی اور اس نے حارث کو نہیں دیکھا۔

صوفے پر رابعہ کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے لڑکی والوں نے کوئی رسم کی۔ بحث اور تکرار سے بچنے کے لیے حارث نے اپنی جیب سے پیسے نکال کر صوفہ بٹھائی کی رسم میں دے دیئے

Novels by Hania Yasoob Khan

اور رابعہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔اب تو رابعہ کو دیکھنے سے وہ بھی گریز کر رہا تھا کیونکہ رابعہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اتنی کہ حارث منیب کو احساسِ کمتری ہونے لگا تھا۔

حارث منیب رابعہ کے ساتھ بیٹھ تو گیا لیکن اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس سے کیا سلام کرے، کیا کچھ پوچھے، کیا کچھ کہے۔بیٹھا بھی وہ تھوڑے فاصلے پر تھا کیونکہ رابعہ کا لہنگا پھیلا ہوا تھا۔راحیل اور مدیحہ سٹیج کے دوسری طرف تھے۔ان کا شوٹ وغیرہ ہو گیا تھا۔

پھر رابعہ کے ابو نے حارث کو گھڑی پہنائی۔تصویریں وغیرہ بنیں اور دودھ پلائی کا شور اٹھ گیا۔یہ بھی کوئی رابعہ کی کزن تھی جو دودھ پلائی کا گلاس لے کر آئی تھی۔لیکن اس رسم پر حارث کی بہنیں، عباس بھائی، اور محسن حارث کے صوفے کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔خوب بحث اور تکرار ہونے لگی۔پہلے تو حارث نے پیسے نکال کر دے دیئے تھے لیکن اب عباس بھائی نے اس کا ہاتھ روک دیا۔حارث کو پریشانی ہونے لگی تو اس کے ماتھے پہ پسینہ آ گیا۔وہ سامنے میز پر رکھا ٹشو کا ڈبہ دیکھ رہا تھا۔سب اپنی بحث میں مصروف تھے۔ڈیمانڈ جتنے پیسوں کی گئی تھی اس سے آدھ کی بھی ڈیل ہونی نہیں تھی۔

اور پتہ نہیں کیوں اس رسم پر لڑکیاں اتنی بڑھ چڑھ کر ڈیمانڈ کرتی ہی ہیں۔اور بعد میں تھوڑے پیسوں پر بھی راضی ہو جاتیں ہیں۔

"یہ لیں۔"

اچانک رابعہ نے اتنی آواز میں کہا جو صرف حارث کو سنائی دی۔ حارث نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ وہ مہندی والا نازک سا ہاتھ تھا۔ اور اس ہاتھ میں ٹشو تھا۔ پھر حارث نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ جبکہ نظریں رابعہ کی بھی اپنے ہاتھ پر ہی تھیں۔

"اسے کیسے پتہ چلا کہ مجھے ٹشو چاہیے۔"

حارث نے اس کے ہاتھ سے ٹشو لے لیا۔ پھر اپنا ماتھا صاف کیا۔ پھر وہ پیچھے مڑا۔ فاطمہ کو دیکھ کر اس نے ہلکی آواز میں کہا کہ اب بحث بند بھی کرو۔ اور پھر کچھ دیر میں بحث ختم بھی ہو گئی۔

اور خیر... پیسے تو اتنے ہی دیے جتنے عباس بھائی نے سوچے تھے۔ حارث سے زیادہ اس گلاس میں موجود دربڑی والا دودھ عباس بھائی اور محسن نے ہی پیا۔ پھر تو جو باری باری تصاویر بننے لگیں کہ کھڑے کھڑے سب تھکنے لگے۔

ساڑھے دس بجے کے قریب رخصتی ہوئی۔ اور رخصتی پر رابعہ بہت روئی۔ حارث بس اسے چپ چاپ دیکھ رہا تھا۔ رابعہ کے ابو نے حارث سے گلے لگتے ہوئے رابعہ کا خیال رکھنے کی گزارش کی۔ پھر جب راحیل ملا تو اس نے اپنے انداز سے رابعہ کو حارث منیب کے سپرد کیا۔

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھی۔اس کے ایک طرف حارث کی امی تھیں۔دوسری طرف بڑی باجی۔حارث آگے والی سیٹ پر تھا۔اس کے دماغ میں بہت عجیب باتیں چل رہی تھیں۔موٹے موٹے آنسوں آنکھوں سے گر رہے تھے۔پھر یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں اس کا میک ہی خراب نہ ہو گیا ہو۔پتہ نہیں کوئی ٹھیک کرے گا بھی یا نہیں۔

آدھے گھنٹے کا راستہ پینتالیس منٹ کا ہو گیا۔جب وہ گھر پہنچے تو ان کا اچھا استقبال ہوا۔ اب حارث نے رابعہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے گاڑی سے اتارا تھا۔گھر کے دروازے پر پہنچ کر اچانک سے ذمہ داری کا احساس ہوا تھا۔راستے میں بچے کھڑے ہو جاتے تو حارث ان کو پیچھے کر دیتا۔پہلے انہیں نیچے اس کمرے میں بٹھایا گیا جہاں پہ رابعہ کے صوفے لگے ہوئے تھے۔ اور رابعہ کو بھی پہلے لگا کہ شاید یہی ان کا کمرہ ہے، لیکن وہاں بیڈ اور باقی سامان نہیں تھا۔جہاں تک اس نے اندازہ لگایا تھا اسے ان کا گھر کافی چھوٹا لگا۔یا شاید اس وقت لوگ زیادہ تھے۔کوئی صوفے کی ہتھی پر بیٹھا تھا۔تو کوئی صوفے کے اوپر۔اور جس کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی وہ دروازے پر کھڑا تھا۔

پہلے فاطمہ نے رابعہ کی چادر اتاری۔اس کا لائینز تھوڑا سا پھیل گیا تھا۔فاطمہ ٹشو سے صاف کرنے لگی۔حارث کو یہ دیکھ کر تسلی ہوئی۔پھر پتہ نہیں اگلے ایک گھنٹے کون کون سی رسمیں ہوئیں کہ بارہ بج گئے۔رابعہ کی تو کمر اکڑ چکی تھی۔اوپر سے اتنے سارے اجنبی

Novels by Rania Masood Khan

لوگوں اور بھاری لہنگے کی وجہ سے اس کا دل بھی خراب ہو رہا تھا۔ پارلر میں اس نے بسکٹ کھایا تھا۔ اور ہال میں شاید پلاؤ کے دو چمچ کھائے تھے۔

اس وقت ثمرین باجی کو قیصر بھائی کا فون آیا ہوا تھا۔ بڑی باجی اوپر حارث کے کمرے میں کچھ چیزیں رکھ رہی تھیں۔ ابھی تک رابعہ کو صرف فاطمہ کا ہی پتہ چلا تھا۔ اس نے اسے ہی اشارہ کیا۔ حارث عباس بھائی سے کوئی بات کر رہا تھا۔ اس نے دھیان نہیں دیا۔ رابعہ نے فاطمہ سے پانی کا گلاس مانگا۔ پھر پورا پانی پیا۔ سب اس سے پوچھ رہے تھے کہ اس کے لیے چائے بنا دیں۔ اس نے انکار ہی کیا۔ لیکن کسی نے اس سے کھانے کا نہیں پوچھا تھا۔ کوئی پوچھ لیتا تو شاید وہ واقعی کہہ دیتی کہ اس کو بھوک بھی لگی ہے۔

وہ بیٹھے بیٹھے اور تھک رہی تھی۔ دل پہلے سے زیادہ خراب ہو رہا تھا۔ یہ تو جب حارث کی امی کو نیند آئی تب جا کر فاطمہ اور بڑی باجی رابعہ کو اوپر کمرے میں چھوڑ کر آئیں۔ ہیلز کی وجہ سے اس کے پاؤں شدید درد کر رہے تھے۔ اوپر سے سیڑھیاں بھی ایسی تھیں جنہیں وہ بہت مشکل سے چڑھی تھی۔

بیڈ پر بیٹھ کر اس کے اوپر وہ جالی دار گھونگھٹ پھر سے اوڑھا دیا گیا تھا۔ فی الحال کمرے میں وہ اکیلی تھی۔ یہاں ٹھنڈ بھی تھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر کمرے کو دیکھا۔ کمرہ تو نیچے والے کمرے سے بھی تھوڑا چھوٹا لگ رہا تھا۔ یا شاید اس کا بیڈ بہت بڑا تھا۔ ایک طرف

Novels by Hamna Masood Khan

اسے چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیا۔ شاید وہ باتھ روم کا دروازہ تھا۔ اسی کے آگے کپڑوں والی الماری رکھی ہوئی تھی۔ بیڈ کی دونوں طرف گردن موڑ کر اس نے چھوٹی ٹیبلوں کو دیکھا۔ پھر سنگھار میز کو۔

ٹھیک ہے... اس کے صوفے نیچے والے کمرے میں تھے۔ باقی سامان یہاں تھا۔ پیٹی شاید ان کے گھر کے سٹور روم میں تھی لیکن اس کی برتنوں والی الماری؟ وہ کہاں پر ہو سکتی تھی؟ ابو نے تو انہیں بتایا تھا کہ وہ پیچھے رہ گئی تھی اور بعد میں بجھوائی تھی۔ شاید ابھی اسے سیٹ کرنا رہ گیا تھا۔ لیکن بعد میں بھی سیٹ ہو کر الماری اس کمرے میں تو نہیں آسکتی تھی۔ یہاں تو جگہ ہی نہیں تھی۔

پر یہ وہ باتیں تھیں جن کے لیے وہ ابھی پریشان نہیں ہوئی تھی، اس نے ابھی بس سوچا تھا۔ پریشان تو وہ اپنی طبیعت کو لے کر تھی۔ بھوک کی وجہ سے تھی، اور اسکا دل بھی خراب تھا۔ میک اپ میں تو بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی لیکن میک اپ اترنے کے بعد؟ اب تو ویسے بھی حارث نے کمرے میں آنا تھا۔ نیچے شاید اس کی بہنوں نے اس کا راستہ روکا ہوا تھا۔ اور اس رسم کے پیسے حارث کو اپنی جیب سے ہی دینے تھے۔ جب اسے سیڑھیوں پر سے کسی کے اٹھتے قدموں کی آواز آئی تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

دروازہ آہستگی کے ساتھ کھلا۔

Novels by Hania Yasoob Khan

حارث منیب نے اندر کی جانب قدم رکھا۔

پیچھے مڑ کر دروازے کو کنڈی لگائی۔

پھر اس نے گلا کھنکھارا۔

اپنی شیروانی کا اوپر والا بٹن کھولا۔

بیڈ پہ بیٹھی رابعہ اسی کے انتظار میں تھی۔اور کمرے میں سناٹا اتنا تھا کہ اسے اپنے سانسوں کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

بیڈ تک جانے کے بجائے وہ سنگھار میز تک گیا۔

پہلے شیشے میں اپنے آپ کو دیکھا۔لیکن اسکے عقب میں بیٹھی رابعہ کا عکس بھی واضح ہو گیا۔

پھر اس نے دراز کھولا۔

وہاں سے ایک ڈبی نکالی۔

اور بیڈ کے نزدیک گیا۔

بالکل کنارے پر ٹک گیا۔

اب پہلے تو اسے رابعہ کا گھونگھٹ اٹھانا تھا۔گہرا سانس کھینچ کر اس نے ڈبی بیڈ پر رکھی۔

پھر اس نے وہ جالی دار گھونگھٹ اٹھا دیا۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

رابعہ نے اب اپنی نظریں اٹھائیں۔

پہلی بار حارث منیب کو دیکھا۔ قریب سے دیکھا۔

اسے وہ ٹھیک ہی لگا۔ اور میچور بھی۔

"ایزی ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

شاید اسے سلام کرنا چاہیے تھا پہلے۔ رابعہ نے پلکیں جھپکائیں۔ لیکن اسی طرح بیٹھی رہی جیسے پہلے بیٹھی تھی۔ حارث نے ہاتھ میں بندھی گھڑی اتاری۔ اس میں ٹائم دیکھا تو ایک بج رہا تھا۔ اور وہ تھا گیارہ بجے سونے والا انسان۔ لیکن آج شاید اسے جاگنا تھا۔

"اتنا ہیوی ڈریس ہے تمہارا، کافی تھک گئی ہو گی اس کی وجہ سے۔"

اس طرح کبھی کسی سے بات کی ہی نہیں تھی۔ اب وہ کر رہا تھا تو اسے خود سے ہی عجیب لگ رہا تھا۔

"نہیں... ٹھیک ہے۔"

اب وہ تھوڑا سا ایزی ہو گئی۔ لیکن اس کی ہتھیلیاں گیلی ہو رہی تھیں۔

"مہندی اچھی لگی ہوئی ہے۔"

اس نے رابعہ کا ہاتھ تھاما۔ مہندی کے نقوش دیکھنے لگا۔ پھر اسے اس کے ہاتھ کی پشت کا سفید دھبہ دکھا۔ پر وہ کچھ نہ بولا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"شادی ایمرجنسی میں ہوئی ہے تو اسی لیے زیادہ کچھ نہیں لیا میں نے، لیکن یہ تمہاری منہ دکھائی کا تحفہ۔"

اس نے وہ ڈبی کھولی۔ اندر سونے کی انگوٹھی تھی۔ اور اس وقت کی قیمت کے حساب سے اسے بہت مہنگی پڑی تھی۔ رابعہ نے ہاتھ کی انگلی اس کے سامنے کر دی۔ وہ اسے انگوٹھی پہنانے کی اجازت دے رہی تھی۔

"اچھی ہے۔"

پھر اس نے اپنی طرف سے تعریف کر دی۔ اس سے زیادہ وہ کیا کہتی۔

حارث نے اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی۔

پھر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

پیچھے کو ہوا۔ اور اپنی شیروانی اتار دی۔

"تم لوگوں کے لیے تو شادی ایمرجنسی میں نہیں تھی نا؟"

رابعہ نہیں جانتی تھی کہ اسے اس کی منگنی ٹوٹنے کا پتہ ہے یا نہیں۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ ہاں کرے یا ناں کرے۔

"ابو نے کہا تھا کہ راحیل بھائی کے ولیمے کے ساتھ ہی میری شادی بھی کریں گے۔ اس کے لیے میں تیار تھی لیکن آپ سے تو میری شادی ایمرجنسی میں ہی ہوئی ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھنا چاہتی تھی۔ اسے ٹھنڈ بھی لگ رہی تھی۔ بھوک بھی لگ رہی تھی۔ دل بھی عجیب سا تھا۔ پر حارث کے سامنے کچھ نہ کہہ سکی۔

"پھر بھی تمہیں اندازہ تو تھا نا کہ شادی تمہاری ہو جائے گی۔ اب مجھے دیکھو، اپنی پینتیس سال کی زندگی میں کبھی میں نے اپنا گھر بسانے کے متعلق نہیں سوچا تھا۔ زندگی نے کبھی اتنا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ لیکن اب یوں آناً فاناً میری شادی تم سے ہو گئی۔"

اس کی عمر کا سن کر رابعہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگی۔ وہ پینتیس کا لگ نہیں رہا تھا۔ یا شاید اس نے بالوں کی چاندی چھپالی تھی۔ یا شاید تازہ شیو کی ہوئی تھی۔

"تم کتنے سال کی ہو؟"

اس نے رابعہ کی طرف دیکھا۔ اور وہ پہلے سے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میرے متعلق میرے گھر والوں نے کیا آپ کو کچھ نہیں بتایا تھا؟"

"بڑی باجی بتانا تو چاہتی تھیں... ان کے پاس تمہاری تصویر بھی تھی، لیکن میں نے نہیں دیکھی۔ اس وقت تو میرے لیے قبول کرنا ہی مشکل تھا کہ ایک مہینے میں میری شادی ہو رہی ہے۔"

اس کی آواز بھاری سی تھی۔ لہجہ بھی سنجیدہ سا تھا۔ اپنی طرف سے وہ عام انداز میں باتیں کر رہا تھا لیکن رابعہ کے لیے وہ انداز ایسا تھا کہ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور اب؟"

اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"کیا؟"

حارث کو سمجھ نہ آئی کہ اس نے کیا پوچھا۔

"اب بھی قبول کرنا مشکل ہے؟"

اس کی آواز میں ڈر بھی شامل ہو گیا۔

"نکاح کے وقت تھا مشکل لیکن اب کمرے میں آ گیا ہوں تو حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا۔"

یہ بات وہ مسکراہٹ کے ساتھ کہہ دیتا تو رابعہ کو تھوڑی تسلی مل جاتی۔ پر وہ بہت پریشان ہونے لگی تھی۔

"آپ اس شادی سے خوش نہیں ہیں؟"

"تم خوش ہو؟"

اس نے جواباً سوال پوچھا۔

"پتہ نہیں۔"

وہ اسے پریشان کر چکا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"ہاں... وقت لگے گا۔ بہت وقت لگے گا۔ پر اب ہم نے شادی کی ہے تو ایک دوسرے کو سمجھ ہی جائیں گے۔"

اب اس کا انداز کچھ بہتر ہوا۔

"تم چینج کر لو۔ وہ باتھ روم ہے، وہاں باجی نے رکھے ہونگے تمہارے کوئی کپڑے، میں تب تک انتظار کر لیتا ہوں تمہارا۔"

اس نے صرف ڈریس تھوڑی چینج کرنا تھا۔ وہ حارث کو دیکھے بغیر اٹھی۔ فرش پہ پاؤں رکھے تو فرش بہت ٹھنڈا لگا۔

"کیا ہوا؟"

ایک تو اس نے بھاری لہنگا ایک ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا، دوسرا ہیلز کی وجہ سے پاؤں دکھ رہے تھے، اور اب اوپر سے فرش بہت ٹھنڈا تھا۔ قریب کوئی سلیپر بھی نہیں نظر آ رہا تھا۔

"فرش ٹھنڈا ہے۔"

کہنے کو تو کمرہ بھی ٹھنڈا ہی تھا۔

"اوہ... جوتے نہیں پہنے ہوئے تم نے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ بیڈ سے اترا تو اسے رابعہ کی ہیلز نظر آئیں۔ ظاہر ہے وہ ہیلز اتار کر ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ رابعہ نے یونہی قدم اٹھائے تو حارث نے اپنے پاؤں سے کھسے اتار کر اس کے آگے رکھ دیئے۔

"تمہارے جوتے بھی ہونگے یہیں الماری میں، میرے خیال سے بڑی باجی باہر رکھنا بھول گئیں ہونگی۔"

رابعہ اس کے کھسوں کو دیکھ رہی تھی۔ جو سائز میں بہت بڑے تھے۔ پھر اس نے ان کھسوں کو پہن لیا۔ پیروں کو سکون سا ملا۔ وہ کھسے اندر سے گرم تھے۔ جب حارث نے دیکھا کہ وہ لہنگے کے ساتھ مشکل سے چل رہی ہے تو اس نے آگے ہو کر باتھروم کا دروازہ کھولا۔ اور بلب جلا دیا۔

"لیکن باتھروم میں تو یہ ڈریس خراب ہو جائے گا تمہارا۔"

خود ہی تو اس نے اسے کہا تھا کہ وہ چینج کر لے۔

"یہ باتھروم چھوٹا ہے اور لہنگا تو تمہارا زمین پر لگ رہا ہے۔"

بات کرتے ہوئے حارث کو پہلی جمائی آئی۔ رابعہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر خود ہی پلٹ گئی۔ سنگھار شیشے کے آگے ایک سٹول پڑا تھا، اس پر بیٹھ گئی۔

"میں باہر چلا جاتا ہوں، تم ایزی ہو کر..."

Novels by Hamna Masood Khan

اس وقت وہ باہر جاتا اور کوئی دیکھ لیتا تو؟

وہ کھڑا رہا... رابعہ اپنی جیولری اتارنے لگی۔ خود ہی اس نے پہلے اپنی ساری چوڑیاں اتاریں، پھر بھاری جھمکے، انگوٹھیاں۔ ہاں، پر وہ انگوٹھی رہنے دی جو ابھی اسے حارث نے پہنائی تھی۔

وہ آج اتنی خوبصورت لگ رہی تھی لیکن حارث نے اس کی تعریف میں دو بول بھی نہیں بولے تھے۔ اس سے پوچھا بھی نہیں کہ کہیں اسے بھوک تو نہیں لگی۔ پر وہ حارث سے اتنی امید ابھی تو نہیں رکھ سکتی تھی۔ اور ویسے بھی حارث نے کہا تھا کہ انہیں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے بہت وقت لگے گا۔

رابعہ اب اپنے سر پہ لگی ان گنت کالی پنیں اتار رہی تھی۔ حارث پہلے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر باہر جانے کی سوچ رہا تھا۔ پھر اسے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس اور مٹھائی کی پلیٹ نظر آئی۔ اس نے دودھ کا گلاس پکڑ کر چیک کیا۔ دودھ ہلکا گرم تھا۔ پھر اس نے رابعہ کو دیکھا تو اندازہ لگانے لگا کہ اسے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ کمرہ تو بند تھا لیکن یہ ہوا پتہ نہیں کہاں سے آ رہی تھی۔ اس نے کمرے کے دروازے کے نیچے دیکھا۔ وہاں کوئی دراڑ نہیں تھی۔ پھر اس نے سنگھار میز کے پیچھے والی کھڑکی کو دیکھا تھا۔ وہ کھڑکی زرا سی کھلی ہوئی تھی۔ اسے بند کرنے کے لیے حارث کو پیچھے سے ہاتھ گزارنا پڑتا۔ اور وہیں تو رابعہ بھی بیٹھی تھی۔

Novels by Hina Yasmeen Khan

اپنے کام میں مصروف تھی۔ سر سے دوپٹہ اتار کر اس نے سامنے میز پر ہی رکھا تھا۔ حارث نے اسے نظر انداز کیا۔ پھر شیشے کی پچھلی طرف ہاتھ ڈال کر کھڑکی بند کی۔

"ہوا یہیں سے ہی آ رہی تھی۔"

گہرا سانس لے کر وہ پیچھے ہوا۔

"کمرے میں پانی ہے؟"

حارث نے پلٹ کر دیکھا تو اسے وہی دودھ کا گلاس دکھائی دیا۔

"نہیں... باجی بس دودھ کا گلاس اور مٹھائی رکھ کر گئیں ہیں۔"

رابعہ کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔ جنہیں حارث بھی دیکھ سکتا تھا۔

"اچھا میں تمہیں... پانی لا دیتا ہوں۔"

اس کے کھسے رابعہ نے پہنے ہوئے تھے تبھی اس نے باتھروم کے پاس سے سلیپرز اٹھائے۔

"آپ کے گھر لیموں ہو گا؟"

حارث کی آتی ہوئی جمائی رک گئی۔ اس وقت کسی کو آخر لیموں کی بھلا کیا ہی ضرورت ہو گی۔

"تمہیں کیوں چاہیے؟"

Novels by Hamna Nasoor Khan

اب وہ اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

"میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔"

اس کے چہرے سے بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"کیوں؟"

"آپ رہنے دیں... مجھے نہیں چاہیے کچھ۔"

ہر بات پہ سوال کرنا ضروری تو نہیں تھا۔

"نہیں میں تمہیں لا دیتا ہوں... بلکہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کھانا کھایا تھا؟"

شکر! حارث کو اس کے کھانے کا تو خیال آیا۔

"صبح بس ناشتہ کیا تھا۔"

حارث نے گردن موڑ کر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔

"تم نے دوپہر میں کچھ نہیں کھایا؟"

"میں ناشتے کے بعد سے ہی پارلر میں تھی۔"

اب حارث کو احساس ہونے لگا۔ اسے رابعہ سے کھانے کا پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔

"پھر میں تمہارے لیے کھانا گرم کروالاتا ہوں، کوئی تو جاگ ہی رہا ہو گا اس وقت۔"

"نہیں میرا دل خراب ہو رہا ہے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

پھر حارث کمرے سے نکل گیا۔ باہر سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر سوچنے لگا۔ ایک تو اسے بہت نیند آ رہی تھی۔ اور دوسرا یہ کہ اب وہ رابعہ کی طبیعت کا کیا کرے؟

پھر وہ سیڑھیاں اترا۔ کچن کی لائٹ جلتی دکھائی دی۔ شکر... کہ اندر فاطمہ تھی۔ ورنہ بات کہاں سے کہاں نکل جاتی۔

"کیا ہوا بھائی؟"

وہ اپنی بیٹی کے لیے فیڈر بنا رہی تھی۔ باقی لوگ شاید کمروں میں جاگ رہے تھے۔ ان کی ہلکی آوازیں آ رہیں تھیں۔

"اس کی طبیعت خراب ہے۔"

حارث نے اوازاری سے کہا۔

"خیریت بھائی؟"

فاطمہ فکر مندی سے بولی۔

"صبح ناشتے کے بعد سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اور اس حساب سے اسے اس وقت بھوک لگنی چاہیے لیکن وہ کہہ رہی ہے کہ اس کا دل خراب ہو رہا ہے۔"

"میں دیکھ آؤں اسے؟"

فاطمہ نے فیڈر شیلف پر رکھ دیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں... نہیں! تم مجھے بس لیموں دیکھ دو اگر فریج میں ہے۔اور پانی کا گلاس لے جاتا ہوں۔دل خراب ہو رہا ہے تو ظاہر سی بات ہے کھانا تو نہیں کھائے گی وہ۔"

"بھائی میں پھر قہوہ بنا دیتی ہوں۔دو منٹ لگیں گے بس۔اور آپ تھوڑا سا کھانا بھی لے جاؤ ساتھ، شاید کھا لے وہ۔"

"پھر میں ادھر کچن میں ہی انتظار کروں؟"

اوپر تو وہ جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔اچھا تھا کہ آرام سے پہلے رابعہ چینج کر لے۔

فاطمہ نے جس پتیلی میں پانی گرم کیا تھا اسی میں تھوڑا پانی اور ڈال دیا۔فریج سے پودینہ لے کر اس میں ڈالا۔اور شاید تھوڑی سی سونف بھی ڈالی۔

"آپ رکو یہاں... میں یہ علیفہ کا فیڈر دے آتی ہوں پہلے اندر۔"

حارث ابلتے ہوئے پودینے کے پتوں کو دیکھتا رہا۔فاطمہ واپس آگئی تو اس نے اسے جانے کا کہہ دیا کہ کھانا گرم کر کے وہ لے آتی ہے۔حارث باہر آیا۔آدھی سیڑھیاں چڑھا۔پھر وہیں رک گیا۔بند دروازے کو دیکھتا رہا۔یہاں کافی ٹھنڈ ہو رہی تھی۔فاطمہ تھوڑی دیر بعد ڈش لے کر آئی تو اسے وہاں دیکھ کر حیران ہوئی۔

"آپ اتنی ٹھنڈ میں کھڑے ہیں؟"

"ہاں... میں نے سوچا کہ کیا تم اتنی سیڑھیاں چڑھ کر آؤ گی اوپر۔"

Novels by Hina Nasrullah

چند سیڑھیاں اتر کر اس نے فاطمہ سے ڈش لی۔ پھر اپنے کمرے میں گیا۔ وہاں اب رابعہ نہیں تھی۔ ڈریسنگ ٹیبل پر بس اس کا دوپٹہ اور جیولری رکھی تھی۔ حارث نے ہاتھ میں پکڑی ڈش کو بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ خود بیڈ پر بیٹھ گیا۔ پیچھے ٹیک لگالی۔ اور آنکھیں بند کرلیں۔ کافی دیر تک رابعہ نہیں آئی اور اس کی آنکھ لگ گئی۔

اس وقت وہ خفیف سردی محسوس کر رہی تھی۔ کمرے میں سفید بلب کی تیز روشنی پھیلی تھی۔ سامنے بیڈ پر مسہری سے ٹیک لگائے اس وجود کے بھاری سانس گونج رہے تھے۔ رابعہ ابھی ابھی چینج کر کے آئی تھی۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنا میک اپ ریموو کیا تھا۔ اسی میں اسے دیر لگی تھی۔ اپنا بھاری لہنگا اس نے ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا۔ پھر اس نے قدم بڑھائے۔ ہر اٹھتے قدم کی آہٹ کے ساتھ اسے سرسراہٹ محسوس ہونے لگی۔ سنگھار میز کے آگے رکھے سٹول پر اس نے اپنا لہنگا رکھا۔ پھر اس نے بیڈ پر پڑے کمبل کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں سُن سے لگ رہے تھے۔ اندر نل میں پانی جو ٹھنڈا آرہا تھا۔ دل چاہا کہ فوراً کمبل میں گھس جائے لیکن پھر جب حارث کی سائیڈ والی ٹیبل پر اس نے ڈش دیکھی تو پلیٹ اٹھالی۔ دو چمچ پلاؤ کھایا۔ قہوہ جو اس وقت نیم گرم تھا، اسے پیا۔

حارث کو دیکھا تو وہ گہری نیند میں تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"شاید اب انہوں نے نہیں اٹھنا۔"

رابعہ نے کمرے کا بورڈ ڈھونڈا۔ پھر بٹن دبایا تو گھپ اندھیرا ہو گیا۔ اتنا کہ وہ بیڈ تک جا بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے واپس لائٹ جلائی۔ پھر اس نے کمرے میں کسی دوسرے بلب کا ہولڈر دیکھا۔ وہاں زیرو کا بلب لگا ہوا تھا۔ پہلے اسے آن کیا، پھر واپس سفید روشنی بھجا دی۔

اب کمرے میں ہلکے نیلے رنگ کی روشنی پھیل گئی تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھی۔

پھر اس نے کمبل کھولا۔

اپنے اوپر اوڑھنے کے بعد حارث پر بھی اوڑھا دیا۔

پھر وہ سمٹ کر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کیں۔

تبھی ایک ہاتھ اس کے بازو تک آیا۔

اور اگلے ہی لمحے وہ حارث کے قریب ہو گئی۔

"کر لیا چینج؟"

وہ بنا آنکھیں کھولے نیند میں ڈوبی آواز کے ساتھ بول رہا تھا۔

"ہمم، کر لیا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ سٹپٹائی نہیں تھی۔ خود کو ہمت دے رہی تھی۔

"اور قہوہ پیا؟"

اب حارث نے اس کی طرف کروٹ لی۔

"جی، پی لیا۔"

پھر حارث نے نیند میں ڈوبی اپنی آنکھیں کھولیں۔

"میں انتظار کر رہا تھا تمہارا۔ لیکن پتہ نہیں کیسے میری آنکھ لگ گئی۔"

اب حارث کا ہاتھ اس کے گال پر تھا۔

"آپ... جلدی سو جاتے ہونگے نا۔"

وہ پلکیں جھپکا رہی تھی۔ نگاہ بدل چکی تھی۔

"لیکن آج ایسے تو نہیں سو سکتا۔"

اس کے ہاتھ کی پشت رابعہ کا گال سہلا رہی تھی۔

"مطلب سمجھ رہی ہو؟"

پتہ نہیں اس کی آواز پہلے سے زیادہ بھاری ہو گئی تھی یا ایسا رابعہ کو لگ رہا تھا۔

ہاں کرے یا ناں کرے؟ رابعہ کنفیوز ہو گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جب میں بارات لے کر آیا تھا اور تمہاری گاڑی میرے پاس سے گزری تھی، تب تم مجھے پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی تھی۔ اتنی کہ میں یہ سوچ کر پریشان ہو گیا تھا کہ تمہارے گھر والوں نے پتہ نہیں کیا دیکھ کر میرا رشتہ تم سے کر دیا ہے۔"

اس نے سچ کہا۔ رابعہ نے چپ کر کے سنا۔

"تمہیں میری عمر سے سچ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے؟"

رابعہ نے بنا سوچے سمجھے نفی میں سر ہلا دیا۔

پھر ہلکی نیلی روشنی میں حارث کے چہرے پر رابعہ کو ایک مسکان دکھی۔

"اور تم نے بتایا نہیں تھا کہ تم کتنے سال کی ہو؟"

مسکرانے کے باوجود اس کا لہجہ سنجیدہ سا تھا۔

"چوبیس کی ہوں۔"

رابعہ نے نہایت ہلکی آواز میں جواب دیا۔

"تو تمہاری اور میری عمر میں گیارہ سال کا فرق ہے۔"

حارث اس سے پیچھے ہو گیا۔

کمرے کی چھت کو دیکھنے لگا۔

رابعہ وہیں جمی رہی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"لیکن تمہاری شادی ہوئی ہے تو سمجھتی تو ہو گی تم ہر چیز کو؟"

پھر حارث اچانک اس کی طرف پلٹا۔

اس کی آنکھوں کا رنگ بدل گیا تھا۔

یا شاید کمرے میں پھیلی ہلکی نیلی روشنی کی وجہ سے ایسا لگ رہا تھا۔

"جواب نہیں دے رہی تم مجھے۔"

حارث نے جتایا۔اس کے گال پہ اپنے انگوٹھے سے زرا سی سختی دکھائی۔

"میں نے صبح نماز کے لیے بھی اٹھنا ہے۔ابھی ٹائم سے سوؤں گا تو اٹھوں گا نا۔"

"لیکن میں نے آپ کو نہیں جگایا۔"

رابعہ نے دھیمی آواز سے کہا۔

"ہاں پر اب میں جاگ گیا ہوں تو بتاؤ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

رابعہ نے جواب نہیں دیا۔

"میں تم سے اجازت مانگ رہا ہوں، رابعہ۔"

رابعہ کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"اپنا رشتہ تمہارے ساتھ آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث اس پر چھانے لگا۔اجازت مانگتے ہوئے پہلی بار اس نے رابعہ کا نام اپنے منہ سے ادا کیا تھا۔اور یہی وہ لمحہ تھا کہ رابعہ پگھل گئی۔

صبح فجر کے وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔ لیکن جتنی دیر میں وہ فریش ہوا جماعت کا ٹائم نکل گیا۔ حالانکہ وہ روز مسجد جاتا تھا لیکن آج اس نے گھر میں نماز پڑھی۔ رابعہ کمبل میں دبکی سو رہی تھی۔اس نے اسے نہیں جگایا۔

"اگر اس نے نماز کے لیے اٹھنا ہوتا تو وہ خود بھی اٹھ سکتی تھی، جیسے میں اٹھا ہوں۔"

کمرے کی لائٹ اس نے اب تک آن نہیں کی تھی۔جب باہر روشنی ہو گئی تب اس نے دروازہ کھولا۔

باہر ٹھنڈ تھی۔اور اس نے تو شاور بھی ٹھنڈے پانی سے لیا تھا۔اسی لیے اس کے سر کے گیلے بال ٹھنڈی ہوا سے جیسے جمنے لگے تھے۔ لیکن پھر وہ نیچے آیا۔

کچن میں برنر پر پانی پہلے سے ہی گرم ہو رہا تھا۔ شاید بڑی باجی نے رکھا تھا۔وہ پلاسٹک کی بالٹی میں پانی بھرنے لگا تاکہ اوپر لے جاتا۔ تبھی بڑی باجی کچن میں آ گئیں۔

"اٹھ گیا تُو؟"

"ہاں، نماز پڑھنی تھی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

''اور رابعہ کو نہیں جگایا؟''

''اب جگاتا ہوں جا کر۔''

گرم پانی کی بالٹی بھر کر وہ رک گیا۔ جانتا تھا کہ ابھی بڑی باجی نے کچھ اور بھی کہنا ہے۔

''اس کو بھی جگاتا نماز کے لیے، آج کی صبح تو دونوں کو ساتھ نماز پڑھنی چاہیے تھی۔''

حارث نے جواب نہیں دیا۔

''اور تُو کیوں نہایا ہے ٹھنڈے پانی سے؟''

اس کے چہرے سے معلوم پڑھ رہا تھا کہ وہ یخ بستہ ہے۔

''باجی نماز پڑھنی تھی میں نے۔''

پانی کی بالٹی اٹھا کر وہ کچن سے نکلا۔

''اچھا تُو چولہے پر ہاتھ تو سینکتا جا۔''

بڑی باجی نے آواز دے کر روکنا چاہا۔

''نہیں، میں ٹھیک ہوں۔''

گرم پانی کی بالٹی کو لے کر وہ خاموشی سے سیڑھیاں چڑھا۔ پھر دروازہ کھولا۔ رابعہ تو اب بھی اسی کروٹ لیٹی ہوئی تھی جس کروٹ وہ شاید رات سے لیٹی تھی۔

اس نے باتھروم کی بالٹی میں پانی ڈالا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر آ کر باہر کمرے کی لائٹ آن کر دی۔

اس سے پہلے کہ وہ رابعہ کو آواز دیتا، اس کا فون بجنے لگا۔ نمبر دیکھا تو کسی دکاندار کا نمبر تھا۔ اس نے کال ریسیو کی۔ اور آگے سے جو اسے سننے کو ملا وہ اس کا دن برباد کرنے کے لیے کافی تھا۔

"جلدی سے اٹھ کر نہاؤ دھوؤ اور تیار ہو کر بے شک دوبارہ سو جانا، میں نے کسی کام سے جانا ہے تو میں جا رہا ہوں۔"

اس نے رابعہ کو اتنی زور سے ہلا کر جگایا کہ وہ ڈر کر اٹھی۔

"کیا ہوا ہے... خیریت ہے سب؟"

وہ پوچھنے لگی لیکن حارث اسے بنا دیکھے ہی دروازے تک چلا گیا۔

"تمہیں جو کہا ہے تم وہ کرو، رابعہ۔ اوپر کوئی آئے تو وہ تمہیں اس حال میں نہ دیکھے۔ پانی ڈال دیا ہے میں نے اندر گرم۔"

"میں نماز کے لیے نہیں اٹھی کیا یہ اس لیے غصہ ہو رہے ہیں۔"

رابعہ اندازہ بھی نہ لگا سکی۔ اپنے بال سمیٹتے ہوئے اس نے ٹائم دیکھا۔ نماز کا وقت گزر چکا تھا۔ باہر روشنی بھی شاید ہو چکی تھی۔ اور اتنی صبح تو وہ کبھی نہیں اٹھی تھی۔ اس طرح تو بالکل بھی نہیں۔

Novels by Hema Yasoob Khan

"کب تک آئیں گے آپ؟"

کمرے سے باہر جاتے ہوئے حارث رک گیا۔اس نے ایک گہری سانس لی۔

"میں نے کہا ہے کہ میں ضروری کام سے جا رہا ہوں۔"

وہ زور دے کر بول رہا تھا۔ایسے جیسے رابعہ اس کا مسئلہ اور پریشانی خود باخود سمجھ جائے۔

"ناشتے تک آجائیں گے نا؟"

اس کے گھر سے ناشتہ آنا تھا۔اور وہ صرف اسی لیے پوچھ رہی تھی۔لیکن حارث جواب دیئے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی دروازہ اتنی زور سے بند ہوا کہ صبح کے سکون میں شور شامل ہو گیا۔

رابعہ پچھلے آدھے گھنٹے سے تیار ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔اور ابھی تک کوئی اس کے کمرے میں نہیں آیا۔حارث نے اسے کہا تھا کہ وہ تیار ہو کر چاہے تو دوبارہ سو سکتی ہے۔پر اس نے جس انداز سے کہا تھا رابعہ چاہ کر بھی نہ سو سکی۔اس وقت اسے سردی بھی بہت لگ رہی تھی۔پتہ نہیں کب جا کر سورج نکلنا تھا۔اور پھر دھوپ نے اس کمرے کی دیواروں کو گرم کرنا تھا۔ایک تو کمرہ اوپر تھا،دوسرا فرش پہ بھی کچھ بچھا ہوا نہیں تھا۔اس وجہ سے تو

Novels by Hamna Nasood Khan

ٹھنڈ نے زیادہ لگنا ہی تھا۔ اگر کمرے میں ہیٹر ہوتا تو پھر آسانی ہو جاتی۔ کم از کم وہ اپنے ہاتھ پاؤں ہی گرم کر لیتی۔

ساڑھے سات ہونے لگے تو اس نے اپنی ٹانگوں پر کمبل پھیلا لیا۔ پیچھے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ ابھی دو منٹ ہی گزرے تو دروازہ بجا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اجازت دیتی دروازہ کھل گیا۔

کمرے میں بڑی باجی آئیں تھیں۔ ان کے ہاتھ میں ڈش تھی۔

"اسلام و علیکم!"

رابعہ نے فوراً کمر سیدھی کر لی۔ ٹانگوں سے کمبل بھی پیچھے کر دیا۔

"واعلیکم اسلام... تم لوگوں نے رات کو کھانا کھایا تھا دوبارہ؟"

بڑی باجی نے ڈش رکھتے ہوئے میز پر رات کے پڑے ہوئے برتن دیکھے۔ ان میں کھانا بھی بچا ہوا تھا۔

"وہ میں نے کھایا تھا۔"

"اور یہ کپ میں کیا تھا؟"

انہوں نے خالی کپ کو دیکھ کر پوچھا۔

"قہوہ تھا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اگر حارث اسے کہہ کر جاتا کہ وہ کمرے سے باہر جا سکتی ہے تو یہ برتن وہ کچن میں چھوڑ آتی۔ اور ابھی ان سوالوں کے جواب اسے دینے نہ پڑتے۔

"تم نے پینا تھا؟"

بڑی باجی نے ڈش کو دوسری میز پر رکھ دیا۔ پھر ان کی نظریں پورے کمرے میں ارد گرد گھومنے لگیں۔

"ہاں... وہ میرا دل خراب ہو رہا تھا تبھی حارث بنوا لائے۔"

اس نے بہت سوچ کر جواب دیا۔

"وہ میں تم سے اس لیے پوچھ رہی ہوں کیونکہ حارث تو نہیں پیتا قہوہ۔"

رابعہ نے بس انہیں مسکرا کر دیکھا۔

"اور تم کوشش کرو کہ حارث کا نام نہ لو۔ بہت بڑا ہے نا عمر میں تم سے وہ، تو ایسے اچھا نہیں لگتا۔"

رابعہ کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔

"تمہارے منہ سے وہ بھی سنے گا تو شاید اسے اچھا نہ لگے۔ ویسے بھی شوہروں کو بہت عزت دینی چاہیے۔"

بڑی باجی اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

”سوری... آئندہ میں احتیاط کروں گی۔“

کسی کا نام لینے سے کونسا عزت میں کمی آجاتی ہے، وہ سوچ رہی تھی۔

”رات ٹھیک رہا سب؟“

اسے بڑی باجی کی نظریں عجیب لگ رہی تھیں۔

وہ صرف سر ہلا سکی۔

”ابھی بتا کر گیا ہے تمہیں کہ کہاں گیا ہے؟“

بڑی باجی شاید اس کے لیے چائے لے کر آئیں تھیں۔اور ابلا ہوا انڈہ بھی۔

”نہیں... وہ تو کچھ بتا کر نہیں گئے۔“

”مجھے بھی بس دروازے کی کنڈی لگانے کے لیے اس نے آواز دی اور نکل گیا۔اب دیکھو نا تمہارے گھر والے ناشتہ لے کر آئیں گے تو حارث کے لیے ہم کیا جواب دیں گے۔“

”وہ جیسے مجھ سے اجازت لے کر گئے ہیں۔“ وہ بس سوچ سکی۔

”شاید ناشتے تک آجائیں۔“

بڑی باجی نے اسے چائے کا کپ پکڑایا تو اس نے پکڑ لیا۔ابلا ہوا انڈہ دیکھ کر تو اس کا دوبارہ دل خراب ہونے لگا۔لیکن ان کے سامنے وہ انکار نہیں کر سکی۔چپ چاپ اندر نگل گئی۔

”اور یہ اپنا لہنگا اور جیولری وغیرہ تم الماری میں رکھ دیتی تو زیادہ بہتر تھا۔“

Novels by Hema Nasood Khan

اسے چائے دے کر بڑی باجی نے اس کا لہنگا سٹول پر سے اٹھایا۔ پھر اسے ہینگر میں لٹکا کر الماری میں رکھ دیا۔

"میں یہ چائے پی کر اٹھا لیتی ہوں۔"

اب بڑی باجی اس کی جیولری سمیٹ رہیں تھیں۔ جیسے انہوں نے جتایا تھا اب اسے شرمندگی ہونے لگی تھی۔

اتنے میں دروازہ دوبارہ کھلا۔ اور اب کمرے میں ثمرین باجی آ گئیں۔ ان کے ساتھ مریم بھی تھی۔ رابعہ نے انہیں بھی سلام کیا۔ کمبل کو ایک طرف کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

"وعلیکم اسلام... تیار نہیں ہوئی تم؟"

رابعہ کو دیکھتے ہی انہوں نے کہا۔ حالانکہ اس نے تھوڑا بہت میک اپ تو کیا ہوا تھا۔

"جی وہ میں..."

رابعہ سے تو جواب ہی نہ بن سکا۔ پہلے اسے بڑی باجی کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب ثمرین باجی کے تو چہرے کے تاثرات بھی اسے ایسے لگ رہے تھے جیسے وہ اسے بہت کچھ جتا رہی ہوں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ابھی میں اس کے لیے دوسرا سوٹ نکالتی ہوں، ناشتے پہ زرا اچھے سے تیار ہو جائے گی تو اچھی لگے گی۔"

"کیا میں ابھی ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

بڑی باجی کی بات سنتے ہوئے رابعہ نے اپنے سوٹ کو دیکھا۔اس نے کام والا سوٹ ہی پہنا ہوا تھا۔بس سوٹ کھدر کا تھا۔اور کیا انہیں اس کی لپ سٹک بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"ہاں نا... میک اپ اچھے سے کرے تاکہ اس کے چہرے کا دھبہ چھپ جائے۔اب ہمارے مہمانوں کو تو اس بارے میں نہیں پتہ ہو گا نا۔اور پھر کہیں وہ باتیں ہی نہ بنائیں۔"

رابعہ نے گرم چائے کے ہی گھونٹ بھر لیے اور کپ ڈش میں واپس رکھ دیا۔مریم نے اسی کی ڈش سے پانی کا گلاس دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا کہ میں نے پانی پینا ہے۔رابعہ نے اسے گلاس اٹھانے دیا۔لیکن دو گھونٹ پانی پی کر مریم کے ہاتھ سے کانچ کا گلاس گرا۔پانی اور کانچ فرش پہ پھیل گیا۔پھر جو حارث کے کھسے پڑے ہوئے تھے وہ بھی گیلے ہو گئے۔

"ایک تو اس لڑکی کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔"

ثمرین باجی نے مریم کو زور سے بازو سے پکڑ کر پیچھے کھینچا تو وہ رونے لگی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"کم از کم گلاس تو طریقے سے پکڑنا تھا۔"

اب وہ اونچی آواز میں مریم کو ڈانٹ رہیں تھیں۔ پھر انہوں نے اس کی کمر پر تھپڑ بھی لگا دیا۔ اور مریم دھاڑ دھاڑ رونے لگی۔ کمرے کا ماحول کچھ کا کچھ ہی ہو گیا۔

"ثمرین اسے تُو اوپر لائی ہی کیوں ہے؟"

بڑی باجی نے بھی ان کی طرح ہی اونچا بولا۔

"اسے ہی شوق تھا کہ ماموں کا کمرہ دیکھے گی لیکن اب اس نے ستیاناس کر دیا ہے۔"

ثمرین باجی فرش سے کانچ اٹھانے لگیں۔ رابعہ نے مریم کو اٹھا کر بیڈ پر بٹھا دیا۔

"لاڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لڑکی سے۔ زندگی مشکل کی ہوئی ہے انہوں نے میری اپنے باپ کی طرح۔"

اتنا غصہ کرنے والی بات تو تھی ہی نہیں۔ اور یہ بچوں کے باپ کی بات کہاں سے بیچ میں آگئی تھی؟

"تُو کانچ کو دھیان سے اٹھا۔ کہیں ہاتھ میں ہی نہ لگ جائے۔"

بڑی باجی نے رابعہ کے لیے ناشتے پہ پہننے کے لیے جیولری نکالی۔ پھر اس کے لیے سوٹ بھی نکالا۔

"جھاڑو بھی لگا لینا، رابعہ۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

موٹا موٹا کانچ اٹھا کر ثمرین باجی نے ایک دن کی دلہن کو جھاڑو لگانے کا مشورہ دیا۔ پھر مریم کو گود میں اٹھالیا۔ پھر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے جھاڑو لگانے کی، یہ ثمرین تمہیں ایسے ہی کہہ گئی ہے۔"

رابعہ گیلے فرش کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ مجھے کپڑے بتادیں میں چینج کر لیتی ہوں۔ اور میک اپ بھی ٹھیک سے کرلوں گی۔ کسی کو بھی گال والا یہ سپاٹ دکھائی نہیں دے گا۔"

بڑی باجی اب آکر اس کے پاس بیٹھیں۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ جو ثمرین کہہ کر گئی ہے نا تمہارے بارے میں اس کو تم نے سنجیدگی سے نہیں لینا۔ یہ اپنے گھر سے ہی تھوڑا پریشان رہتی ہے اس لیے ایسے کہہ دیتی ہے۔ اور تم اس لیے اچھے سے تیار ہو کہ تمہیں دیکھ کر پتہ چلے تم ایک رات کی دلہن ہو۔"

اسے بڑی باجی کی اپنے گھر میں کہی ہوئی بات یاد آگئی جب وہ ابو سے کہہ رہیں تھیں کہ اس بات کی وجہ سے کبھی اسے نیچا محسوس نہیں کروایا جائے گا۔

"اور میں نیچے جا کر دیکھتی ہوں، اگر فاطمہ فارغ ہے تو اسے میں تمہاری مدد کے لیے بھیج دیتی ہوں۔ پھر وہ یہاں سے جھاڑو بھی دے دے گی۔ موٹا موٹا کانچ تو ویسے اٹھا گئی ہے ثمرین۔"

Novels by Rima Masood Khan

بڑی باجی چلی گئیں تو رابعہ بیڈ سے نیچے اترنے لگی تاکہ تیار ہو جائے۔ نیچے وہی حارث کے کھسے تھے جنہیں اس نے پاؤں میں پھنسانا تھا۔ بڑی باجی سے اپنی جوتی کے متعلق پوچھنا اسے مناسب نہیں لگا۔ اس نے جیسے ہی اپنا پاؤں کھسے میں ڈالا تو کھسا گیلا محسوس ہوا۔ لیکن جیسے ہی وہ کھڑی ہوئی اس کی چیخ نکلی۔ اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس نے چیخ روکنے کی کوشش کی۔ کوئی کانچ کا چھوٹا ٹکڑا تھا شاید جو اس کے پیر میں چُبھ گیا تھا۔ یہ نیا مسئلہ ضرور ہونا تھا اس کے ساتھ۔ اُف۔

حارث تیز رفتاری سے موڑ سائیکل چلا کر مارکیٹ پہنچا۔ اپنی دکان کے آگے رکا۔ سامنے دیکھا تو آدھا شٹر کھلا ہوا تھا۔ ساتھ میں ارد گرد کی چند دکانیں جو اس وقت کھلیں تھیں ان کے مالک اس تک آئے۔

"بیٹا ابھی ہم نے پولیس بلوائی نہیں ہے۔ تم اب آگئے ہو تو فون کروں میں؟ تاکہ رپورٹ درج ہو۔"

یہ وہ صاحب کہہ رہے تھے جنہوں نے حارث کو فون کر کے اس وقت بلایا تھا۔ اس کی دکان پر چوری ہو گئی تھی۔ اس کی ساری جمع پونجی چلی گئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے دکان کا پورا شٹر اوپر کیا۔ پھر اندر جا کر جائزہ لیا۔ سب اس سے افسوس کر رہے تھے۔

"پولیس آئے گی تو وہ اچھے سے تفشیش کرے گی۔ ابھی بلا ضرورت کسی چیز کو ہاتھ مت لگاؤ۔"

کوئی مشورہ دے رہا تھا۔ دکان کے دراز کھلے ہوئے تھے۔ کل بارات کی وجہ سے وہ سیل لینے آ نہیں سکا تھا۔ آج بھی اس کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ آئے گا۔ لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ اسے یوں آنا پڑے گا۔ اس نے جیب سے فون نکالا اور اس لڑکے کا نمبر ملانے لگا جسے اس نے دکان پر کام کے لیے رکھا تھا۔

پہلا شک اس کا کسی پر نہیں گیا تھا لیکن اب جب وہ لڑکا فون نہیں اٹھا رہا تھا تو اس کا شک اسی پر جانے لگا۔

اس نے صرف کل ہی حساب نہیں لیا تھا۔ صرف کل ہی چابیاں اس کے حوالے کی تھیں۔ صرف دو دن کے لیے۔

یا خدایا۔

"یہ چوک والا سی سی ٹی وی چل رہا تھا رات کو؟"

اس کی آواز پریشان تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

آج کے دن اس کا ولیمہ تھا۔اور ابھی تھوڑی دیر تک لڑکی والوں نے ناشتہ لے کر آنا تھا۔ ایسے میں وہ پولیس انوالو کیسے کرتا۔ تھانہ کچہری کی باتیں کونسا ایک گھنٹے میں ختم ہو جانی تھیں۔اور عباس بھائی یا محسن کو فون کرتا تو بات اس کے ولیمے والے دن پھیل جانی تھی۔

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنے پیر کو گھٹنے پر رکھ کر دیکھا۔کانچ کا ٹکڑا اس کے پیر کے پاس تلوے کی ایک طرف کو لگا تھا۔اور شاید ابھی بھی اندر ہی موجود تھا۔ مدد کے لیے وہ کسی کو بلا بھی نہیں سکتی تھی۔اس کی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا۔ لیکن پھر اس نے ہمت کی۔کانچ کو خود سے ہی ناخنوں کی مدد سے پکڑنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کانچ لگ تو نہیں گیا تمہارے پاؤں میں؟"

اچانک دروازہ کھول کر فاطمہ اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں کپڑا اور جھاڑو بھی تھا۔

"کھسے میں تھا شاید۔ میں جیسے ہی پہن کر کھڑی ہوئی کانچ چبھ گیا۔"

وہ ابھی بھی کانچ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"لاؤ... میں دیکھتی ہوں۔"

فاطمہ نے اس کے پاؤں میں غور سے دیکھا۔

Novels by Hamna Wasool Khan

"شکر ہے تھوڑا سائیڈ پر ہے، اور کوئی زیادہ کٹ بھی نہیں ہے۔ سنی پلاسٹ لگائیں گے تو ٹھیک ہو جائے گا۔"

فاطمہ نے سویٹر پہنی ہوئی تھی۔ اسی کے جیب سے اپنا فون نکال کر اس نے فلیش لائٹ آن کی۔ خون تو بوند جتنا ہی نکلا تھا لیکن کانچ جلد کے اندر چلا گیا تھا۔

" مجھے چُبھن ہو رہی ہے۔ کانچ شاید اندر رہی ہے، باجی۔"

اس نے باجی کہا تو فاطمہ ہنسنے لگی۔

"ویسے تو میں تم سے بڑی ہوں عمر میں لیکن تم مجھے باجی بلاؤ گی تو مجھے ہنسی آئے گی۔"

فاطمہ نے اسے اپنی ہنسی میں لگایا اور کانچ اس کے پاؤں سے دبا کر نکال دیا۔

"آہ... یہ تو آپ نے نکال دیا۔"

رابعہ کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔ لیکن اب وہ بھی ہنس دی۔

"اور اب میں تمہیں تمہارا جوتا بھی نکال کر دیتی ہوں، حارث بھائی کے کھسے بھی گیلے ہی لگ رہے ہیں مجھے، باہر دھوپ میں رکھ دوں گی تو سوکھ جائیں گے۔"

"پھر آپ کو باجی نہ کہوں تو اور کیا کہوں میں؟"

فاطمہ دھوپ میں کھسے رکھ کر آئی تو رابعہ نے پوچھا۔

"آپی کہہ لو بے شک، یا نام سے بلا لو۔"

Novels by Hania Masood Khan

"مجھے وہ بڑی باجی کہہ کر گئیں ہیں کہ میں اچھی سی تیار ہو جاؤں، آپی۔"

آپی فاطمہ کو پھر کچھ ٹھیک لگا۔

"رکو میں پہلے تمہارے پاؤں کے لیے سنی پلاسٹ ڈھونڈتی ہوں، پھر اٹھ کر ایک ہی بار تم چینج کرنا اور تب تک میں فرش پہ جھاڑو لگا کر یہ پانی سکھا دوں گی۔"

چوری کی ری پورٹ درج کروانے کے لیے اسے تھانے جانا پڑا۔ اور وہاں بھی اب فون کر کے آفیسر بلوائے جا رہے تھے تاکہ ری پورٹ لکھی جاتی۔ اور اس کے بعد ہی کوئی کاروائی شروع ہوتی۔ اس بیچ اسے گھر سے فون پہ فون آ رہے تھے کہ وہ ناشتے کے لیے پہنچے لیکن اس نے اپنا نمبر ہی بزی کر دیا۔

گھر چلا جاتا تو اس مسئلے کو کون دیکھتا؟

لیکن اب جب وہ گھر جاتا تو گھر بھی مسئلے ہونے والے تھے۔ کیونکہ لڑکی والے ناشتہ لے کر پہنچ چکے تھے۔ سارے خاندان نے ناشتہ ساتھ کیا تھا۔ اگر کوئی وہاں نہیں تھا تو وہ حارث تھا۔ ایسے میں محسن موٹر سائیکل پر اس کی دکان کے لیے نکل گیا لیکن وہاں جا کر اسے جو کہانی پتہ چلی وہ کچھ اور ہی تھی۔ پھر نتیجہ یہ نکلا کہ اب محسن خود بھی فاطمہ کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''حارث بھائی کا برتاؤ ٹھیک تھا تمہارے ساتھ؟''

جانے سے پہلے رابعہ کا بھائی اس کے کمرے کو دیکھنے اوپر آیا۔یہی کچھ وقت اسے رابعہ سے اکیلے میں بات کرنے کے لیے ملا تھا۔

رابعہ کو حارث کا اسے جگانا، پھر جانا یاد آگیا۔

''کچھ سنجیدہ سے ہیں وہ، بھائی۔ لیکن کہہ رہے تھے کہ وقت لگے گا پر ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ جائیں گے۔''

رابعہ اسے اپنی طرف سے تسلی ہی دے سکتی تھی۔

''سنجیدہ وہ اپنی عمر کی وجہ سے ہونگے لیکن اب اگر امی ابو کو یہ بات پتہ چل گئی کہ وہ ناشتے پر نہیں تھے تو کہیں کوئی تماشہ ہی نہ بن جائے۔''

امی کو تو وہ گھر جا کر ٹال سکتا تھا لیکن ابو نے تو اس سے ایک ایک بات پوچھنی تھی۔

''آپ امی ابو کو مت بتانا کہ وہ ناشتے پر نہیں تھے۔''

رابعہ یونہی اس کی عزت رکھ سکتی تھی۔

''لیکن اسے اپنی ذمہ داری، چھوٹی موٹی رسموں کا احساس ہونا چاہیے۔ایسا بھی کیا ضروری کام آگیا کہ شادی کی صبح ہی بیوی کو اکیلے چھوڑ کر چلا گیا۔اب تم انجان جگہ ہو، کتنا مشکل

Novels by Hania Masood Khan

ہوا ہو گا نا تمہارے لیے سب مینج کرنا۔ اب ہم لوگ چلیں جائیں گے تو پیچھے تم کیسے رہو گی۔"

راحیل اس کی فکر میں کہہ رہا تھا۔ رابعہ اسے نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"بیوی کو شوہر کا ہی تو آسرا ہوتا ہے۔"

رابعہ نے راحیل کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ہلکا سا دبایا۔

"میں مینج کر لوں گی بھائی، آپ بس امی ابو کو مت بتانا کہ وہ یہاں نہیں تھے۔"

"اوکے... لیکن جیسے ہی وہ گھر آئے گا تم نے اس کی بات کروانی ہے مجھ سے۔ ابھی تو میری کال بھی نہیں اٹھائی اس نے۔"

رابعہ کو اپنے ساتھ لگا کر راحیل وہاں سے چلا گیا۔ اور پیچھے رابعہ اوپر اپنے کمرے میں رکنے کے بجائے نیچے آ گئی۔ صوفے والے کمرے میں چپ چاپ بیٹھی رہی۔ نیند اسے آ رہی تھی لیکن کسی نے بھی اسے آرام کرنے کا نہیں کہا تھا۔ ایسے میں وہ جا کر سو جاتی تو کہیں کوئی برا ہی نہ منا جاتا۔ فاطمہ بھی پتہ نہیں کن کاموں میں مصروف تھی کہ وہ بھی رابعہ کو دیکھنے نہ آئی۔

سب حارث کے لیے ہی پریشان تھے۔ اور حارث محسن کے ساتھ شام چار بجے کے قریب واپس آیا تھا۔ وہ بھی تب جب رابعہ پارلر جا چکی تھی۔ گھر پہ کوئی باہر کے مہمان اس وقت

Novels by Hina Nasook Khan

نہیں تھے۔ تبھی اس کے آتے ہی امی اس پر شروع ہو گئیں۔ بڑی باجی نے بھی لحاظ نہیں کیا۔

"مانا تجھے شادی کا شوق نہیں تھا لیکن ہماری عزت پہ تو حرف نہ آنے دیتا تُو۔"

"تم بڑی باجی کو چپ کرواؤ، حارث بھائی سچ میں ایک ضروری کام میں پھنس گئے تھے۔" محسن کے پاس فاطمہ آکر کھڑی ہوئی۔ محسن نے جھک کر اس کے کان میں کہا۔ لیکن فاطمہ کو پتہ تھا کہ اس وقت اس کی سنی نہیں جائے گی۔

"جب میں کہہ رہا ہوں کہ ضروری کام تھا تو پھر؟ اور آ تو گیا ہوں اب میں گھر۔"

حارث ویسے ہی صبح کا بھوکا تھا۔ تھانہ کچہری اس کا آدھا دماغ خراب کر چکا تھا۔ بچی کچی کسر اب نکل رہی تھی۔

"اور جو تیرے سسرال والے اب باتیں بنائیں گے وہ؟"

ثمرین باجی نے بھی کہاں پیچھے رہنا تھا۔

"کیوں وہ باتیں بنائیں گے؟ کہہ دیتے نا آپ لوگ کہ ضروری کام سے گیا ہوں۔"

زیادہ بحث کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔

"وہ تو ہم تب کہتے جب تُو ہمیں کچھ بتا کر گیا ہوتا۔"

Novels by Hamna Yasooh Khan

بڑی باجی کو جواب دینے کے بجائے وہ امی کے کمرے سے ہی نکل گیا۔ پیچھے سب محسن سے پوچھنے لگے۔ محسن بس بات ادھر کی ادھر کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے حارث نے منع کیا تھا کہ وہ دکان پہ چوری والی بات گھر پر ابھی نہ بتائے۔ بس کسی طرح پہلے عزت سے ولیمہ ہو جائے۔

حارث اوپر کمرے میں گیا تو سجے ہوئے کمرے کو دیکھ کر اسے یاد آیا کہ یہاں اس کی دلہن کو ہونا چاہیے تھا۔ صبح سے اپنے مسئلے میں اسے تو وہ بالکل ہی بھول گیا تھا۔ اور اس نے اس کی واپسی کا بھی پوچھا تھا۔ لیکن حارث ہی اسے نظر انداز کر کے چلا گیا تھا۔

"کیا سوچے گی اب وہ میرے بارے میں؟"

حارث بیڈ پر بیٹھنے کے بجائے باتھروم گیا۔ کپڑے بدل کر باہر آیا تو فاطمہ کمرے میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"بھابھی کدھر ہے تمہاری؟"

لہجہ اس کا ایسا تھا کہ فاطمہ کو بھی سمجھ نہ لگی کہ وہ فکر سے پوچھ رہا ہے یا غصے سے۔

"وہ تو پارلر چلی گئی ہے اور یہ... محسن کہہ رہے تھے کہ آپ کے لیے چائے دے جاؤں۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

فاطمہ بھی اب کمرے سے جانے والی تھی۔اوپر نیچے سب کے موڈ دیکھ دیکھ کر وہ بھی پھر کی بن چکی تھی۔

"کچھ کھا پی کر گئی ہے نا؟"

اب اس نے تھوڑا نرمی سے پوچھا۔ویسے بھی صرف فاطمہ ہی تھی جس سے وہ کچھ پوچھ سکتا تھا۔

"نہیں... صبح بس انہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ناشتہ کیا تھا۔وہ بھی شاید اس لیے کہ ان لوگوں کو احساس نہ ہو کہ وہ پریشان ہے یا بیمار ہے۔"

فاطمہ اپنے انداز سے اسے احساس دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسے رابعہ کو یوں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔

"وہ بیمار ہے کیا؟"

حارث نے چائے کا کپ اٹھالیا۔

"آپ نے خود ہی تو رات میں مجھے بتایا تھا کہ اس کا دل خراب ہو رہا ہے،اور قہوہ بھی تو بنوایا تھا آپ نے مجھ سے۔"

فاطمہ اسے یاد دلانے کی کوشش کرنے لگی۔

"تو وہ تو رات کی بات تھی۔مجھے لگا صبح تک ٹھیک ہو گئی ہو گی۔"

Novels by Hamna Wasood Khan

اسے فکر ہوئی بھی تو اس نے ظاہر نہیں کی۔

"آپ کو چائے کے ساتھ کچھ اور لا دوں؟"

حارث کا رویہ دیکھ کر فاطمہ اٹھ گئی۔ یہ وقت شاید ٹھیک نہیں تھا کہ وہ اسے کسی بھی بات کا کوئی احساس دلائے۔

"نہیں... میں چائے پی کر لیٹوں گا تھوڑی دیر۔"

فاطمہ دروازے تک پہنچی تو حارث نے اس سے پوچھا۔

"اس نے آرام کیا تھا دوپہر میں؟"

اب وہ فکر مند تھا بھی تو فاطمہ نے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

"اسی سے پوچھ لینا بھائی آپ۔"

"وہ ہوتی تو میں اس سے ہی پوچھتا۔"

چائے پی کر بیڈ پر لیٹا تو دکان کی چوری کا سارا خیال اس کے دماغ سے نکل گیا۔ اب کوئی دماغ میں تھا تو وہ رابعہ تھی۔ جس کے ساتھ اتنے اچھے لمحے بتا کر صبح اتنی بری طرح سے اسے نظر انداز کر گیا تھا۔

جگایا بھی تو طریقے سے نہیں تھا۔

پھر پتہ نہیں اسے اپنے گھر والوں کے آگے کیا محسوس ہوا ہو گا۔

Novels by Hamna Masood Khan

وہ اسے چھوڑ گیا، خبر گیری بھی نہ کر سکا۔

"پتہ نہیں اس کی طبیعت کیسی تھی۔"

"ضرور خراب ہی ہو گی۔ ورنہ تو وہ کچھ کھا کر جاتی نا۔"

حارث نے رابعہ کے تکیے کی طرف کروٹ بدل لی۔ پھر اسی کے تکیے کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھ لگ گئی۔

ولیمے کے فنکشن کے لیے اس کی میکسی کارنگ شام کے دھندھلکے جیسا ملائم جامنی تھا۔ امی نے ویسے رابعہ کا ناپ وغیرہ تو دیا تھا لیکن پھر بھی ڈریس بہت کھلا تھا۔ گلا بھی کافی بڑا تھا۔ پارلر والی نے ان گنت سیفٹی پنیں لگا کر اس کا ڈریس ایڈجسٹ کیا تھا۔ باقی کل کی نسبتاً آج وہ بہت مختلف لگ رہی تھی۔ جیولری ہلکی سی تھی۔ لیکن نفیس تھی۔ بالوں کا ہیر سٹائل سائیڈ پارٹیشن میں بنایا گیا تھا۔ تھوڑے سے بال آگے کو لا کر کرل کیے گئے تھے۔ بس ہیلز پہنتے وقت اسے اپنے پاؤں میں لگا سنی پلاسٹ اتارنا پڑا تھا۔ اور جب وہ کھڑی ہوتی تو اسے اپنا پاؤں دکھتا ہوا محسوس ہوتا۔

پارلر سے سیدھا وہ میرج ہال گئی تھی۔ وہاں پہ حارث کی بہنوں نے اسے سٹیج پر بٹھا دیا۔ آج تو وہ پھر نظریں اٹھا کر حارث کو ڈھونڈ رہی تھی۔ پھر اسے پتہ چلا کہ حارث مردوں

Novels by Humna Ihsood Khan

والی سائیڈ پر ہے۔رہی بات آج کے میرج ہال کی تو وہ حارث کی جیب کا بجٹ بتا رہی تھی۔
اتنا کوئی اچھا میرج ہال نہیں تھا۔نہ ہی لائٹنگ زیادہ اچھی تھی۔نہ ہی کرسیاں۔
طرح طرح کے مہمان آ رہے تھے۔اس کے ساتھ تصویریں بنوا کر جا رہے تھے۔
ایک وہ تھی جسے اب حارث کے لیے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔
نہ اچھا۔نہ برا۔
ویسے بھی جیسا رویہ صبح اس نے ظاہر کیا تھا وہ رات سے مختلف تھا۔
اور ایسے میں وہ کسی بھی قسم کی رائے قائم نہیں کر سکتی تھی۔بس اس کے دل میں بہت سی باتیں آ رہی تھیں۔یہ تو جب رابعہ کے گھر والے آئے تو اس کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ آئی۔اور تب ہی اس نے تھوڑا سا کھانا بھی کھایا۔
اور کھانے سے پہلے تک جیسے وہ حارث کو ڈھونڈ رہی تھی ویسے ہی اب کھانے کے بعد حارث جب آ کر اس کے ساتھ بیٹھا تو اس نے اسے نظر انداز کیا۔
گاہے بگاہے حارث اسے دیکھ رہا تھا۔
اور وہ آج شاید کل سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔لیکن مختلف سی۔
"تم نے کھانا کھایا؟"
موقع پا کر حارث نے اس سے پوچھ ہی لیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جی کھالیا۔"

اپنے کلچ میں سلامی کے پیسے رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ پھر ان کے دائیں بائیں مہمانوں کی لائن لگتی گئی۔ ابھی تو تصاویر بن رہی تھیں تبھی ہال کی لائٹس اچانک بند ہو گئیں۔ اور اضافی پیسے حارث دے نہیں سکتا تھا اسی لیے انہیں مہمانوں کو خدا حافظ کرنا پڑا۔

ولیمے سے واپسی پر بھی راستے میں ان کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ گھر پہنچ کر رابعہ کو گاڑی سے نکالنے کے لیے جب حارث مدد کے لیے کھڑا ہوا تو اس نے محسوس کیا کہ رابعہ نے اپنا قدم ٹھیک سے نہیں رکھا۔

رابعہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلتے ہوئے گھر کے اندر آئی۔ پھر سے صوفوں والے کمرے کا دروازہ کھولا گیا کہ دلہن کو یہیں بٹھایا جائے۔

"میں رابعہ کو اوپر بٹھا کر آتا ہوں، امی۔ سارا دن کی تھک گئی ہے۔"

بہنوں سے کہتا تو پھر بات کہاں سے کہاں چلی جاتی۔

ابھی باقی سب گھر والے پہنچے بھی نہیں تھے۔ حارث والی گاڑی میں امی تھیں۔ اور انہیں کی اجازت سے وہ رابعہ کو اوپر کمرے میں لے آیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تم آرام سے بیٹھو۔ میں یہ کمبل کھول دیتا ہوں۔"

وہ بیڈ پر بیٹھی تو حارث نے کمبل کھول کر اس کی ٹانگوں پر کر دیا۔ اس وقت تو اسے بھی محسوس ہوا تھا کہ کمرہ بہت ہی زیادہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔

"اب بتاؤ کھانا لاؤں تمہارے لیے یا چائے بنوا کر لاؤں؟"

یہ حارث منیب کا نرم انداز تھا۔ رابعہ کو الگ سا محسوس ہوا۔

"آپ کب تک آئیں گے کمرے میں؟"

بدلے میں رابعہ نے بھی سوال پوچھ لیا۔

"کیوں...؟"

ایک تو وہ بھی سوال پہ سوال کرتا تھا۔

"بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔"

رابعہ نے کمبل اپنے بازوؤں تک کھینچ لیا۔

"نہیں تم مجھے بتاؤ... میری ضرورت ہے تو میں رک جاتا ہوں۔"

کیا ہوتا اگر وہ صبح بھی اس سے ایسے ہی بات کرتا۔

"مجھے بس یہ جیولری ٹھنڈی لگ رہی ہے۔ میں نے چینج کرنا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... تو جیولری اتار دو۔اور کپڑے بھی بدل لو۔آج باجی نے تو نہیں رکھیں ہونگے تمہارے لیے کپڑے لیکن میں تمہیں کچھ دیکھ دیتا ہوں۔"

اب حارث منیب الماری کھول کر کھڑا تھا۔اس کے لیے کوئی آرام دہ کپڑے ڈھونڈ رہا تھا۔

"اور میں نے کھانے کا پوچھا تھا تم سے؟"

"میں نے نہیں کھانا۔"

وہ ٹیک لگا کر حارث کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

"اور چائے؟"

حارث نے گردن موڑی۔

"نہیں... چائے بھی نہیں پینی۔"

"کل بھی اگر تمہیں اپنی طبیعت خراب لگی تو ہم پھر کلینک جا کر چیک اپ کروالیں گے۔"

"کل میں نے اپنی امی کی طرف جانا ہے۔"

رابعہ نے اسے بتایا تو حارث ایسے پلٹا جیسے کہہ رہا ہو کہ نہیں جانا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"وہ رسم ہوتی ہے ایک، ہمارے ہاں اسے مکلاوہ کہتے ہیں۔ آپ کی بہنوں کی بھی تو ہوئی ہو گی نا۔"

حارث سر ہاں میں ہلانے لگا۔

"میرے دماغ میں نہیں تھی یہ رسم۔"

حارث نے رابعہ کے لیے سوٹ بیڈ پر رکھا۔

"ابھی میں نیچے جا رہا ہوں تو تم اندر سے کنڈی لگا کر کمرے میں ہی کپڑے بدل لو۔ باتھروم چھوٹا ہے اور میں نے تمہیں کل بھی کہا تھا کہ وہاں تمہارے کپڑے خراب ہونگے۔"

"کب تک آئیں گے آپ اوپر؟"

وہ دروازے پر تھا جب رابعہ نے پوچھا۔ اب کی بار حارث نے اسے نظر انداز نہیں کیا۔

"نیچے زرا کچھ حساب کتاب دیکھنا ہے میں نے۔ کھانا وغیرہ بھی تھوڑا واپس آیا ہو گا۔ پھر یہ لوگ فاطمہ سے چائے بنوائیں گے تو گھنٹہ لگ ہی جائے گا مجھے۔"

رابعہ کے چہرے پر سوال اس نے دیکھے تھے لیکن رابعہ نے کہے نہیں۔ پھر وہ بھی کمرے سے چلا گیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"چلو جی... حارث میاں... تم بھی بیوی والے ہو گئے۔"

جیسے ہی وہ نیچے آیا عباس بھائی نے اونچی آواز میں کہا۔ وہ سب لوگ اس وقت امی کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ صحن میں کچھ دیگیں آئیں ہوئیں تھیں جن میں سے بڑی باجی کھانا گھر کے برتنوں میں نکال رہی تھیں۔ بچے اچھل کود اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگنے میں لگے تھے۔ فاطمہ کچن میں کھڑی تھی۔ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔

حارث مسکراہٹ چھپاتے ہوئے امی کے پاس بیٹھا۔

"دلہن کو اکیلا چھوڑ آئے؟"

"اس نے کپڑے تو نہیں بدل لیے؟ میں نے اس کے ساتھ تصویر بنوانی تھی۔ وہاں ہال میں بچے تنگ کر رہے تھے اور اسی وجہ سے میری ایک بھی ڈھنگ کی تصویر نہیں آئی۔"

"اور ضرور وہ تصویر قیصر بھائی نے ہی مانگی ہو گی۔"

حارث نے ثمرین باجی کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

"ہاں... میں اسے بول آیا ہوں کہ وہ میک اپ وغیرہ دھو لے۔"

ثمرین باجی کا چہرہ تن گیا۔ اتنے میں فاطمہ چائے لے کر آئی تو حارث نے کپ اٹھایا۔

"رابعہ کو چائے دے آؤں؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔ اگر وہ ہاں کرتا تب وہ اسے چائے دینے جاتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں... وہ کہہ رہی ہے کہ اسے نہیں پینی۔"

فاطمہ اب باقی سب کو چائے دے رہی تھی۔

"تم نے سامان وغیرہ سمیٹ لیا ہے نا؟"

محسن کو چائے دی تو اس نے پوچھا۔

"تم لوگ گھر جا رہے ہو؟"

حارث حیران ہوا۔

"کل ڈیوٹی پر جانا ہے میں نے، اسی لیے ابھی جا رہے ہیں ہم۔ کل رات کو چکر لگا لیں گے آپ کی طرف دوبارہ۔" محسن نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے تو فاطمہ کا بڑا آسرا تھا۔"

حارث نے فاطمہ کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"بس بھائی اب آپ کے لیے رابعہ آ گئی ہے نا۔"

فاطمہ نے ہنس کر کہا۔

"ہاں... اور اب اسے کسی بہن کی کیوں ضرورت ہو گی۔"

ثمرین باجی طنزیہ انداز سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئیں۔ دو منٹ بعد ہی ان کی کہی بات کو کمرے میں بیٹھے ہر فرد نے درگزر کر دیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

فاطمہ جانے سے پہلے اوپر رابعہ سے ملنے گئی۔تب رابعہ اپنا میک اپ اتار رہی تھی۔فاطمہ نے پانچ منٹ اگر اس سے بات کی تو ان پانچ منٹ تک اس کی مدد بھی کرتی رہی۔

"ثمرین باجی کل ادھر ہی رک رہی ہیں؟"

حارث نے چائے پیتے ہوئے پوچھا۔شادی کے تین دن تو ختم ہو گئے تھے۔اور قیصر بھائی سے اجازت بھی تین دن کی ہی لی گئی تھی۔

"اس کی ساس کو تو ہم کہہ کر آئے تھے کہ ولیمے کی رات چھوڑ آئیں گے لیکن اب یہ کہہ رہی ہے کہ میں کل جاؤں گی۔"

عباس بھائی نے جواب دیا۔پھر وہ باہر چلے گئے تاکہ بڑی باجی کے ساتھ کھانا فریج میں رکھوا دیتے۔اور خالی دیگیں واپس بھجواتے۔

"اسے پتہ ہے نا کہ اب کی بار جائے گی تو قیصر اسے واپس جلدی آنے نہیں دے گا اس لیے رکنے کا کہہ رہی ہے۔"

اب امی اور حارث کمرے میں تھے۔حارث نے عادتاً ان کے گھٹنوں کو دبانا شروع کیا۔

"لیکن امی ثمرین باجی کو خود بھی خیال کرنا چاہیے،یہی باتیں ہوتیں ہیں جن سے قیصر بھائی کو موقع ملتا ہے۔"

حارث بھی ٹھیک ہی کہہ رہا تھا لیکن اب ثمرین باجی کو کون سمجھائے۔

Novels by Hamna Masood Khan

''قیصر کا تو مزاج ہی عجیب ہے۔''

''اچھا امی، مجھے کل صبح بھی ضروری کام سے جانا ہے۔ پر ابھی آپ کی بہو کہہ رہی تھی کہ اس نے بھی اپنے گھر جانا ہے تو کیا ساتھ میرا جانا ضروری ہے؟''

وہ جانتا تھا اس کا جانا ضروری ہے۔ پھر بھی وہ پوچھ رہا تھا۔

''یہ تیرا ایسا کونسا ضروری کام ہے جو تُو ان دنوں بھی وقت نہیں نکال پا رہا، حارث۔ ویسے تو عام دنوں میں جب کبھی بہنوں کو ضرورت پڑتی ہے تب تو تُو فارغ ہوتا ہے۔''

امی نے اس سے سنجیدگی سے پوچھا۔ شادی کے تینوں فنکشنز ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت وہ انہیں چوری کے متعلق بتاتا تو وہ رات شاید سو نہ پاتیں۔

''امی آپ کو تو پتہ ہے کہ مارکیٹ کے سو کام ہوتے ہیں۔ اور اب میں اسی لیے پوچھ رہا ہوں نا کہ بتا دیں آپ... کہ کل میرا جانا ضروری ہے یا نہیں۔ پھر اس حساب سے میں دیکھ لیتا ہوں۔''

امی بھی اسے سمجھا ہی سکتی تھیں۔

''حارث... یہ چند دن کی ذمہ داری ہوتی ہے، نبھانی تو پڑے گی تجھے بھی۔''

یعنی کل رابعہ کے ساتھ اس کا جانا ضروری تھا۔ اور آج کی طرح کل وہ غائب بھی ہو نہیں سکتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

عباس بھائی کے ساتھ حساب کتاب کی کچھ باتیں کرتے ہوئے اسے گھنٹے سے کچھ زیادہ ہی ہو گیا۔ جب کمرے میں گیا تو رابعہ سکڑی سمٹی، بیڈ سے ٹیک لگا کر، بیٹھی بیٹھی سوتی ملی۔ جس طرح سے اس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا صاف پتہ چل رہا تھا کہ اسے سردی لگ رہی تھی۔ حارث نے سنگھار میز کے پیچھے والی کھڑکی کو دیکھا تو وہ بند تھی۔ اب اس ٹھنڈ کا اسے کوئی نہ کوئی انتظام لازمی کرنا تھا۔

جب وہ کپڑے بدل کر سونے کے لیے آیا تو لائٹ بند کیے بغیر رابعہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے پاک تھا۔ اس کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں کی مدد سے پکڑ کر حارث نے رابعہ کا رخ بدلا تو وہ یکدم اٹھ گئی۔ اب وہ ہلکی گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ حارث کی نظریں اس کے گال کے سفید دھبے پر جمی تھیں۔ حیران نظریں۔

"یہ ادھر سے میک اپ ٹھیک سے نہیں اتارا تم نے؟"

اپنی انگلی اس کے گال پہ رکھ کر حارث نے پوچھا۔ رابعہ سمجھ گئی وہ کیا کہہ رہا تھا۔ لمحہ لگا اور رابعہ گھبرا گئی۔ گردن سے بھاپ سی اٹھتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ چہرہ بھی لال گلابی ہونے لگا۔ نظریں جھکتی گئیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"آپ نے پہلے مجھے میک اپ کے بغیر نہیں دیکھا؟"

رابعہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں... میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ باجی کے پاس تمہاری تصویر تھی لیکن میں نے نہیں دیکھی تھی۔اور صبح تو میں جلدی چلا گیا تھا۔"

حارث دیکھ رہا تھا کہ رابعہ کی آنکھوں میں پانی بھر رہا ہے۔پھر رابعہ بنا آواز کے روتے ہوئے اس سے پیچھے ہو گئی۔بیڈ کے کنارے تک چلی گئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟اب رو کیوں رہی ہو تم؟"

حارث سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میں نے اپنے گھر والوں سے بار بار کہا تھا کہ آپ کو میری اصل تصویر دکھائیں اور مجھے امی نے ہر بار کہا کہ آپ کی بہنیں آپ کو دکھا دیں گی۔لیکن آپ نے کیوں نہیں دیکھی؟"

اپنے مہندی والے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا کر وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم بنا روئے طریقے سے بات کرو گی تو میں تمہاری بات سمجھوں گا،رابعہ۔"

وہ تو خود آرام کرنے آیا تھا۔رابعہ سے بحث کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔اور کچھ نہ کچھ وہ سمجھ بھی رہا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"آپ میری بات نہیں سمجھیں گے... اب آپ کہیں گے کہ آپ کے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے۔ پھر آپ چھوڑ دیں گے مجھے۔"

حارث کا دماغ خراب کرنے کے لیے اتنی سی بات ہی کافی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر رابعہ کا بازو پکڑا۔ اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ نہیں ہٹا رہی تھی۔

"میں کیوں کہوں گا کہ میرے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے۔ کل میں نے تم سے شادی کی ہے اور اب میرا دماغ اتنا بھی نہیں خراب کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔"

اسے شاید نرمی دکھانی چاہیے تھی۔ رابعہ کو حوصلہ دینا چاہیے تھا۔ اس نے غصے سے بات کی تو رابعہ نے بھی اپنا رونا بند نہیں کیا۔

"تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔"

تھوڑی دیر بعد اس نے رابعہ سے کہا۔ وہ موقع دے رہا تھا۔ پر اس کے لہجے میں نرمی نہیں تھی۔ رابعہ نے بھی جواب نہیں دیا۔

"مجھے بھی اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں اس سے دوبارہ پوچھوں۔"

وہ اٹھا۔ اور اس نے کمرے کی لائٹ بند کر دی۔ کمرے میں اب ہلکی نیلی روشنی تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

گہری خاموشی میں وہ چاہے اپنے رونے کی آواز کو کنٹرول کر رہی تھی لیکن حارث اس آواز سے تنگ ہو رہا تھا۔

"میں نے صبح نماز کے لیے اٹھنا ہے اور تم یہی سب کرتی رہو گی تو میں سو نہیں پاؤں۔ اس لیے چپ کر جاؤ تم۔"

اس کے تنبیہ کرنے پر رابعہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"میری اصلیت جاننے کے بعد ان کا بات کرنے کا طریقہ بھی کتنا بدل گیا ہے۔"

پھر پیچھے اسے دیکھ کر بیڈ سے اتر گئی۔

"اب کدھر جا رہی ہو تم؟"

اس کا رخ باتھروم کی طرف ہوتا تو حارث آواز کبھی نہ دیتا۔

"آپ سو جائیں آرام سے۔ میں باہر..."

عجیب کمتری کا احساس ہوا تھا کہ وہ بھول ہی گئی، اس وقت اسے باہر نہیں جانا چاہیے تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"

سارا دن کا غصہ اور خواری اس لمحے حارث پر حاوی ہو گئی تھی۔ رابعہ رک گئی۔

"ایسا میں نے تمہیں کیا کہہ دیا ہے کہ تم کمرے سے باہر جا رہی ہو؟"

حارث اٹھ بیٹھا۔ وہ بیڈ تک نہیں آئی۔ وہیں ساکت رہی۔

Novels by Hania Masood Khan

"آپ نے کچھ بھی نہیں کہا۔ بس ساری غلطی میری ہے۔"

ان بلاوجہ کی سسکیوں پر اسے اور غصہ آرہا تھا۔

"نہیں غلطی میری ہے جو میں نے تمہیں سوتے ہوئے جگا دیا ہے۔ اب چپ چاپ ادھر بیڈ پر آؤ، اور لیٹ جاؤ۔ نہیں پوچھ رہا میں تم سے کچھ!"

حارث نے کروٹ بدل لی۔ کمبل منہ تک کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد رابعہ نے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے۔ اپنی طرف جانے کے بجائے اس کی طرف چلی گئی۔ وہ واقعی سو رہا تھا۔ لیکن رابعہ اب یہ پریشانی سر پہ سوار کر کے سو نہیں سکتی تھی۔ اگر اسے اپنے بارے میں کچھ بتانا تھا تو وہ بتا سکتی تھی۔ اور ویسے بھی تو حارث نے کہا تھا کہ وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرے گا۔

"آپ سو گئے ہیں؟"

حارث نے کوئی ہوں ہاں نہیں کی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

اس نے حارث کا کمبل اٹھایا۔

"سو جاؤ، بہت دیر ہو گئی ہے ویسے بھی۔"

"آپ پہلے مجھے بتائیں کہ آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے نا؟"

Novels by Hamna Yasooj Khan

وہ جو اپنا کمبل چہرے سے نہیں ہٹا رہا تھا۔ آنکھیں نہیں کھول رہا۔ اس بات پر اٹھ بیٹھا۔

اس کا رویا رویا چہرہ دیکھ کر کچھ کہہ نہ سکا۔ بس اسے اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دے دی۔ اور وہ بھی بیٹھ گئی۔

"میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔"

رابعہ نے ہاتھ کی پشت سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"اتنا خرچہ ہوا ہے ہماری شادی پر، اگر چھوڑنا ہی ہوتا تو کم از کم میں تھوڑی بچت کر لیتا۔"

لہجہ نرم، چہرے پر مسکراہٹ، آنکھوں میں اس کا اپنا عکس۔

رابعہ کو دیکھ کر اچھا لگا۔

"یہ جو میرے چہرے پر نشان ہے نا وہ میرے ہاتھ پر بھی ہے۔ اور... اور کندھے پر بھی۔ اور..."

"یہ برص کے نشان ہیں، سمجھ آ گئی ہے مجھے۔"

اس نے رابعہ کا ہاتھ پکڑا۔

"اور آپ کل کہہ رہے تھے نا کہ پتہ نہیں میرے گھر والوں نے آپ سے میرا رشتہ کیا دیکھ کر کر دیا ہے؟"

حارث نے اثبات میں سر ہلایا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تو انہوں نے میرے وٹیلیگو کی وجہ سے ہی آپ سے میرا رشتہ کیا ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے میرا رشتہ کہیں ہو نہیں رہا تھا۔"

"مطلب تم کہنا چاہ رہی ہو کہ اگر تمہیں یہ مسئلہ نہ ہوتا تو تمہارے گھر والے تمہارے لیے اچھا رشتہ ڈھونڈتے۔"

رابعہ سمجھی نہیں۔

"آپ بھی اچھے ہیں۔ بس مجھے ابھی آپ کی سمجھ نہیں آئی۔"

"اور تمہاری بھی تو مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کل سے مجھے تم مجھ سے بھی زیادہ سمجھدار لگ رہی تھی اور ابھی اتنی سی بات پہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ اور میں بچوں کو بھی ڈانٹ دیتا ہوں، رابعہ۔ لاڈ کرنا مجھے نہیں آتا۔

رابعہ نے اس کی تعریف کی تھی۔ وہ بھی تب جب وہ خود جانتا تھا کہ اس کا رویہ رابعہ کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔

"اتنی سی بات نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے میں نے ہمیشہ سے بہت باتیں سنی ہیں۔ صبح تو آپ کی باجی بھی کہہ رہیں تھیں کہ میں میک اپ ٹھیک سے کروں تاکہ مہمانوں کو دھبے نظر نہ آئیں۔ اور وہ بھی ٹھیک ہی کہہ رہی تھیں۔ کیونکہ ایسا میری امی بھی مجھ سے کہتی ہیں۔ اور میری دوستیں بھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"میری کونسی باجی نے تمہیں یہ کہا تھا؟"

حارث بیڈ کے درمیان میں ہو گیا۔اور رابعہ کو اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔

"آپ کا بستر کتنا گرم ہے۔"

وہ بیٹھنے کے بجائے لیٹ گئی۔حارث نے اس پر کمبل ٹھیک سے اوڑھایا۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے کہ تمہیں کمرہ بہت ٹھنڈا لگ رہا ہے۔"

"نہیں میں بس بستر کا کہہ رہی تھی۔"

میں کچھ بندوبست کر لوں گا،ابھی بس تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری کونسی باجی تمہیں میک اپ کرنے کا کہہ رہی تھیں۔

پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ صبح گئے کہاں تھے؟

رابعہ نے اپنے گال کے نیچے ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"ایک ضروری کام سے گیا تھا۔اور کل صبح بھی جانا ہے میں نے۔لیکن تم کہہ رہی تھی کہ تم نے بھی اپنی امی کے گھر جانا ہے۔"

"شادی کے لیے آپ نے اپنے کام سے چھٹی نہیں لی؟"

"لی تھی... لیکن ایک مسئلے میں پھنس گیا ہوں۔"

"کیسا مسئلہ؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث بتانے والا نہیں تھا۔

"تمہیں نیند نہیں آرہی اس وقت؟"

وہ تو باتیں کرنے کے موڈ میں لگ رہی تھی۔

"آپ کو آرہی ہے تو آپ سو جائیں۔ میں نے بس آپ کو یہی بتانے کے لیے جگایا تھا کہ مجھے وٹیلیگو ہے۔ اور بچپن سے اتنا ہی ہے۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ پھیل بھی سکتا ہے لیکن میرا کبھی نہیں پھیلا۔ بس اتنا ہی ہے۔"

حارث جواباً خاموش رہا۔

"آپ اب سوچ رہے ہونگے کہ کیسی لڑکی آپ کو مل گئی ہے جس کے ساتھ آپ ایک تصویر بھی نہیں بنوا سکتے۔"

اداس لہجے سے کہا۔

"میرے پاس سوچنے کے لیے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے، رابعہ۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہم نے صرف تصویر نہیں بنوانی... زندگی گزارنی ہے۔"

اس نے رابعہ کا تکیہ کھینچ کر اپنے سر کے نیچے کیا۔ پھر دونوں پر کمبل سیدھا کیا۔

"تو آپ کو میرے وٹیلیگو سے کوئی مسئلہ نہیں ہے؟"

رابعہ نے نزدیک ہو کر سوال پوچھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جیسے تمہیں میری عمر سے کوئی مسئلہ نہیں ہے ویسے ہی مجھے بھی تمہارے اس وٹیلیگو سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے اگر اس بارے میں پتہ ہوتا تو ایسے خود تم سے پوچھتا نہیں۔"

"یعنی آپ کو میں اس وٹیلیگو کے ساتھ بھی اچھی لگتی ہوں۔"

احساس کمتری اس سے بچوں جیسی باتیں کروا رہا تھا۔

"اس وقت تو اچھی لگ رہی ہو، باقی صبح کی صبح دیکھیں گے۔"

حارث کا وہی سنجیدہ لہجہ لوٹ آیا۔ دل کی رفتار ایک دم بدل گئی۔

صبح ہوئی تو فجر کی نماز کے لیے پھر وہی اٹھا۔ کل کی طرح آج بھی اس نے رابعہ کو نہیں جگایا۔ لیکن جب وہ بستر سے نکلا تو رابعہ کی آنکھ کھل گئی۔ حارث اٹھ کر باتھروم تک جا چکا تھا۔ رابعہ نے آنکھیں ملتے ہوئے گھڑی دیکھی۔ اس وقت اونچی آواز میں اذانیں سنائی دے رہی تھیں۔ سردیوں کے موسم کی وجہ سے اس سناٹے میں گونج رہی تھیں۔ یا پھر حارث کے گھر کے قریب ہی کافی مساجد بنی ہوئیں تھیں۔

اٹھ کر اس نے اپنے لیے کپڑے نکالے۔ پھر بیڈ کے کنارے پر ٹک کر حارث کا انتظار کرنے لگی۔

"تم کیوں اٹھی ہو؟"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے آیا تھا۔اپنے بال تولیے سے رگڑتے ہوئے جلدی جلدی خشک کر رہا تھا۔اپنی کپکپاہٹ کو قابو کر چکا تھا۔

''نماز پڑھنے کے لیے۔آپ بتائیں بالٹی میں آپکا گرم پانی بچا ہے؟''

اس کی آدھی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔سر جھکا ہوا تھا۔وہ شاید بیٹھے بیٹھے سونا چاہتی تھی۔ لیکن حارث سے بات کرتے ہوئے اٹھ گئی۔

''میں تو ٹھنڈے پانی سے نہا کر آیا ہوں۔تمہارا مجھے پتہ نہیں تھا اس لیے گرم پانی لایا نہیں میں۔''

ہلکی نیلی روشنی میں آئینے کے آگے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا۔اور پھر سر پر ٹوپی پہن لی۔ اسے لگا تھا کہ شاید وہ واپس سو جائے گی۔

''اوپر پانی گرم نہیں ہو سکتا؟''

اذانیں ختم ہو چکیں تھیں۔جماعت میں کچھ دیر تھی۔

''اوپر گیس کی سیٹنگ نہیں ہے۔لیکن تم نے نماز پڑھنی ہے تو میں تمہارے لیے نیچے پانی رکھ دیتا ہوں۔پر جتنی دیر میں وہ گرم ہو گا اور تم نہاؤ گی اتنی دیر میں تو صبح کی روشنی ہو جائے گی۔''

حارث نے ہلکی نیلی روشنی کو بند کر دیا۔کمرے میں اب سفید بلب کی روشنی پھیل گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہمم... پانی گرم ہونے میں تو واقعی دیر ہو جائے گی۔"

بات کرتے ہوئے اسے جمائی بھی آگئی۔

"ٹھیک ہے تو پھر تم لیٹ جاؤ۔ میں آؤں گا تو جگا دوں گا تمہیں۔ تب تک پانی بھی گرم ہو جائے گا۔"

کل سے بہتر یہی تھا کہ وہ رات کو پانی بھر کر رکھتا، اور صبح اٹھتے ہی چولہا جلا دیتا۔ ویسے بھی اس کی باقی بہنوں نے آج اپنے اپنے گھر چلے جانا تھا۔ اور کل سے وہ کوئی ترتیب بنا بھی سکتا تھا۔

سیڑھیاں اتر کر جب وہ نیچے آیا تو امی کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ اس نے فریج کے پاس کی کھڑکی سے دیکھا تو وہ اسے نماز پڑھتی دکھائی دیں۔ شاید آج بڑی باجی نہیں اٹھیں تھیں۔ کچن کی بتی جلا کر اس نے لوہے کی بالٹی میں پانی گرم کرنے کے لیے رکھ دیا۔ پھر نماز کے لیے نکل گیا۔

رابعہ اس گھر کی ترتیب سے ناواقف تھی۔ اس وقت وہ جاگ چکی تھی۔ اس نے تقریباً قریب کی ساری اونچی اذانیں سنیں تھیں۔ اور اس کا ایک اصول تھا کہ اگر وہ فجر کی نماز کی اذان سن لیتی تو کبھی نماز نہ چھوڑتی۔ اگر اس کی آنکھ ہی نہ کھلتی تو وہ اور بات تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

"وہ بھی تو ٹھنڈے پانی سے نہا کر نماز پڑھنے گئے ہیں۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے اپنے کپڑے اٹھائے اور باتھروم تک پہنچ گئی۔ دس منٹ لگا کر بری طرح کانپتے ہوئے باہر نکلی۔ صبح کے وقت پانی بھی یخ ٹھنڈا آرہا تھا۔ گیلے بالوں کو دوپٹے میں لپیٹ کر اس نے جائے نماز بچھائی۔ مشکل سے دو فرض پڑھے۔ دعا مانگے بغیر وہ کمبل میں گھس گئی۔ مسلسل ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے خود کو گرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ جو دعا یاد آرہی تھی مانگے جا رہی تھی۔

"لیکن ان کی حالت سردی سے ایسی تو نہیں ہو رہی تھی جیسے اس وقت مجھے لگ رہا ہے کہ میرا سارا خون جم گیا ہے۔ کل سے میں خود ہی کوئی انتظام کر لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب میرے بس کی بات نہیں ہے۔"

صبح کی روشنی ہو چکی تھی جب وہ گھر میں آیا۔

"آگیا تُو نماز پڑھ کے؟"

امی کچن میں تھیں۔ چولہے کی آنچ کو کم کر رہی تھیں۔ کیونکہ پانی کھول اٹھا تھا۔

"جی... اور آپ نے پڑھ لی نماز؟"

Novels by Hania Yasoob Khan

حارث نے آگے ہو کر چولہا بند کر دیا۔ پھر کپڑا دیکھنے لگا جس سے وہ بالٹی کے ہینڈل کو پکڑتا۔

''نماز پڑھ لی اور اپنے بچوں کے لیے ڈھیر ساری دعا بھی مانگ لی۔''

امی کی یہ مسکراہٹ اسے سکون دیتی تھی۔

''اپنی دلہن کے لیے لے کر جا رہا ہے یہ؟''

حارث نے بالٹی چولہے سے نیچے اتاری تو امی نے پوچھا۔

''وہ بھی نماز کے لیے اٹھ گئی تھی۔ آگے سے پانی ہی نہیں تھا گرم۔ خیر، کل سے میں رات میں رکھ دیا کروں گا پانی اور اٹھتے ساتھ ہی چولہا جلا دوں گا۔''

اس کا انداز مصروف سا تھا۔

''اس کے آرام کا تُو نے ہی خیال کرنا ہے، حارث۔ ابھی وہ نئی نئی ہے تو منہ سے کہے گی نہیں کچھ۔ لیکن تُو کوشش کر کہ اس کے کہنے سے پہلے ہی اس کی ضرورت کو پورا کر دے۔''

وہ بالٹی لے کر پلٹا تو امی نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرا۔

''جتنا میں کر سکتا ہوں... کروں گا، امی۔''

Novels by Hamna Nasoor Khan

وہ گرم پانی لے کر اوپر پہنچا۔ پھر اس نے پانی اندر جا کر ڈالا۔ باتھ روم میں اس کے کپڑے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ کیا کر چکی ہے۔

"میں جانتا تھا کہ پانی بہت ٹھنڈا ہے اس لیے ایک بار بھی تم سے نہیں کہا کہ میری طرح تم بھی نل سے آتا پانی استعمال کر لو۔"

حارث نے اس پر سے کمبل ہٹا دیا۔ اس نے کمبل کھینچنے کی دوبارہ کوشش کی۔

"اٹھو... تم میرے ساتھ اس وقت نیچے چل رہی ہو۔"

"یہ میرے ہاتھ بھی تو گرم کر سکتے تھے۔"

" میرے ساتھ لیٹ سکتے تھے۔"

" ایک طرف جانتے ہیں کہ پانی ٹھنڈا تھا۔ اور دوسری طرف مزید ٹھنڈ میں مجھے نیچے لے جانے کی بات کر رہے ہیں۔ ان کو تو میں نیند کا بہانہ بھی نہیں لگا سکتی۔"

رابعہ کانپتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اس کو دیکھتے ہوئے جو وہ سوچنا چاہتی تھی، سوچ چکی تھی۔

"تمہیں بتایا بھی تھا کہ اوپر گیس کی سیٹنگ نہیں ہے۔ کمرہ آگے ہی ٹھنڈا ہے ہمارا۔ اوپر سے ٹینکی کا ٹھہرا ہوا پانی تھا۔ ایسے تو تم نے قسم سے اپنی طبیعت خود خراب کرنے والا کام کیا ہے۔"

"غصے سے بات نہ بھی کریں پھر بھی ان کا انداز غصے والا ہی لگتا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ اس کے سامنے چپ چاپ نیچے اتری۔ پر خود سے بات کر رہی تھی۔

حارث اسے اپنے ساتھ کچن میں لے آیا۔ کچن بھی گھر کی طرح چھوٹا سا تھا۔ سنک کے سامنے کھڑکی تھی۔ اور ایل شیپ کی شیلف پر ایک طرف چولہا تھا اور دوسری طرف سامان وغیرہ رکھنے کی تھوڑی سی جگہ۔ اس کچن میں ایک وقت پر صرف ایک انسان ہی کام کر سکتا تھا۔ لیکن وہ دو تھے۔ حارث نے پہلے اسے کچن کے اندر کیا۔ پھر خود بھی اندر رہو کر کچن کا دروازہ بند کر دیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

وہ دونوں ایک دوسرے کے کافی قریب کھڑے تھے۔ حارث نے اسے جواب دیئے بغیر چولہے کو دونوں طرف سے درمیانہ جلایا۔ پھر کچن کی کھڑکی کو چیک کیا۔ وہ بند تھی۔

رابعہ کے پیچھے آ کر اس نے رابعہ کے دونوں ہاتھ پکڑے۔

پھر وہ ہاتھ آگ کے قریب کر دیئے۔

یخ بستہ ہاتھوں کو سکون ملنے لگا۔

"ہمارے گھر میں بہت سہولیات نہیں ہیں، رابعہ۔ پر اب تم شادی کر کے آئی ہو تو تمہیں آہستہ آہستہ سب کچھ سمجھنا پڑے گا۔"

رابعہ نے ہاتھوں کی مٹھی بند کر لی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں نے کونسا سہولیات پر کوئی بات کی ہے۔"

اس نے پھر خود سے ہی کہا۔ لیکن اسے حارث سے بھی کچھ کہنا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اور میں نے تو کہا بھی نہیں آپ سے کہ مجھے ٹھنڈ لگی ہے۔"

"لیکن تم بیمار ہو جاؤ گی تو بھی میرے لیے ایک نیا مسئلہ بن جائے گا۔"

"میری بیماری ان کے لیے مسئلہ ہو گی؟ یعنی یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے لیے کسی بھی قسم کی پریشانی کا باعث نہ بنوں۔"

رابعہ نے اپنے ہاتھ اس سے چھڑوا لیے۔ حارث حیران ہو کر اس سے ایک قدم پیچھے ہوا۔

"کیا ہوا؟ زیادہ تپش لگ رہی ہے اتنے قریب سے؟"

پتہ نہیں وہ لہجے میں نرمی اچانک کہاں سے لے آتا تھا۔ لیکن جتنی جلدی یہ نرمی آتی تھی اتنی جلدی چلی بھی جاتی تھی۔

"ہمیں کمرے میں چلے جانا چاہیے اب۔"

اس کے لہجے نے حارث کو کچھ سمجھانا چاہا۔

"نہیں میں تمہیں نیچے اس لیے لایا ہوں کہ تمہارے بال سوکھ جائیں۔"

پتہ نہیں وہ اس کے لہجے سے کچھ سمجھا تھا یا نہیں۔ لیکن اس نے رابعہ کے سر پہ لپٹے دوپٹے کو کھول کر اس کی بھیگی زلفیں بکھیر دیں تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

شیمپو تو رابعہ نے بھی وہی استعمال کیا تھا جو حارث کے استعمال میں تھا۔ لیکن اس کے بالوں سے اٹھتی نم سی خوشبو حارث کو بہت بھلی لگی۔ صاف اور بالکل تازہ۔

کچن بند ہونے کی وجہ سے وہاں اب کافی گرمی پھیل گئی تھی۔ حارث کی انگلیاں بے ساختہ ان بھیگی، الجھی زلفوں میں چلنے لگیں۔

"یہ اب یہاں پہ کیا کرنے لگے ہیں؟"

رابعہ نے گھبرا کر پلٹنا چاہا۔ اور حارث کا ایک ہاتھ آگے کو آ کر اس کے گرد لپٹ گیا۔

"تمہارے بال سوکھ جانے کے بعد اب ہم اوپر جائیں گے۔"

"اور بال سوکھنے کے چکر میں ان کی امی یا بہنوں میں سے اٹھ کر کوئی آ گیا تو؟ کیا سوچیں گے وہ ہمارے بارے میں؟"

رابعہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حارث کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔

"امی نماز پڑھ کر ابھی سوئیں ہیں دوبارہ۔ اب وہ آٹھ بجے اٹھیں گی۔"

شاید وہ اسی بات سے ڈر رہی تھی۔ حارث نے بتانا ضروری سمجھا۔

"اور آپ کی بہنیں؟"

اس نے تیزی سے پوچھا۔ حارث نے چہرے پر آئی مسکراہٹ کو چھپا لیا۔

"سو رہے ہیں سب۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

''لیکن اگر کچن میں کوئی آ گیا تو؟''

''جب سب سو رہے ہیں تو کوئی کیسے آئے گا؟ ویسے بھی ہم بس تمہارے بال خشک کر رہے ہیں۔''

اس نے شاید تیسری بار یوں کچن میں آنے کا مقصد بیان کیا تھا۔

''بھوک لگ رہی ہے تمہیں؟''

حارث اس کے بالوں کی الجھنوں کو کھولتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ رابعہ نے اسے جواب دینے کی بجائے کچن میں ارد گرد نظریں دوڑائیں۔

''بھوک تو مجھے لگ رہی ہے۔''

فریج باہر برآمدے میں تھا۔ اس نے دیکھا تھا۔ شاید اس میں کھانا ہو۔ ویسے بھی تو حارث نے بتایا تھا کہ دیگیں واپس آئیں ہیں۔ لیکن وہ کھانا گرم کہاں کر کے دے گا؟ کچن میں اوون تو تھا ہی نہیں۔

''ابھی ٹھنڈے پانی سے نہائی ہو اور بھوک بھی لگ رہی ہے تو ایسا کرتے ہیں کہ انڈے ابال لیتے ہیں۔ تمہیں آتے ہیں ابالنا؟''

اس نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے کی ایک طرف رکھ دیا۔

Novels by Hamna Jaffar Khan

"یہ کیا مجھ سے انڈے ابلوائیں گے؟ امی تو مجھے کہہ رہی تھیں کہ میٹھے کی رسم کے بغیر چولہے کے کام شروع نہ کروں۔"

رابعہ پتیلی کو گھور رہی تھی۔

"مجھے زیادہ پتہ نہیں ہے کہ کتنی دیر لگتی ہے ابلنے میں۔اس لیے تمہیں کہہ رہا ہوں کہ تم اندازہ رکھ لینا۔ میں انڈے لے کر آتا ہوں۔"

حارث نے کچن کا دروازہ کھولا۔ ٹھنڈی ہوا کچن میں داخل ہوئی۔ لیکن وہ ایک منٹ میں ہی واپس آ گیا تھا۔

"ہمیں ہاف بوائل کھانا چاہیے۔اس حساب سے کافی کم وقت لگے گا۔"

رابعہ نے اسے بتایا۔ پھر حارث نے انڈے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیئے۔ ساتھ اس نے چائے بھی رکھی تھی۔اور چائے بنانے کا اس کا اندازہ اچھا تھا۔

جب انڈے ابل گئے، چائے بن گئی تو اس نے ڈش اٹھائی۔ چولہے رابعہ نے بند کیے۔اور اب وہ دونوں اوپر اپنے کمرے میں جا رہے تھے۔

"قیصر، میں نے آپ سے کہا تو ہے کہ شام میں گھر چلی جاؤں گی۔ آپ ایسے ہی غصہ کر رہے ہیں۔"

Novels by Hema Masood Khan

وہ سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے۔ صوفے والے کمرے سے ثمرین باجی کے فون کرنے کی آواز آرہی تھی۔ درمیان سے میز ہٹا کر ان لوگوں نے وہاں بستر ڈالے ہوئے تھے۔

"چلو جاؤ تم اوپر..."

حارث نے رابعہ کے ہاتھ میں ڈش پکڑا دی۔

"میں کونسا ان کی باتیں سننے رکی تھی۔" رابعہ نے سوچتے ہوئے ڈش لی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"آپ تھوڑی دیر تک آئیں گے؟"

"ابھی تم جاؤ اور کھالینا یہ... میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔"

ثمرین باجی اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں۔

"ایک دم سے اتنے سنجیدہ ہو جاتیں ہیں یہ۔"

رابعہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی۔ ڈش ایک طرف رکھ کر اس نے پہلے اپنی جرابیں ڈبل کیں۔ سویٹر کے بٹن بند کیے۔ دوپٹے کو بدلا۔ پھر جا کر کمبل میں بیٹھی۔ انڈے چھیلنے لگی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کو کل ولیمے کے بعد ہی چلے جانا چاہیے تھا، ثمرین باجی۔ اب مل گیا نا قیصر بھائی کو موقع۔"

حارث ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھ رہیں تھیں۔

"تم تو ویسے بھی یہی چاہتے ہو کہ بہنیں تمہاری گھر نہ آئیں۔"

اپنی نم آنکھیں رگڑتے ہوئے انہوں نے شکوہ کیا۔

میں بس یہ چاہتا ہوں کہ میری بہنیں اپنے گھروں میں خوش رہیں۔

حارث نے انہیں اپنے ساتھ لگا کر یقین دلایا۔ ان کے آنسوں بہنے لگے۔

"فاطمہ بھی تو کل رات چلی گئی نا محسن کے ساتھ، آپ بھی چلی جاتی تو قیصر بھائی یوں آپکی صبح خراب نہ کرتے۔"

"فاطمہ کو اس کا شوہر رات میں لے آئے گا۔ لیکن مجھے قیصر اب ایک مہینے تک آنے نہیں دیں گے۔"

"اب آپ خود ہی سے زیادہ اندازہ نہ لگائیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا کہہ رہے ہیں وہ۔"

"یہی کہ ان کی امی کے اٹھنے سے پہلے میں گھر پہنچی ہوئی ہوں، ورنہ آگے سے ان کی وہی دھمکی کہ ماں کا گھر ہی پسند ہے تو یہیں بیٹھی رہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ حارث سے پیچھے ہو گئیں۔ پھر بچوں کو دیکھنے لگیں۔ اس وقت سارے بچے ایک دوسرے پہ چڑھ کر سو رہے تھے۔

"ٹھیک ہے آپ زین اور مریم کو اٹھائیں، میں کپڑے بدل کر آتا ہوں، پھر موٹر سائیکل پہ ہی آپ کو گھر چھوڑ آؤں گا۔"

"لیکن میرا سامان بھی ہے۔"

"سامان بھی آ جائے گا، ابھی آپ تو تیار ہو باجی۔" حارث کمرے سے نکلا۔

"انہیں کل رات ہی چلے جانا چاہیے تھا۔ اور قیصر بھائی بھی تو ہمیشہ موقعے کی تلاش میں ہی ہوتے ہیں۔"

حارث سیڑھیاں چڑھتے سوچ رہا تھا۔ آج کے دن کے لیے اس کے کافی کام اکٹھے ہو گئے تھے۔ تھانے بھی جانا تھا، رابعہ کے ساتھ اس کے گھر بھی جانا تھا۔ لیکن سب سے پہلے ثمرین باجی کو ان کی طرف چھوڑنے جانا تھا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں؟"

حارث الماری کھول کر کھڑا تھا۔ اپنے لیے کوئی گرم شلوار قمیض دیکھ رہا تھا۔ نہ وہ رابعہ کے ساتھ آ کر بیٹھا۔ نہ اس نے اپنا چائے کا کپ اٹھایا۔

Novels by Hema Nasood Khan

''ثمرین باجی کو ان کے گھر چھوڑنے جا رہا ہوں۔''

جو سوٹ اس نے نکالا وہ استری نہیں تھا۔اور خود ایک یہ استری والا کام تھا جو وہ کبھی نہیں کرتا تھا۔

''اتنی صبح صبح کوئی اپنے گھر واپس جاتا ہے کیا؟''

رابعہ اس کے ہاتھ میں سوٹ دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔اپنے ہاف بوائل ایگز وہ کھا چکی تھی۔چائے ابھی گرم تھی اسی لیے اس نے ایک گھونٹ بھر کر کپ ڈش میں واپس رکھ دیا۔

''میں یہ کپڑے استری کر دوں آپ کو؟''

ویسے تو وہ واپس سونے والی تھی۔ابھی تو وقت بھی ساڑھے چھے بجے کا ہو رہا تھا۔لیکن اب اگر حارث کو کپڑے چاہیے تھے تو وہ استری کر کے دے سکتی تھی۔

''اوپر استری نہیں ہے،رابعہ۔''

حارث نے وہ سوٹ واپس رکھا۔اور ایک آخری نیا سوٹ جو ہینگر سے لٹکا ہوا تھا وہ نکال لیا۔اب یہی وہ سوٹ تھا جسے اس نے رابعہ کے گھر بھی پہن کر جانا تھا۔

''آپ نیچے سے استری لا دیں،میں کر دیتی ہوں۔''

Novels by Hamna Masood Khan

وہ تو صرف اس لیے کہہ رہی تھی کیونکہ اسے لگا تھا کہ حارث کو وہی سوٹ پہننا تھا جو وہ واپس رکھ چکا تھا۔

"استری سب نیچے امی کے کمرے میں ہی کرتے ہیں۔اور ابھی وہاں سب سو رہے ہیں۔"

حارث نے کپڑے لیے اور بدلنے چلا گیا۔

"استری تو ابو نے مجھے جہیز میں بھی دی ہے، شاید انہوں نے دیکھی نہ ہو۔اگر وہ سامنے ہوتی تو فٹافٹ سوٹ استری ہو جاتا۔"

وہ اپنی چائے پینے لگی۔حارث کی چائے بھی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"آپ اپنی باجی کو چھوڑ کر آ جائیں گے ناشتے تک؟"

اس کی چائے کا کپ لے کر رابعہ اس کے پاس کھڑی تھی۔وہ کپڑے بدل کر آ چکا تھا۔ اور سر پر تیل لگا کر کنگی کر رہا تھا۔

"تم نے اپنی امی کے گھر دن میں جانا ہے؟"

اس کے سوال کو نظر انداز کر کے حارث نے اپنا سوال پوچھا۔

"وہ تو ہم دونوں ساتھ جائیں گے نا۔"

شاید اسے رابعہ کا سوال کرنا اچھا نہیں لگا۔

Novels by Hania Masood Khan

"میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑنے جاؤں گا... وہاں تم رک جانا لیکن میں رک نہیں سکوں گا، مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے تو میں وہاں چلا جاؤں گا۔ پھر جب تم نے واپس آنا ہو تو بھی بتانا دینا، لینے آجاؤں گا میں۔"

"ان کی بہنوں کی بھی تو یہ رسم ہوئی ہو گی، پھر بھی انہیں کیا نہیں پتہ کہ لڑکی کے ساتھ لڑکے کو بھی رکنا پڑتا ہے۔"

"یہ آپکی چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔"

رابعہ نے اس کی چائے کا کپ سامنے میز پر رکھ دیا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ حارث چائے کے کپ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کپ اٹھا کر ٹھنڈی چائے پی لی۔

حارث ثمرین باجی کو چھوڑنے ایسا گیا کہ واپس آیا ہی نہیں۔ نو بجے بڑی باجی نے شائزا اور اسمارہ کو اوپر بھیج کر رابعہ کو نیچے بلوایا لیا۔ تیار تو وہ ہو ہی گئی تھی۔ پھر بھی نیچے جاتے ہوئے اسے ہچکچاہٹ کا سامنا کرنا پڑا۔

"جب ثمرین باجی چلی گئیں ہیں تو مجھے پھر ڈرنا نہیں چاہیے۔ کوئی مجھے کیوں ہی کچھ کہے گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

خود کو تسلی دے کر وہ نیچے آئی تو برآمدے میں اسے عائش کھیلتی ہوئی نظر آئی۔ کچن سے پراٹھے بننے کی خوشبو آرہی تھی۔ اور حارث کی امی شاید اپنے کمرے میں تھیں۔ رہی بات عباس بھائی کی تو وہ بھی آج کام پر گئے ہوئے تھے۔

"مامی... آپ کو ممانے کچن میں ہی بلایا ہے۔"

وہ دونوں کمروں کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ اسمارہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اسے کچن میں لے آئی۔ بڑی باجی چولہے کے آگے کھڑی تھیں۔ رابعہ نے انہیں سلام کیا۔ پھر کچن کے دروازے کے پاس ٹھہر گئی۔

"آج تم اپنی امی کے گھر جارہی ہو تو رکو گی بھی؟"

بڑی باجی بہت تیزی سے اپنا کام کر رہی تھیں۔ انہوں نے پراٹھا توے سے اتار کر پلیٹ میں رکھا۔ پھر اسی توے پر انڈہ بنایا۔ ساتھ چولہے پہ چائے ابل رہی تھی۔ انہوں نے امی کے لیے چائے کپ میں نکالی۔ پھر ساتھ ہی اسمارہ کو آواز دی کہ وہ یہ ناشتہ اپنی نانو کو دے آئے۔ اس سب کے بیچ رابعہ کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کس وقت جواب دیتی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم رات رکو گی؟"

باجی اب اگلا پراٹھا بیل رہیں تھیں۔

"آپ لوگوں کی طرف لڑکیاں رکتیں ہیں؟"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے الٹا ان سے سوال پوچھا۔

"شوہروں کی مرضی پہ ہوتا ہے یہ۔اب میرا زمانہ تو بہت پرانا تھا۔ ثمرین کا شوہر تو اب بھی اسے زیادہ دیر ادھر امی کی طرف رکنے نہیں دیتا۔اور فاطمہ کو محسن نے کہا تھا کہ وہ رات نہ رکے، دن کے وقت جائے اور شام کو آجائے۔ کیونکہ سو کر کے دیکھو، ہوتی تو یہ رسم ہی ہے اور بعد میں اگر سسرال اچھا ہو تو آنا جانا بھی لگا ہی رہتا ہے۔"

باجی نے توے سے انڈے والا تیل ڈبے میں ڈالا۔ پھر تو اصاف کر کے دوسرا پراٹھا توے پہ ڈال دیا۔ان کا پراٹھا اچھا بھاری اور بڑا تھا۔ وہ بھی پورا گول۔

رابعہ باجی کے کام کرنے کا طریقہ دیکھ رہی تھی۔

"پھر میں بھی نہیں رکتی۔"

رابعہ نے ہلکی آواز میں کہا۔ پھر دل میں سوچنے لگی۔ "ابھی اگر میں نے باجی کو کہہ دیا کہ میں رات رکوں گی تو یہ نہ ہو کہ ان کے بھائی غصہ کر جائیں۔انہوں نے ویسے بھی رکنے کا ذکر نہیں کیا تھا۔انہوں نے کہا تھا کہ جب آنا ہو تو بتا دینا، میں لینے پہنچ جاؤں گا۔"

"ویسے حارث سے بھی پوچھ لینا تم۔"

توے پر پراٹھا تیار ہو رہا تھا۔اس کے بعد انہوں نے انڈہ فرائی نہیں کیا۔ بلکہ ایک اور پراٹھا بیلنے لگیں۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"کیا مجھے ان سے پوچھنا چاہیے کہ یہ کیوں پوچھ رہی تھیں؟"

" میں اس لیے پوچھ رہی تھی کیونکہ رات کو میں بھی اپنے گھر چلی جاؤں گی۔ بچوں کی سکول سے ویسے ہی بہت چھٹیاں ہو گئیں ہیں۔ ثمرین تو اب یوں کہو کہ مہینے تک آ نہیں سکے گی۔ اور فاطمہ آئے گی بھی تو مہمانوں کی طرح۔ ایسے میں پیچھے تم، حارث اور امی ہو نگی بس۔ اور تمہیں تھوڑی بہت ذمہ داری تو لینی پڑے گی۔"

رابعہ نے اپنے ہاتھوں کی مہندی کو دیکھنا شروع کیا۔ اچھی گہری مہندی تھی۔ اور اسے اترنے میں پانچ چھے دن تو لگ جانے تھے۔

"ابھی سے اپنا گھر سمجھنا شروع کرو گی تو آگے آسانی ہو گی تمہیں۔ کیونکہ گھر تو پھر سو کر کہ عورت نے ہی سنبھالنا ہوتا ہے۔ وہ تم آج سنبھالو یا کچھ دن بعد سنبھالو، فرق نہیں پڑتا۔"

"جی باجی، ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔"

بڑی باجی نے دو پراٹھے بنا کر بچوں کے لیے انڈے بنائے۔ پھر انہیں ناشتہ دیا۔ رابعہ کو ان کی ہاں میں ہاں ملانا ہی مناسب لگا۔

"پھر رات اگر تم اپنی امی کی طرف رکی نہیں تو فاطمہ بھی آ جائے گی اور میٹھے کی رسم کروا لیں گے ہم تم سے۔ پھر کل تم آرام سے اپنی ترتیب امی سے پوچھ کر بنا

Novels by Hamna Yasood Khan

لینا۔"

بڑی باجی اسے سمجھا رہیں تھیں۔اور وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔اتنا وہ جانتی تھی کہ ہر گھر کے اپنے اصول ہوتے ہیں۔امی کے گھر چاہے وہ اتنی ذمہ دار نہیں تھی لیکن یہاں وہ چاہے ذمہ داری دل سے لے یا نہ لے پر کرنا سب اسی نے تھا۔

سی سی ٹی وی نے صاف واضح کر دیا تھا کہ حارث کی دکان پہ چوری اسی لڑکے نے کی تھی جس کو اس نے چند دنوں کے لیے کام پہ رکھا تھا۔عباس بھائی نے کہا بھی تھا کہ لڑکے کے گھر بار کا پتہ لے لے۔لیکن حارث کے لیے اس کا فون نمبر ہی کافی تھا۔ویسے بھی وہ سیل روز دکان پر لینے جاتا تھا۔چابی بھی اسی کے پاس ہوتی تھی۔پر ایک دن ایسا آیا جب حارث کے بھروسے نے اسے اس حال پہنچا دیا کہ اب اس کی دکان پوری خالی تھی۔

اگلے مہینے اس نے قرضے کی قسط الگ دینی تھی۔موٹر سائیکل کی قسط الگ دینی تھی۔

خرچے بھی بڑھ جانے تھے۔اور رہی سہی جمع پونجی پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔اب تو اسے یہ

بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ دکان پر سامان ڈلوائے گا کیسے۔ کسی اپنے سے مدد بھی نہیں لے سکتا تھا کیونکہ شادی میں سو کر کے سب نے ہی خرچہ کھل کر کیا تھا۔

اس وقت وہ تھانے میں بیٹھا ہوا تھا۔ پولیس نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس لڑکے کو ڈھونڈ لے گی۔ لیکن یہ وہ بھی جانتا تھا کہ اگر وہ لڑکا اس شہر سے باہر جا چکا ہے تو پھر اسے پولیس ڈھونڈ بھی لے لیکن حارث کو ریکوری نہیں مل سکے گی۔ ویسے بھی پولیس کی نظر میں یہ اتنی بڑی چوری نہیں تھی۔ بے شک حارث منیب کا سب کچھ چلا گیا تھا۔

دن کے بارہ بج رہے تھے۔ بڑی باجی نے حارث کا نمبر کئیں بار ملایا۔ لیکن وہ ہر کال بزی کیے جا رہا تھا۔ صبح ثمرین باجی کے بہانے وہ اچھا نکلا تھا۔ جانتا تھا گھر واپس جائے گا تو اسے ناشتے کے چکروں میں بٹھا لیں گے۔ اور پھر سب کو رابعہ کے گھر بھیجنے کی جلدی ہو گی۔ ایسے میں اسے کوئی اس کے کام سے نکلنے نہیں دے گا۔ اب جب تھانے سے ساری حقیقت سامنے آگئی تو حارث نے کال بیک کرنے کے بجائے گھر جانا مناسب سمجھا۔

"تجھے پتہ بھی تھا کہ تیری دلہن نے اپنے گھر جانا ہے، اور تُو پھر آج نکل گیا۔ اتنا کب سے تُو لاپرواہ ہو گیا ہے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

غلطی کر دی جو آتے ہی وہ امی کے کمرے میں چلا گیا۔ پر اب سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا تھا۔

بڑی باجی بھی اس کی موٹر سائیکل کی آواز سننے کے بعد اوپر سے سیڑھیاں اترتی آئیں۔

"امی اس نے بس دنیا کو یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم نے اس کی شادی زبردستی کروادی ہے۔"

بڑی باجی کے پیچھے عائش کھڑی تھی۔ اس کے اکلوتے ماموں کو ڈانٹ پڑ رہی تھی۔ اور وہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

"اسے کہہ کر تو گیا تھا کہ دن کے وقت چھوڑ آؤں گا میں اسے۔"

جہاں تک اسے یاد تھا، ایسا اس نے کہا تھا۔

"کیا مطلب چھوڑ آؤں گا، تُو اس کے ساتھ جائے گا اور اسے ساتھ لے کر آئے گا۔"

حارث نے ماتھے پہ رگیں تن کر امی کو دیکھا۔

"اب یہ آخری رسم ہے۔ اور تجھے میں نے رات کو بھی سمجھایا تھا کہ بس یہ کچھ دنوں کی بات ہوتی ہے۔"

"تو امی میں کہاں انکار کر رہا ہوں۔ بتاؤ، ہو گئی ہے وہ تیار؟ اگر ہو گئی ہے تو میں چھوڑ آتا ہوں اسے۔"

حارث بیڈ سے اٹھ گیا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"ابھی تجھے بہن کہہ بھی رہی ہے کہ تُو ساتھ جائے گا مطلب بیٹھے گا۔ چائے، پانی، کھانے جس بھی چیز کا انہوں نے انتظام کیا ہو اُتو عزت دے گا۔"

"زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتا میں، مجھے دکان پہ جانا ہے، کچھ سامان وغیرہ لانا ہے تاکہ کل سے دکانداری چل سکے۔"

حارث نے عائش کو اشارہ کیا۔ "پانی پلا دو زرا۔"

"ایسے تو پھر تُو اپنی بیوی کی عزت خود کم کرے گا۔"

اب یہ عزت کہاں سے آگئی بیچ میں؟

وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ عائش کچن سے پانی لے کر آئی۔ حارث نے برآمدے میں ہی پانی کا گلاس پکڑا۔ پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کائی جیسا سبز رنگ، گہرہ سبز رنگ اس وقت رابعہ نے پہنا ہوا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے سٹول پر بیٹھی تھی۔ اپنے آگے کے بالوں میں فرینچ بنا رہی تھی۔ میک اپ وہ کر چکی تھی اور حسین لگ رہی تھی۔

"تم تیار نہیں ہوئی اب تک؟"

ایک تو آئے خود لیٹ ہیں اور آتے ہی مجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ رابعہ نے پلٹ کر دیکھا۔ حارث بیڈ پر بیٹھ کر پانی پینے لگا۔

Novels by Hania Masood Khan

"میں بس ہو گئی ہوں تیار۔"

پہلے ہی دونوں طرف کی فرینچ اس سے برابر نہیں بن رہی تھی۔اور اب حارث بھی آ گیا تھا تو کہاں وہ پورا دماغ لگا پاتی۔

"میں منہ ہاتھ دھو کر آ رہا ہوں۔ پھر ہم فوراً نکلیں گے۔"

"پتہ نہیں ان کے کونسے کام ہیں۔اور پتہ نہیں یہ ہمیشہ کونسی جلدی میں رہتے ہیں۔"

فرینچ چوٹی برابر نہیں بنی تو اس نے ہمت ہار دی۔

حارث منہ ہاتھ دھو کر آیا تو رابعہ کی ایک طرف کھڑے ہو کر اپنے کپڑوں کی حالت دیکھنے لگا۔ان پہ سلوٹیں آئی ہوئیں تھیں، لیکن سوٹ چلایا جا سکتا تھا۔حارث نے کنگی اٹھا کر بال بنائے۔رابعہ اپنے بالوں پہ کالی پن لگاتے ہوئے اٹھ گئی۔

"صبح جو نہانے کے بعد انہوں نے بالوں میں تیل لگا لیا تھا اس وجہ سے ان کی لک فریش نہیں لگ رہی۔اور اس وقت تو موڈ میں بھی نہیں لگ رہے جو میں انہیں کچھ کہوں۔"

رابعہ نے الماری کھولی۔ ہینگر نکالا۔اس پر سے اپنی چادر نکالی۔اور سر پر اوڑھ لی۔حارث اب عطر لگا رہا تھا۔خوشبو رابعہ تک پہنچی تھی۔

"ہم موٹر سائیکل پر جائیں گے اس لیے تم چادر مت لو۔"

رابعہ نے اوپر سے نیچے تک خود پہ نظر ڈالی۔ کندھے پہ چادر دوبارہ ٹھیک کی۔

Novels by Hina Yasoob Khan

''میں چادر اٹھا کر بیٹھ جاؤں گی۔''

''کیا مطلب؟''

حارث نے شیشے میں دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''یہی کہ آپ کو لگ رہا ہو گا نا کہ کہیں میں چادر سنبھال نہ سکی تو پلو ٹائر میں نہ آ جائے۔''

حارث دائیں بائیں سر ہلانے لگا۔

''تمہارے لیے بڑی باجی عبایہ بھی لائیں تھیں۔اب ہم موٹر سائیکل پر جا رہے ہیں تو تم عبایہ پہن لو۔''

رابعہ کی آنکھیں اور ہونٹ دونوں کھل گئے۔

''لیکن میں نے عبایہ کبھی نہیں پہنا۔''

وہ صرف دل میں ہی کہہ سکی۔اس کے ہاتھوں سے چادر چھوٹنے لگی۔

''میں نے ہمیشہ باجیوں کو، فاطمہ کو عبائے میں ہی دیکھا ہے۔امی نے بھی فاطمہ کی شادی کے بعد ہی چھوڑا ہو گا عبایہ پہننا۔ورنہ وہ بھی پہنتی تھیں۔تو مجھے بہت عجیب لگے گا اگر میں تمہیں اپنے ساتھ چادر میں لے کر جاؤں گا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

جواز صحیح تھا یا غلط لیکن رابعہ کا چہرہ اتر گیا تھا۔اس نے کندھوں سے بھی چادر اتار کر ہینگر میں بنا تہہ کے لٹکا دی۔ پھر دو تین ہینگر آگے پیچھے کر کے اسے عبایہ ملا۔جو زپ والا تھا۔ اور اس کا گھیرا بھی بہت تھا۔ بازوؤں پر نفیس سی کڑھائی اور موتی لگے ہوئے تھے۔

''اب کیا یہ مجھ سے نقاب بھی کروائیں گے ؟ان کی بہنیں بھی تو کرتی ہیں۔''

سر پر سکارف لیتے ہوئے وہ کنفیوز ہونے لگی۔ پھر آئینے کے سامنے آئی۔حارث کا عکس آئینے کے دائیں جانب دکھائی دے رہا تھا۔اور اب بائیں جانب رابعہ کا عکس تھا۔

اس نے پہلے ڈھیلا سا حجاب بنایا۔ پھر ایک طرف سے سکارف پکڑ کر نقاب کے لیے جونجنے لگی۔

''اگر الماری میں میرے لیے عبایہ رکھا ہوا تھا تو دراز میں حجاب پنز بھی ضرور رکھی ہونگی۔اور میں زیادہ پنز لگا کر کسی طرح نقاب ٹکالوں گی۔بس میرا جو تھوڑا بہت میک اپ ہے وہ خراب نہ ہو جائے۔''

''نقاب کرنا آتا ہے تمہیں؟''

حارث آئینے کے آگے سے ہٹ گیا۔اب وہ اپنی جیب میں سے کچھ فالتو کاغذ نکال رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

کہنا تو وہ چاہتی تھی کہ اس نے تو عبایہ بھی پہلی دفعہ پہنا ہے لیکن جانتی تھی کہ اپنے اترے چہرے کی وجہ سے وہ اپنے لہجے پر قابو نہیں رکھ سکے گی۔ تبھی اس نے صرف دائیں بائیں سر ہلا دیا۔

"پھر ایسا کرو کہ فیس ماسک لگا لو۔ یہاں ڈبہ ضرور ہو گا۔"

حارث نے نیچے والے دراز کی طرف اشارہ کیا۔

رابعہ نے جھٹ سے دراز کھولا۔ پھر اس میں سے سیاہ ماسک نکالا۔ حجاب کھول کے پہلے ماسک لگایا۔ اور دوبارہ ڈھیلا سا حجاب کر کے ایک ہی جگہ چار پنیں لگا کر حجاب کو کھلنے سے روکا۔

"مجھے امی کی طرف رات رکنے دیں گے آپ یا نہیں؟ اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ اگر وہاں پہننے کے لیے ایک ایکسٹرا جوڑا رکھنا ہے تو میں رکھ لوں۔"

رابعہ نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے پوچھ لیا۔

"کل سے میں نے دکان کھولنی ہے۔"

"ان کے اس جواب سے اب میں کیا مطلب نکالوں؟"

ہینڈ بیگ کی زپ کھول کر وہ سوچنے لگی۔

Novels by Hema Masood Khan

"اور باجی بھی آج اپنے گھر چلی جائیں گی۔ایسے میں تمہیں گھر واپس آجانا چاہیے۔ اگر پھر بھی تم رکنا چاہو تو رکھ لو اپنا جوڑا۔پر میں کل رات سے پہلے لینے تمہیں آنہیں پاؤں گا۔"

"شاید یہ چاہتے ہیں کہ میں نہ رکوں۔بس اپنے منہ سے کہنا نہیں چاہتے۔"

رابعہ نے زپ بند کر کے بیگ کندھے پہ ڈالا۔حارث نے کمرے کی لائٹس بند کیں۔

اب رابعہ آدھا عبایہ اٹھا کر سیڑھیاں اتر رہی تھی۔حارث اوپر کمرے کو باہر سے کنڈی لگا رہا تھا۔

"ماشااللہ۔دیکھ تو، میرے حارث کی دلہن کتنی اچھی لگ رہی ہے۔"

رابعہ زبردستی مسکرائی نہیں۔ماسک کے نیچے سے کونسا اسکی مسکراہٹ انہیں نظر آنی تھی۔

"ہاں امی... بہت اچھی لگ رہی ہے۔"

بڑی باجی نے کھل کر مسکرا کر کہا۔

"ہماری مامی حارث ماموں کے ساتھ کہیں گھومنے جا رہی ہیں؟"

عائش نے بڑی باجی کے ساتھ لگتے ہوئے پوچھا۔اب رابعہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔پیچھے حارث بھی امی کے کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

”مامی اپنی امی کے گھر جا رہی ہیں۔“

بڑی باجی اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولیں۔

”ٹھیک ہے امی، اجازت دیں اب آپ ہمیں۔“

حارث نے وہیں سے اشارہ کیا۔امی بیڈ سے اٹھنے لگیں۔رابعہ ان کے قریب گئی تو انہوں نے اسے پیار کیا۔ بڑی باجی بھی رابعہ سے ملیں۔ پھر انہیں دروازے تک باہر چھوڑنے آئیں۔

”اپنا برقعہ سنبھال کر بیٹھنا۔“

ایک تو وہ پہلی بار حارث کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہی تھی۔اوپر سے برقعہ بھی اس نے پہلی بار پہنا تھا۔اب یا تو وہ خود کو گرنے سے روک سکتی تھی۔ یا پھر برقعے کو ٹائر میں جانے سے۔

”آگے سے گھیرے کو ہاتھ میں پکڑ لو۔“

جس ہاتھ سے اس نے پیچھے موٹر سائیکل کو پکڑا ہوا تھا۔اسی ہاتھ سے حارث نے اسے گھیرا پکڑنے کو کہہ دیا۔ پھر جیسے تیسے اس نے پکڑ لیا۔

”آرام سے چلاتا ہے یہ موٹر سائیکل، ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے جیسے ہی موٹر سائیکل سٹارٹ کی، رابعہ نے اپنے گھٹنے آپس میں جوڑ لیے۔ وہ آرام سے ہی چلا رہا تھا۔ لیکن شاید عبائے کا کپڑا ایسا تھا کہ رابعہ کو لگ رہا تھا وہ سیٹ پر پھسل رہی ہے۔ ہل جل کر اس نے خود کو گرنے سے بچایا۔ تبھی حارث نے موڑ کاٹا۔ اور موڑ کاٹتے ہی آگے جا کر اس نے موٹر سائیکل روک دی۔

"ٹھیک سے نہیں بیٹھی کیا تم؟"

رابعہ تو گہرے سانس لے رہی تھی۔ بڑی مشکل سے وہ گرنے سے بچی تھی۔

"اس عبائے کا کپڑا پھسل رہا ہے۔"

اس نے آنکھیں میچی ہوئی تھیں۔ اور پھر وہ موٹر سائیکل سے اتر ہی گئی۔

"اور جس طرح تم ہل رہی تھی میری موٹر سائیکل کا ہینڈل بار بار گھوم رہا تھا۔ اب اس موڑ پہ اگر میں موٹر سائیکل نہ روکتا تو شاید اگلے موڑ پر ہم دونوں ہی گر چکے ہوتے۔"

"بتا تو مجھے ایسے رہے ہیں جیسے میرا بہت تجربہ ہے اتنے بڑے برقعے کو سنبھالنے کا۔"

آگے پیچھے گزرتے لوگ بھی اب انہیں دیکھنے لگے تھے۔ دور ہی کوئی سنترے کا جوس بیچ رہا تھا۔ اس ریڑھی کے پاس کھڑے سارے "لوگوں کی نظریں بھی شاید ان پر ہی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

اب بیٹھو بھی، رابعہ۔"

رابعہ بیٹھ گئی۔ پھر عبائے کو آگے سے سمیٹنے لگی۔ حارث نے گردن موڑی۔ پھر خود بھی اپنا رخ اس کی طرف کیا۔ اب وہ رابعہ کا گھیرا سمیٹنے میں اس کی مدد کر رہا تھا۔

"ایک ہاتھ سے اگر اپنا عبایہ پکڑ رہی ہو تو دوسرا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دو۔"

پھر رابعہ نے حارث کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ حارث اب موٹر سائیکل کو دوبارہ سٹارٹ کرنے لگا۔ سامنے سے ایک اور موٹر سائیکل گزری۔ حارث اور رابعہ دونوں نے اس پہ بیٹھے جوڑے کو دیکھا۔ پیچھے بیٹھی لڑکی نے اپنے شوہر کے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں پہ بھی مہندی لگی ہوئی تھی۔ اور وہ تو خوب باتیں کرتی جا رہی تھی۔ شاید وہ بھی کوئی نیا نویلا جوڑا تھا۔

"اس کو دیکھو، کتنے آرام سے بیٹھی ہوئی تھی وہ۔"

اب حارث نے بہت آرام سے موٹر سائیکل چلانا شروع کی۔

"اس نے کونسا عبایہ پہنا ہوا تھا۔"

وہ اپنے منہ میں ہی بڑبڑائی۔

Novels by Hamna Masood Khan

امی کے گھر پہنچ کر ابو نے ان کا دروازے پر استقبال کیا۔ کچن سے خاص پکوانوں کی خوشبو آرہی تھی۔ لاؤنج ایریا میں بیٹھتے ہی حارث کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے کافی انتظام کر رکھا ہے۔

حارث ابو کے ساتھ بیٹھ گیا۔ راحیل بھی بیل کی آواز سننے کے بعد باہر آیا۔ ساتھ مدیحہ بھی تھی۔ اس نے بھی ہلکے کام والا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور ہلکا پھلکا ہی تیار تھی۔ بس اس کی لپ سٹک کا رنگ کافی تیز تھا۔ اور اس کی مہندی کا بھی۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے مہندی کے اوپر دوبارہ مہندی لگا کر رنگ تیز کر دیا ہو۔

مدیحہ نے رابعہ کو عبائے میں دیکھا۔ پھر اس نے حارث کو بھی غور سے دیکھا۔ رابعہ اپنے کمرے میں عبایہ اتارنے چلی گئی تو وہ بھی اس کے پیچھے آ گئی۔

"تمہیں تمہارے سسرال والوں نے عبایہ پہنایا ہے؟"

رابعہ نے سکارف اتار کر بیڈ پر رکھا۔ مدیحہ نے سکارف اٹھایا۔ پھر تہہ لگانے لگی۔

"بھابھی میں کر لیتی ہوں۔"

"نہیں میں تمہاری ہیلپ کر دیتی ہوں۔ اس میں بھلا کیا ہے۔ اور میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔"

Novels by Rama Masood Khan

رابعہ نے عبائے کی زپ کھولی۔ پھر بازو اتارنے کے بعد عبایہ بھی مدیحہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

''میرے سسرال میں سب خواتین عبایہ پہنتی ہیں۔اس لیے میں نے بھی پہنا ہے۔''

''لیکن رخصت تو وہ تمہیں چادر میں کر کے گئے تھے۔''

مدیحہ نے اس کا عبایہ دروازے کے پیچھے لگی کھونٹی پر لٹکا دیا۔

''چھوڑیں بھابھی، آپ بتائیں... اپنی امی کی طرف گئی آپ؟''

''کل تمہارے ولیمے کے بعد گئی تھی اور ابھی تمہارے آنے سے پہلے ہی واپس آئی ہوں۔ تم بھی رکو گی نا ایک رات؟''

رابعہ دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ بالوں پر سے کیچر اس نے نکال دیا تھا۔اب بال پیچھے پشت پر بکھرے تھے۔ماسک لگانے کی وجہ سے اس کی لپ سٹک زرا سی پھیلی تھی۔اور ناک پر بھی نشان پڑ گیا تھا۔یعنی وہاں سے بیس ہٹ گئی تھی۔

''میں چلی جاؤں گی، بھابھی۔آج اُدھر میٹھے کی رسم کرنی ہے۔اس کے بعد ان کی بہنیں واپس چلی جائیں گی تو پھر ان کا دوبارہ آنا مشکل ہو گا۔''

''کل تو تمہارا ولیمہ ہوا ہے، رابعہ۔''

مدیحہ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"بھابھی کل بھی میں نے ہی گھر سنبھالنا ہے۔آج بھی میں سنبھال لوں گی تو کیا ہو جائے گا۔"

وہ پھیکا مسکرائی۔مدیحہ نے آگے سے کچھ نہیں کہا۔وہ دونوں باہر گئیں تو رابعہ کو ابو نے اپنے پاس بٹھالیا۔امی تو کچن میں لگی ہوئیں تھیں۔راحیل بازار شاید کچھ لینے گیا تھا۔مدیحہ کچن میں چلی گئی تھی۔

"آپ مجھے بتائیں، آنٹی۔پہلے کیا سرو کرنا ہے؟"

کچن کی شیلف پہ اتنا کچھ تھا کہ اسے سمجھ نہیں آئی کہ پہلے چائے پیش کرنی ہے یا کھانا۔

"ارے... بیٹا تم کیوں آگئی کچن میں؟"

امی نے اسے باہر جانے کا اشارہ دیا۔

"میں یہ سب کرلوں گی۔بلکہ راحیل میری مدد کروادے گا۔اور ان کے ابو بھی۔تم جاؤ... رابعہ کے ساتھ بیٹھو۔اس سے باتیں کرو۔"

"آپکی تھوڑی بہت ہیلپ تو میں کرواہی سکتی ہوں۔"

وہ مسکرا رہی تھی۔اور اسے رابعہ کی بات بھی یاد آرہی تھی۔

"پہلے تمہارا میٹھے میں ہاتھ ڈلواؤں گی اور پھر کچن کی آدھی ذمہ داری تمہیں دے دوں گی۔لیکن ابھی تم لاؤنج میں جاکر بیٹھو۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

''اور آنٹی آپ میرا میٹھے میں ہاتھ کب ڈلوائیں گی؟''

مدیحہ شیلف پہ رکھے کچھ پیکٹس دیکھ رہی تھی۔امی کباب تل رہی تھیں۔

''جب تمہارے ہاتھوں کی مہندی اترے گی۔''

''اور آنٹی پتہ ہے میں کل ہی مہندی گہری کروا کر آئی ہوں۔پھر اب تو اور زیادہ وقت لگے گا اسے اترنے میں۔''

مدیحہ ہنس بھی رہی تھی۔اور جاننا بھی چاہ رہی تھی کہ اس کی ساس آگے سے اسے کیا جواب دیتی ہیں۔

''تو کوئی بات نہیں۔یہی تو دن ہوتے ہیں سجنے سنورنے کے۔اچھا جاؤ... اور راحیل سے کال کر کے پوچھو کہ کدھر رہ گیا ہے وہ۔دہی کم پڑ گیا تھا۔اسے میں نے وہی لینے بھیجا ہے۔''

میز پر انگنت لوازمات کا انبار لگا ہوا تھا۔گھر کا اکلوتا داماد پہلی بار گھر آیا تھا۔ابو تو کہہ کہہ کر سب سے اس کی خاطر مدارت کروا رہے تھے۔اس وقت چائے سرو کی گئی تھی کیونکہ شام تو ہو چکی تھی۔لیکن ابو بتا چکے تھے کہ رات کا کھانا سب ایک ساتھ کھائیں گے۔

حارث نے پہلے کہا کہ اسے جانا ہے کسی ضروری کام کے سلسلے میں لیکن ابو کی عادت تھی کہ وہ اپنی منوا ہی لیتے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"چائے پر ہی سب نے اتنا کچھ کر لیا ہے، اب کھانے کی کہاں جگہ بچی ہے۔"

ہاتھ دھونے کے بہانے وہ رابعہ کے کمرے میں آیا تھا۔ یہ کمرہ بھی چھوٹا سا تھا لیکن اس میں ہر طرح کی سہولت موجود تھی۔ باتھ روم میں جب ہاتھ دھونے گیا تو نل سے پانی بھی گرم آ رہا تھا۔

"آپ ابو کو ایکسکیوز کر دیتے اگر آپ کا کام بہت ضروری ہے تو۔"

اسے لگا کہ شاید وہ اسی وجہ سے کہہ رہا ہے کہ اب اسے رکنا پڑے گا۔

"جب انہوں نے اتنی تیاری کی ہوئی ہے تو میں انکار کیسے کرتا؟"

حارث نے تولیے سے ہاتھ صاف کرنے کے بعد تولیہ رابعہ کو پکڑا دیا۔

"پھر ابھی میں چلا جاتا ہوں... آٹھ بجے تک آ جاؤں گا۔"

"ایک ہی ڈنر کی تو بات ہے، یہ رک بھی تو سکتے ہیں۔ جائیں گے تو مجھے پتہ ہے کہ واپسی میں دیر کر دیں گے۔"

"بتاؤ... چلا جاؤں؟"

اس نے پھر پوچھا۔ اور اس نے ابھی تک نوٹس نہیں کیا تھا کہ رابعہ اس سے بھی زیادہ اپنے آپ سے باتیں کرتی ہے۔

"جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

رابعہ تولیہ باتھروم میں لٹکانے چلی گئی۔ پھر حارث کے ساتھ باہر آئی۔ حارث نے ابو کو کہا کہ وہ رات کے کھانے سے پہلے آجائے گا۔ پھر ابو نے بھی اسے جانے دیا۔ امی ویسے بھی ساری تیاریاں کر چکیں تھی۔ اور رابعہ کے تین گھنٹے اپنے کمرے میں سوتے ہوئے گزر گئے۔

"رابعہ..."

اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔ امی اندر آئیں۔

وہ آنکھیں ملنے لگی تھی پر رک گئی۔ ورنہ اس کا مسکارا خراب ہو جاتا۔

"حارث کو تو فون کر کے پوچھو۔ اتنی دیر ہو گئی ہے۔ تمہارے ابو کہہ رہے ہیں کہ میں خود کال کروں گا تو کہیں اسے برا نہ لگے۔"

"اپنا فون تو میں لے کر ہی نہیں گئی تھی ساتھ۔ وہ تو الماری میں ہے۔ اور اس میں تو انکا نمبر بھی نہیں ہو گا۔"

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ آٹھ تو واقعی بج گئے تھے۔ اور وہ اتنی دیر سوتی رہی۔ فوراً سے کمبل اتار کر وہ بیڈ سے اتری۔

"ابو کو کہیں کہ وہ خود کال کر لیں۔"

وہ باتھروم چلی گئی۔ تاکہ فریش ہوتی۔ پھر ہلکا پھلکا اپنے میک اپ کو سیٹ کر لیتی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

یہ تو شکر کہ ابو کی کال کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ حارث دس منٹ تک گھر آ گیا تھا۔ اور اس کے آتے ہی کھانا شروع ہوا۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ دونوں ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے تھے۔ راحیل بھائی اور مدیحہ نے اپنے آگے ایک پلیٹ رکھی تو رابعہ نے بھی بڑی پلیٹ اٹھا لی۔ لیکن اسی وقت حارث نے بھی اپنے لیے الگ پلیٹ اٹھالی۔

امی نے آج خاص بریانی بنائی تھی۔ ساتھ میں رائتہ اور سلاد تھا۔ سیخ کباب شاید راحیل باہر سے لے کر آیا تھا۔ اور میٹھے میں گجریلا تھا۔

"رابعہ تم رک رہی ہو نا رات؟"

راحیل نے پوچھا۔ رابعہ کا چمچ ہونٹوں تک جاتے جاتے رک گیا۔ حارث رابعہ کو دیکھنے لگا۔ اور امی ابو بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ بس ایک مدیحہ تھی جو چمچ پلیٹ میں چلانے لگی۔

"انہوں نے کل سے کام پر جانا ہے تو بھائی رات رک نہیں پاؤں گی میں۔ لیکن انشااللہ پھر کبھی۔"

اس کے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ تھی۔

"دکانداری میں بندہ زیادہ دن گھر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔"

ابو حارث کو دیکھ کر کہنے لگے۔

"بس انکل جی، ایسا ہی ہے۔"

Novels by Hania Masood Khan

"پھر تو آپ لوگ ابھی کہیں گھومنے بھی نہیں جا سکیں گے؟"

راحیل کو اندازہ تھا کہ حارث نے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں سوچا ہو گا۔ پھر بھی اس نے پوچھا۔ حارث نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں نے اپنے دفتر سے دس دن کی چھٹی لی تھی۔ ابھی چھ دن کی باقی ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ کل ہم لوگ اسلام آباد کے لیے نکل جائیں۔"

راحیل مدیحہ کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ مدیحہ نے رابعہ کا اترا چہرہ دیکھا۔ پھر گہری سانس لی۔ پھیکا مسکرا دی۔

امی کی طرف سے نکلتے ہوئے انہیں ساڑھے نو ہو گئے۔ رابعہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چپ چاپ موٹر سائیکل پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکان تک نہیں تھی۔

"تم اگر اپنی امی کی طرف رکنا چاہتی تھی تو رک جاتی۔ میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا۔"

سڑک پر اتنا رش نہیں تھا۔ حارث آہستہ ہی چلا رہا تھا۔ اور زرا سی گردن پیچھے کر کے رابعہ سے بات بھی کر رہا تھا۔

"جواب کیوں نہیں دے رہی تم؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ دوبارہ حارث نے بھی پوچھنا ضروری نہیں سمجھا۔ دس بجے وہ لوگ گھر پہنچے تو انہیں کا انتظار ہو رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

”امی میں سوچ رہی تھی کہ رابعہ سے کوئی میٹھا بنوا لیتے ہیں۔ابھی ہم اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے تو پیچھے
کچن وغیرہ یہ دیکھ لے گی۔“

فاطمہ جو علیفہ کو گود میں لے کر بیٹھی تھی بڑی باجی کی بات پر ٹھٹھکی۔ محسن بھی اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔امی سوچ میں پڑ گئیں۔حارث ماتھا مسلنے لگا۔

”میں یہ عبایہ وغیرہ اتار آتی ہوں، باجی۔پھر آپ بتا دینا کہ کیا بنانا ہے۔“

وہ راضی تھی۔اپنے ولیمے کے اگلے دن۔رات کے دس بجے۔

حارث باہر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔وہ رضامندی ظاہر نہ کرتی تو حارث انکار کر سکتا تھا۔ لیکن حارث اس کی رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے بھی تو انکار کر سکتا تھا۔

فسانہ دل کا

از قلم حمنہ خان

قسط نمبر: 7

”کل اس کا ولیمہ ہوا ہے، ابھی وہ اپنے گھر سے تھک کر آئی ہے اور باجی آپ اسے میٹھا بنانے کا کہہ رہی ہو۔“

Novels by Hamna Yasoob Khan

فاطمہ کو لگا تھا کہ حارث کچھ تو بولے گا۔ لیکن وہ تو ٹہل رہا تھا۔ ایسے میں اسے جو سمجھ آئی، اس نے کہہ دیا۔

"میں صرف اس لیے کہہ رہی ہوں کہ رسم ہو جائے گی۔ تھوڑا سا حلوہ بنا لے وہ۔ زرا زرا چکھ لیں گے ہم۔ آدھے گھنٹے کی بات ہے ساری۔"

"لیکن امی آپ کو نہیں لگتا کہ ایک دن کی دلہن کے ساتھ یہ زیادتی ہے؟"

فاطمہ امی سے کہنے لگی۔

"زیادتی نہیں ہے فاطمہ، ایسے ہم ہونگے نہیں پیچھے تو کیا وہ کچن میں جا کر کوئی بھی کام نہیں کرے گی؟"

امی پتہ نہیں کیوں چپ تھیں۔ فاطمہ نے محسن کو بھی دیکھا۔ لیکن ان کے گھر کے معاملے میں وہ زیادہ بولتا نہیں تھا۔ تبھی علیفہ کو گود میں لے کر کمرے سے باہر آ گیا۔

"باجی ایک دن کی دلہن سے کام کروانا ہی کیوں ہے؟"

اندر کی بحث باہر حارث بھی سن رہا تھا۔ محسن بھی علیفہ کے ساتھ اب برآمدے میں تھا۔

"میری بیوی ٹھیک کہہ رہی ہے، حارث بھائی۔"

"اچھا۔"

حارث نے سر ہلا کر کہا۔ محسن کو حیرت ہوئی۔

Novels by Hania Yasood Khan

”تو آپ کو بھی اپنی بیوی کے حق میں بولنا چاہیے۔ تھکی ہوئی آئی ہے وہ اور کل تو آپ لوگوں کا ولیمہ ہوا ہے۔“

حارث کے تاثرات ایسے تھے کہ محسن جو آگے بولنا چاہتا تھا وہ اس نے اپنے دل میں ہی رکھ لیا۔ اور علیفہ کو گود میں لے کر صوفے والے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں بڑی باجی کے بچے موبائل میں گیم کھیل رہے تھے۔

”رسم نہیں ہو گی امی تو پھر ایسے وہ ایک چائے کا کپ بھی نہیں بنا سکے گی۔“

بڑی باجی اب بھی اپنی بات پر قائم تھیں۔

”چائے تو حارث بھائی خود بھی بنا لیتے ہیں۔“

حارث دروازے کے پاس سے گزرا۔ فاطمہ نے اسے گھور کر دیکھا۔ جواز تو فاطمہ کے پاس بھی تھا۔

”ہاں اور پہلے بھی تو میں کھانا بناتی تھی حارث اور اپنا، روٹیاں باہر سے آجاتی تھیں۔“

یہ امی کی آواز تھی۔ امی نے براہِ راست طرفداری نہیں کی۔ پر شکر، انہوں نے کچھ تو کہا۔

”دو تین دن امی دیکھ لیں گی اور پھر جب امی کو ٹھیک لگے گا تب وہ اس سے میٹھا بنوا لیں گی۔“

Novels by Hamna Yasooj Khan

ان کے بولنے سے فاطمہ کو تسلی ہوئی تھی۔اوراس نے دیکھا تھا کہ رابعہ کتنا اترا چہرہ لے کر آئی تھی۔اس کے مطابق تو رابعہ کو رات بھی اپنی امی کی طرف رکنا چاہیے تھا۔

"تب ہم نہیں ہونگے، فاطمہ۔ ثمرین کا تمہیں پتہ ہے۔میں بھی شاید اگلے اتوار تک آؤں۔ تمہارا میں کچھ کہہ نہیں سکتی پر تمہیں بھی تو اپنے گھر میں سو کام ہونگے۔"

لیکن بڑی باجی نے اپنی منوا کر ہی رہنی تھی۔

"رسم تو ہمارے بغیر بھی ہو سکتی ہے، باجی۔"

کھدر کا سرمئی رنگ کا سوٹ پہن کر وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔سر پہ پتہ نہیں کیوں لیکن اس نے نماز کی طرح دوپٹہ لپیٹا ہوا تھا۔شاید اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔حارث نے اسے دیکھا لیکن وہ حارث کی ایک طرف سے ہو کر امی کے کمرے تک چلی گئی۔

"باجی بتائیں کیا بنانا ہے؟"

وہ تیار کھڑی تھی۔ بڑی باجی مسکرانے لگیں۔امی کو اس پہ پیار آیا۔اور فاطمہ نے مزید کچھ نہ کہا۔

"حلوہ بنا لیتے ہیں۔ جلدی جو بن جائے گا وہ۔"

Novels by Hina Yasoob Khan

بڑی باجی اسے کہتے ہوئے اٹھیں۔ پھر وہ دونوں کچن میں آ گئیں۔ حارث کا ٹہلنا تھا کہ رک ہی نہیں رہا تھا۔ اور فاطمہ اب سوچ رہی تھی کہ آئندہ اسے بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ امی کے چہرے پر اب کوئی اعتراض نہیں دکھ رہا تھا۔

"کتنے کپ سوجی کا بناؤں؟"

رابعہ نے پہلا سوال پوچھا۔ چولہے پر کڑاھی رکھی۔ اس میں گھی ڈالا۔

"تمہیں حلوہ بنانا آتا ہے؟"

باجی کو لگا تھا کہ شاید وہ نہ کہے گی۔ سوجی کا لال ڈھکن والا ڈبہ کھول کر وہ کپ سے ماپنے لگیں تھیں۔

"آتا تو ہے لیکن مجھے اندازہ نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو پسند آئے گا بھی یا نہیں۔"

اس نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر رکھی۔ بڑی باجی نے اپنے ہاتھ سے ہی تین کپ سوجی کڑاھی میں ڈالی۔ اور لکڑی والا چمچ ٹوکری سے نکال کر رابعہ کو دیا۔

"اگر تمہیں آتا ہے تو تم بنالو۔ ورنہ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم بس چمچ چلاتی جانا، باقی سب میں دیکھ لوں گی۔"

بڑی باجی کو تو یہ بھی لگتا تھا کہ اسے شاید کھانا بھی نہ بنانا آتا ہو۔ لیکن یہاں تو الٹ ہو گیا۔ رابعہ نے انہیں بتایا تھا کہ وہ کھانے میں تقریباً سب کچھ ہی بنا لیتی ہے۔

Novels by Hamna Hasoon Khan

پھر جب تک حلوہ بنا نہیں بڑی باجی کچن میں ہی رہیں۔اس کی تھوڑی بہت مدد کرتی رہیں۔ فاطمہ ایک بھی بار باہر نہ آئی۔ امی بھی اندر ہی لیٹی ہوئی تھیں۔اور حارث کا ٹہلنا بھی بند ہو گیا تھا۔

"میں شائز کو کہتی ہوں کہ اندر میز لگائے۔"

بڑی باجی باہر گئیں۔رابعہ شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ حلوہ بن چکا تھا۔اس نے ڈونگے میں نکال دیا تھا۔اور جو بھی میوے بڑی باجی نے اسے کاٹ کر دیئے تھے اوپر سجا دیئے تھے۔خوشبو سے تو حلوہ اسے اچھا ہی لگ رہا تھا۔ شکل بھی ٹھیک ہی تھی۔

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ یہ مجھے بہت ٹوکیں گی لیکن میں جیسے بھی بنا رہی تھی انہوں نے مجھے بنانے دیا اور میں نے اپنے ذہن سے بنایا ہے اس لیے شکر کہ ڈھیلا بھی نہیں ہوا۔اور گھٹلیاں بھی نہیں بنیں۔"

رابعہ کا لہجہ خود سے بات کرتے ہوئے بھی اداس تھا۔وہ کیوں اداس تھی وہ جانتی تھی۔ لیکن خود پر بھی ظاہر نہیں کر رہی تھی۔اور حلوہ دیکھ کر اسے تسلی ہو گئی تھی۔

پھر رابعہ کے ہاتھ کا حلوہ جس نے بھی کھایا اس نے خوب تعریف کی۔امی، عباس بھائی اور محسن نے اسے پیسے بھی دیئے۔حارث بس چپ چاپ اپنی کٹوری کا حلوہ ختم کر رہا تھا۔ حلوہ

Novel by Hamna Yasoob Khan

اچھا بنا تھا۔ بس ابھی تک اس نے منہ سے کہا نہیں تھا۔ نہ ہی رابعہ سے نظریں ملائیں تھیں۔

"چل حارث، تُو بھی دے اپنی دلہن کو پیسے۔"

شاید اس پر بھی رابعہ کی اداسی کا اثر ہو گیا تھا۔ اس نے چپ چاپ قمیض کی جیب سے والٹ نکالا۔ پھر دیکھنے لگا کہ وہ کتنے پیسے دے۔ سب نے شاید ہزار ہزار دیئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ محسن نے زیادہ دیئے ہوں۔ لیکن اسے کیا محسن سے بھی زیادہ دینے چاہئیں؟ والٹ میں ہزار ہزار کے بس تین نوٹ تھے۔ اس کے علاوہ کھلے پیسے تھے۔ زیادہ سوچتا تو اسے اور احساس ہو جاتا کہ اس کا والٹ خالی ہونے والا ہے۔ تبھی اس نے ہزار والے تینوں نوٹ نکال کر رابعہ کی مٹھی میں دے دیئے۔ رابعہ نے بھی بلا تاثر لے لیے۔

رسم کے بعد پہلے بڑی باجی اپنے سامان کے ساتھ نکلیں۔ اور اس کے بعد فاطمہ۔ سب کے جانے سے گھر خالی ہو گیا تھا۔ پھر اوپر اپنے کمرے میں آتے آتے انہیں بارہ بج گئے تھے۔ کمرے میں آکر رابعہ نے سب سے پہلے اپنے ہاتھ میں پکڑے پیسے اپنے ہینڈ بیگ میں ڈالے۔ پھر نماز کی طرح لپٹے دوپٹے میں ہی لیٹ گئی۔ حارث باتھروم سے آیا۔ اسے دیکھ کر زیادہ حیران نہیں ہوا۔ کمرے کی بتی بجھائی۔ ہلکی نیلی روشنی پھیلائی۔ بیڈ پر آکر سیدھا لیٹ گیا۔ سر کے نیچے بازو رکھ کر وہ چھت گھور رہا تھا۔ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تم نے حلوہ اچھا بنایا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم بنالو گی۔"

حارث نے کروٹ اس کی طرف لے لی۔ رابعہ نے رخ دوسری طرف موڑ لیا۔

"ان کو بھی لگتا ہو گا کہ جیسے مجھے کچھ بنانا نہیں آتا۔"

پہلے رابعہ نے دل میں کہا۔

"صبح کتنے بجے جانا ہے آپ نے؟"

پھر کچھ دیر بعد رابعہ کی آواز آئی۔

"آٹھ یا ساڑھے آٹھ تک دکان کے لیے نکلوں گا۔ اور نو بجے تک پھر دکان کھول لوں گا۔"

حارث اس کی پشت کو دیکھ کر بات کر رہا تھا۔ رابعہ نے اپنے تکیے کے نیچے ہاتھ کر کے کچھ نکالا۔ بٹن دبانے سے روشنی چمکی۔ رابعہ کے چہرے پر پڑنے لگی۔ حارث نے بازو کے سہارے اوپر ہو کر دیکھا۔ رابعہ کے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔

"یہ کس کا فون ہے؟"

وہ نیچے نہیں ہوا۔ رابعہ ہاتھ میں فون لے کر پلٹی۔

"میرا فون ہے۔ اور میں صبح کے لیے الارم لگا رہی تھی۔"

رابعہ کا بھجا بھجا سا لہجہ تھا۔ حارث نے بھی محسوس کیا۔ پھر سر تکیے پر گرا دیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"دو دن سے تو تھا نہیں تمہارے پاس۔"

انداز اس کا بھی کچھ اچھا نہیں تھا۔ اپنی ٹھوڑی رب کرتے ہوئے اس نے چھت کو گھورا۔

"بارات کے وقت میں لے کر نہیں آئی تھی۔ آج گئی تھی گھر تو بیگ میں رکھ لیا تھا۔"

پہلے حارث کے سوال کا سیدھا جواب دیا۔ پھر الارم لگانے کے بعد فون تکیے کے نیچے کھسکا دیا۔ پھر وہ بھی حارث کی طرح چھت کو گھورنے لگی۔

"آپ کو اعتراض ہے میرے فون رکھنے پہ؟"

پتہ نہیں کیا چل رہا تھا اس کے دماغ میں۔ حارث نے نظریں ترچھی کیں۔ اس کے چہرے کو دیکھا۔

"نہیں۔"

سنجیدگی سے کہا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے تمہارے فون رکھنے پر اعتراض ہو گا؟"

اس کے دل میں سوال آیا تو اس نے پوچھ لیا۔ یہ بات وہ بس اپنے دل میں نہیں کہنے والا تھا۔

"ناشتے میں کیا کھاتے ہیں آپ؟"

Novels by Hamna Wasool Khan

اس نے پوچھا کچھ اور رابعہ نے بدلے میں جواب دینے کے بجائے کچھ پوچھا۔اس کی بات کو نظر انداز کیا۔

"تم میری باتوں کا مجھے جواب کیوں نہیں دے رہی؟"

اب کی بار رابعہ کو اس نے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔

"میں بس..."

حارث کی گہری نظریں سیدھا اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔رابعہ سٹپٹا گئی۔اس سے اچھا تو وہ جواب دے ہی دیتی۔کیونکہ حارث کی آنکھیں پیار محبت کی کہانی بالکل بھی نہیں سنا رہی تھیں۔

"تم نے اپنی امی کے گھر رکنا تھا تو مجھے کہہ دیتی میں تمہیں روکتا نہیں۔اور اگر ابھی حلوہ بنانے کا دل نہیں تھا تو بھی تم انکار کر سکتی تھی۔

"میرے لیے آپ خود سے بھی کچھ کہہ سکتے تھے۔"

وہ بڑبڑانا چاہتی تھی۔لیکن اس کی آواز بلند تھی۔اتنی کے حارث تک پہنچی۔

شکوہ کر کے رابعہ اس سے دور ہو گئی۔حارث نے بھی دوسری طرف کروٹ بدل لی۔اس کے بعد شاید وہ غصہ کر سکتا تھا اسی لیے خود کو روک لیا۔محسن نے بھی تو اسے یہی کہا تھا کہ

Novels by Hamna Yasood Khan

اسے رابعہ کے لیے کچھ کہنا چاہیے۔اور فاطمہ بھی تو اپنی طرف سے رابعہ کی طرفداری کرتی رہی تھی۔ایک بس اس نے ہی کوشش نہیں کی تھی۔

''دکان کا مسئلہ آگے ہی اتنا بڑا ہے اور اب یہ شادی کے بعد سے اس کے مسئلے۔میں جتنی بھی کوشش کرلوں، جتنا بھی اچھا بن جاؤں، کسی کو کبھی دکھے گا ہی نہیں۔اس نے رکنا تھا تو سیدھا منہ پر کہتی مجھے۔یوں منہ بنا کر آنے کی ضرورت کیا تھی؟اوپر سے اب لگ رہا ہے کہ حلوہ بنا کر بھی جیسے اس نے میرے سر پر احسان کیا ہو۔ بھئی...جب خود میٹھا بنانے پر راضی ہو گئی تو میں پھر بڑی باجی کو کیوں روکتا؟اسی لیے مجھے شادی کرنی ہی نہیں تھی۔ نہیں اٹھا سکتا میں اس کے نخرے۔ نہیں کر سکتا ہر وقت اس کی طرفداری۔ نہیں بن سکتا میں اچھا شوہر۔ آگے ہی زندگی مشکل تھی اور اب یہ سب۔میں نے اسے اپنے پاس کیا، اس سے بات کرنے کی کوشش کی، لیکن کیسے دور ہو گئی مجھ سے۔اب میں بھی نہیں کروٹ لوں گا اس کی طرف۔کرے اپنی مرضی۔''

خود سے بات کرتے ہوئے اس نے اپنی ساری بھڑاس نکالی۔اور اسی بیچ وہ سو گیا۔

''رابعہ سے مل کر آپ کو کیسا لگا آج؟''

Novels by Hamna Masood Kiani

راحیل موبائل میں سیاحتی مقامات کے متعلق سرچ کر رہا تھا۔ مدیحہ بیڈ سے ٹیک لگائے کب سے سوچ رہی تھی۔ پھر وہ راحیل کے نزدیک ہوئی۔

"رابعہ سے مل کر اچھا ہی لگنا تھا۔"

مسکراتے ہوئے اس نے مدیحہ کو دیکھا۔ نظریں دوبارہ سکرین پر کر لیں۔

"اور اس کے ہز بینڈ کیسے لگے آپ کو؟"

"تم اس وقت ان کی باتیں کیوں کر رہی ہو؟"

حارث نے موبائل کی سکرین دکھا کر اسے دکھایا کہ وہ کیا سرچ کر رہا ہے۔

"مجھے رابعہ اداس لگی۔ بتا رہی تھی کہ رات گھر جا کر اس نے میٹھے کی رسم بھی کرنی ہے تاکہ کل سے وہ گھر کی ذمہ داری لے۔"

راحیل کو وہ بھی اداس لگی۔ اس نے موبائل بند کر کے دوسری طرف رکھ دیا۔

"ان کے اپنے گھر کا حساب کتاب ہے یہ۔ اور ان کے گھر کے معاملات میں ہم نہیں بول سکتے۔"

"لیکن اگر رابعہ کو ایڈجسٹمنٹ میں پرابلم آ رہی ہے تو آپ اس کے ہز بینڈ سے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ رابعہ کو چیزیں سمجھنے کے لیے وقت دیں، اور اس کا ساتھ بھی دیں۔"

بات کرتے کرتے اس نے راحیل کو دیکھا۔ راحیل مسکرا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"مسکرا کیوں رہے ہیں آپ؟"

اس نے بھنویں اوپر اٹھائی۔

"میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ تم رابعہ کی فکر کر رہی ہو۔"

راحیل نے اس کا مہندی والا ہاتھ تھاما۔ پھر ہونٹوں سے لگایا۔

"میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ رابعہ سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور آج اس سے مل کر، باتیں کر کے مجھے اس کی فکر ہونی ہی تھی۔"

مدیحہ ہاتھ پیچھے کرنے لگی۔ راحیل نے مضبوطی سے تھام لیا۔

"کروں گا میں حارث بھائی سے بات۔ رابعہ سے عمر میں کافی بڑے ہیں وہ۔ میچور بھی ہونگے۔ پھر وہ بہنوں والا گھر ہے۔ اور رابعہ اکلوتی بہو۔ ایسے میں ذمہ داری اس کے سر پر آنی ہی ہے۔ لیکن اگر حارث بھائی اس کے ساتھ اچھے سے رہیں گے تو میں اپنی بہن کو جانتا ہوں، وہ ہر طرح کی ذمہ داری لے لے گی۔"

"اور مجھے اس کے ہز بینڈ اچھے نہیں لگے۔"

"کیوں؟"

Novels by Hania Nasoor Khan

''انہیں دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کبھی رابعہ کو گھمانے بھی لے کر جائیں گے۔اور رات رکنے والی بات پہ بھی انہوں نے ہی رابعہ کو روکا ہو گا۔ورنہ رابعہ ضرور رات رکتی۔''

''اب ہر کسی کا شوہر تمہارے شوہر جتنا اچھا تو نہیں ہو سکتا۔''

راحیل کے دماغ میں ساری باتیں بیٹھ رہی تھیں۔لیکن مدیحہ کی فکر دیکھ کر وہ بات بدل رہا تھا۔

''اگر آپ نے مجھے پہلے بتایا ہوتا کہ رابعہ کا رشتہ آپ لوگوں نے کہاں کیا ہے تو میں ضرور آپ کو سمجھاتی کہ بڑی عمر کے بندے کے ساتھ اپنی چھوٹی بہن کا رشتہ نہ کریں۔''

''کہہ رہا ہوں نا کہ ان سے کروں گا میں بات۔پریشان نہ ہو تم۔''

اسے تو یقین دلا دیا لیکن وہ جانتا تھا کہ حارث سے اس طرح کی بات کرنے کا موقع اسے شاید ہی ملے۔

Novels by Hamna Yasooz Khan

فجر کے وقت کمرہ پہلے سے زیادہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ایسے میں وہ گرم کمبل سے نکلا۔جوتے پہنے۔پھر اپنی ٹوپی دیکھنے لگا۔اونچی اذانیں ہو رہی تھیں۔اور جب وہ مسجد کے لیے نکلنے لگا تو کمرے میں رابعہ کے لگائے گئے الارم کی آواز گونجی۔

''رات یہ مجھ سے خود پیچھے ہوئی تھی۔اور پتہ نہیں مجھے کیا جتا رہی تھی۔ موٹر سائیکل پر بھی اس نے مجھے جواب نہیں دیا تھا۔''

حارث نے اس سے بات نہ کرنے کے جواز سوچے۔پھر فوراً کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب وہ واپس آیا تب رابعہ الماری کا پٹ پکڑ کر کھڑی تھی۔اندر کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔ چہرے کے گرد دوپٹہ لپٹا تھا۔یقیناً وہ نماز پڑھ چکی تھی۔حارث نے اسے نظر انداز کیا۔بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔

''آپ کے لیے یہ والے کپڑے استری کروں؟''

رابعہ نے وہی سوٹ اس کے آگے کیا جو کل حارث دیکھ رہا تھا۔حارث نے سوٹ دیکھے بغیر گردن ہلا دی۔

''ناراض تو مجھے ان سے ہونا چاہیے،اور منہ انہوں نے بنایا ہوا ہے۔''

رابعہ نے وہ سوٹ باہر نکالا۔سٹول پر رکھ دیا۔

''ابھی آپ کی امی نماز کے بعد واپس سو گئی ہونگی؟''

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے پھر سر اوپر نیچے کیا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ استری ان کے کمرے میں ہوتی ہے، میں بس اسی لیے پوچھ رہی تھی۔"

پھر رابعہ بھی بیڈ پر ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گئی۔

"جاؤ... لائٹ بھی بند کر کے آؤ۔"

رابعہ نے اسے دیکھا۔ پھر کمبل ایک طرف کرتے ہوئے اٹھ گئی۔ لائٹ بھی بند کی۔ ہلکی نیلی روشنی بھی بجھائی۔

"اب سر دبا دو میرا۔"

رابعہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ اسے تو لگا تھا کہ وہ سونے کے لیے لائٹ بند کرنے کا کہہ رہا ہے۔

"کیا ان کی طبیعت خراب ہے؟"

رابعہ بیڈ پر کھسکی۔ پھر اس نے حارث کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہلکا ہلکا دبانا شروع کیا۔ حارث آنکھیں بند کر کے لیٹا رہا۔ پانچ منٹ تک مسلسل وہ دباتی رہی۔ پھر وہ تھک گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں ساڑھے آٹھ بجے تک دکان پر جاؤں گا اور مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آؤں گا۔ بیچ میں چکر نہیں لگتا میرا گھر پر اور دوپہر کو میں لڑکا بھیجتا ہوں، جو بھی سالن گھر بنا ہوتا ہے وہ امی بھجوا دیتیں ہیں میرے لیے۔ امی کو دن کی روٹی وہ تندور سے لے کر دے جاتا ہے۔ شام میں پہلے تو امی اکیلی ہوتی تھیں، کبھی چائے بنا لیتی تھیں کبھی نہیں لیکن اب تم ساتھ ہو گی تو دیکھ لینا۔

رات کا کھانا وہی ہوتا ہے جو دن میں بن جاتا ہے۔ برتن امی ساتھ ساتھ دھو لیتی ہیں اور نیچے ایک دن چھوڑ کر جھاڑو لگاتی ہیں۔ پھر اب تم خود دیکھ لینا کہ تم امی کے ساتھ مل کر کیسی ترتیب بناتی ہو۔ اور میرا نمبر اپنے فون میں سیو کر لینا تاکہ اگر کوئی ضروری کام ہو تو تم مجھے کال کر سکو۔"

اس کا ہاتھ حارث کے ماتھے پر ہی تھا۔ حارث نے اس کی طرف کروٹ لے لی۔ پھر اس کا ہاتھ حارث کے بالوں تک چلا گیا۔ حارث کو سکون ملا تھا۔ لیکن رابعہ نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر وہ بیٹھی رہی۔ کافی دیر اسے دیکھتی رہی۔

"اب لیٹ جاؤ کچھ دیر کے لیے اور ہاں... جو حرکت تم نے رات کو میرے ساتھ کی ہے وہ آئندہ کرو گی تو میں برداشت نہیں کروں گا۔"

اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن وہ دبے لہجے میں اس پر غصہ کر گیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں نے کونسی حرکت کی ہے؟"

رابعہ کو ایسا کچھ یاد نہیں آیا جس پہ ابھی حارث نے اسے تنبیہ کیا تھا۔ وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ دونوں ہاتھ آگے باندھ کر لیٹا ہوا تھا۔ رابعہ اس سے پوچھ بھی نہ سکی۔

"ان کی وجہ سے میں نے عبایہ پہنا، پھر موٹر سائیکل پر بھی میں مشکل سے بیٹھی رہی۔ امی کے گھر بھی ان کی وجہ سے میں نہیں رکی اور جب راحیل بھائی گھومنے کی بات کر رہے تھے تب بھی یہ کچھ نہیں بولے۔ پھر جب مجھے حلوہ بنانا تھا تو انہیں کونسا میری پرواہ تھی۔ ایک بھی بات کچن میں جھانک کر دیکھا تک نہیں تھا انہوں نے مجھے۔"

اس کی آنکھوں میں خود بخود آنسوں آ گئے۔ گال پر بہنے لگے۔ پھر وہ خاموشی سے لیٹ گئی۔

ساڑھے سات بجے کا الارم بجا تو اس کا کروٹ تک بدلنے کا دل نہ کیا۔ جب بھی وہ نماز پڑھ کر کبھی یوں دوبارہ سو جاتی تھی اس کا اٹھنا مشکل ہو جاتا تھا۔ اس نے الارم کو ایک مرتبہ بند کیا تو وہ دوبارہ بجنے لگا۔ اب کی بار حارث کی نیند ٹوٹی تھی۔

"الارم بند کرو اپنا۔"

رابعہ کو کہتے ہوئے وہ بستر سے نکلا۔ سٹول پر رکھے اپنے کپڑے اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''یہ تو بہت گہری نیند سو رہی ہے۔اب اسے جگاؤں یا نہ جگاؤں۔''

الارم کی آواز پر وہ ہلی بھی نہیں تھی۔ایک منٹ لگا کر حارث نے فیصلہ کیا اور نیچے چلا گیا۔

امی کے کمرے کا دروازہ کھولا تو امی کی آنکھ کھل گئی۔

''دکان کھولنی ہے آج؟''

امی بیڈ پر اٹھ بیٹھیں۔حارث نے کپڑے استری والی میز پر رکھے۔پھر تار سیٹ کرنے لگا۔

''دکان کھولنی ہے،امی۔ورنہ اتنے لینے دینے ہیں کیسے کروں گا میں؟''

وہ اپنے سارے کام ضرورت پڑنے پر کر لیا کرتا تھا۔لیکن یہ استری کرنا۔اف۔

''تیری دلہن سو رہی ہے؟''

اسے قمیض بچھاتے دیکھ امی نے پوچھا۔

''ہاں... نماز کے بعد اسے میں نے ہی کہا تھا کہ سو جائے۔ورنہ تو وہ میرے کپڑے لے کر اسی وقت آپ کے کمرے میں آ رہی تھی تاکہ استری کر دے۔''

''رات بھی تم لوگ دیر سے سوتے ہو، صبح جلدی اٹھتے ہو، بیچ میں سونے کا وقت نہیں ملتا، ایسے میں اس کی بھی نیند پوری نہیں ہو رہی ہو گی۔''

امی جوتے پہننے لگیں۔

''پر میرے دکان پہ جانے کا وقت تو یہی ہے۔''

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث نے استری اٹھائی۔اور خود سے کہا۔

"چل ہٹ، میں کر دیتی ہوں استری۔"

امی حارث کے پاس آکر کھڑی ہوئیں۔اور تبھی سرخ آنکھیں لیے تیز تیز سیڑھیاں اتر کر وہ ان کے کمرے میں آئی۔آگے امی کو دیکھ کر اس نے سر پر دوپٹہ ٹھیک کیا۔

"اسلام و علیکم۔"

جتنی جلدی میں اٹھ کر وہ آئی تھی، چاہ کر بھی چہرے پر مسکراہٹ نہ لا سکی۔ویسے بھی وہ آنسوں بہاتے ہوئے سوئی تھی۔

"واعلیکم السلام۔ابھی ہم تمہاری ہی بات کر رہے تھے۔"

امی نے مسکرا کر کہا۔

"دیں... میں استری کر دوں۔"

اس کے آنے پر امی خود ہی کمرے سے باہر چلی گئیں۔اور حارث نے استری اس کے آگے کر دی۔خود امی کے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

امی نے کچن میں جا کر چائے رکھی۔پیڑے بنائے۔توا رکھا۔رابعہ چپ چاپ کپڑے استری کرتی رہی۔حارث اس کی پشت کو دیکھتا رہا۔صبح تک تو پھر وہ تھوڑی بات کر رہی تھی لیکن اب پتہ نہیں کیا نیا ہو گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ نہائیں گے؟ یا بس کپڑے بدلیں گے؟"

اس کے کپڑے استری ہو گئے تو رابعہ نے اس سے پوچھ لیا۔

"میں کپڑے بدل کر آرہا ہوں تم کچن میں جا کر امی کی مدد کر دو۔"

حارث نے اس سے کپڑے لیے اور اوپر چلا گیا۔ رابعہ استری بند کر کے کچن میں آئی تو امی پراٹھے بنا رہی تھیں۔

"یہ... میں بنا دیتی ہوں۔"

اس نے ہچکچا کر پوچھا۔

"تم بس چائے کپوں میں نکال دو۔ اور بتاؤ انڈہ کھاؤ گی یا سالن گرم کروں؟"

امی کے کام کرنے کا انداز بڑی باجی سے مختلف تھا۔ رابعہ نے ٹوکری میں سے کپ نکالے۔ پھر تین لوگوں کی چائے ڈالنے لگی۔

"آپ لوگ کیا کھائیں گے؟"

"حارث تو کچھ بھی کھا لیتا ہے، کبھی میں اسے انڈہ بنا دیتی ہوں اور کبھی سالن ہوا تو وہ گرم کر دیا۔"

پہلا پراٹھا بن چکا تھا۔ اب دوسرا بیلا جا رہا تھا۔

"میں بھی پھر سالن ہی کھا لیتی ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے سوچ کر کہا۔ چائے کے کپ ڈش میں رکھ دیے۔

"فریج سے لے آؤ پھر۔ اور یہاں سے فرائی پین ہو گا وہ نکال لو۔"

پھر رابعہ نے امی سے پوچھ کر ان کے کمرے کی میز پر ناشتہ لگایا۔ امی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ حارث اور رابعہ کے لیے کرسی تھی۔

رابعہ نے کل دیکھا تھا کہ اس کی برتنوں والی الماری یہاں رکھی ہوئی تھی۔ برتن بھی تقریباً سارے اس میں لگے ہوئے تھے۔ اب وہ سامنے دیوار پہ لگی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔ جب سے وہ آئی تھی تب سے اس نے ایل ای ڈی کو چلتے نہیں دیکھا تھا۔

"اس کا ریموٹ باہر فریج کے اوپر پڑا ہو گا۔ شادی کے دنوں میں تو اسے چلایا ہی نہیں لیکن ابھی چلا لو تم، خبریں وغیرہ آ رہی ہو نگی اس وقت۔"

جب تک یہاں حارث کی بہنیں تھیں رابعہ کی ان سے بات ہو ہی نہیں پائی تھی۔ لیکن صبح جیسے وہ بعد میں اٹھ کر آئی تھی تب اسے لگ رہا تھا کہ وہ اسے کچھ کہہ نہ دیں۔ لیکن اب تک کی بات میں رابعہ کو حارث کی امی اچھی لگیں۔ زیادہ وقت تو اس کا گزرنا بھی انہیں کے ساتھ تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

امی اور رابعہ خبریں دیکھ رہے تھے۔ حارث تیار ہو کر آیا تب انہوں نے ناشتہ شروع کیا۔ رابعہ تو سوچ سوچ کر کھا رہی تھی لیکن حارث نے اچھے سے ناشتہ کیا۔ پھر ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ گیا۔

"جاؤ، اپنے میاں کو دروازے تک چھوڑ آؤ۔"

امی کے کہنے پر وہ کرسی سے اٹھی۔ حارث موٹر سائیکل نکال رہا تھا۔ دروازہ بھی اس نے پہلے ہی کھول دیا تھا۔

رابعہ بس اس کی موٹر سائیکل کے پاس ہی کھڑی رہی۔ دروازے پر پردہ لگا ہوا تھا۔ حارث نے موٹر سائیکل نکالی تو رابعہ پردے کی اوٹ میں ہو گئی۔

"ویسے میں نے تمہیں سب بتا دیا ہے لیکن پھر بھی کوئی مسئلہ ہو تو مجھے فون کر لینا۔"

رابعہ نے سر ہلا دیا۔

"اللہ حافظ۔"

"ٹھیک ہے، دروازہ بند کر لو اندر سے۔"

جب اس نے کنڈی لگائی تب حارث نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی۔

اندر آ کر اس نے برتن اٹھائے۔ انہیں دھونے کی غرض سے ہی سنک میں رکھا۔ پر امی آ گئیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

''یہ برتن میں دھو دیتی ہوں تم جا کر میرا بیڈ ٹھیک کر دو۔''

''ناشتہ بھی انہوں نے بنایا تھا، برتن بھی اب یہ دھوئیں گی، ایسے اچھا تو نہیں لگے گا۔''

اسے کھڑے دیکھ امی کہنے لگیں۔

''جاؤ، بستر ٹھیک کر دو میرا۔ بلکہ چادر بدل دو۔ بچوں نے کافی گندی کر دی ہے۔''

امی نے برتن دھونا شروع کر دیے۔ برتن زیادہ تھے بھی نہیں۔

''اور دوسری چادر کہاں ہو گی؟''

ابھی تو اسے اپنے کمرے کے بارے میں بھی زیادہ کچھ نہیں پتہ تھا۔

''استری کی میز کے نیچے جو خانہ بنا ہوا ہے وہاں دیکھو، سنگل بیڈ والی نکال کر بچھا دینا۔''

یونہی پوچھ پوچھ کر ایک گھنٹے میں وہ نیچے سب کچھ سمیٹ چکی تھی۔ امی کے پاس بٹنوں والا موبائل تھا۔ ان کے فون پہ فاطمہ کا فون آیا۔ اس نے امی سے کوئی دس منٹ بات کی۔ بیچ میں رابعہ کا بھی پوچھا۔ اور امی نے جو بتایا وہ خوشی سے بتایا۔ رابعہ جمائی لیتے ہوئے کرسی پر بیٹھی رہی۔

''دن کو کیا بنانا ہے؟''

فاطمہ کی کال کے بعد رابعہ نے پوچھا۔ ابھی تو ویسے دس بھی نہیں بجے تھے۔

''تم کیا کہتی ہو، کوئی دال وغیرہ بنا لیں؟''

Novels by Hania Yasood Khan

امی اسی سے مشورہ کرنے لگیں۔

"سب دال کھا لیتے ہیں؟"

اس کے گھر ایک راحیل تھا جو کوئی بھی دال نہیں کھاتا تھا، اسے لگا شاید یہاں بھی حارث دال پسند نہ کرتا ہو۔

"میں بھی کھا لیتی ہوں، حارث کا بھی کھانے کے معاملے میں کوئی نخرہ نہیں ہے، اور تمہارا مجھے پتہ نہیں۔"

امی نے سے بتایا تو وہ کرسی سے اٹھ گئی۔

"پھر آپ مجھے بتا دیں کونسی بنانی ہے؟"

جیسے وہ ابھی بنانے جا رہی تھی۔

"دال ماش بنا لیتے ہیں، ابھی تم ایسا کرو کہ ڈیڑھ پیالی بھگو دو، ظہر کی نماز سے پہلے چولہے پر چڑھا میں دوں گی، اور پھر آرام سے بن جائے گی۔"

وہ کچن میں چلی گئی۔

"نیچے لال ڈھکن والے ڈبوں میں دیکھنا، سفید والی دال ہوتی ہے دال ماش۔"

امی نے اسے آواز دے کر کہا تو وہ بے ساختہ مسکرائی۔

"ان کو لگا ہو گا کہ میں ماش کی جگہ مونگ کی دال بھگو دوں گی۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

پاؤں کے بل بیٹھ کر اس نے شیلف کے نیچے لگا پردہ ہٹایا۔ پھر ڈبے دیکھنے لگی۔ راشن کا سارا سامان ادھر ہی ترتیب سے رکھا تھا۔

اس نے دال بھگوئی۔ پھر امی کے کمرے میں گئی۔

''میں سوچ رہی تھی کہ اوپر اپنے کمرے کی چیزیں بھی سمیٹ لیتی ہوں۔''

''ہاں... جاؤ تم۔''

امی نے خوشدلی سے کہا۔

''اور آپ کو کوئی کام بھی ہو تو آپ مجھے آواز دے دینا۔ میں فوراً آ جاؤں گی۔''

اس کے کمرے میں محدود سی جگہ تھی۔ جھاڑو وغیرہ تو وہ جلدی سے دے دیتی لیکن اسے کپڑوں کی الماری سیٹ کرنے میں کافی دیر لگی۔ پھر بہت سے کپڑے اکٹھے بھی ہو گئے تھے۔ اور اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ ان کو کدھر رکھے۔ کوئی ٹوکری وغیرہ پتہ نہیں تھی اس کے پاس یا نہیں۔ اپنی پیٹی بھی تو اس نے ابھی تک دیکھی نہیں تھی۔ کمرے سے نکل کر وہ چھت پر آئی تو چادر سے ڈھکی پیٹی پہ اس کی نظر پڑی۔ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ پیٹی کے اوپر بھی کافی سامان رکھا ہے۔ اور اگر وہ کھینچ کر چادر ہٹا بھی لیتی تو واپس چادر ڈالنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا۔ چھت کو دیکھ کر لگ بھی رہا تھا کہ یہاں بلیوں کا آنا جانا ہو گا۔ اور ایسے میں وہ رسک تو بالکل بھی نہیں لے سکتی تھی۔ اپنے ہی ایک دوپٹے میں اس نے گٹھری

Novels by Hamna Yasood Khan

باندھی۔اور بیڈ کے نیچے رکھ دی۔ پھر تسلی سے اپنے دراز سیٹ کیے۔اس بیچ اسے وقت کا اندازہ ہی نہیں رہا۔وہ کمرے کا جھاڑو لگا رہی تھی جب اسے اس کی امی نے فون کیا۔کال پہ اس نے زیادہ کھل کے بات نہیں کی۔بس یہ کہا کہ اسے ایڈجسٹ ہونے میں کچھ ٹائم لگے گا پر وہ ہو جائے گی۔ پھر وہ باتھروم گئی۔اسے خوب اچھے سے دھویا۔اور یہ کرتے ہوئے اس کے پائنچے بھی گیلے ہو گئے۔اب کپڑے کیا بدلتی،اسے تو وہم ہو گیا کہ اس پر خوب چھینٹیں آئیں ہیں۔اور اب اسے نہانا چاہیے۔

وہ نیچے گئی۔ پانی گرم کرنے والی بالٹی برآمدے میں رکھی تھی۔ صحن میں لگی ٹونٹی سے بالٹی بھری۔ پھر کچن میں چولہے پر رکھی۔امی اپنے کمرے میں ایل ای ڈی پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔ان کا فون ایک بار پھر بجا۔انہوں نے اٹھایا۔اور فون رکھنے کے بعد رابعہ کو آواز دی۔

"ثمرین کا فون آیا ہے اور آج رات وہ تم لوگوں کو دعوت پر بلا رہی ہے۔"

رابعہ کو اوپر سے نیچے دیکھتے ہوئے انہوں نے اسے بتایا۔صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ کتنے کام کر کے آئی ہے۔

"پھر اب اُن کو بتا دیں فون کر کے؟"

Novels by Hania Nasook Khan

"تمہارے پاس ہے فون تو تم کر دو، نہیں تو میرے فون سے ہی کر لو۔ اسے بتا دو اور رات کے لیے اپنے اور حارث کے کپڑے وغیرہ بھی دیکھ لینا۔"

"فون تو ہے میرے پاس لیکن آپ کے نمبر سے ہی کر لیتی ہوں۔"

رابعہ نے امی سے فون لیا۔ پھر نمبروں کی فہرست میں حارث کا نام ڈھونڈنے لگی۔ گیلے پائنچوں کی وجہ سے ہلکی ہلکی کپکپی اس پر طاری تھی۔

"کال جا رہی ہے، یہ لیں آپ بات کریں۔"

بیل جانے لگی تو فون اس نے امی کے آگے کر دیا۔

"تمہارا میاں ہے، تم خود بات کرو اس سے، اسے تو ویسے بھی کوئی فکر نہیں ہے کہ بیوی گھر پہ ہے تو میں فون کر کے کوئی خیر خیریت ہی لے لوں۔"

"کیا کہہ رہیں تھیں امی؟"

دوسری جانب حارث فون اٹھا چکا تھا۔ رابعہ نے جب کان سے لگایا تو حارث نے فوراً پوچھا۔

"کچھ نہیں، وہ بس کہہ رہیں تھیں کہ آپ کو بتا دوں آج رات ہم نے ثمرین باجی کے گھر دعوت پر جانا ہے۔"

Novels by Hema Nasood Khan

حارث جو خالی دکان دیکھ کر ویسے ہی بہت پریشان تھا رابعہ کی بات سنتے ہی اس نے ماتھا مسلا۔

''توامی نے کہا نہیں کہ آج میں نے دکان کھولی ہے۔ جمعے کی رکھ لیتیں وہ دعوت۔''

''اب ان سے میں کیا کہوں، میں نے کونسا ثمرین باجی کا فون سنا تھا۔''

وہ خود سے بات کر رہی تھی لیکن حارث کے لیے تو وہ خاموش تھی۔

''اچھا، امی کو فون دو، ان سے کرتا ہوں میں بات۔''

رابعہ نے بھی امی کو پکڑا دیا۔

''وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں آپ سے بات کرنی ہے۔''

پھر وہیں ٹھہری رہی۔ حارث نے کافی کوشش کی لیکن دعوت کینسل نہیں ہو سکتی تھی۔

''اس دن تو وہ بڑا غصہ کر رہے تھے کہ میری شادی کی وجہ سے ثمرین باجی اتنے دن رکیں ہیں۔ اور اب کیوں اتنے اچھے بن رہے ہیں کہ سب سے پہلے ہماری دعوت اپنے گھر کرنا چاہ رہے ہیں۔''

''اب تیری بہن مجھ سے یہ باتیں تو نہیں کرے گی نا۔ اس نے مجھے بس یہ کہا ہے کہ قیصر نے خاص تم دونوں کی دعوت کے لیے پیسے بھیجے ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ پہلی دعوت ان

Novels by Hania Masood Khan

کی ہی طرف ہونی چاہیے۔ تو یہ بھی تو سوچ نا کہ تیرے انکار سے بہن کے لیے کتنے مسئلے بن جائیں گے۔"

امی اسے سمجھا رہی تھیں۔

"اچھا امی، اپنی بہو کو فون دو۔"

امی نے فون رابعہ کو دے دیا۔

"جی؟"

"میرا کوئی نیا سوٹ نکال کر استری کرنا، امی سے پوچھ لینا وہ بتا دیں گی تمہیں۔ اور ساتھ میں گرم چادر ہو گی میری، اس پہ کم ہی سلوٹیں ہو نگی لیکن وہ بھی نکال دینا، میں مغرب کی نماز پڑھ کر آؤں گا تو تب تک تم تیار رہنا۔ ورنہ اگر ہم دیر سے جائیں گے تب بھی ثمرین باجی کے لیے مسئلہ بن جائے گا۔ اور ہاں... میرے نہانے کے لیے پانی گرم لازمی رکھ دینا۔"

"جی۔"

اس کی جی پر بات شروع ہوئی۔ اس کی جی پر بات ختم ہوئی۔ حارث نے بھی جی کے جواب میں سیدھا کال کٹ کر دی۔

Novels by Hania Nasood Khan

راکھ جیسا سرمئی رنگ، ایسا جو روشنی کے ہر زاویے پر اپنا نیا انداز دکھاتا، اس رنگ نے رابعہ کو بھی ایک الگ ہی رنگ دے دیا تھا۔ ساتھ میں کناریوں پہ جھلملاتی چاندنی۔ اور اسی چاندنی کے رنگوں جیسے آویزوں نے اس کی چمک میں اور اضافہ کر دیا۔ ساتھ میں وہ کھسے پہننے والی تھی۔ بالوں کو اس نے سٹریٹ کیا۔ ورنہ آج تو اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ بالوں کو کیسا بنائے۔ سٹریٹنر بھی کل امی کے گھر سے آتے ہوئے اس نے اپنے بیگ میں رکھ لیا تھا۔ اور یہ سٹریٹنر تھا بھی کوئی چار پانچ سال پرانا۔

حارث گھر آیا تو سیدھا کچن سے اپنی گرم پانی کی بالٹی اٹھا کر اوپر پہنچا۔ رابعہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ وہ ناخنوں کو رنگ رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اٹھنے لگی۔

"اسلام و علیکم!"

حارث سلام کا جواب دیتے ہی باتھ روم میں گیا۔ چمکتا، خوشبودار باتھ روم دیکھ پلٹ کر اس نے کمرے میں دیکھا۔ رابعہ اب بیڈ سے اتر چکی تھی۔ انگلیوں کی مدد سے اس نے حارث کے کپڑے اٹھائے ہوئے تھے۔ ایسے کہ اس کے ناخنوں پہ لگے رنگ سے حارث کے کپڑے نہ رنگے جائیں۔

"یہ آپ کے کپڑے؟"

حارث نے اس سے کپڑے لے کر باتھ روم کے دروازے پر لگی کیل پہ لٹکا دیئے۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اور کچھ چاہیے آپ کو اندر پہننے کے لیے؟''

حارث اسے توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ وہ باتھروم کے دروازے پر کھڑی تھی۔ ایک قدم پیچھے ہو گئی۔

''رات کو ٹھنڈ ہو جائے گی تو آپ کی امی کہہ رہی تھیں کہ کچھ گرم دے دوں آپ کو۔''

''نہیں... مجھے کچھ نہیں چاہیے۔''

حارث نے تولیہ لیے بغیر رابعہ کے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔

''یہ رنگ اس پر کچھ زیادہ ہی اچھا لگ رہا ہے۔ اور بال بھی اس کے آج الگ سے لگ رہے ہیں۔ ویسے کوئی چٹیا وغیرہ نہیں کی۔ شاید اس کا ارادہ ہو گا کہ وہ بال کھول کر جائے۔ لیکن میں بندھوا دوں گا۔ گھر آ کر بے شک دوبارہ کھول لے۔ لیکن گھر سے باہر اسے بند ہی رکھنے چاہئیں۔

دروازے کے باہر کھڑی رابعہ بھی کچھ سوچ رہی تھی۔

''ان کا تو شاید فولادی جسم ہے۔ ان کو ٹھنڈ لگتی ہی کہاں ہے۔ کل اور پرسوں نماز کے لیے بھی تو یہ ٹھنڈے پانی سے نہائے تھے۔ اور ایک میں تھی کہ میری کلفی جم گئی تھی۔''

وہ واپس بیڈ پر آ گئی۔ اور اپنے بچے ہوئے ناخنوں کو رنگنے لگی۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث بنا تولیے سے خود کو خشک کیے کپڑے پہن کر کمرے میں آ گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اسے کمرے میں آتے ہی ٹھنڈ محسوس ہوئی۔ رابعہ کو دیکھا تو وہ اپنے ناخنوں پر پھونک مارتے ہوئے اپنی نیل پالش سکھا رہی تھی۔ سیدھے گرتے بال اس کے چہرے کے آگے آئے ہوئے تھے۔ ان بالوں کو اس نے ہاتھ کی پشت سے پیچھے کیا۔ اس کے گلے میں چوکر تھا۔ دونوں طرف سفید موتی اور درمیان میں گہرے رنگ کا چمکتا ہوا کوئی نگینا تھا۔ اسی نگینے جیسی انگوٹھی اس کے ہاتھ کی انگلی میں بھی تھی۔ اسی انگلی کے ساتھ جس میں اس نے حارث کی دی ہوئی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔

حارث نے بیڈ پر رکھا تولیہ اٹھایا۔ پھر بالوں کو تیز تیز رگڑنا شروع کیا۔

"یہاں سے تیل کہاں گیا ہے؟"

وہ دیکھ رہا تھا کہ آج سنگھار میز پر نئی طرح کا سامان تھا۔ ایسا سامان جسے وہ جانتا بھی نہیں تھا کہ اس کا استعمال کیا ہے۔

"آپ نے بالوں پر لگانا ہے؟"

ناخن سوکھ چکے تھے۔ رابعہ بیڈ سے اٹھ گئی۔

"ہاں۔"

وہ سائیڈ ٹیبلز پر دیکھ رہا تھا لیکن تیل کی بوتل اسے وہاں بھی نہیں ملی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"تیل مجھ سے گر گیا تھا۔"

اس کے انداز سے لگ نہیں رہا تھا۔ حارث نے گیلا تولیہ سٹول پر رکھا۔ پھر اسے ترچھی نظروں سے دیکھا۔

"کیا کر رہی تھی تم جو تیل گر گیا؟"

"صفائی کر رہی تھی میں۔ آج میں نے پورا کمرہ صاف کیا ہے اور باتھروم بھی..."

حارث نے اس کی پوری بات بھی نہ سنی۔ کمرے کے دروازے تک جانے لگا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

رابعہ نے سامنے سے کوئی بوتل اٹھائی۔

"امی کے پاس جا رہا ہوں، ان کے پاس تیل ہو گا۔"

"نہیں تو آپ ایسا کریں کہ یہ لگا لیں بالوں میں، اس سے بھی بالوں میں اچھی لک آئے گی۔"

حارث نے پلٹ کر اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ وہ کوئی بوتل اسے دے رہی تھی۔

"کیا ہے یہ؟"

"بالوں میں لگاتے ہیں اسے اور پھر جیسے بھی بال بنائیں گے آپ، تو آپ کے بال خراب نہیں ہونگے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے بنا پڑھے اس کے ہاتھ سے بوتل لے لی۔ پھر تھوڑا سا لیکیو ڈ ہاتھ میں نکال کر بالوں میں لگا لیا۔ کنگی سے بال بنائے۔

"فیس پہ یہ والی کریم لگا لیں۔"

رابعہ نے اب کوئی جار اٹھا کر اس کے آگے کیا۔ ڈھکن بھی کھول دیا۔ حارث نے سفید کریم انگلی پر نکال کر چہرے پہ لگا لی۔ پھر سامنے عطر کی بوتل دیکھنے لگا۔

"عطر کی بوتل بھی ٹوٹ گئی ہو گی تم سے؟"

اچانک وہ رابعہ کی طرف دیکھنے لگا۔ رابعہ کی تو جیسے چوری پکڑی گئی۔

"نہیں... وہ تو نہیں ٹوٹی۔"

"تو پھر کہاں ہے؟"

حارث نے ہاتھ سے میز پر رکھی اتنی ساری چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ نیچے دراز میں رکھ دی تھی میں نے۔ مجھے لگا آپ یہ پرفیوم لگا لیں گے۔"

رابعہ پاؤں کے بل نیچے بیٹھ گئی۔ پھر اس نے دراز کھولا۔ حارث کی نظر اندر رکھے سامان پر گئی۔ وہاں تیل کی بوتل بھی اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق نہیں کر سکتا میں۔ کچھ عادات تو میری بھی ہو نگی۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث نے عطر لگاتے ہوئے سامنے رکھی پرفیوم کی بوتل کو دیکھا۔ رابعہ کا چہرہ اتر گیا۔ خوشی ماند پڑ گئی۔

"انہیں تو کسی کا دل بھی رکھنے نہیں آتا۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے اپنی گرم شال اٹھائی۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تو حارث کے ساتھ موٹر سائیکل پر جانا ہے۔ یعنی اسے پھر سے عبایہ پہننا پڑے گا۔

"میں بھی تو ان کی مرضی کے مطابق کتنا کچھ کر رہی ہوں۔"

اس نے حارث سے کچھ نہیں کہا۔ چپ چاپ عبایہ پہننے لگی۔

"اور اپنے بال باندھ لو۔ گھر آ کر بے شک واپس کھول لینا۔"

بس اب رابعہ کے لیے یہی رہ گیا تھا۔ اس کا موڈ مکمل طور پر آف ہو چکا تھا۔

"ان کو تو میں کہہ بھی نہیں سکتی کہ اب یہ خود بھی تو مجھ سے اپنی مرضی ہی منوا رہے ہیں۔"

رابعہ نے بھنوئیں سکیڑی ہوئیں تھیں۔ عبائے کی آگے سے زپ بند کر کے وہ سنگھار میز تک گئی۔ وہاں جو کیچر اس نے تھوڑی دیر پہلے رکھا تھا، اٹھا لیا۔ پھر بے دلی سے بالوں کا جوڑا بنا لیا۔

Novels by Hania Masood Khan

"میں ثمرین باجی کے گھر سر پہ دوپٹہ ہی رکھتی۔ بال لہرانے تھوڑی تھے میں نے وہاں جا کر۔"

"گھڑی کہاں رکھی ہے تم نے میری؟"

حارث کے مطابق وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ جتا رہی تھی۔ حالانکہ وہ تو خود سے رابطے میں تھی۔

"اب مجال ہے جو اپنا دراز کھول کر دیکھیں گے یہ۔"

رابعہ نے منہ سے جواب دیئے بغیر حارث کی سائیڈ والی ٹیبل کا دراز کھولا۔ گھڑی کی ڈبی نکالی۔ اس کو پکڑانے کے بجائے اس کے سامنے لا کر رکھ دی۔ پھر اپنا ماسک لگایا۔ حجاب کی طرح سکارف لپیٹ لیا۔ کھسے پہن لیے۔ ہینڈ بیگ اٹھایا۔ پھر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

امی سے مل کر وہ دونوں ثمرین باجی کی طرف نکلے۔ رابعہ نے اپنا عبایہ آگے سے سمیٹا ہوا تھا۔ لیکن دوسرے ہاتھ کو حارث کے کندھے پر نہیں رکھا تھا۔

"کل کی طرح پھسلنے لگے گی تو تب جا کر اسے ہوش آئے گا کہ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لے۔"

حارث کی ساری توجہ رابعہ پر تھی۔ پر رابعہ نہیں جانتی تھی۔

Novels by Huma Wasood Khan

"میں پھسلوں، یا میں گر جاؤں، انہیں تو میری کوئی پرواہ نہیں ہے۔"

سڑکوں پر ارد گرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ٹھنڈ آج بہت تھی۔ اور موٹر سائیکل پر سفر کرتے ہوئے تو کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ ہینڈل پر رکھے حارث کے ہاتھ یخ بستہ ہو چکے تھے۔ پھر اچانک ایک بیکری کے قریب حارث نے موٹر سائیکل روک دی۔

"میں پھسل تو نہیں رہی تھی۔"

رابعہ کو لگا شاید کل کی طرح وہ اسے کہے گا کہ اس کے ہلنے سے ہینڈل گھوم رہا ہے۔ آج تو وہ بہت طریقے سے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ثمرین باجی کے گھر خالی ہاتھ نہیں جانا ہم نے۔"

اس نے چابی گھمائی۔ موٹر سائیکل لاک کی۔ تب جا کر رابعہ اتری۔

"بتاؤ... مٹھائی لیں یا کیک؟ بچوں کو ویسے کیک پسند آئے گا۔"

وہ رابعہ سے بات کر رہا تھا۔ اور رابعہ کی نظریں ایک شیشے کے جار پر تھیں۔ اس جار پر چھت پر لگی سنہری روشنی پڑ رہی تھی۔ اور اندر ڈھیر کی صورت میں بے ترتیب کوکیز ایک دوسرے کے اوپر رکھیں تھیں۔ سنہرے رنگ کی کوکیز، چاکلیٹ چپس سے مزین۔ نرم، گرم، دل کو لبھاتی۔

رابعہ جھک کر کھڑی تھی۔ اس کے منہ میں پانی آ رہا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے۔"

حارث نے اس کے پاس ہو کر اس کا بازو ہلایا تو وہ متوجہ ہوئی۔

"کیا... کیا پوچھ رہے ہیں آپ؟"

غائب دماغی سے اس نے حارث کو دیکھا۔ پھر اس کی نظریں شیشے کے جار پر واپس پلٹ گئیں۔

"تم کیا دیکھ رہی ہو؟"

اس کی نظروں کا تعاقب وہ کر رہا تھا۔

"یہ والی کوکیز مجھے بہت پسند ہیں۔ ابو اکثر سنڈے کو لاتے تھے میرے لیے۔"

رابعہ نے انگلی کا اشارہ کر کے اسے بتایا۔ پھر اداس مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے پیچھے ہو گئی۔

"آپ کیا پوچھ رہے تھے؟"

"یہی کہ کیک لوں یا مٹھائی؟"

رابعہ نے کیک پہ حامی بھری۔ پھر کیک پسند بھی اسی نے کیا۔ اور پتہ نہیں کب حارث نے اس کے لیے وہ دو کوکیز لے لیں۔ اسے پتہ تب چلا جب موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے وہ اپنا

Novels by Hania Masood Khan

عبایہ سمیٹ رہی تھی۔ حارث نے کیک آگے لٹکایا۔ اور خاکی لفافہ پیچھے رابعہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"شاید تمہارا مَن تھا۔"

ابھی اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ نہیں کی تھی۔ رابعہ نے لفافہ کھول کر دیکھا تو بڑی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔ اتنی بڑی کہ اس کی آنکھوں کے گرد چنٹیں پڑ گئیں۔ اور انہیں سے حارث بھی اس کے تاثرات کا اندازہ لگانے لگا۔

"شکریہ۔"

اس کے دل سے نکلا۔

"چلو کھالو اب۔"

"بائیک پہ کیسے؟"

"آہستہ چلاؤں گا میں۔ اور تم جلدی سے ختم کرنا۔"

حارث نے سست روی سے بالکل سیدھ میں موٹر سائیکل چلانا شروع کی۔

"ماسک نیچے کر کے کھالوں؟"

اس نے کوکی ایک ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ دوسرے ہاتھ میں تو عبایہ تھا۔ اب سارا مسئلہ فیس ماسک کا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... کھالو۔"

مسکراہٹ تو اس وقت حارث کے چہرے پر بھی تھی۔اس ٹھنڈی ہوا میں کچھ پل کے لیے وہ اپنے بہت سارے مسائل بھول گیا تھا۔اور ایسا لگنے لگا تھا کہ زندگی میں اسے یہ لمحہ جینے کی واقعی بہت ضرورت تھی۔

کہ وہ کسی کی آنکھیں پڑھتا۔

پھر اس کی چھوٹی سی خواہش کو پورا کرتا۔

اس کی ان دیکھی مسکراہٹ کا سبب بنتا۔

"آپ کھائیں گے؟"

آدھی کو کی کھانے کے بعد رابعہ کو خیال آیا۔

"نہیں تم کھالو۔"

اس کے دونوں ہاتھ ہینڈل پر تھے،وہ کیسے کھاتا۔

"بہت مزے کی ہے۔"

رابعہ نے منہ میں ڈالتے ہوئے جیسے اس کے علم میں اضافہ کیا۔

"تھوڑی سی توڑ کر ڈال دو میرے منہ میں۔"

"ابھی تو کہہ رہے تھے کہ میں خود ہی کھالوں۔"

Novels by Hamna Hassan Khan

رابعہ نے اپنے ہاتھ میں دیکھا تو چھوٹا سا ٹکڑا کی بچا تھا۔اس نے وہی آگے کر دیا۔

"منہ کدھر ہے آپ کا؟"

اس چکر میں اس نے حارث کے گال پہ کوکی لگائی تو تھوڑا سا ٹکڑا جھڑ گیا۔ رابعہ نے اپنا ہاتھ ہلایا نہیں۔بس ایک ہی جگہ جمائے رکھا۔حارث نے خود ہی اپنے ہونٹ کھولے، پھر دائیں طرف گردن موڑ کے رابعہ کے ہاتھ سے وہ کوکی کھالی۔

ثمرین باجی کے گھر وہ لوگ دعوت پر پہنچے تو انہیں ان کی ساس کے ساتھ بیٹھنا پڑا۔کیونکہ ثمرین باجی کو کچن سے فرصت ہی نہیں تھی۔ان کی نند بھی آئی ہوئی تھی۔اپنے بچوں اور میاں کے ساتھ۔ایسے جیسے دعوت ان کی ہو۔حارث اور رابعہ تو زیادہ وقت خاموش ہی رہے۔

پھر کھانا کھا کر واپسی کے لیے نکل گئے۔کیونکہ کھانے کے بعد بھی ثمرین باجی کچن میں ہی تھیں۔ایسے میں زیادہ وقت ان لوگوں کے درمیان بیٹھنا حارث کو مناسب نہ لگا۔

"آپکی باجی کے گھر والے تھوڑے عجیب تھے۔انہیں تو کچن سے آنے بھی نہیں دیا ہمارے پاس۔کام ہی کرتی رہیں وہ۔"

پہلے رابعہ خود سے بات کر رہی تھی۔لیکن پھر اس نے حارث سے ہی کہہ دیا۔

"ثمرین باجی اسی لیے خود بھی عجیب ہو گئیں ہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے موٹر سائیکل سیدھا گھر پہنچ کر روکی۔ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چابی نکالی۔ رابعہ کو دی۔

"دروازہ کھولو۔"

رابعہ اتری۔ پھر لاک میں چابی گھماتی رہی۔ لاک پہ لاک لگ رہا تھا۔ بس ایک اس سے دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔

"کھولو بھی، رابعہ۔"

"نہیں کھل رہا مجھ سے۔"

اس سے اب چابی بھی باہر نہیں نکلی۔ حارث خود اترا۔ موٹر سائیکل کا انجن بند کیا۔ اسے سٹینڈ پر کیا۔ پھر اس نے رابعہ کا ہاتھ ہٹا کر چابی کو گھمایا۔ لاک نیوٹرل کیا۔ پھر لاک کھولا۔

"اندر چلی جاؤ تم۔"

اب رابعہ دونوں دروازے کھول کر کھڑی ہونے لگی تھی۔ لیکن حارث نے اسے اندر جانے کا کہہ دیا۔ صحن کی لائٹ اس وقت بند تھی۔ بس برآمدے کی جل رہی تھی۔ اور وہی روشنی امی کے کمرے میں بھی تھوڑی بہت جا رہی تھی۔ اور سیڑھیوں پر بھی پڑ رہی تھی۔

"چائے رکھو گی، دو کپ؟"

Novels by Hamna Masood Khan

بائیک صحن میں کھڑی کرتے ہوئے اس نے رابعہ سے کہا۔اسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ یا شاید رابعہ کے ساتھ چائے پینے کی طلب ہو رہی تھی۔

رابعہ بس سر ہلا کر کچن میں آگئی۔چولہا جلا کر پہلے تو اس نے اپنے ہاتھ سینکے۔ماسک اتارا۔ سکارف کھولا اور گلے میں ڈال لیا۔پھر پہلے چائے رکھی۔اور اس کے بعد عبایہ اتار کر برآمدے میں آئی۔حارث امی کے کمرے میں تھا۔سردی کی وجہ سے دروازہ بند تھا لیکن خاموشی میں اتنا پتہ چل رہا تھا کہ وہ کوئی بات کر رہا ہے۔رابعہ کو لگا دو کپ چائے حارث اور اس کی امی کے لیے ہے۔برامدے میں پلاسٹک کی کرسی رکھی تھی۔رابعہ نے اپنا سامان اسی پر رکھا۔پھر واپس کچن میں آئی۔تیز آنچ کی وجہ سے چائے کو فوراً ابالا آگیا تھا۔رابعہ نے آنچ ہلکی کر کے دو تین اور ابالے دلائے۔پھر دو کپ میں چائے نکالی۔کپ ڈش میں رکھے۔اور حارث کی امی کے کمرے میں جانے لگی۔لیکن حارث دروازہ کھولتے وہیں سے نکلا۔

"امی لیٹ گئیں ہیں دوبارہ۔اور تمہارا میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ کچن میں ہو۔تو اب تم صبح مل لینا ان سے۔"

"اور یہ چائے؟"

رابعہ نے ڈش میں رکھے دو کپوں کی طرف اشارہ کیا۔

Novels by Hamna Nasrullah Khan

''یہ میری اور تمہاری ہے۔''

حارث نے اس سے ڈش لے لی۔ رابعہ اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔ زیادہ چائے پینے کی وہ شوقین نہیں تھی۔

''کچن کی لائٹ بند کرو، دروازہ بند کرو، اور فٹافٹ کمرے میں آجاؤ۔''

''وہ ڈش لے کر سیڑھیاں بھی چڑھ چکا تھا۔''

''فٹافٹ تو نہیں جا رہی میں۔''

کچن میں جا کر اس نے چائے کی دیگچی میں پانی ڈالا۔

''اس کو دھو ہی دیتی ہوں، ورنہ صبح ان کی امی کو دھونی پڑے گی۔''

پھر رابعہ نے سکاچ برائٹ اٹھایا۔ جیسے ہی پانی میں ہاتھ ڈالا تو اندر تک اسے ٹھنڈ پہنچتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''ان کے گھر ایک چھوٹا سا گیزر تو لازمی ہونا چاہیے۔''

دیگچی دھو کر اپنے سن ہاتھوں کے ساتھ اس نے اپنا عبایہ اور ہینڈ بیگ اٹھایا۔ پھر اوپر پہنچی۔

''کہاں رہ گئی تھی؟''

اس نے سٹول پر سامان رکھا۔ حارث نے اس سے پہلا سوال پوچھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"چائے کی دیگچی دھو رہی تھی۔"

پھر وہ دروازے کو کنڈی لگانے چلی گئی۔ حارث اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا دیکھ نہیں رہی کہ اس کے انتظار میں چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

اب وہ اپنے عبائے کو ہینگر میں لٹکانے لگی۔ سکارف بھی تہہ کر کے اس نے رکھا تھا۔ پھر اپنے سوٹ کا دوپٹہ ایک طرف رکھ کر آئینے کے سامنے آئی۔ خود کو دیکھتے ہی اس نے سب سے پہلے اس بے دلی سے بنے جوڑے کو دیکھا۔ پھر سیدھے کیے ہوئے بالوں سے کیچر نکال دیا۔

"ادھر آ کر بیٹھو میرے پاس۔"

اس کے سامنے چائے کی ڈش رکھی تھی۔ اور ڈش میں اب بھی دو کپ تھے۔ رابعہ کے انتظار میں اپنا کپ اس نے ابھی تک نہیں اٹھایا تھا۔ حالانکہ وہ گرم چائے پینے کا عادی تھا۔

"میں بس چینج کر کے آتی ہوں۔"

اس نے پیچھے سے چوکر ہار کی ڈوری ڈھیلی کر دی۔ رابعہ اس رنگ کو فوری طور پر اتارنا چاہتی تھی جس میں وہ حارث کے دل کو بہت اچھی لگی تھی۔

"ٹائٹ کرو اپنا یہ چوکر، اور ادھر آؤ۔ چائے پیتے ہیں ساتھ میں۔ بعد میں چینج کر لینا۔"

اس سے زیادہ براہِ راست وہ اسے نہیں کہہ سکتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ان کو کیا ہو گیا ہے؟"

رابعہ نے اسے دیکھتے ہوئے ڈوری کو ٹائٹ کیا۔ پھر اس کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ حارث نے چائے کا پہلا کپ اٹھایا۔ اور اسے رابعہ کے آگے کر دیا۔

"میں خود لے لیتی ہوں۔"

وہ دوسرا کپ اٹھانے لگی۔ سیدھے گرتے کھلے بال اس کے چہرے کے آگے آئے۔

"ایسے سیدھے بال تم پر بہت اچھے لگ رہے تھے۔"

اب وہ براہِ راست تعریف بھی کر رہا تھا۔

رابعہ کا ہاتھ ڈش کے نزدیک ہی رک گیا۔

"اچھے لگ رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے جوڑا کیوں بنوایا؟"

وہ ڈش کو دیکھتے ہوئے کنفیوز ہوئی۔

"یہ سیدھے ہی ہیں یا تم نے سیدھے کیے ہیں؟"

حارث کے ایک ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ دوسرے ہاتھ کو اس نے رابعہ کے گال کے نزدیک کیا۔ وہاں چھائے بالوں کو انگلی کی مدد سے اس کے کان کے پیچھے اڑیسا۔ اس کی انگلیاں رابعہ کے گال سے مَس ہوئی تو سنسنی محسوس کرتے ہوئے بے ساختہ اس نے سر اٹھا کر حارث کی آنکھوں میں دیکھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں نے سٹریٹ کیے تھے۔"

حارث کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں تھی۔ لیکن اسکی نظریں نرم تھیں، مہربان سی، پیار کرنے والی۔

"اچھا... چلو یہ والا چائے کا کپ لے لو۔"

اس نے پھر سے اپنے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اس کے آگے بڑھایا۔ رابعہ نے پکڑ لیا۔

"مجھے ویسے گرم چائے پسند ہے۔"

حارث نے دوسرا چائے کا کپ اٹھایا۔ اپنے ہونٹوں سے لگایا۔ چائے اب زیادہ گرم نہیں تھی۔ گھونٹ بھرتے ہی ٹھنڈی محسوس ہوئی۔

"اتنی دیر سے رکھی ہوئی تھی، اگر انہیں گرم پسند تھی تو پہلے پی لیتے۔"

رابعہ نے اپنی چائے کا گھونٹ بھرا۔ پھر اس سے پوچھا۔ کیونکہ چائے تو واقعی ٹھنڈی تھی۔

" میں گرم کر کے لادوں؟"

"نہیں... ایسے ٹھیک ہے۔ بلکہ اچھی بنائی ہے تم نے۔"

اب براہِ راست ٹھنڈی چائے کی تعریف بھی ہو گئی تھی۔ اور رابعہ بھی اپنی مسکراہٹ چھپا بھی نہ سکی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ ایسے کیوں بات کر رہے ہیں؟"

دل میں سوچنے کے بجائے اس نے حارث سے کہہ دیا۔ آواز اونچی تھی۔

اور یہ پہلی بار تھا کہ رابعہ نے حارث کی ہنسی دیکھی، سنی۔

"کیوں میں ایسے بات نہیں کر سکتا؟"

وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔ رابعہ جھینپ گئی۔

"ایسے آپ نے کبھی پہلے میری تعریف نہیں کی تو ابھی مجھے تھوڑا عجیب لگا۔"

اگر براہِ راست باتیں ہو ہی رہیں تھیں تو پھر یہ بھی سہی۔

حارث چائے سے لطف لیتے ہوئے سوچنے لگا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے بارات کی رات تمہیں بتایا تھا کہ تم بہت پیاری لگ رہی تھی۔"

اس کا انداز کافی محبت بھرا لگنے لگا تھا۔

"اگر یہ ہمیشہ ایسے ہی بات کرتے رہیں تو کتنا اچھا لگے۔"

رابعہ نے بھی چائے کا گھونٹ بھرا۔ اس کے دل میں خواہش آئی۔ پھر لبوں پر شکایت۔

"وہ بھی آپ نے تب کہا تھا جب میں چینج کر چکی تھی۔ اور ولیمے پر تو کہا بھی نہیں تھا۔"

"اونہوں!"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے نفی میں سر ہلایا۔اس کی چائے کا کپ خالی ہو گیا تھا۔اس نے ڈش میں واپس رکھ دیا۔

''میں نے تمہیں ولیمے کی رات بھی کہا تھا کہ تم مجھے اچھی لگ رہی ہو۔''

''جی نہیں!''

اب رابعہ نے کپ رکھتے ہوئے نفی کی۔

''آپ نے مجھے کہا تھا کہ اس وقت تم مجھے اچھی لگ رہی ہو، صبح کا پتہ نہیں۔''

حارث دوبارہ ہنسنے لگا۔

''پھر تم ابھی بھی یہی سوچ رہی ہو گی کہ اب بھی میرا ایسا ویسا کوئی ارادہ ہے تب ہی میں تمہاری تعریف کر رہا ہوں۔''

رابعہ نے تیز تیز گردن اونچی نیچے کی۔صاف لفظوں میں کہوں تو ہاں کی۔

''تو تمہیں کوئی اعتراض؟''

رابعہ کے گالوں میں خون سمٹ آیا۔اب اس سے نہ ہاں ہوئی، نہ ناں ہوئی۔

''بتاؤ تمہیں کوئی اعتراض ہے؟''

رابعہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے کر حارث نے کپوں والی ڈش کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ٹھنڈی چائے میں اسے دلچسپی نہیں ہے۔

Novels by Hamna Masood Khan

پھر حارث کمبل کھینچ کر بیڈ کے درمیان میں ہو گیا۔

"تمہیں کوئی اعتراض ہے، رابعہ؟"

حارث کی مسکراہٹ غائب ہو گئی، سنجیدگی لوٹ آئی۔ پر نگاہوں کی نرمی اب بھی برقرار تھی۔

رابعہ نے ہلکا سا سر ہلایا۔ دائیں بائیں کیا۔ وہ اب بھی بیڈ کے کنارے پر ایک ٹانگ لٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

"تو کل تم مجھ سے دور کیوں ہوئی تھی؟"

ایسا اس نے کب کیا تھا۔ آنکھیں بڑی کر کے رابعہ نے اسے گھورا۔

"کب؟"

"جب تم مجھ سے بات نہیں کر رہی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ میرے سوالوں کا جواب نہیں دے رہی تھی۔"

حارث نے اسے کل کی طرح اپنے قریب کیا۔ اور رابعہ کو پورا سین یاد آ گیا۔

"تب آپ کون سا میری بات سمجھ رہے تھے۔"

نظریں جھکا کر کل کی طرح اس نے بھی شکوہ دہرا دیا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"میں نے تمہیں صاف کہا تھا کہ اگر تم نے رکنا تھا اپنی امی کی طرف تو تم مجھے کہہ دیتی، میں نے تو بس تمہیں یہ کہا تھا کہ صبح سے میں نے دکان پر جانا ہے۔ یا پھر رات میں بڑی باجی اگر حلوہ بنانے کی بات کر ہی رہی تھیں تو تم مجھے ایک بار بھی اشارہ دے دیتی کہ مجھے نہیں بنانا تو میں باجی کو خود منع کر دیتا۔ بعد میں سب آ کر مجھے کہہ رہے تھے کہ مجھے تمہارے لیے کچھ بولنا چاہیے لیکن مجھ سے پہلے تو حامی تم نے بھری تھی۔ پھر میں کیوں انکار کرتا۔"

رابعہ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ اور حارث اس کے آویزے اتار چکا تھا۔

"اب پھر تم چپ ہو گئی ہو۔ ایسے اگر اپنی بات مجھے تم کہو گی نہیں تو رابعہ میں بھی ایسا انسان نہیں ہوں کہ بنا سنے کسی کی بات خود سے ہی سمجھ سکوں۔"

اب اس نے گردن کے پیچھے ہاتھ لے جا کر چوکر کی ڈوری کھینچی تھی۔

"لیکن یہ آپ کا گھر ہے اور اگر میں ایسے انکار کروں گی، یا ضد کروں گی کہ میں نے رات امی کی طرف رکنا ہے تو کیا پتہ تھا کہ آپ غصہ کر جائیں۔ بلکہ غصہ تو آپ نے پھر بھی کیا تھا۔"

رابعہ اس کی قمیض کے بٹنوں کو دیکھتے ہوئے منمنا کر بات کر رہی تھی۔

Novels by Huma Yasooj Khan

”تم ایسے اگر مجھے نظر انداز کرو گی، چہرے پر تاثرات ایسے رکھو گی جیسے مجھے بہت کچھ جتا رہی ہو تو مجھے غصہ آئے گا، رابعہ۔ تمہیں میں بس پچھلے تین دن سے جانتا ہوں اور مزید جاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن تمہارے تاثرات پڑھ نہیں سکتا میں۔ کس چیز سے تمہیں اچھا لگ رہا ہے، کس چیز سے تمہیں برا لگ رہا ہے، کس چیز کی تمہیں ضرورت ہے، ان سب باتوں کا میں اندازہ نہیں لگا سکتا۔ مجھے کمی و پیشی میں رہنے کی عادت ہے۔ ابھی جیسے دیکھو کہ میرے حساب سے اس کمرے میں بہت کام کروایا ہے میں نے، لیکن تمہاری نظر سے شاید تمہیں لگتا ہو کہ بہت سی چیزوں کی کمی ہے۔ کیونکہ میں نے تمہارے گھر کو دیکھا، تمہارے کمرے میں گیا، باتھروم بھی استعمال کیا تو بہت کچھ سمجھ آیا کہ تمہیں شاید یہاں بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن ابھی اگر میں تمہیں سچ کہوں تو میرے بہت حساب کتاب ہیں اور میں بہت جلد تمہارے لیے آسانیاں کر دوں گا ایسا میں تم سے بالکل بھی نہیں کہہ سکتا۔ پر اگر تم میرا ساتھ دو گی، سمجھنے کی کوشش کرو گی تو زندگی مجھے آسان لگے گی۔ اور اگر مجھ سے مطالبے کرو گی، یا بس خاموش رہو گی تو ہماری زندگی میں مشکل آئے گی، رابعہ۔“

حارث کی انگلیوں میں اب رابعہ کے سیدھے بال تھے۔ ایسے جیسے ان کی نرمی میں اس نے اپنی انگلیاں پھنسا لیں تھیں۔ جبکہ اپنی نظریں اس کی پلکوں پر رکھی ہوئیں تھیں۔

Novels by Hania Nasoor Khan

"ابھی میں بھی آپ کو نہیں جانتی۔"

رابعہ نے ایک پل کو پلکیں اٹھائیں۔

"پھر بھی ان چند دنوں میں کتنا جانا ہے تم نے مجھے؟"

وہ جاننا چاہتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ آپ کو مجھ سے اپنے کہے گئے وقت پر کام چاہیے۔ یعنی بس جو آپ کہیں وہ مجھے ہر حال میں ماننا ہے۔ چاہے میں تھکی ہوئی ہوں، چاہے مجھے نیند آ رہی ہو، چاہے میرا دل نہ ہو لیکن آپ کی بات کی نفی نہیں کر سکتی میں۔ اور آج تو مجھے آپ نے خود بھی کہہ دیا کہ میری مرضی کے مطابق آپ سب کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اس کے باوجود مجھے سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔ تھوڑا عجیب ہے لیکن اگر آپ ایسے ہی ہیں تو میں آپ کا ساتھ دینے کی کوشش کروں گی۔"

حارث کے وجود کو وہ چند دنوں میں شاید اتنا ہی جان سکتی تھی۔

"اچھی بات ہے۔"

حارث نے بالوں میں سے انگلیاں نکال کر اس کے کندھے کو تھپکا۔

"لیکن اب میری بات سنو۔"

اب اس کے دونوں کندھوں کو تھام کر اس کا چہرہ اپنے عین سامنے رکھا۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

"میں گیارہ بجے سونے والا انسان ہوں، کیونکہ نماز کے وقت اٹھ جاتا ہوں میں۔"

رابعہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اتنا تو اب تک اسے خود بھی پتہ چل چکا تھا۔

"لیکن اس وقت اگر میں نے تم سے ہم دونوں کے لیے چائے بنوائی ہے، اور کہا ہے کہ ہم ساتھ چائے پئیں گے تو اس کا کیا مطلب سمجھتی ہو تم؟"

جتنا وہ سمجھی تھی اتنا تو بتا ہی سکتی تھی۔

"یہی کہ شاید آپ کے سر میں درد ہے اور آپ نے اسی لیے مجھ سے چائے بنوائی ہے۔"

اس کے جواب میں حارث مسکرا ہی سکتا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ چائے پینا چاہتا تھا رابعہ کیونکہ میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا، رابعہ۔"

رابعہ کی نظریں جھک گئیں۔ اس کے نام پر حارث نے دونوں بار زور دے کر کہا تھا۔

"اور ابھی تم اپنی سمجھ کے حساب سے مجھے تھوڑا سمجھی ہو لیکن دھیرے دھیرے تم مجھے اور سمجھنے لگو گی۔"

رابعہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"پھر تمہیں اندازہ ہو جائے کہ کس وقت تم مجھ سے اپنی کونسی بات آرام سے منوا سکتی ہو۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

رابعہ کو اس خاکی لفافے میں خریدی گئیں کوکیز یاد آ گئیں۔

"اور یہ بھی کہ کس وقت میں تم سے کونسی بات منوا سکتا ہوں۔"

اور کوکیز کے علاوہ وہ کچھ بھی اور یاد نہ کر سکی۔ ایک بار پھر حارث کے حصار میں چلی گئی۔ سرد لمحے پھر سے تپنے لگے۔ موسم کی ٹھٹھرتی ہوائیں دور ہوتی چلیں گئیں۔

فجر کے وقت اس کا الارم بجا۔ نیند میں ڈوبی آنکھوں کے ساتھ اس نے سکرین کو دیکھا۔ الارم بند کیا۔ پھر اسے سامنے ٹھہری نوٹیفیکیشن نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔ چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھی۔ حارث کمرے میں نہیں تھا۔ وہ نیچے گیا ہوا تھا۔

رابعہ نے نوٹیفیکیشن کو سلائیڈ کر کے ہٹایا۔ پھر واٹسآپ کھولا۔ نمبر بلاک کر دیا۔

صبح صبح اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔ وہ گھبرا گئی تھی۔

"میں پہلے نہا کر نکلتا ہوں نماز کے لیے، پھر تم بستر سے نکلنا۔"

حارث کمرے میں آیا۔ اس کا لہجہ رات کی طرح نرم تھا۔ پر رابعہ کا دماغ کہیں اور ہی اٹکا ہوا تھا۔

لیکن اگلے دو تین دن کی مصروفیت میں اس کے ذہن نے وہ بات بھلا دی تھی۔ آج ان کی شادی کو ایک ہفتہ مکمل ہو گیا تھا۔ اور آج بڑی باجی نے اپنے گھر دعوت رکھی تھی۔ اس

Novels by Rama Nasood Khan

وقت وہ نیچے امی کے کمرے میں حارث کے کپڑے استری کر رہی تھی۔الماری میں حارث کا یہ آخری سوٹ تھا۔جب کہ میلے کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا تھا۔بیڈ کے نیچے ایک اور گٹھری کا اضافہ ہو گیا تھا۔اور اسے اپنے کپڑے دھونے تھے۔لیکن یہ کام کل ہی ہو سکتا تھا۔

"تمہارا بھائی کس شہر میں کام کرتا ہے؟"

امی نے کوئی ڈرامہ لگایا ہوا تھا۔اور ڈرامہ دیکھتے ہوئے ان کے دماغ میں ایک بات آ گئی۔

"لاہور میں کام کرتے ہیں، راحیل بھائی۔"

رابعہ قمیض پر پانی کا چھڑکاؤ کرتے ہوئے بتانے لگی۔

"تو وہ واپس چلا گیا ہے؟"

"نہیں، آج تو وہ شاید واپس آئے ہیں۔"

رابعہ اب قمیض بچھا رہی تھی۔

"کہاں سے؟"

امی نے ڈرامے کی آواز کو میوٹ کر دیا۔

"وہ بھابھی کے ساتھ نارتھرن ایریاز میں گھومنے گئے ہوئے تھے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ نے استری قمیض پر رکھی۔ کپڑے سے دھواں اٹھا۔ پانی بخارات بن کر اڑا۔ مخصوص خوشبو اس کے حواسوں میں اتری۔

''اور اپنے کام پر کب جانا ہے اس نے؟''

''میرے خیال سے پرسوں جائیں گے۔''

امی سے اس کی بات ہوتی تھی لیکن راحیل بھائی کے متعلق اس سے زیادہ نہیں ہوئی تھی۔

''تو ایسا کرو کہ تم کل اپنے بھائی اور بھابھی کی دعوت رکھ لو۔ تم ایک ہی بہن ہو اور بے شک تم دونوں کی شادی ساتھ ہوئی ہے لیکن تمہاری طرف سے دعوت بنتی ہے کیونکہ تم بھی اپنے گھر والی ہو۔ پھر جو سب بھی ہوا حارث کو بتا دیں گے اور باقی ہم دونوں مل کر کر لیں گے۔''

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں۔

''میں نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ مجھے حارث بھائی کی دعوت رکھنی چاہیے۔''

''ساتھ میں امی ابو کو بھی بلا سکتی ہوں؟''

Novels by Hamna Yasood Khan

یکدم اس نے پوچھ لیا۔ حارث کی امی بھی تو آج ان کی دعوت پر ان کے ساتھ جا رہی تھیں۔ کیونکہ بڑی باجی نے بلایا تھا۔ اگر ثمرین باجی بھی بلاتیں تو حارث کی امی ضرور جاتیں۔

"تمہاری مرضی ہے، بیٹا۔ لیکن پھر تمہیں اچھا اہتمام کرنا پڑے گا۔ ماں باپ کو روز روز بلایا بھی نہیں جاتا اور جب بلایا جاتا ہے تو ایسے کہ وہ مطمئن ہو کر جائیں۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات۔"

"جی، میں اُن سے پوچھ کر امی کو فون کر دوں گی کہ کل رات کا کھانا وہ ہماری طرف کھائیں۔"

اپنے لیے اس نے انار کے دانے جیسا چمکتا لال رنگ نکالا۔ ویلوٹ کا سوٹ تھا۔ سنہرے کام والا۔ اور اسے استری کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ساتھ میں ویلوٹ ہی کی بھاری شال تھی۔ یہ سوٹ امی نے اپنی پسند سے اسے بنا کر دیا تھا۔ یعنی میکے کی طرف سے تھا۔ اسی سوٹ کے ساتھ اسے گلے کی چین بھی ملی تھی۔ ساتھ میں چھوٹے چھوٹے سے کانٹے بھی۔ ہیلز وہ عموماً پہنتی نہیں تھی لیکن اس سوٹ کے ساتھ سنگل سٹریپ والی ہیلز ہی تھیں۔

Novels by Hina Masood Khan

اپنی اور حارث کی ہر چیز تیار کر کے اس نے سامنے رکھی۔ پھر حارث کی امی اور اپنے لیے چائے بنائی۔

"آپ نے مجھے اپنا سوٹ ہی نہیں دیا، ابھی آپ نکال دیں، میں چائے پی کر استری کر دوں گی۔"

وہ تھک چکی تھی لیکن جب بھی حارث کی امی کوئی کام کرتی تھیں اسے ایسے لگتا تھا کہ وہ کام اسے کرنا چاہیے۔

میں بس نیچے نیچے سے ہی استری ماروں گی، بیٹا۔ اور مجھے پتہ ہے حارث کے کپڑے تھکا دیتے ہیں۔ اچھا خاصا وقت اور ہمت لگتی ہے انہیں استری کرنے میں۔ میں تو اسے صاف کہتی تھی کہ دو دن میں بس ایک جوڑا استری کروائے یہ مجھ سے۔ تم تو پھر ہر روز ہی نیا سوٹ دے دیتی ہو اسے۔"

"اور یہ انکا آخری سوٹ ہے جو الماری میں سے نکلا ہے۔ اس کے علاوہ باقی سارے میلے ہو چکے ہیں۔"

رابعہ نے ہنستے ہوئے بتایا۔

"میں نے سوچا تھا کہ کل دھوؤں گی پر اب کل امی لوگوں کی دعوت ہے تو پلین پرسوں پر چلا جائے گا۔"

Novels by Rania Yasood Khan

"کوئی نہیں، یہ گھر کے کام ہیں، آرام سے ہوتے رہیں گے۔"

اتنے میں لاک کھلنے کی آواز آئی۔ پھر موٹر سائیکل اندر آکر صحن میں رکی۔

"میں دروازہ بند کر کے آتی ہوں۔"

رابعہ چائے کا کپ ساتھ لے کر باہر آئی۔

"اسلام و علیکم۔"

حارث کے ہاتھ میں کوئی شاپر تھا۔ موٹر سائیکل سے اتر کر وہ شاپر اس نے رابعہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور رابعہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے لیا۔

"اس میں کیا ہے؟"

وہ شاپر کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"بڑی باجی کے گھر لے جانے کے لیے مٹھائی لے کر آیا ہوں۔ فریج میں رکھ دو۔"

رابعہ کے کپ سے چائے پیتے ہوئے وہ دروازہ بند کرنے خود چلا گیا۔ رابعہ پہلے تو مٹھائی کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے حارث کی حرکت کو محسوس کیا۔

"لگتا ہے اچھے موڈ میں آئے ہیں یہ۔"

مسکراتے ہوئے وہ بھی پھر فریج کی طرف بڑھ گئی۔

Novels by Hamna Rasool Khan

آج فضا میں دھند کا راج تھا۔ اور اس کا اثر کمرے کے اندر تک محسوس ہو رہا تھا۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ رابعہ سنگھار میز کے آگے رکھے سٹول پر بیٹھی اپنے کانوں میں پہنے ٹاپس احتیاط سے اتار کر ڈبی میں رکھ رہی تھی۔ بڑی باجی کے گھر کی دعوت سے وہ لوگ تھوڑی دیر پہلے ہی آئے تھے۔ حارث بیڈ پر بیٹھا تھا۔ رابعہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ سونے کے ہیں؟"

دل میں آیا سوال حارث نے پوچھ لیا۔

"جی... اور ان کے ساتھ یہ چین بھی ہے۔"

رابعہ نے گردن کے پیچھے ہاتھ لے جا کر چین کو کھولا۔

"تمہارے ابو نے بنوا کر دیا تھا یہ سیٹ؟"

رابعہ نے چین بھی ڈبی میں رکھ دی۔ حارث کی نظریں اس ڈبی پر جم گئیں۔ اس کے لہجے میں بھی عجیب سا خالی پن امڈ آیا تھا۔

"ابو نے امی سے میرے نام کی ایک کمیٹی دلوائی تھی۔ راحیل بھائی کے نام کی دو تھیں۔ جب میری کمیٹی کھلی تو میرے لیے یہ سیٹ بنوا دیا، تھوڑے سے پیسے کم ہوئے تھے پر ابو نے اوپر سے ڈال دیے تھے۔ پھر جب راحیل بھائی کی کمیٹیاں کھلیں تو بھابھی کا سیٹ بنا تھا۔ وہی والا جو انہوں نے ولیمے پر پہنا ہوا تھا۔"

Novels by Hamna Wasool Khan

"اور میں نے اسے بس ایک سونے کی انگوٹھی دی ہے، اس پہ بھی میں قرضدار ہو گیا ہوں۔"

اس کے کندھے جھک سے گئے۔

"آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے تو چائے بنا کر لے آؤں میں؟"

اس کے تاثرات سے تو رابعہ کو یہی لگا۔

"نہیں... تھک گیا ہوں بس۔"

پیچھے مسہری سے ٹیک لگا کر اس نے ٹانگیں لمبی کر لیں۔

"آج ٹھنڈ بھی تو بہت ہو رہی ہے اور موٹر سائیکل پہ مجھے لگتا ہے کہ آپ کو ہوا لگ گئی ہے۔"

رابعہ نے کلائیوں میں پہنی چوڑیاں بھی اتار دیں۔ پھر بالوں کی ڈھیلی سی پونی بنا کر اس نے حارث کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ اسے بخار نہیں تھا۔ پر شاید وہ واقعی تھک گیا تھا۔

"تم جلدی چینج کرو اور لائٹ بند کر دو۔"

پھر حارث لیٹ گیا۔

"آپ سونے لگے ہیں؟"

رابعہ نے الماری سے اپنے کپڑے نکالے۔ اسے لیٹا ہوا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

Novels by Hania Nasoor Khan

"نہیں، لیٹا ہوں ابھی بس۔"

پچھلے کئیں دنوں سے اس کی روٹین خراب ہو چکی تھی۔اب اسے گیارہ بجے نیند نہیں آتی تھی۔

"میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے، اور میں بس پانچ منٹ میں آرہی ہوں۔"

رابعہ واقعی پانچ منٹ میں کپڑے بدل کر آگئی۔لائٹ آف کر کے کمبل میں گھسی۔پھر سب سے پہلے اپنے ٹھنڈے پاؤں اس نے حارث کے پاؤوں سے جوڑ دیئے۔

"کیا بات کرنی ہے تم نے؟"

جتنا وہ بھجا ہوا تھا، بات کرنے کے لیے اتنی ہی پر جوش رابعہ لگ رہی تھی۔ہلکی نیلی روشنی بہت کچھ بتا رہی تھی۔

"راحیل بھائی آج اسلام آباد سے واپس آگئے ہیں، اور انہوں نے پرسوں اپنے کام کے لیے لاہور چلے جانا ہے۔میرے تو بالکل بھی ذہن میں نہیں تھا لیکن آج آپ کی امی نے مجھے کہا کہ میں ایک ہی بہن ہوں اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں اپنے بھائی اور بھابھی کو ان کی شادی کے بعد دعوت اپنے گھر پر بھی رکھوں۔"

حارث کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔رابعہ کو وہ دیکھ رہا تھا۔یعنی وہ رابعہ کو سن بھی رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تو میں نے آپ کی امی سے کہا تھا کہ آپ سے پوچھ کر میں امی کو کال کر دوں گی، اور کہہ دوں گی کہ کل رات کا کھانا ہماری طرف کھائیں۔"

وہ واقعی پرجوش تھی۔ مسکرا رہی تھی۔

"کل ہی دعوت لازمی رکھنی ہے؟"

اس کے لہجے میں بے زاریت تھی۔ امی نے اسے اگر پہلے باخبر کر دیا ہوتا تو شاید ایسے نہ پوچھتا۔

"بھائی پرسوں چلے جائیں گے نا، اس لیے آپ کی امی کہہ رہی تھیں کہ کل ہی بلا لیں انہیں دعوت پر۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ساتھ میں امی ابو کو بھی بلا لوں تو کہہ رہی تھیں کہ اگر میں امی ابو کو بھی بلاؤں گی تو مجھے بہت اچھا اہتمام کرنا پڑے گا۔"

رابعہ ہلکے ہاتھ سے اس کا سر دبانا شروع ہو گئی تھی۔

"اور تم نے انہیں کیا جواب دیا؟"

حارث نے پوچھا۔

"یہی کہ میں امی ابو کو بھی بلا لوں گی۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ جو بھی چاہیے میں آپ کو بتا دوں اور باقی کا ہم لوگ خود دیکھ لیں گے۔"

Novels by Hania Masood Khan

دکان پر بیٹھ کر جو ہزار دو ہزار کی کمائی ہو رہی تھی وہ روزمرہ کے خرچوں میں نکل جاتی تھی۔ ابھی تک سامان ڈلوانے کے لیے اس کے پاس پیسے اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ اس نے فاطمہ سے بات کی تھی کہ محسن اپنی کمپنی سے اسے کوئی لون دلوا دے، یا کسی سے ادھار پکڑ دے۔ اور محسن نے کہا تھا کہ وہ کرتا ہے کچھ۔ پہلی چڑھ جانی تھی تو لین دین ہر حال میں کرنا ضروری تھا۔ ابھی تو جو وہ دعوتوں پہ جا رہا تھا اس پہ بھی الگ خرچا ہوتا تھا۔ اور اب اگر کل رابعہ نے اپنی فیملی کی دعوت کرنی تھی، خاص اہتمام کرنا تھا تو حارث کے لیے اور پریشانی بن رہی تھی۔

"ٹھیک ہے... مجھے بتا دینا تم کہ تمہیں کیا چاہیے۔ میں دن کے وقت دکان کے لڑکے کے ہاتھ سامان گھر بھجوا دوں گا۔"

اس نے کروٹ دوسری طرف کر لی۔ رابعہ بھی پھر لیٹ گئی۔ لیکن اس کے قریب ہی۔

"آپ بتائیں کہ مجھے کل کیا کیا بنانا چاہیے؟"

اتنی ساری ڈشز کے نام اسکے دماغ میں اس وقت چل رہے تھے۔

"جو تمہیں ٹھیک لگے، رابعہ۔ میں تو کل دکان پر ہی ہونگا اس لیے تمہاری زیادہ مدد نہیں کروا پاؤں گا۔ پر تم کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہونے دینا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس کے سلامی کے کچھ لفافے تھے۔ شاید اس کے ولیمے والے کوٹ کی جیب میں۔ ان میں سے دو تین تو وہ استعمال کر چکا تھا۔ پر شاید کچھ باقی تھے۔ رابعہ سے اس کے حصے کی سلامی کے پیسے وہ نہیں مانگنے والا تھا۔ جو اس کے اپنے تھے اسے اسی میں گزارا کرنا تھا۔ کل کی دعوت کے لیے اسے یہی حل سمجھ میں آیا تھا۔

صبح ناشتے کے بعد دکان پر جانے سے پہلے حارث اوپر کمرے میں چلا گیا۔ رابعہ امی کے کمرے میں کرسی پر بیٹھی تھی۔ سامنے میز پر اس نے برتن سمیٹ کر رکھ دیے تھے۔ بس ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

"کیا چابیاں رہ گئیں اس کی اوپر؟"

امی نے چائے پیتے ہوئے رابعہ سے پوچھا۔

"نہیں چابیاں تو انہیں میں نے خود دیں تھیں۔"

اپنا چائے کا کپ میز پر رکھ کر رابعہ اٹھ گئی۔

"پھر بھی جا کر دیکھ لو، ضرور کچھ ڈھونڈ ہی رہا ہو گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور وہی بات ہوئی۔ رابعہ حارث کی امی کے کہنے پر اوپر پہنچی تو حارث الماری کھولے اپنے ولیمے والے سوٹ کی ہر جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ تھوڑا جلدی میں بھی تھا۔

"آپ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ مجھے بتائیں، میں ڈھونڈ دیتی ہوں۔"

وہ بھی الماری کے کھلے پٹ کو پکڑ کر کہنے لگی۔

"اس سے پوچھوں یا نہ پوچھوں؟"

حارث نے آنکھیں اوپر کر کے اس کو دیکھا۔

"بتائیں نا، کیا ڈھونڈ رہے ہیں آپ؟"

رابعہ کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔

"اس سوٹ کی جیب میں کچھ لفافے تھے۔"

حارث سوٹ کو وہیں چھوڑ کر الماری سے پیچھے ہو گیا۔ ہینگر رابعہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"کیسے لفافے؟"

رابعہ نے سوٹ کو ٹھیک سے ہینگ کر کے واپس لٹکا دیا۔

"ولیمے کے سوٹ میں کیسے لفافے ہونگے، رابعہ؟"

Novels by Hamna Yasooj Khan

یہاں سے لفافے اگر اسے مل جاتے تو اس وقت رابعہ کی مدد نہ لینی پڑتی۔ کھل کر کہنا بھی عجیب لگ رہا تھا۔

"آپ سلامی کے لفافوں کا تو نہیں پوچھ رہے؟"

رابعہ نے اس کا سخت لہجہ محسوس کرنے کے باوجود بھی نظرانداز کر دیا۔ اس سوٹ میں اور تو کوئی لفافے نہیں ہو سکتے تھے جو اس نے نکالے ہوں۔

"ہاں... دو تین تھے شاید۔"

حارث پیچھے جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"وہ میں نے اپنے لفافوں کے ساتھ رکھ دیئے تھے۔ آپ کو میں ابھی نکال دیتیں ہوں۔"

رابعہ نے درمیان کی الماری کھول کر بیچ میں سے دراز کھولا۔ اپنا ولیمے والا کلچ نکالا۔ اس کے لاک کو کھولا۔ پھر اس میں رکھے سارے لفافے ایک ساتھ نکال کر حارث کو دے دیے۔

"مجھے بس میرے والے لفافے چاہییں۔"

حارث نے پکڑ تو لیے، پر وہ تو بہت سارے تھے۔

"ہمارے ہی ہیں۔ آپ لے لیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

لیکن حارث ان سارے لفافوں کے پیچھے لکھے ناموں کو پڑھ پڑھ کر الگ کرنے لگا۔

"جو میری طرف کے مہمانوں کے ہیں میں بس وہ لے رہا ہوں۔"

حارث نے صرف چار لفافے لیے۔ باقی سارے لفافے بیڈ پر رکھ دیئے۔

"اپنے لفافوں کو تم سنبھال کر رکھ لو واپس۔"

ان لفافوں کو فولڈ کر کے حارث نے اپنے والٹ میں رکھا۔ والٹ جیب میں ڈال دیا۔

"شاید ان کو ضرورت ہونگے۔"

پھر رابعہ نے اس بارے میں زیادہ نہیں سوچا۔ حارث کے جانے کے بعد وہ گھر کے کاموں میں لگ گئی۔ سب سے پہلے اپنا کمرہ صاف کر کے اس نے شام کے لیے اپنے کپڑے نکال کر رکھے۔ تاکہ وہ کاموں سے جب بھی وقت نکالے تب جلدی سے آکر تیار ہو سکے۔ پھر اس نے صوفوں والے کمرے کی اچھی سی صفائی کی۔ کپڑا لگایا۔ دھول مٹی صاف کی اور کمرہ بند کر دیا۔ امی کے کمرے کی روز جیسی صفائی کی۔ پھر انہیں برآمدے میں کرسی کے آگے میز رکھ کر دے دی۔ پھر ان کے ساتھ حساب لگایا، سارے سامان کی لسٹ بنائی، اور حارث کو بھیج دی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ ہم اتنا سب بنا لیں گے؟"

Novels by Hamna Yasoob Khan

کبھی ایک ساتھ اتنا سب بنایا نہیں تھا تبھی وہ پریشان بھی ہو رہی تھی۔ خود پر ابھی اسے زیادہ بھروسہ نہیں تھا۔

"بن جائے گا، ملکر دیکھیں گے تو بن ہی جائے گا۔ ابھی تم مجھے پیاز ٹماٹر نکال دو، میں وہ کاٹ دیتی ہوں۔ لہسن ادرک چھیل لیتے ہیں۔ تھوڑی بہت تیاری کر لیتے ہیں اور پھر جب حارث سامان بھیجے گا تو ایک ساتھ شروع ہو جائیں گے۔"

رابعہ نے ان کے کہے کہ مطابق ڈش میں معمول کی سبزی نکال کر ان کے آگے میز پر رکھ دی۔ ساتھ میں انہیں تیز والی چھری نکال کر دے دی جسے وہ خود استعمال نہیں کرتی تھی پر حارث کی امی نے اس سے وہی منگوائی تھی۔ پھر اسے برتنوں کا خیال آیا۔

"اور برتن میں اپنے نکالوں؟"

حارث کے گھر جو بھی برتن تھے وہ روزمرہ میں استعمال ہوتے تھے۔ کوئی الگ ڈنر سیٹ اس نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔

"وہی نکالنے پڑیں گے کیونکہ گھر کا جو ڈنر سیٹ تھا اب تو وہ کچن میں ہی استعمال ہو رہا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

حارث کی امی پہلے سب کچھ چھیل کر رکھ رہی تھیں۔ رابعہ نے سر ہلا کر کچن کی ڈسٹبن کو بڑی ڈسٹبن میں خالی کیا۔ پھر اس میں شاپر لگایا۔ اور ڈسٹبن حارث کی امی کے پاس رکھ دی۔

اب رابعہ اپنی برتنوں والی الماری سے برتن نکال کر استری کی میز پر رکھ رہی تھی۔ ہر چیز دیکھتے ہوئے اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کے ابو نے اسے واقعی اچھا جہیز دیا ہے۔ امی باہر کام کر رہیں تھیں اور وہ اندر تھی۔ ان دونوں کو ہی سامان کا انتظار تھا جو حارث نے بھجوانا تھا۔ لیکن کچھ دیر بعد حارث سامان لے کر خود گھر آ گیا۔

"دکان کا لڑکا نہیں آیا آج؟"

اس نے سارا سامان موٹر سائیکل کے ہینڈل سے اتار کر کچن کی شیلف پر رکھا۔

"رابعہ... یہ سامان دیکھ لو۔"

موٹر سائیکل کی آواز سن کر تو وہ ویسے ہی کمرے سے باہر آ گئی تھی۔ حارث کچن سے نکلا تو وہ سامان چیک کرنے لگی۔ کافی سارے شاپرز تھے۔

"دکان بند کر آیا ہوں میں۔"

امی کی کرسی کے پاس جو دوسری کرسی تھی، حارث اس پر بیٹھ گیا۔ رابعہ کچن کے دروازے پر ہو گئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

"تم مجھے سامان دیکھ کر بتاؤ کہ کچھ رہ تو نہیں گیا۔"

اس کے سوال کو تو حارث نے نظر انداز ہی کر دیا۔ رابعہ نے اس پر سے نظریں ہٹالیں۔

"وہ پریشان ہو کر پوچھ رہی ہے تو تُو اسے اپنی طبیعت کا تو بتا۔"

امی نے ڈپٹا۔

"ٹھیک ہوں میں، رابعہ۔"

رابعہ کو دیکھ کر کہا۔ اپنی طرف سے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"چائے بنادوں آپ کو؟"

اس نے فوراً برتنوں والی ٹوکری سے چائے کی پتیلی اٹھالی۔

"نہیں تم رات کی تیاری دیکھو۔"

"ایک کپ چائے پانچ منٹ میں بن جائے گی۔"

اس نے پتیلی میں پانی ڈال کر چائے چولہے پر چڑھادی۔ پھر فریج سے جا کر دودھ لے کر آئی۔

"بنا ہی رہی ہے تو میں بھی پھر پی لوں گا چائے۔ کم از کم سر کا درد تو دور ہو جائے گا۔"

"ویسے خیر سے آیا ہے تُو؟"

Novels by Hamna Masood Khan

امی کے ساتھ وہ بھی لہسن چھیلنے لگا تھا۔

"اتنا کام تھا نہیں دکان پر۔ پھر میں نے سوچا کہ گھر چلا جاتا ہوں، آپ لوگوں کی مدد کر دوں گا۔"

"یہ آپ نے اچھا کیا۔ میں تو ویسے ہی پریشان ہو رہی تھی کہ پتہ نہیں ہم اتنا سب کر پائیں گے یا نہیں۔"

رابعہ گول پلیٹ پر اس کے لیے چائے کا کپ رکھ کر لے آئی تھی۔ چھوٹی ڈش اسے ملی ہی نہیں تھی۔

"ہو جائے گا سب۔"

حارث نے چائے کا گرم کپ اٹھا لیا۔ رابعہ کچن میں چلی گئی۔ سارے شاپرز میں سے سامان نکال کر الگ الگ کرنے لگی۔ پلاؤ کے لیے اسے یخنی چڑھانی تھی۔ اور یخنی کے لیے اسے چکن دھلا ہوا چاہیے تھا۔ اس نے چکن کا پیکٹ اٹھا کر پہلے ایک ٹوکری میں رکھا۔ پھر ٹوکری کو سنک میں رکھا۔ اپنے بازو فولڈ کیے۔ شاپر کی گرہ کھولنے کے بجائے ناخن کی مدد سے پھاڑ دیا۔ نل کھولنے سے پہلے وہ بس شاپر کو گھور رہی تھی۔ وہ سب کر کچھ کر سکتی تھی لیکن اس نے تازہ گوشت کبھی نہیں دھویا تھا۔ اس کی امی نے ہمیشہ گوشت وغیرہ

Novels by Hina Masood Khan

دھو کر الگ الگ پیکٹس بنا کر فریز کیے ہوتے تھے۔اور اس نے جب بھی کچھ بنانا ہوتا تھا آرام سے ان پیکٹس سے بنا لیتی تھی۔

رابعہ نے گہری سانس اندر کھینچ کر شاپر میں سے سارا گوشت نکالا۔پھر نل کھول دیا۔پانی تازے گوشت پر گرنے لگا۔اس نے بمشکل ایک بوٹی کو ہاتھ لگایا۔لیکن پھر فوراً ہاتھ پیچھے کر دیا۔سنک کے پاس کھڑے ہو کر اس نے باہر کرسی پر بیٹھے حارث کو دیکھا۔

حارث امی کے ساتھ چھری سے کٹ لگا کر لہسن چھیل رہا تھا۔چائے شاید اس کی ختم ہو چکی تھی۔حارث کی امی ویسے ہی اس کی بہت مدد کروا رہی تھیں۔اب ان کو وہ یہ سب کرنے کو بھی کہہ دیتی تو اچھا کہاں لگنا تھا۔ان سے کام کروانا تو ویسے ہی اچھا نہیں لگتا تھا۔اوپر سے یخنی بھی تو اس نے ان سے پوچھ کر ہی چڑھانی تھی۔

رابعہ نے نل بند کیا۔پھر کچن کے دروازے کے پاس ہو کر حارث کی طرف دیکھا۔وہ آواز دے کر بلاتی تو اس کی امی بھی متوجہ ہو جاتیں۔

"آپ نے چائے پی لی؟"

رابعہ نے بہانے سے سوال کیا۔اور جیسے ہی حارث نے اس کی طرف دیکھ کر سر ہلایا تو رابعہ نے بیچاری سی شکل بنا کر پیچھے سنک کی طرف اشارہ کیا۔بازو اس کے فولڈ تھے۔یقیناً وہ کچھ دھو رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"ہاں یہ رہا چائے کا کپ۔"

ویسے تو چائے کا کپ وہاں چاہے پورا دن پڑا رہتا لیکن ابھی حارث نے وہ کپ اٹھایا اور کچن میں رابعہ کو دینے چلا گیا۔ رابعہ اندر کو ہو گئی۔ اور حارث نے سنک میں موجود ٹوکری کو دیکھا۔ پھر کپ شیلف پر رکھ دیا۔

"سامان پورا ہے نا؟"

رابعہ کو دیکھ کر وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی پوچھ رہا تھا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔

"اس سے میرا دل خراب ہو رہا ہے، میں نے کبھی بھی تازہ گوشت نہیں دھویا۔"

اس نے دھیمی، نرم آواز میں کہا۔ بات کرتے ہوئے اس کی بھنوئیں اندر کی جانب خم زدہ ہو گئیں تھیں۔ وہ بالکل بیچاری لگ رہی تھی۔

حارث نے سنک میں دیکھا۔ پھر دوبارہ رابعہ کو دیکھا۔

"پھر امی سے کہہ دیتا ہوں۔"

"یخنی بھی تو ان سے پوچھ کے ہی چڑھاؤں گی۔ اب گوشت بھی ان سے دھلواؤں... اچھا تھوڑی لگے گا۔"

اس کی آواز اب بھی دھیمی ہی تھی۔ اتنی کے امی کے کانوں تک نہ جائے۔

"تمہیں یخنی بنانا نہیں آتی؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث نے ایک آئیبرو اوپر کی۔ جس حساب سے رابعہ نے لسٹ بھیجی تھی اس حساب سے تو یخنی اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتی۔

"پتہ ہے مجھے کہ کیسے بنتی ہے لیکن ان سے چڑھواؤں گی تو زیادہ اچھی بنے گی۔"

حارث نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"تازہ مرغی کٹوا کر لایا ہوں پر گوشت زیادہ گندہ نہیں ہے۔"

تیز پانی گرنے سے ویسے بھی صاف ہو گیا تھا۔

"میرا دل سچ میں خراب ہو رہا ہے۔"

اب حارث نے دونوں بھنویں اوپر کیں۔ اپنی ٹھوڑی کو رب کرتے ہوئے سوچنے لگا۔

رابعہ کی شکل پر تو اسے بھی ترس آ رہا تھا لیکن اس کام کے لیے وہ گھر تھوڑا آیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے، ادھر دروازے کی طرف کھڑی ہو جاؤ تم۔"

اپنے کف کے بٹن کھولتے ہوئے حارث سنک کے آگے ہو گیا۔

"آپ دھوئیں گے؟"

منمناتے ہوئے پوچھا۔ اس سے دھلوانا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

حارث نے نل کھول دیا۔ تیز پانی کی آواز سے اب ان کی آواز زیادہ باہر نہیں جانی تھی۔

"نمک اٹھا کر دو مجھے۔"

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ نے دیوار پہ لگی مصالحوں والی ڈبیوں میں سے نمک کی ڈبی اسے اٹھادی۔

"کھول کر تھوڑا اس پر ڈال دو۔"

اور پھر حارث نے اپنے طریقے سے اس گوشت کو دھونا شروع کیا۔

"میں آہستہ آہستہ دھونا سیکھ جاؤں گی۔ یہ زیادہ بھی ہے نا اس لیے بھی شاید زیادہ ہی عجیب لگ رہا تھا۔"

حارث اپنے کام میں لگا رہا۔ لیکن جس طریقے سے پانی کا بہاؤ ٹوکری پر پڑ رہا تھا اس کی وجہ سے کافی چھینٹیں حارث کے اوپر آ رہی تھیں۔

"میرے کوئی کپڑے نکالے ہیں تم نے؟"

رابعہ کے چہرے کی پریشانی اور زیادہ بڑھ گئی۔

"وہ آپ وہی سوٹ پہن لینا جو کل بڑی باجی کے گھر دعوت پر پہن کر گئے تھے۔"

کافی کپڑے اکٹھے ہو گئے تھے۔ بیڈ کے نیچے اس نے بھی دو گٹھریاں بنی ہوئی دیکھیں تھیں۔

"اور کپڑے دھونے کا تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"کل دھوؤں گی، پہلے میں نے آج دھونے تھے پر آج تو دعوت ہے اب۔"

حارث نے گردن ہلائی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"شکر ہے کہ انہوں نے غصہ نہیں کیا۔ میں بس کل جو بھی ہوا ان کے دو جوڑے تو پہلے دھو کر ڈالوں گی۔"

وہ خود میں مگن تھی جب حارث نے اس کی طرف دیکھا۔

"اپنی امی کے گھر تم نے اچھے سے فون کر دیا تھا؟"

"کر دیا تھا لیکن اگر ایک بار آپ بھی کر دیں گے تو..." کہتے کہتے ٹھہر گئی۔

حارث نے اب بھی گردن ہلائی۔

"یہاں سے فارغ ہو کر کرتا ہوں میں۔"

گوشت دھونے کا سب سے بڑا کام اس نے حارث سے کروا لیا تھا۔ پھر اس نے حارث کی امی سے یخنی چڑھوائی۔ اور حارث امی کے کمرے میں لیٹ گیا تھا۔ استری کی میز پر رکھے برتنوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میٹھا تم ابھی سے بنا کر فریج میں رکھ دو۔"

حارث کی امی اس سے کہنے لگیں۔ میٹھے میں اس نے گاجر کی کھیر بنانی تھی۔ ویسے تو موسم ٹھنڈا تھا لیکن فریج میں ٹھنڈے کیے ہوئے میٹھے کا مزہ ہی کچھ اور آتا تھا۔ پھر وہ میٹھے کی تیاری کرنے لگی۔

"تمہیں گوشت دھونا نہیں آتا؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے دودھ پکنے کے لیے رکھ دیا تھا۔ حارث کی امی میٹھے کے لیے بادام چھیل رہی تھیں۔ وہ اب بھی کچن کے باہر ہی بیٹھیں ہوئی تھیں۔

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ انہوں نے دیکھ لیا ہوگا۔ اب یہ کہیں مجھ پہ غصہ ہی نہ کریں کہ میں نے ان کے بیٹے سے ایسا کام کیوں کروایا ہے۔"

رابعہ نے دانتوں تلے اپنی زبان دبائی۔

"امی کے گھر ہمیشہ فریزر سے پیکٹ لے کر میں نے چکن وغیرہ استعمال کیا ہے۔ ایسے تازہ گوشت پہلے کبھی دھویا نہیں تھا۔ اور یہ تھوڑا زیادہ تھا اس لیے میرا دل عجیب ہو رہا تھا۔"

اور سچ کہنے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔

"نمک اور سرکہ لگا کر اگر گوشت میں رکھ دو تو پھر بدبو محسوس نہیں ہوتی۔ ابھی تو دعوت کی وجہ سے زیادہ تھا لیکن جو ہم لوگوں کے لیے تھوڑا بہت آئے گا اسے تم خود سے ہی ہاتھ لگانے کی کوشش کرنا۔ ورنہ ایسے بڑی مشکل ہو جاتی ہے اگر انسان کو کوئی کام نہ آتا ہو۔"

حارث کی امی بھی شاید سمجھا ہی رہی تھیں۔

"میں نے اُن سے بھی کہا ہے کہ میں سیکھ لوں گی۔ بس ان سے آج والا دھلوایا ہے، آئندہ نہیں دھلواؤں گی۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

"ہاتھ بٹادیا اس نے اگر تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن عورت کو ہر کام آنا چاہیے۔ اب دیکھو، مجھے تو لگ رہا تھا کہ تمہیں کھانا بنانا مجھے سکھانا پڑے گا پر تمہیں آتا ہے تو اس سے کتنی آسانی ہو گئی ہے ہمارے لیے۔"

امی کچن میں آئیں۔ بادام رکھے۔ اور پھر جاتے جاتے انہوں نے اس کی پیٹھ پر مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیرا۔

"حالانکہ میں نے یخنی ان سے چڑھوائی ہے۔"

رابعہ کو تسلی ہو گئی۔ پھر وہ بھی مسکرانے لگی۔

اپنے گھر والوں کے آنے سے پہلے اس نے کسی طرح وقت نکال کر خود کو اچھے سے تیار کر ہی لیا تھا۔ بہت سارے کاموں میں حارث نے اس کی مدد کروادی تھی، اور آج واقعی اسے حارث کے گھر ہونے کی وجہ سے آسرا سا مل گیا تھا۔ حارث کی امی بھی جتنا کر سکتی تھیں انہوں نے کیا تھا۔ ایسے میں رابعہ کا موڈ بہت بہتر ہو گیا تھا۔ تھکاوٹ محسوس بھی نہیں ہو رہی تھی۔

حارث مغرب کی نماز پڑھنے گیا ہوا تھا جب رابعہ کے گھر والے ان کی طرف پہنچے۔ رابعہ اور امی نے سب سے اچھے سے ملنے کے بعد انہیں صوفوں والے کمرے میں بٹھایا۔ ہر

Novels by Hamna Masood Khan

کوئی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بہت کچھ جانچ رہا تھا۔ لیکن رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ سی تھی۔اور وہ مسکراہٹ اطمینان بخش تھی۔

''حارث دکان سے نہیں آیا ابھی؟''

ابو نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

''وہ نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں، بس آتے ہی ہونگے۔''

رابعہ امی اور ابو کے درمیان بیٹھی تھی۔راحیل بھائی اور مدیحہ بھابھی الگ الگ صوفوں پر بیٹھے تھے۔حارث کی امی کے لیے وہاں کرسی رکھی گئی تھی۔اس کے علاوہ کمرے میں ایک اور کرسی لگ سکتی تھی لیکن تب جب کسی نے زیادہ اندر باہر نہ ہونا ہو۔کیونکہ اس کرسی کی جگہ دروازے پر بن رہی تھی۔اسی لیے رابعہ نے وہ کرسی ابھی لگائی ہوئی نہیں تھی۔

گھر کے دروازے کھلنے کی آواز آئی تو رابعہ ان کے درمیان سے اٹھ گئی۔

''میں ان کو دیکھتی ہوں، یہ وہی آئے ہونگے۔''

''بڑی پیاری بچی دی ہے آپ نے ہمیں۔اس کے آنے سے تو رونق لگ گئی ہے۔''

حارث کی امی اس کی تعریف کر رہی تھیں۔

''سب لوگ آ گئے؟''

Novels by Hamna Masood Khan

باہر ان کی موٹر سائیکلیں کھڑی تھیں۔ حارث نے پہچان لی تھیں۔

رابعہ اور حارث اس وقت سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے۔

"آ گئے ہیں، آئیں آپ بھی مل لیں سب سے۔"

"ٹوپی اتار لیتا ہوں میں۔"

حارث نے ٹوپی اتار کر جیب میں ڈالی۔ پھر سر کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"ٹھیک ہے؟"

رابعہ اس کے بالوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"نہیں اس طرف سے تھوڑے خراب ہیں۔ زرا نیچے ہوں... پھر میں ٹھیک کرتی ہوں۔"

رابعہ نے اپنا ہاتھ اوپر کیا۔ اور حارث نے گھٹنوں کو خم دے کر خود کو نیچے کیا۔ پھر رابعہ حارث کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ صحن میں لگے انرجی سیور کی روشنی سیدھا اس کے سر پر پڑ رہی تھی۔ ایسے میں رابعہ کو اس کے چند بالوں کا رنگ پھیکا سا لگا تھا۔

"اب ٹھیک ہوئے؟"

رابعہ کی انگلیاں اس کے بالوں میں چلنا بند ہوئیں تو حارث نے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر پوچھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہ کیا سفید بال تھے؟"

سوچتے ہوئے پل بھر کے لیے رابعہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ لیکن اب لوٹ آئی۔

"ہاں... ہو گئے۔"

حارث پھر سب کے ساتھ اندر جا کر بیٹھ گیا۔ رابعہ کچھ دیر ان کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی رہی۔ اسے اچھا لگ رہا تھا جس طریقے سے حارث سب سے مل رہا تھا۔

"آپ لوگ اپنے داماد سے باتیں کریں، میں اپنی بہو کے پاس جاتی ہوں۔"

حارث کی امی کرسی سے اٹھ گئیں۔ راحیل مدیحہ کو کہنے لگا کہ وہ رابعہ کے پاس کچن میں جائے۔

"ارے بیٹا، اسے رہنے دو۔ ہمارا سب تیار ہے۔ صبح سے لگی ہوئی تھی میری بہو اپنی خوشی میں کہ اس کے گھر والے آ رہے ہیں۔ بس میں دیکھ کر اسے بھیجتی ہوں کہ آپ لوگوں کے پاس آ کر بیٹھے۔"

"نہیں آنٹی میں جاتی ہوں، آپ ادھر امی کے پاس بیٹھیں۔"

مدیحہ نے خوشدلی سے کہا۔ پھر اٹھ گئی۔

"کچن کس طرف ہے؟"

حارث کی امی نے اسے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"ماشااللہ۔ خوشبو تو بہت اچھی آ رہی ہے۔"

پلاؤ کے دیگچے کا ڈھکن کھول کر رابعہ چاول دیکھ رہی تھی۔ مدیحہ کچن کے دروازے کے پاس آئی تو اس نے خوشبو محسوس کرتے ہی تعریف کی۔

رابعہ نے گردن موڑ کر مدیحہ کو دیکھا۔ پھر چاولوں میں احتیاط سے چمچ چلانے لگی تاکہ چاول ٹوٹے نہ۔

"بھابھی آپ کیوں آ گئی ادھر؟ مہمان ہو آپ، اندر بیٹھو۔"

"کیا اب میں تم سے یہاں کھڑے ہو کر باتیں بھی نہیں کر سکتی؟"

وہ ہاتھ باندھے دروازے سے ٹیک لگا گئی۔

"باتیں کر سکتی ہوں لیکن آپ سے کوئی کام وغیرہ نہیں کرواؤں گی۔"

رابعہ نے چمچی میں تھوڑے سے چاول نکالے۔ پھر دیگچے کا ڈھکن لگا دیا۔

"چکھ کر بتائیں کیسے بنے ہیں۔"

پھر اس نے چمچی مدیحہ کے ہاتھ میں دے دی۔ مدیحہ نے پھونک مار کر پلاؤ چکھا۔

"زبردست!"

"یخنی ان کی امی نے بنائی ہے۔"

رابعہ نے فوراً کہا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن پلاؤ اگر تم نے بنایا ہے تو کمال اس میں تمہارا بھی ہے۔"

مدیحہ نے ہاتھ میں پکڑی چمچی آگے ہو کر سنک میں رکھ دی۔

"پانی بھی ان سے ہی پوچھ کر ڈالا تھا میں نے۔"

رابعہ ہلکا سا ہنسی۔

"چلو... دے دو تم کریڈٹ۔"

مدیحہ پھر دروازے کے پاس ہو گئی۔ کچن میں اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ رابعہ کے ساتھ کھڑی ہوتی۔ اور پھر زبردستی اس کی مدد بھی کر دیتی۔

"اور آپ بتاؤ... ہنی مون کیسا گزرا آپ کا؟"

رابعہ نے چولہے پر اب فرائی پین رکھا۔ پھر کچن سے باہر گئی۔ فریزر میں سے ایک ڈش نکال کر آئی۔ اس ڈش میں کباب تھے۔ جنہیں بس تلنا تھا۔

"اچھا گزرا لیکن ایسے لگا جیسے بہت جلدی گزر گیا۔ ہم لوگ وہاں سے تمہارے لیے گفٹ بھی لائیں ہیں۔ میں نے تو کہا تھا کہ آتے ہی دیں گے پر راحیل کہہ رہے تھے کہ جاتے وقت دیں گے۔"

وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ حارث کمرے سے باہر آیا تو کچن والی طرف آنے کے بجائے امی کے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں برتن وغیرہ دیکھے۔ نیچے قالین پر دستر خوان

Novels by Hamna Masood Khan

لگایا۔ پھر ترتیب سے خود ہی برتن لگانے لگا۔ کانچ کے گلاس رکھے تو کچن میں رابعہ کو بھی آواز آئی۔

"کون آیا ہے باہر؟"

وہ تو کباب تل رہی تھی۔ فرائی پین سے نظر نہیں ہٹا سکتی تھی۔ مدیحہ نے باہر دیکھا تو اسے فریج میں سے سلاد کی پلیٹیں نکالتے ہوئے حارث دکھا۔

"حارث بھائی ہیں۔ دستر خوان پر سامان وغیرہ رکھ رہے ہیں۔"

راحیل بھی کروادیا کرتا تھا کام۔ لیکن جس فکر مندی سے اس وقت حارث ایک ایک چیز دھیان سے رکھ رہا تھا وہ کچھ الگ ہی تھا۔

"انہوں نے آج میری بہت ہیلپ کروائی ہے۔"

"وہ تو دکھ ہی رہا ہے۔"

مدیحہ نے اسے چھیڑا۔

"اور ان کی امی نے بھی۔ پہلے مجھے لگ رہا تھا کہ میں سب کیسے کروں گی لیکن سب نے مل کر کیا تو اتنا مشکل بھی نہیں لگا۔"

رابعہ کباب پلٹتے ہوئے بتا رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"ہمیں تو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم ہماری شادی کی دعوت رکھو گی۔ صبح جب راحیل نے مجھے بتایا تو میں حیران رہ گئی کیونکہ میں نے تو ابھی تک میٹھا بھی نہیں بنایا اور تم نے ہماری دعوت رکھ دی۔"

برامدے سے گزرتے ہوئے حارث نے بھی یہ بات سنی تھی۔ پھر وہ کچن تک ہی آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈھکن والی ڈش تھی۔ جس میں وہ ٹشو پیپر رکھ کر آیا تھا۔ مدیحہ اسے دیکھتے ہی ایک طرف ہو گئی۔

"میں اندر جاتی ہوں پھر۔"

رابعہ اب پلٹی تو اس کے عین پیچھے حارث کھڑا تھا۔

"اس میں کباب میں نکال لیتا ہوں۔ تم جاؤ سب کے بیچ میں جا کر بیٹھو۔"

حارث نے ڈش رکھنے کے لیے شیلف پر جگہ بنائی۔

"دستر خوان بھی تو آپ نے لگا دیا ہے۔"

وہ چولہے سے پیچھے ہو گئی۔ ہاتھ میں پکڑا سیدھا چمچ اس نے حارث کے ہاتھ میں دے دیا۔

"بس یہ سارے کباب ہو جائیں پھر ہم کھانا لگاتے ہیں۔ تم جاؤ اندر۔"

وہ اندر جا کر بیٹھی تو امی آ گئیں کچن میں۔ کباب تل کر حارث کچن سے نکلا تو امی برتنوں میں کھانا نکالنے لگیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"بڑا نصیب والا ہے تُو۔"

وہ ڈونگے میں قورمہ نکالتے ہوئے کہنے لگیں۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

حارث ڈونگا پکڑنے کے لیے کھڑا تھا۔ان کی بات سمجھا نہیں۔

"تجھے ایسی بیوی ملی ہے جس کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔"

"اور اسے ساس ایسی ملی ہے جو اس کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتی۔"

حارث نے پہلے جتایا۔ پھر مسکرایا۔ پھر ان کے ہاتھ سے ڈونگا لے کر دستر خوان پر لے آیا۔

"ذائقہ تو اس کے ہاتھ میں واقعی ہے۔"

دستر خوان پر رکھی ہوئی ہر چیز کو دیکھ کر وہ بڑبڑایا۔

زیادہ تر اس کے ہاتھ کی چائے ہی پی تھی لیکن چائے بھی وہ سب سے اچھی بناتی تھی۔ یا شاید حارث کو زیادہ اچھی لگتی تھی۔

"آج تو آپ لوگوں نے ہماری خاطر مدارت کی واقعی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

حارث سب کو کھانے کے لیے بلا لیا۔ رابعہ کے گھر والوں کے ساتھ اس نے اپنی امی کو بھی اب بیٹھنے کا کہا۔ ایک بار ڈشز خالی ہوئیں تو اس نے رابعہ سے دوبارہ کھانا ڈلوایا۔ اور اس

Novels by Hamna Wasool Khan

کے بعد رابعہ کے ساتھ خود بیٹھا۔اپنے آگے ایک ہی پلیٹ رکھی۔اس میں رابعہ اور اپنے لیے پلاؤ نکالا۔یہ ایک پلیٹ میں کھانے والا معاملہ حارث کی طرف سے شروع ہوا تھا۔ ابھی تک وہ لوگ خود دو دعوتوں پر گئے تھے اور دونوں نے ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھایا تھا۔اور آج کی دعوت میں جب وہ میزبان تھے تب بھی ویسے ہی کھانے والے تھے۔

"رابعہ نے ویسے گھر میں اتنا سب کچھ کبھی ساتھ میں نہیں بنایا لیکن ہر جمعے اس نے کوئی نہ کوئی نئی ڈش کچن میں ضرور آزمانی ہوتی تھی۔"

رابعہ کی امی بتانے لگیں۔اور وہ سر جھکائے اپنے چمچ میں چاول بھر رہی تھی۔

"لڑکیاں ایسے ہی سیکھ جاتی ہیں اور یہ بہت اچھی بات ہے۔"

حارث کی امی نے بھی تائید کی۔

"اور آنٹی ایسا بھی نہیں ہے کہ اس نے پہلی بار میں ہی سب ٹھیک بنالیا ہو۔بہت بار تو ایسا ہوا ہے کہ کچا پکا جیسا بھی تھا، ہم نے نگلا بھی ہے۔"

راحیل کو رابعہ کی کوکنگ کے بالکل شروع دنوں کا واقعہ یاد آیا۔اور وہ اس کی ٹانگ کھینچنے لگا۔

"راحیل بھائی بہت پرانی بات بتا رہے ہیں۔"

رابعہ نے حارث کی امی کی طرف دیکھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"انکل آپ اور لیں نا۔"

رابعہ کے ابو کی پلیٹ کو دیکھ کر حارث نے ان کو ڈش اٹھا کر دی۔

"نہیں بیٹا، میں نے پیٹ بھر کے کھالیا ہے۔ بس ہاتھ صاف کرنے لگا ہوں۔"

اور دستر خوان پر تو ٹشو تھے ہی نہیں۔ حارث نے اپنے آگے رکھی پلیٹ رابعہ کے آگے کھسکائی۔ پھر فوراً اٹھا۔

"بس ایک منٹ دیں، میں ٹشو اٹھا کر لاتا ہوں۔"

اور حارث ایک منٹ سے پہلے ہی اوپر اپنے کمرے میں جا کر ٹشو کا ڈبہ اٹھا لایا۔

"اور دکانداری کیسی جا رہی ہے؟"

اب آدھا دستر خوان سمٹ چکا تھا۔ سب لوگ میٹھا کھا رہے تھے۔ راحیل نے بات شروع کی۔

"بہتر ہے۔"

حارث نے چہرے پر مسکراہٹ رکھی۔

"بس آج دن میں دکان بند کر کے آ گیا تھا کہ گھر پہ تھوڑی بہت مدد کروا دوں گا۔ اور تم جا رہے ہو کل؟"

"ہاں... کل رات کو نکلوں گا میں۔ پرسوں سے حاضری ہے میری۔"

Novels by Hamna Masood Khan

راحیل آلتی پالتی مار کر حارث کی امی کے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"حارث بیٹا، اگر کل وقت ملا تو رابعہ کو ملوانے لے آنا۔"

رابعہ کی امی نے جیسے درخواست کی۔

"آنٹی کوشش کروں گا۔ دکان سے میں آتا ہی مغرب کے بعد ہوں تو تب ہی کوشش کر سکتا ہوں۔"

رابعہ کا چمچ پلیٹ میں بہت آہستگی سے چل رہا تھا۔

"تو بیٹا اپنا ہی گھر ہے، دن میں آؤ، رات میں آؤ، جب بھی آؤ... دروازہ ہمیشہ کھلا ملے گا۔"

رابعہ کے ابو نے حارث سے کہا۔ آج انہیں رابعہ کے لیے کیا گیا اپنا فیصلہ بہت درست لگ رہا تھا۔

دعوت ختم ہو چکی تھی۔ رابعہ کے گھر والے واپس جا چکے تھے۔ اور وہ کچن میں کھڑی تھی۔ چولہے پر رکھے دیگچے میں سے کھانا نکال رہی تھی۔ تاکہ فریج میں رکھا جا سکے۔ حارث اندر کمرے سے برتن اٹھا کر لا رہا تھا۔ اور سنک میں ڈھیر لگا رہا تھا۔ پلیٹوں پر پلیٹیں چڑھی ہوئی تھیں۔ کانچ کے گلاس ایک دوسرے پر اٹکے ہوئے تھے۔ شیلف پر بھی گندے برتنوں نے اپنا قبضہ کر لیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کی امی کیا کر رہی ہیں؟"

رابعہ نے دیگچے خالی تو کر دیے لیکن اب ان کو کہیں رکھنے کی جگہ بھی نہیں تھی۔

"عشاء کی نماز رہ گئی تھی ان کی، اب وہی پڑھ رہی ہیں۔"

حارث نے رابعہ سے وہ برتن لیے جس میں اس نے کھانا نکالا تھا۔ پھر جا کر فریج میں رکھ آیا۔ رابعہ کچن کے درمیان میں برتنوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے۔ اور دونوں بھنویں اونچی کر کے یقیناً وہ کوئی فیصلہ کر رہی تھی۔

"اب کیا ارادہ ہے تمہارا؟"

کچن کے دروازے پر ٹھہر کر حارث نے انہیں برتنوں کو دیکھ کر پوچھا۔

"ابھی دھونے پڑیں گے۔"

رابعہ بازو فولڈ کر رہی تھی۔ کہیں سے تو شروع کرنے کی ضرورت تھی۔

"گیارہ بج رہے ہیں رات کے۔"

حارث نے گردن موڑ کر برآمدے میں فریج کے پاس لگی گھڑی کو دیکھا۔ پھر دائیں بائیں سر ہلایا۔

"آپ کمرے میں چلے جائیں۔ میں بس ایک یا شاید ڈیڑھ گھنٹے میں فارغ ہو کر آ جاتی ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"سردی ہو رہی ہے، رابعہ۔ اور تم بھی تو تھکی ہوئی ہو۔ اکیلے کیسے کرو گی؟"

وہ تو خود بھی تھکا ہوا تھا۔ اور مدد کروانے کے بارے میں بالکل بھی نہیں سوچ رہا تھا۔

"برتن خراب ہو جائیں گے اگر ساری رات ایسے ہی پڑے رہے تو۔ اور میں پانی گرم کر لیتی ہوں۔ ابھی اگر اس سے فارغ ہو گئی تو کل پھر کپڑے بھی تو دھونے ہیں آپ کے۔ کوئی ایک سوٹ بھی نہیں ہے آپ کا پہننے والا۔"

وہ اس کے جہیز کے برتن تھے۔ چکنائی سے واقعی ان پہ داغ پڑ سکتے تھے۔

"مجھے بس آپ پانی گرم کرنے کے لیے بالٹی باہر سے بھر کر دے دیں۔ میں چولہے پر جگہ بناتی ہوں۔ پھر آپ چلے جانا سونے اور میں کام ختم کر کے آ جاؤں گی۔"

حارث سر جھٹک کر کچن کے آگے سے ہٹا۔

"مجھے حیرت ہے کہ یہ اتنا تھک جانے کے باجود اب سردی میں برتن بھی دھونے کے لیے تیار ہے۔"

حارث نے صحن میں سیڑھیوں کے پاس لگے نل سے پانی کی بالٹی بھرتے ہوئے سوچا۔

"ابو نے اپنی ساری جمع پونجی لگا کر میرے لیے اتنا سب کچھ کیا ہے۔ میں اب برتنوں کو ایسے نہیں چھوڑ سکتی۔ سچ میں خراب ہو گئے تو؟"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے سب سے پہلے چولہا خالی کیا۔اور اس کے لیے اسے چاولوں کے دیگچے میں کچھ برتن ڈال کر، دیگچا باہر صحن میں رکھنا پڑا۔

"ہٹو آگے سے... کہ میں بالٹی چولہے پر رکھوں۔"

رابعہ کچن کے باہر ہی رہی۔اور حارث نے چولہا تیز جلا کر بالٹی اس پر رکھ دی۔ پھر ساتھ میں دوسری طرف کا برنر بھی جلا دیا۔

"دونوں چولہے جلتے رہنے دینا۔ایسے کچن گرم رہے گا۔اور دروازہ بند کر لو۔"

یعنی وہ اس کی مدد واقعی نہیں کروانے والا تھا۔

رابعہ سر ہلا کر کچن میں آ گئی۔اتنے میں امی کی نماز بھی مکمل ہو گئی اور وہ کوئی تسبیح پڑھتے ہوئے کچن کی طرف آئیں۔

"کیا کرنے لگی ہے تیری دلہن؟"

امی نے کچن کے دروازے کے پاس کھڑے حارث سے کہا۔رابعہ اندر پلیٹوں میں سے ہڈیاں وغیرہ نکال کر ڈسٹ بن میں ڈالتی جا رہی تھی۔سب سے پہلے اسے یہ پلیٹیں ہی دھونی تھیں۔

"برتن دھونے لگی ہے۔اس کے نئے برتن ہیں تو کہیں خراب ہی نہ ہو جائیں۔"

امی حیران ہوئیں۔پھر کچن تک آئیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"اس وقت ٹھنڈ ہو رہی ہے۔ایسا کرو بس پلیٹیں اور کٹوریاں وغیرہ کھنگال کر رکھ لو، باقی صبح دیکھ لیں گے۔"

"جی۔"

رابعہ نے انہیں بھی سر ہلا دیا۔ پھر امی کمرے میں واپس چلی گئیں۔

"تم کوشش کرو کہ آدھے گھنٹے میں جتنا ہو سکے بس اتنا کرو، میں پھر اوپر انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔"

حارث نے باہر سے کچن کا دروازہ بند کیا۔

"چکن بھی انہیں سے دھلوایا تھا میں نے۔اب ظاہر ہے برتن دھونے میں بھی ان کی مدد تو نہیں مانگ سکتی میں۔ وہ بھی تو تھک ہی گئے ہونگے۔ سارا دن میرے ساتھ لگے رہے تھے۔ پھر صبح دکان پر بھی جانا ہے انہوں نے۔بس میں اگلی بار میں ایسا کروں گی کہ ساتھ ساتھ سنک خالی کرتی رہوں گی۔اب یہ انکی امی اور میری شام کی چائے کے کپ بھی بیچ میں آ رہے ہیں۔"

اپنی پشت پر ہاتھ باندھ کر اس نے سیڑھیاں چڑھیں۔ پھر کمرے کا دروازہ کھولا۔ شلوار قمیض کے اوپر اس نے کوٹ پہن رکھا تھا۔اسے اتار کر الماری میں لٹکایا۔ پھر ٹراؤزر شرٹ لے کر باتھروم میں چلا گیا۔ ویسے تو ابھی اس کا زرا دل نہیں تھا کہ کپڑے بدلتا لیکن

Novels by Hania Yasooj Khan

کل دکان پر بھی اس نے یہی سوٹ پہن کر جانا تھا۔ رابعہ نے بھی اس کے باقی سوٹ میلے کپڑوں کے ساتھ رکھ دیے تھے۔ ورنہ وہ ان سوٹوں کو بھی دوسری بار پہن سکتا تھا۔ جب وہ کپڑے بدل کر آیا تو جسم میں کپکپی سی محسوس ہوئی۔ پھر وہ بیڈ پر کمبل کھول کر بیٹھ گیا۔

"میں جب دکان سے آیا تھا تب سے اسے میں نے کچن میں لگے ہوئے ہی دیکھا ہے۔ میرے سامنے تو مجھے زرا بیٹھی دکھائی نہیں دی۔"

اس کے تکیے کی جانب کروٹ لے کر اسی کو سوچنے لگا۔

"شاید اپنے گھر والوں سے ملنے کی خوشی تھی تبھی اسے تھکاوٹ کا احساس نہیں ہوا ہو گا۔"

پھر حارث کو اس کی اٹھی ہوئی بھنوئیں، کمر پہ رکھے دونوں ہاتھ یاد آ گئے۔

"لیکن اس وقت تو وہ واقعی تھکی ہوئی ہے اور برتن بھی اسے اسی وقت ہی دھونے ہیں۔ شاید پلاسٹک کی پلیٹس واقعی خراب ہو جاتیں ہوں۔"

اس بارے میں وہ اتنا کچھ نہیں جانتا تھا۔

"اور صبح بھی تو اسی نے دھونے تھے، اس وقت بھی وہی دھو رہی ہے۔ اس میں زیادہ بڑی بات ہے ہی کیا۔"

حارث نے رابعہ کے تکیے سے نظریں ہٹا لیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"ویسے اس کی جو بھابھی آئی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں پہ آج بھی اتنی تیز مہندی لگی ہوئی تھی۔ شاید اسی شادی والی مہندی کے اوپر مہندی لگا کر اس نے دوبارہ گہری کی تھی۔ لیکن میری والی کے ہاتھوں کی مہندی تو ساری اتر چکی ہے۔ ابھی اتنے برتن دھوئے گی۔ کل کپڑے بھی دھوئے گی۔ کیا سوچتی ہو گی کہ شادی کے فوراً بعد ہم نے اسے کاموں میں لگا دیا۔"

حارث نے اس کے تکیے کو چھوا۔ پھر ہمدردانہ نظروں سے دیکھا۔

"لیکن میری کونسا اتنی جیب اجازت دیتی ہے کہ میں اسے نوکرانی رکھ کر دے دوں۔"

پھر تکیے سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ نظریں بے زار کر لیں۔

"ساری لڑکیوں کو ہی اپنے سسرال میں کام کرنے پڑتے ہیں۔ میری والی کر رہی ہے تو اس میں واقعی کوئی زیادہ بڑی بات نہیں ہے۔"

حارث نے اب کروٹ ہی دوسری جانب کر لی۔ اور اس کروٹ سے تو بس باتھروم کا دروازہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ زرا اچھا منظر نہیں تھا۔ حارث نے اب آنکھیں ہی بند کر لیں۔

"لیکن مجھے اس کی مدد کروانی چاہیے تھی۔"

ملامت ہونے لگی۔ حارث کی آنکھیں دوبارہ کھل گئیں۔ پھر اس نے اپنی ہلکی آئی شیو کو اپنے ہاتھ سے مسلا۔ چت ہو کر لیٹ گیا۔ چھت کو گھورنے لگا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''برتن دھلوانے میں بے شک میں اس کی مدد نہ کرتا لیکن اتنے برتن دھو کر اب وہ رکھے گی کہاں پہ؟ ٹوکری اور شیلف پر تو بالکل بھی پورے نہیں آئیں گے۔''

چھت کو گھورتے ہوئے حارث اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کمبل پرے کیا۔ ٹانگیں نیچے لٹکائیں۔ پیروں میں چپل اڑیسے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تیز تیز سیڑھیاں اتر کر کچن کی طرف آیا۔ پھر دروازہ کھولا۔

''وہ میں بس آ رہی تھی۔''

اس نے نماز کی طرح دوپٹہ لپیٹ لیا تھا۔ بازو کہنی تک اچھے سے سمٹے ہوئے تھے۔ پیچھے شیلف کو صاف کر کے اس نے ترتیب سے برتن دھو کر اس پر رکھے تھے۔ ٹوکری میں بھی کافی برتن دھلے ہوئے تھے۔ کچن اندر سے گرم ہی تھا۔ حارث اندر کی طرف ہو گیا۔ پھر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

''امی نے تمہیں کہا بھی تھا کہ جن برتنوں کا ڈر ہو تم بس انہیں دھونا۔''

ابھی بھی سنک میں برتن تھے۔ اور باہر چاولوں والے دیگچے میں بھی تو رکھے تھے۔ حارث کی بات کا رابعہ نے جواب نہیں دیا۔ ایک ایک برتن اٹھا کر ان پر صابن لگانے لگی۔ کچھ دیر پہلے تک اپنے گھر والوں سے مل کر اس کے چہرے پر جو خوشی کے تاثرات تھے اب وہ غائب ہو چکے تھے۔ اب اس کے چہرے پر صرف تھکاوٹ تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

میں نے سوچا کہ صبح پھر کہیں آپ کی امی باقی کے برتن نہ دھو دیں۔"

اس نے نل کھولا۔ پھر برتن کھنگالنے لگی۔

"اور مجھ سے مدد کیوں نہیں مانگی؟"

حارث نے سوچا۔ پھر شیلف سے برتن اٹھانے لگا۔ وہ دونوں چھوٹی سی جگہ پر کھڑے تھے۔ اور حارث کی کہنی رابعہ کی کمر سے لگ رہی تھی۔

"پر اوپر میں بھی تو تمہارے انتظار میں تھا۔"

جتا کر اس نے برتن اٹھائے۔ کچن سے باہر گیا۔ اور امی کے کمرے میں جانے کی بجائے صوفوں والے کمرے کا دروازہ کھول کر وہاں میز پر برتن رکھ دیے۔ پھر یونہی اس نے ٹوکری سے بھی رابعہ کی الماری والے برتن نکال کر باقی برتنوں کے لیے جگہ بنائی۔ رابعہ بھی اب تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی۔

"باہر والے دیگچے سے برتن نکال کر لا دیں گے آپ؟"

وہ چائے کی دیگچی دھو رہی تھی۔ سنک میں اب یہ آخری برتن تھا۔ حارث نے چپ چاپ برتن نکال دیئے۔ رابعہ تو کچن کے اندر تھی۔ جبکہ حارث بار بار صحن سے گزر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ، پاؤں اور کان یخ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

"اب دیگچا بھی دھونا ہے تم نے؟"

Novels by Hania Nasoor Khan

سنک ایک بار پھر خالی ہو چکا تھا۔ رابعہ نے گردن ہلا دی۔

"تم یہ سنک صاف کرو، میں اسے باہر ہی دھو لیتا ہوں۔"

اور حارث منیب نے جہاں ایک بھی برتن دھونے میں اس کی مدد نہیں کرنی تھی اب صحن میں پاؤں کے بل بیٹھ کر دیگچے کو تار کی مدد سے صاف کرنا شروع کر چکا تھا۔ پھر سیڑھیوں کے پاس والے نل سے کھنگالا۔ الٹا کر کے برامدے میں پڑی چارپائی پر رکھ دیا۔

"میرے بس یہ کپڑے آگے سے گیلے ہو گئے ہیں۔"

رابعہ نے کچن کے دروازے کو کنڈی لگائی۔ اب وہ حارث کے ساتھ اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔

"اور اسی وجہ سے تو تم بیمار بھی پڑ جاؤ گی۔"

اسے لگا رہا تھا کہ کچھ دیر میں اسے خود چھینکیں شروع ہو جائیں گی۔ لیکن کہہ وہ رابعہ کو رہا تھا۔

"دن میں آپ کی قمیض بھی تو آگے سے گیلی ہوئی تھی۔ آپ کو نہیں لگتا کہ سنک کی ٹونٹی کا پانی جس طرح سے گرتا ہے اس کی وجہ سے کافی زیادہ چھینٹیں ہم پر آتی ہیں۔"

اگر سنک کی ٹونٹی کا پانی غلط رخ سے گرتا بھی تھا تو اب؟

اب کیا وہ ٹونٹی بدلوائے؟

Novels by Hamna Jasoodkhan

"تو تم ایڈجسٹ کرو، رابعہ۔"

کمرے کی دیوار پر لگی گھڑی نے بارہ سے اوپر کا وقت دکھایا تھا۔ ایسے میں حارث کو بستر پر لیٹنے کے بجائے اور کچھ نہ سوجھا۔

"میں اپنی طرف سے کوشش کر رہی ہوں۔"

رابعہ نے جتا کر نہیں کہا۔ سر سے دوپٹہ اتار کر اس نے اپنے لیے کپڑے نکالے۔ جلدی سے بدل کر آئی۔ پھر اپنی سائیڈ کے دراز کھول کر بیٹھ گئی۔

"یہ اب بیڈ پر کیوں نہیں آ رہی؟"

حارث منیب نے کہنی کے زور پر اپنے سر کو اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔

رابعہ نے دراز سے کوئی چھوٹا سا بیگ نکالا۔ پھر اس کی زپ کھولی۔ اب وہ اس میں سے کوئی دوائیوں کے پتے نکال رہی تھی۔

"یہ گولیاں کیوں کھانی ہیں تم نے؟"

رابعہ کے ہاتھ میں نیلے رنگ کا پتا تھا۔ حارث کے پوچھنے پر اس نے گردن موڑی۔

"میں کہہ دوں گی کہ میں تھک گئی ہوں، کھڑے ہونے کی وجہ سے میری ٹانگوں اور کمر میں درد نکل آیا ہے تو آگے سے کہہ دیں کہ ایڈجسٹ کرو، رابعہ۔ اس سے اچھا ہی ہے کہ انہیں میں اپنا مسئلہ نہ ہی بتاؤں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے ارادہ بدل کر ہاتھ میں موجود پتے سے دو گولیاں نکالیں۔ پانی کا گلاس اٹھایا۔ اور حارث کو بتائے بغیر کھالیں۔

"میں لائٹ آف کر کے آتی ہوں۔"

دراز واپس بند کر کے وہ اٹھی۔

"اب تو ظاہر ہے، آئے گی ہی۔ لیکن اگر اس نے مجھے اپنے ٹھنڈے پیر لگائے تو میں بھی اپنے گرم پیر پیچھے کر لوں گا۔"

پہلے وہ خود یخ بستہ تھا۔ لیکن پچھلے پندرہ منٹ میں اس کے ہاتھ پاؤں خوب گرم ہو چکے تھے۔

رابعہ نے ہلکی نیلی روشنی پھیلائی۔ پھر بیڈ تک آئی۔

"یہ اتنا کنارے پر کیوں ہو گئے ہیں؟"

رابعہ نے کمبل لیتے ہوئے سوچا۔ پھر اپنا تکیہ سیدھا کیا۔ اور لیٹ گئی۔ اس کے ٹھنڈے پیر حارث کے پیروں کی تلاش کر رہے تھے۔ رابعہ نے کوشش کی لیکن حارث کی پشت دیکھ کر سمٹ گئی۔

"میرے تو ہاتھ بھی ٹھنڈے ہیں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

اس کے پیروں تک پیر پہنچ نہ سکے تو رابعہ نے اپنے ہاتھ اس کی پشت تک پہنچانے کا سوچا۔ اس کی شاید ابھی ایک انگلی ہی اس سے ٹچ ہوئی تھی اور حارث نے جیسے کندھا جھٹک دیا۔

"کل میں ان سے پوچھوں گی کہ میرا سامان رکھتے وقت انہیں کیا ہیٹر نظر آیا تھا۔ آج امی بھی کہہ کر گئی ہیں کہ پیٹی کے سامان میں ہیٹر تھا۔ تو جب میرے پاس ہیٹر ہے تو میں پھر چلا بھی لوں گی۔ اپنے ہاتھ پیر اسی سے گرم کر لوں گی۔"

رابعہ بھی اب کنارے پر ہو گئی تھی۔ درمیان سے دونوں کے درمیان کمبل کھنچا ہوا تھا۔

"طبیعت تو اس کی مجھے ٹھیک ہی لگ رہی تھی۔ ضرور اس نے تھکاوٹ کی وجہ سے گولیاں کھائیں ہونگی۔"

پتہ نہیں اس کی روٹین کو کیا ہو گیا تھا۔ چاہ کر بھی وہ سو نہیں پایا۔ بالآخر کمبل ڈھیلا چھوڑتے ہوئے اس نے رابعہ کی طرف کروٹ بدلی۔

وہ کنارے پر تھی۔ سمٹی ہوئی تھی۔

"اس کے تو ہاتھ پاؤں گرم بھی نہیں ہوتے جلدی۔"

حارث نے اپنا ہاتھ اس تک بڑھا دیا۔ رابعہ نے دونوں ہاتھ آپس میں باندھے ہوئے تھے۔ اور حارث کے ایک ہاتھ نے ان دونوں ہاتھوں کو نرمی سے سہلایا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"اب یہ خود پاس آرہے ہیں لیکن میں بھی آنکھیں نہیں کھولوں گی۔"

رابعہ نے اپنے چہرے کے تاثرات برقرار رکھے۔

"اگر اس کے ہاتھ ٹھنڈے ہیں تو مطلب پاؤں بھی ٹھنڈے ہی ہونگے۔"

حارث نے اب اپنے پیروں کو اس کے پیروں کے پاس کیا۔ پھر اس کے پیروں کو اپنے پیر سے سہلایا۔

"لگتا ہے یہ سو گئی ہے۔"

حارث نے اپنا تکیہ اس کے تکیے سے جوڑ لیا۔ پھر اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔

صبح کا آغاز دھندزدہ موسم سے ہوا۔ روشنی تو ہو گئی لیکن سورج نہیں نکلا۔ اس تاثر سے سردی کا اثر پہلے سے زیادہ شدت سے محسوس ہونے لگا۔

"کل مجھے میری امی بتا رہی تھیں کہ ابو نے میرے جہیز میں ہیٹر بھی دیا تھا۔ آپ نے سامان رکھتے ہوئے کہاں رکھا تھا؟"

رابعہ فجر پڑھ کر لیٹی ہوئی تھی۔ کمرہ ٹھنڈا، بستر ٹھنڈا۔ ایسے میں حارث کے آنے سے پہلے وہ سو بھی نہ سکی۔ اب جب وہ آیا تو سب سے پہلے اس سے ہیٹر کا پوچھا۔

Novels by Hamna Hasood Khan

"وہ بجلی والا ہیٹر ہے۔"

حارث نے ٹوپی اتاری۔ پھر کمرے کی بتی بجھادی۔ اس نے وہ ہیٹر ڈبے سمیت پیٹی کے اندر رکھا تھا۔ اسی لیے اسے یاد تھا۔

"آپ مجھے نکال دیں گے؟"

حارث بیڈ پر آچکا تھا۔

"وہ بجلی والا ہیٹر ہے، رابعہ۔"

اس نے پھر کہا۔ اور رابعہ سمجھی نہیں۔

"ہاں... امی نے بتایا تھا مجھے۔ اُدھر آپ کی والی سائیڈ پر بورڈ ہے نا تو میں سوئچ ادھر لگالوں گی۔"

دسمبر کے بعد جنوری کے مہینے کو بنا ہیٹر کے اس ٹھنڈے کمرے میں گزارنا بہت مشکل ہونے والا تھا۔ اسی لیے رابعہ ابھی سے انتظام کرنے کا سوچ رہی تھی۔

"بجلی والا ہیٹر بجلی بہت استعمال کرے گا۔ اگر گیس والا ہوتا تو میں خود پہلے ہی اس کی سیٹنگ کر دیتا۔"

جب رابعہ نے اس کی بات ہی نہیں سمجھی تو حارث نے بھی اسے کچھ نہیں کہا۔

"دکان پہ جانے سے پہلے اگر نکال کر دیں جائیں تو..."

Novels by Hamna Masood Khan

"واپس آکر نکال دوں گا۔"

اس کا والٹ خالی تھا ورنہ دکان سے آتے ہوئے ایک پلیٹ والا گیس کا ہیٹر لیتا آتا۔ وہ تو اتنا مہنگا ہوتا بھی نہیں تھا۔ فی الحال اس نے رابعہ کو بس ابھی ٹالا تھا۔ کیا ہوتا اگر امی اسے نیچے والا کمرہ ہی دے دیتیں۔

"ایک اور بھی بات کرنی ہے میں نے آپ سے۔"

حارث لیٹ گیا۔ اور رابعہ اٹھ کر اس کے قریب گھٹنے موڑ کر بیٹھ گئی۔

"تم یہ ایک گھنٹہ سو کر اپنی نیند پوری کر سکتی تھی۔"

حارث نے بازو فولڈ کر کے اپنے سر کے نیچے رکھا۔ چہرہ تھوڑا اوپر ہو گیا۔

"لیکن مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ مطلب بس یہ کہنا ہے کہ آپ آج جب بھی دکان سے فارغ ہو کر آئیں گے تو مجھے بازار لے جائیں گے؟"

حارث نے بھنویں اوپر اٹھائیں۔ ماتھے پر بل بھی آ گئے۔

"کیا کرنا ہے تم نے بازار جا کر، رابعہ؟"

پھر ہلکا سا سر ترچھا کر کے اس سے پوچھا۔

"مجھے کچھ سامان لینا ہے۔ بس ایک گھنٹہ لگے گا۔ اور ہم عشاء سے پہلے آ بھی جائیں گے۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

"اس کو کیا میری جیب کی حالت کل دکھائی نہیں دی تھی جب میں نے اس سے سلامی کے لفافے لیے تھے۔ میں تو سمجھ جاتا لیکن ایک یہ ہے کہ اسے اب بازار جانا ہے۔"

حارث اب اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھ رہا تھا۔

"سب کچھ تو پورا ہے، رابعہ۔ اور اس کے باوجود بھی اگر تمہیں کچھ چاہیے تو مجھے بتا دو۔ میں لیتا آؤں گا لیکن رات کو بہت ٹھنڈ ہو گی اور میں دکان سے آنے کے بعد دوبارہ نہیں جاؤں گا۔"

رابعہ نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے۔ پھر کچھ نہ کہا۔ پیچھے ہو کر لیٹ گئی۔

"ایسے کوئی ایک چیز تھوڑی چاہیے مجھے جو میں ان کو نام بتا دوں۔ بازار لے جاتے تو میں پھر اپنی سمجھ سے جو سامان لینا ہوتا وہ لے لیتی۔"

رابعہ نے بازو سے چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ حارث اس کی طرف گردن موڑ کر دیکھ رہا تھا۔

"اب یہ منہ بنا کر لیٹ گئی ہے۔ بھئی ساتھ اسے میں لے کر جا نہیں سکتا پر اگر یہ بتا دے کہ اسے کیا چاہیے تو میں پھر دکاندار سے ادھار کروا لیتا۔"

"تم شام کے وقت امی کے ساتھ چلی جانا۔"

کچھ دیر بعد وہ خود ہی بولا۔ رابعہ نے کمبل سر تک تان لیا۔

"اور اگر میرے ساتھ ہی جانا ہے تو میں تمہیں جمعے کو لے جاؤں گا۔"

Novels by Hania Nasood Khan

یہ آفر بھی اس نے خود سے ہی کی۔

"آج راحیل بھائی بھی لاہور کے لیے نکل جائیں گے، میں سوچ رہی تھی کہ اگر آپ مجھے بازار لے جاتے تو ہم دس منٹ کے لیے امی کے گھر سے بھی ہو لیتے۔"

رابعہ نے کمبل کے اندر سے ہی بات کی۔ اور رابعہ کے ابو بھی یہ بات حارث سے کہہ کر گئے تھے کہ تھوڑی دیر کے لیے اسے گھر لے آئے۔ لیکن جو ملنا تھا وہ بھی کل مل ہی لیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں دیکھوں گا گھر آ کر۔"

حارث نے سونے کے بجائے موبائل فون اٹھا لیا۔ پھر فاطمہ کو میسج کیا۔ یہی ذمہ داریاں تھیں جو اس کے لیے نبھانا مشکل تھا۔

حارث: "محسن نے کچھ بندوبست کیا؟"

فاطمہ: "میں نے پوچھا تھا ان سے، اور وہ کہہ رہے تھے کہ کمپنی سے لون نہیں مل سکتا۔ لیکن آپ اگر اگلے مہینے کا انتظار کر لیں تو محسن اپنی سیلری میں سے آپ کو پیسے دے دیں گے۔"

حارث نے گہری سانس اندر کھینچی۔ پھر اپنی ٹھوڑی کو سختی سے مسلا۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث: "میں پھر کسی اور سے بات کرتا ہوں۔ تم محسن کو میری طرف سے شکریہ کہہ دینا۔"

محسن کی تنخواہ میں سے وہ کبھی بھی پیسے نہیں لے سکتا تھا۔ جانتا تھا کہ محسن کی تنخواہ کا آدھا حصہ اس کی گاڑی کی انسٹالمنٹس پر چلا جاتا ہے۔ باہر مارکیٹ میں اب کچھ لوگ تھے جن سے وہ صرف دکان پر سامان ڈلوانے کے لیے بات کرنے والا تھا۔ دکان چل جاتی تو باقی خرچے بھی نکل جاتے۔

جب حارث دکان پر آیا تو ارد گرد کے کچھ دکانداروں سے اس نے بات کی۔ اور تھوڑا بہت اس کا کام بن بھی گیا۔ خیر... جو بھی پیسے اسے ملے تھے اس سے وہ سیدھا دکان کے لیے سامان لینے چلا گیا۔ اس بیچ وہ رابعہ سے کہی ہوئی بات پھر بھول گیا۔ مانا کہ اس نے وعدہ نہیں کیا تھا لیکن اس نے کہا تھا کہ وہ گھر آ کر دیکھتا ہے۔ اور رابعہ کو لگا تھا کہ شاید وہ اسے لے جائے گا۔

رابعہ کا سارا دن گھر سمیٹنے میں گزرا تھا۔ پھر دوپہر کے وقت اس نے ہاتھ سے ہی حارث کے تین جوڑے دھو کر چھت پر ڈال دیئے تھے۔ رات کا کھانا بھی حارث کی امی کے ساتھ مل کر وہ بنا چکی تھی۔ ہیٹر اوپر تھا نہیں اسی لیے وہ نیچے ہی بیٹھی رہی۔

Novels by Huma Yasooj Khan

عشاء کی اذانیں بھی ہو چکیں تھیں اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ راحیل نے آٹھ بجے گھر سے جانا تھا اور اس کی ٹکٹ نو بجے کی تھی۔ اب چاہے حارث فوراً آ بھی جاتا لیکن ظاہر ہے ان کے جانے جانے میں بہت دیر ہو جاتی۔

"حارث کو فون کر کے پوچھو تو سہی، کہاں رہ گیا ہے یہ آج؟"

رابعہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ بہت خشک سے لگ رہے تھے۔ جیسے جلد اتر رہی ہو یا جیسے مرجھائے ہوئے ہوں۔ یہاں کا پانی تو اسے سوٹ کر رہا تھا۔ لیکن شاید صابن سرف نہیں۔

"میرا نہیں دل ان سے بات کرنے کا۔ انہیں خود کیوں یاد نہیں رہتا کہ گھر بھی کوئی ان کا انتظار کر رہا ہو گا۔ نہیں لے کر جانا تھا، کوئی ضروری کام تھا تو کم از کم مجھے بتا دیتے۔"

رابعہ نے حارث کی امی کے فون سے اس کا نمبر ملا کر انہیں ہی دے دیا۔

"آپ خود ہی پوچھ لیں۔"

بیل جاتی رہی لیکن اس نے کال نہیں اٹھائی۔

"اٹھایا ہی نہیں اس نے فون۔"

حارث کی امی نے کان سے فون ہٹا کر رابعہ کو دے دیا۔

"میں ایک بار اور ملا دیتی ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اب کی بار بیل جارہی تھی۔ تبھی باہر گھر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ موٹر سائیکل اندر صحن تک آگئی۔ اور حارث کے موبائل کی رنگ ٹون بھی انہیں سنائی دی۔

"لو... آگیا، حارث۔"

رابعہ کمرے میں ہی کھڑی رہی۔ حارث نے ہارن دے کر موٹر سائیکل کا انجن بند کیا۔

"جاؤ... دیکھو اسے جاکر۔"

حارث کی امی نہ کہتیں تو وہ کبھی بھی باہر نہ جاتی۔ پیر پٹخے بغیر وہ برامدے تک آئی۔

"اسلام و علیکم۔"

حارث نے بائیک کی چابی نکالی۔ پھر ہینڈل سے شاپر اتارا۔

"ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ ان کی وجہ سے میرا موڈ کتنا خراب ہو گیا ہے۔ اور دیکھو تو... کتنا خوش لگ رہیں ہیں خود۔"

رابعہ نے سلام کا جواب دینے کے بجائے ہلکی سی گردن ہلائی۔ یہ تاثر دیا کہ ہاں اس نے سن لیا ہے۔ پھر حارث کے ہاتھ سے شاپر لے لیا۔

"اچھی سی چائے بناؤ اور یہ پکوڑے ہیں ان کو پلیٹ میں نکال دو۔"

حارث امی کے کمرے میں گیا۔ ان کو سلام کیا۔ ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"تُو اب دوبارہ چائے بنوا رہا ہے جبکہ رابعہ اور میں نے عصر کے بعد چائے پی لی تھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"اور امی اب تو عشاء کی نماز بھی ہو گئی ہے۔ ایک کپ آپ نے اپنی بہو کے ساتھ پیا تو دوسرا کپ میرے ساتھ بھی پی لو۔"

حارث نے ہاتھوں پر دستانے پہنے ہوئے تھے۔ گردن کے گرد مفلر ڈالا ہوا تھا۔ امی کے کمرے میں بیٹھ کر اس نے وہ سب اتارا۔ اور ان کے بیڈ پر ہی رکھ دیا۔

"اور تُو نے آج اتنی دیر کی ہی کیوں ہے؟"

امی اس کے مفلر کی دو تہہ لگانے لگیں۔

"دکان پر سامان ڈلوا رہا تھا۔ اسی چکر میں سارا دن نکل گیا۔ پھر اب ساری سیٹنگ کر کے آیا ہوں۔ واپسی پر راستے میں اذانیں ہو گئیں تو پھر میں نماز کے لیے رک گیا۔ اور اسی چکر میں اتنی دیر ہو گئی۔"

سامنے سکرین پر خبریں لگی ہوئیں تھیں۔ حارث نے چینل بدلا اور سپورٹس والا چینل لگا دیا۔

"لیکن پھر بھی تُو فون کر کے بتا دیا کر، تیری دلہن تیرے انتظار میں اتنی اداس ہو گئی تھی۔"

"اداس تو نہیں لیکن اس کا منہ تو بنا ہوا تھا۔ سلام کا جواب بھی تو نہیں دیا نا اس نے مجھے۔"

حارث نے ریموٹ میز پر رکھا۔ اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''امی کام میں دیر سویر تو ہی جاتی ہے، اور پھر آگے میں نے آپ کو کب گھڑی گھڑی فون کر کے بتایا ہے؟''

''ایک تو یہ لڑکا اپنے اوپر زرا کوئی بات نہیں لگنے دیتا۔''

حارث دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا جب امی نے اس کی پشت دیکھ کر سوچا۔

''نہیں امی... ہم نہیں آپائیں گے۔ آپ راحیل بھائی کو خود میری طرف سے خدا حافظ کہہ دینا۔''

چولہے پر چائے ابل چکی تھی۔ رابعہ نے آنچ بالکل دھیمی کی ہوئی تھی۔ اور شیلف کے پاس کھڑی تھی۔ اسے شاید اس کے گھر سے فون آیا ہوا تھا۔ حارث کچن کے دروازے کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ اس کی بات سننے کا کوئی خاص ارادہ تو نہیں تھا لیکن اب سن رہا تھا۔

''سردی بھی تو کتنی ہو گئی ہے۔ اوپر سے اس وقت ہم نکلیں گے اور واپسی کریں گے تو بائیک پر ہوا لگ جائے گی۔ پھر ان کی امی بھی تو اکیلی ہو نگی پیچھے۔ ایسے پھر چلو کوئی بات نہیں۔ پھر کبھی چکر لگالوں گی میں۔ اور راحیل بھائی سے مل تو لیا تھا میں نے۔''

اس کا لہجہ بجھا ہوا تھا۔ چہرہ اترا ہوا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"نہیں نہیں... آپ ابو کو منع کر دیں کہ ان کو فون نہ کریں۔ یہ ویسے بھی بہت تھکے ہوئے آئے ہیں۔ آج انہیں بھی دیر ہو گئی تھی۔ ابھی ان کے لیے ہی چائے بنا رہی ہوں۔ پھر کھانا بھی دینا ہے میں نے۔"

رابعہ نے شاید فون رکھنے کے لیے اپنی مصروفیت ظاہر کی۔ اور حارث کچن کی دہلیز سے اندر رہو گیا۔ رابعہ کو اس کی آمد محسوس ہو گئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے چائے کا چولہا بند کیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے خدا حافظ کرنے کے بعد فون بند کر دیا۔ شیلف پر رکھ دیا۔

"تمہارے ابو مجھے فون کرنے لگے تھے؟"

حارث نے دیکھا کہ پکوڑوں کا شاپر اب بھی بند پڑا ہے۔ اس کو اٹھا کر حارث نے شاپر پھاڑا۔ پھر چٹنی کے پیکٹ الگ رکھ کر گرما گرم پکوڑے پلیٹ میں نکال دیے۔

"میں نے امی کو منع کر دیا ہے۔ اب نہیں کریں گے وہ آپ کو فون۔"

رابعہ دو کپ میں چائے نکال رہی تھی۔

"ملنے کا ہی کہہ رہے ہونگے۔ ہے نا؟"

اب حارث کٹوری میں چٹنی نکال رہا تھا۔ رابعہ نے جواب نہیں دیا۔

"مجھے آج دکان پر کافی کام تھا اس لیے عشاء ہو گئی واپسی پر۔ اگر ٹائم سے آجاتا تو ہم چلے جاتے تمہارے بھائی سے ملنے۔"

Novels by Hema Nasood Khan

رابعہ نے چائے کے دو کپ ڈش میں رکھے۔اور پلٹی۔

''آئے گا کب اب وہ؟''

''میرا دل ہی نہیں کر رہا کہ میں انہیں کسی بات کا جواب دوں۔ پھر بھی یہ پوچھے چلے جا رہے ہیں۔''

رابعہ نے آنکھیں بند کیں۔ پھر سانس اندر کھینچی۔

''فروری میں آئیں گے۔''

''تم نے دو کپ چائے کیوں نکالی ہے؟ تیسرا کپ نہیں بنایا؟''

جب وہ ڈش لے کر کمرے میں جا رہی تھی حارث بھی پکوڑوں کی پلیٹ اٹھا کر اس کے ساتھ ہی تھا۔

''میں نے شام میں چائے پی لی تھی اس لیے اب دوبارہ پینے کا دل نہیں ہے۔''

امی کے کمرے میں جا کر اس نے ڈش میز پر رکھی۔ پھر میز کو کھینچ کر بیڈ کے قریب کیا۔ حارث نے پلیٹ رکھی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ رابعہ نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ باہر سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔ پھر وہ بھی کرسی پر بیٹھی۔ لیکن حارث سے کچھ فاصلے پر۔

''کھانے میں کیا بنایا ہے؟''

پہلا پکوڑہ کھاتے ہوئے اس نے امی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''دن میں ہم نے رات کا بچا ہوا کھانا ہی کھا لیا تھا اور ابھی زرا سی سبزی بنائی ہے۔''

''روٹی بنائی ہوئی ہے؟''

رابعہ نے حارث کی امی کو دیکھا۔انہوں نے ہی اسے کہا تھا کہ جب وہ کھانا کھائیں گے تازہ روٹی اسی وقت ڈالیں گے۔

''تُو نے پکوڑوں کے ساتھ کھانی ہے؟''

''اگر نہیں بنی ہوئی تو کوئی بات نہیں۔''

پکوڑے کھاتے ہوئے اب وہ کوئی کرکٹ میچ دیکھ رہا تھا۔رابعہ نے سکرین دیکھ کر اندازہ لگایا تھا کہ میچ پاکستان کا ہے نہیں۔

''میں بنا کر لا دیتی ہوں۔''

چائے تو اس نے پینی نہیں تھی اسی لیے اٹھنا ہی بہتر تھا۔

حارث نے اسے روکا نہیں۔جبکہ امی کو بھی لگا تھا کہ وہ رابعہ کو کہے گا کہ ابھی بیٹھی رہے۔ساتھ چائے پی لے۔پھر رابعہ پانچ منٹ میں ہی تازہ روٹی بنا کر آئی۔

''آپ کی روٹی بھی ڈال دوں؟سالن بھی لے آتی ہوں،ایک ہی بار کھانا ہو جائے گا۔''

رابعہ کے ہاتھوں میں آٹا لگا ہوا تھا۔امی نے دیکھ کر سر ہلا دیا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

جب وہ امی اور اپنا کھانا لے کر آئی تب تک حارث نے اپنی روٹی ختم کر لی تھی۔ ان کی روٹی سے چھوٹا ٹکڑا توڑ کر حارث نے اپنا آخری نوالہ بنایا۔ پھر رابعہ کے آگے اپنی چائے کا کپ رکھ دیا۔ اس میں آدھی چائے بچی ہوئی تھی۔ پکوڑوں کی پلیٹ میں بھی اس کے حصے کے تین پکوڑے حارث نے بچائے ہوئے تھے۔ چٹنی کی کٹوری بھی اس نے رابعہ کے آگے رکھ دی۔

"یہ لو... یہ تمہارا حصہ ہے۔"

حارث کی نظریں مہربان ہو گئیں، نرم ہو گئیں، پیار بھری ہو گئیں۔

رابعہ ان نظروں میں نہ دیکھتی تو روٹی سالن کھا رہی ہوتی۔ لیکن اب رابعہ نے بھی روٹی کے ساتھ اپنے حصے کا پکوڑا اٹھا کر کھایا۔

"تیری دلہن کی چائے تو ٹھنڈی ہو گئی ہو گی۔"

وہ کھانا کھا چکا تھا تبھی پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ سکرین پر لگے میچ سے زیادہ اسے رابعہ میں دلچسپی تھی۔ لیکن دیکھ وہ سکرین کو رہا تھا۔

"جا حارث چائے کو سینک لگا کر لے آ۔"

"نہیں... میں ایسے ہی پی لوں گی۔"

Novels by Hamna Wasood Khan

رابعہ کے نفی کرنے سے پہلے ہی اس کے آگے سے کپ اٹھا کر حارث کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کے لیے وہی اپنی آدھی بچی ہوئی چائے گرم کر کے لایا۔

"تم بس ایک ہفتہ صبر کر لو، میں گیس والا ہیٹر لے آؤں گا اور تمہیں اس کی سیٹنگ بھی کر دوں گا۔"

رابعہ باتھروم سے نکل کر آئی۔ اپنے گیلے ہاتھ تولیے سے خشک کرنے کے بعد آپس میں رگڑنے لگی۔ پھر حارث سے کچھ کہے بغیر بستر میں لیٹ گئی۔

"مجھے ان کے ریزنز سمجھ میں نہیں آتے اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ مجھے ٹال رہے ہوتے ہیں۔"

"اور جمعے کو بازار چلیں گے ہم۔"

حارث نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

بازار جانا اتنا بھی ضروری نہیں تھا۔ بس اس کا دل تھا کہ اسی چکر میں وہ راحیل سے بھی کھڑے پاؤں ملتی آئے گی۔ اب جمعے کو اتنا پلین کر کے جانا بھی تھوڑا عجیب تھا۔

"آپ کا موڈ آج اچھا کیوں ہے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اگر وہ رابعہ سے نہیں پوچھ سکتا تھا کہ اس کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے تو رابعہ تو حارث سے پوچھ سکتی تھی نا کہ حارث کیوں اچھے سے بات کر رہا ہے۔

"شادی کے بعد سے میں ایک بڑی پریشانی میں پھنسا ہوا تھا۔اور آج وہ پریشانی کسی حد تک کم ہو گئی ہے۔ پھر میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ آج میرا موڈ اچھا ہے لیکن میں سکون میں ضرور آ گیا ہوں، رابعہ۔"

حارث نے اب اس کے تکیے سے اپنا تکیہ جوڑ لیا۔

"اسی وجہ سے آپ آج مصروف تھے؟"

حارث نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھا۔اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

"ہاں... بہت مصروف تھا۔"

حارث مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔اور اس مسکراہٹ کا مطلب وہ اچھے سے سمجھتی تھی۔

"لیکن آپ مجھے ایک فون کال کر کے بتا تو سکتے تھے کہ آپ دیر سے گھر آئیں گے۔"

اس نے ہونٹ سکیڑے، آنکھیں چندھیائیں، اور پھر حارث سے نظریں ہٹا لیں۔

"تو تم میرا انتظار کر رہی تھی؟"

حارث نے مان سے پوچھا۔رابعہ نے ہاں میں سر نہیں ہلایا۔بلکہ خاموش رہی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

”ماننے سے عزت میں کمی نہیں آجاتی بلکہ سامنے والے کی نظر میں عزت بڑھ جاتی ہے، رابعہ۔“

پھر حارث نے اس کا ہاتھ تھاما۔

”سامنے والے کو کوئی پرواہ ہو تو تب نا۔“

رابعہ نے منہ پھلا لیا۔

”میں تمہاری جتنی پرواہ کر سکتا ہوں اُتنی کر رہا ہوں، رابعہ۔ تمہیں دِکھتی نہیں ہے یا محسوس نہیں ہوتی تو یہ پھر تمہارا مسئلہ ہے۔“

حارث نے اس کا ہاتھ نرمی سے ہی اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔ لیکن لہجہ نرم نہیں تھا۔

”آپ میری باتیں ٹالتے ہیں اور مجھے یہ بات محسوس ہوتی ہے۔“

اب اس نے کھل کر شکوہ کیا۔

”کونسی بات میں نے تمہاری ٹالی ہے؟“

حارث نے کروٹ بدلی اور کہنی کے بل تھوڑا اوپر ہو گیا۔ اپنی طرف سے وہ کوشش کر ہی رہا تھا۔

”صبح آپ سے صرف ایک ہیٹر کا کہا تھا میں نے۔ پہلے آپ نے کہا کہ آپ شام کو نکال دیں گے اور اب کہہ رہے ہیں کہ ایک ہفتہ صبر کر لوں اور پھر آپ گیس والا ہیٹر لے

Novels by Hamna Masood Khan

آئیں گے۔ حالانکہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے کمرے میں کتنی زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے۔ سارا دن میں اسی وجہ سے نیچے بیٹھی رہتی ہوں۔ اور جب آپ آتے ہیں تب کہیں جا کر میں اوپر آتی ہوں۔"

رابعہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ لیتی تو حارث کو یہ سب نہ کہتی۔ لیکن حارث کی نظروں کی نرمی دھیرے دھیرے ختم ہو رہی تھی۔ وہ بھی محسوس کر رہی تھی۔

"جب میں گھر پر نہیں ہوتا تو تم نے کمرے میں آ کر کرنا ہی کیا ہوتا ہے؟"

حارث نے اب ہاتھ چھوڑ دیا۔

"کچھ نہیں۔"

ایسے سخت لہجے میں کیے گئے سوال پر اسے کوئی جواب نہیں دینا تھا۔

"اور اتنی ناسمجھ تو نہیں ہو تم جو سمجھی نہ ہو کہ میں گیس والے ہیٹر کو لانے کی بات کیوں کر رہا تھا۔"

پھر حارث نے اپنا تکیہ بھی پیچھے کر لیا۔

"یہ مجھ پہ غصہ کیوں کرنے لگ گئے ہیں؟"

وہ دور ہوا تو رابعہ نے سوچا۔

"میں سچ میں نہیں سمجھی تھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر رابعہ نے اپنا لہجہ ٹھیک کر لیا۔ پر حارث کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

اور صبح یہی ہوا کہ دکان پر جانے سے پہلے حارث نے آدھا گھنٹہ لگا کر اس کی پیٹی پر سے سامان ہٹایا۔ پیٹی کھولی۔ اسکا ہیٹر نکالا اور کمرے میں رکھ دیا۔ نیچے رابعہ ناشتہ بنا کر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ کافی دیر تک نہیں آیا تو رابعہ اوپر گئی۔ اور بیڈ پر اسے ہیٹر کا ڈبہ نظر آیا۔ جبکہ حارث باتھروم سے ہاتھ دھونے کے بعد نکلا۔

"آپ کہہ تو رہے تھے کہ آپ ایک ہفتے تک گیس والا ہیٹر لا دیں گے۔"

صبح سے کئیں بار رابعہ اس سے کوئی نہ کوئی بات کر چکی تھی۔ لیکن حارث نے بس ہوں ہاں میں ہی جواب دیا تھا۔ مسئلہ یہ نہیں تھا کہ اسے یہی ہیٹر چاہیے۔ مسئلہ یہ تھا کہ رابعہ کو لگتا تھا کہ وہ اس کی باتیں ٹالتا ہے۔

"نہیں تم یہ والا ہی استعمال کر لو۔"

حارث آئینے کے آگے آیا۔ اپنی کنگی کرنے لگا۔ اپنی عادت کے مطابق اس نے سر پر تیل ہی لگایا ہوا تھا۔ اس دن کے بعد سے وہ بوتل والا لیکوئڈ اس نے دوبارہ استعمال نہیں کیا تھا۔

"میں انتظار کر لوں گی۔"

Novels by Hamna Nasool Khan

اس نے تو سوچا تھا کہ وہ ناراض ہو گی تو شاید اسے حارث مناتا۔ کم از کم کوشش تو کرتا۔ لیکن یہ الٹا روٹھ جانے والا معاملہ اب اسے پریشان کر رہا تھا۔ اور اگر اسے پتہ ہوتا کہ حارث نے آگے سے ایسے برتاؤ کرنا ہے تو وہ رات اسے کچھ بھی نہ کہتی۔ کوئی ایک شکوہ بھی نہ کرتی۔

"ضروت نہیں ہے، رابعہ۔ اور شام میں تیار رہنا، میں مغرب پڑھ کر آؤں گا تو تمہیں بازار لے جاؤں گا۔"

رابعہ کمرے میں ہی تھی اور وہ اپنا مفلر اور گلوز اٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔ رابعہ اس کے پیچھے نکلی۔ لیکن نیچے جا کر بھی حارث چپ چاپ ناشتہ کرتا رہا۔ امی نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔ لیکن رابعہ اس کے ہر تاثر کو سمجھ رہی تھی۔ وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا۔

"آپ آرام سے اپنا کام ختم کر کے آنا۔ ہم لوگ جمعے کو ہی بازار جائیں گے۔"

دروازے پر جب حارث نے موٹر سائیکل نکالی تو رابعہ نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر اسے کہا۔

"دروازہ بند کر لو تم۔"

حارث نے موٹر سائیکل کو کِک دی۔ پھر سیدھی سڑک پر یہ جا، وہ جا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

”اسی نے مجھے کہا ہے نا کہ میں اس کی باتیں ٹالتا ہوں، تو ٹھیک ہے اب ایسا نہیں ہو گا۔ اگر یہ نہیں سمجھ رہی کہ میں دکاندار ہوں اور کچھ بھی خریدنے سے پہلے مجھے پیسے جوڑنے پڑتے ہیں تو نہ سمجھے۔ پھر اس کے آگے تفصیل بیان کرنے سے بھی میری اپنی عزت میں ہی کمی آئے گی۔ اور پہلے امی اور باجیوں نے کونسا کبھی میری جیب کا احساس کیا ہے جو میں اب اس سے بھی یہ امید رکھ رہا ہوں۔ میرے شاید نصیب میں ہی ایسے لوگ لکھیں ہیں جو میری جیب کا احساس نہیں کریں گے۔ لیکن اب جب شادی کر کے ذمہ داری لے لی ہے میں نے تو چپ کر کے نبھاؤں گا میں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے میرے پاس۔“

اپنے ہی غصے میں وہ مرکزی شاہراہ تک پہنچ گیا تھا۔ اور یہ کیا، آگے تو پولیس کا ڈالا کھڑا تھا۔ آتی جاتی موٹر سائیکلوں پر چالان کٹ رہے تھے۔ اور اس چکر میں وہ خود کو بالکل بھی نہیں پھنس سکتا تھا۔ کیونکہ نہ اس کے پاس ہیلمٹ تھا۔ اور نہ ہی موٹر سائیکل کی کاپی۔ پھر ایک گاڑی کی اوٹ میں ہو کر وہ اسی کے پیچھے سے اندر کی چھوٹی گلی میں مڑ گیا۔ ان گلیوں سے اس کی دکان کا راستہ تھوڑا لمبا تھا۔ لیکن فی الحال محفوظ انتخاب تھا۔ پولیس والے بھی تو کریمینل ریکارڈ بنا رہے تھے۔ ہیلمٹ پر نہیں تو موٹر سائیکل کی کاپی پر، اس پر نہیں تو لائیسنس پر۔ پھر بھاری جرمانہ بھی ڈال رہے تھے۔ یا پھر سیدھا سلاخوں کے پیچھے کر کے

Novels by Hamna Yasooj Khan

اپنی ریکوری کر رہے تھے۔اف۔اب اس کے لیے ہیلمٹ خریدنا بھی ضروری ہو گیا تھا۔

"پندرہ سولہ سال سے حارث یونہی دکانداری میں پھنسا ہوا ہے۔اپنے حساب کتاب خود ہی دیکھ لیتا ہے۔زیادہ کچھ بتاتا نہیں ہے ہمیں۔پہلے تو یہ ملک صاحب ہوتے تھے ایک،ان کی دکان پہ کام کرتا تھا۔پھر کہیں جا کر آٹھ سال پہلے اس نے اپنی دکان ڈالی۔اور اللہ نے اس دکان میں برکت بھی دے دی کہ یہ گھر رہنے کے قابل بن گیا۔ورنہ پہلے تو سیمنٹ کی دیواریں تھیں۔ان کے ابو کے دور میں چونا تک نہیں کروایا تھا ہم نے کبھی۔"

صحن کے ایک حصے میں دھوپ آ رہی تھی۔دو کرسیاں رکھ کر رابعہ ان کے ساتھ وہیں بیٹھی تھی۔کل اس نے حارث کے جوڑے دھوئے تھے اور آج اپنے دو سوٹ کے ساتھ حارث کی امی کا سوٹ بھی بھگو دیا تھا۔مشین لگانے کے بارے میں اس نے ابھی نہیں سوچا تھا۔اور اگر یونہی وہ روز کے حساب سے تھوڑے بہت کپڑے دھو لیتی تو اس کا کام کچھ کم ہو جاتا۔

Novels by Hania Masood Khan

حارث کی امی پالک کے پتے چن رہیں تھیں۔ رابعہ سامنے والی کرسی پر ابھی آکر بیٹھی تھی۔ رابعہ نے چھری اٹھائی اور ان کا صاف کیا ہوا پالک تھوڑا تھوڑا کر کے کاٹنا شروع کر دیا۔

"مطلب یہ گھر ان کے ابو نے تعمیر کروایا تھا۔"

رابعہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی حارث کی امی نے نفی میں گردن ہلادی۔

"حارث کے ابو کو اللہ جنت نصیب کرے لیکن اپنی زندگی میں انہوں نے بچوں کے بارے میں کم ہی سوچا تھا۔ وہ تو اپنی سگریٹ کے خرچوں میں ہمارے خرچے بڑی مشکل سے پورے کرتے تھے۔ آئے دن بحث بھی ہو جاتی تھی لیکن یہ تو بھلا ہو ان کے دادا کا کہ انہوں نے یہ ڈھائی تین مرلے کی زمین ان کے ابو کے نام کی کسی زمانے میں لے رکھی تھی۔ پھر ان کا آبائی گھر بکا تو تھوڑے بہت پیسے وہاں سے بھی آگئے۔ اور دو کمروں کا نقشہ کھینچ کر ہم نے یہاں چھت ڈال لی۔ کچھ پیسے بچے بھی تھے لیکن پھر ان کے ابو کو ایسا ٹی بی ہوا کہ گھر کا سامان تک دینے کی نوبت آگئی۔ اور پھر وقت رہتے اللہ نے وہ امتحان بھی ختم کر دیا۔"

امی گزرے وقتوں کی باتیں بیان کرنے لگیں تو ان کی آنکھوں کے آگے سارا نقشہ پھرنے لگ گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''یہ کس سن کی بات ہے؟''

''تب کی بات ہے جب حارث گیارہویں میں تھا۔اور تب سے ہی اس نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔آدھا دن اس کا دکان پر گزرتا تھا اور اسی وجہ سے پھر وہ کم نمبروں کے ساتھ پاس ہوا۔''

امی نے بات کرتے ہوئے رابعہ کو پالک کے صاف پتے چننے کا کام دے دیا اور خود پالک کاٹنے لگیں۔رابعہ کو ہاتھ میں پکڑ کر پالک کاٹنا مشکل لگ رہا تھا۔کوئی کٹر بورڈ ہو یا شیلف وغیرہ تو وہ یہ کام زیادہ اچھے سے کر سکتی تھی۔پر اتنا اس کا ہاتھ ہی بڑا نہیں تھا جتنی پالک اکٹھی پکڑنی پڑ رہی تھی۔

''اسی وجہ سے پھر انہوں نے پڑھائی چھوڑ دی؟''

رابعہ کے دل میں حارث کے لیے ہمدردی کا جذبہ امڈنے لگا تھا۔

''ہاں... بڑی کی شادی کرنی تھی،اسکا جہیز اکٹھا کرنا تھا تو حارث نے دکان پر پورا وقت دینا شروع کر دیا۔تب تو کہتا تھا کہ وہ اسلام آباد والی اوپن یونیورسٹی سے بی اے میں داخلہ لے لے گا،ساتھ ساتھ پڑھتا رہے گا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ اپنی تعلیم پر کبھی توجہ دیتا۔''

''بڑی باجی اور ثمرین باجی نے بھی بس ایف اے ہی کیا ہوا ہے؟''

Novels by Hamna Masood Khan

”ہاں... ان دونوں نے تو اپنے ابو کی بیماری کے وقت ہی پڑھائی چھوڑ دی تھی۔ یہ تو بس فاطمہ کو بی اے تک حارث نے پڑھا دیا۔ پھر تھی بھی کچھ وہ پڑھنے میں اچھی اس لیے اچھے نمبروں سے پاس بھی ہو گئی۔

”وہ تو ویسے بھی اچھی ہی ہیں۔“

رابعہ نے دل میں ہی فاطمہ کی تعریف کی۔

”تم نے بھی بی اے کیا ہوا ہے؟“

امی نے اچانک پوچھا۔ ساری پالک کٹ چکی تھی۔ اور اب وہ اسے دیگچی میں ڈال رہی تھیں۔ کھلے پانی سے اس پالک کو دھونے کی ضرورت تھی۔ پالک میں آلو بھی ڈالنے تھے۔ اور رابعہ تبھی اب چھوٹے چھوٹے آلو کاٹ رہی تھی۔

”جی۔“ رابعہ نے سر ہلاتے ہوئے اپنے بارے میں بتانا شروع کیا۔ ”ابھی اس دور میں ویسے اسے ایسوسیئیٹ ڈگری کہتے ہیں۔ یعنی ساتھ میں یونیورسٹی بھی جاؤ اور آگے کے دو سال پڑھو تو پھر چار سال والی ڈگری ملتی ہے۔ لیکن ابو نے مجھے یونیورسٹی نہیں جانے دیا۔ راحیل بھائی تو گئے تھے یونیورسٹی، ان کو تو بلکہ ابو نے لاہور میں داخلہ لے کر دیا تھا۔ ہوسٹل میں رہنے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ اور اب بھی راحیل بھائی اپنی اسی یونیورسٹی میں نوکری کرتے ہیں۔“

Novels by Hamna Masood Khan

اس کے لہجے میں کچھ حسرتیں بھی چھپی تھیں۔

"اچھا، فاطمہ نے تو پھر ویسے بی اے کے بعد نوکری بھی کی تھی۔ اپنے جہیز کا کافی کچھ اس نے خود ہی بنالیا تھا۔ باقی بڑی ذمہ داری تو حارث نے ہی لی تھی۔ تم بھی نوکری کر رہی تھی شادی سے پہلے؟"

رابعہ نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔

"ابو نے کرنے ہی نہیں دی۔ وہ کہتے تھے کہ جو چاہیے وہ مجھے بتاؤ، میں لا کر دوں گا۔ اب یہ جو جہیز وغیرہ یا شادی پر جو بھی خرچا ہوا ہے نا تو انہوں نے خود ہی کیا ہے۔ لیکن میرے ابو تھوڑے سخت بھی ہیں۔ راحیل بھائی کو بھی انہوں نے کافی سختی سے ہی رکھا تھا۔ جیسے وہ اگر ایک مانتے ہیں تو دو اپنی دو منواتے بھی ہیں۔"

"باپوں کا آسرا ہی بہت ہوتا ہے۔ باپ اگر ذمہ داری اٹھالیں تو بیٹیوں کو بھی نوکری کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

امی پالک کی دیگچی اٹھا کر کچن میں چلی گئیں۔ پیچھے رابعہ آلو کے چھلکے ڈسٹبن میں ڈالنے لگی۔

"لیکن بیٹیوں کے خواب ایسے ادھورے بھی تو رہ جاتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کے فیصلے ان سے پوچھے بغیر ہی کر دیے جائیں تو پھر اُن کی سختی محسوس بھی تو بہت ہوتی ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

امی کچن میں پالک ہی دھو رہی تھیں جب اس نے باہر میز سے سارا سامان اٹھا کر کچن میں رکھ دیا۔ پھر اس نے جو کپڑے بھگوئے تھے ان کو دھونے لگی۔ پانی چاہے جتنا بھی گرم کر لو تھوڑی دیر میں ٹھنڈا ہی ہو جاتا تھا۔ اور رابعہ کو لگ رہا تھا کہ وہ بیمار پڑنے والی ہے۔ اور اسے تو اگر ایک بار بخار لگ جاتا تو ہفتہ دس دن اس نے ٹھیک ہی نہیں ہونا تھا۔ اور یہ اس کی امی کا گھر تھا بھی نہیں جنہوں نے اس کی بیماری میں خوب خاطر مدارت کرنی تھی۔ اب جب ایک بار وہ پھر ٹھنڈی ہو گئی تھی تو اس نے سوچ ہی لیا کہ کمرے میں جا کر وہ ہیٹر آدھے گھنٹے کے لیے جلا ہی لے گی۔ صرف اپنے ہاتھ پاؤں گرم کرنے کے لیے۔

لیکن جب کپڑے دھو کر وہ چھت پر ڈالنے گئی تو دھوپ میں ہی ٹھہر گئی۔

"ویسے اتنے غصے سے انہوں نے ہیٹر نکال کر دیا تھا۔ مجھے بھی پھر اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔"

سورج کی گرمی میں اسے تھوڑا سا سکون ملا تو رابعہ نے اپنا ارادہ بدل لیا۔

"یا میں ایسا کرتی ہوں کہ ابھی کھانا کھانے نیچے جاؤں گی تو ان کی امی سے پوچھ لوں گی۔ وہ بھی تو ٹھنڈ میں ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسا کروں گی کہ ہیٹر ان کے کمرے میں لے جاؤں گی۔ ویسے بھی ہلکا سا ہی ہے۔ اور جب یہ آئیں گے تو اپنی امی کے کمرے میں ہیٹر کو دیکھ کر زیادہ

Novels by Hamna Masood Khan

غصہ بھی نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ شاید ان کو مسئلہ اسی بات سے ہو گا کہ میں اگر زیادہ وقت اوپر گزاروں گی تو نیچے ان کی امی اکیلی ہو نگیں۔"

اور پھر جب حارث دکان سے گھر واپس آیا تو اس نے امی اور رابعہ کے پیروں کے پاس جلتے ہوئے اس بجلی کے ہیٹر کو دیکھا۔ ان کا کمرہ بھی اچھا خاصا گرم ہو رہا تھا۔ اپنا مفلر اور گلوز اتارے بغیر وہ کمرے میں کھڑا تھا۔

"دروازہ بند کر... ساری ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے باہر سے۔"

رابعہ حارث کو دیکھ کر کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ اور حارث نے پلٹ کر کھلے دروازے کو دیکھا۔ پھر ہلکا سا ہاتھ مارا تو دروازہ آدھا بند ہو گیا۔

"مجھے تو کمرہ کچھ زیادہ ہی گرم لگ رہا ہے، امی۔"

حارث نے گردن کے گرد لپٹے مفلر کو ڈھیلا کر دیا۔ رابعہ نے کرسی کو کھینچ کر اس کے آگے کیا۔ پھر حارث اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم جلدی سے عبایہ پہن کر آؤ، میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔"

"کہاں جانا ہے؟"

پوچھا حارث کی امی نے لیکن حیران رابعہ تھی۔

"میں نے انہیں کہا بھی تھا کہ جمعے کو چلیں گے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

''امی رابعہ کو بازار لے کر جانا ہے۔ میں اسے صبح کہہ کر بھی گیا تھا کہ میرے آنے پر تیار رہے لیکن یہ تو آپ کے ساتھ گرم کمرے میں مزے سے بیٹھی ہوئی تھی۔''

جتنی ٹھنڈ سے وہ آیا تھا اندر آ کر اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ تبھی اب اس نے گلوز بھی اتار دیے۔

''اور جاؤ، تم اوپر... تیار ہو کر آؤ جلدی سے۔''

حارث نے رابعہ کو جوں کہ توں کھڑے دیکھ کر کہا۔ پھر وہ گئی۔ عبایہ پہن کر آئی۔ اور اس نے کندھوں پر اپنی گرم چادر بھی رکھ لی۔ ہاتھ میں پرس پکڑ لیا۔

''آپ چلیں گی ہمارے ساتھ؟''

رابعہ نے جاتے ہوئے حارث کی امی سے پوچھا تو انہیں نے فوراً نہ کر دی۔

''اتنی ٹھنڈ میں تو ہرگز نہ جاؤں میں۔ بس تم لوگ سنبھل کر جانا۔''

امی نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ اور باہر رابعہ نے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر اپنے عبائے کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے اپنی چادر کو بھی پکڑا۔

''کس بازار جانا ہے تم نے؟''

دھند کی وجہ سے حارث آہستہ موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔ بات کرتے ہوئے اس کے منہ سے دھوئیں بھی نکل رہے تھے۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"اگر آپ کسی مارٹ میں لے جائیں گے تو سب کچھ ہی وہاں سے مل جائے گا۔"

حارث تو مارٹ کبھی گیا ہی نہیں تھا۔اس نے سامان ہمیشہ عام دکانوں سے ہی لیا تھا۔

"تم نے لینا کیا ہے؟"

"اِدھر سے آپ KK Mart کی طرف مڑ جائیں۔میں اُدھر سے ہی دیکھ لوں گی جو لینا ہے۔"

رابعہ کا بتایا ہوا یہ مارٹ مین روڈ پر تھا۔حارث نے احتیاط سے ہی خود کو پولیس کی نظروں سے بچایا۔اور مارٹ پہنچ کر موٹر سائیکل پارک کر دی۔پھر رابعہ کے ساتھ مارٹ میں داخل ہوا۔پہلی بار کا تجربہ تھا۔اندر ہیٹر چل رہے تھے اور داخل ہوتے ہی حارث کے چہرے پر پسینہ آیا تھا۔

"یہاں رش کتنا ہے۔"

اور رابعہ نے حارث کا بازو پکڑ لیا۔

"ہم پہلے اس طرف جائیں گے۔"

رابعہ حارث کو سب سے پہلے کسی الیکٹرونک ایسیسیریز والے حصے میں لے گئی۔پھر کاؤنٹر کے پاس جا کر اس نے ہیلپر سے کچھ پوچھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جتنی یہاں عوام خریداری کے لیے آئی ہوئی ہے تقریباً اتنی ہی یہاں ان کی مدد کے لیے کھڑی ہے۔"

حارث نے ارد گرد دیکھا۔ کالے یونفارم پر اپنے نام کے بیج لگائے کئیں لڑکے لڑکیاں لوگوں کی مدد کر رہے تھے۔ پھر جب حارث نے رابعہ کو دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ہیئر ڈرائیر تھا۔ ہیلپر نے اس ڈرائیر کا سوئچ پیچھے بورڈ میں لگایا۔ اور رابعہ اس ڈرائیر سے نکلتی ہوئی گرم ہوا چیک کرنے لگی۔

"یہ کیا فضول چیز لینے لگی ہے۔"

حارث نے ڈبے پر دیکھا۔ رقم کا ٹیگ سامنے تو نہیں دکھ رہا تھا۔ اور قیمت کا اندازہ وہ لگا نہیں پایا۔ بس اتنا جانتا تھا کہ ان کے گھروں میں یہ کبھی استعمال نہیں ہوا۔

"اس سے تھوڑا ہلکا والا دکھائیں۔"

اب رابعہ کے آگے کوئی سفید ڈبہ تھا۔ اس ڈبے پر گہرے رنگ سے برینڈ کا نام لکھا تھا۔ رابعہ اس کا سوئچ بھی بورڈ میں لگوا رہی تھی۔ اور حارث کو ڈبے پر سامنے کی طرف لگا ہوا سٹیکر نظر آیا۔ اس سٹیکر پر ہیئر ڈرائیر کی قیمت لکھی ہوئی تھی۔

"اگر ہلکے والا اتنے کا ہے تو اچھے والا پھر پتہ نہیں کتنے کا ہو گا۔"

حارث نے سوچا۔ پھر سر جھکایا۔

Novels by Hania Masood Khan

"تم نے یہ سب لینا تھا؟"

پھر اپنی حیرت ظاہر کی۔

"یہ ضروری ہے، آپ دیکھنا... آپ کے بھی بہت کام آئے گا۔"

رابعہ کو اب اس ہیلپر نے تیسرا ڈبہ بھی کھول کر دے دیا تھا۔

"یہ فضولیات ہیں، رابعہ۔"

حارث سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ اس کو گیس والا ہیٹر لے دوں گا تاکہ بجلی کا بل قابو میں کیا جا سکے لیکن اس نے اب یہ سب بھی لازمی لینا تھا۔"

"آپ بتائیں کونسا والا فائنل کروں؟ مجھے یہ والا ٹھیک لگ رہا ہے۔"

رابعہ اپنا اندازہ لگا کر اس سے پوچھ رہی تھی۔ اور حارث تو چاہتا تھا کہ وہ دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ لے۔

"جو تمہیں ٹھیک لگے۔"

وہ ہیلپر اگر حارث کا منہ نہ دیکھ رہا ہوتا تو شاید حارث رابعہ کو کہہ بھی دیتا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سب خریدنے کی۔

اور پھر رابعہ کو جو ٹھیک لگا، رابعہ نے وہ لے لیا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"یہ بہت کام کی چیز ہے۔"

ڈبہ اٹھا کر رابعہ حارث کو بتا رہی تھی۔

"پیسے کہاں دینے ہیں اس کے؟"

دکان کی جو بھی سیل تھی اس وقت اس کی جیب میں ہی تھی۔

"اس کے پیسے میں دے دوں گی۔"

حارث نے اس کے چہرے کو دیکھا۔اور وہ اس کاؤنٹر تک جانے لگی جہاں پہ بلنگ ہو رہی تھی۔

"نہیں میں اب لے آیا ہوں تمہیں تو پھر پیسے بھی میں دے ہی دوں گا۔"

حارث نے جیب سے والٹ نکال لیا تھا۔رابعہ نے حارث کا والٹ دیکھا۔اس کا لیدر خراب ہو چکا تھا۔

"یہ میں نے اپنی مرضی سے لیا ہے اس لیے اس کی پیمنٹ مجھے کرنے دیں۔اور جو آپ اگر مجھے خود لے کر دیں گے تو اسکا بل آپ دے دینا۔"

رابعہ نے اپنے پرس سے ہزار ہزار کے نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیے۔

"مطلب ابھی اس نے اور بھی بہت کچھ لینا ہے۔لیکن مجھے تو اس کی ہر چیز ہی فضول لگے گی۔تو سارے پیسے کیا یہی دے گی؟لیکن یہ بھی اپنی سلامی والے پیسے خرچ کر رہی ہے۔

Novels by Hania Masood Khan

اور جب میرے خرچ ہو گئے تو اس کے بھی ہو ہی سکتے ہیں۔ اور اپنی مرضی سے ہی خرچ کر رہی ہے، کونسا مجھ سے پوچھ کر کر رہی ہے۔"

اب رابعہ حارث کے ساتھ کی چین والے ایریا میں آئی۔ اور اسے کہا کہ وہ ایک اپنی چابی کے لیے پسند کر لے۔ ویسے حارث کی چابی پر بھی ایک پرانی سی کی چین لگی تو ہوئی تھی۔ اور وہ بھی وہ جو ٹوٹی ہوئی تھی۔

"کی چین تو لے ہی سکتا ہوں میں۔"

وہ کی چین دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی بڑے بڑے ڈبوں میں والٹ رکھے تھے۔ وہیں سے رابعہ نے حارث کے لیے بھی ایک اٹھا لیا۔ نیچے سے انہوں نے اور اتنا کچھ نہیں لیا تھا۔ اصل دیر تو انہیں برتنوں والے سیکشن میں لگی تھی۔ اور یہاں رابعہ پتہ نہیں کچن کے لیے کونسے ڈبے اور کونسی بوتلیں اٹھا رہی تھی۔

"تم بہت فضول خرچی کر رہی ہو، رابعہ۔"

حارث کا خون انتشار میں تھا۔

"مجھے فریج میں آٹا رکھنے کے لیے ڈھکن والا ڈبہ چاہیے۔ اور یہ روٹیوں والے رومال سستے تو ہیں۔ دیکھیں نوے روپے میں دو مل رہے ہیں۔"

کاش یہ سب دیکھنے میں حارث کو دلچسپی ہوتی۔

Novels by Hania Masood Khan

"ٹھیک ہے، آج غلطی سے تمہیں لے آیا ہوں تو جو لینا ہے لے لو، لیکن آئندہ میرے ساتھ تم کبھی بھی کسی بڑے مارٹ میں نہیں جاؤ گی۔ اب بیس منٹ ہیں تمہارے پاس۔"

وہ ہاتھ باندھ کر ایک طرف کو ہو گیا۔

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔"

پھر رابعہ نے حارث کا بازو پکڑ کر گراسری کا بھی ایک چکر لگایا۔

"آئندہ میں واقعی اسے اپنے ساتھ کبھی یہاں نہیں لاؤں گا۔"

رابعہ نے ڈرائے فروٹس کے چھوٹے چھوٹے دو پیکٹ اٹھا کر باسکٹ میں رکھے۔ پھر کوئی بسکٹ کا ڈبہ اٹھایا۔ انسٹینٹ سوپ کے تین الگ الگ پیکٹس نکالے۔ اور پھر آگے بڑھنے لگی۔

"اور مجھے اسے پہلے ہی کہہ دینا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں ایسے مارٹ میں آ کر خریداری نہیں کی جاتی۔"

جو سامان وہ خرید چکے تھے وہ حارث کے ہاتھ میں تھا۔

"اب بس کرو، رابعہ۔ تم نے یہاں آٹھ بجا دیئے ہیں۔"

"بس کچن کے لیے میں نے ٹشو رول لینا ہے۔ اور لیکوئڈ سوپ۔ یہ دیکھیں نا اُس صابن سے میرے ہاتھوں کا کیا حال ہو گیا۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اس وقت حارث ناک بھنوئیں چڑھا کر دیکھ بھی لیتا تو کہاں اسے احساس ہوتا۔

"نمٹاؤ بس تم جلدی۔"

اور نمٹاتے وقت رابعہ نے دو مگز خریدے۔اب تک کی شاپنگ کی سب سے زیادہ غیر ضروری چیز۔

جب وہ لوگ مارٹ سے فارغ ہو کر نکلے تو رابعہ نے مارٹ کے باہر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے کیبنز ٹائپ سٹالز کو دیکھا۔سب سے پہلے اس کی نظر آئس کریم پر گئی لیکن جیسا موسم تھا وہ بالکل بھی آئسکریم نہیں کھانے والی تھی۔

"تم یہ سامان پکڑو، میں موٹر سائیکل لے کر آتا ہوں۔"

حارث اس کی نظریں بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"یہاں سے کچھ لیں کھانے کے لیے؟"

رابعہ نے ایک ہاتھ میں کچھ بیگز پکڑ لیے۔اور دوسرے ہاتھوں سے سامنے اشارہ کرنے لگی۔

"تم لوگوں نے کیا گھر کھانے میں کچھ نہیں بنایا؟"

حارث نے اس کے دوسرے ہاتھ میں بھی سامان تھما دیا۔

"وہ کارن لے لیتے ہیں ہم۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

حارث نے سامنے پیلی اور سفید روشنیوں والے بلبوں کو دیکھا۔ پھر اس سٹال کا نام پڑھا۔ چیزی مصالحہ کارن۔ شیشے کا کیبن بھاپ سے دھندلا ہو رکھا تھا۔ اور اندر بڑی سی سٹیل کی ٹرے میں ابلی ہوئی مکئی کے دانے تھے۔ ان کے نیچے کچھ تو جل رہا تھا کہ وہ اب تک گرم تھے۔ ہر آرڈر پر جب وہ لڑکا بڑی سی چمچ سے کاغذ کے موٹے کپ میں مکئی کے دانے ڈالتا تو دھواں اوپر کو اٹھتا۔ اس لڑکے نے لال رنگ کا ایپرن پہنا ہوا تھا۔ سٹیل کی ٹرے کے ایک طرف کچھ ڈبے بھی رکھے تھے۔ اور ان پہ مختلف نام ٹیپ کی مدد سے چپکائے ہوئے تھے۔ اور ایک طرف چیز کا بڑا سا بلاک رکھا تھا جو وہ مصالحہ ڈالنے کے بعد سیدھا کپ پر کدوکش کرتا تھا۔ مکھن اور مصالحوں کی ایسی خوشبو تھی کہ یہاں فاصلے سے ہی محسوس ہو رہی تھی۔

"اور ہم نے تو بچپن میں ریڑھی سے خرید کر مکئی کھائی تھی۔ وہ بھی پانچ روپے میں مل جاتی تھی۔"

"میکسیکن سپائسی یا ایکسٹرا چیز؟"

حارث جب کپ لینے گیا تو اس ایپرن والے لڑکے نے اس سے پوچھا۔ میکسیکن سپائسی سے کیا مراد تھی اسے کچھ نہیں پتہ تھا اسی لیے اس نے ایکسٹرا چیز والا کپ بنوایا۔ ایک کپ ہی دو سو روپے کا تھا کہ حارث نے اپنے لیے نہیں لیا۔ پھر رابعہ نے وہ کپ موٹر سائیکل

Novels by Hamna Nasood Khan

کے پاس کھڑے ہو کر کھایا۔ جب کہ حارث سامان والے بیگ موٹر سائیکل کے ہینڈل پر لٹکا کر اسے کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کا ماسک اس وقت تھوڑی پر تھا۔ رخ دیوار کی طرف تھا۔ جہاں موٹر سائیکل کھڑی تھی وہاں نہ اتنی روشنی تھی اور نہ ہی رش۔

"آپ کو بھی ٹیسٹ تو کرنا ہی چاہیے۔"

کپ میں آخری دو چمچ بچے تھے۔ رابعہ نے آگے کیا تو حارث نے کپ پکڑ لیا۔ جب کھا کر دیکھا تو واقعی بہت اچھا ذائقہ تھا۔

"اچھا تھا۔"

پھر حارث نے تعریف بھی کر دی۔ اب وہ واپسی کے راستے پر تھی۔ سب کچھ بھول بھال کے رابعہ حارث کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سکون سے بیٹھی تھی۔ چہرے پر زیادہ ہوا لگتی تو حارث کی گردن پر ماتھا ٹکا کر چہرہ چھپا لیتی۔ یکدم حارث نے موٹر سائیکل آہستہ کر دی۔

"کیا ہوا؟"

رابعہ نے سامنے دیکھا تو پولیس کا ڈالا کھڑا ہوا تھا۔ اور موٹر سائیکل سواروں کو روک کر وہ لوگ چالان کاٹ رہے تھے۔ اور کسی کو اس کی موٹر سائیکل سمیت ڈالے میں ڈال رہے تھے۔

"ہیلمٹ نہیں ہے میرے پاس۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث نے دانت پیس کر بتایا۔ پھر وہ موٹر سائیکل موڑنے لگا۔

"میں آپ کے ساتھ ہوں، شاید اس وجہ سے وہ آپکو نہ روکیں۔"

اور رابعہ کے کہنے پر حارث نے رسک لے لیا۔ پھر ان دونوں کو پتہ چلا کہ پولیس کسی کو بھی نہیں بخش رہی تھی۔ ہاں بس یہ ہوا تھا کہ ان کی موٹر سائیکل کو فٹ پاتھ کے قریب کر کے روکا گیا تھا۔ رابعہ پہلے حارث کا کندھا پکڑ کر بیٹھی رہی۔ پھر فٹ پاتھ پر اتر گئی۔

"اب دیکھ لو، چالان کٹ رہا ہے ہمارا۔"

حارث کو بھی موٹر سائیکل کا انجن بند کرنا پڑا۔ اچانک ٹھنڈ بھی کچھ زیادہ لگنے لگ گئی۔

"ہیلمٹ کی وجہ سے؟"

رابعہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔

"فی الحال ہیلمٹ کی وجہ سے۔"

حارث نے بھی پریشانی سے ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھا ہوا تھا۔ اس پر تین ہزار روپے کا چالان کٹا تھا۔ اور پولیس والا خاص طور پر بتا گیا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی لیڈی نہ ہوتی تو لائسنس اور ہیلمٹ کی وجہ سے اس کا کریمینل ریکارڈ بنتا۔ چاہے گھنٹے کے لیے ہی لیکن اسے سلاخوں کے پیچھے جانا پڑتا۔

Novels by Hamna Masood Khan

چالان کے چکر میں انہیں اور دیر ہو گئی۔ گھر پہنچنے تک رابعہ کی ساری خوشی ختم ہو گئی تھی۔ وقت بھی ساڑھے نو کا ہو رہا تھا۔ امی کھانا بھی کھا چکیں تھیں۔ اور کمرے کی لائٹ بند کر کے لیٹ بھی گئیں تھیں۔

''عبایہ اتار کر چائے تو رکھو زرا تم۔''

حارث نے امی کے کمرے میں جانے سے پہلے رابعہ سے کہا۔ وہ اپنا سکارف ہی کھول رہی تھی۔

''کھانا نہیں کھائیں گے آپ؟''

''سر میں درد ہے میرے۔''

موٹر سائیکل سے سارا سامان اتار کر اس نے فریج کے آگے بچھی ہوئی چارپائی پر رکھا۔ رابعہ کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔ حارث نے امی کو آواز دی تو وہ اٹھیں۔ کچھ دیر پہلے ہی ان کی آنکھ لگی تھی۔

''دیر ہو گئی تم لوگوں کو۔''

''ہمم... وہ بس پولیس نے ناکا لگایا ہوا تھا اسی چکر میں رکنا پڑ گیا۔ آپ بتاؤ، کھانا ڈلواؤں آپکا؟''

حارث بیٹھا نہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں میں نے تو کھالیا تھا۔ تم لوگوں نے کھانا ہے تو اپنا ڈال لو۔ اور یہ ہیٹر لے جاؤ اپنے کمرے میں، تم لوگوں کا کمرہ خوب ٹھنڈا ہو رہا ہو گا۔"

ہیٹر ویسے بھی بند پڑا تھا۔ تار سمیٹ کر حارث نے باہر نکال لیا۔ پھر امی کے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے چارپائی سے بھی سارا سامان اٹھا لیا۔

"تم چائے لے کر کمرے میں آ جانا، میں سامان لے کر جا رہا ہوں۔"

دو کپ چائے ڈش میں رکھ کر وہ اوپر کمرے میں آئی۔ حارث بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرمئی رنگ کی ایک پرانی سی ڈائری تھی۔ اور نیلے پین سے اسی پر کچھ لکھتے ہوئے اس نے والٹ سے پیسے نکال کر الگ الگ صفحات کے درمیان میں رکھے۔ جو سامان وہ خرید کر لائے تھے وہ بھی رابعہ والی سائیڈ پر کمبل کے اوپر ہی رکھ دیا تھا۔ اور ہیٹر حارث نے بورڈ کے پاس سیٹ کیا تھا لیکن ابھی اسے چلایا نہیں تھا۔

"کھانا نہیں کھائیں گے تو آپ کے سر میں زیادہ ہی درد ہو گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے ڈائری بند کر کے اپنی طرف کے پہلے دراز میں رکھ دی۔ والٹ جو پیسے ڈائری میں رکھنے کے بعد اب تقریباً خالی ہو چکا تھا اسے میز کے اوپر ہی رکھ دیا۔ پھر وہ سیدھا ہوا۔ رابعہ نے ڈش اس کے سامنے رکھی۔ اور اس نے ٹانگیں سمیٹ لیں۔

"چائے سے ٹھیک ہو جائے گا۔"

حارث دو کپ چائے کو دیکھ رہا تھا۔ کل تو اس نے اپنی چائے نہیں بنائی تھی لیکن آج شاید اسے بھی طلب محسوس ہو رہی تھی۔

"ابھی ہم جو بسکٹ لائے ہیں اس میں سے ایک پیکٹ نکال لیتی ہوں۔"

رابعہ اٹھی اور شاپنگ بیگز کو کھولنے لگی۔ وہ پلاسٹک کے زپ لاک سے بند تھے۔ اور اسی وجہ سے کھل نہیں رہے تھے۔

"قینچی تو ہمارے کمرے میں نہیں ہے۔"

حارث کو دیکھ کر جیسے وہ بتا رہی تھی۔

"لاؤ میں کھول دیتا ہوں۔"

حارث نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"یہ ہاتھ سے نہیں کھلتا۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر بھی رابعہ نے اسے وہ سفید رنگ کا شاپنگ بیگ تھما دیا۔ اور حارث نے ہاتھ سے ہی اس پلاسٹ کے لاک کو اتنی زور سے کھینچا کہ وہ کھل گیا۔ اس کا ہاتھ ایک مضبوط ہاتھ تھا۔ اور رابعہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

"تم اپنے لیے تو کھانا لے آتی۔"

شاپنگ بیگ اسے دے کر حارث نے اپنا کپ اٹھا لیا۔ رابعہ نے اس میں سے ڈبہ نکالا۔ اور پھر ڈبے میں سے بسکٹ کا پیکٹ نکال کر کھولا۔ اور ڈش میں رکھ دیا۔

"میں نے تو وہ کارن زیادہ کھائی تھیں، اس لیے مجھے بھوک محسوس نہیں ہو رہی۔"

رابعہ نے ایک بسکٹ اٹھایا۔ پھر چائے میں ڈبو دیا۔

"ہیٹر چلانا ہے تو چلا لو تم۔"

"آپ اوپر لے آئے؟"

بورڈ کے پاس رکھے ہوئے ہیٹر پر اس نے اب دھیان دیا تھا۔

"ہاں... امی کہہ رہی تھیں کہ اوپر لے آؤں کیونکہ کمرے میں ٹھنڈ ہو گی۔"

"آپ کے اس والٹ میں کتنا سامان ہے؟"

رابعہ نے بسکٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔ پھر چائے کا گھونٹ پیا۔ میز پر رکھے اس پرانے لیدر والے والٹ کو دیکھ رہی تھی۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

"کچھ کاغذ ہی ہیں۔"

حارث نے گردن موڑ کر والٹ کو دیکھا۔

"وہ آپ نکال لیں کیونکہ میں آپ کے لیے نیا والٹ لے کر آئی ہوں۔"

اچانک ہی اسے ایکسائٹمنٹ ہوئی۔ پھر اس نے چائے کا کپ ڈش میں رکھا۔ سفید بیگز کو ہاتھ سے دبا کر چیک کرتے ہوئے والٹ والا بیگ ڈھونڈا۔ اور پھر وہ بیگ حارث کے سامنے کیا۔

"اس کو بھی کھول دیں آپ۔"

حارث کے ہاتھ میں بھی بسکٹ تھا۔ چائے کے بھی دو گھونٹ ہی بچے تھے۔

"رکھو... میں چائے پی کر کھولتا ہوں۔"

حارث نے رابعہ کو اپنا کپ دکھایا۔

"دو سیکنڈ میں تو کھینچ کر کھول دیا تھا آپ نے پہلے والا۔"

رابعہ نے سفید بیگ پیچھے نہیں کیا۔ اور حارث کو پکڑنا پڑا۔

"تم اتنی فضول خرچ ہو، تمہارے ابو غصہ نہیں ہوتے تھے تم پر؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اپنی خریداری کی زیادہ تر پیمنٹس رابعہ نے خود کی تھیں۔ بس ایک دو جگہوں پر ہی حارث نے پیسے دیے تھے۔ زپ لاک کھولتے ہوئے حارث کے دماغ میں یہ بات آئی تو اس نے پوچھ لیا۔ رابعہ نے حیرانی سے دیکھا۔

"میں امی کے ساتھ مہینے میں ایک دفعہ ہی مارٹ جاتی تھی۔ یا کبھی راحیل بھائی آجائیں تو دوسرا چکر تب لگ جاتا تھا۔ ہر مہینے امی نے کچن کا سودا وغیرہ لینا ہوتا تھا اور میں اپنے جیب خرچ سے جو سمجھ میں آتا تھا وہ لے لیتی تھی۔ لیکن میں فضول خرچ تب بھی نہیں تھی۔ اب بھی نہیں ہوں۔"

اور جو بیگ حارث نے کھول کر دیا رابعہ نے اس میں سے حارث کے لیے والٹ نکالا۔ وہ سیاہ رنگ کا اچھے لیدر والا والٹ تھا۔ جو لمبائی کی صورت میں تھا۔ رابعہ نے حارث کو دینے سے پہلے ناخن سے خرچ کر اس کی قیمت والا سٹیکر نکال دیا۔

"تمہارے پیسے ہیں، تمہاری مرضی ہے۔ خرچ کرنے سے میں تمہیں نہیں روک رہا لیکن تم اپنے پیسوں کو بچا بھی سکتی تھی۔"

وہ خود بھی پیسے بچاتا تھا۔ اسے بھی وہی مشورہ دے رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تو آپ بھی بس مجھے مہینے میں ایک بار ہی مارٹ پر لے جایا کرنا، وہ بھی تب جب آپ نے کچن کا سودا لینا ہو۔ میں بھی پھر تھوڑا بہت کچھ لے لیا کروں گی۔ اور اپنے والٹ سے سامان نکال کر دیں... میں وہ آپ کو اس والٹ میں سیٹ کر کے دیتی ہوں۔"

رابعہ نے ہاتھ آگے کیا۔ پھر حارث نے اپنے والٹ سے سامان نکالا۔ والٹ اسے دے دیا۔ اس کا شناختی کارڈ، دکان کا کارڈ اور کچھ پرچیاں تھیں جن پر حساب کتاب لکھا تھا۔ اور اس کے علاوہ چار سو روپے تھے۔ رابعہ نے اپنے حساب سے اس کے نئے والٹ کی ترتیب بنائی۔ اور پھر اسے واپس دے دیا۔

"اسے میری طرف سے گفٹ سمجھ کر رکھ لیں۔"

پھر وہ اپنی بچی ہوئی چائے پینے لگی۔ حارث نے بس ہلکی سی گردن ہلائی۔

"اور اب آپ بتائیں کہ ہیلمٹ کا کیا کریں گے؟"

ڈش اٹھاتے ہوئے رابعہ کو یاد آگیا۔

"صبح جاتے ہوئے لوں گا۔"

اس نے مسہری سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے تو پیسے ہی نہیں رکھے آپ نے والٹ میں۔"

Novels by Hania Nasoor Khan

ابھی اپنے ہاتھوں سے اس نے چار سو روپے رکھے تھے۔اور کہہ بھی وہ ٹھیک رہی تھی۔ کیونکہ تین ہزار کے چالان سے تو بہتر ہی تھا کہ وہ تین ہزار میں کوئی ہیلمٹ لے لیتا۔

"صبح رکھ لوں گا۔"

"اور اگر ابھی تھوڑی دیر تک آپ کو بھوک لگے تو مجھے بتا دینا میں آپ کو کھانا گرم کر کے لا دوں گی۔"

چائے ختم کر کے رابعہ نے بیڈ پر سے ڈش اٹھالی۔ پھر خریدے ہوئے سامان کو اس کی جگہ پر رکھنے لگی۔ سارے بیگز اس نے حارث سے ہی کھلوائے تھے۔اور جو بھی نیچے لے جانے والا سامان تھا اسے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا تھا تاکہ وہاں سے صبح نیچے لے جائے۔ حارث موبائل دیکھ رہا تھا۔ رابعہ اپنی طرف سے سب کچھ سمیٹ کر ہی بستر پر آئی۔

"ہیٹر نہیں چلایا تم نے؟"

حارث کو پتہ تھا کہ اپنے ٹھنڈے ہاتھ پاؤں اب وہ اسی کو لگائے گی تبھی اس نے پوچھا۔

"آپ اس وقت خود ہیٹر ہی تو بنے ہوئے ہیں۔"

اپنے دونوں ہاتھ اس نے حارث کے بازو کے نیچے رکھے۔ دونوں پاؤں اس کی پنڈلیوں کے نیچے گھسا دیئے۔ حارث نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"مجھے آج لگ رہا تھا کہ شاید مجھے بخار ہونے والا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اپنی آنکھیں بند کر کے وہ حارث سے کہہ رہی تھی۔اور حارث کو یاد آیا کہ کل بھی شاید اس نے جسم درد کی گولیاں کھائی تھیں۔

"کیوں؟"

اپنا موبائل رکھا اور حارث لیٹ گیا۔متوجہ اس کی طرف ہو گیا۔

"میرے جسم میں بہت درد ہو رہا ہے دو دن سے اور ایسا اکثر تب ہوتا ہے جب مجھے بخار ہونا ہو۔ایسے جیسے میں کمرے میں آنے کے لیے سیڑھیاں بھی چڑھتی ہوں تو تھک رہی ہوں۔"

رابعہ کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔حارث اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تم نے کل جو گولیاں کھائیں تھیں اس سے ٹھیک نہیں ہوا؟"

"صبح لگ رہا تھا کہ ہو گیا ہے پر دن کے وقت پھر سے محسوس ہو رہا تھا۔اور ابھی مارٹ میں جو دو تین گھنٹے چل کر شاپنگ کی ہے نا تو اس وقت تو پتہ نہیں چل رہا تھا لیکن اب جب لیٹی ہوں تو پھر سے محسوس ہو رہا ہے۔اگر میں بیچ میں اٹھی تو دو گولیاں لے لوں گی۔ فی الحال زرا میں ہاتھ پاؤں گرم کر لوں۔"

اور حارث کو تو لگ رہا تھا کہ وہ سو جائے گی۔

"میں دے دوں تمہیں گولیاں؟ تمہاری طرف کے دراز میں رکھی ہوئی ہیں نا؟"

Novels by Hania Masood Khan

"نہیں... بلکہ آپ لیٹے رہیں، میں آپکا سر دبا دیتی ہوں۔"

اس نے حارث کے بازو کے نیچے سے اپنا دایاں ہاتھ نکالا۔ پھر اس کے ماتھے پر رکھ دیا۔ آنکھیں اس کی اب بھی بند تھیں۔

"چائے پینے سے بہتر ہو گیا ہے۔"

حارث نے اس کا ہاتھ پکڑ کے واپس کمبل کے اندر کر دیا۔ پھر اس کی کلائی کو ہلکے ہاتھ سے دبانے لگا۔ اوپر بازو تک آ گیا۔ پھر کندھے تک۔ رابعہ کو اتنا آرام ملا کے انکار کرنے کے بجائے اس نے دوسرا ہاتھ بھی اس کے آگے کر دیا۔

"زور سے تو نہیں دبا رہا؟"

کیا پتہ اپنی طرف سے اس نے ہلکا ہاتھ رکھا ہوا اور رابعہ کے لیے زیادہ ہو۔

"اچھا دبا رہے ہیں آپ۔"

"امی کے گھٹنے دباتا رہتا ہوں میں۔ اور مجھے پتہ ہے کہ کیسے دباتے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں کہ ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر بس خود ہلتے رہو۔ اور زور بالکل لگاؤ ہی نہیں۔"

وہ اسے جتا رہا تھا۔ شاید تنگ کر رہا تھا۔ کیونکہ طنز کرنے کا انداز ایسا نہیں ہوتا جیسا حارث کا ابھی تھا۔

"میں نے آدھا گھنٹہ دبایا تھا آپ کا سر اور اب آپ مجھے ایسے کہہ رہے ہیں۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

ٹانگ فولڈ کر کے اب اپنی پنڈلیاں بھی اس سے دبوا رہی تھی۔ ساتھ میں منہ بھی بنا رہی تھی۔

"تم نے اگر ہلنے سے زیادہ زور دبانے پہ رکھا ہوتا تو مجھے افاقہ ضرور ہوتا۔"

رابعہ نے اپنے ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور اسے دور دھکیل دیا۔

"اچھا... بس ٹھیک ہے۔ مجھے بھی نہ دبائیں اب آپ۔"

رابعہ نے اسے پیچھے کر کے اپنے تکیے کے درمیان میں سر رکھ لیا۔

"پیچھے اس لیے کر رہی ہو نا کیونکہ تمہارا درد ٹھیک ہو گیا ہے۔"

رابعہ کا سر ہاں میں ہلا تھا۔

" لیکن میری تھکاوٹ کا کیا، رابعہ؟"

حارث نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اسکی بولتی بند ہو گئی۔

رات سمٹنے لگی۔ اور سنگھار میز کے پیچھے بند کھڑکی کے شیشے پر کہرہ ان کی سانسوں کی طرح دھیمے دھیمے پھیلنے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

ان دونوں کی زندگی کا اگلا ہفتہ پر سکون گزرا۔اب تو دکانداری بھی کافی اچھی شروع ہو گئی تھی۔اسی وجہ سے حارث کو کسی حد تک اطمینان ملا تھا۔اور رابعہ تھوڑا بہت گھر کی ترتیب اپنے مطابق کر چکی تھی۔اسی لیے اسے بھی اب آسانی تھی۔

پر آج وہ عصر کے وقت نیچے آئی تھی۔پھر اس نے امی کے لیے چائے بھی بنائی تھی۔پر وہ دوبارہ اوپر چلی گئی تھی۔سالن تو وہ دن کو ہی بنا چکے تھے۔اور حارث کی امی سے روٹی کا اس نے کہا تھا کہ وہ کھانے کے ٹائم بنا دے گی۔حارث جب گھر آیا تو عادتاً موٹر سائیکل کا انجن بند کرتے ہوئے اس نے رابعہ کو آواز دی۔پر رابعہ نہیں تھی۔خلافِ معمول کچن کی بتی بند تھی۔ پھر وہ امی کے کمرے میں گیا۔

"رابعہ؟"

سلام کے بعد امی سے اس نے اس کے متعلق پوچھا۔

"اوپر اپنے کمرے میں ہے وہ۔"

امی نے اسے بتایا۔اس وقت ساڑھے چھے بج رہے تھے اور وہ کوئی ڈرامہ ریپیٹ پر دیکھ رہیں تھیں۔

"خیریت؟"

ایک تو ان ڈراموں کی دلچسپی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"مجھے نہیں پتہ، شاید طبیعت ٹھیک نہ ہو اس کی، یا شاید سو گئی ہو۔"

حارث نے امی کے کمرے کی میز پر چائے کا ایک کپ دیکھا۔ یقیناً شام میں امی نے اکیلے ہی چائے پی تھی۔ لیکن شام کی چائے تو بناتی بھی رابعہ تھی۔

"چائے پینے آئی تھی وہ نیچے؟"

"ہاں... آئی تھی۔ لیکن صرف اس نے مجھے ہی بنا کر دی تھی، اپنی نہیں بنائی تھی۔"

امی کا زیادہ دھیان اب بھی ٹی وی پر ہی تھا۔

"اور کہہ رہی تھی کہ عشاء تک تازہ روٹی بنا دے گی۔ سالن تو دن میں بنا لیا تھا ہم نے، بس اب گرم ہی کرنا ہے۔"

"میں دیکھ کر آتا ہوں اسے۔"

اپنا مفلر اور گلوز اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ پھر امی کے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ اوپر پہنچا۔ دروازہ کھولا تو سامنے بیڈ پر اسے ڈھونڈا۔ اور وہ کمبل میں سر تک چھپی ہوئی تھی۔ حارث والی سائیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اور پاس ہی اس کے وہ بجلی والا ہیٹر چل رہا تھا۔ کمرہ خوب گرم تھا۔

"یہ کونسا وقت ہے سونے کا، رابعہ؟"

Novels by Hamna Yasood Khan

پیچھے دروازہ بند کر کے اس نے پردے سیدھے کیے۔ رابعہ نے اس کی آواز سن کر کمبل سے سر نکالا۔ پھر اٹھ کر بیٹھنے لگی۔

"سو نہیں رہی تھی میں۔"

اس کا لہجہ لاغر سا تھا۔ حارث چلتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔

"پھر؟"

حارث نے اپنا مفلر اور گلوز بیڈ پر رکھے۔ جیب سے موبائل اور والٹ نکال کر جیب خالی کی۔

"کچھ نہیں۔"

رابعہ نے اپنا وزن ایک ہاتھ پر ڈالا ہوا تھا۔ ٹانگیں فولڈ کر کے وہ ترچھے رخ سے بیٹھی تھی۔

"بخار ہو گیا ہے تمہیں؟"

حارث نے اس کی تھوڑی اوپر کر کے اس کے گال پہ ہاتھ رکھا۔ حارث کا ہاتھ ٹھنڈا تھا۔ رابعہ کا گال گرم۔ لیکن ہیٹر کی وجہ سے گرم تھا، تپ بالکل بھی نہیں رہا تھا۔

"نہیں، بخار نہیں ہے۔"

رابعہ نے سر پھر نیچے کر لیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"پھر کیا مسئلہ ہے؟ مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہی تم۔"

"ان کو پتہ نہیں کیسی فکر ہو رہی ہے کہ پیار سے پوچھ بھی نہیں رہے۔ اور کیا پتہ یہ آگے سے کیسا ری ایکشن دیں گے۔"

وہ لاغر دماغ کے ساتھ اتنا ہی سوچ رہی تھی۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں، رابعہ۔"

حارث نے اس کو کندھے سے ہلایا۔ رابعہ نے سر اٹھایا۔

"جیسے آپ بات کر رہے ہیں ایسے پھر میرا دل نہیں کر رہا کہ میں آپ کو جواب دوں۔"

رابعہ نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔ لہجہ ایسا تھا کہ جیسے وہ رو دے گی۔

"اس کی طبیعت نہیں لیکن شاید اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ دس بار کہا بھی ہے کہ جب تک مجھے اپنا مسئلہ بتائے گی نہیں تب تک مجھے الہام کیسے ہو گا۔"

حارث نے اپنی تھوڑی کو مسلا۔ پھر بیڈ پر بیٹھ کر اپنے شوز اتارنے لگا۔

"جواب نہیں دینا تو مت دو، لیکن جاؤ، ایک کپ چائے بناؤ میرے لیے۔ میں بھی ہاتھ منہ دھو کر نیچے آتا ہوں۔ پھر سات بجے نماز پڑھنے جاؤں گا۔"

"انہیں تو میری کوئی فکر ہی نہیں ہے۔"

رابعہ نے اس کی پشت کو دیکھا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"مجھے چکر آرہے ہیں اس لیے میں لیٹی ہوئی ہوں۔"

رابعہ نے واپس سر تکیے پر گرالیا۔ حارث باتھروم کا بلب جلا چکا تھا۔ پر دروازے پر ہی ٹھہر گیا۔

"تو میں کہہ تو رہا ہوں کہ مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

پھر حارث پلٹا۔ اب اس کے چہرے پر نرمی تھی۔

"ہاں... تو خراب ہے میری طبیعت۔ اسی لیے اپنے کمرے میں ہوں، ورنہ میں آپ کے آنے سے پہلے کبھی اوپر نہیں آتی۔"

وہ مری مری آواز میں بات کرتے ہوئے آنکھیں بند کر چکی تھی۔

"بخار تو نہیں ہے تمہیں۔"

حارث اس کے پاس بیڈ پر ٹک گیا۔

"لڑکیوں کی طبیعت صرف بخار کی وجہ سے تو خراب نہیں ہوتی۔"

اس نے دانت چبا کر کہا۔ حارث خاموش ہو گیا۔

"ان کو سمجھ آگئی کہ میں کیا کہہ رہی تھی؟"

رابعہ نے خاص طور پر آنکھیں کھول کر حارث کو دیکھا جو تکیہ گھور رہا تھا۔

"کچھ چاہیے تمہیں؟"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے ٹھہر کر پوچھا۔ چہرے کے تاثرات عام سے تھے۔ وہی سنجیدہ سے۔

"میں کب سے انتظار تو ان کا ہی کر رہی تھی لیکن اب سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کہوں۔"

"کچھ چاہیے تو بتاؤ... لا دیتا ہوں تمہیں۔"

حارث نے اب اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ رابعہ اس کی آنکھوں میں کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں چاہیے۔ مجھے بس درد ہے اس لیے میں لیٹ گئی تھی۔ چکر بھی آ رہے تھے۔"

"تو تم نے امی کو بتایا؟ وہ کچھ بتا دیتی تمہیں کیونکہ مجھے اتنا کچھ پتہ نہیں ہے اس بارے میں۔"

رابعہ نے دائیں بائیں سر ہلا دیا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔"

رابعہ کھسک کر اس کے قریب ہو گئی۔ یہ اس کا لاڈ نہیں تھا۔ وہ بس تسلی چاہتی تھی۔

"تمہیں امی کو بتانا چاہیے تھا، انہیں تو لگا کہ شاید تم سو گئی تھی۔"

"مجھے لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ کہیں نا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے منمنا کر کہا۔ حارث کا ہاتھ بیڈ پر دھرا تھا۔ ہاتھ کی پشت پر موٹی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ رابعہ نے اس رگ پر انگلی پھیری۔ اس ہاتھ کو ہی دیکھتی رہی۔

"وہ کیوں تمہیں کچھ کہیں گی؟"

حارث نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے لگا کہ شاید وہ ہماری طرف سے خوشخبری کا انتظار کر رہی ہونگی۔"

رابعہ نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ حارث نے اس سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ پھر بیڈ سے اٹھا۔

رابعہ کو محسوس ہوا۔

"میں چائے بنا دیتی ہوں آپ کو۔"

اچانک وہ بھی اٹھ بیٹھی۔

"نہیں میں منہ ہاتھ دھو کر نماز پڑھنے جاتا ہوں۔ پھر آ کر ایک ہی بار کھانا کھاؤں گا۔"

اس نے رابعہ کی طرف رخ بھی نہیں رکھا۔ رابعہ کو عجیب لگا۔

"میں بس تھوڑی دیر میں اٹھ کر روٹی بنا دیتی ہوں۔"

"تم لیٹ جاؤ، میں تندور سے لے آؤں گا۔"

حارث نے نرمی سے ہی کہنے کی کوشش کی۔ پھر رابعہ کو بھی تھوڑی تسلی سی ہو گئی۔ اور پھر وہ لیٹ گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نیچے گیا۔پہلے امی کو اس کی طبیعت کا بتانے والا تھا لیکن پھر پتہ نہیں کیا سوچ کر اس نے بس یہی کہا کہ وہ لیٹی ہوئی ہے کیونکہ اسے ہلکا سا بخار ہو رہا ہے۔جب وہ نماز پڑھنے گیا تو تندور سے گرما گرم روٹی بھی لے کر آیا۔اور میڈیکل سٹور بھی گیا۔واپس آ کر اس نے امی کو پہلے کھانا دیا۔پھر اپنے اور رابعہ کے لیے الگ نکالا۔امی نے کہا بھی تھا کہ وہ رابعہ کو دیکھ آتیں ہیں لیکن حارث نے ہی منع کر دیا۔پھر چولہے پر اس نے تیز آنچ پہ پانی گرم کیا۔پہلے اوپر گیا اور کھانے کی ڈش رکھ کر آیا۔پھر واپس نیچے آیا اور ابلتا ہوا گرم پانی اس نے میڈیکل سٹور سے لائی ہوئی بوتل میں احتیاط سے ڈالا۔اچھے سے ڈھکن بند کیا۔اور پھر اوپر گیا۔

"اٹھو... تھوڑا سا کھانا کھا لیتے ہیں۔"

خوشبو تو رابعہ تک پہنچ ہی گئی تھی۔حارث کی آواز پر اٹھ بھی گئی۔

"اور یہ رکھ لو۔"

کھانا میز پر تھا۔اور حارث کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ربڑ والی لمبی بوتل تھی۔اس میں گرم پانی بھرا ہوا تھا۔

"یہ آپ کہاں سے لائے؟ میرا مطلب ہے کہ میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی جس سے ٹکور کر سکوں پر مجھے تو کچھ نہیں ملا تھا۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

رابعہ نے ہاتھ آگے کیا۔اس کے ہاتھ سے بوتل لی۔ پھر بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔ بوتل کو جہاں رکھنا تھا وہاں رکھا۔

"روٹی لینے گیا تھا تندور پہ، میڈیکل سٹور بھی قریب ہی تھا۔اور پھر مجھے لگا کہ شاید تمہیں اس کی ضرورت ہو گی۔"

سر جھٹکا کر حارث نے کھانے کی ڈش اس کے سامنے رکھی۔ پھر اپنی ایک ٹانگ فولڈ کر کے بیٹھ گیا۔دوسری بیڈ سے لٹک نیچے رہی تھی۔

"اس وقت آپ پوچھ رہے تھے کہ مجھے کسی چیز کی کوئی ضرورت تو نہیں۔"

رابعہ نے بات شروع کی۔

"ہاں۔"

حارث نے سر ہلایا۔وہ کھانا شروع کر چکا تھا۔

"تو میں آج سچ میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔گھر پہ تو اپنی امی کو بتا دیتے ہیں ہم۔ پھر عادت سی ہوتی ہے کہ امی کچھ دے دیں گی۔ سارا دن بستر میں پڑے بھی رہو تو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ کی امی کیسے ری ایکٹ کریں گی۔"

وہ بھی اب کھانا کھا رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"جیسا امی کو لے کر تم نے سوچا وہ مجھے عجیب لگا۔ مطلب میرا نہیں خیال کہ امی کو اگر تم بتاتی تو امی اداس ہو جاتیں۔"

حارث نے ایک پوری روٹی فولڈ کر کے ہاتھ میں پکڑی۔ اور شاپر کو اچھے سے بند کیا کہ روٹی ٹھنڈی ہو کر اکڑ نہ جائے۔

"ہمم... لیکن شادی کے بعد سب کو ہی امید ہوتی ہے۔"

آدھے لفظ تو جیسے اس نے منہ میں ہی ادا کیے تھے۔ پھر بھی حارث سمجھ چکا تھا۔

"تمہیں کل دکان پر جاتے وقت میں تمہاری امی کی طرف چھوڑ دوں گا۔ اور واپسی پر لے لوں گا۔ تھوڑا آرام کر لینا اپنے گھر جا کر۔"

پہلے بھی خوشخبری والی بات پر حارث نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اب بھی اس نے بات بدل دی تھی۔

"آپ نے ابھی نیچے اپنی امی کو کیا بتایا ہے؟ مطلب میں ان کو کہہ کر آئی تھی کہ روٹی بنا دوں گی پر اب نیچے بھی نہیں گئی اور روٹی بھی آپ تندور سے لے کر آ گئے ہیں۔ میری طبیعت کا بتا دیا آپ نے انہیں؟"

حارث پانی کی بوتل میں سے سٹیل کے گلاس میں پانی انڈیل رہا تھا۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"یہی کہا رابعہ کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اوپر آنا چاہ رہی تھیں لیکن میں نے کہا کہ ٹھنڈ ہے باہر۔ اس وقت سیڑھیوں سے اوپر آئیں گی، پھر نیچے جائیں گی۔"

اب حارث نے وہ سٹیل کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

"کھانا پھر آپ نے گرم کیا تھا یا انہوں نے؟"

رابعہ کھا کم اور سوال زیادہ کر رہی تھی۔ ایسا پہلی بار ہی ہوا تھا کہ وہ شام سے کچن میں نہیں گئی تھی۔ اور کھانا اسے بستر پر مل رہا تھا۔

"چپ کر کے کھانا کھاؤ تم، ورنہ تمہیں چکر آنا بند نہیں ہونگے۔"

"چکر کھانے کی وجہ سے تھوڑی آتے ہیں۔ وہ تو..."

وہ کھل کے بات کرنا بھی چاہ رہی تھی، کر بھی نہیں پا رہی تھی۔

"اچھا بس بس۔ اب مجھے مت بتانا کہ چکر کیوں آتے ہیں۔ جتنا میں سمجھتا ہوں اتنا کافی ہے میرے لیے۔"

حارث نے اس کو ٹوکا۔ پھر سارا دھیان کھانے پر رکھا۔

"آپ سبزی بہت شوق سے کھاتے ہیں، ہیں نا؟"

لیکن رابعہ خاموش نہیں ہوئی۔ وہ بات نہیں تو چلو کھانے کے متعلق تو بات کر ہی سکتی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"جو بھی کھانے میں ہوتا ہے میں کھالیتا ہوں۔ نخرے نہیں کرتا۔"

اب وہ اس بات پر بھی غور کر رہا تھا کہ رابعہ سالن میں سے بس آلو چن رہی تھی۔

"لیکن پھر بھی... آپ لوگوں کے گھر سبزی زیادہ بنتی ہے۔"

"تمہارا اس وقت یہ سب کھانے کا دل نہیں ہے نا، رابعہ؟"

حارث نے اس کی باتوں میں چھپا مطلب سمجھ لیا تھا۔ اور وہ اب معصوم نظروں سے حارث کو دیکھ رہی تھی۔

"ابھی دل نہیں کر رہا... ویسے تو میں کھالیتی ہوں۔"

رابعہ نے ہاتھ میں موجود روٹی کا ٹکڑا واپس شاپر میں رکھ دیا۔ اور پیچھے بیڈ سے ٹیک لگالی۔ آنکھیں موند لیں۔

"آرام آرہا ہے؟"

جب رابعہ نے کچھ دیر آنکھیں نہ کھولیں تو حارث نے پوچھا۔

"بہت"

اس کی آنکھیں بند تھیں۔ پر اس نے دونوں بھنویں اوپر اٹھا کر یہ لفظ کہا تھا۔

"تمہارا اگر کچھ کھانے کا دل تھا تو جب میں نماز کے لیے گیا تھا تم مجھے بتا دیتی، میں بازار سے لیتا آتا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے آخری نوالوں میں سالن زیادہ لگا کر کھایا تاکہ پلیٹ خالی ہو جاتی۔

"آپ یہ جو بوتل لے کر آئیں ہیں اس کے لیے بہت شکریہ۔"

رابعہ کمبل میں نیچے کو کھسکی اور لیٹ گئی۔

"سونے لگی ہو تم؟"

"جی، دماغ بند ہو رہا ہے میرا۔"

اس کے بات کرنے کے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ اسے کچھ زیادہ آرام آگیا ہے۔

"اس وقت سو رہی ہو تو صبح فجر کے وقت سے پہلے ہی تم اٹھ کر بیٹھ جاؤ گی۔ تب مجھے مت جگانا پھر تم۔"

حارث نے برتن سمیٹے۔ پھر ڈش رکھنے نیچے جانے لگا۔

"آپ مجھے نماز کے لیے مت جگانا۔ میں دیر تک سوتی رہوں گی کل صبح۔"

حارث اسے دیکھ کر برتن چھوڑنے چلا گیا۔ پھر واپس آیا، لائٹ بند کی، اور لیٹ گیا۔ ابھی تو ساڑھے نو ہو رہے تھے۔ اور اتنی جلدی نیند اسے نہیں آنی تھی۔ ہاں، وہ گیارہ بجے تک سونے کی کوشش کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے موبائل سے سفید تار والے ہینڈ فری کنیکٹ کیے۔ اور پھر یوٹیوب کھول کر ایسے ہی خبریں وغیرہ سننے لگا۔ پھر اسے ایک میچ مل گیا جو اس کا رہ گیا تھا۔ حارث نے اسی کی ہائی لائٹس لگا لیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

وہ مسہری سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ رابعہ نے کروٹ بدلی تو اس کی بوتل کمبل کے بیچ میں ہی رہ گئی۔ حارث نے محسوس کیا تو خود وہ بوتل اٹھائی۔ اس کے ہاتھ کے پاس کر دی۔

''یہ ہے بوتل۔''

''اتنا اونچا کیوں بول رہے ہیں؟''

رابعہ نے دونوں آنکھیں کھولیں۔ پھر اس کے کانوں میں ہینڈ فری دیکھے۔ بوتل بھی ایڈجسٹ کر لی۔

''میں کہاں اونچا بول رہا ہوں؟''

حارث نے بھنویں سمیٹیں۔ اور رابعہ نے اس کے ایک کان سے تار کھینچ کر ہینڈ فری نکال دیا۔

''کیا بدتمیزی ہے؟''

''یہ جو لگایا ہوا ہے آپ نے، اس کی وجہ سے آپ کو پتہ ہی نہیں چل رہا کہ آپ کتنا اونچا بول رہے تھے۔''

حارث نے پھر سے ہینڈ فری کو اپنے کان میں لگایا۔ رابعہ نے بھی پھر سے کھینچا۔ اور اس بار اپنے کان میں لگا لیا۔

''فون ادھر کریں، میں بھی دیکھتی ہوں کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔''

Novels by Hamna Masood Khan

پھر رابعہ نے اس کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا۔ پھر تھوڑا اٹھ کر بیٹھی۔

"تم اپنے فون میں دیکھ لو۔"

اس نے کب رابعہ کو فون استعمال کرنے سے منع کیا تھا۔

"ایسا کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟"

رابعہ نے اس کی چوڑی کلائی کو پکڑ کر فون خود ہی اپنی طرف کر لیا۔ اس کے کندھے سے ٹیک بھی لگا لی۔

"یہ میچ دیکھ رہا ہوں۔ تم نے بھی دیکھنا ہے تو دیکھ لو۔"

اور اسے میچ میں زرا دلچسپی نہیں تھی۔ اسی لیے حارث کے بازو پر ہی سر ٹکا کر وہ دوبارہ سو گئی۔ یا شاید اس نے صرف آنکھیں بند کیں تھیں۔ ہائی لائٹس ختم ہوئیں تو حارث بھی سو گیا۔ صبح نماز کے لیے اٹھا تو کوشش یہی کی کہ رابعہ کی آنکھ نہ کھلے۔ وہ بھی پتہ نہیں کونسی گہری نیند میں تھی کہ واقعی نہیں اٹھی تھی۔

"رات اس نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اب پتہ نہیں اٹھ کر ناشتہ بنانے کھڑی بھی ہو سکے گی یا پھر اسے چکر آئیں گے۔ یہ بھی تو نہیں پتہ کہ درد کتنے دن تک محسوس ہوتا ہو گا۔"

Novels by Hania Yasooj Khan

نماز پڑھ کر حارث کچن میں آگیا۔اپنے لیے چائے رکھی۔امی سے کچھ باتیں کیں۔پھر چائے لے کر اوپر گیا۔رابعہ جاگ رہی تھی۔

''چائے کے ساتھ کچھ اور نہیں لائے؟''

''تم نے کھانا ہے کچھ؟''

وہ تو چائے بھی اپنی لے کر آیا تھا۔رابعہ سمجھ رہی تھی کہ خاص اس کے لیے لایا ہے۔

''بھوک لگ رہی ہے بہت۔آپ کی امی کے کمرے میں بریڈ کا پیکٹ رکھا ہوا ہے۔دو چار پیس تو بچے ہوئے ہیں اس میں۔آپ لادیں پلیز۔''

حارث نے سر ہلایا۔پھر چائے اس کے پاس رکھی اور نیچے سے بریڈ لے کر آیا۔اب رابعہ ہاتھ منہ دھو کر آگئی تھی۔

''طبیعت کیسی ہے تمہاری؟''

ویسے رات سے تو بہت بہتر لگ رہی تھی۔

''اس بوتل سے اب زیادہ ہیٹ نہیں لگ رہی۔جب تک لگ رہی تھی بہت سکون تھا۔''

حارث نے ایک طرف کو پڑی ہوئی اس ربڑ والی بوتل کو دیکھا اور رابعہ نے بریڈ کا پیکٹ کھول کر ایک سلائس نکال لیا۔

''پھر اب دوبارہ گرم کر کے لادوں؟''

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر نہ اسے ہاں کی، اور نہ ہی ناں کی۔ چپ چاپ بریڈ کھانے لگی۔

"آپ نے اپنی امی کو بتادیا کہ میری امی کی طرف چھوڑیں گے آپ مجھے؟"

اس نے اٹھ کر تیار بھی ہونا تھا۔ بیگ میں سامان بھی ڈالنا تھا۔ پھر ناشتہ بھی بنانا تھا۔ یہ تو شکر کے حارث کے تین سوٹ اس نے ایک ساتھ استری کر دیے تھے ورنہ آج اس میں استری کرنے کی ہمت تو بالکل بھی نہیں تھی۔

"جاتے ہوئے بتادیں گے۔ بس واپسی پہ تم تیار رہنا۔ میں بیٹھوں گا نہیں تمہاری امی کی طرف۔ دروازے سے ہی لے لوں گا۔ امی گھر پر اکیلی ہو نگی نا... اسی لیے ہم وقت رہتے واپس آجائیں گے۔"

"وہاں رات رک جاؤں میں؟"

رابعہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"آج رات؟"

اپنا جواب وہ جانتا تھا پھر بھی پہلے سوال پوچھا۔

"ہمم... بس ایک رات۔"

رابعہ نے اس سے نظریں نہیں ملائی ہوئی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تمہیں سارا دن کے لیے بھیج رہا ہوں لیکن پھر بھی اگر تم نے رات رکنا ہے تو سوچ لو۔ اگر مجھ سے پوچھو گی تو میں کہوں گا کہ گھر واپس آجانا، رابعہ۔"

حارث نے وہ ربڑ والی بوتل اٹھائی۔ پھر اس کا ڈھکن کھولا۔ اور اس کا پانی باتھ روم کی بالٹی میں ڈالنے چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ رابعہ کو دوبارہ گرم پانی ڈال کر لا دے۔ ابھی کافی وقت تھا جب ان دونوں نے اٹھ کر تیار ہونا تھا۔

"مطلب میں اگر ان سے اجازت لوں تو یہ مجھے رات رکنے کی اجازت نہیں دیں گے؟"

اس نے دو بریڈ کھائی تھیں۔ اور ابھی کپ میں بچی ہوئی چائے پی رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔"

رابعہ نے دائیں بائیں سر کیا۔

"لیکن اگر تم رات کو میرے ساتھ واپس گھر آنے کے بعد منہ بناؤ گی جیسا تم نے پہلے بھی کیا تھا تو پھر میں تمہیں ابھی ہی بتا رہا ہوں کہ اپنی مرضی کر کے وہیں رک جانا۔"

رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"ایک بار بھی اس نے نہیں سوچا ہو گا کہ پیچھے اس کے بغیر میں کیا محسوس کروں گا۔"

حارث کمرے سے چلا گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

”ویسے میرے بنا کہے انہوں نے مجھے امی کے گھر چھوڑنے کی بات کی ہے۔وہ بھی اس لیے کہ میں آرام کر سکوں۔ شاید ان کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں اپنی امی کو بھی مس کر رہی تھی۔ایسے میں مجھے پھر رات نہیں رکنا چاہیے۔جب وہ کہہ بھی رہے ہیں کہ وہ مجھے منع ہی کر دیں گے اگر میں ان سے پوچھوں، تو مجھے خود منع ہو جانا چاہیے۔“

رابعہ پھر لیٹ گئی۔

”میرا خیال رکھنے کی کوشش بھی تو کر رہے ہیں۔“

حارث نے نماز کے وقت مسجد جانے سے پہلے اسے ہیٹر بھی لگا دیا تھا۔تاکہ وہ کمرے میں ٹھنڈ محسوس نہ کرے۔وہ اس جلتے ہیٹر کو ہی دیکھ رہی تھی۔

”بنا کہے میرے لیے چائے بھی بنا کر لے آئے تھے۔“

”اور اب بوتل بھی دوبارہ گرم کر کے لے آئیں ہیں۔“

اتنے میں حارث بھی واپس آ گیا۔اور رابعہ نے گرم پانی کی بوتل دوبارہ رکھ لی۔

”طبیعت بہتر ہے نا اب تمہاری؟“

حارث نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔اپنی طرف سے وہ خیال رکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ کوشش کامیاب ہو بھی رہی تھی یا نہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اب تو کافی بہتر ہے۔ کل بس ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی۔اور کچھ عجیب ہی طبیعت ہو رہی تھی۔"

"کیا مطلب کیسی عجیب؟"

حارث نے گردن موڑی۔

"مطلب جیسا پہلے کبھی میرے ساتھ نہیں ہوا۔"

پھر اس نے حارث کو کچھ تفصیل بھی بتائی۔ حارث بس سنتا رہا۔

"ابھی بس تم تھوڑی سی ہمت کر لینا۔ چائے بنا لینا اور رات والا سالن گرم کر لینا۔ میں نان لے آؤں گا باہر سے۔ پھر ناشتہ کر کے ہم تھوڑا پہلے نکلیں گے تاکہ مجھے دکان کے لیے دیر نہ ہو۔"

جب وہ نیچے آئی۔ کچن میں کھڑی ہوئی تو امی بھی آ گئیں۔

"کیسی ہے طبیعت؟"

"بہتر ہے اب۔"

حالانکہ اب وہ کھڑی تھی تو اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔

"اچھا... میں حارث کو کہہ رہی تھی کہ رات میں پوچھ آتی ہوں تمہاری طبیعت لیکن اس نے ہی مجھے منع کر دیا۔"

Novels by Hamna Wasool Khan

صبح حارث نے چائے بنائی تھی۔ پتیلی دھلی ہوئی نہیں تھی۔ رابعہ نے تار مار کر سنک کا نل کھولا تو ٹھنڈے پانی نے اس کے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

''وہ مجھے بتا رہے تھے۔''

''ابھی کہاں گیا ہے؟''

امی نے جلتے چولہے پر توا رکھ دیا۔ آٹا بھی وہ فریج سے نکال آئی تھیں۔

''نان لینے گئے ہیں، کہہ رہے تھے کہ ساتھ میں رات والا سالن گرم کر لوں۔''

وہ پتیلی میں پانی ڈال کر پلٹی تو اس نے آٹا بھی دیکھا۔ اور توا بھی۔

''میں تو آٹا نکال آئی تھی۔''

امی نے آٹے والا ڈبہ اٹھا لیا۔

''آپ کو میں پراٹھا بنا دیتی ہوں۔ ہم لوگ نان کھا لیں گے۔''

''نہیں تازہ نان تو مجھے بھی اچھا لگے گا۔ اسے تو گرم کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ یہ میں پھر آٹا رکھ آتی ہوں۔''

''ان کی امی جلدی غصہ نہیں کرتیں۔ جیسے بڑی باجی یا ثمرین باجی کو غصہ آجاتا ہے۔ فاطمہ انہیں پر گئی ہو گی۔''

چولہے پر چائے رکھ کر اس نے شیلف سے ٹیک لگا لی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"ان کو بھی ویسے جلدی غصہ آجاتا ہے۔ یا شاید وہ ان کا غصہ نہیں ہوتا، بس یہ روڈ ہو جاتے ہیں۔ اور کتنے دنوں سے تو روڈ بھی نہیں ہوئے میرے ساتھ۔ اچھے سے رہتے ہیں اور کل سے تو خیال بھی رکھ رہے ہیں میرا۔"

رابعہ اب مسکرا رہی تھی۔

دھند اب ہر شام سڑکوں پر اتر آتی تھی۔ پھر رات گئے تک گہری ہو جاتی تھی۔ ارد گرد چلتی گاڑیاں کوئی دھندلا سا یہ لگ رہی تھیں۔ اور ان کی موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ گہری دھند میں سوراخ بناتے ہوئے راستہ دکھا رہی تھی۔ اس کے گلوز میں چھپے مضبوط ہاتھ ہینڈل کو احتیاط سے دائیں بائیں کر رہے تھے۔ جبکہ پیچھے بیٹھی، عبائے میں لپٹی لڑکی کے ہاتھ ٹھنڈ سے شل ہو رہے تھے۔ ان ہاتھوں کی مٹھی بنا کر اس نے اپنی سویٹر کے اندر چھپا لیا تھا۔

سڑک سے موڑ کاٹا تو فٹ پاتھ کے قریب چھوٹی سی ریڑھی نظر آئی۔ سرخ کوئلوں پر رکھی سیاہ کڑاہی میں مونگ پھلیاں بھن رہی تھیں۔ گرم مٹیالی سی خوشبو دل میں داخل ہوئی۔ اور حارث نے موٹر سائیکل روک دی۔

"مونگ پھلیاں لے لیں گھر کے لیے؟"

Novels by Hina Nasood Khan

رابعہ کو اس کے گھر سے لے کر وہ اپنے گھر واپس جا رہا تھا۔

وہ ریڑھی کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو پسند ہیں؟"

اسے تو پسند تھیں، ابو اس کے لیے خاص طور پر لایا بھی کرتے تھے۔ حارث نے ہیلمٹ کی شیلڈ کو آگے سے اوپر کیا۔ پھر گردن پیچھے کی۔

"ہاں... ٹھنڈے موسم میں اچھی لگتی ہیں۔"

پھر حارث نے گھر کے لیے مونگ پھلیاں بھی لیں۔ اور گڑ والے دانے بھی۔ جب وہ لوگ گھر پہنچے تو محسن کی بائیک کھڑی تھی۔ علیفہ کی آواز بھی آ رہی تھی۔

"فاطمہ آئی ہوئی ہے۔"

رابعہ موٹر سائیکل سے اتری۔ پھر عبایہ اتارے بغیر بس اس نے اپنا ماسک نیچے کیا۔

"اسلام و علیکم!"

حارث نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ وہ بھی اندر بڑھی۔

"وا علیکم السلام، حارث بھائی یہ لیں منہ میٹھا کریں۔"

فاطمہ بیڈ پر امی کی رضائی کو پیروں پر رکھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ علیفہ میز پر رکھی چیزوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ وہیں مٹھائی کا ڈبہ بھی تھا جسے اٹھا کر محسن نے حارث کے آگے

Novels by Hamna Nasoor Khan

کیا۔رابعہ فاطمہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس تک گئی۔اس سے ملی۔امی نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہ وہیں بیٹھ گئی۔

"یہ کس چیز کی مٹھائی؟"

حارث نے گلاب جامن اپنے ہاتھ میں آدھا توڑ کر رابعہ کو دیا۔باقی خود کھایا اور کرسی آگے کر کے بیٹھ گیا۔

"بھابھی کو ڈبے سے ایک اور دے دیتے ہیں۔"

محسن نے کہا۔پھر حارث نے اٹھ کر ڈبہ رابعہ کے آگے کیا۔ رابعہ نے تھوڑا سا اور گلاب جامن توڑ لیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ اس مٹھائی کے پیچھے وجہ کیا ہے؟"

حارث نے اپنا مفلر وغیرہ سب کھول کر امی کے بیڈ کی مسہری پر رکھا۔اور بالوں میں انگلیاں چلا کر بال تھوڑے سیدھے کیے۔

"میں بتاؤں یا تم خود بتاؤ گی؟"

محسن نے مسکراہٹ کے ساتھ فاطمہ کو دیکھا۔

"بتا دیں آپ۔"

ویسے ہی اس کی طبیعت بہت ڈھیلی تھی۔ڈھیلے انداز سے ہی بات کر رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہماری علیفہ کا کوئی چھوٹا بھائی بہن آنے والا ہے۔"

محسن کی خوشی اس کے لہجے سے چھلکی۔ فاطمہ تو مسکرا رہی تھی۔ حارث بھی مسکرایا۔ رابعہ تھوڑا حیران رہی۔

"ابھی سیدھا ڈاکٹر کے پاس سے ادھر آرہے ہیں۔ سوچا آپ لوگوں کو پہلے مٹھائی کھلا کر پھر ایک ہی بار گھر مٹھائی لے کر جائیں گے۔"

کچھ حیران تو حارث بھی ہوا تھا۔ اسے رابعہ کی کل کہی بات یاد آگئی۔ پھر وہ بڑا بن کر اٹھا۔ اور گلے لگ کر محسن کو مبارک دی۔ فاطمہ کو بھی ساتھ لگایا۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔"

حارث کو دیکھ کر رابعہ بھی اپنے تاثرات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ لائی تو اس نے بھی فاطمہ کو مبارک باد دی۔

"آپ کو بہت مبارک ہو۔"

"بس اب میں تو اپنے حارث کی طرف سے خوشی کا انتظار کر رہی ہوں۔ ہمارے گھر میں بھی کوئی چھوٹا بچہ آئے گا تو رونق لگ جائے گی۔ تم لوگ تو دو گھڑی آکر جب واپس چلے جاتے ہو تو پیچھے سناٹا ہو جاتا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ کی مسکراہٹ چہرے سے غائب ہو گئی۔اس نے حارث کو دیکھا۔لیکن حارث امی کو دیکھ رہا تھا۔

"بس امی یہ تو اللہ کے کام ہوتے ہیں۔آپ اپنے حصے کی دعا کریں۔رابعہ... چائے بنالیں سب کے لیے؟"

اس کا انداز ایسا تھا کہ رابعہ اٹھ گئی۔

"نہیں بھائی،اور رابعہ بیٹھ جاؤ تم۔امی بتا رہی تھیں کہ تمہیں بخار ہو رہا تھا۔"

رابعہ کے چہرے کا رہتا سہتا رنگ اور اڑ گیا۔

"انہوں نے کل اپنی امی کو کیا یہ بتایا تھا کہ مجھے بخار ہوا ہے۔"

رابعہ کے چہرے پر اب خفگی تھی۔

واضح خفگی تھی۔

اور حارث نے دیکھ لی تھی۔

"نہیں آپی... میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔بخار تو نہیں ہے مجھے۔ساتھ بتائیں... فرائز بنا لوں؟"

اسے کمرے میں بیٹھنا ہی نہیں تھا۔اپنا سکارف تو وہ پہلے ہی ڈھیلا کر چکی تھی۔اب آگے سے سویٹر کا بٹن بھی کھول دیا تھا۔اور اندر عبائے کی زپ بھی۔گھٹن ہو رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"نہیں تم فرائز نہ بناؤ، حارث لے آتا ہے کچھ بازار سے۔"

امی نے کہا تو حارث بھی اٹھ گیا۔

"سموسے؟"

اس نے محسن کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"میرا دل نہیں ہے سموسوں کا۔"

فاطمہ نے کہا۔ رابعہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

"حارث بھائی اب اس کے دل کے تو یہی حالات رہیں گے۔ آپ لے آؤ سموسے۔"

محسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ فاطمہ کو تنگ کر رہا تھا۔

"اور اب جب میری طبیعت اوازار رہے گی تب یہ ہر وہ چیز کھائیں گے جس سے میرا دل خراب ہو گا۔"

اس نے پیچھے ٹیک لگالی۔ رضائی اپنے اوپر اور کھینچ لی۔

"تم سے اپنی پلیٹ دور کر کے کھالوں گے۔"

محسن نے پھر اسے تنگ کیا۔

"اچھا بتاؤ... تمہارا کیا کھانے کا دل ہے۔ میں لے آتا ہوں۔"

حارث نے فاطمہ کو دیکھ کر پوچھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''میرا فریج میں رکھی ٹھنڈی ربڑی کھانے کا دل کر رہا ہے۔''

فاطمہ کی بات پہ سب نے اسے دیکھا۔

''اتنی ٹھنڈ میں؟''

امی نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''اور چائے کے ساتھ!''

محسن ہنسا۔

''تم اسے ہنسنے دو، فاطمہ۔ تمہارے لیے میں لے آتا ہوں ربڑی۔ بس تم تھوڑی کھانا۔ یہ نہ ہو کہ کہیں اس سے طبیعت ہی نا خراب ہو جائے تمہاری۔''

''بھائی نہیں ہو گی طبیعت خراب۔''

حارث جانے سے پہلے کچن کے دروازے کے پاس گیا۔ رابعہ چائے چولہے پر چڑھا چکی تھی۔

''فاطمہ کہہ رہی ہے کہ اس کا ربڑی کھانے کا دل کر رہا ہے۔ تمہارے لیے بھی لے کر آؤں؟''

دونوں ہاتھ دروازے کے دائیں بائیں رکھ کر وہ اندر کی اور جھکا ہوا تھا۔

''نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا۔''

Novels by Hamna Nasood Khan

وہ واقعی خفا تھی۔اس نے حارث کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔

"چلو تم سموسہ ہی کھا لینا۔"

حارث کو لگا اب وہ پلٹے گی۔عبایہ وہ اتار چکی تھی۔سکارف سر پہ حجاب کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔

"نہیں میرے لیے آپ سموسہ بھی نہ لانا۔"

"اندر ایسی بھی کوئی بات نہیں ہوئی جو یہ اس لہجے میں بات کر رہی ہے مجھ سے۔"

حارث کچن کے دروازے سے ہٹا۔پھر ہیلمٹ پہن کر اس نے موٹر سائیکل نکالی۔

"دروازہ بند کرنے آجاؤ،رابعہ۔"

اس نے اونچی آواز میں کہا۔اس کی آواز پر رابعہ شاید پہلی بار پیر پٹختے ہوئے آئی۔حارث نے انجن چلایا بھی نہیں تھا اور رابعہ نے دروازہ بند کر دیا۔

"میری طبیعت کے بارے میں انہیں جھوٹ کہنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں تھی۔"

وہ کچن کے دروازے کے پاس پہنچی اور چولہے پر رکھی چائے کو ابال آگیا۔

حارث نے چار سموسے لیے اور فاطمہ کی ربڑی لینے کے لیے اسے مٹھائی والے کی دکان پر جانا پڑا۔جب وہاں سے پلٹا تو اسے رابعہ کا خیال آیا۔

"اس کے لیے وہی دو بسکٹ لے لیتا ہوں میں جو اسے پسند ہیں،شوق سے کھالے گی۔"

Novels by Hema Nasood Khan

حارث کو لمبا راستہ پڑ گیا۔ کیونکہ جس بیکری سے رابعہ نے اس دن کوکیز لی تھیں وہ دوسری سڑک پر تھی۔

رابعہ کپوں میں چائے نکال کر شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی۔ کپوں سے دھواں اڑ رہا تھا۔ حارث نے آکر اسے گرما گرم سموسوں کا شاپر پکڑایا۔ ٹوکری سے چمچ لیا کہ فاطمہ ربڑی اسی ڈبے میں کھالے گی۔ اور ایک الگ ساخا کی لفافے والا چھوٹا شاپر تھا جو رابعہ کے تاثرات دیکھنے کے بعد حارث نے اسے نہیں دیا۔ اپنی جیکٹ کی آگے والی بڑی جیب میں ڈال لیا۔

"میں میز لگاتا ہوں۔"

رابعہ سموسے پلیٹ میں نکال رہی تھی۔ اندر جا کر بھی اس نے سموسے کے پاپڑی والے حصے کو ہی کھایا۔ جب کہ حارث، امی، اور محسن نے چٹنی ڈال کر گرم گرم سموسے کی چاٹ بنائی۔ فاطمہ تو اپنی ربڑی ہی کھا رہی تھی۔

چائے پینے کے بعد کچن میں آکر رابعہ نے سنک میں جمع ہوئے برتن ٹھنڈے پانی سے دھوئے۔ اچھی بھلی طبیعت اس کی بالکل ٹھیک ہو چکی تھی لیکن کل جیسا درد پھر دوبارہ نکل آیا۔ اس بار اپنے لیے گرم پانی اس نے خود رکھا۔ اوپر گئی اور اپنی بوتل لے آکر آئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

پانی ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ سے تھوڑا پانی چھلک بھی گیا۔ پھر بھی اس نے جیسے تیسے بوتل بھری اور ڈھکن کس کے لگایا۔

"آپ لوگ کھانا کھائیں گے؟ روٹی بنادوں؟"

فاطمہ کچھ دیر پہلے چلی گئی تھی۔ امی اور حارث کمرے میں تھے۔

"میرا تو سموسے سے ہی پیٹ بھر گیا ہے۔ ابھی بس وضو کر کے نماز پڑھ لوں پھر لیٹ جاؤں گی میں۔ اپنی اور حارث کی بنالو۔"

امی اپنے بازو فولڈ کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"آپ کی روٹی بنادوں میں؟ ابھی کھانا کھائیں گے آپ؟"

حارث نے اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ اسے کہیں سے بھی ٹھیک نہ لگی۔ خفا ہونا تو چلو ایک بات تھی۔

"نہیں... مجھے بھی بھوک نہیں ہے۔"

حارث نے اپنا سموسہ تو کھایا تھا لیکن جب رابعہ نے اپنا سموسہ آدھے سے زیادہ چھوڑ دیا تو وہ بھی اسے ہی ختم کرنا پڑا تھا۔ اور یوں ڈیڑھ سے زیادہ سموسہ کھانے کی وجہ سے اس کی بھوک ختم ہو چکی تھی۔

"میں پھر اوپر کمرے میں جا رہی ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے گھڑی کو دیکھا۔

"تم چلو... میں بھی آتا ہوں بس۔"

اس سے اب جو بھی بات کرنی تھی اوپر کمرے میں جا کر ہی کرنی تھی۔

وہ تھوڑی دیر امی کے کمرے میں بیٹھا رہا۔ پھر کچن میں آیا۔ دیکھا کہ کھانے میں کیا بنا ہے۔

امی نے دن میں مٹر آلو بنائے تھے۔ دیکھتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اور وہ تو مجھے کل ہی کہہ رہی تھی کہ ہمارے گھر سبزی بہت بنتی ہے۔"

حارث نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ لفافے کو چھوا۔ کوکیز شاید دو ٹکڑے ہو گئیں تھیں۔

"ان بسکٹوں سے آسرا کر لے گی۔ پھر کیا پتہ اپنی امی کے گھر سے بھی کچھ کھا کر آئی ہو۔"

حارث تو مسکرا ہی رہا تھا۔ پھر جب وہ کمرے میں گیا تو رابعہ کمبل میں لیٹی ہوئی تھی۔ لیکن اس نے ہیٹر نہیں چلایا تھا۔

"ہیٹر تو چلا لیتی تم۔ کمرہ اتنا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

حارث نے دروازہ بند کیا۔ پھر پردے ٹھیک کیے۔ اپنی طرف آ کر اس نے ہیٹر کا سوئچ لگایا۔ اور اس کے دونوں راڈ آن کر دیئے۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے، رابعہ؟"

حارث نے ایک جیب سے مونگ پھلی والا شاپر نکالا۔ دوسری جیب سے کوکیز والا۔

Novels by Rania Nasood Khan

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔"

حارث نے وہ لفافے والا شاپر رابعہ کی سائیڈ والی میز پر رکھ دیا اور مونگ پھلی لے کر اپنی طرف بیٹھ گیا۔ رابعہ نے اٹھ کر دیکھا بھی نہیں۔

"فاطمہ کو دیکھو نا، اچانک ہی آج آ گئی۔ وہ بھی اتنی بڑی خوشخبری کے ساتھ۔"

اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے۔ اسی وجہ سے اس سے بات کر رہا تھا۔ ساتھ میں مونگ پھلیاں بھی چھیل رہا تھا۔ چھلکیں میز کے اوپر سجا رہا تھا۔

"تم اپنی امی کے گھر سے تو اچھے موڈ میں آئی تھی لیکن فاطمہ کی خوشخبری سن کر موڈ کیوں آف ہو گیا تمہارا؟"

اب وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ان کی بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن بحث کے ڈر سے وہ بات کرنا چھوڑ تو نہیں سکتا تھا۔

"آپ نے اپنی امی سے جھوٹ کیوں کہا؟"

اچانک وہ اٹھ بیٹھی۔ حارث نے دیکھا تھا کہ وہ گرم پانی کی بوتل اپنی مطلوبہ جگہ پر بیٹھنے کے بعد ایڈجسٹ کر رہی ہے۔

"کیا جھوٹ کہا؟"

حارث نے اس کی طرف گردن موڑی۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"یہی کہ مجھے بخار ہے۔"

حارث نے پھر سے مونگ پھلیاں چھیلنا شروع کر دیں۔ ابھی وہ مونگ پھلیاں کھا نہیں رہا تھا۔ اکٹھی کر رہا تھا۔

"وہ بس میں نے انہیں ایسے ہی کہہ دیا تھا۔ تم اس بات پر غصہ ہو؟"

وہ غصہ تھی۔ اتنا تو دکھائی دے ہی رہا تھا۔

"ہاں... اسی بات پر غصہ ہوں۔"

اس نے حارث کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کرنا چاہا۔ حارث کے ہاتھ سے مونگ پھلی نیچے گر گئی۔

"یہ اتنا غصہ کرنے والی بات نہیں ہے، رابعہ۔"

حارث نے آرام سے کہا۔ ضبط کیا۔

"آپ کے لیے نہیں ہو گی لیکن میرے لیے ہے۔"

اب بھی حارث نے اس پر غصہ نہیں کیا۔

"کیوں ہے؟"

اب اس نے ہتھیلی پہ چھلی ہوئی کچھ مونگ پھلیاں رکھیں۔ اور ایک ساتھ منہ میں ڈال لیں۔ پھر گود سے چھلکے جھاڑ کر رابعہ کی طرف مڑ گیا۔

Novels by Hamna Hassan Khan

"آپ کو خود نہیں پتہ؟"

"نہیں۔"

حارث نے دائیں بائیں گردن گھمائی۔

"بلکہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ تمہیں فاطمہ کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے تھا۔"

"لیکن آپ نے اپنی امی کو کیوں نہیں بتایا؟"

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ سانس بھی وہ تیز تیز لے رہی تھی۔

"جیسے کل تم نے خود نہیں بتایا ویسے ہی پہلی بار بتاتے ہوئے مجھے بھی عجیب لگ رہا تھا۔ اوپر سے اس وقت میں تمہارے لیے پریشان تھا اس لیے بس کہہ دیا کہ ہلکا سا بخار ہے تمہیں۔ اور اب تو مجھے یہ بھی لگ رہا ہے کہ تمہیں شاید کل کی طرح پھر سے درد ہو رہا ہے۔ شکل بتا رہی ہے تمہاری۔"

حارث نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ اپنے انگوٹھے سے سہلایا۔ رابعہ کے تنے ہوئے تاثرات ٹھیک نہ ہوئے۔

"میں نے انہیں اسی لیے نہیں بتایا تھا کیوں کہ مجھے اندازہ تھا کہ وہ ہماری طرف سے خوشخبری کے انتظار میں ہیں۔"

اس نے آنکھوں میں آنسوں بھر لیے۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"اچھا کل میں انہیں خود بتا دوں گا۔ تم ابھی یہ بات سر پہ سوار نہ کرو۔"

حارث نے نرمی سے کہا۔ آنکھوں میں محبت بھر کے کہا۔

"میں سوار نہیں کر رہی لیکن آپ تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں کہ جیسے آپ نے اس بارے میں سوچا ہی نہ ہو۔"

"کس بارے میں؟"

اس نے نا سمجھی سے کہا۔

"خوشخبری کے بارے میں۔"

اس نے بھنویں سکیڑیں۔

"اوہو... رابعہ۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور شاید ایسا تمہاری طبیعت کی وجہ سے ہے۔ یہ لو مونگ پھلی کھاؤ۔ اور مجھے بتاؤ سموسہ بھی تم نے نہیں کھایا تھا لیکن اب کھانا کیوں نہیں کھا رہی تم؟"

"میرا دل نہیں ہے کھانا کھانے کا۔"

اس نے منہ بسور لیا۔

"میں نیچے دیکھ کر آیا ہوں اور آج بھی سبزی بنی ہوئی تھی۔"

بتاتے ہوئے حارث کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اب تو اور تمہارا دل تم سے کہے گا کہ کھانا مت کھاؤ، رابعہ۔''

''آپ کیا لائے تھے میرے لیے؟''

اچانک رابعہ نے گردن موڑ کر میز پر دیکھا۔ چھوٹے سے شاپر میں موجود لفافہ اسے دکھ گیا۔ اور وہ سمجھ بھی گئی کہ یہ لفافہ کس چیز کا ہے۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''آپ میرے لیے کوکیز لائیں ہیں؟''

اس کا لہجہ بھی یکدم بدل گیا۔ اور پھر اس نے شاپر اٹھایا۔ کھولا۔ پھر لفافہ نکالا۔

''اور تم تو بڑے غصے میں تھی، مجھے پتہ نہیں کیا جتا رہی تھی، وہ کیا کہہ رہی تھی مجھے کہ تمہارے لیے تو نہ ہی میں ربڑی لے کر آؤں اور نہ ہی سموسہ۔''

اس کی آنکھوں میں کھلکھلاہٹ تھی۔ اس نے لفظ کھینچ کر ادا کیے تھے۔ اور رابعہ نے ایک نظر دیکھ کر سرے سے نظر انداز کر دیا۔

''کل اب آپ اپنی امی کو خود بتائیں گے کہ میری کیسی طبیعت خراب تھی۔''

رابعہ نے کوکی کھاتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی۔

''میرے خیال سے تمہیں مجھے ان بسکٹوں کے لیے شکریہ کہنا چاہیے۔''

Novels by Hania Nasook Khan

حارث اس کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ایک پوری کوکی وہ ختم کر چکی تھی۔دوسری کوکی کو کھانے والی تھی۔ کہیں سے بھی آج وہ حارث سے صلاح مارنے کے چکروں میں نہیں لگ رہی تھی۔

''اب آپ مجھے فضول میں مت جتائیں۔''

چلو... اس کی خفگی کسی حد تک تو ختم ہوئی تھی۔

''تم بہت چڑچڑی ہو گئی ہو ویسے۔''

حارث جیسے کانوں کو ہاتھ لگانا چاہتا تھا۔

''آپ بڑے ہیں، سمجھدار ہیں، آپ کو اندازہ ہونا چاہیے کہ میں چڑچڑی کیوں ہوئی ہوں۔''

اس نے دونوں کوکیز ختم کر لیں۔شاپر میں لفافہ ڈال کر گرہ لگائی۔میز پر رکھ دیا۔

''بڑے ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس سب کی بھی ہمیں سمجھ ہو۔پہلی بار ہی ڈیل کر رہا ہوں تمہارے ساتھ ایسے اور کافی کچھ سمجھنے کے لیے مل رہا ہے مجھے۔''

''ٹھیک ہے۔''

ہاتھ دکھا کر رابعہ نے کہا۔

''پر میرا خیال رکھنے کی اچھی کوشش کی ہے آپ نے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

وہ مسکرائی اور حارث کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اور اب اسی خیال میں اٹھ کر کمرے کی لائٹ آف کر آئیں... پلیز۔"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا۔ اور حارث ہنستے ہوئے اٹھا۔

صبح حارث نماز کے بعد نیچے امی کے کمرے میں ہی بیٹھ گیا تھا۔ رابعہ ویسے بھی اس وقت اوپر سو رہی تھی۔ اب پھر حارث امی سے وہ بات کر سکتا تھا جو اس نے کرنی تھی۔ اور پھر اس نے وہ بات کر بھی لی تھی۔

"میں تو سمجھ رہی تھی کہ جیسے شادی کے بعد ہر جوڑا ہی خوشخبری سناتا ہے، تمہاری طرف سے بھی مجھے خوشخبری سننے کو ملے گی۔"

امی نے اداسی ظاہر کی تھی۔

"امی یہ کام ویسے بھی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتے۔ اولاد نصیب میں ہو گی تو کون انکار کرے گا اس نعمت سے۔ لیکن ابھی آپ بہت زیادہ جلد بازی سے سوچ رہی ہیں۔ لیکن پھر بھی دعا کریں آپ... کیا پتہ اللہ آپ کی پہلے سن لے۔ اور اگر آپ اس بارے میں زیادہ ہی سوچتی رہیں گی تو آپ کو بھی پریشانی لگی رہے گی اور ہم دونوں پر بھی ذہنی دباؤ بڑھے گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث کی آخری کہی ہوئی بات امی کے لیے زرا نا قابل قبول تھی۔اپنی طرف سے بات کر کے وہ تو تسلی میں آ گیا تھا۔ لیکن امی نہیں۔

اس وقت حارث کی امی سیڑھیوں کے پاس آتی دھوپ میں کرسی رکھ کر بیٹھی ہوئی تھیں۔رابعہ صفائی کر رہی تھی۔حارث کہہ کر گیا تھا کہ زیادہ پانی والے کام وہ نہ ہی کرے۔ویسے بھی ٹھنڈ تھی اور بیمار ہونے کے لیے اس موسم میں تو بس بہانا ہی چاہیے تھا۔

"صبح حارث نے مجھے بتایا تمہاری طبیعت کا۔"

رابعہ برامدے کا جھاڑو لگاتے لگاتے رک گئی۔اس نے سادہ سا لینن کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر بٹنوں والی سویٹر جس کے آگے دو جیبیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ سردی کی وجہ سے دوپٹے کا حجاب بنایا ہوا تھا۔ سلیپر میں موجود پاؤں جرابوں میں چھپے تھے۔

"مجھے کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں کی خوشخبری کے لیے میں جلد باز ہو کر سوچ رہی ہوں۔"

رابعہ وہیں ٹھہری رہی۔حارث کی اپنی امی سے کیا بات ہوئی تھی اسے نہیں پتہ تھا۔ صبح بس وہ اسے یہی کہہ کر گیا تھا کہ پیچھے کام کرتے ہوئے خود کو زیادہ تھکائے نہیں۔

"لیکن تم مجھے بتاؤ کہ اگر اپنے بیٹے کی شادی کے بعد کوئی ماں ایسی خواہش رکھے تو اس میں کیا برائی ہے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اب وہ کیا جواب دے؟ رابعہ کی آنکھیں فرش کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھیں۔

"برائی تو نہیں ہے۔ سب کو ہی خوشخبری کا انتظار ہوتا ہے۔"

اس نے بہت سوچنے کے بعد دھیمے لہجے میں کہا۔

"وہی نا... لیکن یہ لڑکا نہیں سمجھتا۔"

رابعہ نے سر ہلا کر ان کی بات پر حامی بھر لی۔

اور وہ نہیں سمجھ رہا تو تم تو سمجھ رہی ہو نا؟ اسے تو پہلے شادی بھی نہیں کرنی تھی۔ لیکن ماشاءاللہ سے اب تمہارے ساتھ کتنا خوش رہتا ہے۔ کہیں سے دیکھ کر کوئی کہہ ہی نہیں سکتا کہ شادی کتنی جلدی میں ہوئی ہے اور غیروں میں ہوئی ہے۔"

رابعہ کو پھر سر ہلانا پڑا۔

"تو میں جب ایک دوسرے کو خوشی خوشی دونوں نے قبول کر لیا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں کہ تم لوگ اپنی اولاد کے بارے میں بھی سوچو۔ ویسے بھی عورت ماں بن کر مکمل ہو جاتی ہے۔ گھر میں خوشی آتی ہے تو گھر کا ماحول بھی بدل جاتا ہے۔"

رابعہ کو پھر حامی بھرنی پڑی۔

"اب اگر حارث اس بات کو لے کر سنجیدہ نہیں ہے تو تم نے سنجیدہ رہنا ہے۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا؟"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"جی میں سمجھ رہی ہوں۔"

"اب تو کوئی بات نہیں، پہلا مہینہ تھا۔ لیکن آگے سے احتیاط کرنی ہے۔ میرا تو اپنا تجربہ بھی ایسا ہی رہا تھا کہ شادی ہوتے ہی پہلے مہینے گود بھر گئی تھی۔ پھر میری تینوں بیٹیوں کو دیکھ لو... حالانکہ ثمرین کا میاں شادی کے بعد زیادہ عرصے یہاں رہا بھی نہیں تھا، چند دن کے لیے ہی دونوں ساتھ رہے تھے لیکن پہلے ہی سال ثمرین کی گود میں بھی زین آگیا تھا۔"

رابعہ کا سر پہلے سے زیادہ جھک گیا۔ حارث کی امی اسے اچھی لگتی تھیں لیکن ان کی یہ باتیں اسے اچھی نہ لگیں۔

پھر کچھ دن اسی طرح سے گزر گئے۔ سردی نے لمبے پنکھ پھیلا دیے تھے۔ اس وقت رابعہ نے ویلوٹ کا گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس پہ سنہری کام ہو رکھا تھا۔ اور آج حارث کے آنے سے پہلے وہ خاص طور پر تیار ہوئی۔

دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو رابعہ دروازے تک آگئی۔ مسکراتے ہوئے اس نے دروازے کو پکڑا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اسلام و علیکم۔"

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر حارث نے وہیں دروازے پر ہیلمٹ اتارا۔

"واعلیکم اسلام۔ بھئی... کیا ارادے ہیں آج تمہارے؟ کدھر کی تیاری ہے یہ؟"

حارث نے ہنستے ہوئے بھنویں اوپر کیں۔ پھر موٹر سائیکل اندر لایا۔

"میرے ارادے تو اچھے ہی ہیں۔"

اس نے دل میں کہا۔

"امی کی طرف جانا ہے تم نے؟"

ایسا کچھ اس نے حارث سے کہا نہیں تھا۔ وہ بس اندازے لگا رہا تھا۔ پھر اس نے موٹر سائیکل سے سامان اتارا۔ رابعہ نے پکڑا۔

" اس شاپر میں کیا ہے؟"

رابعہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔ نیلے شاپر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ شاپر شاید پہلے ہی ڈبل کیا ہوا تھا۔

"چکن لے کر آیا ہوں میں... اب امی کو سبزی پسند ہے تو سبزی تو بنے گی گھر میں لیکن اس میں تم دو تین چکن کی بوٹیاں ڈال لو گی تو تمہیں بھی ذائقہ مل جائے گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے گلوز اتارے۔ مفلر کی گرہ کھولی۔ شوز اتار کر جرابیں بھی اتار دیں۔ دکان کا کچھ حساب کتاب بہتر ہونے لگا تھا۔ اپنے قرضے کی قسط اور موٹر سائیکل کی قسط اس نے ادا کر دی تھی۔ اب کچھ گھر کے راشن کا حساب کرنا تھا۔

''اور یہ چکن دھوئے گا کون؟''

رابعہ نے اوپر سے شاپر پکڑا ہوا تھا۔ ایسے کے بس اس کی انگلیاں شاپر کو چھو رہی تھیں۔

''تم نمک اور سرکہ لگا کر ٹوکری میں رکھو، پھر تھوڑی دیر میں دیکھتے ہیں کہ کون دھوئے گا۔''

اشارہ وہ رابعہ کو ہی کر رہا تھا کہ اس بار وہ دھوئے گی۔

پھر وہ امی کے پاس گیا تو رابعہ کی طرح ان کا موڈ بھی اچھا تھا۔

''کھانے میں کیا بنایا ہے؟''

رابعہ اس کے لیے چائے بنا کر لے آئی۔

''تیری دلہن نے ہی آج کچھ خاص بنایا ہے۔''

امی نے رابعہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ حارث نے اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑ لیا۔

''کیا خاص؟''

''نرگسی کوفتے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اور وہ کوفتے کھانے میں بھی بہت اچھے بنے تھے۔ ساتھ میں رابعہ نے سفید چاول ابالے تھے۔ اور ویسے تو حارث ابلے چاول نہیں کھاتا تھا پر آج اس نے اپنی پلیٹ سے پورا انصاف کیا۔ رابعہ کھانے کے برتن اٹھا رہی تھی۔ حارث اپنی جیب سے وہی رابعہ کا دیا ہوا والٹ نکال کر اس میں پیسے دیکھ رہا تھا۔ پھر انہیں گنتی کرنے لگا۔ آدھے اس نے واپس والٹ میں رکھے۔ اور آدھے امی کو تھما دیئے۔

"یہ امی... گھر کے سودے کے پیسے۔"

امی نے پیسے پکڑ کر انہیں گنتی کرنا شروع کیا۔ اس بار انہیں یہ پیسے زیادہ لگ رہے تھے۔

"چکن میں لے آیا ہوں باقی سودا آپ دیکھ لینا۔ اس بار انڈے بھی لانا۔ ناشتے میں ابال کر ہم سب لے لیا کریں گے۔ کم از کم ایک انڈہ تو ہر روز ہمیں کھانا ہی چاہیے۔ اور ڈبل روٹی کے ساتھ کوئی جیم وغیرہ کی بوتل بھی۔ رابعہ سے پوچھ لینا، یہ بتا دے گی کہ اسے کونسا اچھا لگتا ہے۔"

رابعہ کچن میں برتن رکھ کر کمرے میں آئی۔ اس کے ہوتے ہوئے گھر میں سودا پہلی بار ڈلنا تھا۔ اور وہ اپنی طرف سے بھی کوئی مشورہ دینا چاہتی تھی۔ لیکن حارث نے وہ بات پہلے ہی کر دی تھی۔

Novels by Hamna Hassan Khan

''اور تم چلی جانا امی کے ساتھ، ادھر قریب ہی پرچون کی دکان ہے۔ پھر تھوڑا بہت سامان تم لوگ اٹھا کر لے آنا باقی کا میں دکان سے واپسی پر موٹر سائیکل پہ رکھ کر لے آؤں گا۔''

''اگر تُو انڈہ روز کھانے کی بات کر رہا ہے تو پھر ہزار اور دے۔''

امی نے پیسے گننے کے بعد اپنا ہی کوئی حساب کیا۔

''کیوں؟''

اور حارث نے اپنے حساب سے زیادہ پیسے ہی دیے تھے۔

''تیری دلہن کہہ رہی تھی کہ اس بار کپڑے دھونے کے لیے دوسرا سرف آئے گا۔ اور جو یہ بتا رہی ہے وہ تو مہنگا ہے۔ باقی خرچے کے حساب سے پیسے تو پورے ہی دیئے ہیں تُو نے لیکن ہم نے فاطمہ کے گھر بھی مبارکباد دینے کے لیے جانا ہے۔''

''اس کے لیے جب جانا ہو گا تب لے لینا آپ پیسے۔ اور اس میں سے اگر آپ کا خرچہ نہ بچے تو وہ بھی میں بعد میں دے دوں گا۔ ابھی اس سے آپ سودا سلف پورا کر لینا۔''

پچھلے مہینے اس کی شادی تھی، اس مہینے فاطمہ کی مبارک باد دینے کے لیے جانا تھا۔ اسی طرح ہر مہینے ہی کوئی نہ کوئی خرچہ اضافی ہو جاتا تھا۔

''چکن کون دھوئے گا؟''

Novels by Hamna Wasool Khan

حارث کی امی اب نماز پڑھ رہی تھیں اور حارث کمرے میں جانے کی تیاریوں میں تھا۔

"تمہیں دھونا چاہیے۔"

اس نے جتا کر کہا۔

"اب بھی آپ زیادہ لائے ہیں۔اور میں نے بتایا بھی تھا آپکو کہ میرا دل عجیب ہوتا ہے۔"

یہ بات وہ حارث کی امی کے آگے کبھی نہ کہتی۔منہ پر کپڑا باندھ کر چپ چاپ دھو دیتی۔

"تمہیں سیکھنا چاہیے۔اپنے دل کو مضبوط کرنا چاہیے۔اگر کبھی تمہیں تب دھونا پڑ گیا جب میں گھر پر نہیں ہونگا تو تم کیا کرو گی؟"

رابعہ کے ساتھ ہی اب وہ کچن میں داخل ہوا۔سنک میں ٹوکری رکھی تھی۔اس میں رابعہ نے چکن پہ سرکہ اور نمک گرایا ہوا تھا۔اور اس سب کو کافی دیر بھی ہو گئی تھی۔

"لیکن بس آج آپ دھو دیں،آپ نے تو کپڑے بھی چینج کرنے ہیں لیکن میرا سوٹ خراب ہو جائے گا۔"

حارث کا دھیان ایک بار پھر اس کی تیاری کی طرف چلا گیا۔چہرے کے تاثرات نرم ہو گئے۔اور آنکھیں روشن سی۔

"ٹھیک ہے،اس کی تیاری کا میں کمرے میں چل کر اچھے سے حساب لوں گا پھر۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

"اگر تم تیار نہ ہوتی تو میں ضرور ابھی یہ کام تم سے ہی کرواتا۔ لیکن اچھی لگ رہی ہو تم۔ اس لیے ابھی کے لیے میں ہی کر دیتا ہوں۔"

رابعہ کے گالوں پر خون واضح ہونے لگا۔ آخر اس کی تیاری کی تعریف ہوئی تھی۔

"اب آپ جلدی سے دھوئیں اس سے پہلے کے آپ کی امی کی نماز ختم ہو جائے۔"

حارث ہنسنے لگا۔

"امی کو پھر بھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم مجھ سے کونسا کام کرواتی ہو۔ اور وہ کسی دن تمہیں جتا بھی دیں گی۔"

"میں اس کے علاوہ سارے کام تو کر دیتی ہوں۔"

رابعہ نے شیلف پہ دونوں ہاتھ رکھ کر ٹیک لگالی۔

"امی نے بھیو یسے اپنے لیے سگھڑ بہو ڈھونڈی ہے۔ تو اس بہو کو پھر جو ایک کام نہیں آتا وہ اسے ہم سکھا دیں گے۔"

تیز ٹونٹی چلا کر اس نے ٹوکری میں اچھی طرح پانی بہانا شروع کیا۔

"پتہ نہیں یہ میری تعریف کر رہے تھے یا مجھے جتا رہے تھے۔"

دیکھتی جاؤ مجھے اب، زیادہ کوئی محنت والا کام نہیں ہے یہ۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر رابعہ بھی دیکھ ہی رہی تھی۔اور وضو کر کے اندر کمرے میں جاتے ہوئے امی نے بھی ان دونوں کو دیکھا تھا۔

پھر چکن دھو کر اس نے چھوٹے چھوٹے شاپروں میں الگ الگ حصے بنا کر رابعہ سے فریزر میں رکھوائے تھے۔

پھر جب وہ اچھی طرح ہاتھ دھو کر کمرے میں آیا تو اپنی ڈائری میں نیلے پین سے کوئی حساب لکھنے لگا۔رابعہ الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی۔دن کو اس نے دھوئے تھے اور جب سوکھ گئے تو اتار کر یونہی بیڈ پر رکھے رہ گئے تھے۔

"تم نے ویسے امی کو کونسے سرف کا کہہ دیا ہے؟"

حارث نے اس کی طرف دیکھا۔پھر دوبارہ ڈائری میں دیکھنے لگا۔

"یہ جو آپ لوگوں والا سرف تھا اس سے میرے ہاتھ خراب ہوتے ہیں۔اتنے خشک ہو جاتے ہیں۔اور جلد جیسے پھٹنے لگ جاتی ہے۔"

کپڑے رکھ کر وہ حارث کے سامنے گئی۔وہ بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔رابعہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر حارث کے آگے کر دیے تھے۔نظر اٹھا کر حارث نے بھی دیکھا۔پھر سانس اندر کھینچی۔

"چلو تم وہی لے آنا جو تمہارے ہاتھوں کو سوٹ کرے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ ہاتھ پیچھے کرنے لگی تو حارث نے اس کے دائیں ہاتھ کو انگلیوں سے پکڑ کر دوبارہ کھولا۔ پھر اپنے ہاتھ سے پیسے اس کی ہتھیلی میں رکھ دیے۔

"تمہارا جیب خرچ۔"

رابعہ نے حارث کو نا سمجھی سے دیکھا اور حارث نے اسے فوراً سمجھا دیا۔ یہ جیب خرچ اتنا نہیں تھا جتنا نکاح نامے پر لکھا تھا۔ لیکن رابعہ کے لیے بہت تھا۔ اس نے تو بلکہ یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ حارث اسے ہر مہینے جیب خرچ دے گا۔ اور مانگنے والی عادت اس کی تھی نہیں۔

"شیمپو وغیرہ تم امی کے ساتھ جب سودا سلف لینے جاؤ گی اسی میں لے آنا۔ اور یہ علیحدہ سے رکھنا۔ مطلب جیسے چاہو ویسے خرچ کرنا۔"

رابعہ کی نظریں نوٹ گنتی کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"اور اگلے مہینے بھی میں تمہیں اتنا ہی جیب خرچ دونگا۔ لیکن اگلے مہینے میری موٹر سائیکل کی بھی آخری قسط ہو گی۔ تو جب وہ قسط ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد سے میں تمہیں ہر مہینے وہ قسط والے پیسے دے دیا کروں گا۔ اس میں سے پھر تم کوئی کمیٹی ڈال لینا۔ اور باقی کو اپنا جیب خرچ سمجھ لینا۔"

رابعہ نے اب ہاتھ کی مٹھی بند کر لی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''ان کی موٹر سائیکل قسطوں کی تھی؟''

موٹر سائیکل تو دیکھنے میں نئی ہی لگتی تھی۔ پر اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ قسطوں کی نکلے گی۔

''اور امی اگر جائیں گی فاطمہ کی طرف مبارک باد دینے تو پھر تم نے بھی تو اپنی بھابھی کے لیے جانا ہو گا۔ ہے نا؟''

دو دن پہلے ہی تو رابعہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ پھپھو بننے والی ہے۔

''راحیل بھائی نے اگلے مہینے آنا تھا پر اب خوشخبری کی خبر سن کر اس مہینے دو دن کے لیے آئیں گے۔ تو میں سوچ رہی تھی کہ تب چلی جاؤں۔ مبارک باد بھی تبھی دے دوں گی۔''

رابعہ نے اپنی مٹھی میں موجود آدھے پیسوں کو اپنے ہینڈ بیگ کی چھوٹی زپ میں رکھا۔ اور باقی کو اپنے ولیمے والے کلچ میں سنبھال دیا۔

''پھر تم نے بھی جو کچھ لے جانا ہو ابتا دینا مجھے۔ یا ساتھ چل کر لے لینا۔''

حارث نے اب اپنی ڈائری بند کر دی۔ دراز میں رکھ دی۔

''بس مٹھائی ہی لے کر جائیں گے ہم۔ اور وہ تو راستے سے ہی لے لیں گے۔ پر اس بار امی کہہ رہی تھیں کہ میں جب بھی ان کی طرف آؤں گی تو آپ میرے ساتھ رکیں گے۔

Novels by Hamna Masood Khan

رات کا کھانا بھی لازمی کھائیں گے۔ورنہ پھر ابو امی پر غصہ ہوتے ہیں کہ انہوں نے آپکی خاطر مدارت کیوں نہیں کی۔"

"اور تم ہاتھ سے کپڑے نہ دھویا کرو، رابعہ۔"

رابعہ اب الماری بند کر کے ہاتھوں پہ پونڈز کا پیلے رنگ والا لوشن لگا رہی تھی۔حارث کو دیکھ کر یاد آیا۔

ان کو کیا بتاؤں کہ ان کی امی کے پاس سٹیل کی باڈی والی پرانی مشین ہے۔اور اس میں کپڑے دھوتے ہوئے مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔مجھے یاد ہے کہ ہمارے محلے کی ایک عورت کو اس سے بہت شدید کرنٹ لگا تھا اور پھر وہ اسی وجہ سے فوت بھی ہو گئیں تھی۔"

رابعہ ہاتھوں کو دیکھ کر لوشن ملتی رہی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

حارث نے پوچھا۔

"اور ابو نے مجھے جہیز میں واشنگ مشین دی ہی نہیں تھی۔اس لیے بھی انہیں مشین کا نہیں کہہ سکتی۔"

رابعہ نے اب ہاتھوں سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

Novels by Hamna Tasood Khan

''میں سوچ رہی ہوں کہ آپ نے مجھے جو کمیٹی ڈالنے کا کہا ہے اس کمیٹی کے پیسوں سے ہم کیا لیں گے؟''

گاؤں بسا نہیں اور لٹیرے پہلے آ گئے۔

حارث کا چہرہ سنجیدہ ہی رہا۔

''ابھی تو نہیں ڈال رہے ہم کمیٹی۔ اگلے مہینے آخری قسط دونگا۔ پھر اس سے بھی اگلے مہینے تمہیں قسط والے پیسے ملیں گے۔ اور تب جا کر تم کوئی کمیٹی ڈالو گی۔ اور وہ بھی اپنے وقت پر جا کر ہی کھلے گی۔''

بھنویں تھوڑی سی اوپر اٹھا کر اب اس نے واضح کیا۔

نہ رابعہ نے حارث کی پوچھی گئی بات کا جواب دیا تھا۔ اور نہ ہی اب حارث نے اسے بتایا تھا کہ وہ کمیٹی کس مقصد کے لیے ڈالے گی۔ اس کے ابو بھی ویسے امی سے چھوٹی کمیٹیاں ڈلوایا کرتے تھے۔ لیکن بڑی بڑی کمیٹیاں وہ مارکیٹ میں دکانداروں کے ساتھ ڈالتے تھے۔ پھر جو رقم ملتی اسے بینک میں رکھوا دیتے۔ اور ضرورت پڑنے پر ایک ساتھ ہی خرچ کر لیتے تھے۔ جیسے ابھی راحیل اور رابعہ کی شادی پر خرچ کیے تھے۔

''چلو بتاؤ... اتنی خاص تیاری تم نے کیوں کی ہے؟''

Novels by Hamna Masood Khan

ہلکی نیلی روشنی جلا کر وہ بیڈ تک آئی تو حارث نے پہلا سوال پوچھا۔

"آپ کے لیے کی تھی۔"

رابعہ نے سیدھا سیدھا جواب دیا۔

"اچھا... اور مشورہ کس نے دیا تھا تمہیں؟"

اس نے ایک آئیبرو اوپر اٹھائی۔ ہمیشہ کی طرح انگلیوں کی پشت سے اس کے گال پہ چھیڑ خانی شروع کی۔

"اس میں مشورے کی کیا ضرورت ہے؟ میں آپ کے لیے تو تیار ہو ہی سکتی ہوں۔"

حارث کو لگا تھا کہ وہ جھجھکے گی۔ پر نہیں... حارث کو غلط ہی لگا تھا۔

"اور تمہیں اتنا بھی پتہ ہے کہ اگر تم روز روز یونہی تیار ہونے لگ گئی تو میں پھر تمہیں بخشوں گا نہیں۔"

اس نے اپنی جسارتیں شروع کر دیں۔

" روز روز تیار ہونے میں کوئی برائی بھی نہیں ہے۔"

اس نے دھیمے سانسوں کے درمیان کہا۔ اور اس کے بعد حارث نے اسے کچھ مزید کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ اپنے قرب کی نرمی میں لپیٹ لیا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

رات کے شاید تین بج رہے تھے۔ گہری رات ہو چکی تھی۔ اور ایسے میں سیاہ آسمان کے پیالے کو جیسے کسی نے الٹ دیا۔

تڑ... تڑ... تڑ۔

بارش کی تیز بوندیں کمرے کی چھت سے ٹکرائیں تو حواس باختگی سے حارث اٹھ بیٹھا۔ سناٹا جیسے پھٹ گیا تھا۔ اس نے عجلت میں کمبل خود سے پیچھے کیا۔ پھر آڑے ترچھے پیر جوتے میں پھنسا کر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ رابعہ بھی بارش کے شور سے اٹھ گئی تھی۔ اس وقت بجلی بند تھی۔ اور دروازہ کھلنے کے باعث باہر چمکتی بجلی پل بھر روشنی دے کر جھج جاتی تھی۔ اور یخ بستہ ہوا کے جھونکے بھی سیدھا اندر آ رہے تھے۔ اس تیز بارش میں حارث بنا لمحے کی دیری کیے باہر چلا گیا تھا۔

"یا اللہ خیر!"

وہ بھی بیڈ سے اتری۔ لیکن اس کا دماغ نیند سے ابھی مکمل طور پر نہیں جاگا تھا۔ اپنی گرم شال کو لپیٹتے ہوئے وہ کمرے کے دروازے تک آئی تو حارث پیٹی سے چادر اٹھا کر اس کا سامان اندر لا رہا تھا۔ کمرے کے اندر رکھنے لگا۔ رابعہ ہکی بکی سامان کو دیکھ رہی تھی۔ پھر حارث کو دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈ کے تھپیڑے اسے چیرنے لگے تھے۔

"اندر کی طرف ہو جاؤ تم۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

اب کی بار حارث نے کوئی بڑے بڑے ڈبے کمرے کے اندر رکھے۔ پھر تیزی سے پلٹا۔ سردی کی اس بارش میں وہ مکمل بھیگ چکا تھا۔

"رابعہ میں نے تم سے کہا ہے کہ تم اندر رہو جاؤ۔ اور فون کی لائٹ جلاؤ... میں دیکھوں کہ کہیں کچھ رہ تو نہیں گیا۔"

حارث اسے بھیگے ہاتھ لگانے سے گریز کر رہا تھا۔ اپنی طرف سے اس نے پیٹی کے اوپر کا ہر سامان اتار لیا تھا۔ بس پیٹی ہی رہ گئی تھی اور اس وقت اس پر کوئی بھی شیٹ نما چیز رکھنے کی ضرورت تھی۔ جو حارث کے پاس نہیں تھی۔

رابعہ کی آنکھیں نم ہو چکیں تھیں۔ وہ سکتے میں تھی جیسے۔ پھر وہ پلٹی۔ اپنے فون کی لائٹ جلا کر اس نے سنگھار میز پر رکھ دی۔ اور حارث کا فون لے کر وہ کمرے کے دروازے تک آئی۔ اب جب اس نے تھوڑا سا باہر ہو کر روشنی کا رخ حارث کی طرف کیا تو وہ لرزی۔ سر سے لے کر پیر تک حارث پہ بارش کا پانی تیر رہا تھا۔ روشنی کی وجہ سے حارث کو کوئی آخری ڈبہ دکھائی دیا جو چادر کھینچنے کی وجہ سے نیچے گر گیا تھا۔ حارث نے اب وہ اٹھایا۔ پھر کمرے کے دروازے سے اندر آ گیا۔

"امی کو لگتا ہے نیچے بند کمرے کی وجہ سے بارش کی آواز نہیں گئی۔"

حارث نے اپنے ہاتھ جھٹکے۔

Novels by Hamna Yasooni

"تم بس میرے کوئی کپڑے نکال دو۔ میں دو ڈبے پانی بہا کر بدل لیتا ہوں۔"

اب وہ پورا کپکپا رہا تھا۔

حارث باتھروم کے دروازے تک چلا گیا اور رابعہ دروازے سے باہر جھانک کر اپنی بیٹی کو دیکھتی رہی۔

"رابعہ... مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ پلیز میرے لیے کچھ گرم نکال دو۔"

رابعہ ہوش میں آئی۔ کمرے کا دروازہ بند کیا۔ حارث کے لیے کپڑے نکالے۔ پھر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی۔

"میری ساری چیزیں خراب ہو گئی ہیں۔"

اسے رونا آ رہا تھا ان گیلے ڈبوں کو دیکھ کر۔

"اس سے اچھا تھا کہ میں سارا سامان بیڈ کے نیچے ہی رکھ دیتی۔"

اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسوں نکل آئے۔ باہر پیٹی کی سطح پر گرتی بوندیں جیسے اس کے ساتھ رو رہی تھیں۔ پر ان کی آواز تھی۔ رابعہ کے آنسوں خاموش تھے۔

"اور اب کیا ساری رات میری پیٹی بارش میں ہی رہے گی۔ اور اس کے اندر پانی چلا گیا تو؟"

حارث نے دروازہ کھول کر اسے آواز دی تو رابعہ اسے کپڑے پکڑانے چلی گئی۔

Novel by Hamna Masood Khan

"پتہ نہیں اچانک بادل آئے کہاں سے ہیں۔اوپر سے لائٹ بھی نہیں ہے ورنہ میں وہ تمہاری اس بال سکھانے والی مشین سے بال سکھالیتا۔"

رابعہ پھر جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔اب اس نے اپنا سر پکڑا ہوا تھا۔

"میرا سب کچھ خراب ہو گیا ہے۔"

اس نے بھرائی آواز میں کہا۔حارث ہاتھ رگڑتے ہوئے اس کے قریب گیا۔

"یہ ڈبے گیلے ہوئے ہیں اور اس کے اندر کا سامان ایسا نہیں ہے جو خراب ہو جائے۔ ۔تمہارے سٹیل والے بڑے برتن ہیں۔اور..."

"اور جو اب پیٹی باہر رکھی ہے وہ بھی تو خراب ہو رہی ہے۔اس کا کیا؟"

اس نے بھیگی آنکھوں سے حارث کو دیکھا۔کمرے میں دو موبائل فونز کی روشنی تھی۔اور رابعہ کی آنکھیں وہ دیکھ سکتا تھا۔

"پتہ نہیں ابو نے کیسے سب مینج کر کے مجھے جہیز دیا تھا۔اور اب یہ سب سامان ایک مہینے میں ہی خراب ہو گیا ہے۔"

"مجھے نہیں پتہ تھا رابعہ کہ اس موسم میں اچانک سے بادل آجائیں گے اور برسنے لگیں گے۔"

حارث نے اپنا ٹھنڈا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔رابعہ ہاتھ جھٹکتے ہوئے اٹھ گئی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"لیکن آپ نے پیٹی پر سامان رکھتے ہوئے یہ کیوں نہیں سوچا تھا کہ بارش بھی ہو سکتی ہے؟ کھلے آسمان تلے آپ کو سامان نہیں رکھنا چاہیے تھا۔"

ٹھنڈ نے ویسے بھی حارث کا دماغ جما دیا تھا۔ اور رابعہ کی باتیں اسے محسوس ہو رہی تھیں۔ اسی کے سامان کے لیے افراتفری میں اپنی پرواہ کیے بغیر وہ رات کے اس پہر سردی کی بارش میں بھیگا تھا۔ اور جو دو ڈبے اس نے پانی کے پھینکے تھے وہ بھی ٹینکی کا ٹھہرا ہوا پانی تھا۔

"مجھے معاف کر دو، رابعہ۔"

اس نے نظریں نیچی کر لیں۔ پھر اپنا موبائل اٹھایا۔ روشنی بھیگے ڈبوں کی طرف کر دی۔

"باہر میری پیٹی خراب ہو رہی ہے۔"

رابعہ نے زور دے کر کہا۔

"اس وقت میرے پاس گھر میں کوئی پلاسٹک شیٹ نہیں ہے جس سے میں اسے ڈھک دوں۔ دعا کرو کہ بارش رک جائے... صبح کی دھوپ نکلے گی تو ہم کپڑے سے اچھی طرح خشک کر لیں گے پیٹی کو۔ اور میں کسی پلاسٹک شیٹ کا بندوبست بھی کر لوں گا۔"

حارث سن ہاتھوں سے گیلے ڈبوں کو کھول کر دیکھ رہا تھا۔ سامان ایسا نہیں تھا جو مکمل خراب ہو گیا ہو لیکن ڈبے تو ناکارہ ہو گئے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تم پریشان نہ ہو، رابعہ۔ صبح ہونے دو۔ پھر میں کرتا ہوں کچھ۔ اور تم لیٹ جاؤ... بارش کی وجہ سے بجلی تو اب نہیں آنے والی۔"

وہ دونوں بیڈ پر لیٹے تو رابعہ کنارے پر ہو گئی۔ تکیے میں منہ چھپا کر شاید وہ رو رہی تھی۔ حارث نے اسے قریب کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ پہلی بار تم سے کہہ رہا ہوں کہ زرا میرے ہاتھ پاؤں ہی گرم کر دو۔ سن ہو گئے ہیں بالکل۔"

اس نے بہت پیار سے کہا۔ نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ نہیں پلٹی۔

رات جیسے اچانک بارش ہوئی تھی ویسے ہی صبح سورج نے بھی نکلنے سے انکار کر دیا تھا۔ حارث تو ایسا سویا کہ نماز کے لیے بھی اس کی آنکھ نہ کھلی۔ لیکن اب جب ساڑھے سات کا الارم بج رہا تھا تو اسے خود میں اتنی ہمت بھی محسوس نہیں ہوئی کہ وہ موبائل اٹھاتا۔ رات رابعہ سے کہہ رہا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤں گرم کر دے۔ اور اب مکمل تپ رہا تھا۔

رابعہ اٹھی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے باہر آسمان کو دیکھا۔ بادل اب بھی تھے۔ ہلکے سرمئی رنگ کے۔ چھت کا فرش بھی گیلا ہی تھا۔ باہر جا کر اس نے پیٹی کو دیکھا۔ پیٹی پر تھوڑا پانی اوپر ہی ٹھہر گیا تھا۔ رابعہ دیکھ کر واپس اندر آئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"بارش دوبارہ ہونے والی ہے۔ آپ پلیز اٹھ کر پیٹی کو خشک کریں اور اس کے اوپر کوئی شیٹ ڈالیں۔"

حارث نے بمشکل اس کی آواز پر آنکھیں کھولیں۔ یوں کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ سرخ آنکھیں کھولیں۔

"کیا کہہ رہی ہو؟"

آواز بھی نقاہت زدہ تھی۔ پر رابعہ کا دھیان ہی کسی اور طرف تھا۔

"میں کہہ رہی ہوں کہ اٹھ کر موسم دیکھیں باہر۔ پیٹی کا کچھ کریں۔ میں نیچے جا رہی ہوں۔"

نیچے جا کر اس نے اپنے لیے گرم پانی رکھا۔ کچن میں کھڑی رہی۔ امی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صحن میں بھی پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ برآمدے میں بھی رات شاید پانی اکٹھا ہوا تھا پر بارش رکنے کے بعد نکل گیا تھا۔ دیواریں بارش سے دھل گئیں تھیں لیکن پرانا چونا بھی کئیں جگہ سے اتر گیا تھا۔

"ان کی امی ابھی تک نہیں اٹھیں۔ پتہ نہیں آج نماز کے لیے ان کی بھی آنکھ کھلی تھی یا نہیں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

بادل گرجنے کی آواز پر رابعہ باہر آئی۔ پھر سیڑھیوں سے نظریں اوپر کیں۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔

"کیوں نہیں اٹھے یہ؟ کہہ کر بھی آئی ہوں کہ بارش دوبارہ شروع ہونے والی ہے۔"

پیر پٹختے ہوئے وہ کچن سے نکلی۔ صحن میں کھڑے پانی پہ اس کا پیر پڑ گیا۔ چھپ کی آواز آئی۔ اور اس کا پائنچہ پورا گیلا ہو گیا۔ رابعہ نے غصے سے اپنے پیر کو دیکھا۔ جوتا اور جراب بھی پورا بھیگ گیا تھا۔

"آپ سے میں نے کہا ہے کہ اٹھ کر باہر دیکھیں۔ اور مجھے اوپر گرم پانی کی بالٹی لا دیں۔ اس سے پہلے کے لائٹ دوبارہ چلی جائے۔ میں نے نہا کر اپنے بال بھی سکھانے ہیں۔ اور آپ کو دکان کے لیے بھی دیر ہو رہی ہے۔"

حارث نے بمشکل کروٹ بدلی۔

"نیچے والا باتھروم استعمال کر لو تم۔ اس وقت ویسے بھی امی سو رہی ہوں گی۔"

اس نے تو آنکھیں تک نہیں کھولیں۔

"آپ نے کیا نہیں اٹھنا؟"

اس نے چڑ کر پوچھا۔ حارث نے جواب نہیں دیا۔ اور وہ اپنے کپڑے لے کر واقعی نیچے چلی گئی۔ جب وہ ٹھٹھرتی ہوئی واپس اوپر آئی تو حارث اس کی بیٹی کو کپڑے سے خشک کر رہا

Novels by Hamna Yasood Khan

تھا۔ یہ دیکھ کر رابعہ کو تسلی ہو گئی۔ پھر وہ اندر چلی گئی۔ ”کمرے میں ہیٹر بھی جلایا۔ ہیر ڈرائیر کو آن کیا۔ بال سکھانے لگی۔“

”ایک تو ساری ہمت ختم ہو گئی ہے۔ اوپر سے صبح کے آٹھ بجے میں کوئی شیٹ کہاں سے لاؤں؟“

خود سے ہی پوچھتے ہوئے اس نے اپنے مفلر کو اٹھایا۔ گردن کے گرد لپیٹا۔ سیڑھیاں اترے ہوئے اسے اپنا آپ ڈولتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔

”آدھے گھنٹے صبر کر لو تم۔“

حارث نے آسمان کی طرف دیکھ کر بادلوں کو مخاطب کیا۔

مشکل سے اس نے موٹر سائیکل نکالی۔ اپنے دماغ کو حاضر رکھا۔ اور مارکیٹ میں شیٹ کے لیے کوئی دکان دیکھی۔ ہینڈل کو قابو کرنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ پھر اسے نئی شیٹ خریدنی پڑی۔ اور پیٹی کے حساب سے اسے بہت مہنگی پڑی۔ جب تک وہ گھر واپس پہنچا اسے بری طرح چھینکیں شروع ہو گئیں تھیں۔

”اس وقت کہاں گیا تھا تُو؟“

امی اٹھ گئیں تھیں۔ اور رابعہ اوپر کمرے میں ہی تھی۔

Novels by Hina Masood Khan

"امی اس کی پیٹی رات بارش میں پڑی رہی ہے۔اب اس پہ ڈالنے کے لیے شیٹ لایا ہوں۔"

"اور دکان پر نہیں جانا کیا؟"

اتنے میں ہلکی ہلکی بوندیں پھر سے شروع ہو گئیں۔

"میں اس کی پیٹی کور کر لوں پہلے، پھر آتا ہوں۔"

تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے کے باوجود اسے اوپر پہنچنے میں وقت لگ گیا۔لیکن جیسے تیسے اس نے پیٹی پر شیٹ ڈال دی۔رابعہ کمرے کے دروازے پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔

"سویٹر بدل لیں آپ، دوسری نکال دوں میں؟"

اس نے اب حارث پر دھیان دیا۔جب وہ چھینکتا ہوا اندر آیا۔

"تم نیچے جا کر ناشتہ بناؤ... امی جاگ گئیں ہیں۔"

اندر آ کر اس نے سویٹر بدلی۔پھر جرابیں پہنی۔اور چھینکتا ہوا نیچے پہنچا۔

"رات سے ایک بار بھی اسے میری پرواہ ہوئی ہی کب تھی؟اسے تو بس اپنے سامان کی پرواہ تھی۔اور ٹھیک ہے، غلطی میری تھی اس لیے میں نے بھگت لیا۔اور جو کچھ بھی اس کا خراب ہوا ہے اسے پورا کر دوں گا میں۔ایک بار بس طبیعت ٹھیک ہے جائے میری۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

امی کے کمرے میں جا کر کرسی پر بیٹھنے کے بجائے وہ امی کے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ باہر ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اور امی بھی رابعہ کے ساتھ کچن میں تھیں۔

"اس موسم میں بھی کیا یہ دکان پر جائیں گے؟"

رابعہ نے توے پر پراٹھا ڈالا۔ دوسرے چولہے پر چائے رکھی ہوئی تھی۔ وہ اگلا پراٹھا بیلنے لگی۔ اور امی توے پر تیل ڈال کر پراٹھا تلنے لگیں۔

"مجھے تو اس کی طبیعت خراب لگ رہی ہے۔ اوپر سے ٹھنڈی ہوا میں اتنی صبح شیٹ کے چکر میں گیا تھا۔ بارش کے بعد کی یہ جو ٹھنڈ ہوتی ہے وہ جوڑوں میں بیٹھ جاتی ہے۔"

رابعہ پراٹھا بیلتے ہوئے ٹھہر گئی۔

" اوپر میرا پیٹی پہ رکھا سارا سامان رات بارش میں بھیگ گیا تھا۔ وہ تو یہ اندر لے آئے تھے لیکن پیٹی تو باہر ہی رہے گی۔ اس لیے شیٹ ڈالی ہے انہوں نے اس کے اوپر۔ اب بارش کا بھی تو نہیں پتہ کہ کب تک ایسا ہی موسم رہے گا۔"

امی کو بتاتے ہوئے رابعہ کو یاد آنے لگا کہ حارث نے کیسے رات اسے کہا تھا کہ اسے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ پہلی بار وہ کہہ رہا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤں ہی گرم کر دو۔ اپنے ہی جذبات میں اس نے حارث پر زرا دھیان نہیں دیا تھا۔

"برستی بارش میں حارث نے تمہارا سامان اٹھایا تھا؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

امی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بارش کی آواز سے ہی ہماری آنکھ کھلی تھی۔ پھر یہ میرا سامان اندر لے آئے تھے۔"

رابعہ کی آواز منمناتی ہوئی ہو گئی۔ اور امی ضرور کچھ تلخ سوچ رہی تھیں تبھی انہوں نے ابھی تک کچھ کہا نہیں تھا۔

"آپ یہ پراٹھا دیکھیں گی؟ میں ان کو دیکھ کر آتی ہوں۔"

ایک دم ہی اسے فکر ہونے لگی۔ امی نے چپ چاپ بس چمٹا پکڑے رکھا۔

رابعہ امی کے کمرے میں آئی تو حارث ان کی رضائی میں لیٹا ہوا تھا۔ رابعہ نے اپنے ہاتھ دیکھے تو ان پر آٹا لگا ہوا تھا۔ پہلے اس نے اپنے دوپٹے کے پلو سے ہاتھوں کو زرا سا صاف کیا۔ پھر حارث کے سرہانے آکر کھڑی ہو گئی۔ سوچنے لگی۔ پھر ہلکی سی رضائی پیچھے کر کے اس نے حارث کا چہرہ دیکھا۔ جلد کا رنگ بے حد سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے حارث کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو حارث نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔ اور بند آنکھوں کے ساتھ کروٹ بدل لی۔ رضائی بھی منہ تک کر لیں۔

"آپ کو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔"

حارث کا ماتھا تپ رہا تھا۔ رابعہ کے چہرے پر پریشانی امڈ آئی تھی۔ اتنے میں امی پراٹھے لے کر کمرے میں آ گئیں۔

Novels by Hania Nasoor Khan

''جاؤ... جا کر چائے ڈال لاؤ۔اور سالن بھی گرم کر لو۔''

امی نے میز کھینچی۔اس پر پراٹھے رکھے۔کرسی کھینچی۔اور بیٹھ گئیں۔

''ان کو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔یہ پھر پراٹھا نہ کھائیں۔ان کے لیے میں دو انڈے ابال لیتی ہوں۔''

فریج میں شاید دو انڈے ہی پڑے تھے۔باقی تو اس مہینے کا سامان لینے انہوں نے آج جانا تھا۔

رابعہ بیڈ سے تھوڑا پیچھے ہو گئی۔چولہے پر چائے تھی۔وہ زیادہ دیر رک بھی نہیں سکتی تھی۔امی کرسی سے اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔حارث کی رضائی پیچھے کی۔پھر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔اور پھر اس کا سر دبانے لگیں۔

''امی ناشتہ کرو آپ۔''

اس کی نقاہت زدہ آواز سنائی دی۔

''اور تجھے جو اتنا تیز بخار ہو گیا ہے۔کیا ضرورت تھی برستی بارش میں اس کا سامان اٹھانے کی۔اس موسم کی بارش میں کوئی بیمار پڑ جائے نا تو پورا موسم ہی لگ جاتا ہے پھر صحت یاب ہونے میں۔اور اب بتا... پھر دکان کیسے کھولے گا؟''

امی پریشان تھیں۔اور ان کے لہجے نے رابعہ کا سر جھکایا تھا۔پھر رابعہ کچن میں چلی گئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"امی کھلے آسمان کے نیچے اس کا سامان تو میں نے رکھا تھا نا۔ پھر کیا بارش میں خراب ہونے دیتا؟"

اس نے کروٹ سیدھی کی۔ پھر ہمت کر کے اٹھا۔ مسہری سے ٹیک لگائی۔ اور رضائی کو اپنے کندھوں تک رکھا۔

"ہمارے گھر میں جو جگہ ہو گی ہم سامان وہیں رکھیں گے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ کمرے خالی پڑے ہوں اور ضد میں ہم نے چھت پر اس کی پیٹی رکھ دی ہو۔"

حارث نے اپنے ماتھے سے امی کا ہاتھ ہٹا دیا۔ سمجھ رہا تھا کہ وہ اس کے لیے پریشان ہو رہی ہیں۔ یوں بیٹھا تو اسے چھینکیں آنے لگیں۔ وہ بھی اتنی اونچی کہ رابعہ کچن سے ٹشو پیپر کا رول اٹھا کر تیزی سے کمرے میں آئی۔ امی کو حارث کا سر دباتے دیکھا۔ اتنے میں حارث کو ایک اور چھینک آئی۔

"یہ ٹشو۔"

اس نے ٹشو کا رول آگے کیا۔

"انڈے ہی ابالو حارث کے لیے۔ اور ڈبل روٹی پڑی ہے تو ساتھ اس کو سینک لگا دینا۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

وہ تو چولہے پر انڈے ابلنے کو رکھ بھی آئی تھی۔امی کی بات پہ سر ہلانے لگی۔امی نے ٹشو والا رول اس سے لے کر حارث کے پاس رکھ دیا۔اور اس میں سے حارث نے کافی سارا ٹشو نکال کر استعمال بھی کیا۔

رابعہ نے پہلے امی کو سالن اور ان کی چائے لا دی۔پھر حارث کے لیے ڈش میں دو انڈے، چائے کا کپ،اور ڈبل روٹی کے سینکے ہوئے ٹکڑوں کو رکھ کر کمرے میں آئی۔اب بھی امی بیڈ پر بیٹھیں تھیں۔اور اسے سمجھ بھی نہیں آرہی تھی کہ وہ حارث کا ناشتہ کہاں رکھے۔

"بیڈ پر رکھ دو، میں خود کر لوں گا ناشتہ۔"

حارث نے اپنے آگے سے رضائی سیدھی کی۔اس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔رابعہ نے وہاں ناشتہ رکھتے ہوئے بھی اس کا چہرہ دیکھا۔

"اگر ان کی امی یہاں ان کے پاس نہیں بیٹھی ہوتیں تو ان کو ناشتہ میں خود کروا دیتی۔"

حارث کی امی کو اٹھنے کا وہ کہہ نہیں سکتی تھی۔اس لیے خود ہی پیچھے ہو گئی۔اتنے میں باہر بارش بھی دوبارہ تیز ہو گئی۔

"اللہ خیر کرے۔"

Novels by Hemna Masood Khan

بجلی چمکی۔ پھر گھر کی لائٹ دوبارہ چلی گئی۔ رابعہ کا فون کچن میں تھا۔ اپنا ناشتہ اٹھانے گئی تو وہاں سے موبائل اٹھالائی۔ اس کی روشنی جلائی۔ اور میز پر الٹا کر کے رکھ دیا۔

"آج تو دکان نہ ہی کھول۔"

امی ناشتہ کرتے ہوئے حارث سے کہنے لگیں۔

"موسم کی وجہ سے حالات لگ تو نہیں رہے۔ اوپر سے میری اپنی ہمت نہیں ہو رہی کہ مارکیٹ تک جاؤں۔ صبح جب میں موٹر سائیکل پر شیٹ لینے گیا تھا تب ہی ہینڈل پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔"

انڈے رابعہ چھیل کر لائی تھی۔ اور تھے بھی وہ ہالف بوائل۔ حارث چمچ کی مدد سے کھا رہا تھا۔ لیکن اس کا اچانک دل خراب ہونے لگا۔

"ڈسٹبن لادو، رابعہ۔"

حارث نے اپنا ہاتھ ایک طرف کر کے ہلایا۔ رابعہ نے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے ابھی تو اپنا ناشتہ شروع کیا تھا۔

"کیا ہوا؟ دل خراب ہو رہا ہے تیرا؟"

امی پوچھتے ہوئے بیڈ سے ہی اٹھ گئیں۔ حارث ڈش ایک طرف رکھ چکا تھا۔

"دل خراب ہو رہا ہے شدید۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے آگے سے اپنے سینے کو مسلا۔

"میں... میں ڈسٹبن لاتی ہوں۔"

جتنی دیر میں رابعہ اٹھی۔ باہر برامدے تک گئی۔ ڈسٹبن اٹھا کر واپس آئی۔ حارث وامٹ کر چکا تھا۔ اپنے اوپر سے رضائی پیچھے کر کے اس نے بمشکل بیڈ کو گندہ ہونے سے بچایا تھا۔ حارث کی امی اس کی کمر کو ہاتھ سے رگڑ رہی تھیں۔ اور ہوا میں معلق حارث کا ہاتھ جس سے وہ رابعہ کو پیچھے رہنے کا اشارہ کر رہا تھا، رابعہ نے پہلی بار کانپتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ مضبوط مرد اس وقت کہیں سے بھی مضبوط نہیں لگ رہا تھا۔

میز کو شاید حارث کی امی نے کھینچ کر پیچھے کیا تھا۔ اور کمرے کا فرش گندہ ہو گیا تھا۔ حارث نے کود و تین اور ابکائی آئی تھیں۔ پھر وہ نڈھال ہو گیا۔ اور امی نے اس کے اوپر رضائی سیدھی۔ اس نے مسہری سے ٹیک لگالی۔

امی نے میز سے پانی کا گلاس لے کر حارث کی کلی کروائی۔ ان کا تو ناشتہ تقریباً ہو چکا تھا لیکن رابعہ کا رہ گیا۔

"سینے میں ٹھنڈ بیٹھ گئی ہے۔ اس کے لیے قہوہ رکھتی ہوں میں۔"

پریشانی سے چور جتاتا ہوا لہجہ۔

Novels by Hania Nasook Khan

امی نے اپنا بٹنوں والا موبائل فون اٹھایا۔اس کی ٹارچ آن کی۔ گندے فرش سے ایک طرف ہو کر وہ کچن میں چلی گئیں۔ حارث گہرے اور اونچے سانس لے رہا تھا۔ رابعہ نے میز کو کھینچ کر دیوار سے لگایا تو اس نے تھوڑی آنکھیں کھولیں۔

''ناشتہ رہ گیا تمہارا بیچ میں۔''

اپنی دوسری طرف سے ڈش اٹھا کر حارث نے آگے کی طرف کی تاکہ رابعہ برتن اٹھا لے۔

''آپ رہنے دیں میں اٹھا لیتی ہوں۔''

پھر وہ برتن لے کر باہر گئی۔ پھر جھاڑو اور چھوٹی بالٹی میں پانی لے کر کمرے میں آئی۔ اپنے منہ پر اس نے ایک ہاتھ سے دوپٹہ رکھا۔اور بہت ضبط کر کے اس نے سب سے پہلے فرش دھویا۔ پھر فینائل ڈال کر کپڑا بھی لگایا۔اب کمرے میں تھوڑی خوشبو پھیلی تھی۔اتنے میں امی حارث کا قہوہ لے آئیں تھیں۔اور وہ پی رہا تھا۔اس قہوے کو وہ سخت ناپسند کرتا تھا لیکن اتنا جانتا تھا کہ ٹھنڈا اگر سینے میں بیٹھ جائے تو یہ قہوہ اسے ٹھیک کر سکتا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

”ویسے صبح سے بے شک اس نے میری پرواہ نہیں کی لیکن اب تو میری وجہ سے ہی یہ سب کر رہی ہے۔ حالانکہ مجھے پتہ ہے کہ اس کا دل اس سب سے کتنا خراب ہوا ہو گا۔ پھر بھی برداشت کر لیا اس نے۔“

ساتھ ساتھ وہ رابعہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔

”تم کہاں جا رہی ہو؟“

قہوہ اندر اترا۔ تھوڑا سکون محسوس ہوا۔

”ان کے پاس بیٹھنا تو چاہ رہی ہوں لیکن ہیں بھی یہ اپنی امی کے بیڈ پر۔ اور وہ بھی ان کے پاس ہی ہیں۔“

”کچن میں جا رہی ہوں۔“

”ہاتھ دھو کر آؤ اور ناشتہ کر لو پہلے۔ پھر اس کے لیے میں یخنی چڑھا دوں گی۔ اور بعد میں تم دیکھ لینا۔ ہم اپنا بھی دوپہر کا کچھ ہلکا پھلکا ہی کریں گے۔“

امی نے اسے میز سے اپنا ناشتہ واپس کچن میں رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ سر ہلاتے ہوئے وہ کچن میں گئی۔ اپنا ناشتہ لے آئی۔ اتنے میں بارش رکی تو لائٹ دوبارہ آ گئی۔

”میں پہلے اوپر سے ہیٹر لے آتی ہوں۔ تھوڑی دیر چلا لیں گے تو کمرہ گرم ہو جائے گا۔“

اس نے میز پر ناشتہ رکھ دیا۔ میز آگے بھی کھینچ لی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں نا... باہر بارش سے سب گیلا ہے، کمرے کا فرش تم نے دھو دیا ہے تو اب زیادہ ہی ٹھنڈ لگ رہی ہے۔"

امی بھی حامی بھرنے لگیں۔ رابعہ اوپر سے ہیٹر لے کر آئی۔ پھر اسے جلایا۔ تھوڑا حارث کے نزدیک ہی رکھا۔ اور اس کے بعد اپنا بچا کچا ناشتہ کرنے لگی۔ اتنے میں حارث کا فون بجا۔

"نہیں... ایک تو بارش ہے اوپر سے طبیعت خراب ہو گئی ہے۔"

حارث لیٹا ہوا تھا لیکن کال سننے کے لیے اٹھ بیٹھا۔

"بخار ہے اور تھوڑی دیر پہلے الٹی بھی آئی ہے۔ زرا ہمت نہیں ہو رہی کہ موٹر سائیکل چلا سکوں گا۔ اس لیے بس آج دکان بند ہی رہے گی۔"

مارکیٹ سے ہی کسی کا فون آیا تھا۔ بارش رکے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اور مارکیٹ میں جن دکانداروں نے دکانیں کھولنی تھیں وہ لوگ پہنچ گئے تھے۔ صرف حارث کا شٹر گرا ہوا تھا۔

"چل تُو پریشان نہ ہو۔ ایک دن دکان بند بھی رہی تو کوئی بات نہیں۔ روزی تو اللہ دیتا ہے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

امی اسے حوصلہ دے رہی تھیں۔ لیکن جس کے سر پر ذمہ داری ہو وہ بیماری میں بھی سکون سے آرام نہیں کر پاتا۔

"امی سو مسئلے مسائل ہیں۔ لیکن بس آپ دعا کرو کہ یہ طبیعت مجھے زیادہ دن کے لیے بستر پر نہ ڈالے رکھے۔"

وہ رضائی میں گھس کر واپس لیٹ گیا۔

"ابھی میں تیرے لیے یخنی رکھتی ہوں۔ اس میں تھوڑی سی روٹی بھگو کر دوں گی۔ طاقت بھی آئے گی اور دو گولیاں لے گا تو شام تک دیکھنا کتنا فرق پڑ جائے گا۔"

امی کمرے سے چلی گئیں۔ رابعہ کرسی پر بیٹھی رہی۔ لیکن پھر گہری سانس لے کر اٹھی۔ بیڈ کے پاس گئی۔ بیٹھ گئی۔ زرا سی رضائی ہٹا کر اس نے حارث کے گال کو ہاتھ لگایا۔ وہ گال جل رہا تھا لیکن اس کا ہاتھ بھی بہت ٹھنڈا تھا۔

"بخار بہت تیز ہے آپ کو۔"

وہ فکر میں کہنے لگی۔

"اب کیوں پرواہ کر رہی ہو تم میری؟"

حارث نروٹھے پن سے بولا۔ اب تو وہ شکوہ کر ہی سکتا تھا۔

"مجھے آپ کی پرواہ ہے!"

Novels by Hamna Nasoor Khan

بیڈ پر تھوڑا اوپر ہو کر بیٹھ گئی۔ اپنی کہنی اس نے حارث پر ہی رکھ دی تھی۔

"رات سے مجھے بہت دکھائی دے رہی تھی۔ اور یہ تمہاری وجہ سے ہی میری اتنی طبیعت خراب ہوئی ہے۔ اگر تم نے پہلے ہی میرا خیال کر لیا ہوتا جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے تو اس وقت یوں پڑا نہ ہوتا میں۔ اور تم تو ایک بھی بار قریب نہیں آئی میرے۔ ورنہ تمہیں پتہ ضرور چلتا کہ میں کب سے تپ رہا ہوں۔ لیکن نہیں بھئی... تمہیں تو صرف شیٹ کی پڑی تھی۔ اس کے چکر میں نکلنا پڑا مجھے۔ اور آج تو مجھے لگ رہا تھا کہ موٹر سائیکل کہیں ٹھک جائے گی مجھ سے۔ ہینڈل تک کنٹرول نہیں ہو رہا تھا مجھ سے۔ اوپر سے تم صبح کی ہوا دیکھتی۔"

بخار کا اثر تھا۔ وہ دل کی باتیں اونچی آواز میں کرنے لگا تھا۔ رابعہ خاموشی سے سن رہی تھی۔

"ابھی میں سر دبا دوں آپ کا؟"

آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکا تھا۔

"سر تو امی نے دبا دیا ہے۔ لیکن اس وقت پورا جسم ٹوٹ رہا ہے میرا۔"

اپنے گرم ہاتھ کو اس نے رابعہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا۔ اور بہت نرمی سے ہولے ہولے اپنی انگلیاں چلانے لگا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"وہ کیسے دباؤں میں؟"

منمنا کر رابعہ نے پوچھا۔

"ہاتھوں سے دباؤ۔"

حارث نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔اور رابعہ نے کہنی سے اس پر کچھ زیادہ ہی زور ڈال دیا۔

"اور اپنے سہارے بیٹھو، رابعہ۔"

حارث بیڈ پر آگے دیوار کی طرف ہوا۔اور پھر سیدھا لیٹ گیا۔آدھے بیڈ پر اب رابعہ کے لیے جگہ بچی تھی۔پھر اس نے بھی کمر سیدھی کر لی۔آنکھوں میں شرمندگی سی آگئی تھی۔

"سچ میں ان کی طبیعت میری وجہ سے ہی زیادہ خراب ہوئی ہے۔اگر میں رات کو ہی ان کا خیال کر لیتی تو واقعی یہ ابھی اتنا بیمار نہ ہوتے۔"

رابعہ نے رضائی کے اوپر سے ہی اس کے بازو کا اندازہ کیا۔پھر دبانے لگی۔اپنی طرف سے وہ اچھا خاصا زور لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ایسے تو تم چڑھ جاؤ بے شک میرے اوپر۔مجھے زرا اثر نہیں ہو گا۔"

حارث نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔اسے دیکھا۔

Novels by Hema Wasool Khan

آپ نے کہا کہ دبا دو تو میں دبا ہی رہی ہوں۔ ویسے بھی یہ درد دبانے سے نہیں جائے گا۔ موسم بھی ٹھیک نہیں ہے ورنہ ہم کسی ڈاکٹر کے پاس ہی چلے جاتے ہیں۔ وہ پرہیز کا بھی وہ بتا دیتا۔ اور شاید آپ کو ڈرپ لگنے کی ضرورت ہے۔"

رابعہ نے اپنا زور بڑھانے کے بجائے بالکل ختم کر دیا۔

"ڈرپ کیوں لگے گی مجھے؟"

حارث نے سرخ آنکھیں کھولیں۔

"کیونکہ ہاتھ کانپ رہے تھے آپ کے۔ اور کمزوری ہو گئی ہے آپ کو اس لیے لگے گی ڈرپ۔"

"کب کانپ رہے تھے میرے ہاتھ؟"

حارث نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھا۔ ہاتھ میں جان تو نہیں تھی لیکن وہ کانپ بھی نہیں رہا تھا۔

"جب آپ وامٹ کر رہے تھے۔"

رابعہ نے گندہ سا منہ بنایا۔

"اور اس وقت تمہارا دل مجھ سے زیادہ خراب ہو رہا تھا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث ہنسا۔اور پھر اسے چھینک آئی۔ ہنسی اسے چہرے سے غائب کرنی پڑی۔ رابعہ نے اسے ٹشو پکڑایا۔

''اب بس کھانسی کی کمی رہ گئی ہے۔''

اس کی چھینک نے پورا بیڈ ہی ہلا دیا تھا۔

''ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔''

''میری بالکل بھی ہمت نہیں ہے جانے کی۔''

بات کرنے کی ہمت بھی اس کی ختم ہو رہی تھی۔

''ہم رکشہ کروا کر چلتے ہیں۔ میں بازو سے پکڑ کر آپ کو اپنا سہارا دے دوں گی۔''

حارث مسکرایا۔ دھیمے سے اپنی آنکھیں اس کے چہرے پر کیں۔

''دن میں یخنی کے ساتھ تھوڑی روٹی کھانے دو۔ اس کے بعد گولیاں کھا کر سو جاؤں گا۔ اور اگر شام تک بہتر نہیں ہو نگا تو پھر ہم ہسپتال چلیں گے۔''

حارث نے رابعہ کا ہاتھ پکڑ کر رضائی کے اندر کیا۔ پھر اپنے بازو پر رکھ دیا۔

''ابھی بس دبا دو تھوڑا تھوڑا۔ دونوں ہاتھوں سے دباؤ۔''

''امی آجائیں گی آپ کی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

جیسے حارث کہہ رہا تھا ویسے دبانا کچھ عجیب تھا۔ جیسے وہ بیٹھی تھی ویسے رضائی میں دونوں ہاتھ کرنے سے رضائی اس کے اپنے گھٹنوں پر بھی آگئی تھی۔

"خوش ہونگی دیکھ کر کہ ان کی بہو ان کے بیٹے کی خدمتیں کر رہی ہے۔"

"بہو پر الزام بھی تو ہے نا کہ اس کی وجہ سے انکے بیٹے کی طبیعت خراب ہوئی ہے۔"

رابعہ نے اپنا پورا زور لگانا شروع کیا۔

"پنڈلیاں بھی دباؤ ایسے میری۔"

ابھی اس نے بازو دبانا شروع ہی کیا تھا اور حارث نے پیر اٹھا کر اپنی پنڈلیوں کی طرف توجہ کروائی۔

"ایسا کرتا ہوں کہ میں الٹا ہو کر لیٹ جاتا ہوں۔ تم میری ٹانگوں پہ چڑھ کر انہیں دبا دو۔"

اس کے مطابق یوں دبانے سے رابعہ کا زور ضائع ہو رہا تھا۔

"اب یہ زیادہ ہو رہا ہے۔"

اس نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

"اچھا... دیوار پکڑ کر کھڑی ہو جانا۔"

"ایسے دبا تو رہی ہوں میں آپ کو۔"

اس نے ہل ہل کر دبانا شروع کیا۔ اپنا زور بھی بڑھا دیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر وہ ایسی حارث کی خدمتوں میں لگی کہ گھر کی صفائی رہ گئی۔ صحن میں پانی اب بھی جگہ جگہ ٹھہرا ہوا تھا۔ برامدے کے فرش پر جوتیوں کے نشان چھپ گئے تھے۔ اوپر ان کے کمرے کا کمبل بنا تہہ پڑا تھا۔ اور سنک میں برتنوں کے اوپر برتن رکھنے کے بعد ڈھیر لگتا جا رہا تھا۔ چولہے پر رکھی یخنی پک چکی تھی۔ اور ظہر کا وقت آن پہنچا تھا۔ حارث کی امی وضو کر کے نماز پڑھنے آئیں تھیں۔ لیکن ان کا فون بج پڑا۔

امی: ''حارث کو بڑا تیز بخار ہے۔ دو بار الٹی کر چکا ہے صبح سے۔ اور ہمت ایسی ہے کہ کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا اس سے۔''

بڑی باجی: '' کیسے چڑھ گیا اتنا بخار کے الٹیاں بھی لگ گئیں ہیں؟''

امی: ''رات کو برستی بارش میں رابعہ کا سامان اٹھانے کے چکر میں بھیگ گیا تھا۔ پھر صبح موٹر سائیکل پر مارکیٹ تک گیا تو اور ہوا لگ گئی۔''

بڑی باجی: '' اب دیکھو، اگر تیز بخار ہے تو میں عباس کو بھیج دیتی ہوں، کسی ڈاکٹر کو لے آئیں گے۔ بچوں کے ساتھ اس موسم میں میرا آنا تو مشکل ہی ہو گا۔''

''رابعہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کرو زرا... اس کی بڑی باجی کہہ رہی ہے کہ اگر بخار تیز ہے تو وہ اپنے میاں کو بھیج دیتی ہے۔ اگر ہسپتال جانے کی ہمت نہیں ہے تو پھر وہ ڈاکٹر کو گھر لے آئے گا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

امی نے ویسے ہی فون کان پر رکھ کر رابعہ سے کہا تو رابعہ نے حارث کی کلائی چیک کی۔ پھر اس کی گردن پر ہاتھ رکھا۔ اور پھر اس کے ماتھے پر۔

"کیا تم بھی ان کی باتوں میں آ رہی ہو؟ امی سے کہو عباس بھائی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی اگر شام تک طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی تو میں ڈاکٹر کے پاس خود چلا جاؤں گا۔"

"آپ کی طبیعت خراب ہے اس لیے ابھی آپ فیصلہ نہ کریں۔"

رابعہ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

"اور بخار ان کو تیز ہے، آپ بڑی باجی سے کہیں کہ عباس بھائی کو بھیج دیں۔ ڈاکٹر اگر گھر ہی آ جائے تو اچھا ہو جائے گا۔"

پھر اس نے گردن موڑ کر امی کی طرف دیکھا۔

"مجھے ٹھیک ہونے دو، تمہاری تو میں اچھے سے خبر لوں گا۔"

اور حارث نے رابعہ کی کلائی کو اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑا۔ سانس اندر کھینچتے ہوئے تھکی ہوئی آنکھیں بند کر لیں۔

موسم کی وجہ سے ڈاکٹر کا کلینک بھی نہیں کھلا تھا۔ اسی لیے عباس بھائی اُس کلینک والے ڈاکٹر کو گھر سے بلا کر لے آئے تھے۔ اس وقت چار بج رہے تھے۔ حارث کا بخار بھی ٹوٹا

Novels by Hamna Masood Khan

نہیں تھا۔رابعہ اور امی اس کے آس پاس ہی تھے۔ موسم کی بدولت ان کی کوئی اور مصروفیت بھی نہیں تھی۔

"انجیکشن لگوالیں اگر بخار توڑنا ہے۔"

تھرمامیٹر دیکھتے ہوئے پینٹ کوٹ والے ڈاکٹر نے پہلا مشورہ دیا۔

"آپ مجھے بتادیں میں میڈیکل سٹور سے خرید لاتا ہوں۔"

عباس بھائی ڈاکٹر کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔جبکہ امی کمرے میں تھیں۔اور رابعہ کمرے کی دیوار کے پاس۔

"اس سے اتنا ہو جائے گا کہ کل میں دکان کھول سکوں؟"

نقاہت زدہ آواز میں بھی کاروبار کی ہی فکر تھی۔

"اس سے بخار تو ٹوٹ جائے گا لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ کل بھی آرام کریں۔اور اگر بخار ہوا تو پھر سے انجیکشن لگوالیں۔کیونکہ اگر آپ بخار ٹوٹنے کے فوراً بعد ہی اپنے اندر اتنی طاقت محسوس کریں گے کہ آپ دکان پہ جا سکتے ہیں تو اس لاپرواہی سے آپ کا بخار واپس آجائے گا۔وہ بھی پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ۔ان دنوں تو ویسے بھی وائرل فیور چل رہا ہے۔ہر تیسرے بندے کو یہی ہو رہا ہے۔اور میرے مطابق آپ کو اچھے علاج اور آرام کی ضرورت ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ڈاکٹر اب پرچی پر کچھ لکھ رہا تھا۔

"یہ نہیں کھولے گا دکان تو پھر کاروبار رکا رہے گا۔ میرا بیٹا اس لیے پریشان ہو رہا ہے۔"

امی نے حارث سے ہمدردی کی۔

"آنٹی جی... صحت ہے تو کاروبار بھی ہے۔ لوگ تو ہفتہ ہفتہ بخار میں پڑے رہتے ہیں۔ دن میں اچھا محسوس کرتے ہیں پر شام ہوتے ہی ان کا بخار پھر سے تیز ہو جاتا ہے۔ مکمل صحت یابی چاہیے تو دو دن کا کڑوا گھونٹ پینا ہی پڑے گا۔"

حارث تو آنکھیں بند کر کے ان کی بات سن رہا تھا۔ بالکل نڈھال ہو گیا تھا۔ پچھلے دو گھنٹے میں تو اس نے رابعہ سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔

پھر عباس بھائی ڈاکٹر سے پرچی لے کر میڈیکل سٹور چلے گئے۔ اور جاتے ہوئے رابعہ سے کہہ گئے تھے کہ وہ اس ڈاکٹر کے لیے چائے بنا دے۔ کمرے سے باہر آنے کا دل تو نہیں تھا پر وہ کچن میں آ گئی۔ صرف ڈاکٹر کی چائے نہیں اس نے عباس بھائی کی چائے بھی ساتھ رکھی تھی۔

"انہوں نے ادھر ہی لیٹنا ہے نا رات کو؟"

ڈاکٹر اب کرسی پر بیٹھا تھا۔ امی نے بھی کرسی کھینچ کر پیچھے دیوار کے پاس کر لی تھی۔ اور وہ بھی کافی فاصلے پر بیٹھ گئیں تھیں۔

Novels by Hania Masood Khan

"نہیں... اس کا کمرہ تو اوپر ہے۔"

ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر امی نے آنکھوں سے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔

"پھر ایسا کرتے ہیں کہ ان کے بھائی آجائیں تو انہیں سہارے کی مدد سے اوپر ان کے کمرے میں ہی لے جاتے ہیں۔ اپنے ہی بستر میں رہیں گے کہ تو ہوا سے بچے رہیں گے۔"

"نہیں بے شک یہ ادھر ہی لیٹا رہے رات تک۔"

امی نے کہا۔ لیکن حارث اپنا ہاتھ رضائی سے باہر نکال کر اوپر کمرے کا اشارہ دے رہا تھا۔

"انجیکشن سے کھل کے پسینہ آئے گا۔ اتنا کہ سر کے بال تو گیلے ہونگے ہی لیکن کپڑے تک بدلنے پڑ جائیں گے۔ اس وقت زرا سی بے احتیاطی ہو گئی... جیسے ہوا لگ گئی تو پھر وہی بات کہ بخار بگڑ جائے گا۔ جلدی جان نہیں چھوڑے گا۔"

اب امی کو بھی سر ہلانا پڑا۔ رابعہ نے چائے کپوں میں ڈال کر ڈھک دی تھی۔ عباس بھائی واپس آئے تو اپنے سہارے سے حارث کو اوپر لے کر گئے۔ وہاں اسے کمبل میں لٹایا۔ اس کے قریب ہی ہیٹر چلایا کیونکہ کمرہ تو خون جمانے کی حد تک ٹھنڈا تھا۔ رابعہ اور امی اس وقت نیچے ہی تھیں۔ عباس بھائی نے کہا تھا کہ چائے کی ڈش نیچے کمرے میں رکھ دیں، وہ لوگ آرہے ہیں بس۔

"رابعہ یہ زرا ڈاکٹر کی بات سن لو۔"

Novels by Humna Yasood Khan

جب وہ نیچے آئے تو کچن سے رابعہ کو عباس بھائی نے باہر بلایا۔ پھر ڈاکٹر نے اسے حارث کی دوائیوں کا بتایا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر بخار کل پھر چڑھ جائے گا تو ایک اور انجیکشن لگے گا۔ کچھ ہلکی غذا کا کہا۔ اور ساری بات پر رابعہ سر ہلاتی رہی۔ پھر عباس بھائی ڈاکٹر کو امی کے کمرے میں لے گئے اور رابعہ سیدھا اوپر گئی۔ پردے سیدھے کیے۔ کمرہ اچھے سے بند کیا۔

"اب ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ آپ کل بھی گھر پر آرام کریں گے اس لیے بس دو دن کے لیے آپ اپنی ساری فکریں چھوڑ دیں۔"

حارث کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔ ہیٹر کے آگے اپنے ہاتھ گرم کیے۔ پھر حارث کا ماتھا چھوا۔ پھر گال کو چھوا۔

"اگر تم صرف میری فکر کرنے پر راضی ہو جاؤ تو قسم سے میں باقی ساری فکریں چھوڑ دوں گا، رابعہ۔"

رابعہ نے ہاتھ پیچھے بھی نہیں کیا تھا۔ اور حارث نے اس کا ہاتھ اپنے گال اور گردن کے درمیان میں دبا لیا۔ ہلکی سی کروٹ لے لی۔

"یہ انجیکشن نے ان پر کیسا اثر کر دیا ہے؟"

رابعہ مسکرا بھی نہ سکی۔ یوں نڈھال حال میں اسے اچھا کہاں لگ رہا تھا۔

"کچھ کہو تو سہی۔"

Novels by Hania Nasoor Khan

حارث نے چھوٹی چھوٹی آنکھیں کھولیں۔

"آپ کچھ دیر سو جائیں۔"

"اور تم پھر نیچے چلی جاؤ گی؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ رابعہ کو یہ مہربان آنکھیں اچھی لگتی تھیں۔

مہربان اور نرم۔ پیار بھری آنکھیں۔

"پہلے میں کمرے کی کچھ چیزیں سمیٹوں گی، اور پھر نیچے جاؤں گی۔ ابھی وہ ڈاکٹر اور عباس بھائی چائے پی رہے ہونگے۔"

رابعہ نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کی۔ پھر دھیرے سے ہاتھ پیچھے کو کھینچا۔ لیکن حارث نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اسے اٹھنے نہیں دیا۔

"تمہارے سامان کے لیے میں دل سے معذرت خواہ ہوں، رابعہ۔ اور میں نے سوچ لیا ہے کہ جو کمیٹی تم ڈالو گی نا اس سے ہم جہاں تمہاری پیٹی پڑی ہے وہاں چھت بنوالیں گے۔ اور دروازہ لگا کر ایک چھوٹا سا سٹور بنالیں گے۔"

رابعہ نظریں نیچی کر کے اس کی سن رہی تھی۔

"اور جب تک کمیٹی نہیں نکلے گی تب تک یہ جو شیٹ ڈالی ہے پیٹی پر، وہ پیٹی کی حفاظت کرے گی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے پلکیں اٹھائیں۔

"ابھی آپ یہ سب نہ سوچیں۔ آرام کریں۔"

اس کے چہرے پر گلٹ تھا۔ دیکھ کر حارث کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ آئی۔

"وہ سب نہ سوچوں تو پھر کیا سوچوں؟"

"بس پریشانی والی کوئی بات نہ سوچیں۔ ورنہ مجھے اور شرمندگی ہوگی۔"

اور اب گلٹ والے تاثرات مسکراہٹ میں بدل گئے۔

"ٹھیک ہے پھر بیٹھی رہو میرے پاس۔"

حالانکہ وہ دیکھ سکتی تھی کہ اس کی آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔

"تھوڑا بہت کمرہ سمیٹنے دیں مجھے۔ میں ادھر ہی ہوں۔ جب نیچے جاؤں گی تو آپ کو بتا کر جاؤں گی۔"

رابعہ نے اس سے نظریں ہٹائیں۔ تھوڑا پیچھے ہو گئی۔

"آپ کو کچھ چاہیے تو بتا دیں میں لا دیتی ہوں۔"

اور انہیں ڈوبتی آنکھوں سے وہ اسے مسلسل دیکھتا جا رہا تھا۔

"بس تم ڈسٹبن خالی کر کے بیڈ کے پاس رکھ دو۔"

خود پر کمبل سیدھا کرنے لگا تو رابعہ نے مدد کی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"آپ کا دل پھر سے خراب ہو رہا ہے؟"

الٹی کرنے کے بعد تو اس کی حالت زیادہ خراب ہو جاتی تھی۔

" ابھی لگ تو نہیں رہا پر اچانک اگر الٹی آ گئی تو میں تمہارے لیے بالکل بھی کام نہیں بڑھانا چاہتا۔ نیچے بھی میرا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ فرش گندہ کرتا۔ پر بس کنٹرول ہی نہیں ہوئی مجھ سے۔"

اب رابعہ نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں ویسے ڈسٹبن رکھ دیتی ہوں لیکن اگر یہاں بھی کچھ گندہ ہو گیا تو میں صاف کر دوں گی۔ آپ بس آرام کریں۔"

"منہ پہ کپڑا رکھ کر صاف کرو گی۔"

اب اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے مسکراہٹ ظاہر کی۔

"وہ بس میرا اپنا دل بھی خراب ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں آپ کا کام نہیں کروں گی۔"

پھر اس نے اٹھ کر بیڈ کے پاس ڈسٹبن رکھ دی۔ تھوڑا بہت کمرہ سمیٹا۔ اور وہ جو رات ڈبے بارش میں بھیگ گئے تھے انہیں بیڈ کے نیچے کر دیا۔ حارث کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔ پھر اسے اپنے گھر سے کال آ گئی۔ حارث کی طبیعت کا امی کو بتایا تو وہ کہنے لگیں کہ ہم

Novels by Hamna Yasood Khan

ابھی پتہ کرنے آجاتے ہیں۔ لیکن رابعہ نے انہیں خود ہی منع کر دیا کہ آج نہ آئیں بے شک کل آجائیں۔ پر یہ بات صرف امی نے سمجھی پر ابو نے کھڑے پیر امی کو تیار کیا۔ اور امی نے گھر سے نکلنے سے پہلے رابعہ کو فون کیا کہ وہ لوگ آدھے گھنٹے میں آرہے ہیں۔

''اب ان کی امی کو پہلے بتاؤں یا انہیں؟''

اس کے پاس صرف آدھا گھنٹہ تھا۔ اور یہ تو شکر کے وہ اپنا کمرہ سمیٹ چکی تھی۔

''کس کا فون تھا، رابعہ؟''

اپنا فون سویٹر کی جیب میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر ہی جانے والی تھی۔ حارث کی آواز سنی تو سیدھا اس کے پاس آئی۔

''امی ابو آرہے ہیں آپ کا پتہ کرنے۔''

''کیا؟''

اسے لگا اس سے سننے میں غلطی ہو گئی ہے۔ پسینے سے وہ بھیگا پڑا تھا۔ کب سے سوچ رہا تھا کہ اب ہمت کر کے اٹھے اور کپڑے بدلے۔ جسم ٹھنڈا سا محسوس ہو رہا تھا۔

''مجھے امی کا فون آیا تھا۔ خیریت پوچھ رہیں تھیں۔ اور میں نے ان سے بس سرسری سا ذکر کر دیا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ ڈاکٹر کو گھر بلایا تھا اور...''

Novels by Hamna Masood Khan

"اور سرسری سا ذکر کرتے ہوئے تم نے پوری تفصیل دے دی ہو گی کہ میں دکان پر بھی نہیں گیا ہوں، صبح الٹی بھی آئی تھی مجھے اور ابھی ڈاکٹر انجیکشن بھی لگا گیا ہے مجھے۔"

حارث کراہتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ لیکن جیسے ہی وہ کمبل سے نکلا۔ وہ کپکپایا۔

"اتنا کچھ میں نے امی سے نہیں کہا لیکن آپ داماد ہیں ان کے۔ وہ فکر تو کریں گے نا آپ کی۔ اور آپ پھر سے کمبل میں ہو جائیں۔ میں کپڑے دیتی ہوں آپ کو۔ پسینے سے سر بھی گیلا ہو گیا ہے آپکا۔ گرم ٹوپی ہے کوئی آپ کے پاس؟"

لمحے پہلے وہ ان کے آنے سے پریشان ہو رہی تھی اور اب عام سا برتاؤ کر رہی تھی۔ تحمل کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ جیسے اس طرح سے امی ابو کا آنا کوئی بڑی بات ہی نہیں تھی۔

"وہ لوگ بھی اوپر کمرے میں آئیں گے؟"

بیڈ کے علاوہ اور کوئی جگہ تھی ہی نہیں بیٹھنے کی۔ اور سٹول بھی کافی نیچا تھا۔ نہ اس میں اتنی ہمت تھی کہ اٹھ کر تھوڑا سا بھی اہتمام کرتا۔

"آپ کا پتہ کرنے آ رہے ہیں تو آپ کے پاس ہی آئیں گے۔"

رابعہ ہینگر سے اس کا شلوار سوٹ نکال رہی تھی۔

"اور تم تو مجھے کپڑے ایسے دے رہی ہو جیسے مجھے کہیں باہر جانا ہے۔ سادہ سا کوئی ٹراؤزر شرٹ دے دو بس۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

پسینے سے بخار ٹوٹ گیا تھا۔ بس جسم کے درد نے جان نکالی ہوئی تھی۔ پھر بھی بات اب وہ حاضر دماغی سے کر رہا تھا۔ لیکن رابعہ نے وہی کپڑے اس کے نزدیک کمبل کے اوپر ہی رکھ دیے۔ پھر وہ سویٹر نکالنے کے لیے دوبارہ الماری کے نزدیک چلی گئی۔

"یہ سوٹ پہن لیں۔ انسان گھر میں اور بیماری میں بھی اچھے کپڑے پہن سکتا ہے۔"

الماری میں یا تو اس کا کوٹ لٹکا ہوا تھا یا پھر ایک وہ سویٹر جسے حارث نے شاید شادی کے دنوں میں ہی پہنا تھا۔ کوٹ تو وہ ہرگز نہیں دینے والی تھی۔ نئی سویٹر پہ حارث کو اعتراض ہوتا۔

"اپنے سسرال والوں سے ملنے کی خوشی میں تو ویسے واقعی پہن سکتا ہے۔"

حارث بھی الماری کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ رابعہ نے اس کا جملہ نظر انداز کیا۔ اسے کپڑے دے کر رابعہ نے نیچے بھی جانا تھا۔ صحن اور برامدے کی تھوڑی بہت صفائی کرنی تھی۔ حارث کی امی کو بتانا تھا۔ اور چائے کے ساتھ کچھ رکھنے کے لیے انتظام بھی کرنا تھا۔

"یہ والی سویٹر دے دوں؟"

رابعہ نے گردن موڑی۔

"نہیں ایسا کرو کہ تم مجھے وہ ہینگر میں لٹکا کوٹ دے دو۔ پتہ تو چلے کہ داماد کو شادی کے بعد پہلی دفعہ بخار ہوا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

کہتے ساتھ ہی حارث کو چھینک آئی تو اس نے ارد گرد ٹشو دیکھا۔ اسے ملا ہی نہیں۔ کیوں جو کچن والا رول تھا وہ تو امی کے کمرے میں ہی رہ گیا تھا۔ اور ان کے کمرے والا ڈبہ تو شاید ختم ہو گیا تھا۔

"وہ دوپٹہ اٹھا لیں میرا۔ میں ابھی نیچے جاؤں گی تو ٹشو اٹھا لاؤں گی۔"

حارث نے رابعہ کے تکیے کے پاس دیکھا۔ وہاں اس کا کل والے سوٹ کا دوپٹہ رکھا تھا۔ اگر رابعہ نے خود نہ کہا ہوتا تو وہ کبھی اسے استعمال نہ کرتا۔

"گندہ ہو جائے گا یہ۔"

"دھو لوں گی میں، آپ استعمال کر لیں۔"

"اچھا امی سے پوچھنا نیچے بکسے میں ٹوپی ہو گی شاید۔ ورنہ تم میری گرم چادر دے دو مجھے۔ اسی سے سر ڈھانپ لوں گا میں۔ اور ٹشو یاد سے اٹھا کر لانا۔"

اس کا دوپٹہ پھر اس نے اپنے تکیے کے پاس ہی رکھا۔ استعمال بھی بس کنارے سے ہی کیا تھا۔

رابعہ نے اس کی نئی والی سویٹر نکال دی تھی۔ اور اس کی گرم چادر بھی کھونٹی سے اتار کر اس کے پاس رکھ دی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں لے آؤں گی۔ بس آپ ادھر ہی کپڑے بدل لیں۔ میں نیچے کی کچھ چیزیں سمیٹ لوں۔ ایک تو آج صفائی نہیں ہوئی ہے اوپر سے بارش کی وجہ سے گند بھی زیادہ ہے۔ ایسے پھر امی ابو آئیں گے تو زرا اچھا نہیں لگے گا۔"

"مدد نہیں کرواؤ گی تم میری؟"

وہ سر پر نماز کی طرح دوپٹہ لپیٹ کر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے نیچے جانا تھا۔

"نیچے کا کام پھر کون دیکھے گا؟"

مانا کہ وہ جلدی میں تھی۔ لیکن اب وہی رابعہ سامنے سنگھار میز سے ایک پینسل اٹھا کر ہونٹوں پر ہلکی سی لپسٹک لگا رہی تھی۔ پہلے اس نے آؤٹلائن بنائی۔ پھر انگلی کی مدد سے ساری رگڑ دی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوا تھا۔ صرف زرا سی شیڈ بدلی تھی۔

"ادھر اوپر میں پھر کرسیاں لادوں تمہیں؟"

حارث نے اپنی بھیگی قمیض اتاری۔ اندر پہنی کھلے گلے والی گرم شرٹ بھی اسے اتارنی پڑی۔ پھر جو کپڑے رابعہ نے نکالے تھے اس میں سے اس نے قمیض اٹھائی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کو صرف کپڑے بدلنے کا کہا ہے تو فی الحال آپ وہی کریں۔ بیڈ سے نیچے اترنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کرسیاں اگر لانی ہوئیں تو میں خود لے آؤں گی۔ ورنہ کوئی بات نہیں بس امی ابو ہی ہونگے، بیڈ پر ہی بیٹھ جائیں گے۔ آپ اس کی ٹینشن نہ لیں۔"

اسے ایک نظر دیکھ کر اب وہ جا رہی تھی۔

"لیکن اپنے ابو کے لیے ایک کرسی لازمی لے کر آنا۔"

"اچھا۔ اور آپ اپنے کپڑے بیڈ کے پاس ہی نیچے رکھ دینا۔ میں آکر اٹھالوں گی۔"

سر ہلاتے ہوئے رابعہ نیچے گئی اور سب سے پہلے اس نے حارث کی امی کو بتایا۔

"اس وقت آرہے ہیں؟"

امی کے تو گمان میں بھی نہیں تھا۔ اسی لیے وہ حیران ہوئیں۔

"ابو پریشان ہو رہے تھے، بس انہیں دیکھ کر چلے جائیں گے۔ زیادہ دیر نہیں بیٹھیں گے۔"

"حارث خود تو بیمار ہے اور گھر پر کچھ ہے بھی نہیں۔ سودا بھی آج لینے جانا تھا ہم نے۔ اب پھر تم اپنے امی ابو کے آگے کیا رکھو گی؟ چائے تو چلو بن ہی جائے گی۔"

پہلے رابعہ کو لگا کہ انہیں اس وقت اس کے امی ابو کا آنا برا لگ رہا ہے لیکن اصل پریشانی ان کی کچھ اور ہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"وہ بس طبیعت کا پتہ کرنے آرہے ہیں تو ہم چائے بنالیں گے اور میرے پاس اوپر بسکٹ کا پیکٹ پڑا ہوگا وہی رکھ دوں گی پھر چائے کے ساتھ۔"

"اور جو صحن برامدہ گندہ پڑا ہے، اسکا کیا؟"

اور پھر رابعہ انہیں تسلی دے کر آئی کہ وہ باہر کے گیلے فرش کو کپڑے سے خشک کر دیتی ہے۔ ویسے بھی آسمان پر صرف بادل چل رہے تھے۔ ان کے برسنے کا امکان کم تھا۔ اور شاید کل تک آسمان نے صاف بھی ہو جانا تھا۔

حارث نے کہا تھا کہ ابو کے بیٹھنے کے لیے اوپر ایک کرسی لازمی لانی ہے۔ پھر جب رابعہ نے نیچے کا کام نمٹالیا تو امی کے کمرے سے پلاسٹک کی کرسی نکال کر اوپر لے جانے لگی۔ اور حارث کی امی کچن میں چائے کے کپ اور پتیلی کھنگال رہی تھیں۔

ہر سیڑھی وہ آرام سے چڑھی۔ پھر دروازے کو کرسی کے زور سے کھول کر رابعہ اندر داخل ہوئی۔ حارث کپڑے بدل چکا تھا۔ اور میلے کپڑے کمبل کے اوپر بکھرے پڑے

Novels by Hamna Masood Khan

تھے۔رابعہ نے کرسی بیڈ کے پاس رکھی۔پھر کپڑے اٹھانے لگی۔حارث لیٹ گیا تھا۔ شاید اس کی ہمت ختم ہو گئی تھی۔

اتنے میں بیل بجی۔اور رابعہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی۔ہاتھ میں موجود کپڑے اس نے جلد بازی میں باتھروم میں رکھی بالٹی کے اندر پھینک دیے۔

پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔اور سیڑھیاں اترنے لگی۔ابو موٹر سائیکل گھر کے اندر لانے کے بجائے باہر ہی لاک کر کے آئے تھے۔ان کے دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے شاپرز تھے۔اور خالی تو امی کے ہاتھ بھی نہیں تھے۔

رابعہ اوپر سے اب آرہی تھی۔نیچے بیل کی آواز پر حارث کی امی نے ہی آکر دروازہ کھولا تھا۔اور اب وہ ان کے ہاتھوں میں سامان دیکھ کر حیران بھی ہو رہی تھیں۔پریشان بھی ہو رہی تھیں۔

"کیسا ہے حارث بیٹا؟اوپر کمرے میں ہے؟"

ابو نے رابعہ کو سیڑھیوں پر دیکھا تو حارث کی امی سے سلام کر کے پہلی سیڑھی چڑھ گئے۔ پھر رابعہ کی امی اپنے ہاتھ والا شاپر حارث کی امی کو پکڑانے لگیں تھیں لیکن پھر ابو کے پیچھے ہو گئیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... اوپر ہی ہے۔ڈاکٹر نے ٹیکا لگایا تھا تو ہوا نہ لگ جائے تبھی اپنے کمرے میں ہی جا کر لیٹا تھا۔"

ابو سیڑھیوں پر اوپر کی طرف ہو گئے اور رابعہ نے کمرے کے دونوں دروازے کھول دیے۔ پیچھے رابعہ اور حارث کی امی باتیں کرتی ہوئی اوپر آ رہی تھیں۔

ابو رابعہ سے ملے۔اندر حارث بھی ان کی آواز سن کر اٹھ بیٹھا تھا۔اس نے بیڈ سے ٹیک لگا لی تھی۔سارا دن اندر بجلی کا ہیٹر چلتا رہا تھا اسی لیے باہر سے آنے والوں کو کمرے کے اندر سکون محسوس ہوا۔حارث کے پاس جانے سے پہلے ابو نے دونوں ہاتھوں میں موجود شاپر رابعہ کو دکھائے۔رابعہ پکڑنے لگی لیکن ابو نے نہیں دیے۔

"مجھے بتاؤ کہاں رکھنے ہیں؟ میں خود رکھ دیتا ہوں۔"

رابعہ نے جلدی سے سنگھار میز پر جگہ بنائی۔اور ابو نے وہاں شاپر رکھ دیے۔پھر ابو حارث سے ملے۔رابعہ نے ان کی کرسی حارث کے پاس ہی رکھی تھی۔اور ابو اسی پر بیٹھ گئے۔

پھر رابعہ کی امی حارث کے سر پر ہاتھ رکھ کر بیڈ کے کنارے پر ٹک گئیں۔ان کے ہاتھ سے سامان لے کر رابعہ نے خود سنگھار میز پر رکھا تھا۔جہاں حارث کی امی ان شاپروں کو دیکھ رہی تھیں حارث نے بھی سرسری سا دیکھا تھا۔اور لمحہ لگا تھا اسے سمجھنے میں۔

"اچانک کیسے اتنی طبیعت بگڑ گئی؟"

Novels by Hamna Masood Khan

ابو نے فکر مندی سے سوال کیا۔

حارث کی امی رابعہ کے پاس کھڑی تھیں۔ رابعہ نے انہیں بھی کہا کہ وہ بیڈ پر بیٹھ جائیں لیکن وہ کمرے سے جانے لگیں۔

"میں چائے رکھ دیتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں آواز دوں گی تو تم آکر لے جانا۔"

"باجی چائے پانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ادھر آئیں، بیٹھیں۔"

رابعہ کی امی نے انہیں بلایا تو پھر وہ بیٹھ گئیں۔ حارث ابو سے باتیں کرتا رہا۔

"ابو چائے تو پیئیں گے نا آپ؟"

رابعہ نے مسکرا کر پوچھا۔ جیسے یہاں پر ہر بات پہ حارث کو چائے چاہیے ہوتی تھی، ویسے ہی اس کے ابو بھی چائے کے بہت شوقین تھے۔

"ہاں... بس آدھا آدھا کپ ہو جائے۔ لیکن ساتھ کچھ بھی خاص کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ابو نے مسکرا کر کہا۔ جانے سے پہلے رابعہ کو حارث نے اشارہ کرنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن رابعہ کے ابو حارث سے ہر بات اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر رہے تھے اور اسی وجہ سے حارث کا اشارہ ناکام ہوا۔ رابعہ ویسے ہی چائے بنانے نیچے چلی گئی۔

"اور انکل یہ سب اتنا تکلف آپ نے کیوں کیا ہے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔اس نے سنگھار میز کی طرف دیکھ کر ان سے کہا۔

"بیٹا... تمہاری عیادت کو آئیں ہیں تو کیا خالی ہاتھ آتے؟ مجھے تو رابعہ کی امی نے جب بتایا تو میں نے کہا فوراً چلتے ہیں۔ موسم بھی ایسا ہے تو کہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہ ہو۔"

"اس کے بڑے بہنوئی آگئے تھے۔ پھر وہی اپنے ساتھ ڈاکٹر کو بھی گھر سے لائے تھے۔ ڈاکٹر نے دوائی دی۔ ٹیکا لگایا تب جا کر اب یہ بیٹھنے کے قابل ہوا ہے۔"

امی بتانے لگیں۔اب ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ لوگ اپنی ضرورت خود پوری نہیں کر سکتے تھے۔

"اپنوں کا بڑا آسرا ہو جاتا ہے۔ ورنہ گھر کا واحد مرد اگر بستر پر پڑ جائے تو گھر کی عورتوں کے لیے سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔"

رابعہ کی امی نے حارث کی امی کی بات کو آگے بڑھایا۔ پھر وہ لوگ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔اور رابعہ چائے بنا کر لے آئی۔ کمرے میں کوئی چھوٹی ٹیبل نہیں تھی۔ حارث نے اپنی ٹانگیں فولڈ کیں اور کمبل سیدھا کر کے بیڈ پر ہی ڈش رکھنے کی جگہ بنائی۔ چائے کے ساتھ رابعہ بسکٹ لائی تھی۔اور کچھ ڈرائی فروٹ جو اس نے مارٹ سے خریدے تھے ان کو بھی رکھ دیا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ کے امی اور ابو نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی کہ ان کی خاطر مدارت میں ان کی بیٹی نے کیا رکھا ہے۔ پھر حارث بھی بیڈ سے ٹیک لگائے ہمت کر کے بیٹھا رہا۔ تھکاوٹ کو اس نے اپنے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا۔ مسلسل مسکراتا رہا۔ حالانکہ اب تو اس کا دماغ بھی بند ہو رہا تھا۔

اوپلر زدودھ کے ڈبے، درجن انڈے، بڑی والی ڈبل روٹی کا پیکٹ، جیم کی بوتل اور دو شاپروں میں بھرا ہوا فروٹ۔ اتنا سب سامان لائے تھے حارث کی عیادت کے لیے آنے والے رابعہ کے ابو۔ وہ لوگ زیادہ دیر نہیں بیٹھے تھے۔ تقریباً گھنٹے میں ہی واپس چلے گئے تھے۔ اور اس کے بعد حارث سو گیا تھا۔ رابعہ کچھ دیر امی کے ساتھ نیچے رہی۔ تھوڑا بہت کھانا کھایا۔ اور دس بجے کمرے میں آ کر وہ بھی لیٹ گئی تھی۔ اب شاید گیارہ بجے کا ٹائم تھا۔ حارث باتھروم جانے کے لیے اٹھا تھا۔ اور سنگھار میز پر رکھا سامان ابھی تک وہیں پہ تھا۔ شاید رابعہ نیچے لے جانا بھول گئی تھی۔ اور اب سو رہی تھی۔

یہ اتنا سب کچھ وہ احسان جتانے کے لیے نہیں لائے تھے بلکہ فکر سے لے کر آئے تھے۔

حارث نے اس سامان کے بعد رابعہ کو دیکھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ اور ٹانگیں چھوٹی کر کے سو رہی تھی۔

Novels by Hina Masood Khan

"رابعہ..."

حارث نے اسے پہلی آواز دی جو رابعہ کو جگانے میں ناکام ہوئی۔ پھر اس نے زرا سا جھک کر رابعہ کا کندھا ہلایا۔

"رابعہ؟"

اور اب اس نے دھک سے آنکھیں کھولیں۔ اسے اپنے سامنے دیکھ حیران ہوئی۔

"آپ بستر سے کیوں نکلیں ہیں؟"

پھر وہ فوراً اٹھ بیٹھی۔

"کچھ چاہیے آپ کو؟"

"تھوڑا سا کچھ کھانے کو دے دو، پھر میں نے دوائی لینی ہے۔"

پھر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے واپس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"آپ بھوک کی وجہ سے اٹھے ہیں؟"

رابعہ نے اپنے بال سمیٹ کر دوپٹے کا حجاب بنایا۔

"نہیں... باتھروم جانا تھا۔"

اس نے پیچھے مسہری سے ٹیک لگالی۔

Novels by Hema Masood Khan

"اچھا... میں بس تھوڑی دیر پہلے کمرے میں آئی تھی لیکن آپ سوئے ہوئے تھے تو میں نے جگایا نہیں۔اب بتائیں کیا کھائیں گے؟چائے کے ساتھ ڈبل روٹی سینک دوں؟یا یخنی کے ساتھ پتلی سی روٹی بنالاؤں؟"

بیڈ سے نیچے اتر کر اس نے اپنے جرابوں والے پاؤں سلیپر میں پھنسائے۔

"تم نے کھانا کھایا؟"

حارث نے گردن اٹھا کر پوچھا۔

"ہمم... زرا سا بھنا ہوا چکن بنالیا تھا میں نے۔ساتھ روٹی بنائی اور پھر وہی کھایا۔آپ بتائیں،آپ کے لیے کیا لاؤں؟"

رابعہ اب سنگھار میز پر رکھے سامان میں سے انڈوں والا شاپر احتیاط سے اٹھانے لگی۔

"کچھ بھی لے آؤ جو تمہارے لیے آسان ہو۔سارا دن اوپر نیچے کا کر کر کے تم بھی تھک گئی ہو گی۔"

رابعہ نے نرم تاثرات کے ساتھ اس کو دیکھا۔

"اور تمہارے ابو کتنا کچھ لے کر آ گئے،ہے نا؟"

حارث رابعہ کے ہاتھ میں موجود شاپر کو دیکھ رہا تھا۔

"آپکی عیادت کے لیے آئے تھے،اور فکر سے آئے تھے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

جاتے ہوئے ابو رابعہ کے ہاتھ میں پانچ ہزار کا نوٹ بھی دے کر گئے تھے۔ لیکن اس کے متعلق رابعہ نے ابھی حارث کو نہیں بتایا تھا۔ پھر وہ نیچے آ گئی۔ چولہے پر یخنی گرم کی۔ پتلی سی روٹی بیلی اور توے پر ڈالی۔ پھر برتن سمیٹ کر اوپر کمرے میں آئی۔ حارث نے بیٹھے بیٹھے ہی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔

رابعہ نے ڈش اس کے پاس رکھی۔ اور اپنے ہاتھوں کو پھر سے ہیٹر کے آگے گرم کیا۔ کچھ دن سے ہیٹر سارا سارا دن استعمال ہو رہا تھا اور اب تو رابعہ کو لگ بھی رہا تھا کہ بجلی کا بل جھٹکا ضرور دے گا۔ ہلکے سے ہاتھ گرم ہو گئے تو اس نے اپنے ہاتھ کو حارث کے ماتھے پر رکھ کر بخار چیک کیا۔ اس وقت تو حارث کا ماتھا اسے ٹھنڈا لگ رہا تھا۔ یعنی اسے بخار نہیں تھا۔

"آ گئی تم!"

حارث نے آنکھیں کھولیں۔ بس اس کی آنکھوں کا رنگ سرخ سا ہو رہا تھا۔

"روٹی کے ساتھ یہ یخنی لائی ہوں۔"

رابعہ نے ڈش اس کے آگے رکھ دی۔ حارث ڈش کو بھی دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ہاتھوں کو بھی دیکھ رہا تھا جن پر آٹا لگا ہوا تھا۔

Novels by Hamna Nasrullah Khan

"اب جیسے آپ کی امی نے روٹی کے ٹکڑے کر کے یخنی میں بھگوئے تھے ویسے کر دوں؟"

"میرے منہ کا ذائقہ بہت خراب ہے۔ جیسے بھی کر دو گی میں زبردستی ہی کھاؤں گا۔"

ہر چیز کا ذائقہ اسے کڑوا لگ رہا تھا۔ پر بنا کچھ کھائے وہ دوائی نہیں لینے والا تھا۔

"ابھی ویسے آپ کو بخار نہیں ہے لیکن کوئی پتہ نہیں دوبارہ چڑھ جائے۔ اس لیے ابو بھی کہہ رہے تھے کہ کل پھر ڈاکٹر کو دکھا دیں۔"

وہ گرم روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے لگی۔

"کل دوبارہ تو عباس بھائی ڈاکٹر لے کر نہیں آئیں گے۔ بس جو دوائی ہے اسی سے ہو جاؤں گا ٹھیک میں۔"

رابعہ نے اس کو روٹی بھگو دی۔ پھر چمچ رکھ کر پیالہ ہاتھ میں اٹھایا۔

"ابو بھی ویسے کسی ڈاکٹر کا بتا رہے تھے۔"

حارث نے پیالہ تو اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ لیکن چمچ سے کھلانے کے لیے اس نے رابعہ کو ہی اشارہ کیا۔

"انکل کو نہیں تنگ کرنا دوبارہ۔ اب اگر وہ فون کریں گے بھی تو تم نے انہیں کہنا ہے کہ میں ٹھیک ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن آپ تو ٹھیک نہیں ہیں۔"

حارث نے پہلا چمچ چبانے کے بجائے اندر نگلا۔

"ابھی تم نے خود ہی کہا ہے کہ مجھے بخار نہیں ہے۔"

حارث نے پھر اپنے دوسرے ہاتھ سے رابعہ کی کلائی پکڑی۔یخنی سے چمچ بھروایا۔اور اپنے ہونٹوں کے قریب کیا۔

"تو پھر آپ خود ہی کھالیں۔"

اگر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر خود کھا سکتا تھا تو بہتر یہی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے ہی کھالیتا۔

"نہیں... تم کھلاؤ گی مجھے۔"

حارث نے پھر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔رابعہ بھی کھلانے لگی۔

"تمہارے ہاتھ سے میں پھر بھی زیادہ کھا رہا ہوں ورنہ جب دن میں امی نے پیالہ دیا تھا تو تین چار چمچ ہی بڑی مشکل سے نگلے تھے۔"

دن کو آدھے سے زیادہ پیالہ اس نے واپس کر دیا تھا۔اور اب آدھا پیالہ وہ ختم کر چکا تھا۔ مزید بھی کھا رہا تھا۔

"ابھی کھالیں پھر اچھے سے کیوں کہ کل صبح اور دوپہر کا آپ کو خود ہی کھانا پڑے گا۔"

رابعہ نے مسکراتے ہوئے اسے جتایا۔

Novels by Hina Yasoob Khan

''اب میں سوچ رہا ہوں کہ کل صبح بھی اور دوپہر میں بھی تم ہی مجھے کھلانا۔ اچھے سے کھاؤں گا تو صحت یاب ہو نگا نا۔''

''اگر ہم اپنے کمرے میں ہوئے تو کھلا دوں گی۔ آپکی امی کے کمرے میں ہوئے تو بالکل بھی نہیں۔''

''ہاں... نیچے تو تم میرے پاس بڑی مشکل سے بیٹھتی ہو۔''

رابعہ نے پیالے سے نظریں ہٹا کر اس کے چہرے کو دیکھا۔

''تو اچھا تھوڑی لگتا ہے۔''

''ہاں... عام حالات میں اچھا نہیں لگتا لیکن اب جیسے صبح تم مجھے دبا رہی تھی۔ امی بھی کمرے میں آ گئیں تھیں۔ تب وہ عام سی بات تھی۔ امی کو بھی پتہ تھا کہ مجھے خدمت کی ضرورت تھی۔ اور اس وقت تو بیچ میں جسم ٹوٹ رہا تھا میرا۔''

پورا پیالہ ختم کرنے کے بعد اس نے پانی بھی رابعہ کے ہاتھ سے ہی پیا۔ پھر رابعہ نے ڈش سائیڈ پر رکھ دی اور اس کی دوائی کے لیے اٹھی۔

''اب تو نہیں درد کر رہا جسم؟''

گولیوں کے پتے پر نام پڑھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

''تم دبا دو گی تو مجھے اچھا محسوس ہو گا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

"اور اچھا محسوس کروانے کے لیے میں بالکل بھی نہیں دباؤں گی۔"

رابعہ منہ میں بڑبڑائی۔

"جواب نہیں دیا تم نے مجھے؟"

بڑبڑاہٹ وہ سن نہیں پایا تھا۔

"ابھی آپ پندرہ منٹ تک زرا بیٹھے رہیں۔ تھوڑا سا کھانا ہضم ہو گا تو میں دوں گی دوائی آپ کو۔ ورنہ پتہ چلے کہ پھر سے کہیں آپ کو الٹی نہ آجائے۔"

رابعہ نے پانی کا گلاس اور دوائی اس کے پاس میز پر رکھی۔ پھر بجلی کا ہیٹر بند کیا۔ اور کمرے کی لائٹ بند کرنے چلی گئی۔

"لائٹ بند کر دو گی تو میں بیٹھے بیٹھے بھی سو جاؤں گا۔"

"ہم کچھ باتیں کر لیں گے تھوڑی دیر، لیکن اب میں بتا رہی ہوں کہ میں بیڈ پر اگر بیٹھ گئی تو دوبارہ نہیں اٹھوں گی۔ میری بھی ہڈی ہڈی دکھ رہی ہے۔ سردی ہی ایسی ہے کہ جتنا بچو پھر بھی لگ ہی جاتی ہے۔"

رابعہ نے بتی بجھا دی۔

"تم بھی میڈیسن لے لو کیونکہ کل بھی اگر میں گھر پر رکوں گا تو تمہیں میرا خیال رکھنا پڑے گا۔"

Novels by Hamna Nasool Khan

رابعہ اب بیڈ تک آ گئی۔ پھر اپنے دراز سے دو گولیاں نکال لیں۔

"آپ ہمیشہ بیمار ہونے پر ایسے بی ہیو کرتے ہیں یا میرے ساتھ ایسے کر رہے ہیں؟"

حارث نے اسے پانی کا گلاس اٹھا کر دیا۔ رابعہ نے گولیاں نگل لیں۔ پھر کمبل کو پیروں والی طرف سے اندر کو فولڈ کیا۔ تکیہ سیدھا کیا۔ بستر کی چادر کھینچ کر زرا سا ہاتھ پھیرا۔ اور پھر جا کر بیٹھی۔

"کیسا بی ہیو؟"

حارث نے مسہری سے ٹیک لگائے رکھی۔ لیکن اپنا رخ رابعہ کی طرف کر لیا۔ وہ اسے بیٹھے رہنے کا کہہ رہی تھی اور خود تو لیٹ گئی تھی۔

"بتاؤ بھی کیسا بی ہیو؟"

حارث نے اپنے گرم ہاتھ سے اس کے گال پر انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ کیسا بی ہیو۔"

اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کیسے واضح کرے۔

"تم بتاؤ گی نہیں تو میں بھی پھر تمہیں ہاں یا ناں میں جواب نہیں دے پاؤں گا۔"

اگر رابعہ نے کہا تھا کہ وہ پندرہ منٹ آپس میں باتیں کر لیں گے تو یوں وہ جلدی سو نہیں سکتی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"مطلب جیسے آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ کل بھی مجھے آپکا خیال رکھنا پڑے گا تو ایسے اپنا خیال آپ نے پہلے کبھی رکھوایا ہے کسی سے؟ خراب طبیعت میں کسی دوسرے پر انحصار کیا ہے کبھی؟"

رابعہ نے اپنا سوال اسے سمجھانے کے لیے آنکھیں کھول لیں۔اور پھر حارث کا سر نفی میں ہلتے ہوئے دیکھا۔

"نہیں... پہلے میرے پاس میری بیوی نہیں تھی۔"

کیا کسی کا ایک جملہ بھی کسی کو اتنا سکون دے سکتا تھا جتنا رابعہ کو حارث کے جملے کے بعد ملا تھا۔جو دو گولیاں اس نے کھائیں تھیں ابھی ان کا اثر شروع بھی نہیں ہوا ہوگا اور رابعہ کو اپنی ساری تھکاوٹ ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"اور آج میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اچھا ہی ہوا کہ میں نے شادی کر لی۔اور مجھے تم جیسی بیوی مل گئی۔ جس کو اگر کہوں گا کہ میرا خیال رکھو تو وہ رکھے گی۔اور اگر اس پر انحصار کرنا چاہوں تو بھی میں کر سکوں گا۔"

"ابھی ان کو بخار تو نہیں ہے۔پھر ظاہر ہے کہ بخار کے اثر میں نہیں کہہ رہے۔یعنی سب کچھ دل سے کہہ رہے ہیں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

گالوں کی حدت بڑھی تھی۔اور اس کے چہرے پر مسکان بھی کچھ الگ سی آئی تھی۔کچھ دیر وہ اُسے دیکھتی رہی۔اُس کی آنکھیں رابعہ پر جمی رہیں۔سانس خود بخود دھیمے ہو گئے۔

''اور آپ اس بات پہ مجھ سے ناراض نہیں ہیں جو آپ نے مجھے صبح کہا تھا؟''

پھر وہ ہولے سے بولی۔سارا دن ایک بات اس کے ذہن میں اٹکی رہی تھی۔اسے گلٹ میں ڈالتی رہی تھی۔

''کونسی بات؟''

اس کے منہ سے سنتا تو زیادہ اچھا لگتا۔

''یہی کہ اگر میں پہلے ہی آپ کی طرف دھیان دے دیتی تو آپکی طبیعت اتنی خراب نہیں ہوتی۔رات کو بھی دور ہی سوئی تھی آپ سے۔اور صبح بھی بس شیٹ لانے کا کہہ رہی تھی۔اسی وجہ سے آپ کا صبح صبح بازار کا چکر لگا اور بخار بھی تیز ہو گیا۔''

بتاتے ہوئے چہرے پر شرمندگی دوبارہ آگئی۔

''نہیں... اس کے لیے صبح میں ناراض تھا تم سے لیکن بعد میں ناراضگی دور ہو گئی تھی میری۔''

''کیسے دور ہوئی تھی؟''

اب رابعہ کو بھی اس کے منہ سے سننا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"چھوڑو تم... مجھے دوائی کھانے دو۔"

اور وہ بات بے شک رابعہ کے لیے ادھوری رہ گئی تھی پر اس کے لیے سکون کا باعث یہی تھا کہ وہ اس سے ناراض نہیں تھا۔ اسے جان بوجھ کر وہ ناراض کر بھی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ شروع شروع میں تو اس کا لیا دیا رویہ اس نے سہہ لیا تھا پر اب نہیں سہہ سکتی تھی۔ اور آج رات حارث سے دور ہو کر سونے کی غلطی اس نے دوبارہ نہیں کی تھی۔

پچھلے دنوں ہونے والی بارش کے بعد جاڑے نے اپنا اصل رنگ دکھایا تھا لیکن زندگی منجمند نہیں ہوئی تھی۔ اپنی رفتار سے چل رہی تھی۔ دھیرے دھیرے رابعہ کی ترتیب بھی بنتی جا رہی تھی۔ جب سب کچھ وہی سنبھال لیتی تھی تو امی بھی گھر کے نظام سے کچھ پیچھے ہو گئیں تھیں۔ فاطمہ کا اپنی طبیعت کی وجہ سے چکر نہیں لگا تھا۔ اور باجیوں کے بچوں کے سالانہ امتحان چل رہے تھے۔ اس بیچ امی گئیں تھیں فاطمہ کی طرف مبارک باد دینے۔ اور جمعے کو رابعہ کا بھی اپنے گھر چکر لگا تھا۔

آج اتوار کا دن تھا۔ حارث نے دن کا کھانا منگواتے وقت چھوٹے لڑکے کے ہاتھ گھر چکن بھجوایا تھا۔ امی اور رابعہ نے چکن لے تو لیا لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ حارث نے چکن

Novels by Hania Masood Khan

کیوں بھیجا ہے۔ جوان کے چھوٹے چھوٹے پیکٹس تھے وہ تو دو چار اب بھی فریزر میں رکھے ہوئے تھے۔

"چکن مل گیا تم لوگوں کو؟"

رابعہ حارث کو فون کرنے ہی والی تھی لیکن اس سے پہلے حارث نے خود ہی فون کر دیا۔

"ہاں... کیوں بھجوایا ہے آپ نے؟"

رابعہ نے فریج میں چکن کا شاپر رکھا۔ پھر امی کے کمرے میں جاتے جاتے ٹھہر گئی۔

"بڑی باجی آئیں گی شام کو۔ کہہ رہی تھیں کہ بریانی بنائیں گی سب کے لیے۔ تم چاول بھی نکال کر سامنے رکھ دینا۔"

اس وقت مارکیٹ میں سب ہی دوپہر کے کھانے میں مصروف تھے۔ وہ بھی نماز پڑھ کر آیا تھا اور کھانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"لیکن میں نے دھوئے بغیر شاپر ایسے ہی رکھ دیا ہے۔"

آواز دھیمی ہوئی۔

"اور اب تم تھوڑی ہمت کرو گی اور تیز پانی کھول کر جلدی سے اسے دھو کر فریج میں رکھو گی۔"

سن کر ہی رابعہ کے چہرے کے تاثرات عجیب ہونے لگے تھے۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''اچھا میں کوشش کروں گی۔''

حارث کے گھر آنے سے پہلے بڑی باجی نے ہی آجانا تھا۔ایسے میں وہ حارث کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔اور بڑی باجی آئیں تو پتہ چلا کہ وہ انہیں عائش کی سالگرہ کی دعوت دینے آئیں ہیں۔سالگرہ گھر پر ہی تھی لیکن عباس بھائی نے بڑی باجی کو اچھا انتظام کرنے کے لیے کہا تھا۔

''میری گڑیا کی سالگرہ آرہی ہے؟''

حارث مغرب کے بعد گھر آیا تو اسکی موٹر سائیکل کے پاس تینوں بچے کھڑے ہو گئے۔

رابعہ بڑی باجی کے ساتھ کچن میں ہی تھی۔عباس بھائی نے آٹھ بجے تک گھر آنا تھا۔اور اپنی نانو کو بچوں نے یو ایس بی لگا کر دی ہوئی تھی جس میں ان بچوں کی ہی تصویریں تھیں۔

''جی ماموں،اب میں اور بڑی ہو جاؤں گی۔''

پھر بھی حارث کو گھٹنوں کے بل جھکنا پڑا۔اور اسے گود میں اٹھانا پڑا۔

''اور اگر یہ بڑی ہو گئی ہے تو پھر ماموں اب آپ اسے گود میں کیوں اٹھا رہے ہیں؟''

اسمارہ اور شائزا اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔حارث بچوں کے ساتھ امی کے کمرے میں آیا۔

Novels by Hania Masood Khan

”کیوں کہ میں ماموں کی لاڈلی ہوں۔“

حارث نے کرسی پر بیٹھ کر اسے گود سے اتارا۔

”اور یہ نانو کو کیا دکھا رہے ہو تم لوگ؟“

امی کے آگے سر کیا تو انہوں نے ہاتھ پھیرا۔

”ہمارے سکول کا ٹرپ گیا تھا، ماموں۔“

شائز کی گیم کھیلتی ہوئی تصویر سکرین پر آئی تو وہ پر جوش ہوا۔

”مامی کو بولو، ماموں پانی مانگ رہے ہیں۔“

اسمارہ کی پیٹھ پر تھپتھپاتے ہوئے حارث نے کہا۔ وہ بھی بالوں کو لہراتے ہوئے کچن میں گئی۔

”ماموں پانی مانگ رہے ہیں۔“

دروازے پر جا کر ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی۔

”جاؤ تم رابعہ، اسکا دم میں دیکھ لیتی ہوں۔“

بریانی کا قورمہ تیار تھا۔ بڑی باجی چاول بھی کنی چھوڑ کر ابال چکیں تھیں۔ بس رابعہ اس وقت دم کے لیے انہیں پودینہ اور لیموں کاٹ کر دے رہی تھی۔ اب اس نے پانی کا گلاس بھرا اور کمرے میں آئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"اسلام و علیکم۔"

گرم سوٹ پر شال کو چہرے کے گرد اچھے سے لپیٹ کر وہ حارث کے سامنے گلاس لے کر کھڑی تھی۔

"واعلیکم السلام، بن گئی بریانی؟"

حارث نے اس سے پانی کا گلاس پکڑا۔

"بس دم لگانا ہے۔ بڑی باجی خود ہی لگالیں گی۔"

حارث نے سر ہلایا۔

"اور تمہیں جو کہا تھا وہ کر لیا تھا تم نے؟"

"میں کوشش کر رہی تھی لیکن پھر آپکی امی نے مدد کروادی تھی۔"

رابعہ نے امی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"گوشت کو دیکھ کر جیسا یہ منہ بناتی ہے، امی آپ کو بھی آگیا اس پہ ترس۔"

حارث نے پانی کا گلاس ختم کر کے واپس رابعہ کے ہاتھ میں دیا۔

"ایسی بھی بات نہیں ہے۔ وہ تو یہ اپنی طرف سے لگی ہوئی تھی، میں کچن میں گئی تو سوچا میں ہاتھ بٹا دیتی ہوں۔ اب جب سے رابعہ نے گھر سنبھالا ہے تو میرے پاس کرنے کے لیے کوئی کام ہوتا ہی نہیں ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

''خوب تعریفیں ہو رہی ہیں اپنی بہو کی۔''

اتنے میں بڑی باجی اندر آئیں۔ حارث کے کندھے کو تھپک کر اس سے ملیں۔

''امی ابھی آپ کی بریانی کی بھی خوب تعریف کریں گی۔ ویسے عائش کی سالگرہ پہ بھی آپ کہیں اپنے ہاتھ کی بریانی تو نہیں کھلانے والی؟''

بڑی باجی نے دائیں بائیں سر ہلایا۔ پہلی بار تھا کہ بڑی باجی نے بھی عباس بھائی سے کہہ دیا تھا کہ اس بار کھانا باہر سے آئے گا۔

کپاس کی گڈی جیسے نرم سفید رنگ کے کرتے کے نیچے اس نے سیدھا ٹراؤزر پہنا تھا۔ اس کا یہ سوٹ ٹو پیس تھا اور اس کے ساتھ اس نے سیاہ رنگ کی گرم چادر کندھے پر رکھنی تھی۔ سیاہ اس لیے کیوں کہ کرتی کے بارڈر پر اس رنگ کا استعمال تھا اور باریک پائپنگ بھی اسی رنگ کی تھی۔ گلے میں بھی اس نے سیاہ رنگ کا لمبا سا ہار پہنا تھا۔ بالوں کو سیدھا تو وہ کر چکی تھی پر جانتی تھی کہ کھلے چھوڑے گی تو حارث اسے کہہ دے گا کہ وہ بال باندھ لے۔ اس سے اچھا تھا کہ وہ خود ہی بال نہ کھولتی۔ الٹی طرف سارے بال پھینک کر اس نے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا تھا۔ اور ہلکے میک اپ پہ اس نے تھوڑی تیز رنگ کی لپ سٹک لگائی تھی۔

Novels by Hania Mascot Khan

حارث کے لیے بھی ہلکے سفید رنگ کی شلوار قمیض اس نے دوپہر میں استری کی تھی۔
ابھی ابھی وہ نہا کر نکلا تھا۔اور گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑ رہا تھا۔
''اچھا ہوا کہ امی کو میں شام میں چھوڑ آیا تھا ورنہ دیکھو، ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔''
رابعہ بیڈ پر بیٹھ کر پتلی جرابیں پہن رہی تھیں۔ایسے رنگ کی جو جلد سے ملتا جلتا تھا۔پھر وہ شوز پہننے والی تھی اور اس کی جرابیں کسی کو دکھائی بھی نہیں دینی تھیں۔
''آپ آئے ہی لیٹ ہیں اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے گفٹ بھی اب ہی لینا ہے۔''
اچانک رابعہ نے اس کی طرف توجہ دی تو دیکھا کہ وہ بال بنانے کے لیے سر پر تیل لگانے کے بجائے رابعہ والی بوتل سے جیل کی طرح کا لیکوئڈ نکال رہا تھا۔
''تو تمہارے سامنے کی بات ہے، پہلے گفٹ خریدنے کا وقت نکل ہی نہیں سکا۔اب بس جاتے ہوئے جو بھی لیں گے اسے وہیں سے پیک بھی کروالیں گے۔تم بس جلدی جلدی پسند کرنا، گھنٹہ مت لگانا۔''
رابعہ اس کے بال بنانے کے طریقے کو اب غور سے دیکھ رہی تھی۔ہاتھوں میں جتنا بھی لیکوئڈ تھا وہ حارث نے بالوں میں لگا لیا تھا۔پر اس کے بال سیٹ نہیں ہو رہے تھے۔
''ہم ایک ہی گفٹ لیں گے یا پھر میں الگ دوں گی اور آپ الگ؟''

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث سٹول پر بیٹھ گیا۔ قمیض کا اس نے دھیان رکھا تھا کہ کہیں وہ استری خراب نہ کر دے۔ محنت سے رابعہ نے پانی لگا لگا کر اس کا سوٹ استری کیا تھا۔

"بال ٹھیک سے بنا دو تم میرے۔"

حارث نے کنگی اس کے آگے کر دی۔ رابعہ نے جرابیں پہن لیں تھیں۔ پھر اس نے اپنے شوز میں پاؤں پھنسایا اور کھڑی ہو گئی۔

"آپ نے مانگ ٹھیک سے نکالی ہی نہیں ہے۔"

رابعہ اس کے بال اپنے انداز سے بنانے لگ گئی۔ اور حارث کے چہرے سے بار بار رابعہ کا لمبا ہار ٹکرا رہا تھا۔

"یہ کیا پہن لیا ہے تم نے گلے میں؟"

کافی الجھن ہوئی تو حارث نے اس ہار کو مٹھی میں لے لیا۔

"اسی کے ساتھ کا ہے یہ ہار۔"

رابعہ کی ساری توجہ اس کے بال سیٹ کرنے پر تھی۔ کبھی وہ گھوم کر اسکی پچھلی طرف جا رہی تھی۔ کبھی سامنے آ کر کھڑی ہو رہی تھی۔

"اور یہ سوٹ کس نے دیا تھا تمہیں؟"

"گفٹ تھا۔"

Novels by Hamna Tasooq Khan

"کس نے دیا تھا؟"

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کیونکہ اس کے ساتھ دوپٹہ نہیں ہے۔"

حارث نے بیڈ پر رکھی سیاہ شال دیکھی۔ جو رابعہ کے دوسرے سوٹ کے ساتھ کی تھی۔

"ہاں... یہ ٹو پیس سوٹ ہے۔ بھابھی نے دیا تھا یہ سوٹ گفٹ میں۔ تو جیسے انہوں نے کسی برینڈ والی دکان سے لیا تھا تو اکثر وہاں ٹو پیس ہوتے ہیں۔ دوپٹے الگ سے خریدنے پڑتے ہیں یا یونہی ایڈجیسٹ کرنے پڑتے ہیں۔"

"اچھا۔"

حارث کے بال بن گئے تو وہ آئینے کی طرف گھوم گیا۔ دیکھنے لگا کہ رابعہ نے اس کے بال کیسے بنائے ہیں۔

"اور آپ نے بتایا نہیں مجھے کہ ہم الگ الگ گفٹ دیں گے یا ایک ہی گفٹ دیں گے؟"

رابعہ نے اب اپنا عبایہ پہن لیا۔ سامنے سے کھینچ کر پوری زپ لگالی۔

"ظاہر ہے رابعہ، ہم دونوں کی طرف سے ایک ہی گفٹ ہوگا۔ کیوں تم الگ سے دینا چاہ رہی ہو؟"

حارث بھی اٹھا۔ اور قمیض کے اوپر اپنا کوٹ پہننے لگا۔

Novels by Hina Masood Khan

"نہیں میں بس آپ سے پوچھ رہی ہوں۔"

کوٹ پہن کر حارث نے سنگھار میز سے اپنے عطر کی بوتل اٹھائی۔ رابعہ کی نظریں اس پر تھیں۔ اور اچانک حارث نے عطر کی بوتل نیچے رکھ کر وہاں سے اس پرفیوم کی بوتل کو اٹھایا جو رابعہ نے شادی کے بعد سے اب تک اسی کے لیے رکھا ہوا تھا کہ وہی لگائے۔

"اور جوتے صاف کیے تھے تم نے میرے؟"

پرفیوم چھڑکتے ہوئے حارث نے پوچھا۔

"صاف کرنے کے بعد بھی ان کی کوئی خاص شکل نہیں نکلی ہے۔ آپ پلیز اپنے پہننے کے لیے ایک نیا شوز ہی لے لیں۔"

اس کے پاس بند شوز بس ایک یہی تھا۔ جہاں بھی جاتا تھا اسی کو زبردستی چمکا کر پہن لیتا تھا۔ اور رابعہ نے نوٹس کیا تھا کہ حارث کی اپنی چیزیں بہت گنی چنی ہیں۔ اور وہ اپنے لیے خریداری بھی نہیں کرتا۔

"جب یہ شوز ٹھیک ہے تو نیا لینے کی کیا ضرورت ہے۔"

رابعہ نے اس کے شوز کپڑوں والی الماری کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ حارث نے اٹھائے تو اسے تو ٹھیک ہی لگے۔

"جرابیں کہاں ہیں میری؟"

Novels by Hema Yasood Khan

"اس دراز میں ہیں۔"

جیسے حارث کو پتہ نہیں تھا۔ رابعہ اب فیس ماسک لگانے کے بعد احتیاط سے حجاب بنا رہی تھی کہ کہیں اس کا میک اپ ادھر سے ادھر نہ ہو جائے۔

"نکال کے دو مجھے۔"

اپنے جوتے سامنے رکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"آپ دیکھ رہے ہیں نا کہ میں حجاب بنا رہی ہوں۔"

اور جتنی پنیں وہ استعمال کرتی تھی، ایک سادہ سا حجاب بنانے میں بھی اس کو کافی وقت لگ جاتا تھا۔

"میں تمہارا انتظار کر لیتا ہوں۔"

حارث آئینے میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔ دراز کھولیں گے تو بالکل سامنے نظر آئیں گی آپ کو اپنی جرابیں۔"

رابعہ نے ایک ہاتھ سے حجاب پکڑا ہوا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں پن تھی۔ اور وہ پن والے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

Novels by Hamna Wasool Khan

"ہاں... تو تم نکال کر دے دو مجھے۔ بلکہ تمہیں میری جرابیں پہلے سے ہی نکال کر سامنے رکھنی چاہیے تھیں۔ اب اپنی تیاری میں لگ گئی ہو اور میری تیاری کی تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔"

"سب کچھ تو آپ کا پورا کر کے آپ کے سامنے رکھا تھا۔ بال بھی اپنے آپ نے ابھی مجھ سے ہی بنوائے ہیں لیکن حیرانی کی بات ہے کہ آپ دراز کھول کر اپنی جرابیں نہیں نکال رہے۔"

کچھ وقت سے وہ محسوس کر رہی تھی کہ حارث جب سے بیماری سے اٹھا ہے کچھ زیادہ ہی اس پہ انحصار کرنے لگ گیا ہے۔ رابعہ کے لفظوں کہ مطابق حارث آلسی ہو گیا تھا۔ اس نے وہیں اپنا حجاب چھوڑا اور گھوم کر بیڈ کی دوسری طرف گئی۔ دراز کھولا اور جرابوں کا جوڑا نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔

"کتنی بد تمیزی سے دے رہی ہو تم۔"

"آپ بھی تو مجھے غصہ دلا رہے ہیں۔"

اور وہ واقعی غصے میں بولی۔ حارث نے اسے پھر مزید کچھ نہ کہا۔ تسلی سے اسے سکارف لینے دیا۔ اپنے جوتے پہنے اور کھڑا ہو گیا۔ اپنا والٹ اٹھا کر اس نے ڈائری میں سے کچھ پیسے نکال کر اس میں رکھے۔ پھر رابعہ کی شال اٹھالی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کندھے پر رکھو گی یا بیگ میں ڈالنی ہے۔"

اس کی شال کو وہ تہہ لگا سکتا تھا۔ہاں... پر اپنا خود کا کام کرنے میں اسے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔

"کندھے پر رکھ لی تو شال سنبھالوں گی یا برقعہ؟"

اس کا غصہ تو ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔

"چلو تمہارے بیگ میں ڈال دیتا ہوں میں۔طریقے سے تہہ لگاؤں گا تو استری خراب نہیں ہو گی۔"

"ابھی اپنی جرابیں نکالنے میں انہیں مسئلہ تھا اور اب دیکھو کیسے میری چادر تہہ کر رہے ہیں۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے آخری پن لگائی۔پھر آئینے سے پیچھے ہو گئی۔

گھر کو تالے لگاتے ہوئے ان کے دس منٹ مزید لگ گئے تھے۔اور اب ان کا رخ ٹوائے شاپ کی طرف تھا۔وہاں پہنچ کر حارث نے موٹر سائیکل کھڑی کی۔پھر اس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"کس طرح کی چیز دیکھنی ہے عائش کے لیے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

رنگ برنگی روشنیوں اور کھلونوں والی دکان کو دیکھتے ہوئے رابعہ نے پوچھا۔اب تو اسے خود بھی علم تھا کہ اسے جلدی سے کچھ لے کر پیک کروانا ہے۔ لیکن کچھ کھلونوں پر اس کی نظر ٹھہر بھی رہی تھی۔

"تم پہلے اپنا غصہ تو ختم کرو۔"

حارث اس کے ساتھ گلابی رنگوں والے حصے کی طرف چلنے لگا۔ یہاں سے عائش کے لیے کچھ بھی لیا جا سکتا تھا۔

"میں کہاں غصہ ہوں؟"

رابعہ نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے تو نظر آ رہا ہے کہ تم غصہ ہو۔"

حارث کھلونوں والے ڈبوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"اور کیسے نظر آ رہا ہے؟ منہ تک تو میرا ڈھکا ہوا ہے۔اوپر سے نظر آپ کی بس کھلونوں پر ہے۔"

جو کھلونے وہ دیکھ رہا تھا رابعہ بھی وہی دیکھنے لگی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"گھر سے ہی دیکھ کر نکلا تھا میں کہ کیسے میری جرابوں کے پیچھے تم نے اتنا منہ بنالیا تھا۔اب بھی میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ماسک کے پیچھے ویسے کے ویسے ہی ہونگے تمہارے تاثرات۔"

"میں اس وقت سکارف لے رہی تھی اور پہلے ہی مجھے احتیاط کرنی پڑ رہی تھی کہ ماسک کے چکر میں میرا میک اپ یا بال خراب نہ ہو جائیں لیکن آپ بھی مجھے غصہ ہی دلا رہے تھے۔"

اس جگہ پر ایک دوسرے کو جواب دینے کے لیے وہ ٹھہر ہی گئے۔

"میرے بھی تو تم نے اتنے اچھے بال بنائیں تھے پر ہیلمٹ پہننے کی وجہ سے وہ خراب ہو گئے ہیں۔میں تو تمہاری طرح..."

حارث اسے اپنے بال دکھا رہا تھا۔اس وقت ہیلمٹ اترا ہوا تھا۔اور بالوں کی صرف مانگ اپنی جگہ پر تھی۔

"اچھا بس ٹھیک ہے۔آئیں وہ کریون کلرز اور گلٹرز والا سیٹ لیتے ہیں۔"

دور رابعہ کو وہ گفٹ پیک نظر آئے تو وہ اس کی طرف چلی گئی۔حارث بھی پیچھے ہی تھا۔اس کے کوٹ کی جیب سے موبائل بجنے لگا تو اس نے نکال کر نمبر دیکھا۔فون عباس بھائی کر رہے تھے۔

Novels by Hania Yasood Khan

"سارے مہمان آ گئے ہیں بس حارث میاں تمہارا اور تمہاری بیگم کا ہی انتظار ہو رہا ہے۔"

"ہاں بس ہم لوگ راستے میں ہی ہیں۔ دس منٹ میں پہنچ جائیں گے۔"

دس تو نہیں لیکن ان لوگوں کو وہاں پہنچنے میں پندرہ منٹ لگ گئے تھے۔ سالگرہ گھر پر ہی تھی۔ بڑی باجی کے گھر پر ٹی وی لاؤنج خالی کر کے جگہ بنائی گئی تھی۔ جب حارث اور رابعہ پہنچے تو کافی رش ہو چکا تھا۔ حارث سب سے ملنے لگا۔ اور رابعہ کو نے ماسک نیچے تھوڑی تک کر لیا لیکن اسے سمجھ نہیں آئی وہ عبایہ جا کر اتارے کہاں۔ بڑی باجی بھی مصروف تھیں۔ فاطمہ دوسری طرف حارث کی امی کے ساتھ کھڑی تھی۔ ثمرین باجی کے بچے آئے ہوئے تھے اور باقی بڑی باجی کے سسرال کی طرف سے مہمان تھے جنہیں رابعہ نہیں جانتی تھی۔

"ادھر آؤ۔"

اچانک حارث نے رابعہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور رش میں سے اس کے لیے جگہ بناتے ہوئے بچوں کے کمرے میں گھس گیا۔ سب لوگ باہر تھے کیونکہ کیک کٹنے والا تھا۔ حارث بھی محسن سے بات کر رہا تھا پر جب کیک کاٹنے کی بات سنی اور رابعہ کو دیکھا تو وہ اسے کے کر اندر آ گیا۔

"تین منٹ ہیں تمہارے پاس۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے دروازہ بند کر دیا۔ بچوں کے کمرے میں زیادہ دھیان دیئے بغیر رابعہ نے عبائے کی زپ کھولی۔ بازوؤں سے اتارا۔ اور پھر حجاب کھولنے لگی۔ حارث نے اس کا عبایہ اٹھایا اور بچوں کے یونیفارم کے اوپر ہی کھونٹی پر ٹانگ دیا۔ پھر رابعہ کے ہینڈ بیگ سے اس کی چادر نکال کر کھولی۔

"میک اپ ٹھیک ہے؟"

ہمیشہ ماسک کی وجہ سے کبھی اس کی لپ سٹک پھیل جاتی تھی اور کبھی ناک پر سے بیس ہٹ جاتی تھی۔ اس کمرے میں آگے پیچھے کہیں شیشہ بھی نہیں تھا۔ اور کوئی اس وقت اس کا آئینہ بن سکتا تھا تو وہ حارث ہی تھا۔

"یہ تم پتہ نہیں کیا کرتی ہو کہ لپ اسٹک ساری تمہاری ہونٹ سے نیچے آجاتی ہے۔"

اپنے انگوٹھے سے ہی حارث نے اس کی لپ اسٹک صاف کی۔

"ادھر ناک کا بتائیں، یہاں پہ لائن بن گئی ہے؟"

حارث نے اپنی انگلی سے ہلکا سا مرج کیا کہ اسے تسلی ہو جائے۔

"اور بال ٹھیک ہیں؟"

"تین منٹ ہو گئے ہیں، رابعہ۔"

Novels by Hema Yasood Kiani

رابعہ نے کیچر کھول دیا۔اور دوبارہ جلدی سے جوڑا بنایا۔کان کے پاس سے لٹ بھی نکال لی۔کندھے پر پھیلا کر چادر رکھی۔پھر حارث نے کمرے کا دروازہ کھولا۔رابعہ بھی اس کے ساتھ ہی نکلنے لگی لیکن اچانک حارث رکا اور اس کی نکلی ہوئی لٹ کو انگلی کی مدد سے کان کے پیچھے کر دیا۔

"اسے اندر ہی رکھو تم۔"

رابعہ چہرے کے تاثرات بگاڑے بغیر باہر نکلی تو کیک کٹ ہوا۔اور جب وہ دونوں عائش کو گفٹ دینے کے لیے گئے تو تب سب کی نظر ان کی جوڑی پر کچھ زیادہ ہی پڑی۔یہاں کافی ایسے بھی مہمان تھے جو ان کی شادی پہ نہیں آئے تھے۔گفٹ دینے کے بعد رابعہ فاطمہ لوگوں کے پاس ٹھہر گئی۔اور حارث پیچھے کی طرف چلا گیا جہاں محسن تھا۔

"ثمرین باجی نہیں آئیں؟"

رابعہ نے فاطمہ سے پوچھا۔فاطمہ اپنی بیٹی کو کیک کھلا رہی تھی۔

"میں تو حیران ہوں کہ ان کے بچے ان کے بغیر کیسے آ گئے۔"

فاطمہ نے زین اور مریم کی طرف دیکھ کر کہا۔

"عباس بھائی لے کر آئے ہیں؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

''نہیں... آئے وہ اپنے ہی کسی کی بائیک پر ہیں لیکن واپس چھوڑنے عباس بھائی جائیں گے۔''

''اور ہم لوگ زیادہ لیٹ تو نہیں ہو گئے نا؟ جب میں آئی تو آپ لوگوں کی طرف آنے کا راستہ بھی نہیں تھا۔''

رابعہ بھی پلیٹ میں رکھا کیک چمچ سے کھا رہی تھی۔ گفٹس دینے کا سلسلہ بھی رک گیا تھا۔

''دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔''

فاطمہ نے عام سے انداز میں کہا۔

''اور میں ٹھیک لگ رہی ہوں؟ میرا مطلب ہے کہ ڈریس بہت ہلکا تو نہیں لگ رہا؟''

''کیوں تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے؟''

فاطمہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر اس کے کپڑوں کا جائزہ لیا۔

''نہیں جب میں ان کے ساتھ گفٹ دینے کھڑی ہوئی تھی تب مجھے لگا کہ سب کافی گھور کے دیکھ رہے تھے۔ شائد میں ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔''

''سب سے مراد کون؟''

''جن کو میں نہیں جانتی، نہیں پہچانتی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے سر اٹھا کر جدھر نظریں کیں وہاں بڑی باجی کی نند کھڑی تھی۔ وہی جس کے ساتھ کبھی حارث کے رشتے کی بات ہوئی تھی۔ فاطمہ رابعہ کی نظریں دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی۔

"انہیں جاننے کی تمہیں کوئی ضرورت ہے بھی نہیں۔ تم بس ادھر میرے پاس یا امی کے ساتھ ساتھ ہی رہنا۔"

لیکن جب کھانا سرو ہوا تو رابعہ کی کرسی کے ساتھ بڑی باجی کی نند آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی گود میں اس کا شاید بیٹا تھا۔ سال کا نہیں لگ رہا تھا۔ فاطمہ علیفہ کا پیمپر چینج کروانے اندر گئی ہوئی تھی اور کہہ کر گئی تھی کہ وہ علیفہ کو محسن کے پاس چھوڑ کر آئے گی تاکہ خود وہ سکون سے کھانا کھا لے۔ امی تو بڑی باجی کی ساس کے پاس تھیں۔

"تم ہو حارث بھائی کی بیوی؟"

بیٹھی تو وہ بہت ہی خوشی سے۔ رابعہ نے بھی مسکرا کر ہی سر ہلایا۔

"ہم لوگ تمہاری شادی پر آئے ہی نہیں تھے لیکن بھابھی کے فون کی تصویروں میں دیکھا تھا میں نے تمہیں۔ بھئی... کتنی حسین لگ رہی تھی تم اپنی شادی پر کہ میں تو حیران ہی رہ گئی تھی کہ حارث بھائی جیسے انسان کو اس عمر میں اتنی خوبصورت اور ینگ بیوی مل کہاں سے گئی۔"

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ سمجھ نہ سکی کہ یہ اس کی تعریف ہوئی ہے یا حارث کی برائی۔

''میں نے بھی آج پہلی بار ہی آپ کو یہاں دیکھا ہے۔''

رابعہ نے رخ بدلنا چاہا۔ لیکن وہ بدل نہ سکی۔

''تبھی تو میں تم سے باتیں کرنے یہاں آئی ہوں، پھر میں بھی ادھر بھابھی کی طرف اتنا آتی نہیں ہوں۔ پہلے تو بھابھی امی کے ساتھ رہتی تھیں تو بھابھی کے مہمانوں سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی لیکن اب کہاں پھر میری تم سے ملاقات ہوتی۔''

''یہ آپ کا بیٹا ہے؟''

رابعہ نے بات کا موضوع بدلنا چاہا۔

''ہاں... دس مہینے کا ہے ابھی لیکن دیکھ لو پھر سے مجھے اب تیسرا مہینہ چڑھا ہوا ہے۔ تمہاری تو ابھی کوئی خوشخبری نہیں ہے، ہے نا؟''

اف۔ رابعہ نے تو صرف اس بچے کے بارے میں پوچھا تھا جو اس کی گود میں تھا۔

رابعہ نے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔ بڑی باجی نے بیٹھک کے دروازے کے پاس سے دیکھا تھا کہ ان کی نند رابعہ کو لے کر بیٹھ گئی ہے تبھی انہوں نے اسمارہ اور شائز کو بلایا۔

''فاطمہ خالہ کہاں ہیں؟''

''علیفہ کا پیمپر چینج کروا رہی ہیں۔''

Novels by Hamna Masood Khan

بچے بھاگ کر واپس جانے والے تھے۔ بڑی باجی نے شائز کا بازو کھینچ کر اسے روکا۔

"رابعہ مامی کے پاس تمہاری پھپھو بیٹھی ہوئی ہیں، جاؤ انہیں کہو کہ مما ادھر بیٹھک میں بلا رہی ہیں ان کو۔"

حارث بیٹھک کے اندر تھا۔ عباس بھائی اور محسن بھی وہیں کرسیاں رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پلاؤ کے ڈبے عباس بھائی نے کیٹرنگ والے سے منگوائے تھے اور ساتھ میں کھیر کے بھی ڈبے تھے۔ شاپروں سے انہیں ڈبوں کو وہ لوگ الگ کر رہے تھے۔

"کون بیٹھا ہے رابعہ کے پاس؟"

کچھ تو وہ سمجھ بھی گیا تھا۔

"کوئی نہیں۔ تُو کام کر جو کر رہا ہے۔"

اب بڑی باجی اس کو بتا دیتیں تو اس نے بھی غصے میں آجانا تھا۔ اور پھر اٹھ کر باہر چلے جانا تھا۔

"میرے لیے بھی حارث بھائی کا رشتہ آیا تھا لیکن میں نے تو صاف انکار کر دیا تھا۔ ایک تو عمر میں کافی بڑے ہیں اور کاروبار بھی اتنا کچھ خاص نہیں ہے انکا۔ بھابھی نے تو اپنی طرف سے بہت کوشش کی تھی کہ میں مان جاؤں لیکن پھر انہیں دنوں میرا ایک اور رشتہ آگیا تھا اور اب دیکھ لو، کھاتے پیتے گھر میں بیٹھی ہوئی ہوں میں۔ بیٹا دے چکی ہوں، ایک

Novels by Hamna Masood Khan

اور اولاد آنے والی ہے اور میرے شوہر نے تو پہلے دن سے ہی میرے لیے پھر نوکرانی رکھ دی تھی۔ بس کھانے وغیرہ کا کام ہوتا ہے اور وہ بھی زیادہ تر میری ساس ہی دیکھ لیتی ہیں۔"

رابعہ کی گردن سے حدت اٹھ رہی تھی۔ چہرے کے تاثرات پھیکے پڑ چکے تھے۔ شائز کو وہاں تک آنے میں دیر لگ گئی تھی۔

"پھپھو مما آپ کو بلا رہی ہیں۔"

شائز کہتے ساتھ ہی اندر بھاگ گیا۔

"اب یہ سب تو نصیب کی بات ہوتی ہے۔ اللہ ہر لڑکی کا نصیب اچھا کرے۔"

اس کے دل میں انتشار ڈال کر وہ اٹھی۔ پھر مسکراتے ہوئے کہہ گئی۔ رابعہ نے اس پر بھی بڑی ہی مشکل سے سر ہلایا۔

"بھابھی بلا رہی ہیں مجھے ورنہ تم سے میں اور گپ شپ کرتی۔ تمہاری کہانی بھی سنتی۔"

وہ گئی تو رابعہ نے گہری سانس اندر کھینچ کر باہر چھوڑی۔ نظر بھی دھندلا سی گئی تھی۔ سر جھکا کر تھوڑی دیر وہ بیٹھی رہی۔ فاطمہ بھی اچھا اندر چلی گئی تھی کہ واپس آئی ہی نہیں تھی۔

"میری نند تم سے کیا کہہ رہی تھی؟"

Novels by Hania Masood Khan

سب میں کھانا تقسیم کر کے بڑی باجی کو اب جا کر موقع ملا تھا کہ وہ رابعہ سے پوچھتیں۔

"کچھ نہیں... بس ایسے ہی بات کر رہی تھیں۔"

رابعہ کے ہاتھ میں کھیر کا ڈبہ تھا۔ جسے بس اس نے پکڑا ہوا تھا۔

"ویسے بری نہیں ہے وہ لیکن تھوڑی تیز ہے۔ کچھ سال پہلے میں نے اپنی ساس سے اس کا ہاتھ مانگا تھا حارث کے لیے لیکن اس نے خود ہی انکار کر دیا تھا۔"

"اور آپ لوگوں کی طرف سے انکار نہیں تھا؟"

پتہ نہیں وہ اپنے دماغ میں کیا کیا سوچ رہی تھی۔ آج تو خود سے بھی زیادہ بات نہیں کر رہی تھی۔

"ہم نے بس رشتہ مانگا تھا پر بات آگے بڑھی ہی نہیں تھی۔"

بڑی باجی نے باقی سب مہمانوں کو بھی دیکھنا تھا۔ تبھی وہ اس کے پاس زیادہ دیر نہیں ٹھہریں۔ البتہ فاطمہ اب باہر آ گئی تھی۔

"علیفہ نے ایسا رونا شروع کر دیا تھا کہ میرا دماغ ہی گھما دیا۔"

"اب کدھر ہے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

"روتے روتے سو گئی ہے۔ایک تو محسن نے بھی اس کو کندھے سے لگ کر سونے والی عادت لگوادی ہے۔زیادہ وقت پھر خود تو ہوتے نہیں ہیں اور میرے کندھے جواب دے جاتے ہیں۔"

"آپ کی تو ویسے بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"میری طبیعت اور مزاج نے اب بس ایسے ہی رہنا ہے۔"

پھر وہ واپسی تک فاطمہ کے ساتھ ہی بیٹھی رہی تھی۔جب واپسی کی باری آئی تو حارث نے امی اور رابعہ دونوں کو ہی ساتھ بٹھا کر ایک ہی چکر میں گھر چھوڑا۔رابعہ نے بھی امی کی رضائی سیدھی کی اور اوپر کمرے میں آگئی۔کمرہ سمٹا ہوا تھا لیکن جب اس نے عبایہ وغیرہ اتارا تو بیڈ پر ہی رکھ دیا۔ابھی حارث اوپر بھی نہیں آیا تھا اور وہ کپڑے بدلنے بھی چلی گئی۔

"سردی لگ رہی تھی ان کپڑوں میں؟"

حارث نے اپنا کوٹ اتارا۔اور رابعہ کے عبائے کہ اوپر رکھا۔پھر بیڈ پر بیٹھ کر جرابیں اتارنے لگا۔

"نہیں بس ایسے ہی اتارے ہیں۔"

سنگھار میز کے سامنے آکر پھر وہ میک اپ کو وائپس کی مدد سے صاف کرنے لگی۔

Novels by Huma Nasoor Khan

"میں بھی بدل کر آتا ہوں پھر تم سیدھے سیدھے لٹکا دینا، صبح دکان پر بھی یہی پہن جاؤں گا میں۔"

میک اپ صاف کر کے رابعہ نے بیڈ پر سے چیزیں سمیٹیں۔ اتنے میں حارث بھی آ گیا۔

"یہ لو میرے کپڑے۔"

اور اپنے کپڑے حارث نے رابعہ کے ہاتھ میں دیئے۔ پھر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ رابعہ الماری میں ترتیب سے سب رکھتی رہی۔

"باجی کے گھر سے چائے پی کر ہی آیا ہوں لیکن پھر سے طلب ہو رہی ہے۔"

رابعہ نے گردن موڑ کر گھڑی کو دیکھا۔

"آپ کو مجھ سے زیادہ اچھی چائے بنانے آتی ہے۔"

رابعہ نے الماری کے دونوں پٹ زرا جتا کر بند کر دیے۔

"جب ہم باجی کے گھر گئے تھے تب تو تمہارا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا لیکن وہاں ایسا کیا ہوا ہے کہ تمہارے چہرے کے تاثرات ہی سیدھے نہیں ہو رہے۔"

"مطلب پرواہ ہے آپ کو میری؟"

رابعہ بیڈ تک آئی۔ پھر اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"پرواہ ہے تو پوچھ رہا ہوں میں۔"

Novels by Hamna Wasool Khan

حارث کمبل ٹھیک کرتے ہوئے لیٹ گیا۔

"پھر میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں لیکن آپ وعدہ کریں آپ سوئیں گے نہیں۔"

"کیوں خیر ہے؟"

وہ تو چاہتا تھا کہ رابعہ اس سے بات کرے۔ لیکن یہ قسمیں وعدے کیوں ہو رہے تھے۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔"

"چھوڑو چائے کو، آؤ... ابھی بات کرتے ہیں۔"

بیڈ پر اس کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر حارث نے کہا تو رابعہ ہلکی نیلی روشنی جلا کر بیڈ پر آ گئی۔

"ہم جب گفٹ لینے گئے تھے تب آپ نے دیکھا تھا وہاں چھوٹے بچوں کے لیے بھی کتنے پیارے کھلونے تھے؟"

حارث نے اس کا تکیہ کھینچ کر اپنے تکیے سے جوڑا۔ پھر رابعہ اس کے نزدیک ہو کر لیٹ گئی۔

"تمہیں بڑی باجی کی نند نے کیا کہا تھا؟"

حارث نے اس کا سوال نظر انداز کر کے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ رابعہ نے پلکیں جھپکائیں۔

Novels by Hania Masood Khan

"آپ کو کس نے بتایا ہے کہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی ہے؟"

سوال کے جواب میں پھر سوال۔

"تم مجھے بتاؤ کہ کیا اُس نے تمہیں اس کے علاوہ کچھ بتایا ہے کہ امی اور باجی نے کبھی میرے لیے اس کا رشتہ مانگا تھا اور اس نے میری ذاتی حیثیت کو بہانا بنا کر مجھے ٹھکرا دیا تھا۔"

ان باتوں سے تو رابعہ کو بھی برا لگا تھا لیکن حارث نے بڑے آرام سے کہا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟"

اس نے حارث سے نظریں چرا لیں تھیں۔حارث نے تھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

"ہاں یہ سب بھی کہا تھا اس نے مجھ سے۔"

منمنا کر جواب دیا۔

"تو تم نے اسے جواب میں کچھ کیوں نہیں کہا؟"

"میں کیا جواب دیتی اسے؟"

"کوئی تو ایسا جواب دیتی کہ اس کا منہ بند کرتی تم۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ اس وقت میرے ساتھ تھے نہیں اسی لیے آپکو نہیں پتہ کہ وہ مجھ سے کس طرح سے بات کر رہی تھی۔"

وہاں بھی ساری بات اس نے سنی تھی۔اور اب حارث سے ڈانٹ بھی اس نے ہی سننی تھی کیا؟

"وہ جیسے بھی بات کرتی لیکن تم اس کا منہ بند کروا سکتی تھی، رابعہ۔اسے روک سکتی تھی کہ وہ تم سے مزید ایسی باتیں نہ کرے جن کی وجہ سے تم نے اتنا منہ بنالیا تھا۔"

"اچھا آپ بتادیں، کیا کہتی میں اسے جواب میں؟"

رابعہ نے کہنی بیڈ پر ٹکا کے چہرہ اوپر کیا۔

"اس کو چھوڑو پہلے تم مجھے بتاؤ کہ کیا تم میری ذاتی حیثیت کی وجہ سے شرمندگی محسوس کرتی ہو؟"

حارث نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب تمہاری شادی ایک دکاندار سے ہوگئی ہے تو کیا یہ بات تمہارے لیے شرمندگی کا باعث ہے۔"

"یہ کیا فضول بات کر رہے ہیں آپ؟"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''اور یہی میں تمہیں سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ وہ بھی تم سے فضول باتیں ہی کر رہی تھی۔ایسی باتیں جن سے تمہارے دل کو دکھ پہنچے۔ تمہیں برا محسوس ہو۔اور پھر تم منہ بنالو۔ جیسے تم نے بنایا تھا۔''

اب رابعہ سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔حارث نے اٹھ کر نرمی سے اسے ساتھ لگایا۔

''صرف یہی بات تو نہیں تھی جس سے دل دکھا تھا۔''

اس نے بھی ہاتھ کی مٹھی بنا کر حارث کے سینے پر رکھ دی۔اور حارث اس کے بال سہلانے لگا۔

''اور کونسی وہ باتیں ہیں جن سے تمہارا دل دکھا تھا؟ایسا اور کیا کہا تھا رابعہ اس نے؟''

سنجیدگی سے پوچھتا تو رابعہ نے بتانا نہیں تھا۔اس لیے نرمی والا طریقہ استعمال کیا۔رابعہ نے پہلے سر اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ تسلی کی اور اس کے بعد بولی۔

''اس کا بیٹا دیکھا ہے آپ نے؟''

''ہاں دور سے دیکھا تھا۔''

سرسری سا جواب دیا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

”ابھی وہ سال کا نہیں ہے۔“

”اچھا تو...؟“

حارث کو زرا دلچسپی نہیں تھی۔

”تو وہ مجھے بتا رہی تھی کہ اس کے ہاں پھر سے گڈ نیوز ہے۔“

حارث کے چہرے کے تاثرات کی نرمی ختم ہونے لگی تھی۔

”تو... رابعہ؟“

اس نے ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

”پھر وہ مجھے بھی مینشن کر رہی تھی۔“

”کیا مینشن کر رہی تھی؟“

اور اب ساری نرمی ختم ہو چکی تھی۔

”یہی کہ ابھی میری تو کوئی خوشخبری نہیں ہے۔“

”اس بات پہ تم نے منہ بنا لیا“

حارث نے جتا کر پوچھا۔

”مجھے بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔“

رابعہ نے آنکھوں میں پیار بھر کر کہا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"مجھے بھی ٹھیک ہی لگتے ہیں۔"

حارث نے ابھی اس کی منطق پر دھیان ہی نہیں دیا تھا۔

"میرا دل کرتا ہے کہ ہمارے بھی بچے ہوں۔"

رابعہ نے بھی جتا کر سمجھانے والا طریقہ استعمال کیا۔

"جب شادی کی ہے تو بچے بھی ہو جائیں گے۔ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔"

پر حارث نے اس کی بات کو سمجھا نہیں تھا۔یا شاید اس طرح محسوس نہیں کیا تھا جیسے وہ کر رہی تھی۔

"میں آپ کو اسی لیے کہہ رہی تھی کہ وہاں ٹوائے شاپ پہ چھوٹے بچوں کے لیے بھی بہت اچھے کھلونے تھے۔"

"جب وقت آئے گا تو ہم بھی وہی کھلونے لے لیں گے جو تمہیں پسند ہوں۔"

اب وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔پھر اس نے رابعہ کو لٹایا۔اور خود بھی کمبل ٹھیک سے لے کر لیٹ گیا۔

"تو آپ کو بچوں میں بیٹی پسند ہے یا بیٹا؟"

رابعہ نے کمبل سے منہ نکال کر پوچھا۔

"مجھے فی الحال تو رابعہ پسند ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث ہنسا۔

"میں آپ سے بچوں کی بات کر رہی ہوں اور آپ میری بات کر رہے ہیں۔"

اس نے منہ پھلا کر شکوہ کیا۔

"رابعہ بھی اس وقت بچی بنی ہوئی ہے اس لیے میں رابعہ کی بات کر رہا ہوں۔"

حارث نے اس کے ماتھے پہ پڑے بل پر انگلی پھیری۔ نرمی سے پھیری۔ اتنی کے وہ بل دھیرے دھیرے ماتھے کی نرمی میں بدل گئے۔

"میں نہیں بنی ہوئی بچی۔"

اب تو ماتھے پر اس کی انگلی کی حرکت سے گدگدی ہونے لگی تھی۔

"بچی نہیں بنی ہوئی تو بیوی بن جاؤ۔ اچھی والی بیوی بن جاؤ۔"

حارث نے ماتھے سے اپنی انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کان کے پاس لایا۔ پھر ساری انگلیاں کھول کو نرمی سے اس کے بالوں میں پھنسائیں۔ اس کا چہرہ اپنے قریب تر کر لیا۔

"میں اچھی بیوی ہی ہوں۔"

رابعہ نے پل بھر سانس روکنے کے بعد کہا۔

"چلو پھر... ابھی ثبوت مل جائے گا مجھے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

گہری نظروں سے اس پر تپش بھیجی۔ پھر تپش چار سوں پھیلا دی۔ فضا میں بھی حرارت گھلنے لگی۔ سانسوں کی آمد و رفت بھی متاثر ہونے لگی۔ دل کی دھڑکنیں بھی بے ترتیب ہوئیں تو ایک دوسرے کی آواز سننے لگیں۔

"مجھے اس بات پہ کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میری شادی آپ سے ہوئی ہے۔"

صبح نماز کے بعد سونے کے بجائے رابعہ حارث سے باتیں کرنے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے چھوڑو وہ باتیں تم۔"

اگر سونا نہیں تھا تو کوئی اچھی باتیں کی جا سکتیں تھیں۔

"میرے ابو بھی دکان پر ہی کاروبار کرتے ہیں۔ شاید تیس سالوں سے۔ اور جب ہم چھوٹے تھے تب ان کا اتنا اچھا کام نہیں تھا لیکن یہ تو اب جا کر ان کی ترتیب بنی ہے کہ ابو گھر والوں کو کوئی کمی محسوس ہونے نہیں دیتے۔ سب کچھ خود ہی پورا کر لیتے ہیں۔ میں نے بتایا تھا نا کہ وہ کمیٹیاں وغیرہ ڈالتے ہیں اور بڑے خرچے اسی سے مینج کر لیتے ہیں۔ گیزر بھی دو سال پہلے لگا تھا ہمارے گھر میں۔ اور دو سالوں سے ہی ابو اے سی لگوانے کی کوشش بھی کر رہے تھے پر سب نے انہیں مشورہ دیا کہ سولر لگوا لیں۔ اب وہ اسی کے لیے پیسے جوڑ رہے ہیں۔ ان گرمیوں میں سولر لگوائیں گے اور شاید اگلی گرمیوں میں اے سی۔

Novels by Hamna Masood Khan

راحیل بھائی بجلی، گیس، اور پانی کے بل بھر دیتے ہیں۔ گھر اپنا ہے تو کرائے وغیرہ کی اتنی زیادہ کوئی ٹینشن نہیں ہوتی۔ تھوڑی بچت وہاں سے ہو جاتی ہے۔"

حارث سر ہلا کر اس کی سن رہا تھا۔ جب وہ خاموش ہوئی تو اس نے پوچھا۔

"لیکن یہ سب تم مجھے کیوں بتا رہی ہو؟"

"کیونکہ آپ کے گھر میں صرف آپ ہیں کمانے والے۔ اور دکانداری کرتے ہوئے ابھی آپ کو کوئی تیس سال ہوئے بھی نہیں ہیں۔ نہ ہی گھر کے بل کوئی اور دیتا ہے۔ ایسے میں آپ پر ذمہ داری زیادہ ہے۔ اپنی طرف سے تو آپ اچھی کوشش ہی کرتے ہیں۔ اگر کبھی مجھے کہیں گے کہ میں آپ کا ہاتھ بٹا دوں تو میں ضرور ہاتھ بٹاؤں گی۔"

حارث کو سمجھ نہیں آیا کہ اس سے رابعہ کی کیا مراد ہے۔

"میں تمہیں کبھی کیوں کہوں گا کہ تم میرا ہاتھ بٹا دو؟"

"کبھی اگر ضرورت ہو تو..."

رابعہ اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا۔

"ضرورت ہوئی بھی تو خود زیادہ محنت کر لوں گا پر آگے ہی تم پورے گھر کو دیکھتی ہو اس لیے کچھ مزید نہ سوچا کرو۔ اگر کچھ چاہیے تو بتا دیا کرو۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں وہ لا دوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اسے نیند آرہی تھی۔ وہ ایک گھنٹہ سونا چاہتا تھا۔ تبھی اس نے رابعہ کو مسکرا کر دیکھا۔ پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"مجھے ہمارے کمرے میں کارپٹ ڈلوانا ہے۔ اور اس کے پیسے میں نے الگ سے کر کے رکھے ہوئے ہیں۔"

حارث کی آنکھیں واپس کھلنے میں بس لمحہ لگا۔ اتنا تو وہ شادی سے پہلے سے ہی جانتا تھا کہ کمرے کے فرش کا کارپٹ کے نیچے چھپنا بہت ضروری ہے۔

"میں اتنے دن سے آپ سے کہہ نہیں رہی کہ آپ پتہ نہیں مانیں گے بھی یا نہیں۔"

وہ کوشش کر رہی تھی کہ ایسے انداز سے بات کرے کہ حارث اس کی بات مان جائے۔

"تم اپنے پیسے اپنے پاس سنبھال کر رکھو۔ کسی اور کام آجائیں گے۔ میں اگلے مہینے کے پہلے ہفتے تمہیں فرش پر ڈلوادوں گا کارپٹ۔"

"یہ میرا بھی کمرہ ہے۔ میں خود بھی اس کے لیے کچھ خرید سکتی ہوں۔ اگر میں اکیلے لا سکتی ہوتی تو اب تک آپ کو بچھا ہوا کارپٹ ملتا۔"

حارث نے بھنویں اوپر اٹھا کر اور ہونٹوں کو نیچے کی طرف گول کر کے اسے داد دی۔ پھر وہ گرم بستر چھوڑ کر اٹھی اور اپنا پرس اٹھا کر لے آئی۔ سفید پرچی میں لپٹے ہوئے پیسے نکال کر اس نے حارث کے سامنے رکھے۔

Novels by Huma Yasood Khan

''اگر یہ کم پڑے تو باقی کے آپ خود ڈال لینا۔''

حارث نے پیسوں کے گرد سے پرچی نکالی اور پرچی کو دیکھا۔ وہاں نیلے رنگ سے 'کارپٹ کے پیسے' لکھا ہوا تھا۔ اور جس دن وہاں پیسے رکھنا شروع کیے گئے تھے اس دن کی تاریخ بھی وہاں درج تھی۔ وہ تو اسی کی طرح حساب کتاب رکھتی تھی۔

''ایسا تو نہیں ہے کہ یہ پیسے دینے کے بعد تم خالی ہو جاؤ گی؟''

رابعہ نے دائیں بائیں سر ہلایا۔

''میرے پاس ہیں کچھ اور پیسے۔ اس مہینے مارٹ پر بھی تو نہیں لے کر گئے آپ مجھے۔''

حارث اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

''کارپٹ اپنی پسند سے لے آؤں میں؟''

''بس ایسا ہو جس سے فرش ٹھنڈا نہ لگے۔''

کم از کم بنا سلیپر کے وہ چل پھر تو سکے۔ ورنہ سلیپر کی وجہ سے ہر دن ہی کمرے کے فرش پہ اسے گیلا کپڑا مارنا پڑتا تھا۔

''آج اگر میں وقت نکال سکا تو آج ورنہ کل میں جاؤں گا کارپٹ لینے۔ اور تمہیں تصویریں بھیج دوں گا۔ تم پھر دیکھ کر بتا دینا کہ تمہیں کونسا ٹھیک لگ رہا ہے۔''

Novels by Hamna Hasnain Khan

حارث نے آج ہی وقت نکال لیا تھا۔اور اسے تین تصاویر بھیجی تھیں۔رابعہ نے گہرے رنگ کے کارپٹ کا انتخاب کیا تھا۔اب کارپٹ لے کر آنا تھا تبھی اسے آتے آتے کافی دیر ہو گئی تھی۔ کھانا تیار کر کے وہ کب سے نیچے امی کے کمرے میں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔اور وہ اپنا کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھیں جس کی کہانی رابعہ کے سر کے اوپر سے جا رہی تھی۔

آٹھ بجے کے قریب حارث نے ہارن بجاتے ہوئے گھر کا دروازہ کھولا۔رابعہ فوراً اٹھ کر کمرے سے باہر آئی۔ حارث نے موٹر سائیکل اندر لا کر کچن کے ساتھ دیوار کے پاس کھڑی کر دی تھی۔ ہیلمٹ اتار کر رابعہ کو پکڑایا اور دوبارہ گھر سے باہر چلا گیا۔پھر وہ ایک بھاری کارپٹ کو بمشکل اٹھا کر اندر لایا۔یہ وہی رنگ تھا جو رابعہ نے پسند کیا تھا۔ اسے برامدے میں رکھا۔پھر ہاتھ جھاڑتے ہوئے دوبارہ گیا۔اب کی بار کاپٹ کا تھوڑا چھوٹا رول اندر لے کر آیا۔یہ ان میں سے ہی ایک تھا جس میں سے رابعہ نے اپنے لیے گہرہ رنگ پسند کیا تھا۔

"پانی پلاؤ،رابعہ۔"

اپنی قمیض کی جیب سے والٹ نکال کر حارث پھر دروازے تک گیا۔شاید باہر لوڈر والا کھڑا تھا۔حارث نے اسے پیسے دیئے اور دروازے کو کنڈی لگا کر اندر آیا۔فریج کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا اور پانی پینے لگا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''موٹر سائیکل پر نہیں لائے آپ؟''

پانی پیتے ہوئے حارث نے نفی کی۔

''لوڈر کروانا پڑا مجھے۔ یہ جو چھوٹے والا ہے یہ آسکتا تھا موٹر سائیکل پر اور جو تمہارے والا ہے اس کے لیے لوڈر کرنا پڑا۔''

حارث نے بڑے والے کارپٹ رول کی طرف اشارہ کیا۔

''اور کتنے پیسے لے لیے لوڈر والے نے؟''

''یہ ایک چکر کے پانچ سو سے سات سو لیتے ہیں۔ ابھی میں نے پانچ سو دے کر بھیجا ہے۔ امی کمرے میں ہیں؟''

پانی پی کر وہ اٹھا۔

''ہاں ہم لوگ آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کوئی ڈرامہ لگایا ہوا ہے وہی دیکھ رہی ہیں۔''

''کھانا کھایا تم لوگوں نے؟''

اب وہ اپنی قمیض کے بازو فولڈ کر رہا تھا۔

''نہیں... بتا تو رہی ہوں کہ ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے۔''

''ٹھیک ہے تم کھانا لگاؤ میں ہاتھ دھو کر آرہا ہوں۔ کافی دھول مٹی والے ہو گئے ہیں۔''

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث نیچے والے باتھ روم میں ہی چلا گیا۔اور رابعہ کچن میں آ گئی۔آج اس نے مسور کی دال کے ساتھ سفید چاول ابالے تھے۔سلاد بھی بنایا تھا۔سب سے پہلے اس نے حارث کی امی کا کھانا نکالا۔ان کو دے کر آئی۔پھر میز کھینچ کر درمیان میں کی۔

"آ گیا حارث؟"

آواز تو انہوں نے بھی سن لی تھی۔

"جی آ گئے ہیں۔ہاتھ منہ دھو رہے ہیں بس۔"

اتنے میں حارث بھی کمرے میں آ گیا۔

"اسلام و علیکم۔"

ہمیشہ کی طرح سر جھکا کر امی کے آگے کیا۔امی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے سلام کا جواب دیا۔

"یہ کیا سب کے لیے ہی سفید چاول ہیں؟"

رابعہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"دال کے ساتھ یہی بنائے ہیں۔آپ نے نہیں کھانے؟"

شکر کے اس نے ابھی حارث کی پلیٹ نہیں بنائی تھی۔کیونکہ وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"مجھے تو تم نے تازہ روٹیوں کی عادت ڈال دی ہے۔وہی ٹھیک لگتی ہیں مجھے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

مطلب اسے دال کے ساتھ ابھی تازہ روٹی ہی چاہیے تھی۔

"تندور سے پکڑ لا دو روٹیاں پھر۔"

امی نے اسے مشورہ دیا۔ اور وہ رابعہ کو آنکھوں سے اشارہ کر رہا تھا کہ وہ حامی بھر لے۔

"نہیں میں بنا دیتی ہوں۔ آٹا ابھی تازہ گوندھ کر صبح کے لیے رکھا ہے فریج میں۔ جلدی سے بن جائیں گی۔"

اور اس نے حامی بھر لی۔ پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

"آپ بھی روٹیاں کھایا کرو۔ تندور کی نہیں، اپنی بہو کے ہاتھ کی۔ اس سے ملے گی آپ کو طاقت۔"

امی ہنسنے لگیں۔ پر وہ دال چاول بھی خوشی سے کھا رہی تھیں۔

"میں آج اپنے کمرے کا کارپٹ لینے گیا تھا اوپر ہمیں فرش بڑا ٹھنڈا محسوس ہوتا ہے۔"

جتنی دیر تک اس کی روٹی بن کر آنی تھی بہتر تھا کہ وہ بتا دیتا۔

"پھر لے آیا تُو؟"

ہاں... آج اسی وجہ سے میں مجھے دیر ہو گئی۔ موٹر سائیکل پر لا نہیں سکتا تھا اور لوڈر والا ڈھونڈنے میں مجھے وقت لگ گیا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس کی روٹی بنانے کے چکر میں رابعہ امی کے لیے پانی رکھ کر ہی نہیں گئی تھی۔امی کے ارد گرد حارث دیکھ رہا تھا۔

"آپ کے کمرے کے لیے بھی لے کر آیا ہوں۔ابھی کھانا وغیرہ کھالیں پھر ادھر پہلے ڈالوں گا اور اپنے کمرے میں بعد میں۔"

اس کی سنتے ہوئے رابعہ اس کی روٹی اور دال لے کر کمرے میں آئی۔حارث نے اپنی کرسی میز کے قریب کی۔

"میرے کمرے کے لیے کارپٹ لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

امی نے فرش کو دیکھ کر کہا۔ان کو تو عادت ہی تھی جوتی اپنے بیڈ کے پاس اتارنے کی۔نماز کے لیے انہوں نے ایک کونہ رکھا ہوا تھا۔پھر روز رابعہ صفائی کر دیتی تھی تو صاف ہی محسوس ہوتا تھا۔

"فرش تو ادھر کا بھی ٹھنڈا ہوتا ہی ہے۔"

رابعہ اس کا کھانا رکھنے کے بعد پانی لے کر آئی۔اور آخر میں اپنی پلیٹ لے کر کرسی پر بیٹھی۔تب تک تو امی اپنا کھانا ختم بھی کر چکی تھیں۔پر حارث نے اس کا انتظار کیا تھا۔روٹی سے ایک نوالہ بھی نہیں توڑا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"چل میں پھر دوسرے کمرے میں نماز پڑھ لوں گی۔ تُو ادھر آرام سے ڈال دیئو کارپٹ۔"

امی وضو کرنے ہی اٹھ رہی تھیں۔

"میں کہہ رہا تھا کہ پہلے امی کے کمرے میں ڈال دیں گے کارپٹ۔ بیڈ وغیرہ میں اوپر کروں گا اور تم نیچے سے کارپٹ سیدھا کرتی جانا۔"

اس نے نہیں پوچھا کہ وہ ادھر کے لیے بھی کارپٹ کیوں لے کر آیا ہے۔ اس کے کمرے کے لیے آگیا تھا کافی تھا۔ کھانے کے بعد دونوں نے مل کر ہی کارپٹ ڈالا۔ زیادہ محنت حارث کی لگی تھی۔ اور اسی محنت کے چکر میں رابعہ سے جیسے وہ کارپٹ سیدھا کروا رہا تھا رابعہ چپ کر کے کرتی جا رہی تھی۔ عجیب جوش اور غصہ آپس میں مل گیا تھا۔

"یہ تو ادھر ہی میں تھک گیا ہوں۔"

"اپنے کمرے کا کل کر لیں گے۔ اوپر تو فرنیچر ہے بھی زیادہ۔"

دونوں ہی تیز سانس لے رہے تھے۔ رابعہ نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

"اچھا لگ رہا ہے ویسے۔"

پھر حارث نے خود ہی تعریف کر دی۔ رابعہ نے بھی سر ہلایا۔ امی کا کمرہ تھوڑا چھوٹا تھا اور اس حساب سے یہاں وہ کارپٹ پورا پورا آگیا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''اب بس تم ایک کپ چائے پلا دینا مجھے، ساری تھکاوٹ اتر جائے گی۔''

''رابعہ کا ہاں میں ہلتا سر ناں میں ہلنے لگا۔''

''آپ بنائیں گے چائے اور آپ کے ساتھ میں بھی پیوں گی۔']

''ٹھیک ہے پھر جو باہر کارپٹ رکھا ہوا ہے وہ تم اوپر لے کر جانا۔ میں پیچھے چائے بنا کر لے آؤں گا۔''

کمرے سے باہر آ کر وہ کچن میں گیا۔ رابعہ نے برامدے میں رکھے کارپٹ کو دیکھا۔ پھر کچن کے دروازے تک آ گئی۔

''وہ اتنا بھاری ہے میں کہاں اٹھا سکتی ہوں۔''

ہاتھ باندھ کر کھڑی تھی۔

''ہاں لیکن تم کوشش کر سکتی ہو۔''

''نہیں مجھے کوشش بھی نہیں کرنی، آپ لے جائیں اسے گھسیٹ کے اوپر میں پیچھے چائے لے کر آتی ہوں۔''

پتیلی وہ رکھ چکا تھا۔ پانی بھی اس نے ڈال دیا تھا۔ لیکن اب پیچھے ہو گیا۔

''جس کا کام اسی کو ساجھے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کی سالگرہ آنے والی ہے۔"

اگلی صبح حارث کا والٹ اٹھاتے ہوئے اس نے ایسے ہی کھول کر دیکھ لیا تھا۔ اندر شناختی کارڈ سامنے رکھا ہوا تھا۔ اور اس پر تاریخ فروری کے پہلے ہفتے کی تھی۔ دیکھ کر ہی رابعہ پر جوش ہو گئی تھی۔

"ہر سال ہی آتی ہے، رابعہ۔"

حارث اپنی قمیض کے اگلے بٹن بند کر رہا تھا۔ اس کے لیے یہ کوئی زیادہ بڑی بات نہیں تھی۔

ان کے کمرے کے ایک طرف کارپٹ اب بھی ویسے ہی پڑا تھا جیسے کل حارث کھینچ کر لایا تھا۔ آج دکان سے فارغ ہو کر اس نے یہ کام کرنا تھا۔

"تو ہم کیا کریں گے آپ کی سالگرہ پر؟"

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی تھی۔ انگلی میں منہ دکھائی والی انگوٹھی چمک رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں کریں گے۔"

پھر اس نے بنا بازوؤں والی سویٹر پہنی۔

"کیوں نہیں کریں گے؟"

اس کے ماتھے پر بل آ رہے ہیں۔ دونوں بھنویں بھی سمٹ رہی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کیونکہ اب میری عمر ہو گئی ہے، رابعہ۔ اور ویسے بھی ساری زندگی میں نے سالگرہ کبھی منائی ہی نہیں ہے تو اب مناتا ہوا اچھا تھوڑی لگوں گا۔ جرابیں نکال کر دو تم مجھے میری۔"

بیڈ پر سامنے اس کی جرابیں رکھی تھیں۔ رابعہ نے اٹھا کر اس کی نظروں کے سامنے کر دیں۔

"عمر ہو گئی ہے تو کیا ہوا؟ میرا تو دل ہے کہ آپ کی اس بار کی سالگرہ ہم منائیں۔ شادی کے بعد پہلی بار آ رہی ہے۔"

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو سوچنے کے بعد بولا۔

"ٹھیک ہے گھر پہ کچھ خاص بنا لینا تم۔"

حارث نے جرابیں پہنتے ہوئے سرسری سا کہا۔ اور وہ منہ بنائے کھڑی رہی۔

"وہ تو ہر روز ہی میں بناتی رہتی ہوں۔ سالگرہ کے دن تو کچھ اور خاص ہونا چاہیے۔ جیسے کبھی ہم کہیں باہر کھانے پر ہی چلے جائیں۔ دو مہینے ہونے والے ہیں ہماری شادی کو لیکن آپ نے کبھی بھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔"

"تمہاری سالگرہ کب ہوتی ہے؟"

اب وہ شوز میں پاؤں پھنسا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''مئی میں۔''

''ٹھیک ہے تو تب لے جاؤں گا تمہیں کہیں گھمانے بھی،اور کھانا کھلانے بھی۔''

اور اب وہ شوز پہننے کے بعد کھڑا ہو گیا۔

''یعنی اپنی سالگرہ پر آپ کچھ بھی نہیں کریں گے؟''

حارث نے آئینے میں دیکھتے ہوئے ناں کی۔

''نہ ہی میں نے پہلے کبھی کچھ کیا ہے،نہ ہی اب کروں گا،اور نہ ہی پہلے کبھی کسی نے اس بارے میں سوچا ہے اور نہ ہی تمہیں اب اس بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔''

پھر وہ پلٹا۔اور اس نے رابعہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔

''یہ نظر نہیں آرہا آپ کو کہ میں سوچ رہی ہوں۔''

ماتھے پر شکوہ سجا کر کہنے لگی۔

''چھتیس سال کا ہو جاؤں گا میں۔اور تم میرا بڑھاپا منانا چاہتی ہو؟''

اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی تھی۔

''اتنے بوڑھے تھے تو نہ کرتے مجھ سے شادی۔عجیب۔یہ کونسی بات ہوئی بھلا کہ بڑھاپا منانا چاہتی ہو۔''

Novels by Hamna Yasoob Khan

اپنے کندھے سے اس کے ہاتھ ہٹا کر وہ پیچھے ہو گئی۔اپنی چادر بھی سر کے گرد لپیٹنے لگی۔
تاکہ نیچے جائے اور چائے گرم کرے۔پر اٹھے تو وہ بنا آئی تھی۔

''شادی والے معاملے میں کب میں نے تمہیں بوڑھا بن کر دکھایا ہے؟''

وہ لفظ بوڑھے پر چڑ چکی تھی۔صاف نظر آ رہا تھا۔

''تو میں تو کہہ بھی نہیں رہی کہ آپ بوڑھے ہیں۔اور جب واقعی آپ بوڑھے ہیں ہی نہیں تو خود کو یہ بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔اور سالگرہ منانے کا شوق اگر آپ کو نہیں ہے تو نہ سہی۔لیکن یہ بھی میں بتا رہی ہوں کہ آپ میرے شوق نہیں مار سکتے۔''

وہ تو اب باقاعدہ غصہ کر رہی تھی۔

''ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔''

رابعہ نے غصے سے بھری آنکھوں سے دیکھا۔اتنی جلدی وہ کیسے مان گیا تھا۔

''مجھے اب تمہارے غصے سے ڈرنا چاہیے۔''

اسے غصے میں دیکھ کر حارث کو ہنسی آ رہی تھی۔

''اتنی پرواہ آپ کو میری اور میرے غصے کی۔''

Novels by Hamna Hasood Khan

حارث سے پہلے رابعہ کمرے سے باہر نکلی۔ آج دھوپ کافی تیز تھی۔ اور اس موسم میں کھل کر سانس لیا جا رہا تھا۔ رابعہ نے بھی تازہ ہوا اپنے اندر بھری اور نیچے کچن میں پہنچ گئی۔ امی کو تو وہ ناشتہ دے گئی تھی اب اپنی اور حارث کی چائے گرم کرنی تھی۔

"چھتیس سال میں بھی کوئی بوڑھا ہوتا ہے کیا؟"

وہ بڑبڑا رہی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم؟"

پلٹ کر دیکھا تو حارث کچن کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔

"آپ سے بات نہیں کر رہی میں۔"

"اچھا مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ تم نے اب چائے کی پتیلی سے بات کرنا شروع کر دی ہے۔ ورنہ تمہاری اور اس کی بات کے بیچ میں کبھی بھی نہیں آتا۔"

رابعہ پلٹی اور اس کے ہاتھ میں ڈش دے دی۔

"یہ لے کر جائیں آپ اندر، میں آملیٹ بنا کر آ رہی ہوں۔"

"اتنا غصہ خوامخواہ میں کر رہی ہو تم۔ حالانکہ میں نے کہا بھی ہے کہ تمہارا کوئی شوق نہیں ماروں گا میں۔ جو تمہیں سمجھ آئے، تم کر لینا۔ نہیں روک رہا تمہیں۔"

Novels by Hina Yasood Kiani

رابعہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔ پیچھے چولہے پر رکھے توے سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ حارث کے ہاتھ میں ڈش تھی۔ اور وہ کچن کے دروازے پر ٹھہرا تھا۔ دھیرے سے اس کے تنے ہوئے تاثرات زرا ڈھیلے ہوئے۔ چہرے پر اطمینان آیا۔ کیونکہ اگر ابھی حارث یہ سب اسے نہ کہتا تو شاید وہ ٹھیک سے ناشتہ بھی نہ کرتی۔

دن کے وقت وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھی۔ چولہے پر ہانڈی چڑھی ہوئی تھی۔ صحن میں رکھے ٹب میں دو جوڑے بھیگے ہوئے تھے۔ اور وہ صوفے والے کمرے کا جھاڑو نکال رہی تھی۔ فون اس کا اس کی سویٹر کی جیب میں ہی تھا۔ وہ بجنے لگا تو رابعہ نے اٹھالیا۔

"اسلام و علیکم۔"

رابعہ جھاڑو روک کر کمرے کے دروازے کے پاس ہی ٹھہر گئی۔

"واعلیکم السلام، کیسی طبیعت ہے؟"

"میری طبیعت تو ٹھیک ہے، آپ بتائیں آپ کیسی ہیں؟"

کال رابعہ کی امی کی تھی۔ آواز سے وہ کچھ اداس سی لگ رہی تھیں۔

"میں بھی ٹھیک ہوں بس تمہارے ابو تمہیں بہت یاد کر رہے تھے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ صوفے کے کنارے پر ٹک گئی۔

"ابو کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

اسے فکر ہوئی۔

"صبح سے کہہ رہے ہیں کہ دل گھبرا رہا ہے۔اسی وجہ سے دکان پر بھی نہیں گئے۔ابھی میں نے انہیں سیب کاٹ کر دیا تو تمہارا پوچھ رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ حارث سے کہوں گا کہ کچھ دن کے لیے تمہیں ہماری طرف چھوڑ جائے۔شادی کے بعد سے ایک بار بھی رہنے کے لیے نہیں آئی ہو تم۔"

رہنے کی حامی وہ خود سے نہیں بھر سکتی تھی۔

"یہ دکان سے آئیں گے تو میں ان سے کہہ کر چکر لگاتی ہوں،امی۔ لیکن رک نہیں پاؤں گی۔گھر کو دیکھنے والا میرے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں پیچھے۔"

اور اسے لگا تھا کہ حارث شاید اسے رکنے کی اجازت نہیں دے گا۔کچھ دن کے لیے تو بالکل بھی نہیں۔پھر اب وہ خود بھی سمجھتی تھی کہ گھر کے نظام کی ذمہ داری اس پر ہے۔

"اب تمہارے ابو کو میں منع نہیں کروں گی۔انہیں کر لینے دو حارث سے بات۔اسے مناسب لگے گا تو چھوڑ جائے گا۔ورنہ رات میں آ کر تم ابو سے مل جانا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور وہ جانتی تھی کہ ابو کو تو منوانے کی عادت تھی۔اور اتنے ٹائم بعد اگر وہ حارث سے خود کہتے تو شاید حارث بھی انکار نہ کر پاتا۔شاید۔

اپنی امی سے اسکی بس پانچ سات منٹ ہی بات ہوئی اور پھر اس نے جلدی سے جھاڑو مکمل کیا۔کچن میں جا کر ہانڈی کو بھی دیکھا اور کپڑے بھی دھو کر چھت پہ ڈالنے چلی گئی۔

"اگر انہوں نے ابو کہ کہنے پر مجھے کچھ دن کے لیے رہنے دیا تو پھر مجھے ان کے لیے پیچھے سب کچھ مینج کر کے جانا پڑے گا۔تاکہ انہیں کوئی مسئلہ نہ ہو۔"

رابعہ کمرے میں آئی اور اس نے حارث کے تین سوٹ نکالے۔انہیں وہ دن کے کھانے کے بعد استری کرنے والی تھی۔حارث کی میلی جرابیں بھی اس نے بچے ہوئے سرف میں بھگو دیں تھیں۔"

"اتنے سوٹ کیوں استری کرنے لگی ہو؟"

اس نے کپڑے استری والی میز پر رکھ دیئے تھے۔

"ابھی نہیں کروں گی استری،روٹی بنانے کے بعد کروں گی۔"

"تھک جا گی تم،پہلے تم نے کام کیا ہے،پھر کپڑے دھو کر آئی ہو اور اب استری کرنے کے لیے بھی اور کپڑے اٹھا لائی ہو۔"

رابعہ ان کے انداز پر مسکرائی۔کرتو وہ اس کی فکر ہی رہی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میری امی کا فون آیا تھا، وہ کہہ رہی تھیں کہ ابو یاد کر رہے تھے مجھے۔"

ان سے ذکر تو وہ کر ہی سکتی تھی۔

"تو رہنے کے لیے جاؤ گی تم؟"

انہوں نے کوئی حیرانی ظاہر نہیں کی۔

"اگر یہ مان گئے تو جاؤں گی ورنہ مل کر واپس آجاؤں گی۔"

وہ اب بھی مسکرا ہی رہی تھی۔

"مانے گا... کیوں نہیں مانے گا۔ آج آئے گھر تو اسے خود کہہ دوں گی میں کہ ایک ہفتے کے لیے تمہیں تمہاری امی کی طرف چھوڑ آئے۔"

اسے تو ایک رات کے لیے رکنا مشکل لگ رہا تھا، اسکی امی نے کچھ دن کے لیے بات کی تھی، اور حارث کی امی پورے ایک ہفتے کا کہہ رہی تھیں۔

"اتنا بھی نہیں رکنے دیں گے یہ مجھے۔"

وہ ہنس پڑی۔

"اسے تم خود کہو گی تو تمہیں رکنے بھی دے گا۔"

"ابھی تو ابو کہہ رہے ہیں کہ ان سے بات کریں گے، حالانکہ میں کہہ بھی رہی تھی کہ میں ملنے آجاؤں گی۔ شاید ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج دکان پر بھی نہیں گئے وہ۔"

Novels by Hina Nasood Khan

اب وہ اپنے ابو کے لیے پریشان سنائی دے رہی تھی۔

اس کے گھر جانے پر امی کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس لیے کھانے سے فارغ ہو کر رابعہ کپڑے استری کر کے ہینگ کرنے لگی۔ جرابیں اب بھی بھیگی ہوئی تھیں اور تبھی عصر کے وقت حارث گھر آ گیا۔

"یہ سب چھوڑو تم، اور اپنے دو تین سوٹ بیگ میں رکھو، ہم تمہارے گھر جا رہے ہیں۔"

وہ جلدی میں لگ رہا تھا۔ بس اس نے ہیلمٹ اتارا تھا۔ مفلر گردن کے گرد اب بھی لپٹا تھا۔ گلوز اب بھی اس نے پہنے ہوئے تھے۔

"ابو نے کر دیا آپ کو فون؟"

"میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں، رابعہ۔ پانچ منٹ میں برقعہ پہن کر نیچے آؤ۔"

حارث نے استری کا سوئچ نکال دیا۔

"اللہ خیر کرے، یہ اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟"

حارث سے کچھ کہے بغیر وہ اوپر چلی گئی۔ نیچے حارث امی سے بات کرنے لگا۔

"مجھے اس کے ابو کا فون آیا تھا کہ رابعہ کو کچھ دن کے لیے چھوڑ جاؤں۔"

"ہاں... مجھے بھی بتا رہی تھی وہ۔ لیکن وہ تو رات میں جانے کی بات کر رہی تھی۔"

امی نے حارث کو پانی کا گلاس بھر کر دیا۔ گلاس لے کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

جانا تو دکان بند کر کے ہی تھا لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے رابعہ کی امی نے فون کیا ہے کہ اسکے ابو کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے تو وہ لوگ انہیں ہسپتال لے کر جا رہے ہیں۔"

امی کو حارث کی جلدی اب سمجھ آئی۔

"تُو اب اس کو لے کر ہسپتال جائے گا؟"

ہاں... ہسپتال جاؤں گا۔ اور وہاں سے پھر جب فارغ ہوئے تو اسے ادھر ہی گھر چھوڑ آؤں گا۔ ابھی راحیل بھی شہر میں نہیں ہے تو اسے آنے میں وقت لگے گا۔ مجھے فون کر کے کہہ رہا تھا کہ میں ہسپتال کے معاملات دیکھ لوں۔"

"دکان بند کر آیا ہے تُو؟"

پانی کا گلاس پیتے ہی حارث اٹھ گیا۔

"ہاں... آپ دیکھ لینا پیچھے سب، مجھے بھی شاید واپسی پہ دیر ہو جائے۔"

پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔

"رابعہ..."

ہاتھ میں ہیلمٹ اٹھا کر سیڑھیوں کے پاس رک کر اس نے اونچی آواز لگائی۔ رابعہ بازو میں بیگ پہن کر سکارف کو پن لگاتے ہوئے دروازے تک آئی۔

"میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ جلدی جانا ہے ہمیں۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

''سب خیر تو ہے؟''

اس نے لاپرواہی سے حجاب کو پن لگائی۔حارث کے تاثرات دیکھ کر اس نے دوبارہ نہیں پوچھا۔

''امی آپ اپنا خیال رکھنا پھر۔''

حارث نے امی سے کہا اور گھر کے باہر کھڑی موٹر سائیکل کو سٹارٹ کرنے لگا۔

''ان کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے؟اتنی جلدی جلدی کر رہے ہیں ہر چیز میں۔''

امی سے گلے ملتے ہوئے اس نے پریشانی سے کہا۔

''تم پریشان نہیں ہو،میں پیچھے سب دیکھ لوں گی۔کوئی مسئلہ ہوا تو فاطمہ کو بلالوں گی۔''

''ان کی تو اپنی طبیعت خراب ہے۔''

اپنا فیس ماسک اوپر کرتے ہوئے اس نے پورے گھر کو دیکھا۔صحن میں رکھے ٹب میں جرابیں بھی بھیگی ہوئی رہ گئیں تھیں۔اندر میز پر آخری سوٹ کی شلوار آدھی استری ہو کر رکھی تھی۔

''اچھا تم جاؤ۔''

حارث نے ہارن دینے شروع کر دیئے تھے۔

رابعہ بھی پھر دروازے سے باہر گئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"مجھے پہلے ٹھیک سے بیٹھنے دیں۔"

اپنے ساتھ اس نے چھوٹا بیگ ہی رکھا تھا لیکن اسے گود میں رکھ کر بیٹھنا تھوڑا مشکل تھا۔ اپنے عبائے کا سارا گھیرا سمیٹ کر اس نے بیگ کو گود میں رکھا۔ تبھی حارث پیچھے مڑا۔

"تم خود کو سنبھال کر بیٹھو، اسے میں آگے رکھ لیتا ہوں۔"

اس کی گود سے بیگ اٹھا کر حارث نے آگے رکھ لیا۔ اب رابعہ نے تسلی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے عبایہ سنبھالا۔ دروازے پہ کھڑی امی کو اللہ حافظ کہا۔

"آپ اتنی جلدی میں کیوں لگ رہے ہیں؟"

رابعہ نے اپنا چہرہ حارث کے کان کے پاس کیا۔ لیکن اس نے ہیلمٹ پہنا ہوا تھا، اس کی اتنی آواز اسے سنائی نہیں دینی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم؟"

حارث نے پیچھے ہو کر پوچھا۔

"میں کہہ رہی ہوں کہ ہم امی کی طرف ایسے کیوں جا رہے ہیں جیسے اللہ نہ کرے کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہو؟"

اب کی بار اس کی آواز اونچی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''ان کا فون آیا تھا مجھے، کہہ رہے تھے کہ تمہارے ابو کے چیک اپ کے سلسلے میں ہسپتال جا رہے ہیں۔ تبھی میں بھی پھر دکان بند کر کے آ گیا کہ ادھر ہی لے جاتا ہوں تمہیں۔ راحیل بھی کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر سے میں خود زرابات کر لوں۔''

حارث نے گردن پیچھے ہی رکھی۔ اور نظر سامنے کی طرف۔ سن کر رابعہ کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔

''آپ کو راحیل بھائی نے فون کیا تھا؟''

''ہاں۔''

''ابو کی طبیعت کیا زیادہ خراب ہو گئی ہے؟ امی انہیں کیسے اکیلے ہسپتال لے کر گئی ہو نگی؟''

''ہم چل کر دیکھتے ہیں، رابعہ۔ پریشان نہ ہو تم۔''

اور اب تو رابعہ بھی موٹر سائیکل کو کارڈیالوجی ہسپتال کی طرف مڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ حارث نے موٹر سائیکل کو پرچی لے کر پارکنگ میں کھڑا کیا۔ پھر رابعہ کے بیگ کو ایک ہاتھ میں لیا۔ اسی ہاتھ سے اس کی کلائی بھی پکڑی۔ پھر جیب سے فون نکال کر پتہ نہیں کس کا نمبر ملایا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوریڈور میں موجود تھے جہاں اندر کمرے میں اس کے ابو کا چیک اپ ہو رہا تھا۔

''امی کیا سب خیریت ہے؟''

Novels by Hamna Masood Khan

اپنی امی کے گلے لگتے ہی اس کا دل زوروں سے دھڑکا۔ ساتھ میں دکان پہ کام کرنے والا بندہ تھا۔ جو لگ بھگ حارث کی عمر جتنا ہی تھا۔ کافی عرصے سے وہ منظور صاحب کی دکان پر کام کر رہا تھا۔

رابعہ کو دیکھ کر تو امی کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ تمہارے ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

پھر حارث نے رابعہ کی امی کے آگے سر جھکایا۔ اور دکان پہ کام کرنے والے بندے کے پاس چلا گیا۔ رابعہ اور امی اب کوریڈور میں رکھے سٹیل کے بینچ پر بیٹھ گئیں۔ حارث نے اسی سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایمبولینس کے ساتھ وہی ہسپتال آیا ہے۔

پھر حارث ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگا۔ رابعہ امی سے باتیں کرتی رہی۔ ہاتھ میں پکڑا بیگ حارث نے رابعہ کے پاس ہی رکھ دیا تھا۔

رابعہ کے ابو کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ یہ ہارٹ اٹیک زیادہ شدید نہیں تھا لیکن اب انکا دل پہلے سے کمزور ہو گیا تھا۔ راحیل کو بھی کچھ دن کی چھٹی بڑی مشکل سے ملی تھی۔ چار دن ہسپتال میں رکھنے کے بعد آج منظور صاحب کو ڈسچارج ملا تھا۔ حارث بھی ہر چیز میں ان لوگوں کے ساتھ ساتھ ہی رہا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

اس وقت رابعہ مدیحہ کے ساتھ گھر پر تھی اور امی کمرے میں ابو کے آنے کے لیے ترتیب بنا رہی تھیں۔ان کی دوائیوں کے لیے میز کی اوپر کی سطح خالی کر رہی تھیں۔ان کے بستر کی چادریں بدل رہی تھیں۔

"ابو کے لیے تو اب سے پرہیزی کھانا ہی بنا کرے گا۔پھر بھا بھی آپ دو ہانڈیوں کی عادت ڈال لیں۔"

رابعہ اور مدیحہ دونوں کچن میں تھیں۔ سب کے لیے کھانا رابعہ خود ہی بنا رہی تھی۔اور جتنے دن سے وہ یہاں تھی مدیحہ اسے دیکھ کر کھانا بنانا سیکھ رہی تھی۔ رابعہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔کچھ دیر پہلے تک وہ اداس تھی پر اب جب ابو گھر آ رہے تھے تو اس کی اداسی ان کے آنے کی خبر سن کر دور ہو گئی تھی۔

"دو ہانڈیاں کیا... مجھ سے تو ایک ہی بڑی مشکل سے بنتی ہے۔زیادہ دیر کچن میں ٹھہرا بھی نہیں جاتا۔پھر امی خود ہی کہہ دیتی ہیں کہ میں کمرے میں چلی جاؤں۔لیکن اب امی ابو کے ساتھ زیادہ وقت گزاریں گی تو میں کوشش کروں گی کہ ذمہ داری لے لوں۔ویسے جب تک تم ہو تب تک تو مجھے تسلی ہے بہت۔"

ابو کے گھر آنے سے سب کو ہی ایک اطمینان سا ہو گیا تھا۔اس لیے باتیں بھی معمول کی ہو رہی تھیں۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"اگر ابو کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہوتی تو میں خود بھی اتنا نہ رک پاتی، بھابھی۔"

رابعہ ہلکے مصالحے والی سبزی بھون رہی تھی۔ دوسری طرف کوکر میں آلو گوشت رکھا ہوا تھا۔

"ویسے آج ابو گھر آجائیں گے تو حارث بھائی اور کتنا رکنے دیں گے تمہیں؟"

مدیحہ سنک کا نل کھول کر چاول دھو رہی تھی۔ کچن کا ایگزاسٹ فین تیزی سے چل رہا تھا۔

"دو تین دن شاید... پیچھے کا بھی مسئلہ ہے نا، بھابھی۔ ان کی امی اب اتنا کام کرتیں ہی نہیں ہیں۔ مطلب میں خود نہیں کرنے دیتی۔ اب وہ بھی پیچھے اکیلی ہی ہوتیں ہیں تو مجھے ان کی بھی فکر ہے۔ دکان کے بعد یہ بھی تو ہسپتال میں مصروف تو کبھی ادھر گھر چکر لگ رہا ہوتا ہے ان کا۔"

اتنے میں بیل بجی۔

"لگتا ہے آگئے یہ لوگ۔"

رابعہ نے چولہے کی آنچ کم کر دی۔ مدیحہ نے بھی نل بند کیا۔ دونوں کچن سے باہر آگئیں۔ امی بھی لاؤنج میں ہی تھیں۔ ابو راحیل اور حارث کے سہارے سے اندر آئے تھے۔ پھر امی انہیں کمرے میں لے گئیں۔ سفر کے بعد انہیں کچھ دیر آرام کی ضرورت تھی۔

"آج کیا بن رہا ہے گھر میں؟"

Novels by Hamna Nasook Khan

راحیل لاؤنج میں کھڑا تھا۔ابو کی دوائیاں وغیرہ امی کو دے کر ابھی وہ باہر آیا تھا۔ حارث بھی وہیں تھا۔اور رابعہ بس چولہا بند کرنے کے لیے کچن میں گئی تھی۔

''ابو کے لیے تو پرہیزی کھانا بن رہا ہے۔''

رابعہ نے آتے ہوئے بتایا۔

''پرہیزی کھانے کی خوشبو اتنی اچھی نہیں ہو سکتی۔''

راحیل مدیحہ کو دیکھنے لگا جو مسکرا رہی تھی۔

''آلو گوشت بن رہا ہے اور اس خوشبو سے ہی مجھے خود بہت بھوک لگ رہی ہے۔''

رابعہ نے حارث کو دیکھا تو وہ چپ چاپ بیٹھا تھا۔

''آپ لوگوں کو کافی تھکان ہو گئی ہو گی، چائے بناؤں آپ دونوں کے لیے؟''

حارث کی تھکان تو چائے سے اتر جاتی تھی۔راحیل چائے موڈ کے حساب سے پیتا تھا۔

''تم حارث بھائی کو اپنے کمرے میں لے جاؤ، جب تک کھانا بنتا ہے تب تک آرام کر لیں گے۔ابھی تو ابو کی بھی شاید آنکھ لگ گئی ہو۔لیٹ گئے تھے جب میں آیا تھا۔''

رابعہ نے لاؤنج کے سامنے والا دروازہ کھولا۔پھر حارث کو آنکھوں سے ہی اشارہ کر کے بلایا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ گھر چلا جاتا ہوں، پیچھے امی اکیلی ہو نگی۔''

Novels by Homa Masood Khan

کمرے میں آتے ہی رابعہ نے لائٹ جلائی۔ پھر اپنے سنگل بیڈ پر رکھا کمبل پیچھے کر کے تکیہ ٹھیک کیا۔ وہاں ربڑ والی بوتل بھی رکھی ہوئی تھی جسے اس نے کشن کے پیچھے کر دیا تھا۔

"ویسے بس کھانا بننے ہی والا ہے، اگر دل ہے تو آپ رک جائیں ورنہ بے شک..."

جتنا وہ رکا تھا اتنا بھی بہت تھا، بلکہ بہت سے زیادہ تھا۔

"نہیں... فاطمہ آ گئی ہے گھر۔"

شوز تو اس نے اپنے دروازے پر ہی اتار دیے تھے۔ اب بیڈ پر بیٹھ کر جرابیں اتار رہا تھا۔

"کچھ دن رکیں گی وہ؟"

رابعہ نے پیچھے مڑ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

"ہاں... رکے گی۔ دو تین دن تک تو رکے گی جب تک تم ادھر ہو۔"

"اگر آپ کہیں گے کہ واپس جانا ہے تو میں چلی جاؤں گی۔ کافی دن رہ لیا ہے ویسے بھی۔"

رابعہ نے اب پردے بھی سیدھے کر دیے۔ پھر حارث کی جرابیں اس کے شوز میں ڈال کر شوز کو دیوار کے ساتھ ترتیب سے رکھ دیا۔

"نہیں... ابھی انکل کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ تم رک جاؤ دو دن اور۔ تمہاری امی ان کے ساتھ مصروف رہیں گی تو چلو گھر کو تم دیکھ لو گی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اب وہ قمیض کے بازو فولڈ کرتے ہوئے باتھروم تک جا رہا تھا۔

"وضو کرنے لگے ہیں؟"

رابعہ نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں میری ظہر رہ گئی تھی۔ دکان سے جب ہسپتال پہنچا تو تب جماعت ہو چکی تھی۔ اب ادھر ہی پڑھ لیتا ہوں۔ تم نے پڑھ لی تھی نماز؟"

رابعہ کے سائز کا باتھروم والا سلیپر اس نے بمشکل اپنے پاؤں میں پھنسایا۔ اندر سے ہی بلب بھی جلایا۔

رابعہ باتھروم تک آئی۔ چہرے کا رنگ کچھ پھیکا سا لگنے لگا تھا۔

"میری طبیعت خراب ہو گئی تھی صبح تو اسی لیے اب نماز نہیں پڑھنی میں نے۔"

اس نے نظریں نیچی رکھ کر کہا۔ حارث نے اس کے چہرے پر پہلے سے زیادہ غور کیا۔ کچھ پل باتھروم کے دروازے کو پکڑ کر ٹھہرا رہا۔ رابعہ بھی ساکت تھی۔

"بتایا نہیں تم نے مجھے۔"

سنجیدگی سے پوچھا۔ اور شاید کہیں دور اس سنجیدگی میں فکر بھی چھپی تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

''ابھی تو بات ہو رہی ہے آپ سے، صبح تو مجھے پتہ تھا کہ آپ دکان پر جائیں گے پھر ہسپتال بھی جائیں گے۔ پھر مجھے پتہ تھا کہ ابو کے ساتھ ادھر ہی آنا ہے آپ نے، اور ابھی آئے ہیں تو بتا رہی ہوں۔''

بات کرتے ہوئے اس نے اپنی نظریں اب بھی نہیں اٹھائی تھیں۔

''پھر طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟''

رابعہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

''اور کچھ چاہیے تو نہیں؟''

اب رابعہ نے نفی میں سر ہلایا۔

''پچھلی دفعہ تو تم مجھے تکلیف میں ملی تھی۔ پر ابھی تو تم کچن میں کھانے بنا رہی ہو۔''

اور اب بھی وہ جتا نہیں رہا تھا۔ بس چاہتا تھا کہ وہ نظریں اٹھائے۔

''امی نے مجھے صبح قہوہ بنا دیا تھا۔ وہ لیا تھا میں نے۔ پھر ٹکور بھی کی تھی۔ بارہ بجے تک تو میں لیٹی ہی رہی تھی اسی لیے ابھی ٹھیک نظر آ رہی ہوں آپ کو۔ بھابھی ابھی کھانا بنانا سیکھ رہی ہیں اسی لیے میں نے سوچا کہ جب تک یہاں ہوں کچن کو دیکھ لیتی ہوں، امی تو ویسے بھی ابو کی وجہ سے پریشان ہی ہیں۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اس کی سنتے ہوئے حارث باتھروم کے اندر ہو گیا۔ نل کھول کر اس چھوٹے سے بیسن میں وضو کرنے لگا۔

"آپ جب تک نماز پڑھ لیں میں تب تک چائے بنا لاتی ہوں آپ کے لیے، پئیں گے ناں؟"

کہنیوں تک بازو دھوتے ہوئے اس نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"ہاں لے آؤ چائے تم۔"

پھر رابعہ دروازے کے پاس سے ہٹ گئی۔ کچن میں آئی تو مدیحہ نے چاول ابالنے کے لیے رکھ دیے تھے۔

"راحیل بھی کچھ دیر کے لیے کمر سیدھی کر رہے ہیں اپنی۔ حارث بھائی بھی لیٹ گئے کیا؟"

رابعہ نے چائے کی چھوٹی پتیلی نکالی۔ اور اس میں پانی ڈال کر ساتھ والا چولہا جلایا۔

"نماز پڑھ رہے ہیں۔"

"اور تم نے اپنی طبیعت کا بتا دیا انہیں؟"

"ہمم۔"

اس نے منہ سے صرف آواز نکالی۔

Novels by Hema Nasood Khan

"تو انہوں نے تمہیں کچھ کہا ہے کیا؟"

"نہیں... کچھ بھی نہیں کہا۔"

رابعہ نے چینی پتی ڈالی۔ اور ساتھ میں دودھ بھی ڈال دیا۔

"پھر تم کیوں سب سوچ کر پریشان ہوتی رہتی ہو، رابعہ۔ شروع کے مہینوں میں یہ سب نارمل ہوتا ہے۔ اب میں جس ڈاکٹر کے پاس جا رہی ہوں وہ تو کہتی ہے کہ شادی کے ایک سال تک کپل کو بس انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ہی علاج کی طرف آنا چاہیے۔"

صبح بھی رابعہ کی پریشانی وہ دیکھ چکی تھی۔ تب تو کچھ نہیں کہا تھا پر اب سمجھا سکتی تھی۔

"میں پریشان نہیں ہوتی، بھابھی۔ لیکن ان کی امی نے مجھے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ میں اس بات کو سنجیدہ لوں۔ پھر آپ تو چلو ادھر ہو لیکن وہاں جو میری نندیں ہیں، فاطمہ آپی، وہ ابھی گھر بھی آئی ہوئی ہیں، ان کی بھی ہے گڈ نیوز۔ ایسے میں میرا پھر مینشن ہو جاتا ہے۔"

اب وہ چائے کے ابال کا انتظار کر رہی تھی۔

"جب تک تمہیں حارث بھائی ایسا ویسا کچھ نہ کہیں جس سے تمہیں واقعی فکر ہو تو تب تک رابعہ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر، سن کر خود کو سٹریس نہیں دینا تم نے۔ اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

اور مدیحہ کو چاولوں کے ابال کا انتظار تھا۔

Novels by Hema Masood Khan

"یہ تو کچھ نہیں کہتے، پچھلی بار بھی بلکہ میرا خیال رکھنے کی کوشش کرتے رہے تھے اور ابھی بھی پوچھ رہے تھے۔ لیکن پھر بھی بھابھی، انتظار تو ہوتا ہی ہے۔"

اس کا لہجہ افسردہ سا ہو گیا۔

"تو تمہارے لیے میں دعا کروں گی۔ مجھے امی بتا رہی تھیں کہ ایسی حالت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ابو کے لیے بھی خوب دعا کی تھی میں نے۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ آج وہ گھر آ گئے ہیں۔"

اور چاولوں سے پہلے رابعہ کی رکھی ہوئی ایک کپ چائے ابل گئی تھی۔ جسے اب اس نے کپ میں انڈیلا۔

"ابو کے لیے تو میں بھی بہت دعا کروں گی۔ کچھ دن میں ہی اتنے کمزور سے لگ رہے ہیں۔ ایسے جیسے ان کی ہمت کم ہو رہی ہے۔ ان کو ایسے کبھی دیکھا نہیں تو دل کو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ بس انہیں بہت صحت دے۔"

"آمین!"

اور وہ جب چائے بنا کر کمرے میں آئی تو حارث نماز پڑھ رہا تھا۔ چائے کا کپ ایک طرف کو رکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ حارث کو دیکھتی رہی۔ سکون سا ملنے لگا۔ پھر حارث نے سلام پھیرا۔ اور کچھ دیر دعا مانگنے کے بعد اٹھ گیا۔ رابعہ کا سکوت ٹوٹا۔

Novels by Hamna Yasooq Khan

''ٹھنڈی تو نہیں ہو گئی؟''

کپ اٹھا کر حارث اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔ بالکل اس کے برابر میں۔

''گرم کر لاتی ہوں میں۔''

وہ اٹھنے لگی۔ حارث نے اسے روک لیا۔

''بیٹھو تم... اتنی بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی چائے۔''

بیڈ پر واپس بیٹھ کر رابعہ نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیے۔

''ویسے تو بھابھی چاول ابال رہی ہیں لیکن میں آپ کے لیے تازہ روٹی ڈال دوں گی۔''

حارث نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ اپنی جھولی دیکھ رہی تھی۔

''میں چاول کھالوں گا۔ بلکہ اب چائے پی رہا ہوں تو کھانا کم ہی کھاؤں گا۔''

''آپ پھر چائے نہ پیئیں۔''

رابعہ اس کے ہاتھ سے کپ لینے لگی۔ اتنی اچھی گریوی والا اس نے آلو گوشت بنایا تھا۔

''پہلے خود ہی چائے بنا کر لائی ہو تم میرے لیے اور اب مجھ سے کپ چھین رہی ہو۔''

اس نے کپ کے گرد اپنی انگلیاں مضبوط رکھیں۔

''اچھا آپ پی لیں... اور مجھے بتائیں کہ ابو کی طبیعت اب مکمل ٹھیک ہے نا؟''

رابعہ نے کپ چھوڑ دیا۔ حارث کا سر نفی میں ہلا۔

Novels by Hamna Yasooq Khan

"کیا مطلب؟"

رابعہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ انکل اب ہارٹ پیشنٹ ہیں اور انہیں بہت زیادہ خیال کی ضرورت پڑے گی۔ دوائیوں وغیرہ میں کوئی کوتاہی نہیں۔ اور کام وغیرہ کا بھی اتنا سٹریس اب وہ نہیں لے سکتے۔"

"لیکن راحیل بھائی بھی کل کہہ رہے تھے کہ وہ پرسوں چلے جائیں گے، پیچھے سب ابو کو ہی دیکھنا پڑے گا۔"

حارث پھر سے دائیں بائیں سر ہلانے لگا۔ "انکل کو ابھی گھر پر آرام کرنا ہے، رابعہ۔ ویسے تو وہ جو بندہ ہے انکل کی دکان پر کام کرنے والا، اس سے بات ہوئی تھی میری تو وہ مجھے اچھا لگا۔ لیکن اپنا کاروبار کسی کام کرنے والے کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہیے ورنہ اللہ نہ کرے کہ میری طرح آگے سے نقصان اٹھانا پڑ جائے۔"

"آپ کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ کس نقصان کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"کچھ نہیں ہوا تھا۔"

سنگل بیڈ تھا، حارث نے کمر سیدھی کرتے ہوئے سر پیچھے کیا تو دیوار سے ٹِک گیا۔ کشن ہٹایا تو نیچے ربڑ والی بوتل نظر آئی۔ جس پر کوئی کور بھی چڑھا ہوا تھا۔ پھر اس نے رابعہ کی

Novels by Hamna Masood Khan

بھی اسی طرح دیوار سے ٹیک لگوائی لیکن رابعہ کو اوپر ہو کر بیٹھنا پڑا تھا جبکہ حارث کے پاؤں فرش پر ہی تھے۔

"بتائیں تو... "

رابعہ نے اس کی طرف دیکھ کر پھر پوچھا۔ حارث نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا خالی کپ سائیڈ پر رکھ دیا۔ پھر وہی ہاتھ رابعہ کے گال پر رکھا۔

"ابھی میں کچھ بھی نہیں بتا رہا۔ زرا مجھے دیکھنے دو کہ تم اپنی طبیعت کے بارے میں مجھ سے سچ کہہ رہی ہو یا جھوٹ۔"

"کیسے دیکھیں گے آپ؟"

بڑی بڑی آنکھیں اسے دکھاتے ہوئے حارث سے تھوڑا پیچھے ہو گئی۔

"تمہیں غور سے دیکھوں گا اور پھر اندازہ لگاؤں گا کہ کہیں تمہیں درد ہے پر تم ابھی برداشت تو نہیں کر رہی۔"

رابعہ کی آنکھیں بند ہوئیں۔ اور پھر وہ ہنسنے لگی۔ اور ہنستے ہوئے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"مجھے لگا پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

حارث نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹا دیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں تمہاری پچھلی بار کی طبیعت اور اس بار کی طبیعت کا موازنہ کر رہا ہوں۔"

"اور ہر بار کی طبیعت ایک جیسی نہیں ہوتی۔"

رابعہ نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ اسے بتایا۔ جہاں وہ طبیعت کو لے کر زرا سا بھی پریشان تھی اب تو پریشانی کو بھول بھال گئی تھی۔ حارث کو زیادہ بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ اور اس نے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ خاموش ہو گیا۔ اس کی ٹیک واپس دیوار سے لگوائی۔ اور گال کے پاس سے انگلیاں چلاتے ہوئے اس کے بالوں میں لے گیا۔

"حارث بھائی کے ہونے سے بھی بڑا ہی آسرا ہو گیا تھا ورنہ جب مجھے فون آیا کہ ابو کی طبیعت خراب ہے تب میں چاہ کر بھی فوراً نہیں پہنچ سکتا تھا۔"

کھانے کے لیے سب ابو کے کمرے میں ہی بیٹھ گئے تھے۔ ابو کو امی نے بستر پر ہی کھانا دیا تھا۔ نرم روٹی کے ساتھ وہ رابعہ کی بنائی ہوئی سبزی کھا رہے تھے۔ خود امی نے کھانا ابو کے کھانے کے بعد ہی کھانا تھا۔ اور وہ چاروں نیچے قالین پر بیٹھے تھے۔ درمیان میں دستر خوان لگا ہوا تھا۔ راحیل اور مدیحہ ایک بڑی پلیٹ میں ہی کھا رہے تھے جبکہ رابعہ اور حارث کی پلیٹ الگ الگ تھی لیکن بیٹھے وہ ایک دوسرے کے برابر میں ہی تھے۔

"حارث نے مجھے ثابت کر دیا کہ میرا جلد بازی میں کیا گیا انتخاب کتنا درست تھا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ابو کی آواز دھیمی تھی لیکن وہ مسکرا کر کہہ رہے تھے۔ حارث کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی تھی۔ اس نے ان کی بات پر سر ہلایا تھا۔

"بیٹا بن کر دکھایا ہے۔" امی نے بھی سراہا۔

رابعہ کے چہرے پر خوشی آئی اور وہ حارث کو دیکھنے لگی۔

"لیکن حارث بھائی کے ہوتے ہوئے آپ نے اپنے بیٹے کو نہیں بھول جانا۔ میرا بس نوکری کا مسئلہ ہے۔ اور میں تو کتنی بار کہتا ہوں امی آپ سے کہ آپ لوگ میرے ساتھ لاہور ہی شفٹ ہو جائیں لیکن ابو اپنے کاروبار کی وجہ سے کبھی مانتے ہی نہیں ہیں۔" راحیل نے کہا۔

"سالوں لگتے ہیں ایک کاروبار کو کامیابی تک پہنچانے میں۔ ایسے ہی اس سالوں کی محنت کو تمہاری نوکری کے لیے نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

ابو کی کمزور آواز میں بھی رعب سنائی دے رہا تھا۔

"لیکن ابو اب ویسے بھی آپ دکان کے معاملات پہلے کی طرح نہیں سنبھال پائیں گے ایسے میں سوچ لیں آپ، اگر میرے ساتھ لاہور چلنے پر راضی ہو جائیں میں اسی مہینے سارے بندوبست کر لوں گا۔ ہسپتال بھی وہاں کے اچھے ہیں۔"

ابو نے نفی میں سر ہلا دیا۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

"میں کاروبار کے معاملات جب تک سنبھال سکا خود سنبھال لوں گا اور جب مجھے لگا اب میرے بس کی بات نہیں ہے تب اپنا کاروبار کسی ذمہ دار انسان کے ہاتھ میں دے دوں گا۔"

سب نے دیکھا تھا کہ ابو نے یہ بات حارث کو دیکھ کر کہی تھی۔ جبکہ حارث کا سر جھکا ہوا تھا۔

"ابو حارث بھائی کو کاروبار دینے کی بات کر رہے تھے؟"

کھانے کے بعد حارث چلا گیا تھا۔ اور راحیل نے موقع دیکھ کر امی سے یہ بات پوچھ لی تھی۔

"اللہ تمہارے ابو کو ہمت اور صحت دیں (آمین) تو اپنا کاروبار وہ خود ہی دیکھ لیں گے۔ باقی مستقبل کو لے کر ان کے دماغ میں کیا چل رہا ہے تم خود ان سے پوچھ لینا لیکن پہلے ان کی طبیعت کو مد نظر رکھنا۔"

وہ لوگ لاؤنج میں بات کر رہے تھے۔ اندر رابعہ کے کمرے میں صاف آواز سنائی دی تھی۔ لیکن ابو کے کسی بھی اچھے یا برے فیصلے پر نہ پہلے اس سے کبھی رائے لی گئی تھی اور نہ ہی اب وہ رائے دینے والی تھی۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ جب سے راحیل کی اچھی نوکری لگی تھی وہ انہیں یہی کہتا تھا کہ یہاں سے گھر اور کاروبار کو بیچ کر لاہور شفٹ ہو جاتے ہیں۔ پر

Novels by Hamna Masood Khan

ابو کو یہاں کی ہر چیز سے لگاؤ تھا، وابستگی تھی۔ اور ابو نے اسے منہ پر ہی کہہ رکھا تھا کہ ان کی زندگی میں تو ایسا بالکل بھی ممکن نہیں ہے۔

رات کا وقت تھا۔ وہ کمرے میں آیا تو شدت سے احساس ہوا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ تبھی سفید بتی بجھائی۔ اور کمبل کو کھینچ کر لیٹ گیا۔ الارم لگا کر فون رکھنے کے بجائے اس نے سیدھا اسے کال ملائی۔

"فاطمہ بتا رہی تھی کہ وہ ایک ہفتہ رکے گی۔ محسن کو اسلام آباد کا چکر لگانا تھا اور اپنی طبیعت کی وجہ سے وہ پھر ادھر ہی رہنے کے لیے آگئی ہے۔"

سلام دعا کے بعد اس نے پہلے گھر کی بات ہی بتائی۔ کیونکہ رابعہ نے اس سے سلام دعا کے بات اس کا احوال پوچھنے کے بجائے گھر کے متعلق ہی پوچھا تھا۔

"یعنی آپ مجھے کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں یہاں ایک پورا ہفتہ رہ سکتی ہوں؟"

اس نے شرارت چھپا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

حارث نے کروٹ اس کے تکیے کی طرف موڑ لی۔ پھر اس کے تکیے کو دیکھتے ہوئے ہاتھ بھی تکیے پر رکھ دیا۔

Novels by Hamna Yasooq Khan

"فاطمہ آپی رک تو رہی ہیں۔"

"لیکن تم بس دو دن اور رہو گی، رابعہ۔ پرسوں دکان بند کر کے میں تمہیں لینے آجاؤں گا اس لیے اب دماغ میں رکھنا یہ بات۔"

"سیدھا سیدھا کہہ دیں... لیکن یہ تو کہہ بھی نہیں سکتے کہ ان کو اکیلا پن محسوس ہو رہا ہے۔"

رابعہ مسکرا رہی تھی۔ اپنے سنگل بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سے کمبل اس نے اندر کی طرف فولڈ کیا ہوا تھا۔ ہلکی گلابی روشنی بھی بھلی لگ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے میں تیار رہوں گی۔"

مسکراہٹ ظاہر کیے بغیر کہا۔

"کل جا رہا ہے راحیل؟"

اس نے بھی بات بدل دی۔

"کل رات کی ٹکٹ کروائی ہے انہوں نے۔ کہہ رہے تھے کہ دن کے وقت دکان پر جا کر وہاں کے معاملات دیکھیں گے۔ پھر رات کو لاہور کے لیے نکلیں گے۔ اور صبح انہیں نے آن ڈیوٹی بھی ہونا ہو گا۔"

"لیکن اس کا ذہن مجھے کاروباری نہیں لگتا۔ وہ سوکھی نوکری والا انسان ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

راحیل کی باتوں سے ہی وہ راحیل کو سمجھ چکا تھا۔

"ہاں... ان کو ابو کے کام میں دلچسپی نہیں ہے۔ پر ابو نے اسی کاروبار کے پیچھے اپنے بال سفید کر لیے ہیں۔"

"اور بال تو میرے بھی سفید ہو رہے ہیں۔"

مدھم گلابی روشنی میں بھی اس کے ناگوار تاثرات واضح تھے۔ ہلکی نیلی روشنی میں لیٹے حارث کے دماغ کے پردوں پہ لہرائے تھے۔

"میں ابو کی بات کر رہی ہوں۔ کاروبار کے پیچھے ان کی کتنی محنت لگی ہے اس حساب سے کہہ رہی تھی میں۔"

"اور میں اپنے حساب سے کہہ رہا تھا۔ تم نے ہی تو مجھے یاد کروا دیا ہے کہ اگلے ہفتے میری سالگرہ ہے۔ تب سے میرے ذہن سے جاتا ہی نہیں ہے کہ میں چھتیس کا ہونے والا ہوں۔ بوڑھا ہونے والا ہوں میں۔"

رابعہ نے کان سے فون ہٹایا۔ سکرین کو دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے کال کاٹ دی۔

"لیکن اس کے ساتھ ہوتا ہوں تو لگتا ہی نہیں ہے کہ اتنی عمر میں نے اکیلے گزاری ہے۔"

حارث نے پھر اس کے تکیے کو لیا اور اپنے قریب تر کر لیا۔

Novels by Hina Masood Khan

"اور یہ بھی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم دونوں کا شیمپو ایک ہی ہے تو میرے بالوں سے ایسی خوشبو کیوں نہیں آتی جو ابھی اس کے تکیے سے آ رہی ہے۔ حالانکہ کتنے دن ہو گئے وہ یہاں ہے ہی نہیں پر اس کی خوشبو اب بھی باقی ہے۔"

اسی تکیے میں منہ دے کر نیند اس پر طاری ہو گئی تھی۔

اگلے دن کا سورج تیز نکلا تھا۔ دھوپ کافی گرم تھی۔ اور نیچے کے کام نمٹا کر وہ اوپر آ گئی تھی۔

"تمہاری ساس پیچھے اکیلی ہو نگی تو کوئی مسئلے والی بات تو نہیں ہے نا رابعہ؟"

اور اب جب تھوڑی دیر گزری تو امی بھی آ گئیں۔ چھت میں لوہے والی پرانی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن پر سے سفید پینٹ اترا ہوا تھا۔ ان میں سے ہی ایک کرسی کھینچ کر رابعہ نے امی کو دی۔

"مسئلہ تو نہیں ہے امی، وہ تو مجھے خود کہہ رہی تھیں کہ مجھے جانا چاہیے۔ یہ تو ابو کی طبیعت کے بارے میں ہمیں بعد میں پتہ چلا تھا۔"

"ویسے حارث بھی اچھا ہے پر اسے دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ وہ تمہیں یہاں رکنے کا خود نہیں کہتا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

یہ بات تو تھی کہ ابو کی کال سے پہلے کبھی بھی حارث نے اسے اپنے دل سے رکنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

"ہر ہفتے سارا دن کے لیے آجاتی ہوں اتنا بھی بہت ہے۔"

"اور تمہاری نندوں کا لگتا ہے چکر؟"

امی ٹوکری میں لہسن رکھ کر آئی تھیں۔انہیں چھیل کر اب وہ پلیٹ میں رکھ رہی تھیں۔

"نہیں... زیادہ چکر نہیں لگتے، بڑی باجی لگا لیتی ہیں کبھی چکر جب بچوں کی چھٹی ہو، ثمرین باجی تو شادی کے بعد سے دوبارہ آئی ہی نہیں ہیں، اور فاطمہ آپی ابھی پیچھے آئی ہوئی ہیں۔یہ مجھے کہہ رہے تھے کہ وہ کچھ دن رکیں گی اس لیے میں دو دن اور آرام سے یہاں رک سکتی ہوں۔"

رابعہ نے بھی اپنی کرسی ان کے پاس ہی کر لی۔ٹوکری میں سے کچھ لہسن اپنے ہاتھ میں لے لیے۔

"ہاتھ بٹ گیا نا تمہارے آنے سے۔میں تو ہسپتالوں کے چکر میں اور تمہارے ابو کی وجہ سے بہت پریشان رہی ہوں ایسے میں تم تھی تو گھر کی طرف سے مجھے کوئی فکر نہیں تھی۔ اب مدیحہ کو بھی میں زیادہ نہیں کہتی۔اپنی طرف سے جتنا کر دیتی ہے بہت ہے۔اوپر سے شروع کے مہینوں میں احتیاط بھی ضروری ہوتی ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

سیڑھیوں سے اوپر آتے ہوئے مدیحہ نے یہ بات سنی تھی۔ پھر وہ ٹھہر گئی۔

"لیکن بھابھی کہہ رہی تھیں کہ وہ کوشش کریں گی کہ کچن سنبھال لیں۔ اور آپ کپڑے دھونے والی سے کہہ کر اسے صفائی کے لیے بھی رکھ لو، امی۔ بھابھی کچن دیکھ لیں گی اور آپ ابو کی طرف اپنا دھیان رکھنا۔ یہ مجھے بتا رہے تھے کہ اب ابو کو بہت خیال کی ضرورت ہے۔"

پھر مسکراہٹ کے ساتھ مدیحہ اوپر چھت پہ آئی۔

"کیا باتیں کر رہے ہو آپ لوگ؟"

وہ سورج کے رخ پر کھڑی تھی۔ رابعہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔

"راحیل بھائی چلے گئے؟"

"ہاں... دکان پر چلے گئے ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ اب شام کو ہی آئیں گے۔ بس مجھے ان کا بیگ بنانا ہے تو وہ دن کے کھانے کے بعد پیک کرتی ہوں میں۔"

"اور ان کے ابو جاگے تو نہیں؟"

امی نے پوچھا۔

"نہیں میں ابھی ان کو بھی کمرے میں دیکھ کر آئی ہوں۔ گہری آنکھ لگی ہوئی ہے ان کی۔"

مدیحہ بس لہسن کی سمیل سے تھوڑا دور ہی بیٹھی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''میں کہہ رہی تھی کہ ہمت کر کے جسم پر پانی پھینک لیتے تو تازہ دم ہو جاتے۔''

''گیزر تو چل رہا ہے، اگر ابو نہا لیں تو دھوپ میں ہی آ جائیں ادھر، بہت اچھی دھوپ ہے یہ۔'' رابعہ بولی۔

''ہاں اور کیا بھروسہ کہ سموگ واپس آ جائے۔ میں تو خود آج اتنے دنوں بعد دھوپ میں آئی ہوں۔''

سیڑھیاں چڑھنے کے مارے وہ دھوپ سینکنے بھی نہیں آتی تھی۔

''چلو میں پھر نیچے جا کر تمہارے ابو کے کپڑے وغیرہ نکالتی ہوں۔''

ٹوکری میں ابھی کافی لہسن باقی تھے۔ امی نے انہیں رابعہ کو تھما دیا۔ پھر وہ نیچے چلی گئیں۔

''ہمارا تو کمرہ ہی اوپر ہے اور صحن میں بھی سیڑھیوں کے پاس دو گھنٹے کے لیے دھوپ آتی ہے۔ روز دن کے کھانے کی تیاری وہی بیٹھ کر ہو جاتی ہے۔ اور روز میں اسی دھوپ کا لالچ کر کے دو تین جوڑے بھی دھو دیتی ہوں۔''

پھر جب وہ کپڑے ڈالنے چھت پر جاتی تھی تو وہاں بھی تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتی تھی۔

''تم ہفتے بعد مشین لگا لیا کرو۔''

Novels by Hamna Masood Khan

مدیحہ نے سنتے ہی مشورہ دیا۔ روز گھر کے کاموں کے بعد کپڑے دھونا اسے سن کر مشکل لگا تھا۔

"بھابھی ان کے گھر جو مشین ہے وہ تھوڑا پرانی ہے۔ سٹیل کی باڈی نہیں ہوتی جسکی... وہ والی۔ اور مجھے اس سے ڈر لگتا ہے اس لیے میں نے پچھلے مہینے بس بیڈ شیٹوں کے لیے لگائی تھی ایک ہی بار، اور ایک بار اگلے ہفتے لگاؤں گی۔ لیکن اگلے ہفتے تو ان کی سالگرہ بھی آ رہی ہے۔"

سالگرہ کو سن کے مدیحہ کو دلچسپی ہوئی۔ کیونکہ مشین کے بارے میں کچھ کہنا اس نے مناسب نہیں سمجھا۔

"تم کچھ کر رہی ہو ان کی سالگرہ کے لیا؟"

"سوچا تو تھا۔ لیکن پھر ایسے یہاں آ گئی تو ابھی کچھ پتہ نہیں ہے۔"

رات حارث کی بات نے ہی اسے دوبارہ یقین دہانی کروائی تھی۔

"پتہ نہیں ہے تو پتہ لگاؤ، رابعہ۔ کیونکہ یہی چھوٹے موٹے موقعے ہوتے ہیں جن میں تم ان کو سپیشل فیل کروا سکتی ہو اور وہ تمہیں۔"

کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ان سے تو میں نے جب ذکر کیا تب یہ کہہ رہے تھے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے سالگرہ منانے کی۔ بعد میں جب پھر میں نے منہ بنالیا تو کہنے لگے کہ جو کرنا ہے کرلو میں نہیں روکوں گا تمہیں۔ اب پھر میں یہ سوچ رہی ہوں کہ کوئی اہتمام بے شک نہ کر سکوں پر بھابھی ان کے لیے گفٹ لینا ہے مجھے۔"

"ہاں تو لے لیتے ہیں۔"

اس نے فوراً حامی بھر لی۔

"آپ چلیں گی میرے ساتھ بازار؟"

رابعہ کو لگا نہیں تھا کہ وہ راضی ہو جائے گی۔

"ہاں چل لوں گی۔ پر آج تو راحیل جا رہے ہیں اس لیے آج کا مشکل ہے۔ لیکن تم کل صبح یہی ہو تو کل پہلے ٹائم چل لیں گے۔ ویسے تم نے کب تک جانا ہے پھر گھر واپس؟"

رابعہ نے بتایا تھا کہ کل وہ شاید گھر جائے۔

"دکان سے ہو کر ہی آئیں گے یہ مجھے لینے۔"

"مغرب کی نماز کے بعد؟"

"ہاں۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

"ٹھیک ہے لیکن ہم پھر بھی شام کا رسک نہیں لیں گے۔ صبح ناشتے کے بعد جائیں گے۔ اب پھر تم سوچ لینا کہ تم نے کیا لینا ہے ان کے لیے۔"

اگر رابعہ نے پہلے سے سوچ رکھا ہو گا تو بازار جانے کے لیے ان کو آسانی ہو جاتی۔

"میں نے سوچا تھا کہ ان کے لیے تھوڑے اچھے والے شوز لوں گی۔"

اسے یہی چیز حارث کی ضرورت کی لگ رہی تھی۔ اور اتنا بھی پتہ تھا کہ حارث خود شوز کبھی نہیں لے گا۔

"شوز؟"

مدیحہ کو سن کر تھوڑی حیرانی ہوئی۔

"کیونکہ بھابھی یہ اپنی چیز خود خریدتے ہی نہیں ہیں۔ ان کی نظر میں ان کی پرانی چیز بھی نئی ہی ہے اور نئی تو جیسے برینڈ نیو ہے۔"

رابعہ جیسے شکایت لگا رہی تھی۔

"چلو ایسا کریں گے کہ کسی اچھی دکان پر چلے جائیں گے ہم۔ بس سائز کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔"

خریداری وہ کرتی رہتی تھی اس لیے اسے اندازہ تھا کہ انہیں کس بازار جانے کی ضرورت تھی۔

"ان کا جوتا ویسے گیارہ نمبر کا ہوتا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور یہ نمبر رابعہ نے حارث کے شوز صاف کرتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔

ابو کو سارا حساب کتاب دینے کے بعد راحیل امی کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ رات ہو گئی تھی۔

"آج دکان پہ فیروز انکل آئے تھے۔ ابو کا پوچھ رہے تھے۔"

"تم نے کہہ دینا تھا کہ گھر آ کر خیریت پوچھ لیں۔"

انہیں تو امی بھی جانتی تھیں۔ اور وہ گھر بھی اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔

"کہہ رہے تھے کہ آئیں گے گھر۔"

لیکن راحیل اس وقت انہیں صرف یہی بات بتانے کے لیے نہیں بیٹھا تھا۔

"اچھا۔"

"اور وہ یہ بھی بتا رہے تھے کہ ملک کی اگلے ہفتے شادی ہے۔"

امی نے ناگوار سانس اندر کھینچی۔

"کس ملک کی؟"

پھر انجان بنیں۔

"امی ایک ہی ملک سے تو ہمارا واسطہ پڑا تھا۔"

Novels by Hamna Hassan Khan

"اب بھی لڑکی والوں کو جہیز کے پیچھے کر رہے ہوں گے خوار۔"

سانس باہر چھوڑ کر امی نے تلخی سے کہا۔

"انکل بتا رہے تھے کہ کوئی نارمل سی فیملی ہے پر لڑکی اچھی شکل وصورت کی ہے۔اور شکل پہ ہی مرمٹا ہو گا وہ بھی۔"

راحیل بھی یہ بات کوئی خوشی سے نہیں بتا رہا تھا۔

"لیکن اللہ نے میری بیٹی کے نصیب بھی بہت اچھے کر دیے ہیں۔حارث کے ساتھ خوش ہے وہ۔"

اور اس بات پہ امی نے زیادہ دل نہیں جلانا تھا۔

"اس بات پر تو میں بھی اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس وقت خود ہی رابعہ کے رشتے کے لیے اسباب بن گئے تھے۔ورنہ ابو کی جو طبیعت اب ہوئی ہے کیا پتہ اس وقت ہو جاتی۔اب سو کر کے عمر میں بڑے ہیں حارث بھائی لیکن اپنی میچورٹی سے رشتے کو چلا رہے ہیں۔کوئی چِک چِک نہیں ہے۔رابعہ بھی پر سکون ہی نظر آتی ہے۔"

پہلی بار ہی ابو کی طبیعت کی وجہ سے راحیل کو حارث کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا تھا۔اور اس کی میچورٹی اس کے بات کرنے سے ہی ظاہر ہو جاتی تھی۔

"شکر الحمد اللہ۔"

Novels by Hamna Masood Khan

امی نے بھی حارث کو تصور میں لا کر کہا۔

صبح ناشتے کے بعد کا وقت تھا۔ ابو لاؤنج میں تھے۔ میز پر رکھی اخباروں میں سے ایک اخبار کو دھیان لگا کر پڑھ رہے تھے۔ ناک پر گول شیشوں والی عینک ٹکائی ہوئی تھی۔ امی اپنے کمرے کی کچھ چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔ رات راحیل چلا گیا تھا اور مدیحہ اپنے کمرے میں رابعہ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ رابعہ نے بھی عبایہ پہن کر جانا تھا اسی لیے مدیحہ نے بھی عبایہ ہی پہنا۔ ساتھ میں ڈھیلا سا حجاب بنا لیا۔ لیکن رابعہ کی طرح اس نے ماسک نہیں لگایا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم لوگ؟"

رابعہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلی۔ ماسک اس وقت اس نے اپنی تھوڑی پر کیا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ہینڈ بیگ کی جگہ صرف پرس تھا۔

"ہم لوگ بس ایسے ہی بازار جا رہے ہیں۔"

پھر اس نے مدیحہ کے کمرے کی طرف دیکھا۔ دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ اور مدیحہ اسے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی۔

"اچھا... امی نہیں جا رہیں تمہاری؟"

Novels by Hamna Masood Khan

ابو نے اخبار ایک طرف رکھ دی۔ پھر عینک اتاری۔

"نہیں امی پیچھے آپ کے ساتھ رکیں گی۔"

عینک اخبار کے اوپر رکھ کر ابو نے اپنی قمیض کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"بس پھر احتیاط سے جانا تم۔"

پھر انہوں نے اس میں سے کچھ پیسے نکالے۔

"یہ کیوں ابو؟"

اور دو تین نوٹ نکال کر رابعہ کے آگے کر دیے۔

"رکھ لو۔"

رابعہ آگے بڑھی۔ پھر اپنے پرس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میرے پاس ہیں پیسے۔"

ابو کا ہاتھ ہوا میں ہی تھا۔

"اپنے لیے کچھ پسند آئے تو لے لینا۔ یا حارث کے لیے لے لینا۔"

ابو نے ہاتھ ہلا کر اسے پیسے لینے کا اشارہ کیا تو اس نے پکڑ لیے۔

"ان کی سچ میں ضرورت نہیں تھی۔"

پرس میں ڈالنے کے بجائے مٹھی میں دبائے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"بیٹی ہو تو حق سے لو۔ باپ مکمل بستر پر نہیں پڑا۔ اس میں ابھی ہمت ہے، رابعہ۔"

ابو نے مسکراتے ہوئے اسے جتایا۔ پھر مدیحہ اپنے کمرے سے آ گئی۔

"بھابھی امی کو کمرے میں بتا آئیں کہ ہم نکل رہے ہیں۔"

مدیحہ کندھے پر بیگ پہنتے ہوئے امی کے کمرے میں گئی۔ انہیں بتا کر آئی۔

"شکریہ، ابو۔"

ابو نے سر ہلایا اور دوبارہ اخبار اٹھالی۔ عینک پہنی۔ اور وہی کالم پڑھنے لگے جو وہ پڑھ رہے تھے۔

شیشے کا دروازہ دھکیل کر اس نے مدیحہ کے ساتھ دکان کے اندر قدم رکھے۔ سانس لینے پر چمڑے کی مخصوص خوشبو محسوس ہونے لگی۔ ارد گرد سفید روشنی سے چمکتی شیلوز کے اندر قطار در قطار طرح طرح کے جوتے رکھے تھے۔ کچھ جوتے شیشوں سے بنی الماریوں میں الگ سے رکھے گئے تھے۔ کہیں چمکدار سیاہ رنگ اور کہیں بھورے رنگ کی مختلف شیڈز تھیں۔ ڈیزائن اور ساخت میں بھی ایک دوسرے سے جدا جدا تھے۔

رابعہ اپنی نظروں کو ہر جوتے پر سے گزار رہی تھی۔ پہلے تو پھر اس کے بجٹ کا مسئلہ تھا پر جب سے ابو نے پیسے پکڑائے تھے تب سے وہ تسلی میں آ گئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''یہ والا دکھائیں زرا۔''

اس نے گہرے بھورے رنگ کے جوتے کی طرف اشارہ کیا۔ہیلپر نے سٹول پر چڑھ کرا سکے لیے وہ جوتا اتارا۔اب وہ جوتا رابعہ کے ہاتھ میں تھا۔

''یہ ان کے پاؤں میں اچھا لگے گا؟''

چمڑے کی نرمی کو وہ انگلیوں پر محسوس کر رہی تھی۔سول بھی مضبوط لگ رہا تھا۔اور سلائی میں بھی نفاست سے کی گئی تھی۔

''تم خود پسند کرو،رابعہ۔حارث بھائی کی پسند کا مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔''

مدیحہ ایمان دائیں بائیں بڑھنے والے رش پر نظر رکھ کر کھڑی تھی۔رابعہ کے ہاتھ میں جوتا دیکھ کر وہ یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ حارث کو وہ پسند آئے گا یا نہیں آئے گا۔

''ہمیں کچھ اور بھی اچھے شوز دکھائیں۔''

رابعہ نے سیلز مین سے کہا۔

''اور بھابھی ہم ادھر بیٹھ جاتے ہیں۔''

پھر پیچھے سٹول کو دیکھتے ہوئے مدیحہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

''ویسے جوتا تو وہ بھی اچھا ہے جو اس لڑکے نے پہن کر دیکھا ہے ابھی۔''

Novels by Hamna Yasood Khan

مدیحہ نے سامنے شیشے کے آگے کھڑے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔اس نے اپنے ایک پاؤں میں نیا جوتا پہنا تھا اور اسے وہ ہر اینگل سے شیشے میں دیکھ رہا تھا۔

"لیکن وہ بلیک ہے، اور بھابھی ابھی جو شوز یہ پہن رہے ہیں وہ بھی بلیک ہی ہے۔ میں چاہ رہی تھی کہ ہم کوئی براؤن یا بلیو شیڈ کی طرف جاتے ہیں۔"

"اس میں براؤن مل جائے گا آپ کو میڈم، لیکن نیلا رنگ نہیں آتا اس طرح کے ڈیزائن میں۔"

سیلز مین بتا رہا تھا۔ رابعہ سر ہلانے لگی۔

"منگوا دوں براؤن؟"

رابعہ نے دائیں طرف بیٹھی مدیحہ کو دیکھا۔

"دیکھ لیتے ہیں۔"

پھر رابعہ نے سیلز مین کی طرف دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

"جا چھوٹے لے کر آ۔"

دکان کی پچھلی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ ہیلپر نے وہ دروازہ کھولا۔ اندر کی جانب چھوٹی چھوٹی سی راؤنڈ میں اوپر کی طرف جاتی ہوئی سیڑھیاں تھیں۔ شاید اس دکان کے

Novels by Hamna Masood Khan

اوپر جوتوں کا سٹاک رکھا ہوا تھا۔ پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ ہیلپر بھورے رنگ میں اسی سٹائل کو لے کر آیا۔

''یہ والا بھی اچھا لگ رہا ہے۔''

''ہاں اندر سے بھی سافٹ ہے۔''

پہن کر تو چیک کر نہیں سکتی تھی اسی لیے ہاتھ سے دبا کر چیک کر رہی تھی۔

''آگے سے لگنے والا تو نہیں ہے؟''

پھر جوتے کی نوک دیکھتے ہوئے اسے سمجھ نہیں آئی۔

''میڈم کسی کی انگلیاں انگوٹھے سے زیادہ لمبی ہوں تو لگتا ہے جوتا پاؤں میں کیونکہ انگلیاں پھر دبتی ہیں۔ ورنہ یہ اچھے والا جوتا ہے۔ ابھی تک کسی کسٹمر نے ایسی شکایت بھی نہیں کی۔''

سیلز مین اس کے جواب کے انتظار میں کھڑا تھا۔

''ان کے پاؤں اب اتنے بھی غور سے نہیں دیکھے میں نے۔''

رابعہ نے دل میں ہی سوچا۔

''اچھا ٹھیک ہے، بھائی۔ اور بھابھی آپ مجھے ان دونوں میں سے فائنل کر دیں۔ مجھے تو دونوں ہی پسند آ رہے ہیں۔''

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تم قیمت تو پوچھو، ہم قیمت تڑوائیں گے پہلے۔"

اب وہ دونوں آہستہ آواز میں بات کرنے لگیں۔

"نہیں بھابھی بحث نہیں ہو گی مجھ سے تو بالکل بھی۔"

وہ تو ایک ہی قیمت پر چیز خریدنے والی تھی۔

"تم نہ کرنا لیکن میں کرلوں گی۔"

مدیحہ نے ایسے کہا جیسے اس کا بہت تجربہ ہے۔

"اچھا بھائی جائز جائز لگائیں زرا آپ ان دونوں جوتوں کے؟"

پھر اس نے تجربہ کار کی طرح ہی کہا۔

"میڈم یہ تو فکس ریٹ والا ہے۔ ابھی اس بھائی کو بھی چھے ہزار کا دیا ہے ہم نے۔"

بھورے رنگ والے جوتے کی قیمت تھی یہ۔

اور چھے ہزار سن کر رابعہ نے سانس اندر کھینچتے ہوئے تاثرات کو بنائے رکھا۔ جس لڑکے نے وہ شوز خرید لیا تھا اب دونوں پاؤں میں پہن کر چلتے ہوئے چیک کر رہا تھا۔

"اس میں پھر پانچ سو کی کمی وبیشی ہو جائے گی۔"

یہ وہ جوتا تھا جو رابعہ نے پہلے پسند کیا تھا۔ وہی بلیک والا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"آپ نے لینا بھی ایک سیٹ ہے تو آپ پھر اپنے بجٹ کے مطابق دیکھ لیں، جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔"

سیلز مین دوسرے کسٹمر کو ڈیل کرنے لگا۔اب ویسے بھی انہوں نے خود فائنل کرنا تھا۔

"تمہارا بجٹ کتنا ہے؟"

مدیحہ کو اندازہ نہیں تھا۔

"مجھے بس ان کے لیے اچھا شوز لینا ہے۔گفٹ میں دے رہی ہوں تو اتنا بجٹ کے بارے میں نہیں سوچ رہی۔"

"تو تم چھے ہزار والا لے سکتی ہو؟"

"ہاں۔"

فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

"بھائی ہم زرا پوچھ کر بتاتے ہیں۔آپ دونوں جوتوں میں گیارہ نمبر نکال کے رکھیں۔"

پھر مدیحہ نے اس سیلز مین کو آواز لگائی۔اور اب ہیلپر ان کے لیے ان دونوں جوتوں کا گیارہ نمبر نکال رہا تھا۔

"ہم کس سے پوچھیں گے بھابھی؟"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ حیران ہو کر پوچھ رہی تھی۔

"کسی سے بھی نہیں۔ تم بس زرا اس کو پیمنٹ کر کے دکان سے جانے دو۔"

مدیحہ نے اسی لڑکے کی طرف اشارہ کیا جس نے دونوں جوتے اتار کر ڈبے میں ڈالنے کے لیے دیئے تھے۔ اور اب وہ بیٹھ کر اپنے پرانے شوز پہن کر ان کے تسمے باندھ رہا تھا۔

پھر اس کے ساتھ جو بھی تھا اس نے اپنے والٹ سے کاؤنٹر پر رقم ادا کی۔ رسید بنوائی۔ اور پھر ڈبہ لے کر وہ دونوں چلے گئے۔

"اب ہم اس سے انہیں جوتوں کے پانچ ہزار فائنل کروائیں گے۔"

اور وہی ہوا، مدیحہ نے اپنی ساری اینرجی بحث کر کے قیمت تڑوانے میں لگا دی اور جب وہ دکان سے جوتے خرید کر باہر آئے تو اس نے رابعہ سے پہلی بات یہی کی کہ اسے کچھ پینا ہے۔ کوئی بھی جوس وغیرہ۔

"اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی آپ نے بحث کی ہے اندر۔"

رابعہ سڑک کے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے کوئی ریڑھی وغیرہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"تمہیں تو وہ جوتا سات ہزار کا بھی کہتا تو تم نے لے لینا تھا۔"

پھر رابعہ نے اس کا بازو پکڑا اور سامنے سڑک پار کی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

”اگر میں امی کے ساتھ آتی تو کیا پتہ امی اس شوز کی قیمت تین ہزار لگاتیں اور تب دکاندار نے ہمیں باہر کا راستہ دکھا دینا تھا۔ آپ نے تو پھر ویسے ایک ہزار کم کروایا ہے۔ وہ بھی فکسڈ پرائس والے جوتے کا۔“

”اب جو ہزار بچا ہے اس سے تم کچھ اور لے لینا۔“

اب وہ کچھ بڑی گلیوں میں سے گزر کر اگلی سڑک پر نکل آئیں تھیں۔

”پیسے تو میرے پاس اور بھی ہیں۔ لیکن جوتوں کے ساتھ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا لوں۔“

”تم کوئی جیکٹ لے سکتی ہو۔ موٹر سائیکل چلانے والوں کے بہت کام آتی ہے۔ یا پھر سب کی طرح کوئی پرفیوم وغیرہ خرید لو۔“

مشورہ اچھا تھا۔

”جیکٹ کتنے تک آجائے گی؟“

”تم نے لینی ہے تو کسی دکان پر پوچھ لیتے ہیں۔“

”نہیں پہلے ہم یہ جوس پی لیتے ہیں۔“

گاجر اور چقندر کے جوس والا اس سڑک پر انہیں دکھ گیا تھا۔ رابعہ نے اپنے لیے چھوٹا گلاس لیا اور مدیحہ کے لیے بڑا۔ پھر وہیں بینچ پر بیٹھ کر سٹرا کی مدد سے جوس پیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''آپ راحیل بھائی کے لیے کچھ لیں گی؟ یا اپنے لیے؟''

''ابھی دیکھتی ہوں، جیکٹ پسند آئی تو لے لوں گی لیکن مجھے پتہ ہے کہ راحیل کہیں گے کہ لاہور میں اس سے اچھی جیکٹس مل جاتی ہیں۔''

وہ ہنس کر بتانے لگی۔

''یہ بھی مجھے کہتے ہیں کہ میں فضول خرچ ہوں۔''

''یہ تو ہر آدمی کو ہی اپنی بیوی سے شکایت ہوتی ہے۔ لیکن اب ہمیں چیزیں خرید کر خوشی ملتی ہے تو ہم خوشی خرید لیں گے چیزوں کے زریعے۔''

رابعہ کا گلاس خالی ہوا تو اس نے چھوٹے لڑکے کو بلا کر پکڑا دیا۔ پھر اپنے پرس میں سے پیسے نکالنے لگی۔

''تم مت دو، رابعہ۔ میں دیتی ہوں۔''

''نہیں بھابھی... میں دے دیتی ہوں۔''

پھر وہ دونوں جیکٹس والی دکان پر گئیں لیکن جیکٹس دیکھ کر رابعہ کو احساس ہوا کہ شوز پھر بھی نمبر کے اندازے سے لیے جا سکتے ہیں لیکن یہاں ہر کوئی جیکٹس کو پہن کر خاص طور پہ بازو کی لمبائی چیک کر رہا تھا۔

''اب کیا کریں؟''

Novels by Hamna Masood Khan

"پرفیومز چیک کر لیتے ہیں۔اس کے تو بہت آپشنز ہوتے ہیں۔"

وہاں جا کر رابعہ کو حارث کے لیے پرفیوم پسند آ گیا اور ایک اس نے اپنے لیے بھی لے لیا۔

پھر ہو گئی نا وہی حارث والی بات کے وہ فضول خرچ تھی۔ پھر جب وہ واپسی کے لیے رکشہ کروانے لگیں تو رابعہ کے بیگ میں رکھا فون بجنے لگا۔پر اس نے فون نکال کر نہیں دیکھا۔

"اٹھالو تم فون، میں بات کر لیتی ہوں رکشے والے سے۔"

ایک رکشے کو تو گھر کا ایڈریس سمجھ ہی نہیں آیا تھا اور اب وہ دوسرے رکشے کو روک رہی تھی۔

"رکشے میں بیٹھ کر دیکھتی ہوں، گھر سے ہی ہو گا فون۔"

اور جب وہ رکشے میں بیٹھی تب تک پانچ منٹ گزر گئے تھے۔ فون بھی دوبارہ بجنے لگا تھا۔

رابعہ نے فون نکال کر دیکھا تو حارث کی کال تھی۔

"ان کا فون ہے، کیا بتاؤں انہیں؟"

ظاہر ہے کہ اس نے یہ تو نہیں بتانا تھا کہ وہ خود خریداری کرنے باہر آئی ہوئی ہے۔

"کہو کہ میں نے کچھ لینا تھا تو تم میرے ساتھ ہو۔"

"اسلام و علیکم!"

رابعہ نے فون اٹھالیا۔اور اس سے پہلے سلام حارث نے کیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"واعلیکم اسلام، ٹھیک ہے سب؟ کھانا وغیرہ کھالیا آپ نے؟"

وقت کے حساب سے رابعہ نے یہی پوچھنا مناسب سمجھا۔

"ہاں کھالیا، تم بتاؤ کدھر ہو؟ یہ اتنا شور کیوں ہے تمہارے پیچھے۔"

بیچ سڑک میں تھے، شور تو سنائی دینا ہی تھا۔

"میں زرابھا بھی کے ساتھ بازار آئی ہوئی ہوں۔ کچھ گھر کا سامان لینا تھا۔"

"اچھا ٹھیک ہے، میں بس ابھی کھانا کھا کر فارغ ہوا تو سوچا کہ تمہیں فون کر کے بتا دیتا ہوں کہ شام میں تیار رہنا اور میں پھر تمہارے ابو سے بات بھی کر لوں گا۔ طبیعت بھی پوچھ لوں گا اور یہ بھی کہ ان کی بیٹی کو لے جاؤں یا کچھ دن اور رکھنا ہے انہوں نے۔"

پیچھے رکشے کی سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ پرفیوم والا شاپر اس کی گود میں ہی تھا اور جوتوں والا ڈبہ پیروں کے پاس ٹکا تھا۔

"آپ سچ میں ابو سے اجازت لیں گے؟"

مدیحہ نے بھی رابعہ کی طرف دیکھا۔ حارث کیا کہہ رہا تھا اسے یہ تو نہیں پتہ تھا لیکن رابعہ کے سوال میں اسے دلچسپی ہوئی تھی۔

" ابو سے اجازت ایسے لوں گا کہ وہ خود ہی کہہ دیں گے کہ نہیں نہیں بیٹا تم اپنی بیگم لے جاؤ۔"

Novels by Rania Nasood Khan

اور حارث ہنس رہا تھا۔ اور وہ ہنستا بھی کبھی کبھی تھا۔ رابعہ کی مسکراہٹ بھی پھیل گئی۔

اتنے میں ٹریفک جام ہو گئی۔ ارد گرد سے ہارن کا شور سنائی دینے لگا۔ رابعہ کو فون رکھنا پڑا۔

"کیا کہہ رہے تھے حارث بھائی؟"

"کچھ نہیں... بس یہی کہہ رہے تھے کہ شام میں تیار رہوں۔"

"اور مجھے لگا تھا کہ کہیں پیچھے تمہیں لینے تو نہیں پہنچ گئے۔"

ان کے رکشے والا کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح سے رکشہ نکال لے پر دو بڑی گاڑیوں نے کام لمبا کر دیا تھا۔

"نہیں نہیں، یہ ٹائم ان کی دکان کا ہوتا ہے۔ دکان سے وہ بس ایک دفعہ ہی جلدی گھر آئے تھے ورنہ تو کبھی نہیں۔ پہلے پہلے میں نے سوچا تھا کہ دن کے کھانے کے وقت تو انہیں گھر آجانا چاہیے۔ بندہ تھوڑا آرام ہی کر لے۔ لیکن اب ان کی روٹین سمجھ آگئی ہے مجھے۔"

"اور تم نے بہت اچھے سے ایڈجسٹ بھی کر لیا ہے، رابعہ۔ مجھے دیکھو... راحیل تین دن کے لیے آتے ہیں اور مجھے سمجھ ہی نہیں آتی کہ میں سب کچھ مینج کیسے کروں۔ انہیں مجھ سے ٹائم بھی چاہیے ہوتا ہے۔ مجھے تیار بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ اور ایکٹو بھی۔ اور اب تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ناشتہ بھی میرے ہاتھ کا، اور کھانا بھی میرے ہاتھ کا کھائیں گے۔ پھر بعد میں

Novels by Hamna Masood Khan

کہتے ہیں کہ امی زیادہ اچھا بناتی ہیں۔ تم نے پراٹھا پتلا بنا دیا ہے۔ سالن میں مرچیں کم رکھیں ہیں۔ اور پتہ نہیں کیا کیا۔"

وہ ہر گز شکایت نہیں لگا رہی تھی۔ وہ چہرے پر مسکراہٹ رکھ کر بتا رہی تھی۔

"امی کے ہاتھ کے کھانے تو بھابھی سب کو ہی پسند ہوتے ہیں۔ مجھے بھی اکثر کھانا بناتے ہوئے امی یاد آجاتی ہیں۔ کہ وہ کیسے بنایا کرتیں تھیں۔"

اب رابعہ نے بھی سامنے سڑک پر دیکھا تو رش کھل ہی نہیں رہا تھا۔ الٹا بحث و تکرار نظر آرہی تھی۔

"بھائی... کتنی دیر لگے گی؟"

رکشے والا اپنی سیٹ سے اتر کر سڑک پر ہو گیا۔ آگے تک دیکھ کر پھر اس نے پیچھے مڑ کر اشارہ کیا۔

"باجی یہ رش آدھا گھنٹہ تو آرام سے لے لے گا۔"

"اور آپ کو بھوک تو نہیں لگ رہی، بھابھی۔ میری تو خیر ہے لیکن آپ کی طبیعت کا میں سوچ رہی ہوں۔"

رابعہ فکر مند تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"گاجر کا جوس پیا تھا اس سے کافی فریش محسوس ہوا تھا، اب بس آدھا گھنٹہ ہی ٹھہرنا ہے تو کوئی نہیں، دیکھ لیتے ہیں۔ تم ایسا کرو گھر فون کر کے بتا دو کہ ہمیں زرا دیر ہے۔"

پھر رابعہ نے فون کیا اور انہیں گھر پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ نہیں بلکہ پورا گھنٹہ لگ گیا تھا۔

مدیحہ تو سر سے سکارف اتارتے ہوئے سیدھا کچن میں گئی۔ وہاں جا کر اس نے ہاتھ دھوئے اور فوراً کھانا نکالا۔ رابعہ امی ابو کے کمرے میں گئی تو اچھی ڈانٹ سن کر آئی۔

"ابو غصہ کر رہے تھے کہ آج کل کے حالات کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔"

رابعہ کچن میں آگئی۔ پلیٹس اٹھا کر باہر آنے لگی۔

"کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہے تھے۔ مجھے بھی راحیل کا میسج آیا ہوا تھا پر انہیں میں نے شو نہیں کیا کہ ہم بازار ہیں۔ ورنہ وہ شروع ہو جاتے۔"

مدیحہ پانی کی بوتل اور گلاس لے آئی۔

"حارث رات میں تمہیں کھڑے پاؤں لینے آئے گا یا بیٹھے گا کچھ دیر؟"

وہ دونوں کھانا کھا رہیں تھیں جب امی آگئیں۔

"مجھے نہیں لگتا کہ بیٹھیں گے۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"تمہارے ابو کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ آرہا ہے تو پھر ابھی سے ہی رات کے کھانے کا کچھ دیکھوں۔ اور کچھ چاہیے تو وہ انہیں بتاؤں... وہ پھر منگوا دیں گے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

دن چھوٹے تھے۔اور شام تو تقریباً ہو ہی گئی تھی۔

"کچھ خاص انتظام کی ضرورت نہیں ہے ویسے، امی۔ کھانے میں کچھ بھی بنا ہو وہ کھا لیتے ہیں۔ لیکن مجھے نہیں لگتا کھانے کے لیے رکیں گے وہ۔ آپ بس چائے کے ساتھ دیکھ لیں کچھ۔"

اور اپنے اندازے کے مطابق اسے بالکل ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔

چائے کے ساتھ ابو نے بیکری سے بسکٹس منگوا دیے تھے۔ حارث نے بھی چائے پی اور پھر فوراً رابعہ کو تیار ہونے کا کہا۔ کھانا ان دونوں نے گھر جا کر سب کے ساتھ ہی کھانا تھا۔ اس لیے وہ وقت سے جانا چاہ رہا تھا۔

"تم ایک بیگ لے کر آئی تھی اور اب جاتے وقت دو کیسے بن گئے ہیں؟"

رابعہ کے بیڈ پر دو بیگز دیکھ کر حارث نے پوچھا۔ وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی۔ اور حارث سامان لینے اندر آیا تھا۔

"میرا سامان ہے کچھ۔ چاہیے تھا مجھے اس لیے دوسرا بیگ بنا لیا۔"

اتنا تو وہ جانتی تھی کہ حارث بیگ کھول کر دیکھے گا نہیں۔

"اب یہ دونوں بیگ تم پیچھے خود پکڑ کر بیٹھو گی۔ میں اپنے آگے نہیں رکھوں گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے دونوں بیگز اٹھا کر دیکھے۔ تھے تو ہلکے ہلکے سے ہی۔

"آپ ہینڈل پر لٹکا لینا۔ میں پیچھے عبایا سنبھالوں گی یا بیگ؟"

حارث نے ہی تو اسے کہا تھا کہ وہ خود کو سنبھال کر بیٹھے، بیگ وہ اپنے آگے رکھ لے گا۔

اسے لگا اب بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

"ایسا کرتے ہیں کہ سارا سامان ایک ہی بیگ میں ایڈجسٹ کر دیتے ہیں۔ تم نے ٹھیک سے پیکنگ نہیں کی ہے۔ اور دونوں بیگوں میں آدھی جگہ تو خالی ہے۔"

"نہیں..."

حارث زپ کھولنے لگا۔ رابعہ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا ہے؟"

اس نے نظریں ترچھی کر کے پوچھا۔

"میں خود پکڑ لوں گی دونوں بیگ۔ آپ اسی طرح رہنے دیں۔"

"جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔"

حارث نے دونوں بیگوں کے ہینڈل اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے اور رابعہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ پھر بیگ لاؤنج میں چھوڑ کر ابو کے کمرے میں ملنے کے لیے گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ نے اپنی طبیعت کا خیال رکھنا ہے۔ کوئی بے احتیاطی نہیں کرنی۔ ہم دو تین دن میں پھر چکر لگائیں گے۔ اور آنٹی زرا بھی کوئی بات ہوئی تو آپ نے وقت کی پرواہ کیے بغیر مجھے فون کر دینا ہے۔"

امی اور ابو دونوں کو وہ اچھی تسلی دے کر آیا تھا۔

"بھابھی آپ بھی اپنا خیال رکھنا۔ اور آج ساتھ جانے کے لیے شکریہ، ورنہ میں تو کبھی بھی کچھ ارینج ہی نہ کر پاتی۔"

سب سے ملکر وہ دونوں باہر نکلے۔ امی اور مدیحہ دونوں دروازے تک آئی تھیں۔ اندر تو حارث بڑا کہہ رہا تھا کہ دونوں بیگ رابعہ کو پکڑنے پڑیں گے لیکن اب اس نے ایک آگے ہینڈل سے لٹکایا۔ اور دوسرا اپنے آگے ہی رکھا۔

"فاطمہ آپی گھر پر ہیں؟"

"ہاں گھر ہی ہے۔ کہہ رہی تھی تم سے مل کر کل جائے گی۔"

"آپ نے پیچھے مجھے بیگ پکڑانا ہیں تو پکڑا دیں۔ میں ایڈجسٹ کر لوں گی۔"

"تم بس اپنا عبایا سنبھالو، رابعہ۔"

اور بات وہیں آ گئی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

حارث نے ہیلمٹ کا شیشہ آنکھوں سے نیچے کیا۔ گلوز والے ہاتھ ہینڈل پر رکھے۔ اور موٹر سائیکل چلادی۔

گھر پہنچ کر وہ نیچے امی کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ پر امی سے ابھی وہ نہیں ملی تھی۔ امی وضو کرنے گئی ہوئی تھیں۔

''تمہارے ابو کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

فاطمہ پوچھ رہی تھی۔

''اب کافی بہتر ہے۔''

''تم آگئی تو پیچھے اداس ہو رہے ہونگے۔''

گود میں اس نے علیفہ اٹھائی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کیک پیس تھا جسے وہ کھا رہی تھی۔

''کل راحیل بھائی لاہور چلے گئے اور آج میں آگئی ہوں... اداس تو ہو ہی گئے ہونگے۔''

وہ تو خود بھی اداسی سے ہی کہہ رہی تھی۔

''میں انہیں کہہ کر آیا ہوں کہ دو تین دن میں ہم پھر چکر لگائیں گے لیکن کوئی بھی ایمرجنسی ہوئی تو ہمیں فون کر لیں۔''

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

"کھانا کھا کر آئے ہو آپ لوگ؟"

"تم نے کیا بنایا ہے؟"

حارث نے فاطمہ کی گود سے علیفہ کو لیا۔

"وہی جو دن کو بھیجا تھا، بھائی۔"

فاطمہ کرسی سے اٹھ گئی۔علیفہ کو دیکھ رہی تھی کہ کہیں وہ اپنے گندے ہاتھ حارث کے کپڑوں سے نہ لگا دے۔

"آلو اور مٹر کی سبزی؟"

حارث نے رابعہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"امی کہہ رہی تھیں کہ مٹر ڈال دوں بیچ میں ورنہ میں صرف آلو بنا رہی تھی۔"

فاطمہ نے بھی رابعہ کو دیکھتے ہوئے یہ وضاحت دی۔

"اچھا... چلو رابعہ یہ برقعہ وغیرہ اتار کر روٹی بناؤ میں تمہارے بیگ اوپر رکھ کر آتا ہوں۔"

حارث نے علیفہ کو کارپٹ پہ کھڑا کیا۔پھر باہر چلا گیا۔رابعہ بھی اپنا عبایہ اتارنے لگی۔

"ان میں کیا ہے، حارث؟"

وہ برامدے کی چارپائی سے بیگ اٹھا رہا تھا۔امی باتھروم سے نکلیں تو انہوں نے پوچھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"امی کپڑے ہیں رابعہ کے۔اس موسم میں تو دو جوڑوں کے ساتھ ایک سویٹر بھی رکھ لو تو بیگ بھر جاتا ہے۔"

"ویسے کپڑے لگ تو نہیں رہے مجھے۔"

حارث سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

نیچے رابعہ نے برقعہ وغیرہ اتار کر اپنی سویٹر کے اگلے بٹن بند کر لیے۔چہرے کے گرد دوپٹہ لپیٹا۔ برقعہ استری والی میز پر رکھا۔اور پھر روٹی بنانے کے لیے کچن میں جانے لگی۔

"رابعہ تم یہیں کمرے میں بیٹھو اور بس علیفہ پہ نظر رکھنا، میں روٹی بنا دیتی ہوں۔ابھی ابھی تم آئی ہو اور حارث بھائی تمہیں چولہے کے آگے کھڑا کرنے لگے ہیں۔"

"بھئی وہ تو اب تندور کی روٹی پر بھی راضی نہیں ہوتا۔بیوی کے ہاتھ کی تازہ روٹی کی عادت پڑ گئی ہے اسے۔"

امی نے کمرے میں آتے ہوئے کہا تو رابعہ مسکرانے لگی۔

"میرے ہاتھ کی بھی کھا ہی لیں گے۔"

Novels by Homa Masood Khan

فاطمہ نے امی کو دیکھ کر کہا۔علیفہ کے ہاتھ صاف کر کے، سر پر ٹوپی پہنا کر وہ کمرے سے باہر آئی اور رابعہ نے علیفہ کو گود میں اٹھالیا۔ اس کی ٹوپی سیدھی کرتے ہوئے کچن میں آگئی۔دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی۔

''آپ کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

علیفہ رابعہ کی کلائی میں موجود چوڑیوں سے کھیل رہی تھی۔رابعہ نے اپنا ہاتھ اسی کے آگے کر دیا تھا۔

''طبیعت بس ٹھیک ہی ہے۔اوازاری میں سارا سارا دن گزر جاتا ہے۔''

'' لیکن بعد میں جب بے بی آتا ہے تو مائیں یہ خواری بھول جاتی ہیں۔''

وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی۔کہا اس نے بہت کم۔

''اپنی بھابھی کا سناؤ... ان کا بھی میرے مہینے والا حساب ہی ہو گا۔''

تو اوہ رکھ چکی تھی۔اب روٹی بیل رہی تھی۔

''ان کا دل وغیرہ خراب نہیں ہوتا۔ سستی بھی نہیں دیکھی میں نے۔اور اوازاری بھی نہیں۔''

پچھلے ایک ہفتے میں رابعہ نے یہی نوٹ کیا تھا۔

''پھر تو اس کے باقی مہینے بھی اچھے گزریں گے۔''

Novels by Hamna Yasood Khan

فاطمہ نے ہنستے ہوئے اسے جواب دیا۔ روٹی توے پر ڈالی۔

"ہاں شاید... اب ابو کی وجہ سے امی اتنا گھر کو دیکھ نہیں پا رہیں تو بھا بھی اپنی طرف سے کوشش کر رہی ہیں کہ امی کی طرح ذمہ داری لے سکیں۔"

رابعہ تسلی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی تھی۔

"ابھی تو تم تھی تو اتنا مسئلہ نہیں ہوا ہو گا۔"

وہ ساتھ ساتھ اگلی روٹی بیلنے لگی۔

"وہ بھی یہی کہہ رہی ہیں تھیں۔ لیکن اب تو آہستہ آہستہ وہ بھی کھانا بنانا سیکھ رہی ہیں۔"

فاطمہ جواب میں کچھ کہنے والی تھی لیکن حارث کی آواز آئی۔

"تم کیوں اس کو لے کر یہاں کھڑی ہو؟"

حارث سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ رہا تھا۔ اسے کچن کے دروازے کے پاس کھڑے دیکھ کر پوچھا۔

"آپی روٹی بنا رہی ہیں اور یہ میری چوڑیوں سے کھیل رہی ہے۔"

اس نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ پھر علیفہ کو دیکھنے لگی۔

"تم خود بناتی نا، رابعہ۔"

حارث نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ اس کے تاثرات رابعہ سمجھ گئی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"کیوں بھائی... بیوی کے آتے ہی اب کیا آپ میرے ہاتھ کی روٹی نہیں کھائیں گے؟"

اس کے ہاتھ میں بیلن تھا۔ پلٹ کر دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"میں بس تمہاری فکر میں کہہ رہا ہوں، فاطمہ۔"

رابعہ کی گود سے حارث نے علیفہ کو لے لیا۔ اور اس کے آگے چٹکی بجانے لگا۔ آواز سے وہ بھی خوش ہوئی۔ جبکہ رابعہ آکورڈ ہو چکی تھی۔

"اور میں آپ کی بیوی کی فکر میں بنا رہی ہوں۔"

فاطمہ نے رابعہ کو دیکھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ بدلے میں رابعہ سے زبردستی مسکرایا بھی نہیں گیا۔ پھر حارث علیفہ کو لے کر امی کے کمرے میں چلا گیا۔

"تمہارا کیوں چہرہ اتر گیا؟"

دوسری روٹی ڈالتے ہوئے فاطمہ نے محسوس کیا۔

"آپ ایسے ہی بنانے لگ گئیں روٹی۔"

اس نے اترے چہرے کے ساتھ کہا۔

"تو کوئی بات نہیں، رابعہ۔ کل سے گھر تم نے ہی دیکھنا ہے اور قسم سے میں تو الٹا معذرت خواہ ہوں کہ میرا ایک چکر بھی اوپر تمہارے کمرے کا نہیں لگا۔ کارپٹ تک دیکھنے میں نہیں جا سکی۔ اب جیسا کمرہ ہفتہ پہلے تم چھوڑ کر گئی ہو گی ویسے کا ویسے ہی ہو گا۔ بلکہ بہت

Novels by Hamna Hassan Khan

گندہ ہو گا کیونکہ بھائی تو ویسے بھی چیزیں نہیں سمیٹتے۔ نیچے کا تھوڑا بہت دیکھ لیتی تھی میں اور..."

"نہیں آپی، کوئی بات نہیں۔ بلکہ آپکا بہت شکریہ۔ آپ آ گئیں تو تسلی سے میں بھی امی کی طرف رک گئی ورنہ مجھے پیچھے کی فکر لگی رہنی تھی۔"

اور لہجے سے بھی رابعہ شکر گزار ہی لگ رہی تھی۔

کھانے کے بعد رابعہ کو چائے بنانے کا کہہ کر حارث گھر سے نکل گیا۔ امی مونگ پھلی کا کہہ رہی تھیں اور وہ وہی لینے گیا تھا۔ فاطمہ علیفہ کو چینج کروا رہی تھی۔ ساتھ میں اسے محسن کا فون آیا ہوا تھا جسے اس نے سپیکر پر کیا ہوا تھا۔ امی عشاء پڑھ چکی تھیں اور مونگ پھلیاں کھانے کے بعد انہوں نے سونا ہی تھا۔

رابعہ نے صرف حارث کے لیے ایک کپ چائے بنائی۔ اور کھڑے کھڑے سنک میں پڑے برتن دھونے لگ گئی۔ پانی یخ ٹھنڈا آتا تھا اس وقت۔ اور جلدی کے چکر میں اس نے پانی گرم کیا بھی نہیں تھا۔

"پانی گرم تو کر لیتی۔"

حارث گھر آیا تو اس کا رخ سب سے پہلے کچن کی طرف ہوا۔ مونگ پھلیوں کے چھلکوں کے لیے اسے برتن چاہیے تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''آپ کی چائے کمرے میں لے آؤں یا اوپر جا کر پیئں گے ؟''

''اوپر جا کر پیوں گا۔اور تم بھی یہ برتن چھوڑو۔ صبح دھو لینا۔میں بس یہ امی کو دے کر اوپر ہی جا رہا ہوں۔''

حارث نے سٹینڈ میں سے برتن نکالا۔پھر رابعہ کو دیکھنے لگا۔وہ تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی۔ نل سے پانی بھی تیز ہی گر رہا تھا۔اور چھینٹیں ساری اس کے اوپر آتی دکھائی بھی دے رہی تھیں۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ برتن چھوڑ دو ابھی۔''

اب اس نے زرا جتا کر کہا۔

''آپی کو روٹی بنانے کے لیے میں نے نہیں کہا تھا۔وہ خود آئیں تھیں کچن میں۔''

''اس بات پہ ٹھنڈے پانی سے برتن دھو رہی ہو تم ؟''

رابعہ نے جواب نہیں دیا۔

''پانچ منٹ میں میری چائے لے کر کمرے میں پہنچو تم، رابعہ۔''

اب وہ باقاعدہ رعب سے کہہ کر گیا تھا۔اور رابعہ نے سنک میں رکھے سارے برتن ختم کیے۔پھر اس کی چائے دوبارہ گرم کی۔کپ میں ڈالی اور کچن بند کر کے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔امی کے کمرے میں فاطمہ علیفہ کو سلا رہی تھی۔ان کو بتا کر پھر وہ اوپر گئی۔

Novels by Huma Yasoob Khan

"کپڑے بدلو اپنے فوراً۔"

حارث مسہری سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ رابعہ نے اسکی چائے میز پر رکھ دی۔ پھر اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ اور پھر پورے کمرے کو۔ سب کچھ بکھرا پڑا تھا۔ سٹول پر حارث کے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ کہیں جرابیں گری ہوئی تھیں۔ سنگھار میز کا سامان ادھر ادھر پھیلا ہوا تھا۔ بیڈ شیٹ بھی شاید جب سے وہ گئی تھی حارث نے کبھی سیدھی نہیں کی تھی۔ آدھی تو لٹک رہی تھی۔ اور کمبل بھی اس نے ترچھے رخ سے لیا ہوا تھا۔ کاپٹ بھی دیکھنے سے ہی گندہ لگ رہا تھا۔

اس نے گہری سانس اندر کھینچی۔

کمرے کو دیکھ کر ہی وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ اندر باتھروم کی کیا حالت ہو گی۔

"ٹھیک ہیں میرے کپڑے۔"

فی الحال تو اسے صرف کمرے کی خراب حالت دکھائی دے رہی تھی۔

"آگے سے ساری گیلی ہے تمہاری سویٹر بھی اور قمیض بھی۔"

حارث نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ اور ہاتھ کا اشارہ کر کے بتایا کہ وہ کہاں سے گیلی ہے۔

Novels by Rama Masood Khan

رابعہ اس کے آگے سے ہٹ گئی۔ پھر کمرے کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی کہ کہاں سے شروع کرے۔ اور اس نے سب سے پہلے سنگھار میز کے سامان کو سیٹ کر کے رکھا۔ پھر سٹول سے حارث کے میلے کپڑے اٹھائے۔ باتھروم گئی اور زیادہ حیران نہیں ہوئی۔ جتنے کپڑے باہر تھے اتنے ہی وہ اندر سے اٹھا کر لائی۔ ان کی گٹھری باندھی۔ بیڈ کے نیچے کر کے رکھی۔ حارث چائے پیتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

"ایک ہفتے سے اس کے بغیر رہ رہا تھا میں۔ اتنا بھی نہیں بکھیرا تھا میں نے کمرہ جتنا اب یہ جتا کر سمیٹ رہی ہے۔"

"آپ زرا پانچ منٹ کے لیے بیڈ سے اتریں گے؟۔"

حارث نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔ اور وہ اسے سنجیدہ لگی۔

"کیوں؟"

"میں نے بستر سیدھا کرنا ہے۔ چادر وغیرہ جھاڑنی ہے۔"

ایسے تو وہ کبھی بھی نہیں سو سکتی تھی۔ ہاتھ باندھ کر جیسے کھڑی تھی حارث کو گرم بستر سے نکلنا پڑا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہ سب کام صبح بھی ہو سکتے تھے۔پہلے تم ٹھنڈے پانی سے برتن دھونے کھڑی ہو گئی اور اب خوامخواہ یہ سب کر رہی ہو۔دیکھو... رابعہ،اگر تو تم یہ سب کچھ اس لیے کر رہی ہو کہ میں نے تمہیں روٹی بنانے کا کہہ دیا تھا تو..."

"وہ بات کہاں سے بیچ میں آ گئی؟"

رابعہ نے پورا کمبل اٹھا کر سٹول پر رکھا۔پھر پلٹ کر حارث کو دیکھا۔

"بری تو تمہیں وہی بات لگی ہے۔"

اب اس نے تکیے اٹھا کر سائیڈ پر رکھے۔پھر پوری بیڈ شیٹ اتار دی۔اس کی بات شاید نظر انداز ہو گئی تھی۔

"اب کہاں جا رہی ہو؟"

"باہر جھاڑنے جا رہی ہوں اسے،مجھے حیرت ہے کہ ایسے بستر پر آپ کیسے سوتے رہے ہیں۔"

"بیوی کے بغیر جیسے سوتا ہے انسان ویسے ہی سوتا رہا ہوں۔"

ہاتھ باندھ کر اب وہ کھڑا تھا۔پاؤں بھی ٹھنڈے ہو گئے تھے۔پورا دروازہ کھول کر اس نے باہر چادر جھاڑی۔پھر اندر آئی۔

"چادر پکڑیں زرا وہاں سے۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

رابعہ نے میٹریس پر چادر پھیلائی۔ پھر اسے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''انسان کو کم از کم اپنا بستر سیدھا کر کے سونا چاہیے۔ باقی چیزوں کا میں آپ کو کیا ہی کہوں۔''

''میری بیوی گھر پر نہیں تھی، رابعہ۔''

اب وہ اچھے طریقے سے بیڈ شیٹ کو انگلیوں کی مدد سے میٹرس کے نیچے دبا رہی تھی۔

حارث نے بس اپنی طرف سے بیڈ شیٹ سیدھی کی تھی۔

''یہ کام صرف بیویوں کے نہیں ہوتے۔ ابھی تو شکر ہے کہ میں آپ کے کپڑے استری کر گئی تھی ورنہ پتہ نہیں اسی ایک سوٹ میں ملتے آپ مجھے۔''

اب وہ زیادہ بول رہی تھی۔ حارث نے بھنوؤں کے درمیان بل لائے۔

''تم جو جرابیں بھگو کر گئی تھی نا میری انہیں میں نے خود دھویا تھا، سکھایا تھا۔''

حارث کو یاد آ گیا۔

''اور اب اپنے کام امی سے نہیں کہتا میں، فاطمہ سے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اوپر آ کر کمرے کی صفائی کر دے کہ میری بیوی ہفتے بعد گھر آنے والی ہے۔''

رابعہ نے اپنے تکیے کا کور سیدھا کیا۔ پھر اس پر بھی ہاتھ مار کر اس کی روئی کو ترتیب میں کیا۔ اور پھر رکھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں بس یہ کہہ رہی ہوں کہ کم از کم بستر سیدھا کر سکتے تھے آپ۔"

اس نے حارث کا تکیہ رکھا۔اور پھر کمبل کو جھاڑ کر بیڈ پر پھیلایا۔حارث فوراً آ کر لیٹ گیا۔

"تمہیں بھی تو میں اتنا کچھ کہتا ہوں... تم کونسا مانتی ہو میری بات۔"

"جیسے کہ ؟"

اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔اب حارث نے مزید بات نہیں بڑھائی۔

"جیسے کہ کچھ نہیں۔اب اگر تمہارا کام کا بھوت اتر گیا ہو تو لائٹ آف کرو۔میں نے صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے۔"

حارث نے اپنا منہ بھی کمبل کے اندر کر لیا تھا۔ہاتھ پاؤں اس کے گرم ہی تھے اس لیے بستر نے گرم ہونے میں زیادہ وقت نہیں لینا تھا۔

"ان کو دیکھ کر تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ انہوں نے مجھے مِس کیا ہوگا۔"

رابعہ پیر پٹختے ہوئے سوئچ بورڈ کی طرف گئی۔اور بتی بجھا کر آ گئی۔

"اسے تو زرا بھی احساس نہیں ہے کہ اتنے دن سے اس کے بغیر تھا میں۔"

وہ کمبل میں آ کر لیٹی تو حارث نے محسوس کیا کہ وہ اپنی طرف کے کنارے پر ہے۔

Novels by Hamna Tasood Khan

"اور نہ ہی انہیں کوئی میری پرواہ ہے کہ میں کتنی ٹھنڈی ہو رہی ہوں۔"

اس کا چہرہ کمبل کے اندر تھا جبکہ رابعہ کا باہر تھا۔اور وہ دیکھ رہی تھی کہ حارث ٹس سے مس بھی نہیں ہو رہا۔

"ٹھنڈ سے کانپتی رہے گی لیکن اب مجال ہے جو خود سے پہل کرے گی۔"

سانس باہر چھوڑتے ہوئے خود ہی وہ کمبل میں کھسک کر آگے ہوا۔اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔اتنی دیر وہ کمبل سے باہر ننگے پیر کارپٹ پر کھڑا رہا تھا لیکن رابعہ کے ہاتھ پیر زیادہ یخ ٹھنڈے ہوتے تھے۔کلائی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں وہ اس کی انگلیوں میں پھنسانے لگا۔

"نہیں نہیں کرتے ہیں میری پرواہ تب ہی تو میرے ہاتھ گرم کر رہے ہیں۔"

رابعہ بھی تھوڑا آگے ہو گئی۔اور اپنے پیر اس کے پیروں تک پہنچا دیے۔

"میری بیوی اب گھر آ گئی ہے اس لیے اپنا ہر کام میں اسے ہی کہوں گا چاہے اس کا منہ بنے یا نہ بنے۔"

حارث نے اس کے پیر سہلاتے ہوئے جتا کر کہا۔

"لیکن جب آپی خود کچن میں گئی تھیں کہ وہ بنا دیتی ہیں روٹی تو اس میں ایسا کچھ نہیں تھا جیسا آپ سمجھ رہے تھے۔میں نے ان سے ہر گز نہیں کہا تھا۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث نے اپنا چہرہ کمبل سے باہر نکال لیا۔

"اس کی طبیعت نہیں دیکھی تم نے ابھی اس لیے ایسے کہہ رہی ہو۔ کل بھی محسن آیا ہوا تھا اور ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا اسے۔ پھر صبح سے جو کچھ بھی تھا وہی دیکھ رہی تھی۔ امی سے تو اب اتنا کام ہوتا نہیں ہے۔ تم آگئی تھی تو میں نے تمہیں ہی کہنا تھا ورنہ اتنے دنوں سے ایڈجسٹ ہی کر رہا تھا میں۔"

ہلکی نیلی روشنی میں رابعہ کا چہرہ اترا ہوا دکھائی دینے لگا۔

"تمہیں برا لگ گیا کہ میں نے اس کی فکر میں بات کیوں کر دی۔"

حارث کا لہجہ کچھ بدلا بدلا سا سنائی دیا۔

"برا لگنے کی بات نہیں ہے لیکن آپ میری بھی تو پرواہ نہیں کرتے۔"

"نہیں کرتا؟"

حارث نے ایک آئیبرو اوپر کر کے پوچھا۔

"بالکل بھی نہیں کرتے۔"

رابعہ نے جتا دیا۔ اور حارث اس کے ہاتھ پیر چھوڑ کر پیچھے ہو گیا۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ میں اس کی بہت پرواہ کرتا ہوں لیکن اس کے گلے ختم ہی نہیں ہوتے۔"

Novels by Hema Yasooj Khan

کمبل میں چہرہ چھپا کر اس نے کروٹ بدل لی۔ رابعہ اسے دیکھے گئی۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلنے لگی۔

"اتنے دن بعد میں گھر آئی ہوں پھر بھی ناراض ہو کر ہی سونا ہے انہوں نے۔"

رابعہ نے کروٹ سیدھی کر لی۔ چھت کو دیکھنے لگی۔

"ان سے تو کوئی شکوہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی باری یہ منہ بنا لیتے ہیں۔"

حالانکہ اگر کوئی اس لمحے رابعہ کو غور سے دیکھتا تو منہ اس نے بنایا ہوا تھا۔ اور اسی طرح اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ حارث بھی سو گیا تھا۔ پھر صبح فجر کی پہلی اذان پر ان دونوں کی نیند ٹوٹی۔ رابعہ نے کسمساتے ہوئے دوسری طرف کروٹ کر لی۔ اور حارث نے آنکھیں کھول کر موبائل پر ٹائم دیکھا۔ پھر رابعہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہر چھوٹی بات کو دل پہ لے لیتی ہے یہ لڑکی۔"

اٹھتے ہی اس نے سوچا۔ پھر بستر سے نکلا۔ باتھ روم سے ہو کر آیا۔ پھر سویٹر پہنی۔ جرابیں پہنیں۔ اور سر پر گرم ٹوپی پہن کر اپنا موبائل اٹھایا۔

"میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں، اٹھ جاؤ تم بھی۔"

"میں نے نہیں پڑھنی نماز۔"

جواب اتنی تیزی سے آیا تھا کہ وہ سمجھ گیا تھا وہ اٹھی ہوئی ہے۔

Novels by Hamna Hassan Khan

"یہ بھی یاد نہیں تھا انہیں۔"

رابعہ نے خود پر کمبل ٹھیک کیا۔اور کوشش کرنے لگی کہ اس کی آنکھ لگ جائے۔اور حارث جب نماز پڑھ کر آیا تب وہ واقعی گہری نیند میں تھی۔جیب سے موبائل نکال کر حارث نے اس پہ آٹھ بجے کا الارم لگایا۔ویسے وہ ساڑھے سات تک اٹھتا تھا لیکن آج اس کا ارادہ نہیں تھا۔پھر بستر میں گھس گیا۔رابعہ بالکل بیڈ کے درمیان میں تھی۔اور چہرہ اس کا حارث کے تکیے کے قریب تھا۔

"چلو... ڈیڑھ گھنٹہ تو اب میں سکون سے سو سکتا ہوں۔"

اس کا چہرہ دیکھ کر مسکرایا۔پھر ماتھے سے ماتھے جوڑ کر سکون سے آنکھیں بند کر لیں۔

اور دونوں اتنے سکون سے سوتے رہ گئے کہ آنکھ کھلی تو آٹھ بجے کے الارم سے ہی کھلی۔

حارث نے آنکھیں کھولے بغیر موبائل اٹھایا۔الارم بند کیا۔جبکہ رابعہ نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں،دیوار پر لگی گھڑی کا ٹائم دیکھ کر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"اتنی دیر تک کیسے سوتے رہ گئے ہم!"

اس نے حیرت سے حارث کو دیکھا۔اپنی آنکھیں مسلی۔بال باندھے اور دوپٹہ لپیٹتے ہوئے پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیڈ سے اتری۔

Novels by Hania Yasoob Khan

"جب آپ نے الارم لگا ہی لیا تھا تو آٹھ بجے کا کیوں لگایا تھا؟ اب دیکھیں کتنی دیر ہو گئی ہے۔ میں نے ناشتہ بھی بنانا ہے، آپ کو کپڑے بھی استری کر کے دینے ہیں۔ کیسے کروں گی میں اب یہ سب اتنی جلدی میں؟"

الماری کھول کر وہ سب سے پہلے اس کے لیے شلوار قمیض نکال رہی تھی۔

"ضروری نہیں ہے کہ جس موڈ میں تم رات سوئی تھی صبح اسی موڈ میں پھر سے مجھ پر شروع ہو جاؤ۔ میں نے آٹھ بجے کا الارم لگایا تھا کیونکہ مجھے آٹھ بجے تک ہی سونا تھا۔ تم نے اگر خود جلدی اٹھنا تھا تو تمہیں اپنے موبائل میں لگانا چاہیے تھا الارم۔"

"یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ مجھے صبح ہی صبح جتانا شروع کر دیں۔ اب مسئلہ تو میرے لیے ہے نا۔"

اس نے پھر گھڑی دیکھی۔ پانچ منٹ کا حساب لگا کر باتھروم میں چلی گئی۔

"اتنے اچھے موڈ میں سویا تھا میں۔ یہ اگر تھوڑا پیار سے بات کر لیتی تو کیا ہو جاتا۔ مسکرا کر دیکھتی، مجھے پیار سے جگاتی، رات والا موڈ ظاہر بھی نہ کرتی تو میں ابھی اس کی مدد کروا دیتا۔ کہہ دیتا کہ کپڑے آج نہ دے مجھے۔ کل والے ہی چلا لوں گا میں۔"

جتنی دیر وہ اٹھا رابعہ تولیے سے منہ خشک کرتے ہوئے آ گئی۔

"میں آپ کے کپڑے استری کرنے جا رہی ہوں۔ آپ اٹھ کر فریش ہو جائیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ جلدی میں تھی۔

"ادھر آؤ زرا میرے پاس۔"

حارث اٹھا۔ مسہری سے ٹیک لگائی۔ بیٹھ گیا۔

رابعہ نے گھڑی کو دیکھا۔ پھر اس کو دیکھا۔ حارث نے اسے ہاتھ سے اپنی طرف آنے کا اشارہ دیا۔ رابعہ کو قدم اٹھانے پڑے۔

"بیٹھو زرا۔"

اس کا دھلا دھلایا چہرہ دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ رابعہ بیٹھ گئی۔

"آپ کو دکان کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ سوا آٹھ ہو گئے ہیں۔"

اب وہ دھیمے انداز سے بتانے لگی۔

"کوئی بات نہیں، آج تھوڑی دیر سے چلا جاؤں گا میں۔"

وہ بھی نرمی سے کہہ رہا تھا۔ آنکھیں بھی مہربان سی دکھنے لگیں تھیں۔

"مجھے رات یاد ہی نہیں رہا کہ میں نے الارم لگانا ہے۔ امی کی طرف تھی تو صبح کے سارے الارم میں نے بند کر دیے تھے۔"

"رات تو تمہیں بس یہی یاد تھا کہ میں تمہاری کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مجھے بتاؤ کہ ایسا میں کیا کروں جو تمہیں میری پرواہ دکھنے لگے گی؟"

Novels by Hamna Yasooq Khan

حارث نے اس کے گال پر ہاتھ لگایا تو چہرہ دھونے کے باعث گال ٹھنڈا محسوس ہوا تھا۔

"وہ میں نے بس ایسے ہی کہہ دیا تھا۔"

رابعہ نے پلکیں جھکا لیں۔

"بس ایسے ہی مجھے مت جتایا کرو کہ میں تمہاری پرواہ نہیں کرتا۔ تمہیں کیا پتہ کہ اتنے دن سے تم نہیں تھی تو میں نے کتنا یاد کیا تھا تمہیں۔"

رابعہ نے اب اسے حیرانی سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ایسی اپنی عادت ڈال دی ہے تم نے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کے لیے تمہاری ضرورت محسوس ہوتی ہے مجھے۔ تمہیں بے دھیانی میں آواز دینے لگتا تھا اور پھر یاد آتی تھی کہ تم تو ہو ہی نہیں۔"

یہ باتیں تو وہ سارا دن یونہی بیٹھ کر سن سکتی تھی۔ لیکن اس نے دکان پر بھی جانا تھا۔

"آپ اگر مجھے یاد کر رہے تھے تو آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"کیونکہ مجھے لگ رہا تھا کہ تم خود ہی محسوس کر لو گی پر تم محسوس کرنے میں بالکل بھی اچھی نہیں ہو۔ تمہیں لفظوں کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"اور محسوس کرنے کے علاوہ تو اچھی ہوں نا؟"

وہ بھی اب مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

Novels by Hania Yasood Khan

"بس اپنی تعریفیں سننی ہیں تم نے مجھ سے۔ بدلے میں خود خوش ہو جاتی ہو، مجھے تو خوش نہیں کرتی۔"

اب یہ اس کا شکوہ تھا۔

"آپ کو دکان کے لیے دیر ہو رہی ہے۔"

لفظوں پر زور دے کر رابعہ اٹھ گئی۔

"دیکھ لو اب تم میری باری کیسے اٹھ کر جا رہی ہو۔"

"آپ کو سچ میں دیر ہو رہی ہے۔"

اس نے بھی گھڑی کی طرف دیکھا۔ اور کپڑے اٹھائے۔ حارث سر کھجاتے ہوئے باتھروم چلا گیا۔

"میں پھر پانچ منٹ میں نیچے آ رہا ہوں۔ تم میرے کپڑے ریڈی کر کے رکھو۔ اور ناشتے میں پراٹھے مت بنانا ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔"

اب وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔ رابعہ سر ہلاتے ہوئے نیچے آ گئی۔ حارث کی امی کمرے میں تھیں۔ علیفہ ادھر ادھر گھوم رہی تھی۔ اور فاطمہ کچن میں علیفہ کے لیے انڈے ابال رہی تھی۔

"دیر نہیں ہو گئی آج حارث کو؟"

Novels by Hamna Masood Khan

ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ خبروں والے چینل پر ٹائم دیکھا تو امی نے پوچھا۔

"تھوڑی دیر تو ہو گئی ہے، میں بس آج الارم لگانا ہی بھول گئی تھی۔"

رابعہ نے جلدی سے سوئچ لگایا۔ اور استری تیز گرم کی۔ کپڑوں پر پانی کا چھڑکاؤ کر کے استری کرنے لگی۔

"نماز کے بعد گہری آنکھ لگ جائے تو یہی ہوتا ہے۔"

کٹوری میں علیفہ کے لیے انڈہ رکھ کر فاطمہ کمرے میں آئی۔ کرسی پر بیٹھ گئی۔ میز پر نمک اور کالی مرچ پہلے سے رکھی ہوئی تھیں۔ اور آدھے کپ میں علیفہ کے لیے چائے بھی تھی۔

"میں نے تو پڑھنی نہیں تھی نماز اس لیے سوتی رہ گئی اور یہ بھی جب نماز پڑھ کر آئے تو آٹھ بجے کا الارم لگا کر سوئے۔"

وہ تیز تیز استری کرتے ہوئے فاطمہ سے بات کر رہی تھی، دھیان ہی نہیں دیا کہ کیا بات کر رہی تھی۔

امی فاطمہ کو دیکھ رہیں تھیں اور فاطمہ ان کی بات سمجھی بھی تھی لیکن کچھ بولی نہیں۔

"کپڑے استری ہو گئے ہیں، رابعہ؟"

اتنے میں حارث سیڑھیاں اتر کر آیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جی... بس لا رہی ہوں۔"

اس نے جلدی سے قمیض کے دامن پر استری ماری۔ پھر سوٹ اٹھا کر باہر چلی گئی۔ حارث برامدے میں کھڑا تھا۔

"پچھلے مہینے بھی کچھ نہیں تھا اور اس مہینے بھی دیکھو کیسے بتا کر گئی ہے۔ حالانکہ میں نے اسے سمجھایا بھی تھا کہ اس معاملے میں سنجیدہ ہو۔ پر مجھے تو لگتا ہے کہ اسے ہماری خوشی کا احساس ہے ہی نہیں۔"

امی فاطمہ سے کہہ رہی تھیں۔ باہر برامدے میں موجود رابعہ اور حارث دونوں نے ان کی بات سنی تھی۔

"ابھی تو نئی نئی شادی ہوئی ہے، امی۔ اچھا ہے اسے گھر کو سمجھنے کا تھوڑا وقت مل رہا ہے ورنہ ایک دم بچے کی ذمہ داری کی وجہ سے لڑکیوں کو بڑی مشکل ہوتی ہے۔ گھر کی ذمہ داری، شوہر کی ذمہ داری، پھر اپنی اوازار طبیعت۔"

علیفہ کے لیے انڈہ چھلیتے ہوئے فاطمہ اپنی طبیعت کو مد نظر رکھ کر کہہ رہی تھی۔

"ہر عورت سنبھالتی ہے اپنا گھر، اپنا شوہر اور اپنی آنے والی اولاد کو بھی۔"

امی بہت کچھ جتا کر کہہ رہی تھیں۔

"علیفہ ادھر آؤ... بیٹا ناشتہ کرواؤں آپ کو۔"

Novels by Hania Yasooj Khan

فاطمہ نے ان کی بات کا مزید جواب نہیں دیا۔ باہر حارث اور رابعہ اب بھی ویسے ہی کھڑے تھے۔

"استری بند کی ہے اندر؟"

حارث نے اس کے ہاتھ سے کپڑے لیے۔ پھر پوچھا۔ وہ غائب دماغی سے کھڑی تھی۔

"کیا پوچھ رہے ہیں؟"

"استری بند کی ہے تم نے اندر؟"

تھوڑی دیر پہلے ہی اس کا موڈ اچھا کیا تھا۔ اور اب چہرے کی ساری رونق ختم ہو گئی تھی۔

"نہیں وہ میں کر دیتی ہوں۔"

"کچن میں جاؤ تم، ناشتہ بناؤ... میں کر دیتا ہوں استری بند۔"

کپڑے لے کر ہی وہ کمرے میں گیا۔ امی اور فاطمہ کو دیکھا اور استری کا سوئچ نکال دیا۔

"بھائی آج آپ کو کافی دیر نہیں ہو گئی؟"

امی کی نظریں وہ سمجھ رہا تھا۔ لیکن فاطمہ کے سوال پر سر ہلانے لگا۔

"ہاں میں نے دیر سے جانا تھا آج۔ ناشتہ کیا آپ لوگوں نے؟ رابعہ بنانے جا رہی ہے تو اسے بتا دو، سب کا بنا دے گی وہ۔"

امی اور فاطمہ دونوں سے مخاطب تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں بس علیفہ کو یہ کھلا کر جا رہی ہوں کچن میں۔اس کی ہیلپ کرواتی ہوں۔"

حارث باہر چلا گیا۔

"مجھے لگتا ہے بھائی نے آپ کی بات سن لی ہے۔"

فاطمہ نے اس کے تاثرات سے اندازہ لگایا تھا۔

"تو سن لے... میں نے کون سا کچھ غلط کہہ دیا ہے۔"

اور امی کو سمجھانا فاطمہ کے بس کی بات نہیں تھی۔چپ چاپ وہ کچن میں رابعہ کے پاس ہی آ گئی۔

"ان کو بس میں چائے کے ساتھ بریڈ دے دیتی ہوں، آپی۔یہ دکان کے لیے نکل جائیں پہلے پھر ہم سب کا ناشتہ بناتی ہوں۔آٹا تھوڑا تھا تو میں نے ابھی تازہ ہی گوندھا ہے۔"

فاطمہ کو مناسب نہیں لگا کہ اب وہ رابعہ سے اندر ہوئی بات کے بارے میں کچھ پوچھتی۔

"آپ کو بھوک تو نہیں لگ رہی؟"

حارث کے لیے اس نے انڈہ پھینٹنا شروع کیا۔

"نہیں... پہلے تم بھائی کو دے دو آرام سے ناشتہ۔ہم تو کر ہی لیں گے۔"

Novels by Hania Masood Khan

ناشتے کے وقت جہاں حارث امی سے ادھر ادھر کی کوئی بات کر لیا کرتا تھا، آج اس نے نہیں کی۔ امی نے بھی محسوس کیا تھا لیکن ظاہر نہیں کیا۔ رابعہ کا موڈ تو حارث کے جانے کے بعد کاموں کی نذر ہو گیا تھا۔ سارا دن کھپ کھپا کر گزرا۔ شام میں محسن آیا اور حارث کے آنے سے پہلے ہی فاطمہ کو لے گیا۔ گھر ایک بار پھر خالی ہوا اور شام کی چائے کے بعد رابعہ کو امی کے کمرے میں ہی بیٹھنا پڑا۔

"اپنے ابو کی طبیعت پوچھی فون کر کے؟"

امی نے خود اس سے بات شروع کی۔

"میں نے گھر کیا تھا فون، طبیعت تو ٹھیک تھی انکی لیکن اب وہ کہہ رہے ہیں کہ کل سے دکان پر جائیں گے۔ بس اس بات پر امی بہت پریشان ہو رہی ہیں۔"

امی سے کچھ دیر بات کرتی رہی۔ پھر کچن میں آ گئی۔ اور تھوڑی دیر تک حارث بھی گھر آ گیا۔

"اتنا منہ کیوں بنایا ہوا ہے تم نے؟"

"میں نے تو نہیں بنایا ہوا۔"

ہمیشہ کی طرح کچن کی دہلیز پر ٹھہرا تھا۔ وہ چولہے کی طرف رخ کر کے کھڑی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''ابو ٹھیک ہیں تمہارے؟''

''کال کر کے پوچھا تھا میں نے، کہہ رہے تھے کہ کل سے دکان پر جائیں گے۔''

وہ دو منٹ کے لیے چولہا آہستہ بھی کر سکتی تھی۔ پلٹ کر حارث سے بات پوری توجہ سے بھی کر سکتی تھی۔ لیکن وہ کام کرتے ہوئے اس کی بات کا جواب دے رہی تھی۔

''تم امی والی بات کو ابھی بھی سر پر سوار کر کے بیٹھی ہوئی ہو نا؟''

بھولا وہ خود بھی نہیں تھا۔

''میں نے ایسا کب کہا ہے؟''

اب وہ پلٹی۔

''ظاہر تو تم یہی کر رہی ہو، رابعہ۔ صبح کا دکان پر گیا ہوا تھا۔ اب تھکا ہارا آیا ہوں اور تمہارا وہی موڈ دیکھنے کو مل رہا ہے۔''

رابعہ اس کے انداز کو سمجھی نہیں۔ سنجیدگی تو تھی لیکن اس میں بھی غصہ چھپا تھا۔ اور غصہ بھی جیسے کسی اور ہی بات کا تھا۔

''گھر کا اتنا کام تھا کرنے والا میں بھی صبح سے اسی میں لگی ہوئی تھی۔ میں بھی تھکی ہوئی ہوں اور آپ خود بھی دیکھ لیں کہ آپ مجھ سے کیسے بات کر رہے ہیں۔''

انداز کو سمجھ جاتی تو دفاعی لہجہ نہ اپناتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''ٹھیک ہے تم مت بناؤ روٹی، میں تندور سے لے آتا ہوں۔''

اب غصہ چھپا ہوا رہا بھی نہیں تھا۔

رابعہ نے پلکیں جھپکیں۔اسے دیکھتی رہی۔

''آپ اندر بیٹھیں میں بس پانچ منٹ میں کھانا لا رہی ہوں۔''

پھر اس نے فوراً اپنا لہجہ بہتر کر لیا۔موڈ بس وہ زبردستی کا خوشگوار نہیں کر سکتی تھی۔پھر اس نے واقعی پانچ منٹ میں پہلی روٹی بنا کر کھانا لگا دیا تھا۔اور ساتھ ساتھ اور تازہ روٹی بنائے جا رہی تھی۔

''ثمرین کا فون نہیں آیا ہفتہ ہو گیا ہے۔سالگرہ پر بھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی ہماری۔''

امی نے اب حارث سے بات شروع کی۔

''آپ نے خود فون کر لینا تھا۔''

حارث نے میز کھینچ کر اپنے آگے کیا۔اور سامنے لگی سکرین کے چینل بدلنے لگا۔

''نمبر ہی بند تھا۔اب تُو ایسا کر کہ قیصر کو فون کر لے۔اس سے اس کی خیریت بھی لے لینا اور کہہ دینا کہ ثمرین اور بچوں کو کچھ دن کے لیے ٹھہرنے دے ہماری طرف۔''

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ چمٹے میں تازہ روٹی پکڑ کر اندر آئی تو اس نے بھی امی کی بات سنی۔ ثمرین باجی کے لیے وہ فکر مند دکھائی دے رہی تھیں۔

''میں کر لوں گا فون لیکن ان سے ہر گز یہ نہیں کہوں گا کہ باجی کو بچوں کے ساتھ رہنے کے لیے بھیج دیں۔ اچھا نہیں لگتا امی جب ہمیں دوسرے انسان کی عادت کا پتہ بھی ہے۔''

پھر رابعہ روٹی کو رومال میں رکھنے کے لیے جھکنے لگی۔ لیکن حارث نے گرم روٹی چمٹے سے لے کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور پھر امی سے بات کرتے ہوئے رومال میں رکھ دی۔

''تو ایسے میں کیا اپنی بیٹی کو چھوڑ دیں ہم؟''

''چھوڑنے کی بات کون کر رہا ہے؟ میں قیصر بھائی سے کہہ دوں گا کہ ملنے کے لیے باجی اور بچوں کو بھیج دیں۔ اور باجی کا فون کیوں بند ہے یہ بھی پوچھ لوں گا۔ بتا دوں گا کہ امی پریشان ہو رہی تھیں لیکن جس بات سے ان کے گھر میں مسئلہ بنے ہمیں وہ بات نہیں کرنی چاہیے، امی۔''

امی نے کھانا شروع کر دیا تھا۔ لیکن اس کا سالن ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"جب تُو رابعہ کو اس کے گھر رہنے کے لیے نہیں بھیج رہا تھا تب اس کے ابو نے بھی تو تجھے کیا تھا نافون۔ پھر تو بھی مان گیا۔اب اپنی بہن کے لیے کہتے ہوئے کیوں تجھے اتنا مسئلہ ہے؟"

"رابعہ کی بات اور ہے، امی۔اور میں قیصر بھائی جیسا ہر گز نہیں ہوں۔"

رابعہ پھر روٹی رکھنے اندر آ گئی۔اب بھی اس نے بات سنی تھی۔حارث کی بات کے جواب میں اب امی نے کچھ نہیں کہا۔

"بس تم آخری روٹی بناؤ اور آ جاؤ جلدی۔انتظار کر رہا ہوں میں تمہارا کھانے پہ۔"

رابعہ نے اس کی پلیٹ کی طرف دیکھا۔

"سالن ٹھنڈا تو نہیں ہو گیا؟"

نہیں ٹھیک ہے۔تم بس روٹی لاؤ"

جی اچھا کر کے رابعہ چلی گئی۔برامدے میں تھی جب اسے حارث کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی۔اور پھر رابعہ اس کی بات سننے کے لے ٹھہر گئی۔

"یہ بھی صبح سے اتنے کاموں میں لگی رہی ہے۔آگے ہی طبیعت خراب ہے اس کی اور اب تو اچھی خاصی تھکی ہوئی نظر آ رہی ہے۔میں کہہ رہا تھا کہ روٹی تندور سے لے آتا ہوں پر

Novels by Hamna Yasood Khan

بنانا شروع ہو گئی۔ تھوڑا آپ ہی سمجھا دیا کرو اسے کہ ضروری نہیں ہے ہر کام ایک ہی دن میں کرنا ہے۔"

امی ثمرین باجی کے لیے اپنی فکر دکھا رہی تھیں۔ حارث نے رابعہ کے لیے فکر دکھائی۔ وہ بھی غلط وقت پر۔

"ہفتے بعد گھر آئی ہے تو جو کام ہونگے کرنے والے وہ تو کرنے ہی تھے اس نے۔ میں نے تو اسے ایک کام کے لیے نہیں کہا لیکن اسے خود بھی اپنی ذمہ داری کا پتہ ہے، اپنی مرضی سے کر رہی ہے۔ کسی نے کوئی زبردستی نہیں کی اس کے ساتھ۔"

پتہ نہیں امی نے رابعہ کی طرف داری کی تھی۔ یا شاید حارث کو کچھ اور ہی جتانے کی کوشش کی تھی۔

"پھر بھی آپ کہو گی تو تھوڑا اپنی صحت کا بھی خیال کر لے گی۔ اپنے ابو کی وجہ سے بھی کافی پریشانی میں رہی ہے۔ بتا رہی تھی کہ کل سے وہ اب دکان پہ جانے کا کہہ رہیں ہیں۔ اور میرے حساب سے انہیں ابھی ہفتہ دس دن گھر رکنا چاہیے۔ کل اگر وقت نکلا تو میں ان کی طرف چکر لگاؤں گا۔ کوشش کروں گا سمجھانے کی کہ کام کی فکر نہ کریں۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکا مجھے بتا دیں۔ میں چکر لگا لوں گا ان کی دکان کا۔"

Novels by Hamna Nasook Khan

حارث کی طرف داری سے رابعہ کے دل کو تسلی سی ہو گئی تھی۔ پھر وہ جلدی سے روٹی بنا کر آئی۔ اس کے ساتھ تھوڑا بہت کھانا کھایا۔ امی سے بھی تھوڑی بہت بات کر لی۔ اور حارث کے لیے چائے رکھی۔

"کھانا ٹھیک سے کھایا ہے تم نے؟"

وہ اپنے لیے ایک ہی روٹی بناتی تھی اور آج وہ روٹی آدھی بچ گئی تھی۔

جتنی بھوک تھی اتنا تو کھا لیا تھا۔

رابعہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اور اب حارث کو بھی وہ سمجھ میں آنے لگی تھی۔

"باہر سے لا دوں کچھ تمہیں؟"

آج تک تو کبھی اس نے کچھ لا کر نہیں دیا تھا۔ اور اب کچن کے دروازے پر دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر خاص طور سے پوچھ رہا تھا۔

"اس وقت؟"

رابعہ نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں چوک پر کھڑا ہوتا ہے تکے کباب والا... اس کے علاوہ انڈے والا برگر اور شوارما بھی مل جائے گا۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

یہ مہربانی چاہے جس بھی وجہ سے ہو رہی تھی رابعہ کے منہ میں تو بس پانی آیا تھا، ساتھ میں دوسرا خیال بھی آ رہا تھا۔

''آپکی امی کہیں گی کہ ابھی کھانا کھایا ہے اور...''

''امی کو میں ساتھ مونگ پھلیاں لا دوں گا۔ تم بتاؤ کیا لاؤں تمہارے لیے؟''

''انڈہ شامی برگر اور ساتھ میں چھوٹی بوتل کوک۔''

پھر اس نے فوراً سے فرمائش کر دی۔ چولہے کی آنچ بھی ہلکی کر دی۔

''بوتل نہیں لاؤں گا پر برگر لے آتا ہوں۔ تم چائے لے کر اوپر چلی جانا۔ امی کو مونگ پھلیاں دے کر اوپر ہی آ جاؤں گا میں بھی۔''

بوتل کے نام پر تو حارث نے صاف صاف نہ میں سر ہلایا۔ پھر کچن کے دروازے سے ہٹا۔ رابعہ بھی تیزی سے باہر آئی۔

"بوتل کے ساتھ ہی تو مزہ آئے گا۔"

حارث صحن میں کھڑی موٹر سائیکل تک جا رہا تھا۔ پیچھے مڑ کر اس نے رابعہ کو ایک اور بار نہ کی۔

''چھوٹی والی بوتل بس... آپ فریج میں رکھی ہوئی نہ لانا، گرم لے آنا۔ پر اگر آپ بوتل نہیں لائیں تو پھر برگر بھی مت لے کر آنا۔ بوتل کے بغیر زرا مزہ نہیں آئے گا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... بوتل کے بغیر بر گر تمہارے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔"

حارث نے موٹر سائیکل سٹینڈ سے اتاری۔ پھر پیچھے کی طرف لے جانے لگا۔ رابعہ نے جا کر دروازہ کھولا۔

"لائیں گے نا آپ بوتل؟"

جب اس نے موٹر سائیکل باہر نکال لی اور سٹارٹ کرنے لگا تو رابعہ نے دوبارہ پوچھا۔ لیکن حارث نے بس اس کی طرف دیکھا۔ پھر ہیلمٹ پہنا۔

"دروازہ بند کرو اور اندر جاؤ۔ یہاں ٹھنڈ ہو رہی ہے۔"

رابعہ نے پھر دروازہ بند کر دیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ لے آئیں گے۔"

صحن سے گزر کر کچن تک آتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔ پھر اس نے حارث کی چائے کپ میں نکالی۔ امی کو کمرے میں دیکھ کر پھر اوپر کمرے میں چلی گئی۔

"دو دن بعد ان کی سالگرہ ہے۔ اور میں نے ان کے گفٹ بھی پیک کرنے ہیں اور سوچنا بھی ہے کہ کیک وغیرہ کا کیا کروں۔ اور گھر پہ کھانے میں کیا بناؤں؟"

کمرہ پورا سمٹا ہوا تھا۔ آج اس نے ایک ایک کونہ صاف کیا تھا۔ باہر چھت پر تار پر کپڑے پھیلائے ہوئے تھے جنہیں اس نے صبح کی دھوپ لگانے کے بعد اتارنا تھا۔ بیڈ پر بیٹھنے کے

Novels by Hamna Yasoob Khan

بجائے اس نے حارث کے گفٹ والے بیگ کی زپ کھول کر دیکھا۔ اس بیگ کو اس نے بیڈ کے نیچے کر کے رکھ دیا تھا۔ تاکہ حارث کی نظر نہ پڑے۔

"میں انہیں رات کے بارہ بجے وش کروں گی۔ خود بھی نہا دھو کر اچھی سی تیار ہو جاؤں گی۔ اور کمرے میں تو کوئی ڈیکوریشن کر نہیں سکتی میں، غبارے لگانے میں کہیں میرا مذاق ہی نہ اڑانے لگ جائیں کہ میں کونسا بچہ ہوں جو میری سالگرہ پر تم نے غبارے لگا دیے ہیں۔ بلکہ پھر اپنی عمر کو لے کر شروع ہو جائیں گے اور مجھے غصہ دلا دیں گے۔"

نیچے حارث کی موٹر سائیکل کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے بیگ کی زپ بند کی۔ اور بیگ کو پھر سے بیڈ کے نیچے دھکیل دیا۔

"آج صبح سے دو بار انہوں نے میرا موڈ ٹھیک کیا ہے۔ میں بھی پھر پوری کوشش کروں گی کہ انہیں خوش کر سکوں۔"

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے مسہری سے ٹیک لگائی۔ کمبل کھینچ کر نہیں کھولا۔ جب حارث اوپر آیا تو اس کے ہاتھ میں بس ایک ہی شاپر تھا۔ اور اس شاپر میں خاکی کاغذ کے اندر انڈے والا برگر تھا۔ نیچے سے آتے ہوئے وہ ایک پلیٹ بھی ساتھ لے آیا تھا۔ رابعہ اس کے ہاتھوں میں بوتل ڈھونڈ رہی تھی۔ اور حارث نے شاپر پلیٹ میں رکھ کر اس کے آگے رکھ دیا۔

"گرم گرم ہے، فٹافٹ سے کھالو۔ یہ نہ ہو کہ اسے دیکھتے دیکھتے ہی تم اسے ٹھنڈا کر دو۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

"بوتل نہیں لائے آپ؟"

حارث نے دائیں بائیں سر ہلایا۔اور اپنا مفلر اور گلوز اپنی طرف کی میز پر رکھے۔ پھر بیٹھ کر اس نے اپنی ڈائری کھولی۔ حساب کتاب کرنے لگا۔

"کھالو، رابعہ۔"

اسے دیکھا تو وہ جوں کی توں بیٹھی تھی۔

"میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ بوتل کے بغیر بالکل بھی مزہ نہیں آئے گا۔"

اس نے بے دلی سے برگر نکالا۔پلیٹ میں رکھا۔خوشبو سے تو اسے وہ برگر اچھا لگ رہا تھا۔ دل کیا کہ فوراً کھانا شروع کر دے۔ لیکن حارث کو یہ بھی تو دکھانا تھا کہ بوتل کے بغیر اس کے حلق سے برگر نہیں اتر سکتا۔

"اور مجھے تو لگا تھا کہ تم میرا شکریہ ادا کرو گی۔ کیونکہ تمہارے لیے میں نے موٹر سائیکل دوبارہ نکالی اور اتنی ٹھنڈ میں باہر گیا۔"

اپنے والٹ میں سے سارے پیسے نکالے۔ پھر ان کو گنتی کر کے الگ الگ صفحات کے درمیان میں رکھا۔ نیلا پین اس نے کان کے اوپر ٹکایا ہوا تھا۔

"شکریہ۔"

رابعہ نے جتا کر کہا۔

Novels by Hamna Yasmeen Khan

حارث برگر کے تین پیس کروا کر آیا تھا۔ رابعہ نے پہلا اٹھایا۔ اور کھانا شروع کر دیا۔ برگر کا ذائقہ سچ میں اچھا تھا۔ اسی وجہ سے رابعہ نے چھوٹے سے پیکٹ میں موجود دہی والی چٹنی کو نہیں کھولا تھا۔

"تم تو صلاح تک نہیں مارتی۔"

اب اس کا حساب پورا ہوا تو اس نے اپنی ڈائری بند کر کے دراز میں رکھی۔ پھر رابعہ کی طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ شاید برگر کا ایک پیس اٹھانے والا تھا۔

"درمیان والا پیس میں کھاؤں گی، وہ آخری والا آپ لے لیں۔"

درمیان والے میں انڈہ بھی سب سے زیادہ تھا اور۔ شامی بھی سب سے زیادہ تھی۔ حارث نے پھر وہ آخری والا پیس ہی اٹھا لیا۔ جتنا چھوٹا وہ پیس تھا، حارث نے تین حصوں میں ختم کر کے اپنے ہاتھ جھاڑ لیے تھے۔

"پانی دوں؟"

رابعہ نے اپنی طرف کی میز پر دیکھا۔ اس پر پانی کی بوتل بھی رکھی تھی۔ اور پانی کا گلاس بھی۔

"نہیں... میں یہ بوتل پی لیتا ہوں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

رابعہ اسے حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔ درمیان والا پیس اس نے بس ابھی ابھی اٹھایا تھا۔ اور حارث نے میز پر سے اپنا مفلر اٹھایا۔ اور اس میں لپٹی ہوئی چھوٹی بوتل کو نکالا۔ رابعہ کی آنکھیں پہلے سے زیادہ کھل گئیں کیوں کہ حارث نے بوتل کے ڈھکن کو زور لگا کر کھولا۔ اور بوتل منہ سے لگالی۔

"یہ... یہ تو آپ میرے لیے لائے ہونگے نا۔"

ایک ہاتھ میں برگر تھا اور دوسرے ہاتھ کو حارث کے آگے کر کے اس سے بوتل مانگ رہی تھی۔

"ہاں تمہارے لیے لایا ہوں پر ساری نہیں دونگا تمہیں۔ ایک اور گھونٹ پی کر دیتا ہوں۔"

"آپ کا گھونٹ بھی اتنا بڑا ہے۔ اور بوتل دیکھی ہے آپ نے، کتنی چھوٹی والی لائیں ہیں۔"

گھٹنوں پر زور دے کر وہ اونچی ہو گئی۔ حارث نے تسلی سے دوسرا گھونٹ پیا اور بوتل اس کے آگے کر دی۔

"میں نے صرف دو گھونٹ پیئے ہیں۔"

"اور دو گھونٹ میں بوتل آدھی کر دی ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے پکڑ تو لی۔ لیکن منہ رونے والا بنایا ہوا تھا۔

"نہیں پینی تو دے دو مجھے واپس۔"

حارث نے پھر اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس سے بوتل مانگی اور رابعہ بیڈ پر گھوم گئی۔ حارث کی طرف پشت کر دی۔

"مجھے تنگ نہیں کریں، کھانے دیں آرام سے۔"

اور حارث نے اسے دوبارہ تنگ نہیں کیا۔ آرام سکون سے کھا کر وہ اٹھی۔ شاپر ڈسٹبن میں ڈالا۔ ہاتھ دھو کر آئی۔

"تھینکیو۔"

اب اس نے دل سے کہا تھا۔

"تھوڑی دیر پہلے کیسے دو گھونٹ بوتل پینے پر مجھے باتیں سنا رہی تھی۔"

رابعہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کمبل اب بھی اس نے نہیں کھینچا۔

"دو گھونٹ میں آدھی بوتل جان کر پی تھی نا آپ نے؟"

اس نے لڑنے والے انداز سے پوچھا۔

"اس موسم میں بوتلوں سے دور ہی رہنا چاہیے۔ اب تمہاری شکل دیکھ کر میں لے آیا تھا تو پوری تو ہرگز پینے نہیں دے سکتا تھا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے کمبل کھینچ کر خود پر لیا۔اور رابعہ نے اسی کی طرف سے کھینچ کر کمبل اپنے اوپر کیا۔

''کیا مطلب شکل دیکھ کر؟''

''ترس آگیا تھا مجھے تم پر۔''

حارث لیٹ گیا۔اور وہ شاید تپ گئی۔

''اتنے کام میری جگہ آپ نے کیے ہوتے نا تو آپ کی شکل بھی بیچاری ہو جاتی۔''

''تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ سب کچھ آج کے آج ہی کر دو۔ تمہارا گھر ہے، جب کرنا ہی تم نے ہے، تو اپنی ترتیب کے حساب سے کیا کرو۔اور ہاں... میں آئندہ گھر آؤں تو مجھے تم ہنستی مسکراتی ملا کرو۔ باہر سارا دن گزارنے کے بعد بندے کو گھر میں سکون دیکھنا ہوتا ہے۔''

''ہاں تو میں بتا رہی ہوں کہ میں تھک گئی تھی۔ کمر میں درد نکل آیا تھا میرے بازو بھی دکھ رہے تھے۔اور...''

''اور کچھ تمہارے دماغ سے امی کی بات نہیں نکل رہی تھی۔''

پر شاید وہ بات اس کے اپنے دماغ میں اٹکی تھی۔

''وہ غلط تو نہیں کہہ رہیں تھیں۔''

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ کھسکتے ہوئے لیے گئی۔

"صحیح بھی نہیں کہہ رہی تھیں۔"

حارث نے اپنا بازو پھیلایا۔

"لیکن انہوں نے مجھے سچ میں سمجھایا تھا۔"

رابعہ نے بازو پر سر رکھ کر کروٹ اس کی طرف لے لی۔

"کیا سمجھایا تھا؟"

اس کو ٹھکٹھکا لگا۔

"یہی کہ آپ بے شک سنجیدہ نہ ہوں لیکن مجھے اس معاملے کو سنجیدہ لینا چاہیے۔"

اور اب بھنویں کے درمیان میں بل اڈنے لگا۔

"اور تمہارے سنجیدہ ہونے سے کیا ہو جائے گا؟"

پھر لہجہ بدلا۔

"ابھی تو کچھ نہیں ہوا ویسے۔"

پر اچانک اس کے چہرے پر ایک طرفہ مسکراہٹ آگئی۔

"تو اس لیے، آئندہ، کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امی کو تم اپنی طبیعت کا بتاؤ۔ مجھے مناسب لگے گا تو میں خود بات کر لوں گا۔ لیکن تم نظر انداز کرنا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر اس نے نرمی سے کہا۔

"انہوں نے خود پوچھ لیا تو؟"

"تو بھی نظر انداز کرنا۔"

اس کے گرد بازو لپیٹ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔اب اسے سونا تھا۔کیونکہ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتا تھا۔

حارث نے قیصر بھائی کو فون کیا تو اسے پتہ چلا کہ ثمرین باجی کا فون بچوں نے گرا کر توڑ دیا تھا۔اب نیا پینل ڈلوانے کو دیا ہے تو شام تک ان سے رابطہ ممکن ہو جائے گا۔پھر حارث نے امی کی وجہ سے ان سے درخواست بھی کر دی کہ ثمرین باجی کو بچوں کے ساتھ دو دن کے لیے رہنے بھیج دیں۔اس بیچ وہ بھول ہی گیا کہ اس کی سالگرہ آنے والی ہے اور رابعہ نے کوئی اہتمام کرنا ہو گا۔ثمرین باجی کے ہوتے ہوئے کوئی گڑبڑ بھی تو ہو سکتی تھی۔

اب حارث کی سالگرہ کل تھی اور آج ثمرین باجی بچوں کے ساتھ گھر آ گئیں تھیں۔لایا بھی انہیں حارث ہی تھا۔جمعہ تھا تو وہ نماز کے بعد انہیں لینے چلا گیا تھا۔قیصر بھائی نے انہیں دو راتیں رکنے کی اجازت دی تھی۔ایک آج کی رات جب بارہ بجے حارث کی

Novels by Hamna Wasood Khan

سالگرہ شروع ہونی تھی اور ایک کل کی رات جب بارہ بجے کے بعد حارث کی سالگرہ ختم ہو جانی تھی۔

پھر رابعہ کو ان کے آنے سے پریشانی محسوس ہوئی تھی، کچھ ان کے رویے کی وجہ سے اور کچھ وہ حارث کی سالگرہ کے لیے بھی فکر مند تھی۔ اس نے کل کا دن ہفتے بھر کے کپڑے استری کرنے میں گزار دیا تھا۔ اور سالگرہ کے لیے جو کرنا تھا وہ آج ہی کرنا تھا۔ لیکن ثمرین باجی کے آنے سے امی تو بہت خوش ہو گئیں تھیں۔ رابعہ کچن میں خاموش کھڑی تھی۔

"بچے کیا کھائیں گے شوق سے؟"

امی نے بچوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی فرمائش کر دی۔

"رابعہ ایسا کرو کہ بچوں کے لیے آلو کی چپس تل لو۔ کیچپ کے ساتھ شوق سے کھالیں گے۔"

پھر وہ فرمائش رابعہ تک پہنچی۔ اور اس وقت اس کے دماغ میں صرف رات بارہ بجے تک کا حساب چل رہا تھا۔ اب تو مشکل ہی تھا کہ وہ بیچ میں کمرے میں جا پاتی۔ وہاں جا کر کم از کم کچھ اور نہ سہی تو گفٹ ہی پیک کر لیتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ثمرین باجی بس دو دن کے لیے آئی ہیں۔ پھر انہیں چھوڑ آؤں گا میں۔ تم ان کے آنے سے پریشان نہ ہونا۔ ویسے تو تمہیں کچھ نہیں کہیں گی لیکن بہت عرصے بعد آئیں ہیں تو اگر کچھ کہہ بھی دیا تو بس تم ایک کان سے سننا اور دوسرے سے نکال دینا۔"

وہ آلو چھیل رہی تھی۔ اور حارث نے کچن کے اندر رہو کر اس سے بات کی۔ باہر بچوں کا بھاگنا دوڑنا شروع ہو گیا تھا۔

رابعہ نے گردن موڑ کر حارث کو دیکھا۔

"انہیں کیا زرا بھی یاد نہیں ہے کہ رات ان کی سالگرہ ہے۔ اور کیا یہ بھول بھی گئے ہیں کہ انہوں نے مجھے اجازت دی تھی کہ میں جیسے چاہوں اپنا شوق پورا کر لوں۔"

"کچھ کہو تو ہی..."

حارث کے سامنے تو وہ خاموش تھی۔ اور اسے وہ خاموشی محسوس بھی ہو رہی تھی۔

"کیچپ کا پیکٹ لا دیں۔ فریج میں جو تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اب بچوں کو چٹنی تو نہیں پسند ہو گی اس لیے آپ چھوٹا پیکٹ ہی لے آئیں۔ آپ کی امی کہہ رہی ہیں کہ وہ چپس کو کیچپ کے ساتھ شوق سے کھائیں گے۔"

اور حارث نے اسے یہ سب کہنے کے لیے تو ہر گز نہیں کہا تھا۔ لیکن پھر وہ کیچپ لینے چلا گیا۔ جب تک واپس آیا تب رابعہ بس آخری آلوؤں کو تل رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تم نے تو بالکل بازار جیسی بنادی ہیں۔"

حارث نے کیچپ کا پیکٹ شیلف پر رکھا۔اور دو تین گرما گرم چپس اٹھا کر منہ میں ڈالیں۔

"چاٹ مصالحہ بھی ڈالا ہے ان کے اوپر؟"

"تھوڑا سا ڈالا ہے۔"

اس کا لہجہ ہی اداس ہو گیا تھا۔اب حارث بھی کیا ہی کہہ سکتا تھا۔اس لیے کمرے میں چلا گیا۔شام تو ان دنوں چھوٹی ہی ہوتی تھی۔اور اسی میں امی نے رابعہ کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ رات کو کھانے میں کیا بنانا ہے۔اب جب بڑی باجی آتی تھیں تو آدھے سے زیادہ کچن سنبھال لیتی تھیں۔فاطمہ آتی تھی تو کافی مدد کروا دیتی تھی۔لیکن ثمرین باجی اتنے عرصے بعد آئیں تھیں کہ امی تو خود بھی ان سے باتیں ہی کرتی رہ گئیں۔ کچن میں جھانکنا بھی کسی کے دماغ میں نہیں تھا۔

"کچھ چاہیے تو بتاؤ۔"

لیکن حارث گاہے بگاہے کچن کے چکر لگا رہا تھا۔ابھی تو وہ کوئی مدد نہیں کروا رہا تھا لیکن پھر بھی اس کے چکر خوب نظروں میں آئے ہوئے تھے۔

"اور یہ تم نے اپنی چپس تو کھائی نہیں ہیں۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث نے شیلف سے پلیٹ اٹھائی۔اس میں اس کے حصے کی چپس پڑی تھیں۔ایک دم ٹھنڈی۔

"میرا دل نہیں تھا۔"

"حارث کے پہلے تو کبھی کچن کے اتنے چکر نہیں لگے۔"

امی کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔وہیں سے ثمرین باجی دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں... جمعہ ہے آج۔گھر پہ ہے تو تھوڑی بہت مدد کروا دیتا ہے۔"

امی بھی اپنے بیڈ پر بیٹھیں تھیں۔

"میرے سننے میں آیا ہے کہ اس کے ابو کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔"

کچن سے وہ برامدے میں آئی۔اسے شاید فریج سے کچھ لینا تھا۔حارث کچن کے دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔

"ہاں... دل کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے ہیں اس کے ابو۔کل بھی گیا ہوا تھا حارث ان کی طرف۔خوب فکر کرتا ہے ان کی۔اور وہ بھی بڑی عزت دیتے ہیں حارث کو۔ان کا تو اکلوتا داماد ہے۔"

"یہی عزت کبھی شروع کے دنوں میں ہمارے گھر سے قیصر کو مل گئی ہوتی امی تو وہ میرا جینا اتنا حرام نہ کرتے۔"

Novels by Hania Masood Khan

اور ثمرین باجی کے اپنے ہی شکوے شروع ہو گئے۔

"ابھی بھی جھوٹ بول رہے تھے حارث سے کہ فون کا پینل ٹوٹا ہے۔انہوں نے خود اپنی امی سے کہہ کر میرا فون بند کروادیا تھا۔بات کیا تھی کہ بھئی...عائش کی سالگرہ پر خاص طور پہ ان کی منتیں کیوں نہیں کی گئیں۔ان کو اہمیت کیوں نہیں دی گئی۔یہ کہہ کر اجازت کیوں نہیں مانگی کہ ثمرین کو دو گھنٹے کے لیے سالگرہ میں شریک ہونے دیں۔ میں نے تو کہا بھی کہ مجھے تو باجی نے فون کر کے ہی بتایا تھا،میں نے خود ہی کہہ دیا تھا کہ بچوں کو بھیج دوں گی اور بس اسی غصے میں فون لے لیا میرا۔اب پتہ نہیں حارث نے کیا کچھ کہہ کر قیصر سے دو دن کی اجازت لی ہو گی۔"

"میں نے حارث سے کہا تھا کہ چاہے قیصر جو بھی کہے پر بچوں اور ثمرین کو ہفتے بھر کے لیے رہنے بھیج دے۔اب جب اس نے بھی رابعہ کو شادی کے بعد رہنے کے لیے ایک بار بھی نہیں بھیجا تھا تو اسے آیا تھا رابعہ کے ابو کا فون۔پھر چھوڑ کر آیا تھا یہ اسے۔"

"اچھا... رہنے گئی ہوئی تھی یہ اپنے میکے؟"

"ہاں ہفتہ رہ کر آئی ہے۔اس کے ابو کو پھر ہارٹ اٹیک جو آ گیا تھا۔"

اس کے لیے اندر کمرے میں چاہے اچھی بات ہو رہی تھی یا چاہے بری لیکن اسے عجیب لگنے لگا تھا۔

Novels by Hina Yasood Khan

"جو بھی منگوانا ہے تم مجھے ایک بار ہی سب کچھ بتا دو۔ لکھ کر دے دو بلکہ۔"

وہ دیکھ رہا تھا کہ رابعہ نے فریج کے پاس سے دو چکر لگائے تھے۔ قدم سست تھے۔ پھر وہ وہاں سے کچھ سبزی وغیرہ نکال کر لائی تھی۔ اب کچن میں کھڑی حساب لگا رہی تھی۔ پر شاید اس کا دماغ کہیں اور پھنسا ہوا تھا۔ اس نے حارث کی بات سنی ہی نہیں۔

"ماموں... آگے سے ہٹ جائیں۔ آپ کو گیند لگ جائے گی۔"

مریم حارث کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اور زین صوفے والے کمرے کے دروازے کے باہر۔ اپنا چھوٹا سا بیٹ وہ گھر سے ہی لے کر آیا تھا۔ اور مریم کے ہاتھ میں ہرے رنگ کی ٹینس بال تھی۔ چھوٹی سی جگہ پر انہوں نے کرکٹ کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

"نیچے نیچے کی شاٹ کھیلو آپ لوگ بھی۔"

حارث کے کہنے کے کچھ لمحوں بعد ہی مریم نے گیند کروائی۔ اور گیند زین کے بلے پر لگی۔ زین نے بھی اپنی پوری طاقت سے گیند کو ہوا میں اڑا دیا۔ اور پھر اونچی اڑتی ہوئی گیند حارث کے ہاتھوں میں آ گئی۔

"ایک بار کی بات تو زین کو سمجھ ہی نہیں آتی، بس اب کوئی کرکٹ نہیں کھیلے گا یہاں۔ بہت ہو گیا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے گیند اپنے ہاتھ میں ہی رکھی۔ مریم کو تو زیادہ فرق نہیں پڑا۔ وہ اچھلتی ہوئی چلی گئی۔ لیکن زین نے ضد شروع کر دی۔

"میں ادھر ہی کرکٹ کھیلوں گا، ماموں۔ اور اب پکا پرامس نیچے کی شاٹ لگاؤں گا۔"

"کچھ اور کھیلو اندر جا کر، شاباش۔ دیکھو بہن بھی چلی گئی ہے۔"

"دے بچوں کو گیند، حارث۔ اتنے دن بعد ان کو کھیلنے کی جگہ ملی ہے۔"

امی کمرے سے ہی کہنے لگیں۔

"امی تو کچھ اور کھیل لیں نا۔ یہ تو جب گھر سے ہی بیٹ اٹھا کر لا رہا تھا میں تو تب بھی منع کر رہا تھا۔"

حارث غصہ کیے بغیر کہہ رہا تھا۔ لیکن اس کا بالکل بھی ارادہ نہیں تھا کہ وہ اسے گیند واپس کرتا۔ اتنی سی جگہ پہ کرکٹ کھیلنے دیتا۔

"گھر میں بھی بچے بیچارے اپنی دادی کی وجہ سے زرا کھیل نہیں پاتے۔ ہر وقت زور موبائل فون پر ہی ہوتا ہے۔"

حارث نے گیند اوپر چھت پر پھینک دی۔ زین روتے ہوئے اندر چلا گیا۔ اور مزید اندر کونسی باتیں ہو رہی تھیں حارث نے ان پر دھیان نہیں دیا۔

Novels by Hina Nasool Khan

"اور رابعہ میں اتنی دیر سے تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مجھے بتاؤ کیا لے کر آنا ہے۔ مجال ہو تم مجھے بتا رہی ہو۔"

اب رابعہ نے پلٹ کر دیکھا تو وہ غصے میں کھڑا تھا۔ یہ غصہ پتہ نہیں اسے رابعہ پر آ گیا تھا یا پہلے سے زین کی وجہ سے آیا ہوا تھا۔

"کب سے کھڑا ہوں میں یہاں پر۔"

اندر زین اونچا اونچا رو رہا تھا۔ حارث بھی کچھ اونچی آواز میں بولا تھا۔

"سوری... میں نے دیکھا نہیں تھا آپ کو۔"

اس نے ڈر کے جواب دیا تھا۔ حارث نے فوراً گہری سانس لی۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کچھ منگوانا ہے تو بتا دو۔"

حارث نے تھوڑی مسلی۔ اس بار لہجہ بھی اس کا نرم ہو گیا تھا۔

"آپ بس دہی، لیموں اور پودینہ لا دیں۔ آپ کی امی کہہ رہی ہیں کہ اچار گوشت بنانا ہے تو بس ساتھ ایک اس کے مصالحے کا ڈبہ بھی لے آنا۔"

"ساتھ روٹی بناؤ گی یا چاول؟"

"اس کے ساتھ تو روٹیاں ہی اچھی لگیں گی۔ آٹا تھوڑا کم ہے تو میں گوندھوں گی، پھر کھانے کے وقت ہی تازہ روٹی بناؤں گی۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں ایسا کرتا ہوں کہ تندور سے خمیری روٹی لے آؤں گا۔ جو آٹا ہے وہ تم صبح ناشتے کے لیے رکھ لو۔"

زین اب بھی رو رہا تھا۔ حارث امی کے کمرے میں گیا تو اسے ثمرین باجی اور امی تقریباً گھور رہیں تھیں۔

"آجاؤ... بازار چلیں۔ مریم آپ بھی پہن لو اپنی ٹوپی۔"

"ماموں آپ مجھے بھی لے کر جائیں گے؟"

اس نے خوشی سے پوچھا۔

"ہاں لیکن چیز کی ضد کوئی نہیں کرے گا۔"

"آپ مجھے بس میری بال واپس دے دیں، ماموں۔ چیز نہیں لوں گا میں۔"

حارث نے پھر بھی گردن ہلا کر نفی کی۔ بچے اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر گئے تھے خوشی میں اپنا غم بھول گئے۔ اتنے میں مغرب بھی ہو گئی۔ اور وہ زیادہ دیر کچن میں ہی رہی۔ اندر جا کر ثمرین باجی سے بھی اس نے کیا ہی بات کرنی تھی۔ اوپر سے اس نے نہانا بھی تھا۔ وہ سیڑھیوں کے پاس لگی ٹونٹی سے بالٹی بھر کر اٹھا رہی تھی جب حارث گھر آیا۔ سیدھا موٹر سائیکل وہ بچوں کے ساتھ ہی اندر لا رہا تھا۔ آگے وہ کھڑی دکھی تو فوراً ہینڈل موڑ دیا۔

"پانی کیوں بھر رہی ہو؟"

Novels by Hamna Masood Khan

موٹر سائیکل سے پہلے بچے اترے۔اور پھر حارث نے ایک ہاتھ سے ہینڈل سے شاپر اتارے۔اور دوسرے ہاتھ میں اپنا ہیلمٹ پکڑا۔بچوں کے ہاتھ میں بسکٹ تھے جنہیں لے کر وہ اندر بھاگ گئے۔

"گرم رکھنا ہے زرا۔"

بالٹی بھر گئی تو اس نے ٹونٹی بند کر دی۔

"اس وقت ؟"

حارث نے ہیلمٹ برامدے کی چارپائی پر رکھا۔وہ بالٹی اٹھانے لگی تو شاپر بھی وہیں چھوڑ دیے۔

"رکو میں اٹھاتا ہوں۔"

"بس ہلکی آنچ پر رکھوں گی،اور ساتھ ساتھ کھانا بناؤں گی۔آپ اندر بیٹھیں گے ؟"

حارث نے چولہے پر بالٹی رکھ کر چولہا بھی جلا دیا۔

"ہاں... اندر ہی بیٹھوں گا۔"

"جب کھانا بن جائے گا تو میں بتا دوں گی۔تب پھر بس آپ ایک منٹ کے لیے آکر مجھے پانی اوپر بالٹی میں ڈال دیں گے ؟ میں بس دس منٹ میں نہا کر فارغ ہو جاؤں گی اور فوراً نیچے بھی آجاؤں گی۔"

Novels by Hamna Yasooq Khan

تم نے نہانا تھا تو تم دن کے وقت نہاتی۔ ویسے بھی جمعہ تھا آج۔"

اب وہ کچن سے باہر ہو گیا تھا۔ رابعہ نے اسے جواب میں اپنی ہی بات کہی۔ اسے اب کیا وضاحت دیتی کہ دن کے بجائے اس وقت کیوں اسے نہانا یاد آ گیا ہے۔

"آپ پانی ڈالنے آ جائیں گے نا؟ کیونکہ میں بس اشارہ ہی دوں گی آپ کو۔"

رابعہ نے ساتھ والا چولہا جلایا۔ اور کڑاہی رکھ دی۔

"اچھا آ جاؤں گا۔ تم بتا دینا کہ کھانا بن گیا ہے تو میں سمجھ جاؤں گا۔"

کھانا بنانے میں اسے آدھا گھنٹہ لگا۔ اور اس کے بعد بہانے سے وہ اوپر کمرے میں گئی۔ پانی تو حارث نے اسے ڈال ہی دیا تھا۔ فٹافٹ نہا کر نکلی۔ بالوں کو ہیئر ڈرائیر سے بس پانچ منٹ کی گرم ہوا لگوائی اور سر لپیٹ لیا۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو کمرے میں آئے ہوئے اسے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔

"تمہاری بیوی کی مجھ سے کوئی ناراضگی ہے؟"

حارث خبریں سن رہا تھا۔ امی شاید باتھروم گئیں تھیں۔ اور ثمرین باجی نے ذہن میں آئی بات کو لفظوں میں پوچھ لیا تھا۔

"کیسی ناراضگی؟"

حارث کو ان کے سوال پر حیرانی ہوئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جب سے میں آئی ہوں تب سے کمرے میں میرے ساتھ آکر بیٹھنا تو دور دو لفظ بات نہیں کی اس نے مجھ سے۔ میں نے تو اس کے ابو کی طبیعت بھی پوچھنی تھی لیکن مجال ہو جو وہ کچن سے نکلی ہو۔ اور اب نکلی بھی ہے تو اپنے کمرے میں چلی گئی ہے۔ شاید جتا رہی ہے کہ اسے میرا آنا بالکل پسند نہیں آیا۔"

رابعہ باہر سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ بال ہلکے گیلے ہی تھے جن پر اس نے نماز کی طرح گرم شال کو لپیٹ لیا تھا۔ پاؤں میں جرابیں بھی وہ پہن آئی تھی۔ مہکتی ہوئی اور ٹھنڈ سے ٹھٹھرتی ہوئی سیدھا کچن میں جانے والی تھی۔

"کھانا بنا رہی تھی، رابعہ۔ آپ بیچ میں لگا لیتی کچن کا چکر باجی۔ بلکہ اب وہ آ بھی گئی ہے۔ کھانا ہی دیکھنے گئی ہو گی کچن میں۔"

حارث کو باہر برامدے سے کچن میں جاتی ہوئی وہ نظر آئی۔ کچھ پل کے لیے اس کے قدم ٹھہرے بھی تھے لیکن وہ تیزی سے گزر گئی۔

"ناراضگی والی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اچھا!!! اب ہم اٹھ کر جائیں اس کے پاس کچن میں کیونکہ وہ خود تو پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔"

اور ایک عرصہ ہو گیا تھا کہ ثمرین باجی اسی انداز سے بات کرتی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

''باجی آپ کے لیے ہی خاص اہتمام سے کھانا بنا رہی ہے نا کچن میں۔''

اتنے میں امی بھی آ گئیں۔

''کیا ہوا ہے؟''

''کچھ نہیں، امی۔ یہ بس اپنی بیوی کی طرفداری کر رہا ہے۔''

''کیا کہہ رہا ہے تُو بہن کو؟''

امی نے حارث سے پوچھا۔

''میں نے کیا کہنا ہے امی۔ باجی خود سے ہی بات بنا رہی ہیں۔ اب رابعہ کچن سے فارغ ہو گی تو آ کر کمرے میں بیٹھے گی نا۔''

حارث اٹھ گیا۔

''یہ تو میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ آج وہ زیادہ دیر کچن میں ہی رہی ہے۔ اندر بالکل بھی نہیں آئی۔ ورنہ میرے پاس ہی بیٹھ جاتی تھی۔''

ثمرین باجی کے چہرے پر تسلی آ گئی۔ اور حارث اٹھ گیا۔

''میں تندور سے روٹیاں لینے جا رہا ہوں تاکہ وہ کھانا لگائے اور پھر سب ایک ساتھ مل کر بیٹھیں۔''

''آگے تو یہ کبھی تندور کی روٹی نہیں کھاتا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اسے تیزی سے جاتا دیکھ امی بڑبڑائیں۔

"اب اس لیے جا رہا ہو گا کہ اس کی بیوی کو بنانی نہ پڑ جائیں۔ بس امی یہ دوسروں کی بیٹیوں کے نصیب ہی اچھے ہوتے ہیں۔ ایک ہم ہیں جو صبح ہوتے ہی ایسا کاموں میں لگتے ہیں کہ رات سونے کا ہی مشکل سے وقت ملتا ہے۔ اور میری ساس کا بس چلے تو اس وقت بھی مجھ سے کچھ کروانا شروع ہو جائیں۔"

اب امی بیڈ پر جا کر بیٹھ گئیں۔

"گھر تو رابعہ نے ہی سنبھالا ہوا ہے جب سے شادی کر کے آئی ہے۔ مجھے کسی کام کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن کچھ دن سے حارث کو اس کا کام بہت ہی نظر آنے لگ گیا ہے۔ مجھے بھی کہہ رہا تھا کہ میں اسے سمجھاؤں کہ سارا کام ایک ساتھ نہ کیا کرے۔"

اندر باتیں ہوتی رہیں اور رابعہ نے کچن میں کھانا دوبارہ گرم کیا۔ برتن نکالے، سلاد بنایا۔ تھوڑی دیر بعد حارث آیا تو روٹیوں کا شاپر اس نے کچن میں لا کر رکھ دیا۔

"فٹافٹ کھانا لگاؤ، رابعہ۔"

رابعہ نے محسوس کیا تھا کہ اس کا انداز لیا دیا سا ہے۔

"آپ روٹیاں کتنی لائیں ہیں؟"

"زیادہ ہی ہیں۔ ہو جائیں گی پوری۔ تم بس کھانا لگاؤ۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث نے اب بھی اپنا وہی انداز رکھا۔ پھر کمرے میں چلا گیا۔

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ یہ ہیلپ کروادیں گے۔ پر یہ تو روٹیاں بھی یہیں چھوڑ گئے ہیں۔"

اکیلے کھانا لگانے میں رابعہ کے بہت چکر لگے۔ میز پر کبھی کسی چیز کی کمی تو کبھی کسی چیز کی۔ بس مریم نے پانی کی بوتلیں اور گلاس رکھنے میں اس کی مدد کردی تھی لیکن بعد میں ثمرین باجی نے اسے بھی اپنے پاس بٹھالیا کہ کھانا کھاتے ہیں۔ یہ چکر تو حارث کی نظر میں بھی آرہے تھے لیکن وہ کچھ اور ہی محسوس کر رہا تھا۔

رابعہ نے کھانا لگایا۔ اور چپ چاپ کھانے کے لیے بیٹھی۔ نہ امی سے کوئی بات، نہ ثمرین باجی سے کوئی بات۔ اور اب تو شاید جان بوجھ کر ثمرین باجی بھی رابعہ سے اس کے ابو کی طبیعت کا نہیں پوچھ رہیں تھیں۔ امی بھی انہیں سے باتیں کر رہی تھیں۔ یا بچوں کو ڈانٹ رہی تھیں کہ روٹی نیچے مت گراؤ۔ کرسی پہ ہل جل نہ کرو۔

"چائے پیئیں گے ناسب کھانے کے بعد؟ یا پھر میں مونگ پھلیاں لادوں؟"

خود بھی وہ خاموشی سے کھا رہا تھا اس لیے اس کا کھانا بھی وقت سے ختم ہو گیا۔

"اگر تمہاری بیوی بنادے گی چائے تو ہم پی لیں گے، اگر نہیں تو حارث ایسی بھی کوئی طلب نہیں ہے ہماری چائے کی۔"

ان کے انداز پہ رابعہ نے حیران ہو کر انہیں دیکھا۔ اس کے بعد حارث کو دیکھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''باجی اگر پینی ہے تو وہ سب کی ہی بنا کر دے گی۔''

انہیں جواب دینے کے بعد حارث نے رابعہ کو دیکھا۔

''کھانے کے بعد فوراً چائے رکھنا۔''

رابعہ نے سر ہلا دیا۔ پر وہ فوراً کیسے چائے رکھتی۔ برتن اٹھانے میں بھی اسے وقت لگ گیا۔ ایک چولہے پر چائے رکھی اور دوسرے چولہے کو ہلکا سا جلا کر کچن کا دروازہ بند کر لیا۔

''مجھے تو یہ بھی لگ رہا تھا کہ میں گفٹ پیک کرنے کے لیے وقت نکال لوں گی کھانے کے بعد لیکن یہ اب اتنے برتن اکٹھے ہو گئے ہیں۔ انہیں دھو لیتی ہوں ساتھ ساتھ جب تک چائے ابلتی ہے۔''

ڈش میں کپ نکال کر اس نے شیلف پر رکھ دی تھی۔ پھر وہ سنک میں اکٹھے ہوئے برتنوں کو دھونے لگی۔ اس بیچ حارث نے کچن کا چکر نہیں لگایا۔ کافی دیر بعد وہ گیلے ٹھنڈے ہاتھوں کے ساتھ خود ہی کمرے میں گئی۔ ایک ایک کے آگے ڈش کی اور انہوں نے اپنے کپ اٹھائے۔ کھانا کھانے کے بعد بھی بچوں کو چائے کے ساتھ کچھ کھانا تھا۔ پھر جو ڈبل روٹی کا پیکٹ رکھا ہوا تھا حارث نے وہ اٹھا دیا۔

''سب کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیو۔''

وہ ڈش لے کر واپس جانے والی تھی جب حارث نے اسے جتا کر روکا۔

Novels by Hania Nasoor Khan

''میں وہ برتن دھو رہی ہوں، زرا سے رہ گئے ہیں بس۔''

آگے سے سویٹر تو ہمیشہ کی طرح گیلی نظر آ رہی تھی۔ واقعی وہ برتن دھو رہی تھی۔ اور برتن دھونے کے بعد اس نے کچن صاف کیا۔ اندر سے چائے کے کپ جب لے کر آئی تو انہیں بھی دھو کر رکھا۔ ہاتھ خشک کیے اور کچن کا دروازہ بند۔

''یہ کہاں گئے؟''

اور جب رابعہ امی کے کمرے میں گئی تو وہاں حارث تھا ہی نہیں۔

''کمرے میں چلا گیا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ اس کے سر میں درد ہے۔''

امی نے اسے بتایا۔

''سر میں درد ہے؟''

رابعہ نے دہراتے ہوئے خود سے ہی سوال کیا۔ لیکن وہ فوراً اوپر نہیں جا سکتی تھی۔ اسے لگا کہ ایک ہی بار سب نمٹا کر اوپر جائے تو بہتر ہے۔

''اچھا... باجی آپ بتائیں آپ کا بستر ادھر لگا دوں یا صوفے والے کمرے میں؟''

"تمہارے صوفوں سے پہلے وہاں ہمارا بیڈ ہوا کرتا تھا اور یہ بستر لگانے والا مسئلہ کبھی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جائے، صوفے ہٹ تو نہیں سکتے وہاں سے۔ پھر تم ایسا کرو کہ اُدھر نیچے ہی لگا دو بستر۔''

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ سر ہلاتے ہوئے باہر آئی۔ برامدے کی گھڑی بتا رہی تھی کہ دس بج رہے ہیں۔

"چائے بھی پی ہے انہوں نے پھر کیوں سر میں سر درد ہے؟ اور ایسے تو کبھی پہلے کمرے میں نہیں گئے۔ ہمیشہ مجھے بتا کر یا ساتھ لے کر جاتے ہیں۔"

میز کو اس نے دیوار کے ساتھ کیا۔ اور پھر وہاں نیچے بستر لگایا۔ تین تکیے رکھے۔ اور ایک بڑی رضائی۔ پھر اس نے میز پر پانی کی بوتل اور گلاس بھی رکھ دیا۔ ثمرین باجی کو بتا کر وہ اوپر کمرے میں آئی۔ حارث بیڈ پر کمبل کے بغیر لیٹا ہوا تھا۔ آنکھوں پر بازو تھا۔

"اگر یہ ایسے لیٹے ہوئے ہیں تو شاید ان کی آنکھ لگ گئی ہے۔ میں ایسا کرتی ہوں کہ ان کے اٹھنے سے پہلے ہی گفٹ پیک کر لیتی ہوں۔"

اس نے بیڈ کے نیچے سے سامان نکالا۔ اور نیچے کارپٹ پر بیٹھ کر پیکنگ کرنے لگی۔ خاموشی میں ٹیپ کے کھینچ کر کھلنے کی بھی خوب چرچراتی ہوئی آواز آ رہی تھی۔

"بارہ بجے ان کو جگاؤں گی اور وش کر کے بس یہ گفٹ دے دوں گی۔ تھوڑا سا تیار بھی ہو جاؤں گی تو چلو یہ خوش ہو جائیں گے۔"

وہ سارا دن کی تھکاوٹ کے باجود مگن بیٹھی تھی۔ پہلے اس نے گفٹ پیک کیے۔ اور پھر شیشے کے آگے کھڑے ہو کر اپنے لپٹے ہوئے بال کھولے۔ انہیں سلجھانے لگی۔ بال ہلکے

Novels by Hamna Yasood Khan

گیلے ہی تھے لیکن وہ ڈرائیر نہیں چلا سکتی تھی کیونکہ اس کے شور سے حارث نے ڈسٹرب ہو جانا تھا۔

حارث نے کروٹ بدلی۔ آنکھوں سے بازو ہٹا۔ اور چھوٹی آنکھیں کھول کر اس نے رابعہ کی طرف دیکھا۔ وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر بہت دھیان سے لپسٹک لگا رہی تھی۔ ہاتھ میں پینسل تھی جس سے وہ آؤٹ لائن کھینچ رہی تھی۔ حارث نے گردن موڑ کر گھڑی میں دیکھا تو گیارہ سے اوپر کا ٹائم ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے لیے اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ چہرے کے تاثرات بگڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اس وقت کس خوشی میں تم تیار ہو رہی ہو؟"

سناٹے میں اس کی سنجیدہ آواز گونجی۔ اس نے یکدم حارث کی جانب دیکھا۔

"میں وہ بس... فریش ہو گئی تھی تو سوچا کہ آپ کے لیے تیار ہو جاتی ہوں۔"

جواب دیتے ہوئے اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"یہ نہیں دیکھا تم نے کہ میں سو رہا ہوں۔"

اب حارث اٹھ بیٹھا۔

"ان کا اتنا موڈ کیوں خراب ہو گیا ہے؟"

Novels by Hema Yasood Khan

رابعہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔ لپ سٹک بھی ادھوری رہ گئی تھی۔ ہاتھ میں پکڑی پینسل اس نے واپس رکھ دی۔

"آپ کی امی بتا رہی تھیں کہ آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے۔ اب کیسا ہے؟"

پھر وہ بیڈ کے آگے سے گھوم کر حارث کی طرف گئی۔ پہلے کھڑی تھی۔ پھر بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔

"ہو رہا ہے ابھی بھی۔"

اس نے اپنی انگلیوں سے اپنا ماتھا مسلا۔

"اچھا میں دبا دیتی ہوں۔"

رابعہ تھوڑا آگے ہو کر بیٹھی۔ پھر اس نے حارث کا ہاتھ ہٹایا۔ اور اپنی طرف سے زور لگا کر دبانے لگی۔

"چائے تو ابھی پی ہے آپ نے، پھر دوبارہ چائے تو نہیں لیکن گولی دے دوں آپ کو؟"

حارث سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کھلے بالوں پہ ڈھیلا سا کیچر لگا کر وہ بیٹھی تھی۔ آنکھوں میں کاجل لگا لیا تھا اور ہونٹوں کی لپسٹک ادھوری تھی۔ صرف آؤٹ لائن لگی ہوئی تھی۔ درمیان میں سے ہونٹوں کا اپنا رنگ ہی نظر آ رہا تھا۔

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ گھر آئے مہمان کو عزت دیتے ہیں یا نہیں؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اچانک سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ رابعہ کا ہاتھ اس کے ماتھے سے ہٹ گیا۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھی نہیں تھی۔ چپ تھی۔

"ثمرین باجی دن سے گھر آئی ہوئی ہیں اور میں نے تو خود ایک بار بھی تمہیں ان سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

آواز سنجیدہ ہی تھی۔ پر رابعہ کو رعب دار لگ رہی تھی۔

"پر میں ابھی ان سے پوچھ کر ہی ان کا بستر ڈال کر آئی ہوں۔ اور دن سے آپ کے سامنے کی بات ہے کہ میں کچن میں تھی۔ پہلے کھانا بنا رہی تھی پھر آپ کو بتایا بھی تھا کہ میں نے نہانا ہے اسی لیے کمرے میں آگئی تھی۔ پر میں نے تو ٹھیک سے بال بھی نہیں سکھائے تھے۔ سیدھا واپس نیچے بھی چلی گئی تھی۔"

اپنی صفائی میں اسے جو سمجھ میں آیا اس نے کہا۔

"تم کچن میں ہر روز ہی کام کرتی ہو پر آج تم جب تھوڑی دیر کے لیے بھی فارغ ہوئی تو بھی کچن میں کھڑی رہی۔ انسان کمرے میں آجاتا ہے، رابعہ۔ کوئی آیا ہوا ہے اسے بھی اہمیت دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ بس اس کے لیے کھانا بنا کر اس پر احسان کرنا ہوتا ہے۔"

رابعہ کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ آنسوں بھی بھرنے لگے تھے۔ وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔ پہلی بار اس طرح سے ڈانٹ رہا تھا۔

Novels by Hamna Nasoukhan

"میں تمہیں کہہ بھی رہا ہوں کہ ساتھ بیٹھ کر چائے پی لو لیکن اس پہ بھی تمہیں کچن میں برتن دھونے تھے۔ میری بات کی کیا ہی اہمیت تھی تمہاری نظر میں۔ ٹھیک ہے کہ بہت کام ہیں ہمارے گھر کے، سارے کام تم نے ہی کرنے ہیں لیکن باہر سے آنے والے کو تو برا لگے گا نا۔ وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ..."

بولتے بولتے حارث نے اس کی آنکھوں پر دھیان دیا تو خاموش ہو گیا۔ اس کی یوں بھیگی آنکھیں آج وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہہ رہی تھیں وہ؟"

رابعہ نے آنسوؤں کا گولا حلق سے اتارا۔ اسی طرح دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ انہیں تو تم سے تمہارے ابو کی عیادت کرنے کا بھی موقع نہیں ملا۔ ظاہر ہے انہیں بھی پتہ چلا ہو گا نا ان کے ہارٹ اٹیک کا۔"

اگر وہ پلکیں جھپکتی تو آنسوں گالوں کا سفر کرنے نکل پڑتے۔ اس نے بس دھیرے سے پلکیں جھکا لیں۔

"وہ میرے بارے میں عجیب سی باتیں کر رہی تھیں۔ کمرے میں جاؤں تو عجیب طریقے سے دیکھتی ہیں۔ ویسے تو میں فارغ نہیں تھی، سارا دن کام ہی کر رہی تھی لیکن ہاں جب

Novels by Hania Masood Khan

آپ بازار گئے تھے، ان کے بچے بھی نہیں تھے گھر پر تو میں جان کر کچن میں ٹھہری رہی تھی۔ مجھے لگا میں اندر جاؤں گی تو وہ مجھے کچھ کہہ دیں گی۔"

اس کے بارے میں باتیں تو بہت ہو رہی تھیں۔ کچھ تو حارث نے بھی سنی تھیں۔ کچھ حارث سے ہی کی گئی تھیں۔

"اور تمہارے اسی جان بوجھ کر ٹھہرنے کی وجہ سے وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ میری بیوی کی اگر ان سے کوئی ناراضگی چل رہی ہے تو وہ میں انہیں بتا دوں۔ اسی بات سے بچنے کے لیے جب وہ آئیں تھیں میں نے تب ہی تمہیں کہا تھا کہ وہ کافی عرصے بعد گھر آ رہی ہیں، اس لیے اگر کچھ کہہ بھی دیں تو تم ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دینا۔ مجھے ساتھ یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ تمہارا یہ رویہ انہیں جتا رہا ہے کہ تم ان کے آنے سے خوش نہیں ہو۔"

جھکی ہوئی نظروں سے آنسوں کے قطرے گرے۔ ایک رابعہ کے ہاتھ کی پشت پر، دوسرا کمبل کے اوپر۔ اور اب حارث کو عجیب لگنے لگا۔ رابعہ حارث کے پاس سے اٹھ گئی۔ فوراً دوسری طرف رخ کر کے کھڑی ہو گئی۔

"اب کدھر جا رہی ہو؟"

لہجے میں تھوڑی پریشانی آئی۔ لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"میں صبح ان سے ایکسکیوز کر لوں گی۔"

اور وہ سیدھا باتھروم میں چلی گئی۔ دروازہ بند کیا۔ اور وہیں کھڑی رہی۔ آنسوں گرتے گئے۔ اور اس نے اپنے بازو سے اپنی لگی ہوئی لپسٹک کو بھی مٹا دیا۔ کھلے بالوں کو باندھا۔

"بات ایکسکیوز کی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ اس طرح انہیں اس کے خلاف بات کرنے کا موقع ملے گا۔ یہ اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑے تو کوئی جو کچھ بھی کہے انہیں میں خود جواب دے دوں گا۔"

حارث بیڈ سے اترا۔ باتھروم کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ کافی دیر کھڑا رہا لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ پھر وہ کمرے میں ٹہلتے ٹہلتے رابعہ والی سائیڈ پر آیا۔ سٹول پر اس کی چادر رکھی تھی۔ اسے اٹھایا۔ وہ چادر ہلکی نم تھی۔ اس کی خوشبو اپنے اندر اتاری۔ سارا تناؤ جیسے گھلنے لگ گیا۔ پھر اس نے سامنے دیکھا تو لپسٹک رکھی ہوئی تھی۔ وہی جو اس نے لگائی تھی۔

"فریش ہو گئی تھی تو سوچا آپ کے لیے تیار ہو جاتی ہوں۔"

حارث اس کی شال ہاتھ میں لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ پیر پیچھے کیے تو نیچے رکھے ڈبوں سے ٹکرا گئے۔ پہلے وہ پیر سے ہی ڈبے پیچھے کرنے لگا پھر پیر ایک طرف کر لیے۔ اور شال ایک

Novels by Hamna Yasooj Khan

طرف رکھ کر جھکا۔ ہاتھ ڈبوں تک بڑھانے لگا تو وہاں رکھے گفٹ کے دو ڈبے دیکھ کر حیران ہوا۔

بیڈ سے اترا اور پاؤں کے بل بیٹھ گیا۔

"Happy Birthday!"

ساتھ اس نے دل والی ایموجی سی بنائی ہوئی تھی۔ ڈبوں کے ساتھ ہی قینچی اور ٹیپ کے ساتھ بچی ہوئی ریپنگ شیٹ بھی رول ہو کر رکھی ہوئی تھی۔ وہ بیگ بھی سامنے ہی تھا جس میں سے رابعہ نے یہ سامان نکالا تھا۔

"یہ میرا گفٹ اپنی امی کے گھر سے لے کر آئی تھی۔"

دو ڈبوں سے زیادہ وہ اس بیگ کو دیکھ کر حیران ہونے لگا۔ وہ خود ہی تو یہ بیگ اٹھا کر کمرے میں لایا تھا۔

"تاریخ کیا ہے کل کی؟"

اچانک اس نے سامنے میز پر رکھا رابعہ کا فون ہی اٹھا لیا۔ تاریخ دیکھی، دماغ پر زور دیا تو سمجھ آئی کہ وہ کیوں تیار ہو رہی تھی۔ بارہ بجے تاریخ بدل جانی تھی۔ اور اس کی سالگرہ کا دن شروع ہو جانا تھا۔

"باہر نکلو، رابعہ۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر سب کچھ چھوڑ کر وہ باتھروم کے دروازے کے پاس گیا۔ ہلکے ہاتھ سے دروازہ بجایا۔

کوئی جواب نہیں آیا تو دوبارہ دروازہ بجایا۔

"آرہی ہوں میں بس۔"

گھٹا گھٹا جواب دیا۔

پھر حارث بیڈ پر آکر پہلے بیٹھا۔ پھر لیٹ گیا۔

"ابھی کہہ دوں گا کہ میں نے گفٹ دیکھ لیے ہیں تو سمجھے گی کہ میرا موڈ اسی وجہ سے ٹھیک ہو گیا ہے۔ پر میں اس کے باتھروم میں جانے سے پہلے ہی اس کے لیے فکر مند ہو گیا تھا۔"

ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی شال کھینچ کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔

"اور اسکی بھیگی آنکھیں دیکھ کر بھی میرے دل کو کچھ ہوا تھا۔"

باتھروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو شال کمبل کے اندر کر لی۔

"پتہ نہیں اس کا کیا پلین ہو گا۔ پر ابھی تو رو کر ہی آرہی ہو گی۔ ویسے کبھی میرے آگے میری ڈانٹ کی وجہ سے نہیں روئی، پہلے کبھی اس پر ایسے غصہ بھی تو نہیں کیا تھا میں نے۔ پر جب میں اسے ڈانٹ رہا تھا اور اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں تو مجھے سمجھ آئی

Novels by Hamna Masood Khan

کہ روتی ہوئی بیوی بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔دل کو مٹھی میں پکڑ لیتی ہے۔اگر اس کے رونے کا سبب ہم خود ہوں تو۔"

رابعہ باتھروم سے نکل کر کمرے کے بورڈ تک گئی۔لائٹ بند کرتے ہوئے اس نے ایک بار گھڑی میں ٹائم دیکھا۔زرا سا ٹائم ہی تو بچا تھا۔

"اگر انہوں نے مجھ پر غصہ نہیں کیا ہوتا تو میں پھر بھی انہیں خوشی سے ہی وش کر دیتی۔ میری غلطی تھی تو مجھے سمجھا سکتے تھے۔لیکن جب انہیں میرا کوئی احساس ہے ہی نہیں،ان کے لیے میں کتنا کچھ کرنے کی کوشش کرتی ہوں انہیں نظر ہی نہیں آتا تو اب یہ بنا کیک والی برتھڈے،اور اس گفٹ کی کیا ہی اہمیت سمجھیں گے۔"

رابعہ نے لائٹ آف کر دی۔ہلکی نیلی روشنی جلا کر وہ بیڈ پر آ گئی۔کمبل کھینچا۔اور لیٹ گئی۔ آنکھیں تو اب بھی بھیگی ہوئی تھی۔آنسوں بھی تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

"اگر تم باجی کو موقع نہ دیتی تو وہ کبھی تمہارے بارے میں ایسی باتیں مجھ سے نہ کہتیں۔" اتنی دیر سے اس کی طرف رخ کر کے لیٹا ہوا تھا۔پر اب لگنے لگا تھا کہ رونے کے بعد کہیں وہ سو ہی نہ جائے۔

Novels by Rama Nisoor Khan

"آپ اپنی باجی کو زیادہ اچھے سے جانتے ہیں۔ میں اگر موقع نہ بھی دیتی تب بھی وہ کچھ نہ کچھ کہہ ہی دیتیں۔"

اب وہ دوسری طرف کروٹ بدلنے لگی تھی۔ حارث نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

"ٹھیک ہے... چاہے باجی کی ہی غلطی ہو لیکن تم انہیں برداشت کر لینا۔"

"میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں ان سے صبح معذرت کر لوں گی۔"

وہ بازو چھڑوانا چاہتی تھی۔ پر وہ پاس آ رہا تھا۔

"معذرت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس اپنا موڈ ٹھیک رکھنا۔ اپنا گھر سمجھ کر اندر باہر ہونا۔ صرف کچن کا ہو کر نہیں رہ جانا۔"

اس کی سوجی، کاجل پھیلی آنکھیں حارث کو شکوے سے دیکھ رہی تھیں۔ ہلکی نیلی روشنی میں بھی وہ اپنی کہانی اچھے سے سنا رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے، میں کوشش کروں گی۔"

اس نے بازو چھڑوانے کی کوشش کی۔

"اور ٹھیک ہے، ابھی پھر مجھے بھی کوشش کرنے دو کہ میں تمہیں تمہاری تیاری کے لیے شکریہ کہہ سکوں۔"

وہ زیادہ پاس آ گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کے تو سر میں سر درد ہو رہا تھا۔"

رابعہ نے جتا کر کہا۔ کچھ دیر پہلے کہاں اس نے اس کی تیاری کو اہمیت دی تھی۔

"میرا درد ٹھیک بھی ہو جاتا ہے۔"

"میرا بالکل بھی دل نہیں کر رہا، مجھے نیند آ رہی ہے۔ میں نے سونا ہے۔"

پیچھے دھکیل تو سکتی نہیں تھی۔ ایک بار صرف اس سے پیچھے گئی تھی اور اس نے اچھے سے خبردار کیا تھا کہ وہ آئندہ برداشت نہیں کرے گا۔

"لیکن میرا تو بہت دل کر رہا ہے۔ اتنے دنوں بعد ملی ہو تم مجھے۔ اور تھوڑی دیر پہلے خود تم ہی تیار ہو رہی تھی میرے لیے۔ ورنہ میرے دماغ میں یہ سب دور دور تک تھا ہی نہیں۔ اب میرے غصہ کرنے کی وجہ سے ایسے نخرہ دکھا رہی ہو۔ لیکن آج تمہارا یہ نخرہ بھی اٹھا لوں گا میں۔"

اب وہ اس کی بھیگی آنکھیں چوم کر نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"نہ کرتے نا پھر غصہ! سمجھا بھی تو سکتے تھے۔ ساری بات کا آپ کو خود بھی پتہ ہوتا ہے لیکن بس مفت میں مل گئی ہوں میں آپ کو اپنا غصہ اتارنے کے لیے۔"

Novels by Hania Nasook Khan

اس نے نرمی دکھائی تو رابعہ کا ہاتھ چلا۔ ایسا کہ اس کے ہاتھ کی مٹھی نے حارث کے سینے پر مکا مارا تھا۔ آنکھیں کھول کر وہ تھوڑا حیران ہوا۔ ایسی حرکت کی امید اس کی طرف سے وہ بالکل بھی نہیں کر رہا تھا۔

"مفت میں تو نہیں ملی تم مجھے!"

پر اس نے برا نہیں مانا۔ رابعہ اب غصے سے دیکھنے لگی۔

"اور میں اب عمر کا ہو رہا ہوں نا اس لیے غصے پر قابو نہیں رکھ پاتا۔"

عمر سے تو سالگرہ والا غم تازہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں دوبارہ بھرنے لگے۔

"اب تو کچھ نہیں کہہ رہا میں تمہیں۔"

پھر حارث نے اپنی مضبوط انگلیوں سے اس کے گال صاف کیے۔

"آپ نے کرنا ہے غصہ تو کر لیں، میں کونسا روک سکتی ہوں آپ کو۔ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی میں تو۔ اور کسی سے بھی کچھ نہیں کہتی، پھر بھی اتنا مسئلہ بن جاتا ہے۔"

فی الحال تو وہ غم میں بھی تھی، غصے میں بھی تھی۔ حارث خود ہی پیچھے ہو گیا۔ دل چاہے کچھ اور ہی مانگ رہا تھا لیکن وہ زبردستی حق نہیں جتانے والا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں اب کیوں تم پر کروں گا غصہ، رابعہ؟ اور کیوں اب تم دوبارہ میری وجہ سے رونے لگ گئی ہو؟"

اپنے تکیے تک پہنچا۔ کمبل میں اس کی شال اب بھی تھی۔ اسے ہاتھوں میں پکڑ کر چہرے کے نزدیک کر لیا۔ رخ دوسری طرف کر لیا۔

"اس کی خوشبو سے ہی کام چلا لیتا ہوں۔ جب پیار کرنے ہی نہیں دے گی تو پیار سے مانے گی بھی کیسے۔"

"میں نے انہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ دور ہو جائیں مجھ سے۔"

اپنے گال صاف کرتے ہوئے وہ خود اٹھ بیٹھی۔ بالوں کو سمیٹنے لگی۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے کہ تھوڑی دیر پہلے میں ان کے لیے ہی تیار ہو رہی تھی۔"

پھر اس نے تھوڑا آگے ہو کر دیکھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک ہاتھ سے شال پکڑ کر اس نے اپنے چہرے کے قریب رکھی ہوئی تھی۔ تھوڑی سی گال کے نیچے بھی تھی۔ اور اس روشنی میں بھی اپنی شال کو وہ پہچان سکتی تھی۔

"میری چادر کو پاس رکھ کے کیوں سو رہے ہیں یہ؟"

سارا غم ہی کہیں دور چلا گیا۔

پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر شال کو کھینچنا چاہا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"کیا مسئلہ ہے اب تمہیں؟"

وہ تپ کے سیدھا ہوا۔ شال کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

"مجھے میری شال چاہیے تھی۔"

"صبح لے لینا مجھ سے۔"

اس نے پھر شال کو اپنے چہرے کے ساتھ لگالیا۔ رابعہ بیٹھ کر اسے دیکھتی رہی۔

"یہ مجھ سے ایک سوری بھی تو کہہ سکتے تھے۔"

گھٹنوں پر تھوڑی ٹکا کر وہ سوچنے لگی۔

"سو جاؤ، رابعہ۔"

اب تو رخ دوسری جانب نہیں تھا۔ اب وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہے۔

"آپ مجھ سے ایک سوری ہی کہہ دیتے۔ اتنے برے طریقے سے آپ نے مجھ پر غصہ کیا تھا۔"

"تم نے مجھے موقع ہی نہیں دیا تھا۔ حالانکہ میں اپنی طرف سے کوشش کر رہا تھا۔"

اس نے آنکھیں بند رکھ کر ہی جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو کوئی جواز نہیں ہوتا کہ اب آپ عمر کے ہو گئے ہیں اور غصے پہ قابو نہیں رکھ پاتے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

زیادہ بحث کی ہمت بچی ہی نہیں تھی۔اسی لیے سر جھکا کر اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔

''صرف چھتیس کے ہی تو ہوئے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے۔وہ بھی میں آپ کی وجہ سے ہی آپ کو وش نہیں کر سکی۔''

اب حارث نے محسوس کیا کہ اس کا کندھا گیلا ہو رہا ہے۔فوراً اس نے شال چھوڑ کر رابعہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''تو اب تم اس لیے رو رہی ہو کہ تم مجھے وش نہیں کر سکی؟ یا پھر اس لیے رو رہی ہو کہ پہلے میں نے تم پر غصہ کیا تھا اور اس کے بعد تمہیں سوری بھی نہیں کی؟''

اس کا چہرہ اوپر اٹھانے کی کوشش کی۔اور وہ الٹا اس کے سینے میں گھسنے لگی۔

''ابھی تو اسی بات پہ رونا آرہا ہے کہ میں نے اتنا کچھ سوچا تھا لیکن میں کچھ بھی نہیں کر سکی۔''

''تو تم کل کر لینا،رابعہ۔دن ختم تھوڑی ہو گیا ہے۔اور میں تمہیں سچ بتا رہا ہوں کہ مجھے ان سب چیزوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

اب وہ اس کے بال سہلانے لگا۔

''لیکن میں نے تو سوچا تھا کہ آپ کو سرپرائز دوں گی۔اچھا سا تیار ہو نگی،کچھ میٹھا بھی کھائیں گے ہم اور میں آپ کو گفٹ بھی دوں گی۔''

Novels by Hania Masood Khan

اب وہ روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی۔

"چلو اب دے دو سرپرائز۔ میں اٹھ جاتا ہوں۔ لائٹ آن کرتا ہوں۔ اور تم کرو جو تم نے کرنا ہے۔"

"میری اب کوئی تیاری نہیں ہے۔"

اس نے حارث کے سینے سے سر اٹھایا۔

"تو کر لو تیاری۔"

حارث اٹھا، پھر اس نے لائٹ جلائی۔

"اب ساڑھے بارہ ہو رہے ہیں۔"

رابعہ بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ حارث کے تکیے پر سے اپنی شال اٹھائی۔ اوڑھی۔

"کل پر کچھ بھی بالکل نہیں چھوڑ سکتا۔ ثمرین باجی یہاں ہیں تو کوئی بھروسہ نہیں کہ کل کا دن ویسا ہی گزرے جیسا تم سوچو۔"

رابعہ گھڑی کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"میں انتظار کر لیتا ہوں تمہارا۔ اٹھو چلو، شاباش۔ کرو جو کرنا ہے تم نے۔"

پھر حارث بیڈ پر بیٹھا۔ اور رابعہ اٹھ کر شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کاجل تمہارا بہت پھیلا ہوا ہے، آنکھیں کالی ہو گئیں ہیں۔ بس وہ صاف کر لینا۔ باقی تو تم اچھی ہی لگتی ہو ہمیشہ۔"

اس کے روئے روئے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"جب میں نے لگایا تھا تب بہت اچھا لگ رہا تھا۔"

شال کے کونے سے اس نے پھیلا ہوا کاجل صاف کیا۔ پھر لپسٹک گہری کی۔ بالوں کو اچھے سے کیچر لگایا۔

"اب آپ کہیں اور دیکھیں۔ میں سرپرائز کی تیاری کرنے لگی ہوں۔"

رابعہ نے ان گفٹ کے ڈبوں کو دیکھتے ہوئے کہا جنہیں حارث پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔

"کمبل میں منہ کروں گا تو میری آنکھ لگ جائے گی۔"

اس نے تو مشکل سے اپنا دماغ جگایا ہوا تھا۔

"موبائل دیکھ لیں۔"

اور وہ زیادہ موبائل چلانے کا عادی نہیں تھا۔ پر اب اس نے موبائل اٹھا لیا۔ اور ادھر ادھر وہ کچھ نہ کچھ کرتی رہی۔

"ابھی میں بس دو منٹ میں اوپر آ رہی ہوں۔"

پھر وہ سر پر شال لے کر دروازے کے پاس گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اس وقت اکیلے نیچے جا رہی ہو؟''

رابعہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

''دیکھ لینا، کہیں کوئی جاگ نہ رہا ہو۔''

سیڑھیاں اترتے ہوئے رابعہ نے نیچے کمرے کی طرف جھانکا تھا۔اندر زیرو کا بلب جل رہا تھا۔ ثمرین باجی کی فون پہ بات کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ بس تیزی سے کچن میں گئی، وہاں سے چھوٹی چھری اور سفید رنگ کی پلیٹ لی۔ ماچس اٹھائی۔ کچن بند کیا اور فوراً اوپر آ گئی تھی۔

''بس اب آپ مجھے پانچ منٹ دیں۔''

اس نے سفید کانچ کی پلیٹ پر مارکر سے پہلے ہیپی برتھڈے لکھا۔اور ساتھ تین غبارے بنائے۔ پھر اپنے دراز سے پچاس روپے والے ہلال کیک کا پیکٹ لیا۔ کھول کر پلیٹ کی ایک طرف رکھا۔ چھری رکھی۔اور چھوٹی موم بتیوں کے پیکٹ سے ایک موم بتی نکال کر اس کیک کے درمیان میں لگائی۔ حارث نے اپنا سارا دھیان موبائل پر ہی رکھا ہوا تھا۔ گھڑی میں ایک بج رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے اپنی طرف سے کمبل ہٹایا۔ پھر وہاں پہلے گفٹ کے ڈبے رکھے۔ اور کیک والی پلیٹ۔ پھر ہاتھ میں ماچس لے کر وہ بھی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ شال سر سے اتر کر اب ایک کندھے پر تھی۔

"ہیپی برتھڈے!"

اپنی آواز میں خوشی لا کر اس نے کہا تو حارث نے فون رکھتے ہی بیڈ پر دیکھنے کے بجائے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"اب میں کینڈل جلاتی ہوں، آپ کوئی دعا مانگتے ہوئے پھونک مار دینا۔"

پھر اس نے ماچس کی تیلی جلائی۔ اس سے شعلے کو موم بتی پر بھیجا۔ اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"پھونک مارنا ضروری ہے کیا؟"

"جی... آپ پھونک بھی ماریں گے اور پھر کیک کٹ کر کے مجھے کھلائیں گے بھی۔ اور اس کے بعد گفٹ کھول کر بھی دیکھیں گے۔"

اور جیسے جیسے رابعہ نے کہا ویسے ویسے حارث نے کیا۔ پھونک مار کر موم بتی بجھائی۔ دعا بس سکون کی مانگی۔ اور پھر کیک اسے کھلایا۔ اس کے ہاتھ سے پھر خود کھایا۔

"یہ گفٹ تم نے ایسے ہی لے لیے۔ اس کے بغیر بھی سالگرہ ہو جاتی ہے، رابعہ۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

اب وہ گفٹ اس کے ہاتھوں میں تھے۔ایک ڈبہ چھوٹا تھااور ایک بڑا۔پہلی دفعہ سالگرہ پر کوئی اسے خاص طور پر تحفہ دے رہا تھا۔اس کے لیے یہ تجربہ کچھ منفرد سا تھا۔

"گفٹ لینے کے بعد شکریہ کہتے ہیں!"

رابعہ نے جتا کر تصحیح کی۔اس وقت اس کے چہرے پر خوشی بھی اور ہی طرح کی پھیلی ہوئی تھی۔

حارث نے پہلے چھوٹا ڈبہ کھولا۔اس میں پرفیوم تھا۔

"سونگھ کر بتائیں اس کی خوشبو کیسی ہے؟"

حارث نے ڈھکن کھولا۔اور سانس اندر کھینچا۔

"اس پرفیوم کی خوشبو اس کے تکیے اور چادر کی خوشبو کے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔"

"بتائیں تو کہ کیسی ہے؟"

رابعہ نے پھر پوچھا تو اس نے دوبارہ سانس اندر کھینچی۔

"بہت اچھی ہے، فریش سی ہے۔"

"اب آپ کی مرضی ہے کہ چاہیں آپ پہلے یہ پرفیوم ختم کریں یا پھر وہ جو ادھر میز پر رکھا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

میز پر رکھا پرفیوم آدھے سے کم ہو چکا تھا۔ حارث نے ہاتھ میں پکڑی بوتل ڈبے میں واپس ڈال دی۔

"اب دوسرا ڈبہ کھولیں۔"

رابعہ نے اب اس کے آگے دوسرا ڈبہ رکھ دیا۔

"دو تحفے کون خریدتا ہے، رابعہ؟"

یہ ڈبہ تو تھا بھی بڑا۔

"ابھی تو میں آپ کے لیے کچھ اور لینے والی تھی۔ لیکن اس کا تھوڑا مسئلہ ہو گیا تھا۔ اسی لیے مجھے ساتھ میں پرفیوم لینا پڑا۔"

حارث نے ڈبے پر سے شیٹ اتاری۔ اور اندر سے جوتوں کا ڈبہ نکلا۔

"اس کے علاوہ تم نے اب کیا لینا تھا، رابعہ؟"

ڈبے کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا۔ اندر جوتے تھے۔ دیکھنے سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ اچھے والے جوتے تھے۔ وہ حیران ہو گیا تھا۔

"ابھی آپ یہ پہن کر دیکھیں، آپ کو یہ سائز ٹھیک سے آ رہا ہے؟"

حارث سے پہلے رابعہ نے ہی دونوں شوز ڈبے سے نکال لیے۔

"یہ واقعی فضول خرچ ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے تو شادی پر بھی زیادہ اچھے والے جوتے نہیں لیے تھے۔اور ان جوتوں کو بھی وہ ابھی تک اگلے سال تک اچھے سے چلا سکتا تھا۔

"پہن کر تو دیکھیں۔"

رابعہ نے شوز کے بیچ میں سے گتہ نکالا۔

"اگر یہ سائز آپ کو فٹ نہیں آیا تو اس دکان کا کارڈ ہے ہمارے پاس، تو ہم چینج بھی کروا سکتے ہیں۔"

حارث نے جوتا الٹ کر نمبر دیکھا۔پھر کمبل سے پاؤں نکال کر پہن لیا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ حیران بھی تھا کہ اندازے سے ہی وہ اس کے لیے صحیح سائز لے آئی تھی۔اس نے کمبل سے پاؤں نکال کر جوتا پہنا۔پھر انگلیوں کو تھوڑی حرکت دی۔اور پھر جوتا اتار دیا۔

"دونوں جوتے پہنیں اور کھڑے ہو کر دیکھیں۔"

ایک جوتا اس کے ہاتھ میں پہلے سے ہی تھا، دوسرا رابعہ نے دے دیا تھا۔

"اس وقت تم مجھ سے کیا کیا کروا رہی ہو!"

جتا کر کہتے ہوئے وہ گرم کمبل سے نکلا۔دونوں پاؤں میں شوز پہن کر کھڑا ہو گیا۔شوز اندر سے بہت نرم سے تھے۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"دو قدم چل کر دیکھیں۔ ویسے ہمیں جرابوں کے ساتھ ٹرائے کرنے چاہیئں۔"

کہنیوں کے زور پر بیڈ سے آگے ہو کر وہ دیکھ رہی تھی۔

"بس بس... ٹھیک ہیں یہ جوتے۔ ویسے کتنے میں لے کر آئی ہو تم؟"

حارث نے جوتے اتار کر ڈبہ اٹھایا۔ پھر اس میں احتیاط سے رکھنے لگا۔

"تحفے کی قیمت نہیں پوچھتے۔ شکریہ کہتے ہیں۔"

ابھی تک اس نے کہا جو نہیں تھا۔

"تمہاری فضول خرچی پر میں تمہیں کیسے شکریہ کہہ دوں؟ رابعہ ایک پرفیوم بھی کافی تھا۔ جوتے اگر مجھے ضرورت ہوتے تو میں خود لے لیتا۔"

اب اس نے پرفیوم کا ڈبہ بھی اٹھایا۔ پھر دونوں ڈبوں کو سنگھار میز پر رکھ دیا۔ رابعہ پلیٹ میں بچا ہوا کیک کھا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، نہ کہیں آپ شکریہ۔ لیکن میں نے جو لینا تھا وہ میں نے دل سے ہی لیا ہے۔ اتنا تو آپ کو پتہ ہے نا کہ پھر تحفے کی قدر بھی کرتے ہیں۔"

اس نے سر ہلایا۔

"اسے تو مجھے شکریہ کہنا ہی پڑے گا۔"

پھر حارث نے بیڈ پر سے پیکنگ شیٹس اٹھائیں، پھر انہیں سیدھا کر کے دراز میں رکھ دیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"پلیٹ سے اتر جائے گا یہ نشان؟"

وہ چیزیں سمیٹ رہا تھا۔ رابعہ نے پلیٹ سے بچا ہوا کیک اٹھا لیا۔ اور پلیٹ حارث کو پکڑائی۔ حارث پلیٹ پر مارکر سے لکھے ہوئے الفاظ پر انگلی پھیرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

" یہ آرام سے مٹ جائے گا، کانچ کی پلیٹ ہے نا اس لیے۔"

پھر وہ بیڈ کی چادر پر ہاتھ مار کر کمبل سیدھا کرنے لگی۔

"صبح تم سب سے پہلے یہی پلیٹ دھونا۔"

"گھر میں کسی کو بھی یاد نہیں ہو گا کہ آپ کی سالگرہ ہے؟"

وہ لائٹ بند کر کے بیڈ تک آ رہا تھا۔ رابعہ کے سوال پہ اداس مسکرایا۔

"ہمارے ہاں ان مواقعوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، رابعہ۔"

"مطلب جب میری بھی سالگرہ آئے گی تو بھی کوئی وش وغیرہ نہیں کرے گا۔ میری تو تاریخ بھی ویسے نہیں پتہ ہو گی کسی کو۔"

"جب تمہاری آئے گی تب دیکھیں گے۔ ابھی تو کافی دور ہے۔"

بیڈ پر لیٹ کر اس نے کمبل سیدھا کر کے کندھوں تک لے لیا۔ کروٹ رابعہ کی طرف رکھی۔ وہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسی کروٹ لیٹی ہوئی تھی۔ اور اس کی شال اس کے تکیے کے پیچھے رکھی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"منائیں گے آپ میری سالگرہ؟"

اس نے مان سے پوچھا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں میں چمک تھی۔

"منانی پڑے گی کیونکہ اب تو تمہیں شکریہ بھی ادا کرنا ہے، اور تم تو خود ہی مجھے یاد دلاتی رہو گی کہ تمہاری سالگرہ آنے والی ہے۔"

"شکریہ والی بات تو میں بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔"

وہ ہنس دی۔

اور اب اس کا دماغ مکمل بند ہو رہا تھا۔ نیند کا غلبہ بری طرح چھا رہا تھا۔

"چلو اب سو جاتے ہیں، رابعہ۔ میں نے بھی صبح جانا ہے، اور تم نے بھی بہت کام کرنے ہیں۔"

اپنا تکیہ اس کے قریب کر کے حارث نے آنکھیں بند کر لیں۔

"آپ تو کہہ رہے تھے کہ اتنے دنوں بعد ملی ہو..."

اس نے دھیمی سی آواز میں کہا۔ بند آنکھوں کے ساتھ حارث کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"اُس وقت میں تمہیں پیار سے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔"

اور حارث کی آواز بھاری اور گہری سی تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"لیکن اب تو تم ویسے بھی مان گئی ہو۔"

اس نے اس کے گرد بازو لپیٹ لیا۔

"آپ نے کیک کاٹتے وقت کیا دعا مانگی تھی؟"

اس نے بھی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لیکن اسے یاد آ گیا۔

"سکون کی دعا مانگی تھی، رابعہ۔ اب تم چپ کر جاؤ گی تو سکون کی نیند آئے گی مجھے۔"

نیند تو رابعہ کو بھی آ رہی تھی۔ تھکاوٹ بھی بہت تھی۔ اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

"مجھے لگتا ہے کہ ان کو اپنا برتھڈے وش اچھا لگا ہے!"

اس کے تاثرات سے تو رابعہ یہی سمجھی تھی۔

نیند نے دونوں کا ہی دماغ بھاری کر دیا تھا۔ اور خوشی کے ان لمحات نے دونوں کو سکون کی نیند سونے میں مدد کی تھی۔

رات اس نے سنک کے سارے برتن دھو دیے تھے پھر بھی جب وہ صبح کچن میں آئی تب وہاں نا جانے کہاں سے اور برتن آ گئے تھے۔ اپنی شال کے نیچے وہ پیپی برتھڈے والی کانچ کی پلیٹ بھی چھپا کر لائی تھی۔ اسے سنک میں دوسرے برتنوں کے اوپر رکھا اور بازو فولڈ کرنے لگی۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"مجھے رات والا سالن گرم کر کے دے دینا۔"

امی کے کمرے میں جا کر بیٹھنے سے پہلے حارث اسے کچن میں بتاتے ہوئے رک گیا تھا۔

"میں بس یہ برتن پانچ منٹ میں کھنگال لوں گی۔ پھر سب سے پہلے آپ کا ناشتہ بناتی ہوں۔"

دونوں کے چہرے پر اطمینان بھی تھا۔ رابعہ نے نل کھولا۔ اتنے میں اچانک وہاں ثمرین باجی آ گئیں۔ حارث بھی کچن کے دروازے پر ہی تھا۔ اور وہ اس کے آگے آ کر دہلیز سے اوپر ہو گئیں۔

"میرے بچے ہاف فرائی انڈہ کھائیں گے۔ تو تم زرا دھیان سے بنانا کے زردی زیادہ پک نہ جائے۔"

رابعہ پلیٹ اٹھا بھی نہ سکی۔ اسے الٹ کر رکھ بھی نہ سکی۔ کیونکہ ثمرین باجی کو بس لمحہ لگا تھا اس پر لکھی تحریر پڑھنے میں۔

"ٹھیک ہے، باجی۔ میں بس دس منٹ میں لاتی ہوں آپ کا ناشتہ۔"

رابعہ نے ان کا چہرہ دیکھ کر، مسکرا کر جواب دیا۔ صرف اس لیے کے حارث کا گِلا دور ہو سکے۔

حارث تو ثمرین باجی کی نظریں اس پلیٹ پر پڑتی ہوئی دیکھ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''انڈے پڑے ہیں فریج میں ؟''

حارث نے پھر رابعہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔اب رابعہ نے پلیٹ اٹھالی۔اور صابن والا کپڑا لگانے لگی۔

''دو یا تین ہونگے شاید۔''

رابعہ نے اندازے سے کہا۔

''باجی آپ دیکھ دو فریج میں،اگر کم ہیں تو میں ابھی لے آتا ہوں۔ورنہ پھر دکان سے واپسی پر سامان لے آؤں گا۔''

رات تو رابعہ نے بڑی آسانی سے کہا تھا کہ کانچ کی پلیٹ پر سے مار کر کا نشان آرام سے مٹ جائے گا لیکن اب تو رگڑنے سے بمشکل صرف آدھے الفاظ مٹے تھے۔

''اور تُو بھی بیٹھ جا کمرے میں۔بیوی کے پاس ہی کھڑا رہے گا کیا؟''

ثمرین باجی دہلیز سے اتریں۔پر حارث جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا۔پھر وہ فریج تک گئیں۔ٹرے میں رکھے انڈے دیکھنے لگیں۔

''انہوں نے دیکھ لی ہے یہ پلیٹ۔''

رابعہ نے ناخن سے بچا ہوا نشان مٹانے کی کوشش کی۔

Novels by Hania Masood Khan

"اچھا بس ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں۔ تم پہلے باجی اور بچوں کا ناشتہ بنا دو۔ اور چھوڑ دو یہ برتن، بعد میں دھو لینا۔"

وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"نیچے آتے ہی انہیں پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔"

حالانکہ سمجھ بھی رہی تھی کہ کیا ہو جاتا ہے۔

"تین انڈے پڑے ہیں فریج میں، تم لوگوں نے کھانے ہیں تو اور لے آؤ۔ امی آپ کیا کھاؤ گی؟"

پہلے انہوں نے حارث سے کہا۔ پھر امی کے کمرے میں جا کر پوچھا۔

"امی بھی میری طرح رات والا سالن کھائیں گی۔ اتنا اچھا بنا ہوا تھا۔"

حارث اب کچن کے دروازے کے پاس سے ہٹ گیا۔ امی کے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں ذائقہ تو تھا اس میں۔ ابھی تو میں بھی وہی کھا لوں گی لیکن واپسی پر تُو کل کے لیے انڈے اور دودھ لے کر ہی آنا۔"

"لیتا آؤں گا، امی۔"

پھر رابعہ نے کچن میں برتن چھوڑ کر پہلے پیڑے بنا کر رکھے۔ پھر چائے رکھی۔ اور اس کے بعد تیز آنچ پر توا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"حالانکہ دکان کے لیے ان کو دیر ہو رہی ہے پر یہ کہہ کر گئے ہیں کہ پہلے ان کی باجی اور بچوں کا ناشتہ بنا دوں۔"

پھر وہ جتنا تیز ہاتھ چلا سکتی تھی، اس نے چلایا۔ تین پراٹھے بنائے۔ اور اسی توے پر تیل ڈال کر انڈہ تلنے کی تیاری کی۔

"مریم آپ یہ پراٹھے اندر رکھ دو گی؟"

مریم اور زین صحن میں ہی کھیل رہے تھے۔ رابعہ نے انہیں صرف یہ سوچ کر آواز دی کہ وہ پھر انڈے بنا کر فوراً اندر لے جائے گی۔

"مامی دیں... میں لے جاتا ہوں۔"

مریم کی جگہ زین کچن میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

"اسے آپ یہاں سے پکڑو... اور میں بس آپ لوگوں کے لیے انڈے ہی بنانے لگی ہوں۔"

رابعہ نے اسے ہاٹ پاٹ پکڑایا۔

"اور مامی میرے والے انڈے کی زردی نہیں توڑنی آپ نے۔"

وہ رابعہ کو کچن میں بتا کر گیا۔

Novels by Hamna Tasadduq Khan

"زین اور مریم آپ لوگ ادھر ناشتے کے لیے کرسی پر بیٹھ جاؤ، مامی باقی کا ناشتہ خود لے آئیں گی۔"

اور ثمرین باجی نے بچوں کو کمرے میں بٹھالیا۔ حارث بھی وہیں تھا۔ اس نے بھی محسوس کیا۔ پھر میز کو کھینچ کر سب کے آگے کر دیا۔

اُدھر کچن میں رابعہ نے پھر کٹوری میں پہلا انڈہ توڑا۔ اور اس کے بعد اسے توے پر ڈالا۔ اپنی طرف سے وہ احتیاط کر رہی تھی لیکن پلٹتے ہوئے اس سے زردی ٹوٹ گئی۔ فوراً گردن سے بھانپ اٹھنے لگی۔

"بس اس کو ہاف فرائی اتار لیتی ہوں۔ زین کو دوسرا بنا دوں گی۔"

اس نے فوراً اس انڈے کو پلیٹ میں نکال لیا۔ اس پہ کالی مرچیں چھڑکیں۔

"یہ مریم کھالے گی۔"

انڈہ ہاف فرائی ہی تو تھا۔

پھر اس نے دوسرا انڈہ توڑا تو ناخن لگنے سے اس کی زردی تو کٹوری میں گرتے ہی پھیل گئی۔ جتنی وہ احتیاط کرنا چاہ رہی تھی اتنا ہی کام خراب ہو رہا تھا۔

اس نے اس انڈے کو بھی ہاف فرائی کیا، کالی مرچے چھڑکیں اور پلیٹ میں نکالا۔ پھر چولہے کی آنچ ہلکی کر کے اس نے دونوں پلیٹیں اٹھائیں۔ اب وہ کمرے میں جا رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

”مامی یہ تو میں نہیں کھاؤں گا۔“

زین نے پلیٹیں دیکھتے ہوئے دائیں بائیں گردن ہلانا شروع کر دی۔

آپ کا میں بنا کر لا رہی ہوں۔“

اسے اندازہ تھا کہ جب ثمرین باجی زرا سی بات کا مسئلہ بنا سکتیں ہیں تو ان کے بچوں کا بھی کوئی اعتبار نہیں تھا۔

”یہ آپ مما اور مریم کو کھانے دو۔“

حارث اب رابعہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔

”ساتھ چائے بھی دے دو تم ہمیں، رابعہ۔“

اب حارث نے پھر سے ثمرین باجی کو دیکھا۔

”پہلے تو ہمیشہ اپنا ناشتہ باجی خود بناتی تھیں۔ اور اب ہاتھ بٹانے کے بجائے ہر چیز رابعہ سے خود ہی کہے جا رہی تھیں۔ اور امی کو بھی پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا کہ وہ بھی کچن میں بالکل نہیں جاتیں۔“

”میں لاتی ہوں آپ کی چائے۔“

پھر رابعہ کچن میں گئی۔ تین کپ چائے ڈالی۔ ڈش میں رکھ کر کمرے میں آئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور امی کا سالن بھی لے آؤ... بڑوں کو تو پہلے دینا چاہیے ناشتہ۔ تم انہیں ہمارے بعد دے رہی ہو۔"

نوالہ بناتے ہوئے ثمرین باجی نے اسے جتانا ضروری سمجھا۔

"میں بس لا رہی ہوں۔"

چولہے کے صرف دو برنرز تھے۔ باری باری ہی ہر کام ہونا تھا۔

"مامی لیکن نانو سے پہلے میرا انڈہ۔"

یہ زین کی آواز تھی۔ حارث نے اب گھڑی کو دیکھا۔ اسے دکان سے دیر ہو رہی تھی۔ جبکہ اس کے ناشتے کی باری بھی نہیں آئی تھی۔

"ہاں... رابعہ پہلے زین کا انڈہ بنا دو۔"

امی نے بھی پہلے زین کے لیے انڈہ بنانے کا کہہ دیا۔

اور کمرے سے جاتے ہوئے رابعہ نے دیکھا تھا کہ حارث کی نظر گھڑی پر تھی۔

"اس سب میں ان کو دیر ہو جائے گی۔"

وہ کچن میں آئی۔ زردی نہ ٹوٹے اس چکر میں اس نے اب کی بار انڈہ بہت احتیاط سے توڑا۔ یہ آخری انڈہ تھا۔ اسے ہر حال میں اس نے ٹھیک سے بنانا تھا۔ اسے پلٹنے کے بجائے چمچ سے اس کے اوپر گرم تیل ڈال کر پکایا۔ اپنی طرف سے اب اس نے زین کے لیے اچھا

Novels by Hamna Hassan Khan

ہاف فرائی انڈہ بنایا تھا۔ پلیٹ میں نکالا۔ اور توا اتار کر فرائنگ پین رکھا۔ فریج سے بس سالن نکال کر اس نے ڈالنا تھا۔ پر وہ پہلے زین کی پلیٹ اندر دینے کے لیے چلی گئی۔

"امی اور آپ کا سالن بس میں لا رہی ہوں، آپ کھانا شروع کر دینا میں تازہ پراٹھے ڈالتی جاؤں گی۔"

زین کے آگے پلیٹ رکھ کر وہ کچھ اطمینان میں آئی۔ لیکن وہ بس برآمدے تک ہی پہنچی ہو گی جب اس نے اندر سے زین کی اونچی آواز سنی۔

"یہ تو میں نہیں کھاؤں گا، مامی نے تو زردی بالکل پکا دی ہے۔"

زین نے پلیٹ اپنے آگے سے کھسکا دی۔ ہاتھ باندھ کر کرسی پہ پیچھے ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ زردی نہ ٹوٹے۔"

حارث نے پلیٹ کو غور سے دیکھا۔ اور دیکھنے میں انڈہ بالکل ٹھیک تھا۔

"میں نے رابعہ سے کہا بھی تھا کہ میرے بچے ہاف فرائی کھائیں گے، لیکن پہلے دونوں انڈوں کی زردیاں توڑ کر پکا لائی اور اب دیکھو یہ اتنی سخت زردی ہے۔ یہ تو زین واقعی نہیں کھائے گا۔"

رابعہ کے قدم برآمدے میں ہی جم گئے۔ اور کچن میں رکھے فرائینگ پین سے دھواں اٹھنے لگا۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

''سفیدی سفیدی بھی نہیں کھائے گا؟''

امی نے پیار سے پوچھتے ہوئے زین کے آگے پلیٹ کر دی۔

''نہیں کھاؤں گا نانو، ایسا انڈہ میں کھاتا ہی نہیں ہوں۔''

اس سب کے بیچ مریم اطمینان سے اپنا ناشتہ کر رہی تھی۔

''ٹھیک ہے رات والے سالن کے ساتھ پراٹھا کھا لینا۔ اس میں بوٹی بھی ہے۔''

حارث نے اس کے آگے سے انڈے والی پلیٹ اٹھالی۔

''سالن تو یہ کبھی نہ کھائے۔''

حارث نے سانس اندر کھینچتے ہوئے ثمرین باجی کو دیکھا۔

''باجی پھر میں انڈہ لا دیتا ہوں، آپ خود بنا لینا جیسا زین نے کھانا ہو۔''

دیر تو اسے ہو چکی تھی۔ اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اٹھ گیا۔

''زین ضد نہ کر، تیرے ماموں کو دکان کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ ناشتہ بھی نہیں کیا تیرے ماموں نے۔''

امی نے گھڑی دیکھی تو اب انہیں حارث کی فکر ہوئی۔

''رابعہ... حارث کا ناشتہ لے آؤ، اسے دیر ہو رہی ہے۔''

امی نے پھر اپنی طرف سے اونچی آواز دے کر رابعہ سے کہا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اس نے تو ابھی تک آپ کو بھی ناشتہ نہیں لا کر دیا، حارث کے ناشتے کی فکر کہاں کرے گی۔"

رابعہ کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ پھر اس نے فریج سے سالن نکالا۔ کچن میں گئی۔ پین کو اٹھا کر نل کے نیچے رکھا۔ اسے ٹھنڈا کیا۔ پھر اس پر سالن ڈالا۔

"پتہ نہیں مجھ سے کیوں ایک انڈہ بھی ٹھیک سے نہیں بنا۔"

آنسوں گالوں پر بہے تو اس نے ہاتھ کی پشت سے رگڑے۔

"پراٹھا بنا کر امی کو سالن دے آؤ پہلے۔"

اچانک حارث کچن کے دروازے تک آ گیا۔ رابعہ نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ بھیگی ہوئی ہیں۔

"آپ کا ناشتہ؟"

حارث کو اس پہ ترس آ رہا تھا، دکان کی فکر بھی ہو رہی تھی، اندر زین کی ضد سے بھی وہ چڑ گیا تھا۔

"امی کو دے دو پہلے، پھر ایک پراٹھا بنا کر مجھے سالن ڈال کر دے دینا۔ دکان پر جا کے کھا لوں گا میں۔"

"اور چائے کے لیے تو کوئی تھرماس ہے بھی نہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

آنکھوں سے پھر آنسوں بہے۔اور اس وقت ان آنسوؤں کو وہ پونچھ بھی نہیں سکتا تھا۔
اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کا کچن کے دروازے کے پاس کھڑا ہونا بھی سب کو کتنا دکھتا ہے۔

"میں چائے ہوٹل سے منگوالوں گا۔"

اس نے سر جھکالیا۔پھر وہ برآمدے کی چارپائی پر بیٹھا رہا۔

رابعہ نے پہلے حارث کی امی کو ناشتہ دیا۔پھر حارث کے لیے پراٹھا بنایا۔کاغذ میں لپیٹ کر ڈھکن والے ڈبے میں ڈالا۔پھر سالن الگ ڈبے میں ڈالا۔اور شاپر بنایا۔

اتنے میں حارث بھی ہیلمٹ پہن کر موٹر سائیکل نکالنے لگا تھا۔

"اب زین نے کیا ناشتہ نہیں کیا؟"

اندر جا کر خود پوچھتی تو چار باتیں اور سننے ملتیں۔

"اسے باجی خود دیکھ لیں گی، تم بس اپنا ناشتہ پہلے کرنا اور اس کے بعد ہی کاموں کو شروع کرنا۔"

وہ چہرے سے پریشان دکھ رہی تھی۔اور پیچھے کی گارنٹی وہ خود نہیں دے سکتا تھا اسی لیے آنکھوں کے آگے ہیلمٹ کا شیشہ گرادیا۔

"آپ آج تھوڑا جلدی آجائیں گے؟ یا دن کے وقت کھانے پہ گھر آجائیں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

پردے کی اوٹ میں وہ کھڑی تھی۔ حارث انجن سٹارٹ کر رہا تھا۔

"دکان کو چھوڑ کر نہیں آسکتا میں، رابعہ!"

وہ پلکیں جھپکنے لگی۔ فی الحال وہ اس ماحول سے خود بھی کہیں نہیں جاسکتی تھی۔

"پلیٹ بھی دیکھ لی تھی ثمرین باجی نے۔ اور اب تو وہ مجھے اور باتیں سنائیں گی۔ ان کے ہونے کا لحاظ نہیں کرتیں اور ان کے نہ ہونے کا تو بالکل بھی نہیں کریں گی۔"

مرے قدموں کے ساتھ وہ دروازہ بند کر کے پلٹی۔ اس کو خود بھی شدید بھوک لگ رہی تھی۔ اب اس نے کچن میں جا کر اپنا ناشتہ ہی بنانا تھا۔

"چلا گیا حارث؟"

وہ سامنے سے گزرتی نظر آئی تو امی نے آواز دے کر پوچھا۔

"جی... وہ چلے گئے ہیں۔"

"ناشتہ بھی نہیں کر کے گیا بیچارہ!"

ثمرین باجی جو اپنا ناشتہ اب کر چکی تھیں تسلی سے بیٹھیں تھیں۔

"میں نے ان کو ناشتہ بنا دیا ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ دکان پر جا کر کر لیں گے۔ اور چائے ہوٹل سے منگوا لیں گے۔"

رابعہ میز پر رکھے برتن سمیٹنے لگی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"لیکن اچھا تھوڑی لگتا ہے کہ ناشتہ بھی آدمی دکان پر جا کر کرے۔ تم تھوڑا جلدی نیچے آیا کرو، عین ٹائم پر آؤ گی تو یونہی مسئلے ہونگے اور دیکھو نا... زین نے بھی ٹھیک سے ناشتہ نہیں کیا۔ زبردستی میں نے اسے چائے کے ساتھ تھوڑا پراٹھا دیا ہے۔"

رابعہ نے اب وہ پلیٹ بھی اٹھائی جس میں وہی انڈہ تھا جسے زین نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔

"روز تو ہم ایسے کبھی لیٹ نہیں ہوتے۔ ان کی امی بھی باجی کو کچھ نہیں بتا رہیں۔ جبکہ دیر بھی ثمرین باجی اور بچوں کے ناشتے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ورنہ جب فاطمہ آپی آئی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ بھی تو ناشتہ میں نے ان کے جانے کے بعد بنایا تھا۔"

امی کو دیکھتے ہوئے اس نے افسوس سے سوچا۔

"انڈہ ہے نہیں باجی ورنہ میں زین کو ایک اور بنا دیتی۔ ان کو بھی دیر ہو رہی تھی اسی لیے یہ بھی خرید کر نہیں دے گئے۔"

"جو تھے وہ بھی کہاں تم سے ٹھیک سے بنے تھے۔ پہلے نہیں بنایا کبھی تم نے ہاف فرائی انڈہ؟"

عجیب طنزیہ لہجہ تھا۔ وہ اسے نیچا بھی پتہ نہیں کیوں دکھا رہی تھیں۔ رابعہ نے برتن اٹھا کر سانس اندر کھینچی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہمارے گھر تو کوئی کھاتا نہیں ہے، حارث بھی پھینٹا ہوا کھا لیتا ہے اور مجھے بھی کبھی ہوا تو رابعہ آملیٹ بنا دیتی ہے۔ کبھی بنایا ہی نہیں ہے اس لیے آج پھر ٹھیک سے بن بھی نہیں سکے۔ اپنے گھر بھی پہلے کبھی شاید نہیں بنایا ہو گا۔"

امی کی بات سنتے ہوئے وہ چپ چاپ برتن لے کر کچن آ گئی۔ سنک میں برتن رکھے۔ اور اپنے پراٹھے کا پیڑہ بیلنے لگی۔

"برتن بھی اکٹھے ہو گئے ہیں، باقی کام بھی اتنے زیادہ ہیں۔ لیکن پہلے اچھے سے ناشتہ کروں گی تو باقی کچھ اور کر سکوں گی۔ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے یہ رات کو کہ صبح انہوں نے تو دکان پر ہی جانا ہے لیکن میں نے بہت کام کرنے ہیں۔"

اس نے سوچ لیا تھا کہ اندر کی باتوں کو وہ نظر انداز کرنے کی کوشش ہی کرے گی۔ اپنے کام سے کام رکھے گی۔

اپنا ناشتہ بنا کر وہ برامدے میں رکھی چارپائی پر بیٹھ گئی۔ سکون سے پہلے ناشتہ ہو جاتا تو بعد میں کچھ نہ کچھ سہنے کی ہمت بھی اس میں جمع ہو جاتی۔ اور جس انڈے کو زین نے کھانے سے انکار کر دیا تھا اس وقت وہ رات کے سالن کے ساتھ ساتھ اسے بھی کھا رہی تھی۔

Novels by Hania Hassan Khan

زردی تھوڑی سخت ہو گئی تھی لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ انڈے نے اپنا ذائقہ ہی بدل لیا ہو۔

"کل یہی بات میں حارث سے کہہ رہی تھی کہ اس کی بیوی تو میرے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔اب بھی دیکھو نا اپنا ناشتہ لے کر باہر بیٹھ گئی ہے۔آگے کیا آپ لوگ باہر ناشتہ کرتے ہو؟"

سکرین پر صبح کا پروگرام لگا ہوا تھا۔آواز اونچی تھی۔لیکن ثمرین باجی بھی کہاں آہستہ بولتی تھیں۔پروگرام کی آواز کے ساتھ ساتھ ان کی آواز بھی باہر تک جا رہی تھی۔اور اب رابعہ کے منہ میں رکھا نوالہ بھی کڑوا ہونے لگا تھا۔کچھ نہ کچھ تو اس نے بھی سنا تھا۔

"نہیں نہیں... کھانا وغیرہ تو ہم ہمیشہ سے ادھر اندر ہی کھاتے ہیں۔"

امی نے نفی کرتے ہوئے سرسری سا جواب دیا۔

"آپ کو امی پھر اس سے پوچھنا چاہیے کہ وہ کیوں ہمیں عزت نہیں دے رہی۔ابھی فاطمہ رہ کر گئی ہے تو کیا یہ اس کے ساتھ بھی ایسی ہی تھی؟"

رابعہ نے بمشکل نوالہ حلق سے اتارا۔ایک تو اندر منفی باتیں ہو رہی تھیں اور دوسرا صوفے والے کمرے میں زین اور مریم صوفوں کے کشن اچھال کر، خود صوفوں کے اوپر اچھل اچھل کے کھیل رہے تھے۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''فاطمہ کے ساتھ تو بہت اچھے سے رہتی ہے۔ پھر فاطمہ کی بھی تو عادت نہیں ہے کہ کسی کے بارے میں زیادہ باتیں کرے۔ الٹا میں بھی اس سے کوئی بات کر دوں تو مجھے سمجھانے لگ جاتی تھی آگے سے۔ ایسے میں پھر رابعہ بھی تو اس کے ساتھ اچھے سے ہی رہے گی۔''

''کونسی باتیں... جن پہ وہ آپ کو سمجھا رہی تھی؟''

ثمرین باجی کو ان باتوں میں اچانک دلچسپی ہوئی۔ اور وہ باتیں امی کے لیے بھی بڑی اہمیت رکھتی تھیں۔

''یہی کہ دیکھو اب اپنے بیٹے کی اگر ہم نے شادی کی ہے تو ہم پھر خوشخبری کا انتظار بھی کریں گے ہی۔ پچھلے مہینے بھی اسے میں نے بہت سمجھایا تھا لیکن دیکھ لو، اس مہینے بھی کچھ نہیں۔ مجھے تو سنجیدہ بھی نہیں لگتی اس معاملے میں۔''

فی الحال امی کو رابعہ سے ایک یہی مسئلہ تھا۔

''اچھا... اس مہینے بھی کچھ نہیں ہے!''

ثمرین باجی نے اپنی حیرت ظاہر کی۔

''اور قیصر کا تو آپ کے سامنے ہی تھا، امی۔ یاد ہے نا کہ شادی کے کتنے تھوڑے دن بعد وہ واپس دبئی چلے گئے تھے۔ پھر بھی شکر ہے کہ میری گود بھر گئی تھی۔ ورنہ آپ تو اپنی بہو کو کچھ نہیں کہو گی لیکن میری ساس نے تو مجھے طعنے دے دے کر مار ہی دینا تھا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اب مزید کھانا حلق سے نیچے اترنا مشکل ہو گیا تھا۔ نہ وہ بچوں کو صوفوں پر سے کھیلنے سے منع کر سکتی تھی۔ اور نہ ہی وہ امی اور ثمرین باجی کی باتیں رکوا سکتی تھی۔ برتن اٹھا کر وہ واپس کچن میں آ گئی۔ تیز نل کھولا۔ اور برتن دھونے لگی۔

"لیکن فاطمہ مجھے کہہ کر گئی ہے کہ ان معاملات میں دیر سویر بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ میں نے پہلے کبھی کسی کے ہاں ایسی دیر سویر نہیں دیکھی اسی لیے میں پھر کہہ بھی دیتی ہوں۔"

امی پھر اپنے بیڈ سے اٹھیں۔ اور رضائی تہہ کرنے لگیں۔

"آپ کیوں سیدھا کرنے لگی ہو بستر؟"

"وہ کچن صاف کر کے آئے گی تو باقی صفائی کر دے گی۔ اور ابھی گیارہ بجے تک دھوپ آئے گی تو میں صحن میں سیڑھیوں کے پاس کرسی رکھ کر بیٹھوں گی۔"

رضائی تہہ کرتے ہوئے انہیں سانس چڑھ رہا تھا۔

"یہ بھی وہ کر دے گی، امی۔ اور ابھی دھوپ نیچے تک آ جائے گی تو میں سوچ رہی ہوں کہ بچوں کو بھی نہلا دوں۔ کپڑے گندے کر رکھے ہیں انہوں نے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

سویٹر کی جیب میں رکھا رابعہ کا فون اچانک بجنے لگا۔ صابن والے ہاتھوں کو پانی سے دھو کر اس نے شال کے کونے سے خشک کیا۔ پھر سویٹر کی جیب سے موبائل نکالا۔ حارث کے نمبر کو دیکھا۔ اور پھر پیچھے شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"اسلام وعلیکم، ناشتہ کیا آپ نے؟"

اس کی آواز سن کر اندر کی باتوں سے سارا دھیان ختم ہو گیا۔

"ہاں میں نے ابھی چائے منگوائی ہے، دکان کھولتے ہوئے ٹائم لگ گیا تھا۔ بس چائے آتی ہے تو کرتا ہوں میں ناشتہ۔ تم بتاؤ... تم کیا کر رہی تھی؟"

کاؤنٹر کے آگے رکھی کرسی پر وہ بیٹھا تھا۔ گھر سے لایا ہوا ناشتہ ابھی اس نے شاپر سے نہیں نکالا تھا۔

"اب تک تو آپ کا ناشتہ ٹھنڈا بھی ہو گیا ہو گا۔"

حارث نے ہاتھ لگا کر چیک کیا۔ پراٹھے کا تو زیادہ پتہ نہیں چلا لیکن سالن ہلکا گرم محسوس ہو رہا تھا۔

"ہاں کوئی نہیں... گرم چائے کے ساتھ اتنا محسوس نہیں ہو گا۔ اور تم نے کیا ناشتہ؟" اصل میں یہی پوچھنے کے لیے اس نے فون کیا تھا۔ بس کال کے شروع میں سیدھا سیدھا پوچھ نہیں سکا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"میں نے بس تھوڑی دیر پہلے کیا ہے ناشتہ۔"

رابعہ نے پیچھے گردن موڑ کر ڈش کو دیکھا۔ آدھا ناشتہ تو ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا۔ لیکن حارث کو بتا کر پریشان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ آج اس کی سالگرہ کا دن تھا۔ اور صبح کی شروعات چاہے اچھی نہیں ہوئی تھی لیکن پھر بھی وہ چاہتی تھی کہ اس کا باقی کا دن بہتر گزرے۔

"اور ابھی کیا کر رہی تھی؟"

"برتن دھو رہی تھی، پھر کچن صاف کروں گی اور پھر صفائی کے لیے جاؤں گی۔"

امی کے کمرے سے ثمرین باجی نکلیں۔ پھر انہوں نے پانی کی بالٹی صحن والی ٹونٹی سے بھری۔ اور پھر اٹھا کر کچن کی دہلیز تک لے آئیں۔

"یہ تم زرا تیز چولہا جلا کر اس پہ رکھ دو۔"

اس کے کان سے فون لگا ہوا تھا، اتنا وہ دیکھ چکی تھیں۔

"جی میں رکھ دیتی ہوں۔"

پھر وہ چلی گئیں۔

"کیا کہہ رہی تھیں باجی؟"

Novels by Hania Masood Khan

"کچھ نہیں... وہ بس بچوں کو نہلانے کے لیے پانی گرم پہ رکھنا کا کہہ گئی ہیں۔ آپ ایک منٹ دیں گے مجھے، میں بس یہ بالٹی چولہے پر رکھ لوں۔ پھر کرتی ہوں بات۔"

"اچھا رکھ لو... بلکہ ٹھیک ہے، تم کام کر لو۔ میں تمہیں بعد میں فون کروں گا۔"

دور سے اسے ہوٹل سے چائے آتی ہوئی دکھائی دے گئی۔ ہاتھ میں ڈش اٹھا کر ڈھیر سارے چھوٹے کپوں میں دھواں نکلتی چائے وہ بندہ مارکیٹ میں دکانداروں میں سے جس جس نے بھی چائے منگوائی تھی اسے دیتا جا رہا تھا۔

رابعہ نے بھی خدا حافظ کر کے فون جیب میں واپس رکھ لیا۔

"دن کے کھانے میں کیا بنانا ہے آج؟"

"آپ بتا دیں، میں اسی کی تیاری کر لوں گی۔"

کچن صاف کر کے جب وہ باہر صفائی کے لیے نکلی تو امی نے اس سے پوچھا۔

"رات کو کچھ اچھا بنا لیں گے اور ابھی بس کچھ ہلکا پھلکا کر لیتے ہیں۔"

امی سیڑھیوں کے پاس آتی دھوپ میں بیٹھی تھیں۔ ثمرین باجی اندر بچوں کے کپڑے استری کر رہی تھیں۔

"کوئی سبزی بنا لیں؟ یا پکوڑے؟ دہی والی چٹنی ہو گی ساتھ تو اچھے لگیں گے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اب رابعہ جھاڑو لے کر امی کے کمرے میں جا رہی تھی۔ دوسرے کمرے میں تو بچے تھے۔ اور جب تک اب وہ نہانے نہیں جاتے لگ بھی نہیں رہا تھا کہ وہ کمرے میں ادھم مچانا بند کریں گے۔

"پکوڑے بنا لیتے ہیں چٹنی کے ساتھ۔"

ثمرین باجی نے اندر سے ہی کہا۔ رابعہ بھی اب وہیں چلی گئی تھیں۔

"تھوڑی پالک پڑی ہے اس سے مکس پکوڑے بن جائیں گے لیکن بچوں کو تو آلو والے ہی پسند ہونگے، ہے نا؟"

ضبط کر کے رابعہ نے ان سے بات شروع کی تھی۔

"ہاں... آلو والے پکوڑوں کا بیسن اتار اتار کر کھائیں گے یہ دونوں بہن بھائی۔ لیکن رات کو بریانی بنا لو گی تم؟ بنانا آتی ہے تمہیں؟"

رابعہ نے کھڑے کھڑے جھاڑو لگانا شروع کیا۔ کارپٹ کے ہر کونے میں سے گند موجود تھا۔ جو ایسے جھاڑو لگانے سے نہیں نکلا تو اسے بیٹھنا پڑا۔ اور طاقت لگانی پڑی۔

"بریانی زرا بھی خراب ہو گئی تو بہت مسئلہ بن جائے گا۔ میں پھر انہیں یہی کہہ دیتی ہوں کہ مجھے بنانا نہیں آتی۔"

وہ باتیں بھی پکڑ سکتی تھیں اسی لیے انہیں جواب دینے سے پہلے رابعہ کو سوچنا پڑ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ابھی تک میں نے بریانی بنائی نہیں ہے، لیکن ڈبے سے ریسپی دیکھ کر کوشش کر سکتی ہوں۔"

ثمرین باجی نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ بیڈ کے نیچے سے گند نکال رہی تھی۔

"تم نے اتنے دنوں میں ایک بار بھی بریانی نہیں بنائی؟ ہمارے گھر تو ہر اتوار کو بنتی ہے۔" لہجہ بھی جتانے جیسا تھا۔

"یہاں جب بھی بنی ہے، بڑی باجی نے ہی آ کر بنائی ہے۔ سب پسند بھی وہی کرتے ہیں۔ میں نے ویسے پلاؤ بنایا تھا۔ وہ آپ اپنی امی سے پوچھنا بے شک، وہ بہت اچھا بنا تھا۔" بیڈ کے نیچے پتہ نہیں کونسا بسکٹ ٹوٹ کر گرا ہوا تھا کہ اس کے زرے نکالنا رابعہ کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"باجی کی بریانی تو واقعی اچھی ہوتی ہے۔"

ثمرین باجی نے ہلکی آواز میں کہا۔

"اگر آپ کہتی ہیں تو میں ان سے فون کر کے چکن منگوا لیتی ہوں۔ فریج میں بریانی کے لیے نہیں ہو گا اب کیونکہ کل ہم نے اچار گوشت جو بنا لیا تھا۔ پھر جب رات کے لیے بریانی بناؤں گی تو آپ مجھے گائیڈ کر دینا۔ جیسے آپ بتائیں گی میں ویسے ہی کوشش کر لوں گی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

تب پھر چاہے بریانی اچھی بنتی یا چاہے بری... کریڈٹ تو وہی لینے کی کوشش کرتیں۔

"نہیں نہیں... تم بنالینا ڈبے سے دیکھ کر۔"

لیکن ثمرین باجی کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ مدد تو دور اسے گائیڈ کرنے کے لیے بھی کچن میں جائیں گی۔

"ٹھیک ہے، باجی، میں کوشش کروں گی۔"

اندر کارپٹ پر سے جھاڑو نکال کر وہ اب پھول جھاڑو سے باہر برآمدے اور صحن کا جھاڑو دینے لگی تھی۔

پھر دن کے کھانے کے وقت اس نے ایک کام کیا کہ جب وہ پکوڑے تل رہی تھی تب ہی اس نے دو تین پکوڑے پہلے ہی کھا لیے۔ روٹی تو اس نے بعد میں تازہ بنانی تھی۔ پر چٹنی پہلے ہی تیار کر کے رکھی ہوئی تھی۔ صبح کا ناشتہ ادھورا چھوڑنے کی وجہ سے اس وقت اسے اپنے پیٹ سے آوازیں آرہی تھیں۔ حارث کو فون کر کے اس نے چکن کا کہہ دیا تھا۔ دوپہر کو جب دکان سے لڑکا کھانا لینے آیا تو انہیں چکن بھی دے گیا۔ جسے رابعہ نے ابھی نمک اور سرکہ لگا کر رکھ دیا تھا۔ اس نے خود ہی دھونا تھا۔

"چکن دیکھنے میں کتنا صاف بھیجا ہے انہوں نے۔ بس تیز نل سے پانی بہانے کی ضرورت ہے۔ زیادہ ہاتھ نہیں بھی لگاؤں گی تو یہ تو پہلے سے ہی صاف ہے۔ رات پوچھوں گی ان

Novels by Hamna Masood Khan

سے کہ کیا انہوں نے خود چکن صاف کروا کر ہی بھیجا تھا یا کسی اور دکان سے لیا ہے جو صاف ستھرا گوشت بیچتے ہیں۔"

اب وہ پھر پکوڑے بنا رہی تھی۔ اور یہ بھی کوشش کر رہی تھی کہ ساری روٹیاں ایک ہی بار بنا کر وہ اندر جائے اور کھانا کھانے ان کے ساتھ ہی بیٹھے۔ صبح ناشتے والی بات اسے بھولی کہاں تھی۔

پھر بریانی کی تیاری اس نے وقت سے ہی شروع کر دی تھی۔ اتنا تو اسے خود بھی سمجھ آ گیا تھا کہ ثمرین باجی کچن میں آنا ہی نہیں چاہتیں۔ اپنی ترتیب کے مطابق اس نے ہر چیز تیار کر کے سامنے رکھ دی تھی۔ ویسے تو ڈائریکٹ قورمہ بنانا بھی اسے آتا تھا لیکن آج جب ٹائم تھا تو اس نے دہی کے ساتھ بریانی مصالحہ چکن کو لگا کر فریج میں رکھ دیا تھا۔ اب وہ کچھ کھڑے مصالحوں کے ساتھ چاول ابال رہی تھی۔

ہارن دے کر حارث موٹر سائیکل لے کر اندر آیا۔ روز وہ مغرب کے بعد اندھیرا ہونے تک آ جاتا تھا لیکن آج اسے تھوڑی اور دیر ہو گئی تھی۔ بچوں کے لیے کوئی کھانے کی چیزوں والا شاپر تھا جو انہوں نے صحن میں ہی اس سے لے لیا تھا۔ امی اور ثمرین باجی کمرے میں تھیں اور حارث رابعہ کو آواز دے رہا تھا۔

"اسلام و علیکم۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث کے ہاتھ سے پہلے اس نے ہیلمٹ لے کر پیچھے چارپائی پر رکھا۔

"ہارن سن کر ہی آجایا کرو تم، اب دیکھو یہ انڈے ہیں اس شاپر میں اور ابھی موٹر سائیکل اندر لاتے ہوئے شاپر دیوار سے بھی لگ گیا ہے۔ تم دیکھ لینا کہ کوئی انڈہ ٹوٹ تو نہیں گیا۔

ایک ہینڈل سے اس نے انڈے اور ڈبل روٹی والا شاپر اتارا۔ اور دوسرے سے دودھ کا پیکٹ اتار کر رابعہ کے ہاتھ میں دیا۔

"میں وہ ابلتے پانی میں بریانی کے چاول ڈال رہی تھی اس لیے آنے میں دیر ہو گئی۔"

"یہ تو تم آج کر رہی تھی نا لیکن آواز تو مجھے تمہیں روز لگانی پڑتی ہے۔"

رابعہ نے کچن میں آکر شیلف پر شاپر رکھا۔ پھر انڈوں کو دیکھا۔ ایک انڈہ کریک تھا۔ اس انڈے کو رابعہ نے کٹوری میں رکھ دیا۔ پھر دودھ کو ابالا دلانے کے لیے ٹوکری میں سے پتیلی نکالی۔

"اچھا کل سے فوراً آجاؤں گی دروازے پر۔"

حارث بھی اس کے ساتھ ہی کچن تک آیا تھا۔ رابعہ نے اسے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے گھر آنے سے ہی دل میں سکون سا آگیا تھا۔ اب چاہے کوئی اسے کچھ بھی کہے لیکن حارث تھا تو ایک تسلی سی تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"کل سے میں بیل دیا کروں گا، تم دروازہ کھولنے آنا۔"

وہ کچن کے دروازے پر کھڑا تھا۔ ہاتھوں سے گلوز اتار کر، گردن کے گرد لپٹا مفلر کھول رہا تھا۔

"یہ اب کچھ زیادہ ہو رہا ہے۔"

اس نے دودھ کی پتیلی کو چولہے پر رکھا۔ پھر چاولوں کو چیک کرنے لگی۔ ان میں کسر لازمی چھوڑنی تھی۔

"اور بریانی کدھر تک پہنچی ہے تمہاری؟"

حارث چاولوں والے دیگچے کو دیکھ رہا تھا۔ اس میں پانی بھی کافی زیادہ تھا۔ اور یقیناً رابعہ نے چاول ابھی پسارنے بھی تھے۔

"یہ بس چاول نکال لوں... اس کے بعد قورمہ بناؤں گی۔ سب کچھ تیار ہے اس لیے آدھے گھنٹے میں بن جائے گی بریانی۔"

دودھ کی پتیلی کے نیچے جلتے چولہے کی آنچ کم تھی۔ اور اب رابعہ کا سارا دھیان چاولوں پر تھا۔ پھر اس نے سنک میں رکھی ٹوکری کو سیٹ کیا۔ اور کپڑا اٹھا کر دیگچہ اٹھانے کا سوچنے لگی۔

"اٹھ جائے گا یہ تم سے دیگچہ؟"

Novels by Hamna Yasooj Khan

چولہا شیلف پر تھا۔ اور جتنا پانی اوپر تک ابل رہا تھا حارث نے فوراً دہلیز پر قدم رکھا۔ کچن کے اندر ہو گیا۔

"آپ پیچھے ہی رہیں مجھ سے... میں آرام سے اٹھاؤں گی اور پھر دھیان سے سنک تک جاؤں گی۔"

صبح اس نے گرم پانی کی بالٹی بھی چولہے سے نیچے اتاری تھی۔ اس لیے اسے لگ رہا تھا کہ یہ کام بھی وہ کر لے گی۔

"تم فی الحال کچن سے باہر نکل جاؤ۔"

حارث نے اس کے ہاتھ سے کپڑا لے لیا۔ پھر دیگچے کو دونوں طرف سے مضبوطی کے ساتھ پکڑا۔ رابعہ پیچھے ہو گئی۔ کچن سے باہر تو نہیں لیکن دہلیز تک پہنچ گئی تھی۔

"اس میں نکالوں؟"

پھر وہ دھواں اٹھتے دیگچے کو سنک تک لایا جہاں رابعہ نے باریک سوراخوں والی ٹوکری رکھی تھی۔

"جی اس میں نکال لیں۔"

تیز تیز گردن ہلاتے ہوئے اس نے کہا۔ حارث نے پورا دیگچہ انڈیلا، پھر ایک طرف کو دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا۔

Novels by Hania Masood Khan

"تھینکیو۔"

اب حارث نے کپڑا شیلف پر رکھا۔

"چاول کم تھے اور تم نے پانی اتنا زیادہ بھرا ہوا تھا۔"

ٹوکری میں چاول دیکھتے ہوئے اس نے رابعہ کو جیسے ڈپٹا۔

"مجھے بریانی اچھی بنانی ہے اس لیے میں کوئی بھی رسک نہیں لے سکتی تھی۔ کھلے پانی میں چاول ابلیں تو کھلے کھلے رہتے ہیں۔"

اور وہ کوشش بھی اچھی کر رہی تھی۔ حارث کو دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ دودھ ابل جائے تو زرا مجھے پانی پلاؤ، اندر جا رہا ہوں میں۔"

پہلے حارث کچن سے باہر گیا۔ پھر رابعہ کچن کے اندر ہوئی۔

"چائے رکھوں آپ کے لیے؟"

اپنے گلوز اور مفلر وہ کچن کی شیلف پر ہی چھوڑ گیا۔

"کھانے کے بعد پیوں گا۔"

امی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ حارث کا ہاتھ ابھی دروازے کو دھکیلنے کے لیے ہوا میں تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"دکان سے آکر سیدھا بیوی کے پاس حاضری لگانے چلا گیا ہے، حارث۔اب پتہ نہیں کیا کیا جھوٹ سچ ملا کر وہ اسے ہمارے خلاف باتیں کہہ رہی ہو گی۔اور امی آپ کے سامنے کی بات ہے جو میں نے اس کو صبح سے ایک لفظ بھی برا کہا ہو۔"

پھر حارث نے یکدم دروازہ کھولا۔اور اونچی آواز میں سلام کیا۔امی اور ثمرین باجی دونوں نے اسے دیکھا۔ایک لمحے کے لیے تو ثمرین باجی کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔دونوں بچے استری والی میز پر شاپر میں سے ساری چیز کا سامان پھیلا کر باری باری کھا رہے تھے۔اور جتنا وہ کھا رہے تھے اتنا ہی ان کے ہاتھ سے نیچے کارپٹ پر گر بھی رہا تھا۔

"بڑی اچھی بریانی بن رہی ہے کچن میں تو۔ابھی وہی دیکھ کر آرہا ہوں میں۔"

پتہ نہیں چہرے پر مسکراہٹ وہ کہاں سے لے آیا تھا۔کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں ثمرین نے ہی کہا تھا رابعہ کو کہ آج بریانی بنا لیتے ہیں۔"

امی نے ثمرین باجی کو دیکھ کر کہا۔

"اچھا کیا نا... وہ بھی پہلی بار بریانی بنا رہی ہے تو اپنی طرف سے خوب محنت کر رہی ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث نے دونوں ٹانگیں میز کے پاس لمبی کر کے پیر پہ پیر ٹکا دیا۔ ثمرین باجی اور امی تو دونوں بیڈ پر تھیں۔ لیکن حارث کی نظریں اب کارپٹ پر گرتے گند کو بھی دیکھ رہیں تھیں۔

"بریانی کا بھی اس لیے کہا کہ تمہاری سالگرہ ہے آج۔ اب چاہے اپنی بیوی کے ساتھ اکیلے تم اپنی سالگرہ کی خوشی منا چکے ہو لیکن ہم لوگوں کے ساتھ بھی کچھ اچھا کھا لینا دو گھڑی بیٹھ کے۔"

رابعہ بھی پانی کا گلاس لے کر کمرے میں آئی تھی۔ لیکن اس نے اپنی نظریں صرف پانی کے گلاس سے لے کر حارث کے ہاتھوں تک رکھی تھیں۔ پھر وہ پانی دے کر کچن میں واپس آ گئی۔

"مجھے پتہ تھا کہ صبح والی اس پلیٹ کو یہ بھولی نہیں ہو نگی۔"

"باجی میں نے آج سے پہلے کب اپنی سالگرہ منائی ہے؟"

اس نے لہجہ نرم رکھ کر، زرا سا ہنس کے پوچھا۔

"یہی تو ہم بھی حیران ہیں کہ آج تک کبھی تم ان چیزوں میں پڑے نہیں ہو اور اب بیوی کے ساتھ کیک بھی کاٹتے پھر رہے ہو۔ تحفے وصول کر رہے ہو۔"

اور وہ بھی جیسے مذاق اڑا رہی تھیں۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"وہ پچاس روپے والا کیک تھا، باجی۔ وہ جو مریم کے ہاتھ میں ہے نا وہی کیک۔" حارث نے ہاتھ کا اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ "آپ تسلی رکھیں... آپ لوگوں سے چھپ کر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایسی کوئی خوشی نہیں منالی جس سے آپ لوگ محروم رہ گئے ہو۔"

اب حارث پانی پینے لگا۔ اور ثمرین باجی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کیسے تو بڑی بہن کو منہ پڑ کر جواب دے رہا ہے؟"

امی نے حارث کو ماتھے پر بل لا کر دیکھا۔

"امی جیسے وہ بات کر رہی ہیں میں بھی ویسے ہی جواب دے رہا ہوں۔"

اس نے اطمینان سے جواب دیا۔ اور بھی بہت کچھ تھا جو وہ کہنا چاہتا تھا لیکن فی الحال اس نے نہیں کہا۔

لیکن اگلے دن جب وہ ثمرین باجی کو گھر چھوڑ کر آیا تو وہی بات پھر سے شروع ہو گئی۔

"اب گئی ہے ثمرین تو اللہ جانے قیصر اس کو دوبارہ کب آنے کی اجازت دے گا۔ لیکن حارث میں تجھ سے اور تیری بیوی کے رویے سے بہت حیران ہوئی ہوں۔ زرا جو تم دونوں نے بہن کے آنے پہ کوئی خوشی ظاہر کی ہو۔"

اور امی کی بات پہ وہ بھی زیادہ حیران نہیں ہوا تھا۔ رابعہ کچن میں تھی۔ اور آج امی اتنا اونچا کہہ رہیں تھیں کہ اسے کچن تک آرام سے ان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''امی رابعہ کہاں سے بیچ میں آ گئی؟ اور وہ آپکی بہو بھی ہے... یہ کیا ہر وقت اب آپ تیری بیوی کہہ کر جتاتی رہتی ہو۔ پہلے وہ نئی نویلی دلہن تھی تو سمجھ آتا تھا لیکن اب تو قسم سے طنز یہ لگتا ہے۔''

یہ پہلی بار تھا جو امی سے اس نے رابعہ کو لے کر ایسے بات کی تھی۔

''نہیں اب تو خود دیکھ لے کہ بیوی پر بات آئی ہے تو تُو ماں کو بھی کیسے کھانے کو پڑ رہا ہے۔''

حارث نے چہرے پر ضبط اکٹھا کرنا شروع کیا۔ ایسا اس نے کب کیا تھا؟

''امی دو دن باجی یہاں رکی ہیں اور اپنی عادت کے مطابق کچھ نہ کچھ وہ کہتیں ہی رہیں ہیں۔ پھر میں نے خود دیکھا ہے کہ رابعہ کچن میں ان کے لیے کیسے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔ اس نے تو انہیں کسی غلط بات کا جواب تک نہیں دیا پھر بھی آپ اسے بیچ میں لا رہی ہو۔ میرا کہو گی تو ہاں میں مان رہا ہوں کہ میں نے ثمرین باجی کو جیسے جواب دیا تھا ویسے مجھے نہیں دینا چاہیے تھا لیکن اس کے علاوہ میں نے کب ان کے ساتھ اپنا رویہ خراب رکھا ہے؟ ابھی بھی دکان جلدی بند کر کے گھر صرف اس لیے آیا تھا کہ انہیں ان کی طرف چھوڑنے جانا ہے۔''

آواز اس کی دھیمی تھی پر اس کی باتیں بھی بہت کچھ جتا رہی تھیں۔

Novels by Hema Masood Khan

"یہی تو بات ہے کہ اب تجھے اپنی بیوی کے کام نظر آتے ہیں لیکن بہن کی مشکل زندگی دکھائی نہیں دیتی۔اور جو تُو نے اپنی بہن کو کل جواب دیا تھا اور جو ابھی تُو یوں مجھ سے بحث کر رہا ہے اپنی بیوی کی طرفداری میں ہی کر رہا ہے نا۔"

حارث اپنا ماتھا مسلنے لگا۔

"امی اس کی طرفداری میں اگر میں کہنا شروع کروں گا نا تو ایسی بہت سی باتیں ہیں جو سن کر اور دیکھ کر بھی میں نظر انداز کر جاتا ہوں، وہ سب بیچ میں آجائیں گی۔میں نہیں مانگ رہا ان باتوں کا حساب تو آپ بھی تو پھر میرا ایک جواب نظر انداز کر سکتی ہو۔"

اور گزرے دو دن میں تو واقعی ایسا بہت کچھ تھا جو خود اس نے سنا تھا، دیکھا تھا، محسوس کیا تھا۔

"ثمرین ٹھیک کہہ رہی تھی کہ ضرور تیری بیوی کوئی سچ جھوٹ لگا کر تیرے کان بھر رہی ہے۔ورنہ ایسا تو تُو کبھی بھی نہیں تھا کہ مجھ سے یوں زبان لڑاتا۔"

امی کی بس ہو گئی۔انہوں نے بیڈ پر اپنی ٹانگیں اوپر کیں۔اور حارث کی طرف سے رخ پھیر لیا۔

"پتہ نہیں رابعہ کے لیے اب آپ ایسی باتیں اور سوچ کیوں رکھنے لگ گئی ہو، امی۔اپنی پسند سے ہی تو لائی تھی آپ اپنے لیے بہو۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث بھی دل برداشتہ ہو کر وہاں سے اٹھ گیا۔ کمرے سے باہر نکلا۔ رابعہ کچن کی دہلیز پر تھی فوراً اندر ہو گئی۔ اور وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کمرے میں چلا گیا۔

"انہیں کیا ضرورت تھی اپنی امی سے بحث کرنے کی، اب خود بھی پریشان ہو گئے ہیں اور ان کو بھی ناراض کر گئے ہیں۔"

کھانا وہ بنا چکی تھی اور اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ حارث کو نیچے بلا کر لائے یا امی کو اکیلے کھانا دے دے۔ اور جیسے وہ اس کے لیے بول رہی تھیں پتہ نہیں اس کے ہاتھ سے کھانا لیتیں بھی یا انکار کر دیتیں۔

"آپ سو رہی ہیں؟"

پہلے وہ امی کے کمرے میں ہی گئی۔ ایل ای ڈی کو پاور آف کیا۔ پھر ان کے بیڈ کے پاس کھڑی ہو گئی۔

امی نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

"میں ان کو بلا لاتی ہوں پھر ہم اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔"

وہ پیار سے کہہ رہی تھی۔ امی نے کروٹ سیدھی کی۔ پھر آنکھوں میں غصہ لے کر اس کی طرف دیکھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تمہاری وجہ سے وہ مجھے اتنی سنا کر گیا ہے، کل بھی اس نے بہن کے ساتھ بد تمیزی کی ہے۔ لیکن اب میں بھی مجبور ہوں کہ تمہارے ہاتھ سے کھانا لے کر ہی کھاؤں گی۔"

رابعہ نظریں نیچی رکھ کر جھپکائے چلی جا رہی تھی۔

"تم بس مجھے میرا کھانا لا دو... اکیلے ہی کھالوں گی میں۔ اور اپنے میاں کا کھانا اوپر لے جانا اسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا۔"

رابعہ کچھ سیکنڈز ویسے ہی کھڑی رہی۔

"ہم لوگ ساتھ کھانا کھاتے ہیں نا۔"

جیسے وہ اب ان سے اجازت لے رہی تھی۔

"ساتھ کھانے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دے جاؤ مجھے میرا کھانا ورنہ بتا دو کہ میں کچن سے خود لے لیتی ہوں۔"

"نہیں، میں لا دیتی ہوں آپ کو کھانا۔"

اور اب تو کھانا ڈالتے ہوئے اسے رونا آ رہا تھا۔ پہلے اس نے امی کو دیا۔ اور پھر حارث اور اپنا کھانا ڈش میں نکال کر اوپر کمرے میں گئی۔

"یہ بھی غصے میں ہی ہونگے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے ڈش میز پر رکھی۔ہاتھ مسلتے ہوئے اس کے سامنے آئی۔وہ آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔

"میں کھانا لائی ہوں... اٹھیں کھانا کھا لیتے ہیں۔"

اس نے کوئی جنبش نہیں کی تو رابعہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے، کھانا نہیں کھانا تو چائے کے ساتھ کچھ لا دوں؟"

اس نے ڈرتے ڈرتے حارث کا بازو اس کی آنکھوں سے ہٹانے کی کوشش کی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے، تم نے کھانا ہے تو کھا لو ورنہ لائٹ بند کر دو۔کب سے آنکھوں میں لگ رہی ہے میرے۔"

حارث نے کروٹ بدل لی۔

"میرے ساتھ کھا لیں تھوڑا سا۔مجھے بہت بھوک لگی ہے۔"

"تم کھا لو، رابعہ۔اور مجھے تنگ مت کرو۔"

اس نے تھوڑی سختی سے کہا تو رابعہ اٹھ گئی۔اپنے سامنے ڈش رکھ کر بیٹھ گئی۔لیکن ایک نوالہ تک نہیں لیا۔

"کھانا کھا کر لائٹ بند کرو، رابعہ۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

کچھ دیر بعد اس نے پھر اسی انداز سے کہا۔ رابعہ نے دکھی دل کے ساتھ روٹی ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر تھوڑا تھوڑا سالن لگا کر کھانے لگی۔

''امی کو دے کر آئی ہو کھانا؟''

اس نے آنکھیں کھولیں۔ پر بازو سے اب بھی تھوڑی سی چھپی ہوئی تھیں۔

''آپ کو کیا ضرورت تھی کہ آپ اپنی امی کے ساتھ اتنے غصے سے بات کرتے ہیں؟''

رابعہ نے بھی اب اسے غصے سے دیکھا۔

''میرا آگے ہی دماغ خراب ہے، رابعہ۔ ایسے بات کرو گی تو سن لو گی مجھ سے کچھ۔ پھر ساری رات غم مناتی رہو گی۔''

پر حارث کی آنکھوں میں زیادہ غصہ تھا۔

''تو آپ کہیں کا غصہ کہیں اور کیوں نکالیں گے؟ اور آپ سے بات نہ کروں تو میں جا کر کس سے بات کروں؟ مجھے تو سمجھ بھی نہیں آ رہی کہ سب کو میں اتنی بری کیوں لگنے لگ گئی ہوں۔ میں نے آپ سے یہ ضرور کہا تھا کہ ثمرین باجی میرے بارے میں باتیں کر رہی تھیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کوئی آپ کے کان بھرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ الٹا آپ نے ہی تب بھی غصہ کیا تھا مجھ پہ۔ اور اگلے دن پھر صبح سے ہی اتنا کچھ ہوا لیکن اس کے باوجود میں نے کوشش کی کہ ثمرین باجی کو میری کوئی بات

Novels by Hamna Masood Khan

بری نہ لگ جائے۔ آپ کے سامنے کی بات ہے کہ کھانا بھی میں اتنے دھیان سے بنا رہی تھی۔"

بات کے بیچ میں اس نے رونا بھی شروع کر دیا تھا۔

"تمہیں کہہ کون رہا ہے کہ میرے آگے اپنی صفائی دو؟ اور میں نے اگر امی سے کچھ بھی کہا ہے تو جو مجھے ٹھیک لگا میں نے وہی کہا ہے، رابعہ۔"

حارث نے آنکھوں پر سے اپنا بازو ہٹا لیا۔ اسے روتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"اور اگر آپ نہ کہتے تو اتنی بات بڑھتی ہی نہیں۔ وہ بھی نیچے اتنے غصے میں ہیں۔ میں ساتھ کھانے کا کہہ رہی تھی اور انہوں نے منع کر دیا۔ اب وہ وہاں اکیلے کھا رہی ہیں، یہاں آپ نے انکار کر دیا ہے تو میں پھر آرام سے کیسے کھا لوں کھانا؟"

ہاتھ میں اس نے روٹی پکڑی ہوئی تھی۔ اور اسی ہاتھ کی پشت سے بھیگے گال صاف کر رہی تھی۔

"امی سے میں کر لوں گا بات۔ تم رونا بند کرو... اور کھانا کھاؤ۔"

"آپ بھی کھائیں نا۔"

ان بھیگی آنکھوں نے زیادہ دیر چین سے رہنے نہ دیا۔ اب حارث مسہری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"بس آدھی روٹی توڑ کر دو مجھے۔"

حارث نے ہاتھ کیا تو رابعہ نے اس کے لیے تازہ روٹی نکال کر فولڈ کی۔ اور اس کے ہاتھ میں دی۔

"نیچے آپ کی امی کے پاس چلیں کھانا کھانے؟"

حارث نے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا۔ رابعہ کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"وہ کھا چکی ہونگی۔"

پھر چباتے ہوئے ہی اس نے جواب دیا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ کیوں وہ میرے خلاف ہو رہی ہیں؟ کچھ جو میں ٹھیک کر سکوں؟ گھر کا ایسا ماحول بے برکتی لاتا ہے۔ اور مجھے بہت سٹریس ہوتا ہے ایسے ماحول سے۔"

"مجھے اس بارے میں ابھی بات نہیں کرنی، رابعہ۔"

پھر رابعہ بھی خاموش ہو گئی۔ کھانے کے بعد اس نے حارث کے لیے چائے بنائی تھی۔ نیچے امی کو دیکھا تو وہ عشاء پڑھ رہی تھیں۔ اسی وجہ سے ان سے بھی بات نہیں ہو سکی۔ پھر اوپر آئی تو حارث نے بھی بنا بات کے چائے پی۔ اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اگلی صبح ناشتہ بھی ایسی ہی خاموشی کی نظر ہو گیا۔ اب صبح دس بجے کا ٹائم تھا۔ رابعہ کچن میں برتن دھو رہی تھی۔ حارث دکان پر جا چکا تھا۔ اور امی نے روز کی طرح صبح کا پروگرام لگایا

Novels by Hamna Masood Khan

ہوا تھا۔ پر شاید آج وہ پروگرام دیکھ نہیں رہی تھیں۔ اپنی بڑی سی سفید کڑھائی والی چادر کو اوڑھ کر وہ کچن کے دروازے تک آئیں۔ ہاتھ میں چھوٹا سا بٹوا تھا۔ وہ کہیں جانے کے لیے تیار تھیں۔ رابعہ نے انہیں دیکھا تو فوراً ہاتھ خشک کیے۔

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

"ہاں... دروازہ بند کر لو تم اندر سے۔ اور سیدھا خبر حارث تک نہ پہنچا دینا۔ شام تک میں گھر آ جاؤں گی۔"

اب وہ صحن سے گزر کر دروازے تک جا رہی تھیں۔

"لیکن آپ اکیلے نہ جائیں۔ مجھے بتا دیں، میں ساتھ چل لیتی ہوں آپ کے۔"

برقعہ ہی تو پہن کر آنا تھا فوراً پہن کر آ سکتی تھی۔ اور جانتی تھی کہ وہ اکیلے چلی گئیں تو غصہ حارث اسی پر زیادہ کرے گا کہ جانے ہی کیوں دیا۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی۔ رکشہ کروانا آتا ہے مجھے۔"

اور پتہ نہیں وہ جا بھی کہاں رہی تھیں۔ رابعہ پوچھ بھی لیتی تو لگ نہیں رہا تھا کہ وہ اسے کچھ بتائیں گی۔

"آپ ایسے گئیں تو وہ مجھ پر بہت غصہ کریں گے۔"

اب رابعہ دروازے کے پاس پردے کی اوٹ میں کھڑی تھی۔ امی باہر نکل چکی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کنڈی لگالو اندر سے۔"

اور حارث کی امی واقعی چلی گئیں۔

"اور سیدھا خبر حارث تک نہ پہنچا دینا۔ شام تک آجاؤں گی میں گھر۔"

امی کا کہا یاد آیا۔

"لیکن اگر میں نے انہیں نہیں بتایا تو زیادہ مسئلہ بن جائے گا۔"

اس نے پہلے دروازے کو کنڈی لگائی۔ اور پھر وہیں کھڑے ہو کر جیب سے فون نکالا۔ حارث کا نمبر ملایا۔ اور پہلی بار ہی ہوا تھا کہ حارث نے اس کی کال اٹھائی ہی نہیں۔ لیکن اس نے دوبارہ فون ملایا۔ تیسری بیل پر حارث نے فون اٹھایا۔

"میں مصروف تھا اسی لیے تمہارا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔"

وہ کسی کسٹمر سے ڈیل کر رہا تھا۔ لیکن بار بار بجتے فون کے باعث اب ایک طرف کو ہو کر آہستہ آواز میں بات کر رہا تھا۔

"آپ کی امی چادر لے کر کہیں چلی گئیں ہیں۔"

اب وہ چلتے ہوئے سیڑھیوں تک آگئی تھی۔

"کیا مطلب... کہاں چلی گئیں ہیں؟"

اس نے ہاتھ سے کسٹمر کو ٹھہرنے کا اشارہ دے دیا تھا۔

Novels by Hama Yasoob Khan

"مجھے نہیں پتہ۔ میں کچن میں برتن دھو رہی تھی اور انہوں نے آکر مجھ سے بس یہی کہا کہ میں دروازے کو اندر سے کنڈی لگالوں۔"

وہ پریشانی سے بتا رہی تھی۔

"تو تم نے پوچھنا تھا نا رابعہ! بلکہ جانے ہی نہیں دینا تھا۔"

وہ بھی پریشان ہوا۔ اور غصہ بھی۔

"میں انہیں کہہ رہی تھی کہ کہیں جانا ہے تو میں ساتھ چل لیتی ہوں۔ لیکن وہ تو الٹا اس بات پر بھی غصے سے کہہ کر گئیں ہیں کہ میں یہ بات آپ تک نہ پہنچادوں۔ وہ شام تک گھر واپس آجائیں گی۔"

"ٹھیک ہے... اندر سے پوری کنڈی لگا کر رکھو تم۔ میں امی کا پتہ کرتا ہوں۔"

وہ ماتھا مسل رہا تھا۔ صبح ہی صبح اس سب کی کوئی ضرورت تو تھی نہیں۔ دکان بھی چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا تبھی اس نے گاہک سے بات کرتے ہوئے پھر کال ملائی۔

ان کے گھر کے صحن میں اچھی خاصی دھوپ پھیلی تھی۔ صحن کے ایک حصے میں مختلف کپڑے الگ الگ ڈھیری بن کر رکھے ہوئے تھے۔ وہیں دیوار کے پاس مشین چل رہی تھی۔ دو تین ٹب تھے جن میں پائپ سے پانی بھرا گیا تھا۔ اور وہ پائپ ابھی نیچے گرا ہوا

Novels by Hamna Yasood Khan

تھا۔کافی کپڑے سرف سے نکال کر وہ اکٹھے کر چکی تھیں۔کہ ان کو ایک ساتھ کھنگالیں گی۔

یہ بڑی باجی کا گھر تھا۔اور صحن کے دوسرے حصے میں چارپائی بچھا کر انہوں نے امی کو بٹھایا۔گاؤن تکیہ بھی ٹیک لگانے کے لیے پیچھے رکھ کر دیا۔اور ان کی چادر تہہ کر کے اندر رکھی۔پھر ان لیے ٹوکری سے مالٹے اٹھا کر لے آئیں۔خود وہ کرسی پر بیٹھیں۔اور امی کو مالٹے چھیل کر دینے لگیں۔

"آپ نے آنا تھا تو مجھے فون کر دیتی،امی۔عباس بچوں کو سکول چھوڑنے گئے تھے تو آپ کو بھی گھر سے لیتے آتے۔ایسے اکیلے آ گئیں ہیں آپ۔رابعہ کو ہی ساتھ لے آتیں۔"

"میرا دل کر رہا تھا اس لیے میں آ گئی۔گھر کے باہر سے ہی رکشہ مل گیا تھا اور تھا بھی وہ اچھا... کہ تیرے گھر کے بالکل سامنے اتار کے گیا ہے۔"

امی نے ان کے ہاتھ سے مالٹے کی دو پھانکیں لیں۔پھر کالا نمک لگا کر کھانے لگیں۔

"لیکن امی آج کے دور میں رکشے والوں پر تو کیا کسی پہ بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔کدھر کے کدھر لے جائیں ہمیں کہاں پتہ چلے گا۔میں تو اب ایک عرصہ ہوا اکیلے کہیں جاتی ہی نہیں ہوں۔کوئی نہ کوئی ایک بچہ تو ساتھ رکھ لیتی ہوں اگر جانا بھی ہو تو۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

اتنے میں ان کا فون بج اٹھا۔ ہاتھ میں پکڑے آدھے چھلے ہوئے مالٹے کو انہیں نے پلیٹ میں رکھا۔ پھر اٹھ کر اپنے کچن کی طرف آئیں۔ فون حارث کا تھا۔

"یہ دیکھو... حارث فون کر رہا ہے۔ وہ بھی دکان پر ہو گا اس وقت لیکن آپ کے لیے پریشان ہو گیا ہو گا۔"

"پہنچا دی ہو گی اس کی بیوی نے اسے خبر!"

امی نے سوچتے ہوئے مالٹے کی دوسری پھانک کو بھی منہ میں ڈال لیا۔

"اسلام و علیکم۔"

"وا علیکم اسلام، باجی امی تو نہیں آئیں آپ کی طرف؟"

حال احوال پوچھنے کے بجائے حارث نے سیدھا ضروری بات پوچھی۔ کسٹمر سے فارغ ہونے کے بعد پہلی کال اس نے بڑی باجی کو ملائی تھی۔ اندازہ تھا کہ امی ثمرین باجی کے گھر کبھی جائیں گی نہیں، فاطمہ کے بھی نہیں جا سکتیں کیوں کہ وہ بھی سسرال کے ساتھ رہتی ہے۔ ایسے میں بس ایک ہی گھر بچا تھا جہاں وہ اپنا دل ہلکا کرنے آئی ہو نگی۔ اور وہی ہوا، امی انہیں کی طرف تھیں۔

"ہاں... پانچ دس منٹ ہوئے ہیں امی کو پہنچے ہوئے۔ رکشہ کروا کر آئی ہیں۔"

بڑی باجی نے امی کو دیکھتے ہوئے اسے بتایا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"دیکھو نا باجی... ادھر پیچھے رابعہ بھی پریشان ہو گئی کہ امی اکیلے کدھر چلی گئیں ہیں۔اب وہ مجھے فون کر رہی تھی اور آپ کو تو پتہ ہے کہ صبح کے وقت ہی دکانداری کا زیادہ زور ہوتا ہے۔اور میں بھی قسم سے پریشان ہو گیا ہوں۔"

اسے لگا تھا کہ وہ اس کی بات سمجھیں گی۔

"تُو یہ بھی تو کر سکتا تھا کہ امی کو صبح دکان پر جاتے وقت خود چھوڑ جاتا۔میں تو اٹھی ہوئی ہی ہوتیں ہوں۔بلکہ میں تو امی کو کہہ رہی تھی کہ وہ بے شک مجھے فون کر دیتیں۔میں پھر عباس سے کہہ دیتی کہ گھر سے امی کو لے آئیں۔"

مشین کا الارم بجنے لگا تو باجی نے بٹن دوبارہ گھما دیا۔کھڑی وہ مشین کے پاس تھیں اور مشین کے چلنے کی آواز کی وجہ سے ان کی آواز امی تک صاف نہیں پہنچ رہی تھی۔

"امی نے مجھے کہا ہوتا تو باجی میں انہیں خود چھوڑنے آ جاتا۔اچھا اب آپ مغرب تک امی کو اپنے پاس ہی رکھنا، میں دکان سے واپسی پر لیتا جاؤں گا۔ہر گز امی کو اکیلے نکلنے نہ دینا۔گھر پیچھے اب رابعہ بھی اکیلی ہے۔اس کو بھی میں نے کہا ہے کہ اندر سے پوری کنڈی لگا کر رکھے۔میں امی کو لے کر ہی گھر آؤں گا۔"

دونوں کی فکر کو دماغ کی ایک طرف رکھ کر اس نے دکانداری پر دھیان دینا تھا۔رابعہ کو تو وہ گاہے بگاہے فون کر لیتا لیکن امی تو اپنا فون بھی ساتھ لے کر نہیں آئیں تھیں۔

Novels by Hania Masood Khan

"محفوظ گھر ہے ہمارا، حارث۔ بس اس نے کنڈی لگالی ہے تو اچھی بات ہے۔ تُو کام پہ دھیان دے۔ امی کو میں نہیں جانے دوں گی۔ آرام سے دکان سے فارغ ہونا اور پھر آجانا۔ بلکہ رابعہ کو گھر سے لے کر آجانا۔ رات کا کھانا اکٹھے کھالیں گے سب ساتھ میں۔ یوں چلو امی کے بہانے تم دونوں بھی آجاؤ گے۔ عائش کی سالگرہ کے بعد تم دونوں کا بھی چکر ہی نہیں لگا۔"

"اچھا باجی میں دیکھوں گا۔ پھر آپ کو فون کر کے بتادوں گا۔ ابھی بس امی کو اپنے پاس ہی رکھو۔"

اب بڑی باجی امی کے پاس جارہی تھیں۔ حارث کی کال کاٹ کر انہیں نے موبائل چارپائی پر رکھا۔

"پریشان ہو رہا تھا آپ کے لیے۔ پھر پیچھے اب رابعہ بھی اکیلی ہے تو اس کی بھی فکر کر رہا تھا۔"

بڑی باجی نے پھر سے وہ آدھا چھلا ہوا مالٹا اٹھایا۔ پھر ناخن کے زور سے چھیلنے لگیں۔

"میرے لیے اب وہ نہیں ہوتا پریشان۔ اسے بس اپنی بیوی کی ہی فکر ہو گی۔ اور اسے میں کہہ کر بھی آئی تھی کہ شام تک گھر آجاؤں گی۔ اور یہ بھی کہ کوئی ضرورت

Novels by Hamna Masood Khan

نہیں ہے حارث تک یہ خبر پہنچانے کی۔ لیکن وہی ہوا ہو گا کہ میں یہاں گھر سے باہر نکلی اور پیچھے اس نے حارث کو فون ملا دیا۔ فوراً خبر پہنچا دی۔"

امی کی باتوں سے اب بڑی باجی کو اندازہ ہو رہا تھا کہ جیسے امی نارض ہو کر آئی ہیں۔ لیکن فی الحال انہوں نے پوچھا نہیں۔ امی کے لیے دوسرا مالٹا بھی چھیلا۔ پھر اپنے بازو اوپر کیے اور مشین سے کپڑے نکالنے کے لیے چلی گئیں۔

"اب شام تک آپ گھر نہیں جاؤ گی۔ میں نے حارث سے کہہ دیا ہے کہ دکان سے فارغ ہو کر گھر سے رابعہ کو لے کے ادھر میری طرف آ جائے۔ سب ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ کے بہانے چلو ان کا بھی چکر لگ جائے گا۔ پھر ان کے ساتھ ہی چلی جانا آپ رات کو۔"

مالٹے میٹھے تھے لیکن امی کے منہ کا ذائقہ جیسے کڑوا سا تھا۔ دوسرا چھیلا ہوا مالٹا انہوں نے پلیٹ سے اٹھایا ہی نہیں۔

اس نے بھی کچن سے فارغ ہو کر مشین لگا لی تھی۔ امی گھر پر تھیں نہیں اور اکیلے کسی طرح تو اس نے بھی اپنا وقت گزارنا تھا۔ اپنی بیڈ شیٹ اور امی کے بیڈ کی چادر وغیرہ سب دھونے

Novels by Hamna Masood Khan

کے لیے لے آئی تھی۔ کپڑے تو زیادہ نہیں تھے۔ کیونکہ وہ ہاتھ سے ہی گاہے بگاہے دھو لیتی تھی۔ اسی لیے بس تین سے چار چکروں میں اس نے مشین سے فارغ ہو جانا تھا۔

''امی بڑی باجی کی طرف ہیں۔''

تھوڑی دیر بعد جب پھر وہ کچھ دیر کے لیے فارغ ہوا تو اس نے رابعہ کو فون کیا۔

''مجھے بھی لگ رہا تھا کہ ان کی طرف ہی گئی ہو نگی۔''

وہ سیڑھیوں کے پاس آتی دھوپ میں کھڑی تھی۔ مشین کا پہلا چکر چل رہا تھا۔

''اب باجی سے کہا ہے میں نے کہ امی کو اپنے پاس ہی رکھیں۔ میں جب دکان سے فارغ ہو جاؤں گا تو انہیں خود لینے جاؤں گا۔ لیکن وہ کہہ رہی ہیں کہ ساتھ تمہیں بھی لے جاؤں۔ رات سب کھانا ادھر ہی اکٹھے کھالیں گے۔ پھر تم کیا کہتی ہو؟''

وہ اس سے مشورہ لے رہا تھا۔

''آپ کو جیسے ٹھیک لگے۔ اگر جانا ہو تو مجھے بتا دینا میں پھر تیاری کا دیکھ لوں گی۔ رات کا کھانا بھی نہیں بناؤں گی۔''

رابعہ نے دیوار سے ٹیک لگالی۔

''ابھی تم نے مشین لگائی ہوئی ہے؟''

پیچھے سے آواز تو آرہی تھی۔ اور رابعہ مشین کم کم ہی لگاتی تھی۔ اسی لیے اس نے پوچھا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"میں اکیلی ہی تھی تو سوچا کہ مشین لگا لیتی ہوں۔ بس چادریں دھونی ہیں۔ اور آپ کی جیکٹ وغیرہ۔ کپڑے تو اتنے ہیں نہیں بس دو گھنٹوں میں فارغ ہو جاؤں گی میں۔"

رابعہ نے اگلے دو چکر کے لیے ہی الگ الگ ڈھیری بنائی ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ بس حارث کی ایک بھاری والی گرم جیکٹ تھی۔

"چلو ٹھیک ہے، خیال سے رہنا تم۔"

اس نے فون رکھ دیا۔ پھر رابعہ سرف سے کپڑے نکالتے ہوئے بس ایک یہی بات سوچ رہی تھی کہ اب بڑی باجی کے ساتھ امی کل والی بحث کا ذکر کر دیں گی۔ پھر اس کا نام آئے گا۔ اور اچھے لفظوں میں تو کبھی نہیں آئے گا۔ اور وہ بھی اس کے بارے میں پھر اچھا سوچنا بند کر دیں گی۔

اس سٹیل کی باڈی والی مشین کے ساتھ کام وہ کچھ زیادہ ہی احتیاط کے ساتھ کر رہی تھی۔ ہر چکر کے بعد سوئچ نکال کر وہ سرف میں ہاتھ ڈالتی۔ آج کل تو مشینیں آتی بھی بہت مہنگی تھیں ورنہ وہ کوئی توڑ جوڑ کر کے لے بھی لیتی۔ لیکن اتنے پیسے اس کے پاس بھی جمع نہیں ہونے تھے۔ حارث سے بھی وہ کہہ نہیں سکتی تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

اس وقت مشین میں اس کا آخری چکر تھا۔ مشین میں ان کے بیڈ کی چادر اکیلی چل رہی تھی۔اس نے کپڑے کھنگالے۔ٹوکری میں رکھے۔اور ہمت کر کے اوپر جانے لگی۔اس وقت کپڑے پھیلا دیتی تو پھر انہیں تھوڑی دیر دھوپ لگ جاتی۔

پر برآمدے کی چارپائی پر حارث کی جیکٹ رہ گئی تھی۔پہلے اس نے مشین میں سرف دیکھا۔پھر جانے سے پہلے اس میں جیکٹ بھی ڈال دی۔حالانکہ پہلے یہ جیکٹ وہ آخر میں اکیلے چلانے والی تھی۔

پھر جتنی دیر بعد وہ چھت پر کپڑے پھیلا کر نیچے آئی تو مشین میں کپڑے چلنے کے بجائے رکے ہوئے تھے۔چکلا بھی عجیب آواز نکال رہا تھا۔شاید اس میں کچھ پھنس گیا تھا۔رابعہ نے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری سیڑھیوں پر رکھی۔اور مشین کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر جونہی اندر دیکھا تو اس کے نم ہاتھ جیسے مشین کے ساتھ چپک ہی گئے۔وہ ایک دم گھبرا گئی۔ڈر کے مارے منہ سے چیخ تک نہ نکلی۔ مشین کی باڈی میں کرنٹ آرہا تھا۔اس نے بمشکل جان لگائی۔خود کو مشین سے دور کیا۔اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا تو ان کا رنگ بھی بدلا ہوا لگا۔اب آنسوں نکلنے لگے۔ہاتھ کانپنے لگے۔پر وہ ایسے ہی بیٹھ کر رو نہیں سکتی تھی۔ اسے بورڈ سے سوئچ نکالنا تھا۔لیکن ہمت ہی نہیں تھی۔پیچھے ہوتے ہوئے وہ برآمدے

میں رکھی چارپائی پر بیٹھ گئی۔ مشین کا بھی ٹائمر پورا ہوا اور بٹن زیرو پر آکر رک گیا۔ چکی سے آتی آواز بھی بند ہو گئی۔

پھر وہ رونے لگی۔ گھر پہ کوئی تھا ہی نہیں اس بات پر زیادہ رونا آرہا تھا۔ یہ وہ ہی جانتی تھی کہ کتنا زور لگانے کے بعد اس کے ہاتھ مشین سے چھوٹے ہیں۔ ابھی تو شکر کے اس نے اندر پانی میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ ایسا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

وہ رو ہی رہی تھی جب اس کا فون بجا۔ کسی طرح جیب سے موبائل نکالا۔ کال ریسیو کی۔ کپکپاتے ہاتھ میں فون پکڑ کر کان سے لگایا۔

"کھانا تیار ہے تو بتاؤ لڑکا بھیج دوں میں؟"

اور حارث کو رابعہ کی ہچکی سنائی دی۔

"تم رو رہی ہو؟"

اس نے فکر سے پوچھا۔

"آپ تھوڑی دیر کے لیے گھر آسکتے ہیں؟"

اور اس نے روتے ہوئے ہی پوچھا۔

"کیا ہوا ہے؟ تم بتاؤ مجھے... میں پریشان ہو رہا ہوں، رابعہ۔"

Novels by Hamna Nasreen Khan

ابھی وہ نماز پڑھ کر آیا تھا، کام کا لوڈ اس وقت بالکل نہیں ہوتا تھا۔ مارکیٹ میں سب کا ہی کھانے کا وقفہ چلتا تھا۔ پر وہ کھلی دکان اس چھوٹے لڑکے کے آسرے چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔

"اندر سے کنڈی لگائی ہوئی ہے نا تم نے؟"

اب وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔ غلے کو تالا لگا دیا۔ دماغ میں عجیب عجیب خیالات آنے لگے۔

"لگی ہوئی ہے کنڈی۔"

پھر اس نے دکان کے لڑکے کو دکان میں ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ اور آدھا شٹر گرا دیا۔

"ٹھیک ہے، تم بس میرا پندرہ منٹ انتظار کرو میں پہنچ رہا ہوں۔"

وہ اکیلی نہ ہوتی تو وہ ایسے کبھی نہ جاتا۔ ساتھ والی دکان کو اس نے دکان پر نظر رکھنے کا کہا۔ صرف ہیلمٹ پہنا اور موٹر سائیکل دوڑا دی۔

جہاں اسے لگا کہ وہ بہت تیزی سے گھر پہنچا ہے وہاں رابعہ کو لگا کہ گھنٹہ گزر گیا ہے اور وہ اکیلی بیٹھی رو رہی ہے۔

اس نے ہارن دیئے۔ کنڈی تو رابعہ نے اندر سے لگائی ہوئی تھی اسی لیے چابی سے دروازہ نہیں کھلنا تھا۔ ہاتھ سے دروازہ بھی بجایا۔ رابعہ بھاگ کر اٹھی۔ اس نے کنڈی کھولی۔

Novels by Hamna Masood Khan

حارث موٹر سائیکل سے اتر کر کھڑا تھا۔ہلمٹ بس اس کے ہاتھ میں تھا۔ جیسے ہی کنڈی کھلی حارث نے پردہ ہٹایااور دروازے سے اندر ہو گیا۔رابعہ کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی لیکن رابعہ تواس سے فوراً لپٹ گئی۔ پھر جو رونا شروع ہوئی کہ وہ گھبرا گیا۔

"تم مجھے بتاؤ گی کہ ہوا کیا ہے، رابعہ ؟ میں پریشان ہو رہا ہوں۔"

موٹر سائیکل بند تھی اس لیے باہر ہی رہنے دی۔ خود رابعہ کو لے کر اندر کو آیا۔

مشین بند پڑی تھی۔ لیکن اس میں کچھ اب بھی تھا۔ٹوکری سیڑھیوں پر اور ٹب صحن میں بھرے ہوئے تھے۔ایک طرف سے ہو کر وہ برآمدے کی چارپائی تک آیا۔ پھر رابعہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھایا۔

"تم تو کہہ رہی تھی کہ دو گھنٹوں میں تمہارا کام ختم ہو جائے گا لیکن یہ کیا... کچھ بھی سمٹا ہوا ہی نہیں ہے۔"

اس کو کندھے سے تھام کر اس نے اپنے سینے سے ہٹایا۔

"اس میں کرنٹ آرہا ہے۔"

روتے ہوئے ہاتھوں کی پشت سے وہ چہرہ صاف کر کے مشین دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کرنٹ لگا ہے، رابعہ ؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث کے اوسان خطا ہوئے۔ دونوں کندھوں سے تھام کر اس نے رابعہ کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔

"میں پہلے سب کچھ سوئچ نکال کر کر رہی تھی۔ پھر میں اوپر گئی اور کپڑے ڈال کر جب نیچے آئی تو مشین میں کپڑے چل ہی نہیں رہے تھے۔ زیادہ گیلے بھی نہیں تھے میرے ہاتھ اس وقت۔ لیکن میں نے صرف مشین پہ دونوں ہاتھ رکھ کر اندر کو دیکھا تو میرے ہاتھ ہی مشین سے چپک گئے۔ پیچھے ہو ہی نہیں رہے تھے۔ یہ تو میں تھوڑا پیچھے کھڑی تھی ورنہ مجھے کرنٹ نے پورا پکڑ لینا تھا۔ ہمارے محلے میں ایک آنٹی تھیں وہ بھی ایسے ہی پرانی والی مشین سے کرنٹ کھا کر فوت ہو گئیں تھیں۔"

وہ ہچکی لیتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"اچھا بس..."

اب حارث نے خود اسے اپنے ساتھ لگایا۔ پیٹھ سہلانے لگا۔

"اسی لیے میں یہ مشین لگاتی ہی نہیں تھی، بس پہلے بھی پچھلے مہینے میں نے اس میں کپڑے دھوئے تھے اور ایک آج میں نے مشین لگالی۔ لیکن کوئی تھا ہی نہیں۔ میں بالکل اکیلی تھی۔"

وہ پھر رونے لگی۔ حارث کے بھی چہرے پر ڈر سا آ گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

لیکن شکر۔ وہ ٹھیک تھی۔ اس کے ساتھ تھی۔ اس سے بات کر رہی تھی۔

"بس ٹھیک ہے آئندہ اس مشین کو ہاتھ لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔"

پھر حارث نے اس کے ہاتھ تھامے۔ انگلیاں کھول کر ہتھیلی دیکھنے لگا۔ ہتھیلی بھی سفید سی لگ رہی تھی۔ دو جگہ پر گہرا سا نشان بھی تھا جو خون کی رکی ہوئی گردش دکھا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی ہتھیلیاں رگڑنا شروع کیں۔

"میں نے صرف چادریں دھونی تھیں اور آپ کی جیکٹ وغیرہ تھیں بس۔"

"پانی تو نہیں پیا نا تم نے؟"

پھر حارث نے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا۔

"نہیں میں تب سے ہی یہاں بیٹھی ہوں۔"

"اور یہ تو میں تمہیں خود فون نہیں کرتا تو تم مجھے بلاتی بھی نا۔"

اچانک حارث نے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔ ایک تو میں نے خود اپنی جان بچائی ہے اوپر سے اب آپ مجھ پہ غصہ نہ کرنا۔"

اور یکدم حارث اس کے چہرے کی اور جھکا۔ پھر بے ساختہ اس کا ماتھا چوما۔

"ٹھیک ہے... ابھی نہیں کہتا اور کچھ تمہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر وہ اٹھا اور اس نے آگے سے بٹن کھول کر اپنی سویٹر اتاری۔

"کیا کرنے لگے ہیں آپ؟"

رابعہ نے اس کی سویٹر کو ہی گول مول کر کے چارپائی پر رکھا۔ پھر اپنا سر اس پر ٹکا دیا۔

"کر لو ٹانگیں اوپر، بلکہ اندر جا کر لیٹ جاؤ تم۔ میں مشین کو دیکھتا ہوں۔"

اس نے تار کھینچ کر سوئچ بورڈ سے نکالا۔

"بس آپ نے سوئچ نکال دیا ہے تو اب میں خود ہی کر لوں گی تھوڑی دیر میں یہ سب۔ آپ میرے پاس بیٹھ جائیں۔ پھر آپ نے دکان پر بھی جانا ہو گا۔"

"پانی والا کوئی کام نہیں کرنا اب تم نے۔"

پھر اس نے مشین کا پانی نکالنے کے لیے بٹن گھمایا۔ پیچھے سے پائپ پھینکا۔ اور جب پانی نکلا تو اسے چکے میں پھنسے ہوئے دو سکے نظر آئے جس کی وجہ سے مشین میں کپڑے چلنا بند ہو گئے تھے۔

"تم نے جیکٹ ڈالتے ہوئے میری جیبیں چیک کی تھیں؟"

اس نے پھر جیکٹ نکالی اور نیچے ٹب میں بنا نچوڑے ڈال دی۔ پھر بیڈ شیٹ کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا۔

Novels by Huma Nasood Khan

"جب میں نے کپڑے رکھے تھے تب دیکھا تھا آپ کی جیبوں کو، اس میں سے بس دو کاغذ نکلے تھے اور وہ میں نے فریج کے اوپر رکھ دیے تھے۔"

لیکن اب وہ بھی دیکھ رہی تھی کہ حارث مشین میں سے کچھ نکال رہا ہے۔

"سکے پھنس گئے تھے اس کے چکے میں۔ اسی لیے کپڑے چلنا بند ہو گئے تھے۔"

اس نے دونوں سکے نکال کر سیڑھی پر رکھ دیئے۔

"لیکن کیا چکلا کرنے سے کرنٹ آجاتا ہے۔"

اب حارث نے اسے جواب نہیں دیا۔ بس ہلکے پھلکے پانی سے دونوں چیزیں کھنگالیں اور ٹوکری میں رکھ دیں۔

"آپ کے کپڑے گیلے ہو رہے ہیں۔"

شوز پر بھی پانی گر گیا تھا۔ اس نے احتیاط کی ہی کہاں تھی۔ اب بھی بس مشین میں دو ڈبے پانی مارا اور مشین کو اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ پھر ٹب الٹا دیے۔ صحن خالی تو ہو گیا لیکن اب پانی کچن تک پہنچ گیا تھا۔

"میں وائپر لگا لیتی ہوں، اب آپ بیٹھ جائیں۔"

اس سے زیادہ اس کی مدد لینا بالکل مناسب نہیں تھا۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"تم اپنے ہاتھ رگڑو، خون کا بہاؤ ٹھیک کرو۔ درد نکل آتا ہے اچھا خاصا اور شکر کرو کہ تم نے اس وقت ہمت کر لی، رابعہ۔ ورنہ امی بھی نہیں تھیں اور مجھے بھی بالکل اندازہ نہیں ہوا تھا کہ تمہارے ساتھ کچھ اس طرح کا ہو گیا ہے۔"

پھر اس نے جیسا تیسا واپر بھی خود لگایا۔ پائنچے گیلے تھے اسی لیے اس نے سوچا کہ چھت پہ یہ کپڑے بھی چھوڑ دے اور پانچ منٹ دھوپ میں بھی کھڑا ہو جائے تو پائنچے بھی سوکھ جائیں گے۔

"آؤ... چھت پر چلیں۔"

رابعہ اسی طرح لیٹی ہوئی تھی۔ حارث نے کہا تو اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"میں یہ ٹوکری بھی لے جاتا ہوں، تم آرام آرام سے میرے ساتھ آجاؤ۔"

لیکن رابعہ اس کا بازو پکڑ کر چھت تک گئی تھی۔ پھر کپڑے ایک طرف رکھ کر دونوں کونے میں آتی دھوپ میں آکر کھڑے ہو گئے۔

اب حارث نے پھر سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔ انگلیوں سے پکڑ کر ہتھیلیوں کو دیکھتا رہا۔

"مشین کا بجٹ بالکل نہیں بن پائے گا اس مہینے۔ پتہ نہیں کیوں ایسا ہے کہ چاہ کر بھی اس کے لیے آسانیاں نہیں کر پاتا میں۔ اسے کچھ ہو جاتا تو...؟ میں کیا کرتا پھر؟"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔ لیکن ہتھیلیوں سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا۔

"کسی طرح قرضوں کا بوجھ ختم ہو جائے بس۔ پھر اس کا اور میرا تو زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ جو کماؤں گا اسی کے لیے کماؤں گا۔ پوری کوشش کروں گا کہ اسے کوئی کمی محسوس نہ ہونے دوں۔"

رابعہ بھی پہلے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی لیکن جب حارث بنا کسی حرکت کے ویسے ہی کھڑا رہا تو رابعہ نے اس کو دیکھا۔

"آپ نے دکان پر نہیں جانا؟"

اس کی آواز سے سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔

"جانا ہے۔"

اس نے مطمئن انداز سے جواب دیا۔

"ابھی کھلی چھوڑ کر آئیں ہیں۔"

لیکن رابعہ نے فکر سے پوچھا۔

"لڑکا بٹھا کر آدھا شٹر گرایا ہے۔ پھر ساتھ والے کو بھی کہہ کر آیا ہوں کہ نظر رکھ لے زرا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اب اس نے اس کے ہاتھ چھوڑے بغیر اس کی طرف دیکھا۔ روئی روئی پریشان آنکھوں میں اب سکون بھی تھا، چمک بھی تھی۔

"میری وجہ سے پریشان ہو کر آ گئے آپ۔ ویسے اگر آپ سچ میں فون نہیں کرتے تو اس وقت میرے دماغ میں آ بھی نہیں رہا تھا کہ میں آپ کو بلا لوں۔"

اور اب اس کا لہجہ بھی میٹھا، پر سکون سا لگ رہا تھا۔

"فون سن کر اتنا میں پریشان نہیں ہوا تھا جتنا گھر آ کر پریشان ہوا ہوں، رابعہ۔ اور پتہ نہیں ایسے ہی آج میں نے تم سے کھانے کا پوچھنے کے لیے فون کر لیا۔ امی نہیں تھیں تو اس وجہ سے میں میری کوشش تھی کہ جب بھی فارغ ہوں تو تمہیں کسی بہانے سے فون کر لوں۔ ایسے تم تو پیچھے اکیلی پہلی بار تھی۔"

اب حارث نے اس کی دونوں ہتھیلیوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔

"کھانا تو میں نے بنایا بھی نہیں ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ انڈے پھینٹ کر، اس میں ٹماٹر پیاز ڈال کر سالن بنا لوں گی لیکن وہ بھی رہ ہی گیا۔ اگر آپ لڑکے کو کھانے کے لیے بھیج دیتے تو میرے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اب بھی کچھ نہیں ہے۔"

اس نے نظریں حارث کی قمیض کے بٹنوں پر کر دیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"اچھا کوئی بات نہیں۔ میں جاتے وقت تمہیں بھی کچھ لے کر دے جاؤں گا، بلکہ ایسا کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کھانا کھا کر ہی جاتا ہوں۔ بتاؤ کیا لے کر آؤں؟"

اس نے بنا وقت کا حساب کیے کہا۔

"آپ کو دکان کے لیے دیر نہیں ہو گی؟"

جمعے کے دن کے علاوہ کبھی رابعہ نے اس کے ساتھ دن کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ یوں وہ خاص طور پر اب کھانے کے لیے رک رہا تھا تو تھوڑا عجیب بھی محسوس ہوا۔

"دیر تو ہو ہی گئی ہے، پھر آدھا گھنٹہ اور سہی۔"

حارث کے ہونٹ مسکراہٹ میں پھیل گئے۔

"پھر آپ کچھ بھی لے آئیں جو قریب سے مل جائے۔ آپ کے ساتھ کھاؤں گی تو کچھ بھی کھا لوں گی۔ یا بے شک آپ کہتے ہیں تو میں جلدی سے سالن بنا لیتی ہوں۔ اس میں تو ویسے بھی پانچ منٹ ہی لگیں گے۔"

"دکان پر واپس نہ جانا ہوتا تو اسے خود بنا کر کھلا دیتا۔"

حارث نے پہلے اس کی بات سنی، اور پھر دل میں ہی سوچا۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر جواب دینے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تم کمرے میں چلی جاؤ بے شک، میں تندور سے ہی لے آتا ہوں کچھ، پھر جلدی سے کھا کر نکلوں گا، لڑکے کے لیے بھی کھانا لے کر جانا ہے، وہ بھی روز ساتھ ہی کھاتا ہے میرے۔"

اب حارث نے اس کے ہاتھ چھوڑے۔

"نہیں میں نیچے ہی آ رہی ہوں۔"

اس کے آنے سے اتنا حوصلہ ہو گیا تھا کہ اب کرنٹ والی بات ذہن سے نکلنے لگی تھی۔ لیکن ہاتھوں میں کلائیوں تک درد محسوس ہو رہا تھا۔ اور یہ درد فوری نہیں جانا تھا۔

"بڑی باجی کی طرف جانا ہے؟"

وہ دونوں امی کے کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ حارث جلدی میں تھا اس لیے کھا بھی تیزی سے رہا تھا۔ جبکہ وہ ایک نوالہ پکڑ کر سوچتی، اور پھر کھاتی۔

"تمہارا دل ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تو ویسے کہوں گا کہ آرام کرو تم۔ امی کو میں خود ہی لے آؤں گا۔ اور اب ہاتھوں میں درد تو نہیں ہے زیادہ؟ یا سن تو نہیں ہو رہے؟"

کھانے میں وہ قریبی ہوٹل سے کڑی پکوڑہ لے کر آیا تھا۔ اپنی حصے کی تو وہ کھا چکا تھا۔ رابعہ کا پکوڑہ ویسے ہی پلیٹ میں رکھا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''اس وقت تو سن سے ہی تھے جب آپ آئے تھے لیکن آپ نے رگڑا بھی تھا تو اس کے بعد سے ٹھیک ہی ہیں۔ ہلکا سا درد ہے لیکن بہت نہیں ہے جیسے اس وقت ہو رہا تھا۔''

روٹی رکھ کر رابعہ نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر اسے دکھائے۔

''انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم کھانا کھا کر سو جانا تھوڑی دیر۔ ہاتھ اچھے سے گرم ہونگے، انہیں ریسٹ ملے گا تو دیکھنا رات تک بہتری آجائے گی۔''

حارث نے کپڑے سے ہاتھ صاف کیے۔ پھر پانی کا گلاس اٹھایا۔ پینے لگا۔

''میں جب سو کر اٹھوں گی تو آپ کو فون کر کے بتا دوں گی۔ اور ہم ضرور جائیں گے بڑی باجی کی طرف۔ یہ نا ہو کہ وہ بھی ہم سے ناراض ہو جائیں اور سمجھیں کہ میں جان بوجھ کر نہیں گئی ان کی طرف۔ آپ کی امی بھی اُدھر ہی ہیں تو ان کو بھی پھر یہی لگے گا۔''

دکان پر واپس جاتے ہوئے اسے چار بج گئے تھے۔ اور پھر ساڑھے پانچ مغرب کی اذان تھی اس لیے اس نے دکان بند کر دی تھی۔ آج کی دکانداری تو بہت متاثر ہو گئی تھی لیکن وہ ناگہانی سے بچ گیا تھا۔

دھیرے دھیرے دل کا فسانہ کچھ یوں بننے لگا تھا کہ تکلیف اس کی ہوتی تھی اور دل اپنا مٹھی میں قید محسوس ہوتا تھا۔ اس کے لیے صدقہ دینا بھی وہ نہیں بھولا تھا۔

Novels by Huma Yasoob Khan

فروری کا درمیانی ہفتہ شروع ہو گیا تھا۔ کچھ دن میں رمضان کی آمد تھی۔ ایسے میں حارث نے رابعہ کو اس کے گھر صبح دکان پر جاتے ہوئے چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنا سارا دن وہاں گزار لے۔ شام میں وہ اسے وہاں سے لے لے گا۔ ورنہ رمضان میں کہاں یوں گھر کے چکر لگنے تھے۔

امی لوگوں کے گھر رمضان کا سودا آیا ہوا تھا جسے وہ کچن میں سیٹ کر رہے تھے۔ شامی کباب کا مصالحہ کوکر میں چڑھا ہوا تھا۔ چینی کو پیس کر جوس بنانے کے لیے ڈبے میں بھر کر الگ سے رکھا جا رہا تھا۔ کافی تیاری تھی جس میں رابعہ نے بھی ان کی مدد کر دی تھی۔

"تم لوگوں نے خریداری کر لی؟"

امی رابعہ سے پوچھ رہی تھیں۔

"ہمارا راشن تو پہلے سے ہی پورا ہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اگر کچھ چاہیے ہو تو ان کو بتا دیں، یہ خود ہی لیتے آئیں گے۔"

رابعہ چینی پیس رہی تھی۔ جبکہ مدیحہ فریج میں چیزیں لگا رہی تھی۔

"لیکن رمضان کا اس طرح سے اہتمام ہو جائے تو بہت اچھا لگتا ہے۔"

مدیحہ اپنے گھر تو جاتی ہی رہتی تھی لیکن یوں سسرال میں رہتے ہوئے رمضان کے اہتمام کا تجربہ اسے بہت پسند آ رہا تھا۔

Novels by Hamna Tasadduq Khan

''اب میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کہ گھر جا کر کچھ نہ کچھ تو کرتی ہوں۔''

''ہاں تو تمہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ تمہاری ساس نے نہیں بتایا تمہیں کچھ کہ وہ لوگ ہر سال کیا کرتے ہیں؟''

امی نے کوکر کے نیچے جلتا چولہا بند کر کے کوکر کی سیٹی نکال دی تھی۔

''وہ تو اب اتنی بات بھی نہیں کرتیں مجھ سے۔''

رابعہ نے دل میں سوچا اور اس کے چہرے پر اداسی آئی۔

''مجھ سے پہلے وہ صرف دو لوگ ہی تھے گھر پر۔ ان کی امی پکوڑے بنا لیتی تھیں اور یہ روٹی بازار سے لے آتے تھے۔ تھوڑی بہت اپنی امی کی مدد کروا دیتے تھے۔ اور بس یونہی دو لوگوں کا رمضان گزر جاتا تھا۔ اس لیے میرا نہیں خیال کے زیادہ کوئی اہتمام ہوتا ہو گا ان کی طرف۔''

جو حارث نے تھوڑا بہت اسے بتایا تھا وہ رابعہ اب ان لوگوں کو بتا رہی تھی۔

''یہ تو بہت اچھا ہو جائے گا کہ حارث بھائی ان کاموں میں اگر تمہاری بھی مدد کروا دیں۔''

Novels by Hamna Nasoor Khan

راحیل جب جب گھر پر ہوتا تھا مدیحہ کو بھی اس کا بہت آسرا ہو جاتا تھا۔ لیکن اس نے کہا تھا کہ رمضان میں اس کا بس ایک چکر ہی لگے گا۔ اور وہ عید کو ہفتے کی چھٹی لے کر گھر آئے گا۔"

"ویسے تو وہ دکان پہ ہی مصروف رہتے ہیں زیادہ تر لیکن میری مدد بھی کروا دیتے ہیں اکثر۔ اب اس دن میں گھر پہ اکیلی تھی اور میں نے مشین لگائی تھی۔ کہ چلو بستروں کی چادریں وغیرہ دھولوں پر پتہ نہیں کیا ہوا کہ ان کی مشین میں کرنٹ آ گیا۔"

رابعہ عام انداز میں بتا رہی تھی۔

"تمہیں کرنٹ تو نہیں لگا؟"

امی کو کرکا ڈھکن کھول رہی تھیں لیکن یکدم اس کی طرف مڑ گئیں۔

"تھوڑا سا لگا تھا بس ہاتھ پہ۔ لیکن میں یہ بتا رہی ہوں کہ یہ جب دکان سے آئے تو سب کچھ انہوں نے ہی کیا۔ کھانا بھی باہر سے لے آئے اور جو کپڑوں کا کام باقی رہتا تھا خود ہی کر کے وائپر تک لگا کر گئے تھے۔

وہ حارث کی تعریف میں یہ بات بتا رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن آج کل کی مشینوں میں تو کرنٹ کے چانسز بہت کم ہوتے ہیں۔ چلتی مشین میں بھی ہماری جو ماسی آتی ہے وہ ہاتھ ڈال کر کپڑے نکال لیتی ہے۔ پر کرنٹ کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔"

امی پریشان ہو گئیں تھیں۔ اور یہ مدیحہ تھی جو اسے بتا رہی تھی۔

"ان کی وہ پرانی والی مشین ہے جس کی سٹیل کی باڈی ہوتی ہے۔ میں نا اسی لیے ہاتھ سے ہی کپڑے دھوتی رہتی ہوں تاکہ مشین مہینے میں بس ایک بار ہی لگاؤں۔ پر اب جب سے اس میں کرنٹ آیا ہے تو میں تو سوچ رہی ہوں کہ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے استعمال کرنے کی۔ چادریں وغیرہ بھی میں ہاتھ سے ہی دھولوں گی۔ اور اب آگے آگے موسم کھل جائے گا تو کپڑے ویسے ہی لان کاٹن کے ہونگے۔"

"تو تم حارث بھائی سے کہو کہ مشین چینج کروالیں، رابعہ۔ ایسے ہر گز رسک نہیں لینا چاہیے اور ہاتھ سے کپڑے دھونا اور سپنر کے بنا چھت پر جا کر ڈالنا تمہارے لیے کتنا مشکل ہوتا ہو گا۔"

رابعہ نے مدیحہ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ امی کو دیکھا جو کوکر کا ڈھکن کھولے بغیر خاموش کھڑی تھیں۔

"امی یہ ڈھکن آپ سے نہیں کھل رہا؟ لائیں میں کھول دیتی ہوں۔"

Novels by Hania Nasoor Khan

اپنا کام چھوڑ کر وہ ان کے پاس گئی۔ کوکر کے دونوں ہینڈل کو پکڑ کر الٹی سمت میں گھمایا۔ اور ڈھکن کھل گیا۔ اندر سے دال اور گوشت کی گرم مصالحے والی خوشبو آئی۔

"تمہیں زیادہ کرنٹ تو نہیں لگا تھا نا، رابعہ؟"

امی نے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"بس ہاتھ پر لگا تھا امی اور وہ بھی یہ دکان سے فوراً میرے لیے گھر آ گئے تھے تو مجھے آرام کا بھی موقع مل گیا تھا۔"

اب رابعہ کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے یہ بات امی کے سامنے نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اور اگر امی نے ابو کو بتا دی تو؟

تو پھر زیادہ کچھ نہیں ہوا بس روزے سے ایک دن پہلے حارث کو ابو کی کال آئی۔ یہ بتانے کے لیے کہ انہوں نے رابعہ کے لیے واشنگ مشین بھیجی ہے۔ اور وہ بھی اس لیے کہ شادی کے وقت اور خرچے بھی بہت تھے تو انہوں نے سوچا تھا کہ مشین بعد میں دے دیں گے۔

امی کمرے میں تھیں۔ رابعہ کچن میں تھی۔ اور حارث تھوڑی دیر پہلے دکان سے آیا تھا۔ پھر لوڈر والا آیا تو اس نے مشین اندر لا کر برامدے میں رکھی۔ وہ ڈبل والی مشین تھی۔ یعنی

Novels by Hamna Wasool Khan

کپڑے دھونے کے ساتھ ساتھ سکھانے کا حصہ بھی بنا ہوا تھا۔ برینڈ بھی اچھا تھا۔ اور آج کے حساب سے کافی مہنگی مشین ہی تھی۔

"یہ ابو نے بھیجی ہے؟"

لوڈر والا حارث کے ساتھ مشین رکھوا کر چلا گیا۔ اب رابعہ کچن سے باہر آئی۔ حارث دروازہ بند کر کے آ رہا تھا۔ اور اس کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ سے تھے۔ ایسے جیسے وہ غصے کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہاں، ان کا ہی فون آیا تھا مجھے تھوڑی دیر پہلے۔ لیکن رابعہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔" کمرے سے امی بھی باہر آ گئیں تھی اسی لیے حارث نے اور کچھ نہیں کہا۔

"انہوں نے اپنی بیٹی کے استعمال کے لیے بھیجی ہے، حارث۔ کونسا ہم نے استعمال کرنی ہے۔ جہیز میں نہیں دی تھی اس لیے اب دے دی ہے۔ اس میں کوئی زیادہ بڑی بات نہیں ہے۔"

اس دن امی کو لینے وہ دونوں بڑی باجی کے گھر گئے تھے۔ اور وہاں کرنٹ والی بات حارث نے کسی کو نہیں بتائی تو پھر رابعہ نے بھی ذکر نہیں کیا۔ اسی لیے امی کو ابھی تک وہ بات پتہ نہیں تھی جبکہ حارث کے دماغ میں وہی سب گھوم رہا تھا۔ رابعہ تو مشین کو دیکھ کر خوش ہی ہوئی تھی۔ حارث نے ڈبہ ابھی نہیں نکالا تھا کیوں کہ مشین نے ابھی استعمال نہیں ہونا

Novels by Hania Masood Khan

تھا۔بس دیوار سے لگا کر اس نے مشین کو رکھ دیا تھا۔اور اس کے تاثرات دیکھ کر رابعہ کی خوشی دھیرے دھیرے غائب ہوتی جا رہی تھی۔

رابعہ کچن میں تھی۔ مٹی کے چھوٹے سے برتن میں پتیلی سے آدھا دودھ لے کر دہی لگا رہی تھی۔ کیونکہ امی نے اسے بتایا تھا کہ وہ اور حارث تو دہی کے ساتھ ہی روٹی کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔اور کبھی تو حارث لسی بھی بنوا لیتا ہے مگر اب موسم ایسا نہیں تھا کہ سحری کے وقت لسی پی جائے لیکن دہی تو ضروری تھا۔

حارث تراویح پڑھنے گیا ہوا تھا۔ کھانا وہ لوگ کھا چکے تھے۔امی بھی اپنی نماز پڑھ رہی تھیں۔اور دہی لگانے کے بعد رابعہ نے سحری کے لیے آٹا بھی گوندھنا تھا۔اس کی کوشش تھی کہ اس کے ہاتھ میں اگر کچن کی ذمہ داری ہے تو یہ رمضان ان سب کے لیے تھوڑا یادگار رہے۔

حارث تراویح پڑھ کر آیا تو نیچے امی کو دیکھ کر سیدھا اوپر چلا گیا۔اس نے رابعہ کو آواز بھی نہیں دی تبھی وہ جلدی سے آٹا گوندھ کر اوپر پہنچی۔اور حارث بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔نہ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔نہ ہی وہ ڈائری میں کوئی حساب کر رہا تھا۔اسے بس رابعہ کا انتظار تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تم نے اپنے گھر جا کر یہ بات بتائی تھی نا رابعہ کہ تمہیں ہماری پرانی مشین سے کرنٹ لگ گیا تھا۔اسی لیے اب تمہارے ابو نے تمہارے لیے یہ نئی مشین بھیج دی ہے؟"

رابعہ کمرے میں آتے ہی یہ سن کر پلٹ گئی۔آرام سے پردے سیدھے کیے،دروازہ بند کیا۔اور پھر بیڈ تک آئی۔

"امی نے مجھے بھی فون کر کے بتایا تھا کہ ابو نے میرے لیے مشین لینی ہے کیونکہ انہوں نے جہیز میں مجھے مشین نہیں دی تھی۔"

وہ آرام سے بات کر رہی تھی۔حارث کا موڈ اسے سمجھ میں آ رہا تھا۔

"میں نے تم سے یہ تو نہیں پوچھا،رابعہ۔میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تم نے انہیں کرنٹ والی بات بتائی تھی یا نہیں بتائی تھی؟"

اس نے لفظوں پر زور دے کر پوچھا۔رابعہ نے نظریں نیچی کیں۔پھر سانس اندر کھینچا۔

"میں نے ذکر کیا تھا بھابھی سے وہ بھی بس یہ بتانے کے لیے کہ آپ نے اس دن میری کتنی مدد کروائی تھی۔"

اور اس ذکر کے دوران کچن میں امی بھی تھیں یہ بات اس نے خود حارث سے نہیں کہی تھی۔ورنہ تو وہ اور غصہ کرتا۔

Novels by Hamna Nasooh Khan

"تمہیں ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے تھا جب تمہیں اپنے ابو کا پتہ ہے کہ وہ فوراً تمہیں چیز خرید کر بھیج دیں گے۔ پتہ نہیں کیا سوچتے ہونگے میرے بارے میں کہ تمہاری ضرورت تک پوری نہیں کر سکتا میں۔ ڈھائی مہینے ہو گئے شادی کو اور ایک مشین تک نہیں لے کر دی میں نے تمہیں۔ ہاتھ سے کپڑے دھوتی ہو کیونکہ مشین سے تمہیں صحیح ڈر لگتا تھا، رابعہ۔ کتنی شدت کا کرنٹ لگا تھا تمہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم اپنے گھر جا کر بات بتاتی اور ابو تمہارے دو دن کے اندر اندر تمہارے لیے مشین ہی بھیج دیتے۔"

"ابو نے اگر پہلے مشین دے دی ہوتی تو اب انہیں یوں دینی نا پڑتی۔ اور ایسا کچھ بھی نہیں ہے کہ کوئی آپ کے بارے میں یہ سوچے کہ آپ میری ضرورتیں پوری نہیں کر سکتے۔ ابھی تراویح پڑھ کر آئیں ہیں آپ اور غصہ کرنے لگ گئے ہیں۔ کیا ہم نے اپنے پہلے رمضان کا آغاز بحث سے کرنا ہے؟"

اور وہ بحث نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے اٹھ گئی۔

"کوئی سوچے یا نہ سوچے لیکن مجھے تو اب محسوس ہو رہا ہے نا کہ میں اس کی ضروریات پوری نہیں کر پاتا۔"

کروٹ بدل کر وہ لیٹ گیا۔

Novels by Hania Masood Khan

''امی آپ ابو کو منع کرتی نا کہ مشین نہ بھیجیں۔ مجھے ضرورت ہوتی تو ہم لوگ خود لے لیتے۔ یہ بھی اب خوامخواہ مجھ پر غصہ ہو گئے ہیں۔''

امی نے کال پہلے تو نہیں کی تھی۔ تب اس نے صرف بات بنائی تھی لیکن اب امی سے بات کرنے وہ کمرے سے باہر چھت والے حصے میں آ گئی تھی۔

''اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم ہاتھ سے کپڑے دھو رہی ہو رابعہ تو میں بہت پہلے ہی تمہارے ابو سے کہتی کہ تمہیں مشین لے دیں۔ بلکہ انہیں تو شادی کے وقت ہی دینی چاہیے تھی۔ اوون اور مشین کا کہہ بھی رہے تھے وہ لیکن پھر کوئی اور خرچہ آ گیا اور تمہاری یہ دو چیزیں رہ گئیں۔''

''یعنی آپ نے ابھی ابو سے خود کہا ہے کہ وہ مجھے مشین لے کر دیں؟''

رابعہ کو بات تھوڑی تھوڑی سمجھ میں آ رہی تھی۔

''ہاں میں نے خود کہا ہے۔''

امی نے بھی فوراً ہی تسلیم کر لیا۔

''پھر تو امی آپ نے انہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ مجھے ان کی مشین سے کرنٹ لگا تھا اور یہ بھی کہ میں کافی وقت سے ہاتھ سے کپڑے دھو رہی ہوں۔''

Novels by Hamna Nasool Khan

رابعہ آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ آسمان گہرا تھا۔ اور بہت سے تارے چمک رہے تھے۔ روشن تھے۔

"یہ میں نے نہیں بتایا تمہارے ابو کو، ورنہ وہ تمہارا پتہ کرنے گھر پہنچ جاتے چاہے بات دس دن پرانی ہو چکی ہو۔ ان کی عادت کا تو پتہ ہے تمہیں۔"

وہ وضو کر کے بیٹھیں ہوئیں تھیں۔ رابعہ فون بند کرتی تو وہ جو پڑھ رہی تھیں دوبارہ پڑھتیں۔

"پھر آپ نے ان سے کیا کہا؟"

رابعہ اب پیٹی کو دیکھ رہی تھی۔ جس پر حارث نے شیٹ ڈال کر کونوں میں اینٹ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے رکھ دیئے تھے۔ تاکہ ہوا سے شیٹ ادھر ادھر نہ ہو۔ شیٹ رکھنے کے بعد سے اب تک دوبارہ بارش نہیں ہوئی تھی لیکن سامان اب محفوظ تھا۔ بارش ہو بھی جاتی تو ان کے لیے مسئلہ نہ بنتی۔

"میں نے بس تمہارے ابو کو یاد دہانی کروائی تھی کہ اوون اور مشین میں یہ مشین زیادہ ضروری تھی۔ اور انہیں شادی کے وقت ہی جہیز کے ساتھ دے دینی چاہیے تھی۔ اسی بات پہ انہوں نے پھر اپنی کوئی جمع پونجی نکالی اور تمہارے لیے مشین لے لی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور ابو کی یہی بات بہت اچھی تھی کہ وہ سب کچھ کیسے بھی کر کے پورا کر دیتے تھے۔ لیکن جب سے دل کا عارضہ ہوا تھا وہ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ پہلے جیسی بات اب ان میں نہیں رہی تھی۔

امی کا فون بند کر کے وہ کمرے میں آئی۔ حارث کندھوں تک کمبل لے کر شاید سو چکا تھا۔

"ان کو میں کیسے بتاؤں کہ پچھلے ڈھائی مہینے میں ایک بار بھی میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ یہ مجھے نئی مشین لے کر دے دیں۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ اتنے پیسے میرے پاس جمع ہو نہیں سکتے اور ابو نے جہیز میں مشین دی نہیں ہے اس لیے انہیں اس بارے میں کہہ بھی نہیں سکتی۔ پر پتہ نہیں کیوں ان کو ایسا لگ رہا ہے کہ میرے گھر والے یہ سوچیں گے کہ یہ میری ضرورت پوری کر کے نہیں دے سکتے۔"

رابعہ اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بالوں میں اپنی ساری انگلیاں اس نے نرمی سے پھنسائیں تھیں۔

"سب کچھ پورا کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ اور میں تو بھابھی کو بھی بس یہی بتانا چاہ رہی تھی کہ یہ کتنے اچھے ہیں کہ انہوں نے اس دن دکان سے آ کر میرے لیے سب کیا۔ میرے لیے تو یہی بہت بڑی بات تھی کہ فون بھی ان کا خود آیا تھا اور گھر بھی یہ میرے

ایک بار کہنے سے آ گئے تھے۔ حالانکہ مجھے پتہ ہے کہ دکان چھوڑ کر آنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔"

اس کی چلتی ہوئی انگلیاں حارث بھی محسوس کر رہا تھا۔ لیکن بس اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ پھر پہلی سحری تھی اس لیے رابعہ کی بھی یہی کوشش تھی کہ وہ جلدی سو جائے۔ اور سونے سے پہلے اس نے سحری سے سوا گھنٹے پہلے کا الارم لگایا تھا۔ پھر ایک دو دن میں ترتیب زیادہ سمجھ بھی آ جانی تھی کہ سحری بنانے میں اور کھانے میں انہیں کتنا ٹائم لگے گا۔ الارم لگا کر وہ تو سو گئی لیکن جب الارم بجنے لگے تو وہ اٹھی ہی نہیں۔

"الارم بند کرو، رابعہ۔ اور اٹھو... سحری بنانی ہے تم نے۔"

خود بھی وہ نیند میں ہی تھا لیکن رابعہ کی گہری نیند زرا بھی نہیں ٹوٹی تھی۔

ایک الارم بند ہوا تو دوسرا الارم بجنے لگا۔ اس بار حارث نے اس کا موبائل اٹھا کر اس کے کان کے پاس رکھ دیا اور خود اٹھ گیا۔

"زیادہ پیار سے جگاؤں گا تو سوچے گی کہ رات تو غصے میں سویا تھا اور اب پیار سے جگا کیوں رہا ہوں۔"

اس نے کمرے کی لائٹ آن کی۔ پھر وہ روشنی سیدھا رابعہ کی آنکھوں میں پڑی تو اس نے الارم بند کیا۔ بمشکل اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سر گھٹنوں پہ رکھ کر دماغ بھی جگانے لگی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

”میں وضو کر کے مسجد جا رہا ہوں، آدھے گھنٹے میں آ جاؤں گا اور تب تک تمہاری سحری تیار ہونی چاہیے، رابعہ۔“

”رات غصے میں سوئے تھے اور اب ظاہر ہے، پیار سے تو نہیں جگانے والے تھے یہ۔ پر شکر ہے کہ مجھ سے پہلے یہی اٹھ گئے۔ اور روز بھی یونہی اٹھیں گے تو میرا اٹھنا آسان ہو جائے گا۔“

پھر کچھ دن تک ترتیب بھی یہی رہی۔ رابعہ کا سارا ٹائم ٹیبل حارث کے مطابق بن گیا تھا۔ افطاری میں وہ اس کی مدد جوس بنا کر کرتا تھا جبکہ سحری وہ تب تک شروع نہیں کرتا تھا جب تک وہ کچن سے کمرے میں نہیں آ جاتی تھی۔ اس چکر میں وہ اکثر اسے آوازیں دیتا تھا۔ اکثر ڈانٹ بھی دیتا تھا۔ اور وہ سب بھی رابعہ کو اچھا لگتا تھا۔ پھر وہ تو اس کی سحری پر بھی اچھی نظر رکھتا تھا۔ افطاری پہ کچھ نہیں کہتا تھا۔ پھر صبح کام پر جاتے وقت بھی وہ صرف رابعہ کو آواز دے کر جاتا تھا۔ رابعہ دروازہ بند کر کے دوبارہ سو جاتی تھی اور پھر دس بجے اٹھتی تھی۔ آہستہ آہستہ کام سمیٹ لیتی تھی۔

اب فروری کے مہینے کے آخری دن چل رہے تھے۔ صبح رابعہ نے روزہ بھی نہیں رکھنا تھا۔ طبیعت خراب سی تھی۔ اور وہ کافی جلدی سو گئی تھی تاکہ سحری تک کچھ بہتر ہو جائے۔ پھر حارث نے بھی اسے کہا تھا کہ امی کو طبیعت کے بارے میں خاص طور پر کچھ

Novels by Hamna Masood Khan

بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،اس لیے بھی وہ اطمینان میں تھی۔پریشان بھی نہیں ہوئی تھی۔

سحری سے ایک گھنٹے پہلے کا وقت تھا جب حارث کا موبائل بجنے لگا۔ٹیون الارم کی نہیں تھی بلکہ کال کی تھی۔اور کال بھی رابعہ کے گھر سے آرہی تھی۔

یااللہ خیر!

حارث نے اٹھ کر کال ریسیو کی۔لیکن خیر نہیں تھی۔رابعہ کو جگانا اور بتانا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"رابعہ... اٹھو ہم ہسپتال جارہے ہیں۔"

اس نے لائٹ آن کی۔الماری کھولی۔رابعہ کا عبایہ نکال کر بیڈ پر رکھا۔پھر جلدی سے اس کا سکارف اور جوتے بھی سامنے کر دیے۔

"ہسپتال کیوں جارہے ہیں؟سب خیریت ہے نا؟"

دل تو اس کا بھی فوراً ہی گھبرانے لگ گیا تھا۔

"تمہارے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے،انہیں ہسپتال لے کر گئے ہیں ابھی ایمرجنسی میں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے دونوں گالوں پر ہاتھوں کو رکھا۔ آنکھیں عجیب طرح سے کھولیں۔ سانس کھینچا۔ ضبط کیا۔ چہرے کا رنگ بھی بدلتا جا رہا تھا۔

"انہیں کچھ ہو گیا ہے نا؟"

بے یقینی سے اس نے حارث سے پوچھا تو جرابیں پہنتے ہوئے اس کے ہاتھ تھم گئے۔

"ہم ابھی ہسپتال جا رہے ہیں تو پتہ چل جائے گا ہمیں۔ تم یہ پہنو عبایہ۔ چینج کر لو کرنا ہے تو۔ میں بس نیچے امی کو بتا آتا ہوں۔ زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔"

اور وقت تو کسی کے پاس نہیں بچا تھا۔ جس نے جانا تھا وہ جا چکا تھا۔

رابعہ کے ابو کا انتقال رمضان کے بیچ کے دنوں میں ہوا تھا۔ اور اس ایک واقعے نے ان سب کی زندگی بہت بدل دی تھی۔ ابو نہیں رہے تو راحیل بھی امی اور مدیحہ کو اپنے ساتھ لاہور لے جانا چاہتا تھا۔ کاروبار سنبھالنے والی اس کی سوچ نہیں تھی اور اپنی نوکری سے وہ مطمئن تھا۔ اور ویسے بھی حیران کن طور پر ابو وصیت لکھ کر گئے تھے۔ جس میں صاف صاف لکھا تھا کہ ان کا گھر امی اور راحیل کے حصے میں جائے گا جبکہ کاروبار رابعہ کے حصے میں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کاروبار اب رابعہ کے حصے میں ہونے کی وجہ سے حارث

Novels by Hamna Nasood Khan

نے سنبھالنا تھا۔اور ہر ماہ ایک مخصوص رقم جو کے ابو کے حصے کی بنتی تھی وہ ابو کے اکاؤنٹ میں ہی بھیجی جائے گی جس تک رسائی اب صرف امی کو ہی تھی۔

ابو کا تو چلتا کاروبار تھا اور ابو کے انتقال کے بعد عید کا سیزن بس جیسا تیسا دکان پہ کام کرنے لے ابو کے ساتھی نے ہی لگایا۔لیکن اب عید کے بعد سے حارث نے کاروبار کو دیکھنا تھا۔عید والا ہفتہ بھی رابعہ اپنی امی کی طرف ہی رہی تھی۔اور ان کی پہلی عید غم میں ہی گزر گئی تھی۔

پیچھے حارث کی امی کی طرف بڑی باجی رہنے کے لیے آ گئیں تھیں۔بیچ میں فاطمہ کا چکر بھی لگا تھا۔حارث تو کبھی ادھر اور کبھی ادھر کے چکروں میں ہی رہ گیا تھا۔بہت پریشانی اور آزمائش والے دن ثابت ہوئے تھے۔

"بیس دن ہو گئے ہیں اس کے ابو کے انتقال کو اور خوشی غمی تو لگی ہی رہتی ہے لیکن یہ تو نہیں کہ انسان پیچھے اپنے گھر کو ہی بھول جائے۔"

گھر سے ایسی باتیں سننے کی اسے عادت ہو چکی تھی۔اور رابعہ بھی واقعی ایک بار بھی بیچ میں گھر نہیں آئی تھی۔نہ ہی حارث نے اسے خود کہا تھا۔ذہنی طور پر جس صدمے سے وہ گزر رہی تھی ایسے میں ضروری تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی یہ وقت گزارتی۔

پھر حارث کو راحیل کہہ چکا تھا کہ عید کے بعد وہ مدیحہ اور امی کو لے کر لاہور چلا جائے گا۔

Novels by Hamna Masood Khan

یہ سب بھی رابعہ کے لیے پھر مشکل ترین تھا۔اور جب شہر ہی الگ ہو جائے تو کہاں روز روز چکر لگنے تھے۔وہ کہہ بھی دیتا کہ ہر مہینے اسے گھر والوں سے ملوانے لے جائے گا تو خود بھی جانتا تھا کہ ایسا کس حد تک ممکن ہے۔

گھر پہ وہ لوگ بھی ہر دن کے حساب سے سامان باندھ رہے تھے۔آیا گیا بھی لگا رہتا تھا۔ رابعہ کی امی تو بس ابو کو ہی یاد کرتی رہتی تھیں۔مدیحہ کی بھی طبیعت اب کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ایسے میں رابعہ کے وہاں ہونے سے بہت سہارا سا ہو گیا تھا۔

"راحیل نے کہا ہے کہ آدھا سامان بڑی گاڑی میں یہاں سے لوڈ کروا دوں، وہ اسے وہاں سیٹ کر لے گا اور پھر امی اور تمہاری بھابھی کو لینے آئے گا۔باقی کا سامان تب ہی ساتھ لے کر جائے گا۔"

اس وقت شام ہو رہی تھی۔مارچ کا مہینہ آدھا ہو چکا تھا۔اور دن بھی کھلے اور لمبے ہو گئے تھے۔موسم بھی تقریباً نارمل تھا۔حارث نے گاڑی والے سے بات بھی کر لی تھی اور اب وہ رابعہ کو بتا رہا تھا۔اپنی دکان سے فارغ ہو کر وہ بس ابھی ان کی طرف آیا تھا۔

"پھر جو ضروری ہے ابھی وہ بھجوا دیں؟"

اس کا اپنا دماغ تو اتنا کام کر نہیں رہا تھا ان دنوں۔جیسا حارث کہتا وہ وہی کرتی تھی۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

''تمہاری بھابھی کا سامان بھجوا دیتے ہیں۔اور کچن کا سامان ہو جائے کچھ۔لاؤنج کے صوفے رہنے دیتے ہیں لیکن امی کے کمرے کا فرنیچر دیکھتا ہوں اگر گاڑی میں آ گیا تو۔''

رابعہ اداسی سے اس کی بات سن رہی تھی۔آنکھیں نم تھیں۔

''میں تمہاری امی سے جا کر بات کروں پھر؟''

رابعہ نے ہلکا سا سر ہلا دیا۔

''پہلے ابو چلے گئے۔اب باقی سب لوگ بھی چلے جائیں گے اور میں یہاں اکیلی رہ جاؤں گی۔''

حارث نے اسے دیکھا تو وہ رونے لگی۔

''ہم ان سے ملنے جایا کریں گے،رابعہ۔اور فون تو ہے تمہارے پاس، تمہیں فون کرنے سے کون کب منع کرے گا۔''

حارث نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔کچھ پل دونوں ٹھہرے رہے۔

''راحیل کا فون آیا ہے،وہ سامان کا کہہ رہے ہیں۔''

مدیحہ نے رابعہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔دونوں فوراً ہی الگ ہو گئے تھے۔

Novels by Rama Masood Khan

"ہاں... گاڑی والے سے بات ہو گئی ہے میری۔ میں امی سے بات کر لیتا ہوں پھر لڑکے بلوا لوں گا سامان اٹھوانے۔ آج رات سامان چلا جائے گا اور کل راحیل آ جائے گا خیر سے آپ لوگوں کو لینے۔"

اور پھر اسی طرح پہلے ان کا سامان گیا اور پھر وہ سب لوگ بھی۔ رابعہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ اس کے کمرے میں اب بھی سامان تھا۔ یہاں تالا لگا کر راحیل نے کہا تھا کہ باقی گھر کسی مناسب کرایہ دار کو دے دیا جائے۔ یہ ذمہ داری بھی حارث پر ہی آئی تھی۔

"تم اپنا سامان دیکھ لو، رابعہ۔ پھر ہم بھی نکلتے ہیں۔ رات ہو رہی ہے۔"

تقریباً مہینے بعد وہ اب اپنے گھر جا رہی تھی۔ تبھی ہمت کر کے اٹھ گئی۔ سارے گھر کو دیکھا۔ تالے لگائے۔ اپنا سامان نکالا۔ اور اداسی کے بوجھ سے جھک کر حارث کے ساتھ گھر کے لیے نکلی۔

"کچھ کھانا ہے تو بتاؤ... راستے سے ہی لے کر چلتے ہیں ایک بار۔"

موٹر سائیکل چلاتے ہوئے وہ گردن پیچھے کر کے کہہ رہا تھا۔

"میرا دل نہیں ہے بالکل بھی۔"

اس نے ماتھا حارث کے کندھے پر ٹکایا ہوا تھا۔

Novels by Hema Masood Khan

"امی نے دن کو سالن بنادیا تھا۔ پر پھر کوئی سبزی ہی ہے۔ تمہارا دل نہیں ہے تو وہ تم زرا بھی نہیں کھاؤ گی۔ پھر ایسا کرتے ہیں کہ تمہارے لیے شوارما لے چلتے ہیں۔ ساتھ میں کولڈ رنک کی چھوٹی والی بوتل بھی۔ دل نہ بھی ہو تو اپنی پسند کی چیز انسان خوشی خوشی کھا لیتا ہے۔"

رابعہ اداسی سے بیٹھی رہی۔ اور حارث نے گھر کے چوک پر ہی موٹر سائیکل روکی۔ اس کے لیے شوارما لیا اور ساتھ میں بوتل بھی۔ پھر آگے تندور سے روٹیاں لیں۔

"اور تمہیں پتہ ہے کہ اتنے دن سے تندور کی روٹیاں کھا رہے ہیں ہم۔ پر اب تم آگئی ہو تو کل سے تمہارے ہاتھ کی روٹی کھانے کو ملے گی۔"

پھر وہ لوگ گھر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ رابعہ خاموشی سے اتر گئی۔ حارث نے روٹی اور شوارمے والا شاپر اسے ہی پکڑایا۔ اور اس کا جو بیگ تھا وہ موٹر سائیکل پر ہی رہنے دیا۔ لاک کھولا اور پھر دونوں اندر آئے۔

"تم امی کے کمرے میں بیٹھو، میں کھانا نکال کر لے آتا ہوں۔"

رابعہ کا بیگ اور اپنا ہیلمٹ اس نے برامدے کی چارپائی پر رکھا۔ اور پھر رابعہ سے شاپر لے کر کچن میں گیا۔ لائٹ جلائی۔ پلیٹیں نکالیں۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

رابعہ باہر کھڑی تھی۔اپنا سکارف کھول کر اس نے ماسک اتارا۔ پھر اندر امی کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ بیڈ پر ہی بیٹھی تھیں۔ان سے سلام کیا تو خود بھی بیڈ کے کنارے پر ہی ٹک گئی۔

''اب کب تک پہنچ جائیں گے سب لاہور؟''

حارث بتا کر ہی گیا تھا کہ وہ سب لوگ آج جا رہے ہیں اور ان کے جانے کے بعد ہی وہ رابعہ کو گھر لائے گا۔

''ابھی دس بجے کا کہہ رہے ہیں۔''

اس کی آواز بھی دھیمی سی تھی اور بھاری سی تھی۔ایسے لگ رہا تھا جیسے گلا سوجا ہوا ہے۔اور آنکھیں سرخ سی تھیں۔پپوٹے بھاری سے تھے۔

''چلو... خیریت سے پہنچ جائیں سب۔ تم اتار لو یہ عبایا وغیرہ۔''

وہ تو دیکھ رہی تھی کہ شاید حارث کی امی اسے گلے سے لگاتیں۔اور اگر وہ لگاتیں تو رابعہ خوب روتی۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ لہجہ ان کا نرم ہی تھا پر کچھ انجانا پن محسوس ہو رہا تھا۔ یا شاید ایسا صرف اسے لگ رہا تھا۔

''اور حارث کہاں ہے؟''

Novels by Hania Masood Khan

اس نے عبائے کی زپ سامنے سے نیچے تک کھول دی۔ پھر بازوؤں سے اتارا۔ وہیں امی کے بیڈ کی پاؤں والی سائیڈ پر رکھا۔

"وہ کھانا لا رہے ہیں۔ ابھی آتے ہوئے روٹی بھی لے لی تھی انہوں نے۔"

رابعہ نے پھر عبائے کا سکارف ہی چہرے کے گرد لپیٹا۔ امی کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"تُو کیوں چلا گیا کچن؟ مجھے بتاتا میں خود گرم کر کے لے آتی کھانا۔"

پھر جب حارث دو پلیٹیں کمرے میں لے کر آیا تو امی بھی بیڈ سے اٹھ گئیں۔ رابعہ حیرانی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے میز پر سے آدھا بھرا ہوا جگ اٹھایا۔ اور اسے پورا بھرنے چلی گئیں۔ اتنے میں حارث روٹیاں بھی اندر لے آیا تھا۔

"ابھی نیچے تم میرے ساتھ دو نوالے سبزی کے کھا لینا بس۔ پھر اوپر جا کر شوارما کے ساتھ بوتل پینا۔"

رابعہ نے بھی بس گردن ہلائی۔ پھر چپ چاپ کھانے کے لیے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ چھوٹے چھوٹے نوالے بنائے۔ بمشکل حلق سے اتارے۔

"سارا سامان چلا گیا ہے؟"

امی پھر حارث سے بات کرنے لگیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہمم... بس وہاں رابعہ والے کمرے میں رکھا ہے کچھ سامان۔ آدھا تو اس کا ہی ہے۔ اور آدھا گھر والوں کا۔ اس کمرے کو پھر الگ سے تالا لگا کر آئے ہیں ہم۔"

"تُو تو کہہ رہا تھا کہ گھر بھی اب کرائے پر لگانا ہے۔"

حارث نے منہ میں نوالا ڈال لیا تھا۔ ہاتھ سے انہیں اشارہ کیا۔ پھر چبانے لگا۔ اپنے لیے جگ سے پانی نکالا۔ پھر نگلنے کے بعد انہیں جواب دیا۔

"کرائے پر دیں گے لیکن جب کوئی اچھے کرائے دار ملیں گے۔ صاف ستھرا گھر ہے ان کا بالکل خراب نہیں ہونا چاہیے۔ اور اکثر کرائے دار تو بالکل بھی خیال نہیں کرتے۔ اس معاملے میں بڑے لاپرواہ ہوتے ہیں۔"

"تب کمرہ خالی کرو گے پھر؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کمرے کو چھوڑ کر باقی گھر کرائے پر دیں گے۔"

پھر کھانا کھا کر وہ برتن بھی اٹھانے لگا۔

"تُو چھوڑ دے، یہ رابعہ لے جاتی ہے۔"

وہ غائب دماغی سے بیٹھی ہوئی تھی لیکن پھر اس نے اپنا نام سنا۔ حارث کے ہاتھ سے برتن لیے۔ میز سے باقی کے بھی اٹھائے اور کچن میں چھوڑنے گئی۔ کچن کی حالت بہت گندی

Novels by Hamna Yasood Khan

ہو رہی تھی۔ چولہے پر بھی پتہ نہیں کیا کچھ گرنے کے بعد اب جل چکا تھا۔ شیلفیں بھی صاف نہیں تھیں۔ ہر چیز بے ترتیب تھی۔ اور سنک میں برتن اکٹھے تھے۔ شاید صبح کے ناشتے کے بھی۔

"بس امی اب آپ نماز پڑھ کر لیٹ جانا، ہم بھی فوراً اوپر جائیں گے۔ دو دن سے سامان وغیرہ اٹھا رہے تھے تو پٹھے کھنچ گئے ہیں بہت۔ اب نیند پوری ہو گی تو ہی کچھ بہتری آئے گی۔"

رابعہ اب امی کے کمرے میں آ کر اپنا عبایہ اٹھا رہی تھی۔ میز حارث نے پہلے ہی دیوار کے ساتھ کر دی تھی۔

"تو رابعہ چائے بنا دیتی ہے۔ اس کے ساتھ گولی لے کر سو نا تُو۔"

اور انہوں نے رابعہ کو دیکھ کر ہی کہا۔ رابعہ عبایا لے کر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے چلی گئی۔

"امی اسے کیوں کہہ دیا چائے کا؟ میں نے پینی ہوتی تو میں خود بنا لیتا؟"

حارث نے اسے باہر کچن تک جاتے دیکھا۔

"ابھی بنا دے گی تو کیا ہوا؟ پہلے بھی تو بناتی تھی نا تیرے لیے۔ اس میں کونسا نئی بات ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

امی تو اپنے بازو فولڈ کر رہی تھیں۔اب انہوں نے وضو کرنے جانا تھا۔

"وہ بہت دکھ میں ہے، امی۔پہلے اس کے ابو کا انتقال ہو گیا۔اور اب گھر والے بھی سب دوسرے شہر چلے گئے ہیں۔ایسے میں تھوڑا وقت تو لگے گا اسے ٹھیک ہونے میں۔"

حارث بھی اٹھ گیا تھا۔اپنی کرسی پیچھے کر کے وہ کچن میں رابعہ کے پاس ہی جانے والا تھا۔

"مہینہ تو ہو گیا ہے اور کتنا وقت لگے گا؟اور تُو ہر وقت میرے آگے اس کی طرفداری نہ شروع کر دیا کر۔کام کرے گی تو ذہن بھی بٹ جائے گا۔ورنہ دل چھوڑ کر بیٹھ جاؤ تو زندگی نہیں گزرتی۔ہم نے بھی زندگی گزاری ہی ہے۔"

امی کی پوری بات سننے کے بعد رابعہ نے برتنوں میں سے چائے کی پتیلی نکالی۔اسے تار سے دھونے لگی۔آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"یہ تم چھوڑ دو، رابعہ۔امی نے ایسے ہی کہہ دیا تمہیں چائے کا۔پر تمہیں نہیں پتہ کہ جب سے تم نہیں تھی میں نے کھانے کے بعد کی چائے پینا چھوڑ دی تھی۔"

اس نے رابعہ کے ہاتھ سے پتیلی لینا چاہی۔لیکن رابعہ نے نہیں دی۔پھر اس کا موبائل بجنے لگا تو وہی کچن کی دہلیز پر ٹھہر کر اس نے فون اٹھایا۔فون راحیل کا تھا۔وہ بتا رہا تھا کہ وہ شہر کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔پینتالیس منٹ میں گھر بھی پہنچ جائیں گے۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"راحیل کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ لاہور میں داخل ہو گئے ہیں۔ بس اب تھوڑی دیر میں گھر جائیں گے۔"

رابعہ نے چینی پتی ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں کہنا تھا نا کہ جب وہ لوگ گھر پہنچیں تو ہمیں کال کر لیں۔ ہم جاگ رہے ہونگے۔"

"وہ کر لے گا فون... اور اس نے نہیں کیا تو گھنٹے بعد ہم خود کر لیں گے۔ خیریت سے پہنچ جائیں گے وہ۔ تم بس پریشان نہ ہو۔"

وہ کہتے ہوئے دہلیز سے اترا۔ پھر فریج سے دودھ لے کر آیا۔

"اب اس کا ابالا میں دیکھ لیتا ہوں تم اوپر چلی جاؤ۔"

وہ کچن کے اندر ہو گیا۔

"میں آپ کی چائے لے آتی ہوں آپ سامان لے جائیں اوپر۔"

پھر اس نے پتیلی کو دیکھا۔ بس ایک منٹ میں ہی چائے تیار ہونے والی تھی۔

"اس کے ساتھ امی کا رویہ بھی بدل گیا ہے۔ اور اب یہ خود بھی پہلے کی طرح نہیں ہے۔ اب وقت ہی اس کی اداسی کو دور کرے گا اور مجھے پتہ نہیں کتنا صبر کرنا پڑے گا۔ ابھی بس اپریل شروع ہونے والا ہے تو ایسا کروں گا کہ تھوڑے بہت پیسے بچا کر مئی میں اسے اس

Novels by Hamna Masood Khan

کے گھر والوں سے ملوانے لے جاؤں گا۔اس کی سالگرہ بھی ہے مئی میں تو چلو خوش ہو جائے گی۔ سرپرائز دوں گا اسے میں۔"

حارث کمرے میں آیا تو رابعہ کا سامان ایک طرف کر کے بیڈ کی چادر دیکھنے لگا۔ جانے سے پہلے وہ خاص طور پر کمبل تہہ کر کے، بیڈ کی چادر تبدیل کر گیا تھا۔تاکہ رابعہ آتی تو بیڈ سیدھا کرنے نہ لگ جاتی۔

اور جب وہ کمرے میں آئی تو سب سے پہلے بیڈ کو ہی دیکھ رہی تھی۔ دو پل کے لیے تو نظریں حیران ہوئی تھیں۔ کچھ موسم بدل گیا تھا تو ماحول بھی بدلا ہوا لگ رہا تھا۔

"ایک مہینے سے وہی بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی لیکن آج تم نے آنا تھا تو میں نے چادر کو خاص طور پر بدل دیا۔ ورنہ مجھے یاد ہے کہ تم نے ایک بیڈ سیدھا نہ ہونے پر ٹھنڈ میں مجھے بستر سے نکال کر ٹھنڈ میں کھڑا کر دیا تھا۔"

رابعہ کے ہاتھ سے اس نے چائے لی۔اسے لگا تھا کہ رابعہ مسکرائے گی۔پر وہ نہیں مسکرائی۔

"میں چائے پیتا ہوں اور تم اپنا شوارما کھالو۔"

وہ اتنی دیر سے اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔رابعہ کو محسوس بھی ہو رہا تھا۔ لیکن غم دماغ پر زیادہ حاوی تھا۔پر دل نہ ہونے کے باوجود بھی اب وہ شوارمے کا پیکٹ کھول کر بیٹھ گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آپ کھائیں گے؟"

پہلی بائٹ لینے سے پہلے اس نے پوچھا۔

"نہیں تم کھاؤ، میں نے تو اچھے سے کھانا کھالیا ہے۔اب چائے پی رہا ہوں۔"

اس نے اپنا کپ دکھایا۔

پھر رابعہ نے کھانا شروع کیا۔ہر بائٹ کو چباتے ہوئے وہ پتہ نہیں کیا کیا سوچ رہی تھی۔

حارث نے چائے ختم کی اور پھر اس کی بوتل کا ڈھکن بھی کھول کر اس کو دے دیا۔

"آپ صبح اسی ٹائم پر جاتے ہیں دکان پر؟"

اب وہ خود بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاں... دن کھل گئے ہیں تو ساڑھے آٹھ تک چلا جاتا ہوں۔لیکن نو بجے تک آرام سے نکلوں تو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

دل نہ ہونے کے باوجود بھی شوارما کھا رہی تھی۔

"کپڑے پھر میں آپ کو صبح ہی استری کر کے دوں گی۔یہ والے تو سامان اٹھانے کی وجہ سے گندے ہو گئے ہیں۔"

"نہیں... کل کا دن میں چلا لوں گا اسی میں۔تم آرام سے دن کے وقت کر دینا ایک دو سوٹ استری۔یا جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث کہنی کے زور پر لیٹ گیا۔اور رابعہ کو دیکھتا رہا۔

"کام کروں گی تو شاید میرا ذہن بٹ جائے۔"

حارث نے گہری سانس اندر کھینچی۔یہ تو اس کی امی نے کہا تھا۔اسے اندازہ تھا کہ آواز رابعہ تک بھی گئی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم کل کے دن ہی گھر چمکانے لگ جاؤ، رابعہ۔ورنہ میں سچ میں غصہ کروں گا تم پر۔کپڑے ہیں میرے دھلے ہوئے، کر دینا تم استری۔اور بس کھانا وغیرہ ہی دیکھنا۔آرام آرام سے سب ہو جائے گا۔کوئی مار وار نہیں ہے۔"

وہ تو ابھی بھی جیسے غصہ ہی کر رہا تھا۔

"کپڑے کس نے دھوئے تھے؟"

رابعہ کا شوارما ختم ہو چکا تھا۔اس نے پورا کھایا تھا۔حارث کو بھی تسلی ہو گئی تھی۔پھر وہ شاپر کو ڈسٹبن میں ڈالنے کے لیے اٹھی۔بوتل بس اس نے دو تین گھونٹ ہی پی تھی۔

"بڑی باجی آئیں تھیں اتوار کو۔انہوں نے لگائی تھی مشین۔اب تو تمہاری والی مشین کپڑے بھی سکھا دیتی ہے تو تین گھنٹے میں باجی ہم دو لوگوں کے مہینہ بھر کے کپڑے دھو کر فارغ ہو گئیں تھیں۔"

مشین سے اسے ابو ایک بار پھر یاد آ گئے۔آنکھیں بھیگ گئیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تمہیں مچھر کاٹ رہے ہیں؟"

حارث نے تالی بجا کر مچھر مارا۔ رابعہ نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔

"پتہ نہیں۔"

اور حارث بیڈ سے اترا۔

"میں اکثر مورٹین لگا لیتا ہوں۔ اور اکثر کمبل لپیٹ کر سو جاتا ہوں۔ لیکن اب تو کمبل زیادہ نہیں لپیٹ سکتے، موسم بدل گیا ہے۔"

حارث پاؤں کے بل اپنی میز کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر دراز کھول کر مورٹین کی جلیبی دیکھنے لگا۔ لیکن جلیبی ختم ہو گئی تھی۔ ڈبہ خالی تھا۔ اٹھ کر اس نے ڈسٹبن میں پھینک دیا۔

"ہلکا سا پنکھا چلا لیتے ہیں۔"

ہوا سے بھی مچھر قریب کم ہی بھٹکتے تھے۔

"ہلکا نہیں چلتا یہ پنکھا۔ اس کا ڈیمر خراب ہے۔"

پھر حارث نے جا کر پنکھا چلایا تو ایک دم کمرے میں سردی ہو گئی۔

"یہ دیکھو، ایسے لگ رہا ہے جیسے اڑ جاؤ گی تم۔"

ہوا تو واقعی تیز تھی۔ ان دونوں کی قمیض کے دامن اڑ رہے تھے۔

"ہم کمبل لے لیں گے۔ پڑا تو ہے بیڈ پر۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر وہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ کمبل کھولنے لگی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔''

''اب آپ راحیل بھائی سے فون کر کے پوچھیں، اب تو پہنچ گئے ہونگے وہ لوگ۔''

حارث نے سر ہلاتے ہوئے لائٹ آف کی۔ پھر فون سے راحیل کا نمبر نکالا۔ کال ملائی۔ اور رابعہ کو دے دی۔ وہ خود ہی بات کرتی تو اسے زیادہ تسلی ہوتی۔

وہ لوگ کہیں پانچ منٹ پہلے ہی پہنچے تھے۔ سفر سے مدیحہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی تبھی راحیل نے زرا سی بات کر کے فون امی کو دے دیا تھا۔ اور امی سے پھر وہ کوئی پندرہ منٹ بات کرتی رہی۔ گال بھیگتے رہے۔ لیکن جب اس نے حارث کو اپنے انتظار میں دیکھا تو فون رکھ دیا۔

''خیر خیریت سے پہنچ گئے سب؟''

رابعہ نے کال بند کرنے کے بعد حارث کو اس کا فون پکڑایا۔ پھر لیٹ گئی۔ حارث نے فون لے کر اس پہ الارم لگایا۔ اور تکیے کے نیچے رکھ دیا۔

''بھابھی کی طبیعت سفر سے تھوڑی خراب ہو گئی ہے۔ بھائی بس انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ میری بات امی سے ہوئی ہے۔ اور امی ٹھیک ہیں۔ کھانا ان لوگوں نے راستے میں کھا لیا

Novels by Hamna Yasmin Khan

تھا۔اب وہ لوگ بس سو جائیں گے۔امی کہہ رہی تھیں کہ صبح اٹھ کر ایک ہی بار اب وہ گھر کو دیکھیں گی۔"

رابعہ اسے کال کے متعلق بتا رہی تھی۔کیونکہ وہ کافی دیر اسی کال کی وجہ سے اس کے انتظار میں رہا تھا۔

"اور تم نے بھی سونا ہے اب؟"

حارث نے اپنا تکیہ کھینچ کر اس کے تکیے سے جوڑا۔چہرہ اس کے قریب کیا اور نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے گال پر رکھا۔مہینے بعد آج اس کا ساتھ میسر ہوا تھا۔

"دماغ تو بند ہی ہو رہا ہے لیکن نیند نہیں بھی آ رہی۔"

اور وہ خود بھی حارث کے نزدیک ہو گئی۔اس کے بازو پر سر رکھا۔اور چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔دوسرے ہاتھ سے حارث اس کے بال سہلانے لگا۔

"تو ہم تھوڑا جاگ لیتے ہیں۔ابھی تو گیارہ بھی نہیں بجے رات کے۔"

حارث نے اس کے کان کے پاس ہو کر کہا۔

"پلیز... میرا ابھی بس کسی بھی چیز کا دل نہیں ہے۔اتنا سمجھ رہے ہیں آپ مجھے تو پھر یہ بات بھی سمجھ لیں۔"

Novels by Rania Yasood Khan

اس نے سینے سے سر اٹھایا۔ حارث کو دیکھ کر کہا۔ اس کا ہاتھ اب بھی اس کے بالوں میں پھنسا تھا۔

"ایسا کچھ کرنے کی سوچ بھی نہیں رہا تھا میں۔"

رابعہ نے پلکیں جھپکیں۔

"سوری... میری وجہ سے آپ کو اتنا سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔"

پھر رابعہ نے دوبارہ سینے میں چہرہ چھپا دیا۔ حارث اس کے بال سہلاتا رہا۔ اپنی دماغی حالت کو وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ شاید حارث سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں بس تمہیں وقت دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ دل تو نہیں کر رہا میرا لیکن احساس ہے مجھے تمہارا۔"

حارث نے اس کے سر پر اپنے ہونٹوں سے پیار کیا تھا۔

"پہلے بس مجھے ایسے ہی لگتا تھا کہ آپ میری پرواہ نہیں کرتے لیکن اب لگتا ہے کہ سب سے زیادہ آپ ہی میرا خیال رکھتے ہیں۔"

اس نے بھی بازو حارث کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ اس کے جواب نے سکون دیا تھا۔

"پہلے میں تمہیں سمجھتا نہیں تھا لیکن اب تم مجھے سمجھ آتی ہو۔ پر دیکھ لو تمہارے خیال میں جب کچھ کہتا ہوں تو امی کہتی ہیں کہ میں تمہاری طرفداری کر رہا ہوں۔"

Novels by Hamna Wasood Khan

وہ ہلکا سا ہنس کر بولا۔ بات ہی بدل کر رکھ دی۔

"وہ اب مجھے پسند نہیں کرتیں۔"

حارث کی ہنسی فوراً غائب ہو گئی۔

"ایسی بات نہیں ہے، رابعہ۔ وہ بس تم اتنے دن رہ کر آئی ہو تو اس لیے امی ایسے کہہ رہی تھیں۔ اصل میں وہ مجھے عید پر بھی کہہ رہی تھیں، اس کے فوراً بعد بھی کہ تمہیں گھر لے آؤں میں۔ لیکن میں نے کہا تھا کہ بس جب تک اس کے گھر والے ہیں ادھر تو وہ ان کے ساتھ ہی رہے گی۔ اور یہ کہ جب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تو اور کسی کو بھی نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کر کے اس کو سمجھانے لگا۔ امی کی بات اگر اس نے مان لی ہوتی تو شاید ان کا رویہ آج مختلف ہوتا۔

"ابو کے انتقال سے پہلے بھی وہ ناراض ہی تھیں مجھ سے۔"

لیکن رابعہ کے شکوے نے واضح کر دیا تھا کہ شاید ہی امی کا رویہ آج مختلف ہوتا۔

"وہ سب باتیں یاد نہ کرو تم، سونا ہے تو سو جاؤ اس سے اچھا۔"

امی کے رویے کے دفاع میں اب وہ کیا ہی کہتا۔ اور اس کی کیا ہی دل جوئی کرتا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں جب آج آئی تو مجھے لگا تھا کہ وہ مجھے گلے سے لگائیں گی۔اور اگر انہوں نے مجھے گلے سے لگایا تو میں پھر خوب روؤں گی۔ لیکن انہوں نے بس سر پر ہاتھ رکھا تھا۔اور میں اتنا کچھ سوچ رہی تھی کہ ان کو یہ بھی بتاؤں گی اور وہ بھی بتاؤں گی۔"

تھوڑی دیر کے لیے وہ خاموش ہی ہو گیا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔ لیکن اس کے بالوں میں انگلیاں تو اب بھی چلا رہا تھا۔

"آپ کیا ہمیشہ میری طرف داری کریں گے؟"

"کیا مطلب؟"

حارث نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"مطلب اب جیسے یہاں اور کوئی ہے ہی نہیں میرا۔امی لوگ چلے گئے ہیں۔اور صرف آپ ہی ہیں جس سے میں اچھی بات بھی کروں گی اور بری بات بھی کروں گی۔اور اگر مجھ سے کچھ غلط ہو جائے گا تو صرف آپ سے ہی امید لگاؤں گی کہ آپ میری بات سمجھیں گے اور میری طرفداری بھی کریں گے۔ تو مطلب... آپ کریں گے نا میری طرفداری؟"

اس کے چہرے پر اشتیاق تھا۔

Novels by Hema Masood Khan

"اگر تم کچھ غلط کرو گی تو پھر شاید سب کے آگے لے لوں تمہاری سائیڈ۔ لیکن اگر واقعی تمہاری غلطی ہوئی تو کمرے میں آنے کے بعد تمہیں میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ مجھ سے تم بچ جاؤ گی یا نہیں۔ اور مجھے ایسا لگتا نہیں ہے رابعہ کہ کبھی تم کوئی ایسی غلطی کرو گی جس سے میرا سر جھک جائے اور نوبت یہاں تک آجائے۔"

وہ سنجیدہ ہو کر بتانے لگا۔ لیکن اس نے سنجیدگی سے بات کو سمجھا نہیں تھا۔

"یعنی آپ کو بہت غصہ بھی آتا ہے؟"

وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہارے معاملے میں آ بھی سکتا ہے۔ چلو اب سو جاؤ... فضول ترین باتیں کر رہی ہو تم مجھ سے۔"

حارث نے اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔ اور آنکھیں سکون سے بند کر لیں۔ نیند بھی دونوں کو سکون کی ہی آئی تھی۔

پھر رابعہ گھر کے کاموں میں دل لگانے کی کوشش بھی کر رہی تھی تو دماغ کہیں اور ہی پھنسا رہتا تھا۔ اسی غائب دماغی میں اس سے ایک کام صحیح ہوتا تو دوسرا غلط ہو جاتا۔ صبح بھی اس سے حارث کی قمیض پر گرم استری لگ گئی تھی۔ اور اسے لگ رہا تھا کہ صبح صبح اسے ڈانٹ

Novels by Hamna Masood Khan

پڑے گی لیکن حارث کچھ کہے بغیر دوسرے کپڑے پہن کر چلا گیا تھا۔اب اس پر دو دکانوں کی ذمہ داری تھی اور اسی وجہ سے گھر وہ عشاء کے بعد ہی آتا تھا۔رابعہ لوگوں کے گھر کو کرائے پر دینے کے لیے اس نے اشتہار دیا تھا۔پھر دو تین پارٹیوں کو دکھایا بھی تھا۔لیکن وہ اسے خود ہی پسند نہیں آئی تھیں۔اس سب میں گھر پر سے اس کا دھیان تھوڑا ہٹ گیا تھا۔اتنا وقت بچ ہی نہیں رہا تھا اس کے پاس کے کسی سے اضافی کوئی بات کرتا۔

اور آج تو وہ جب گھر پر آیا غصے میں ہی لگ رہا تھا۔سیدھا امی کے کمرے میں گیا۔اور ہاتھ میں پکڑا شاپر ان کے آگے میز پر رکھ دیا۔اس شاپر میں گولیوں کے پتے تھے۔

"آپ کی بی پی کی گولیاں ختم ہو گئیں تھیں تو امی آپ مجھے بتاتی...رابعہ سے کہہ دیتی کہ میرا نمبر ملا دے آپ کو۔لیکن امی یہ کیا کہ آپ نے بڑی باجی کو فون کر کے کہہ دیا کہ عباس بھائی کے ہاتھ آپ کی گولیاں بھجوا دیں۔پتہ ہے اتنا سنا رہی تھیں وہ مجھے۔ایسے جیسے مجھے تو آپ کا کوئی خیال ہے ہی نہیں۔"

پھر کرسی کھینچ کر وہ بیٹھ گیا۔ریموٹ اٹھا کر ایل ای ڈی کی آواز بند کر دی۔

"تو اب کہاں ہے تجھے میری پرواہ؟"

یہ بحث کیوں زندگی کا معمول بنتی جا رہی تھیں۔حارث نے اپنی تھوڑی کو مسلا۔رابعہ کچن کی شیلف پکڑ کر ٹھہر گئی تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''امی میرے دھیان میں نہیں رہا کہ آپ کی دوائی ختم ہو گئی ہے۔''

اس نے اپنا انداز دھیما کیا۔ مان رہا تھا کہ واقعی وہ دھیان نہیں دے پایا۔ کچھ بھی جان بوجھ کر تو نہیں بھلایا تھا اس نے۔

''یہی تو میں تجھے کہہ رہی ہوں کہ اب تو ہمارے مسئلوں کو دیکھتا ہی کہاں ہے؟ دو دکانوں کی ذمہ داری لے لی ہے تُو نے اور جہاں پھر تو مغرب کو آتا تھا اب عشاء کے وقت آنے لگ گیا ہے۔ بس روٹی کھانے بیٹھا میرے ساتھ اور اس کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں۔ صبح بھی پھر تجھے کام پہ جانے کی جلدی ہوتی ہے۔ مجال ہے جو تجھے اب یہ بھی خیال رہا ہوں کہ ماں کے گھٹنے درد کرتے ہیں۔ کبھی میں دبا ہی دوں۔ دوائیوں پر پھر تو کہاں ہی دھیان دے گا۔''

امی بھی اتنے دنوں کا بھری بیٹھیں تھیں۔ سب کچھ ایک ساتھ ہی کہنے لگیں۔

''امی پچھلے دنوں میں خود مصروف رہا ہوں۔ آپ کے سامنے کی بات ہے کہ سونے کے لیے بھی مشکل سے گھر آتا تھا میں۔ رمضان میں عبادت تک نہیں کر سکا میں ٹھیک سے۔ رابعہ کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔ پھر راحیل نے لاہور جانے کی بات کر دی اور...''

وہ تفصیل دینے لگا۔ لیکن امی نے اس کی بات کاٹ دی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور اب تو نے ان کا گھر کرائے پہ دینے کی بھی ذمہ داری لے لی ہے۔ کیونکہ تیرے پاس تو بہت وقت ہے۔ جو یا تو تیرے دکان کے کاموں میں یا پھر تیری بیوی کے مسئلوں میں گزر جاتا ہے۔ بوڑھی ماں اب کہاں دکھتی ہے تجھے۔"

گھڑی کو دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہو رہے تھے۔ امی کو دیکھا تو وہ اور سنانے کے موڈ میں تھیں۔

"رابعہ کھانا لگاؤ!!!"

اس نے ضبط سے اونچی آواز دی۔ اس ضبط میں بھی اس کا غصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ رابعہ شیلف کے سہارے تھی، پر اس کی آواز پہ ہل گئی تھی۔

"لا رہی ہوں۔"

اس نے جلدی سے کھانا نکالا۔ اندر آ کر میز پر لگایا۔

"آٹھ بجے تک کھانا لگا دیا کرو، رابعہ۔"

پہلے اس نے رابعہ کو دیکھ کر کہا۔ پھر امی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور امی دکان کے کام تو کرنے ہی ہیں میں نے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ آپ رابعہ کے مسئلوں کا مجھے ایسے کیوں کہہ رہی ہو۔ امی اس کے ابو کا انتقال ہوا ہے۔ گھر والے دوسرے شہر چلے گئے ہیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ اسے معمول کی ترتیب

Novels by Hamna Masood Khan

میں آنے میں کچھ وقت لگے گا۔اور میں بھی صرف اسے وقت دینے کی کوشش ہی کر رہا ہوں۔ باقی سب کر تو رہی ہے وہ اپنی طرف سے۔ یہاں میری غلطی ہے اور بات آپ اس کی بیچ میں لا رہی ہو۔"

میز پر کھانا رکھ کر وہ پانی لینے چلی گئی تھی۔ خود تو وہ اسی کے بیٹھنے کا انتظار کرتا تھا لیکن امی کے آگے اس نے کھانا کر دیا تھا۔ان کو بھی بھوک لگی تھی اسی لیے غصے کے باوجود روٹی توڑ کر انہوں نے پہلا نوالا منہ میں ڈالا۔

"اور یہ دیکھو، مہینہ رہ کر آئی ہے اپنے گھر اور مصالحوں کا حساب بھول آئی ہے۔ پھر تُو کہہ رہا ہے کہ میں اس کے مسئلوں پر بات کر رہی ہوں۔"

وہ جگ لے کر کمرے کے دروازے تک آچکی تھی۔ حارث نے کٹوری کی طرف غور سے دیکھا تھا۔ کڑی پکوڑہ دیکھنے میں تو ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔ لیکن امی نے فوراً گلاس اٹھا لیا تھا۔

"پانی ڈال کے دو امی کو۔"

جگ رابعہ کے ہاتھ میں تھا۔ حارث نے اسے ہی دیکھ کر کہا۔ پھر خود روٹی توڑ کر نوالا بنایا۔

"کڑی ٹھیک نہیں بنی؟"

Novels by Hania Nasoor Khan

ان کو پانی دے کر اب وہ حارث کی طرف دیکھ رہی تھی۔اور چباتے ہوئے وہ رابعہ کو دیکھنے لگا۔ان آنکھوں میں غصہ چاہے جس بھی بات کا تھا لیکن دیکھ اس وقت اسے ہی رہی تھیں۔

"تم نے بناتے وقت چکھی تھی؟"

رابعہ نے فوراً نفی کی۔

پھر اپنی کٹوری میں انگلی ڈبوئی۔

پھر کڑی چکھی۔

"اف، یہ مرچیں کیسے تیز ہو گئی تھیں؟"

پلکیں جھپکاتے ہوئے اس نے حارث کی طرف دیکھا۔

"مرچیں بھی تیز ہیں اور پکوڑہ بھی سخت ہے۔"

حارث سے پہلے امی نے ہی بتا دیا۔اب وہ دونوں ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"میں آپ کو کچھ اور بنا دیتی ہوں۔نمک مرچ والے آلو؟ دس منٹ میں بن جائیں گے وہ۔"

جس غصے میں وہ بیٹھیں ہوئی تھیں لگ نہیں رہا تھا کہ اب وہ کڑی کھائیں گی۔

"ہاں... امی یہ آپ نہ کھاؤ۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔

"ہلکا رکھنا مصالحہ اس میں۔"

رابعہ واپس کچن میں جا رہی تھی۔

"آپ کے لیے بھی وہی بنا دوں؟"

اور کیا پتہ حارث بھی وہ کڑی کھانے سے انکار کر دیتا۔

"نہیں میں یہی کھا لوں گا۔ اگر تم نے کھانے ہیں تو اپنے لیے بنا لو۔"

پھر رابعہ بس امی کے لیے ہی آلو بنا کر لائی۔ اب کی بار اس نے بہت حساب سے نمک مرچ ڈالی تھی۔ پھر اس نے حارث کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھایا۔ برتن چھوڑنے کچن میں گئی تو حارث سے چائے کا پوچھا۔ پھر اس کے لیے چائے رکھی اور ساتھ میں سنک میں رکھے برتن دھونے لگی۔

"امی کو ایک کپ دودھ گرم کر کے دے دینا۔"

بس اسے کچن میں یہ کہنے آیا۔ اور واپس امی کے کمرے میں چلا گیا۔ ٹائم شاید ساڑھے نو سے زیادہ کا ہو رہا تھا۔ رابعہ نے دودھ کی پتیلی میں صبح کی چائے کا دودھ بمشکل بچایا۔ پھر حارث کی چائے اور امی کے لیے دودھ کا کپ ساتھ لے کر اندر گئی۔ اور اندر نہ حارث امی سے کوئی بات کر رہا تھا۔ نہ امی حارث سے بات کر رہی تھیں۔

Novels by Hania Nasoor Khan

"میز پر رکھ دو۔"

اس نے رابعہ کو دیکھا ہی نہیں جو وہ بھی وہیں بیٹھ جاتی۔ پھر وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی۔ شیلفیں صاف کرنے لگی۔ چائے کی پتیلی دھوئی۔ کھانا نکال کر فریج میں رکھا۔

"یہ لو امی... یہ دودھ میں نے آپ کے لیے گرم کروایا ہے۔"

حارث نے ان کا کپ اٹھا کر انہیں پکڑایا۔

"اور اس وقت کونسی گولی کھانی ہے آپ نے؟ آج مجھے بتادیں کل سے میں یاد رکھوں گا اور آپ کو کھلا کر ہی اوپر جاؤں گا۔"

اس نے لال رنگ کی چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی۔ اس میں رنگ برنگے پتے تھے۔ اتنے دن سے امی کی دوائی وہ خود ہی لے رہی تھیں اس لیے اسے اب پتہ نہیں تھا۔ اور اب جب وہ امی کو ٹائم دے رہا تھا تو دھیرے دھیرے ان کے تاثرات نرم پڑ رہے تھے۔

"اس وقت بس پیلی والی چھوٹی گولی نکال دے مجھے۔"

حارث کی چائے سے دھواں نکلنا بند ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے پہلے امی کو گولی دی۔ پھر بیٹھ کر اپنی چائے پی۔

"یہ پی کر آپ لیٹو پھر میں آپ کے گھٹنوں پر تیل لگادوں گا۔ اور دبا بھی دوں گا۔"

"اب کیوں ماں کا اتنا ہیج آرہا ہے تجھے۔"

Novels by Hema Masood Khan

ان کا دودھ تو نیم گرم تھا اسی لیے انہوں نے کپ جلدی خالی کر کے ڈش میں واپس رکھ دیا۔

"امی تو یہ بھی تو اچھا نہیں لگ رہا نا کہ آپ یوں مجھ سے خفا رہو۔ اور اپنے کام مجھ سے کہنے کے بجائے دوسروں سے کہو۔ اب سے میں کوشش کروں گا کہ آپ کے لیے وقت نکال سکوں۔"

امی کے نرم پڑتے تاثرات مسکراہٹ میں بدل گئے۔ پر انہوں نے وہ مسکراہٹ ظاہر نہیں کی۔

پھر جب اس نے چائے پی تو ڈش اٹھا کر کچن میں گیا۔ رابعہ فارغ کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر اس کے ہاتھ سے ڈش پکڑ لی۔

"آپ اوپر جانے لگے ہیں؟"

اس نے سنک میں ڈش رکھی۔ ٹونٹی چلا دی۔ دو ہی تو کپ تھے کھنگل جاتے تو اچھا ہوتا۔

"نہیں میں امی کے گھٹنے دبا کر آؤں گا۔ تم فارغ ہو گئی ہو تو چلی جاؤ بے شک۔ مجھے آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔"

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ نے سر ہلایا پھر وہ تیل کی بوتل لے کر اندر چلا گیا۔ عرصے بعد امی کے پیروں کی مالش کرنے لگا۔ ان کے گھٹنے بھی دبا رہا تھا۔ صرف اس لیے کہ ان کی ناراضگی اور گلے شکوے ختم ہو جائیں۔ اور گھر کے ماحول میں تھوڑا سکون ہو جائے۔

"ناراضگی دور ہو رہی ہے یا کچھ اور بھی کرنا پڑے گا آپ کو منانے کے لیے؟"

اپنی طرف سے تو وہ اچھی کوشش ہی کر رہا تھا۔

"تو روز اپنی ماں کے لیے وقت نکالے گا تو ناراضگی ہو جائے گی دور۔"

کپڑے سے اپنے چکنے ہاتھ صاف کر کے وہ ان کے بیڈ پر ہی بیٹھا رہا۔ اب گھٹنے دبا رہا تھا۔

"چلو... میں ہر روز کوشش کروں گا کہ آپ کے لیے خاص وقت نکال سکوں۔ لیکن اب آپ مجھے یہ بھی بتاؤ کہ اپنی بہو سے بلاوجہ کی ناراضگی آپ نے کب دور کرنی ہے؟"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔ باہر رابعہ اوپر جانے کے بجائے صوفے والے کمرے میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔ اوپر جا کر اس کا انتظار کرتی تو کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ سو جاتی۔

"اس سے میری کوئی ناراضگی نہیں ہے۔"

امی نے فوراً ہی نفی کر دی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''ناراضگی نہیں ہے تو اس سے آپ اتنی خفا کیوں رہتی ہو؟ بات بھی اچھے سے نہیں کرتی۔''

''یہ اس نے تجھ سے کہا ہے؟''

امی نے بھنویں اوپر کر کے اس سے پوچھا۔ خفگی تو اب بھی ان کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

''امی مجھے خود بھی دکھائی دیتا ہے۔ اب آپ اس کے ساتھ پہلے جیسا برتاؤ نہیں کرتی۔ اس سے کوئی غلطی ہوئی ہے، کچھ کہا ہے اس نے تو آپ مجھے بتاؤ۔ میں خود اس سے بات کروں گا۔ لیکن ابھی تک مجھے تو کوئی وجہ سمجھ میں بھی نہیں آتی۔''

''تیری شادی کو کتنا وقت ہو گیا ہے؟''

امی نے شاید اپنی خفگی کی وجہ بتانے لگیں تھیں۔

''اس ہفتے چار مہینے ہو گئے ہیں۔''

اس نے اطمینان کے ساتھ بتایا۔

''اور اس نے ہمیں ابھی تک خوشخبری نہیں سنائی۔''

امی نے بچوں کی طرح حارث کو دیکھ کر کہا۔ حارث کے چہرے پر مسکان آئی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''امی تو خوشخبری اس کے ہاتھ میں تھوڑی ہے۔اور مجھے زرا اندازہ نہیں تھا کہ آپ کی خفگی کی وجہ یہ بات ہے۔''

لیکن امی کو اس کی مسکان زرا پسند نہ آئی۔

''اور تیرے لیے تو یہ بہت معمولی بات ہے نا۔''

''یہ میں نے کب کہا؟''

لیکن اس نے چہرے پر مسکان برقرار رکھی۔غائب نہیں کی۔

''تیرا رویہ کہتا ہے یہ مجھے۔ابھی بھی دیکھ کیسے مسکرا رہا ہے۔میں سوچتی ہوں کہ پتہ نہیں میری زندگی کتنی رہ گئی ہے۔ اللہ مجھے بھی یہ وقت دکھائے گا یا نہیں دکھائے گا۔''

اب امی کے لہجے میں ان کے جذبات بھی چھلکنے لگے۔

''اللہ ضرور دکھائے گا امی۔اور اب آپ پلیز اپنی بہو کے ساتھ اچھے سے بات کرنا شروع کر دو۔اس کی امی اب یہاں نہیں ہیں اور وہ ان کو بہت یاد کرتی ہے۔اور میں قسم سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تھوڑا سا ہاتھ بڑھاؤ گی تو وہ مجھ سے زیادہ بڑھ کر آپ کا خیال رکھے گی۔ سارا دن آپ کے ساتھ وہی تو ہوتی ہے گھر پر۔''

''تو اس وقت میری خدمت کیا اس لیے کر رہا تھا نا کہ بیوی کی وکالت کر سکے؟''

امی نے اسے دیکھ کر سوال کیا۔

Novels by Hania Masood Khan

"گھر کا ماحول ٹھیک کرنے کے لیے میں کوشش تو کر سکتا ہوں نا۔"

اسے سب سے زیادہ گھر کے ماحول سے ہی فرق پڑتا تھا۔

"گھر کا ماحول تو بچے کے آنے سے بھی بدل سکتا ہے۔ بہتر ہو سکتا ہے۔"

حارث مزید کچھ کہے بغیر ان کے گھٹنے کافی دیر دباتا رہا۔ جب وہ اٹھنے لگا تو امی نے کروٹ لی۔

"تیری بیوی سے ایک مجھے بس یہی اعتراض ہے کہ وہ اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتی۔ حالانکہ میں نے اسے سمجھایا بھی تھا۔ اگر وہ خوشخبری سنا دے تو پھر تو خود دیکھے گا کہ گھر میں کیسے برکت آتی ہے۔ کیسے یہ خفگی ختم ہوتی ہے۔ ماحول کیسے ٹھیک ہوتا ہے۔"

امی کی بات پہ حامی بھر کر وہ باہر آ گیا۔ کچن بند تھا لیکن دوسرے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔

"تم ادھر بیٹھی ہو؟ اوپر کیوں نہیں گئی؟"

رابعہ نے صوفوں کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر اندر آیا رابعہ نے آنکھیں کھول لیں۔

"آپ کا انتظار کر رہی تھی۔"

پھر وہ اٹھ گئی۔

Novels by Hania Nasood Khan

"امی کے گھٹنے دباتے ہوئے پتہ ہی نہیں چلا۔ان کے گلے شکوے دور کرنا چاہ رہا تھا میں۔ کل سے میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد کروادینا کہ ان کے پیروں کی مالش کرنی ہے، گھٹنے دبانے ہیں۔"

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ رابعہ سے بات کر رہا تھا۔رابعہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

"اور کل سے میں آدھا کلو دودھ اور لگوالوں گا، تم جب امی کے لیے پھر دودھ گرم کیا کرنا تو خود بھی ایک کپ پی لینا۔ابھی بتاؤ... بچا ہے صبح کی چائے کے لیے؟ ورنہ میں پھر صبح ڈبے والا ہی پکڑ لوں گا۔"

"رکھا ہے میں نے چائے کے لیے۔"

بیڈ سے کمبل اب انہوں نے اٹھالیا تھا۔موسم کھل گیا تھا اور وہ لوگ اب کھیس اوڑھتے تھے۔ کبھی پنکھا بھی چلا لیتے تھے۔

"اور مرچیں کیسے تیز ہو گئیں تم سے کڑی میں؟ پہلے تو کبھی تمہارے ہاتھ سے مصالحے اوپر نیچے نہیں ہوئے۔"

پہلی بار ہی کھانے کے معاملے میں اس نے رابعہ کی ایسی غلطی دیکھی تھی۔اسی لیے اس کے دماغ میں ہی تھی۔

"اس ہفتے ٹائم نکال کے آپ مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

یہ اس کے سوال کا جواب نہیں تھا۔ حارث نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیوں... کیا ہوا تمہاری طبیعت کو؟"

پھر دراز کھول کر اس نے اپنی ڈائری نکالی۔ جیب سے والٹ نکالا۔ اور حساب لکھنے لگا۔

"میں بس سوچ رہی ہوں کہ اب ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔ میں اپنے ٹیسٹ کرواؤں گی۔ پتہ تو چلے کہ میرے اندر مسئلہ کیا ہے۔"

لکھتے لکھتے اس کے ہاتھ میں موجود پین کی سیاہی جیسے ٹھہر سی گئی۔

"کیا مسئلہ ہے، رابعہ؟"

پھر اس نے یکدم ڈائری ایک طرف رکھ دی۔

"وہی جو آپ کی امی بھی آپ سے کہہ رہی تھیں۔ کہ شادی کو چار مہینے ہو گئے ہیں اور میں نے ابھی تک کوئی خوشخبری نہیں سنائی۔"

"تم ہمارے باتیں سن رہی تھیں؟"

اس نے حیرانگی ظاہر کی۔ ماتھے پر بل بھی آ گئے۔

"سن بھی لیں تو کیا ہو گیا۔ اتنا کچھ اور بھی میں اپنے بارے میں سنتی رہتی ہوں لیکن آج اچھا ہوا کہ آپ کی امی کی خفگی کی اصل وجہ پتہ چل گئی۔"

اور ڈاکٹر کے پاس جا کر رابعہ خفگی کی اس وجہ کو جیسے دور کرنا چاہتی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اب بتائیں آپ مجھے کب لے کر جائیں گے ڈاکٹر کے پاس؟''

''امی نے اپنے دماغ میں ایک بات بٹھالی ہے اس لیے وہ بس وہی بات ہر بار کر دیتی ہیں، رابعہ۔ لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہیں ہماری باتیں نہیں سننی چاہیئیں تھیں اور دوسری بات یہ کہ اب اگر تم نے ہماری باتیں سن ہی لیں ہیں تو پھر در گزر کر دو۔ کیونکہ میں تمہیں کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے کر جا رہا۔''

حارث اٹل لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''کیا مطلب نہیں لے کر جا رہا؟''

پھر حارث نے دوبارہ ڈائری اٹھالی۔ جلدی سے حساب لکھ کر اس نے سونا بھی تھا۔ گیارہ بج رہے تھے۔

''میں نے کوئی چھپے لفظوں میں تو بات کی نہیں ہے تم سے۔ سیدھا سیدھا کہہ رہا ہوں کہ ہم کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں جا رہے رابعہ تو نہیں جا رہے۔''

اب وہ والٹ سے پیسے نکال کر گن رہا تھا۔ اپنا دھیان اسی میں لگا رہا تھا۔

''لیکن ڈاکٹر کے پاس جانے سے ہمیں پتہ چل جائے گا کہ کیا پرابلم ہے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی میڈیسن بھی دے دیں ہمیں۔ علاج سے ہر چیز ممکن ہوتی ہے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اب اس نے گھٹنوں کے بل تھوڑا آگے ہو کر حارث سے کہا۔ وہ شاید منانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور حارث بھی اسی کی سن رہا تھا۔ اسی لیے نوٹوں کی گنتی بھول گیا تھا۔

"نہ ہمیں اپنا مسئلہ جاننا ہے، نہ ہمیں کوئی دوائی لینی ہے، نہ ہی ہم اپنا کوئی علاج کروا رہے ہیں، اس لیے تم نے اب سونا ہے تو سو جاؤ۔ اور مجھے یہ حساب لکھنے دو۔ تمہاری وجہ سے گنتی بھول گیا ہوں میں۔"

اس نے نوٹ دوبارہ سے گنتے ہوئے رابعہ کے تکیے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہمیں کیوں مسئلہ نہیں جاننا؟ آپ کو نہیں لگتا کہ ہمیں جانا چاہیے؟ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ مجھے بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔ آپ کو کیا نہیں اچھے لگتے؟ آپ کا کیا نہیں دل کرتا کہ ہماری بھی فیملی ہو؟"

حارث ایک بار پھر گنتی بھول گیا تھا۔ اسی لیے اسے اب رابعہ کی جذباتی باتوں پر غصہ آنے لگا۔

"مجھے نہیں لگتا رابعہ کہ ایک سال تک ہمیں اس سب کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ پھر بھی ہم کونسا کوئی احتیاط کر رہے ہیں۔ آنی ہوئی خوشخبری تو آجائے گی لیکن اگر تم مجھ سے پوچھو گی تو میں تمہیں اپنا جواب ابھی بتا رہا ہوں کہ ایک ڈیڑھ سال تک ہم کسی ڈاکٹر کے پاس اٹھ کر نہیں جائیں گے۔"

Novels by Hamna Tasood Khan

ماتھے کے بل گہرے ہو رہے تھے۔ آنکھوں کا رنگ بھی بدل رہا تھا۔

"پہلے ایک سال کا کہہ رہے تھے اور اب ڈیڑھ سال کا کہہ رہے ہیں۔ اور ایسے ہی آنی ہوتی خوشخبری تو چار مہینوں میں بھی آسکتی تھی نا۔ پھر یہ کونسی بات ہو گئی کہ ہم ڈاکٹر کے پاس نہیں جا سکتے؟"

بات کرتے ہوئے اس کی آواز تھوڑی اونچی ہو گئی۔ حارث حساب پر بار بار دھیان لگا رہا تھا اور اسے نظر اندازی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اتنی ضروری بات کر رہی تھی اور حارث کو حساب کی پرواہ تھی۔

"اپنی آواز آہستہ رکھو، رابعہ۔ رات کا وقت ہے۔ خاموشی میں ساری آواز کمرے سے باہر جاتی ہو گی۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"مطلب آپ مجھے نہیں لے کر جائیں گے؟"

اس نے ضبط سے پوچھا۔

"میں تمہیں اپنا جواب پہلے ہی بتا چکا ہوں۔"

اس نے ڈائری کا صفحہ بدلا۔ پھر کچھ اعداد و شمار لکھنے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"امی لوگ یہاں ہوتے تو میں بھابھی کے ساتھ ان کی ڈاکٹر کے پاس چلی جاتی۔ بلکہ میں فاطمہ آپی سے پوچھ لوں گی۔ انہیں کہوں گی کہ وہ مجھے ایک بار اپنے ساتھ لے جائیں۔ ان کے ڈاکٹر سے چیک اپ کروالوں گی۔"

اس نے آنکھیں بھگو لیں۔

"میں نیچے اتنی دیر لگا کر کسی طرح امی کی ناراضگی دور کر کے آیا ہوں لیکن اب تم میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔ مجھے غصہ مت دلاؤ، رابعہ۔ زرا سا یہ حساب رہ گیا ہے، کر لینے دو مجھے کہ میں پھر سوؤں آرام سے۔ سارا دن باہر کی خواری بھی دیکھنی ہوتی ہے ہم نے۔"

اس کا ضبط ہوا ہو رہا تھا۔ رابعہ کچھ دیر چپ ہو گئی۔ پر اس کا حساب ہی دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی حساب نے ختم ہونا تھا رابعہ نے اپنی بات اس سے پھر کرنی تھی۔

"اور تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم فاطمہ سے اس قسم کی کوئی بھی بات کرو۔ ورنہ مجھے پتہ چلانا اگر تو میں پھر بتاؤں گا تمہیں اچھے سے۔"

ڈائری بند کر کے اس نے دراز میں رکھی۔ پیسوں کے حساب کتاب میں کچھ کمی آگئی تھی۔ یا شاید اس کی گنتی میں ہی کوئی مسئلہ ہوا تھا۔ ماتھا مسلتے ہوئے وہ لیٹ گیا۔

رابعہ ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ سر پر ہاتھ رکھ کے۔

"اور ادھر آؤ تم۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

پھر حارث نے اپنا بازو پھیلایا۔

"تھوڑا سا سکون کرنے دو۔ دماغ تھک گیا ہے میرا بہت۔"

"آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی امی مجھ سے راضی ہوں؟ میری بات سمجھنے کے بجائے آپ الٹا مجھے سال ڈیڑھ سال کی کہانی سنا رہے ہیں۔ اور سارا دن میں گھر میں اتنا اکیلا محسوس کرتی ہوں۔ آپ بھی اب پہلے سے زیادہ مصروف ہو گئے ہیں۔ پھر میرا دل کرتا ہے کہ کوئی میرا بھی اپنا ہو۔ اس سے میں بات کروں۔"

آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے آنسوں اس نے ہاتھ کی پشت سے رگڑے۔

"بلا تو رہا ہوں تمہیں اپنے پاس۔ آؤ بات کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں کوئی اور بات۔"

حارث نے اس کی کلائی کو تھاما۔ پھر نرمی سے اسے اپنی اور جھکانے لگا۔

"مطلب اب بھی آپ مجھ سے یہ بات نہیں کریں گے؟"

"فی الحال مجھے سکون کرنا ہے۔ تمہارے دماغ سے بھی یہ بات نکالنی ہے۔"

رابعہ یکدم پیچھے ہو گئی۔

"مطلب آپ کی نظر میں اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

نیچے امی نے بھی اسے یہی کہا تھا اور اب وہ بھی یہی سنا رہی تھی۔ وہ اٹھ کر پیچھے ہوئی تو حارث نے بھی ہونے دیا۔ زیادہ ہمت اس وقت اس کے پاس بھی نہیں تھی کہ وہ اور اس معاملے کو ڈیل کرتا۔ غصے میں کچھ بول دیتا تو بعد میں پھر پچھتاوا ہوتا۔

"ابھی تو آپ کی عمر بھی اتنی زیادہ نہیں ہے اور میں بھی پچیس کی ہونے والی ہوں۔ کوئی علاج ہوتا تو اب زیادہ آسانی سے ہوتا۔"

پھر وہ اٹھی اور لائٹ آف کرنے بورڈ کے پاس چلی گئی۔

"یہ عمر والی بات تم مجھے سنا رہی ہو نا؟"

اسی عمر کی وجہ سے تو اسے شادی میں بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ رابعہ بورڈ کے پاس ہی رک گئی۔ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کہنا چاہ رہی ہو کہ میں عمر کا ہو جاؤں گا تو پھر کہیں مسئلہ نہ بن جائے اس لیے ابھی ہم علاج کروانے چل پڑتے ہیں۔"

وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ اور لہجہ اتنا سنجیدہ تھا، آنکھوں میں اتنا غصہ تھا کہ اسے حارث سے لمحے بھر کے لیے بہت ڈر لگا تھا۔

"میں ایسا کچھ بھی نہیں کہہ رہی" رابعہ نے دھیمے سے کہا۔ پھر سانس اندر کھینچی۔ اپنی بات کا غلط مطلب وہ اسے نکالنے نہیں دے سکتی تھی۔ "میں بس آپ کو یہ سمجھانا چاہ

Novels by Hamna Nasook Khan

رہی ہوں کہ اگر آپکی امی کی ناراضگی ہماری طرف سے خوشخبری نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر میں بھی بہت چاہتی ہوں کہ ہماری فیملی بڑھے تو ہم ڈاکٹر کو دکھا سکتے ہیں۔اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ لیکن آپ کو تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا اس بات سے۔ آرام سے کہہ رہے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال۔'' آخر میں پھر شکوہ منہ سے نکل گیا۔

رابعہ نے لائٹ بند کی۔ لمحے بھر کے لیے کمرے میں اندھیرا ہوا۔

''ہاں میں ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں ہوں۔''

پھر رابعہ نے ساتھ والا بٹن دبایا۔ کمرے میں ہلکی نیلی روشنی پھیل گئی۔

''کیوں تیار نہیں ہیں؟ بے شک زبردستی ہوئی تھی شادی یا جو بھی تھا لیکن جب شادی ہو جاتی ہے تو فیملی تو آگے بڑھتی ہے نا۔''

رابعہ اس کے پاس گئی۔ قریب بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی۔

''اگر کوئی بات ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔ میں سال ڈیڑھ سال کے لیے پھر سچ میں خاموش ہو جاؤں گی اگر خود سے ہی کچھ نہ ہوا تو۔ ڈاکٹر کے پاس جانے کا بھی نہیں کہوں گی۔ لیکن یہ بات مجھے سچ میں سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کیسے اس سب کے لیے تیار نہیں ہیں؟ ویسے بھی تیار تو کوئی بھی نہیں ہوتا۔ یہ تو زندگی کا ایک نیا تجربہ ہوتا ہے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ لمبی سانس اندر کھینچی۔اور رابعہ اس کی طرف سے انتظار میں تھی کہ وہ اب کچھ کہے گا۔

"اور مجھے زندگی کا یہ نیا تجربہ ابھی نہیں کرنا، رابعہ۔ کیونکہ نہ کبھی امی سمجھیں ہیں اس بات کو، نہ ہی تمہیں کچھ سمجھ آتی ہے... کہ میں کتنی مشکل سے سب کچھ لے کر چل رہا ہوں! بس ان کی اپنی ناراضگی ہے اور اب تمہاری یہ اپنی ضد ہے۔ لیکن نہ ہی امی کو اور نہ ہی تمہیں... میرا کوئی احساس ہے ہی نہیں!"

بیڈ کے پیروں والی طرف سے اپنا کھیس اٹھا کر وہ جلدی میں تہہ کھولنے لگا۔

"کیا سب مشکل سے لے کر چل رہے ہیں آپ؟"

وہ لفظوں کا مطلب سمجھ نہ سکی۔

"رابعہ... بس کرو فضول بحث!"

اس نے کروٹ بھی دوسری جانب لے لی۔ چہرہ بازو میں چھپا لیا۔

"مجھے تو لگتا تھا کہ آپ مجھ سے شادی کے بعد خوش ہیں۔ ویسے ہی جیسے میں خوش ہوں آپ کے ساتھ۔ لیکن اب سمجھ نہیں آرہا کہ میں دکھ کروں یا حیران ہوں۔" پھر وہ اپنی مرضی کا مطلب سمجھنے لگی۔

Novels by Hamna Tasooq Khan

وہ آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا۔ رابعہ اس کے پاس سے اٹھی۔ اپنی طرف گئی۔ بیڈ پر بیٹھنے کے بجائے نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

"اس شادی کو چلانا آپ کے لیے مشکل ہے مجھے کبھی ایسا محسوس ہی نہیں ہوا تھا۔ مجھے ساتھ لے کر چلنا مشکل ہے یہ بھی مجھے نہیں پتہ تھا۔ پر اب یہ بھی تو سب سچ ہے کہ آپ ابھی میرے ساتھ اپنی فیملی شروع کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آپ کو اس سب سال ڈیڑھ سال چاہیے۔"

گھٹنوں پہ دونوں کہنیاں رکھ کر اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ پھر وہ سنگھار میز سے ٹیک لگا کر رونے لگی۔

"میں تم سے شادی کے بعد سے خوش ہی ہوں، رابعہ۔"

اس کے رونے کی آواز پر حارث کو چہرے سے بازو ہٹانا پڑا۔ دیکھا تو وہ کارپٹ پر بیٹھی غم منا رہی تھی۔

"لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے لیے شادی کو چلانا مشکل ہے۔"

اس نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی عقل پہ حارث کو افسوس ہوا۔

Novels by Hamna Hasooa Khan

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خرچے چلانا میرے لیے مشکل ہے۔ قرضوں میں ڈوبا ہوا ہوں اس لیے بچہ افورڈ نہیں کر سکتا ابھی۔ ڈاکٹر کی فیسیں، ہر مہینے کے چیک اپس اور دوائیوں کے خرچے پورے نہیں کر سکتا میں، رابعہ۔"

پھر اس نے وہ کہا جو آج تک وہ چھپاتا آیا تھا۔ وہ لفظوں سے نہیں بلکہ ہاتھوں کی حرکات سے بھی غصہ کر رہا تھا۔

کیسے قرضے؟"

رابعہ نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ سنگھار میز کو پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اور حارث بیڈ سے ہی اٹھ گیا۔

"تم وہ سب چھوڑو... تم اصل وجہ جاننا چاہتی تھی نا تو سن لو اب! میں اپنی اولاد کو اپنی طرح کی زندگی نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اچھے حالات میں آئے، قرضدار باپ کی گود میں نہ آئے، رابعہ۔ اور میں تم سے شادی کرنے کے بعد سے خوش ہی ہوں اس لیے مہربانی کر کے اب کچھ اور مت کہنا کہ مجھے اپنے الفاظ سے پھرنا پڑے۔ انسان کا گھر اس کے سکون کے لیے ہوتا ہے لیکن ہمارے گھر سے تو سکون اب انہیں باتوں کی وجہ سے ختم ہوتا جا رہا ہے۔"

Novels by Hamna Hasood Khan

پھر اس نے اپنی جوتی پہنی۔ کمرے کے دروازے تک گیا۔ کنڈی کھولی اور سیڑھیاں اتر گیا۔

''یہ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟''

اس کی باتیں وہ صرف سن سکی تھیں۔ کیونکہ ان باتوں کو سمجھنا اور ان پہ یقین کرنا مشکل تھا۔ حارث کے طریقہ کار سے تو وہ بہت متاثر تھی۔ لیکن اس طریقہ کار کے پیچھے کچھ چھپا ہوا تھا اسے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔

''انسان کا گھر اس کے سکون کے لیے ہوتا ہے لیکن ہمارے گھر سے سکون اب انہیں باتوں کی وجہ سے ختم ہوتا جا رہا ہے۔''

رابعہ تیزی سے دروازے تک گئی۔ رات کی خاموشی میں اسے چابیوں کی آواز آئی۔ ننگے پیر ہی وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔ بالوں کی ڈھیلی چٹیا سے بال نکل کر بکھر سے گئے۔ یوں دوپٹے کے بغیر اس وقت وہ پہلی دفعہ کمرے سے باہر آئی تھی۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں؟''

وہ ننگے پاؤں صحن تک پہنچی۔ حارث نے مین گیٹ کی کنڈی کھولی۔ گھر سے باہر ہوا۔ اور دروازہ بند کر کے شاید باہر سے تالا لگا دیا۔

''یہ کہاں چلے گئے ہیں؟''

Novels by Hamna Nasoor Khan

اس وقت دروازہ بھی نہیں بجا سکتی تھی۔ اسے اونچی آواز بھی نہیں دے سکتی تھی۔ تیزی سے وہ سیڑھیاں چڑھی۔ کمرے میں داخل ہوئی۔ میز تک گئی۔ اپنا موبائل اٹھایا۔ اور حارث کا نمبر ملایا۔ فون حارث کی میز پر جگمگاتا ہوا بجنے لگا۔ پھر وہ اس کے فون تک گئی۔ بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ میز کو گھورنے لگی۔ پتہ بھی نہیں چلا کب وہ انزائٹی سے ہلنے لگی۔ زور زور سے ہلنے لگی۔

''قرضوں میں ڈوبا ہوا ہوں اس لیے بچہ افورڈ نہیں کر سکتا ابھی میں۔''

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟''

پھر دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ کر وہ رگڑنے لگی۔

''یہ قرضدار نہیں ہو سکتے۔ یہ تو بہت حساب کتاب سے چلتے ہیں۔''

وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ پھر اٹھی۔ کمرے کی لائٹ جلا کر آئی۔ اس کا دراز کھولا۔ سرمئی رنگ کی پرانی سی ڈائری اس کے سامنے تھی۔ سانس اندر کھینچ کر اسے اٹھایا۔ پھر کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

شروع کے صفحات کھولے تو کچھ سمجھ نہیں آیا۔ پھر کاغذ پلٹتے ہوئے اسے شادی کے خرچے نظر آئے۔ رف سی لکھائی تھی پر سب کچھ صاف صاف پڑھا جا رہا تھا۔ اس پہ عیاں ہوا کہ شادی قرضہ لے کر کی گئی تھی۔ تھوڑا بھی نہیں اچھا خاصا قرضہ لے کر۔ پھر اس

Novels by Hamna Masood Khan

قرضے کی بھاری رقم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ایک حصہ اس کی بری کا تھا، دوسرا حصہ شادی کے فنکشنز کا، اور تیسرا حصہ آگے دو مزید حصوں میں بٹ رہا تھا جن میں سے ایک کمرے کے کام پہ خرچ ہوا تھا، اور دوسرا کوئی دینے دلانے والا بن رہا تھا۔

ٹھیک ہے، اس کے ابو نے ان کی شادی جمع پونجی سے کی تھی لیکن قرضہ لے کر بھی لوگ کرتے ہونگے شادی۔اس میں اتنی بھی کوئی بڑی بات نہیں۔

اس نے خود کو تسلی دی۔قرضے کی قسط تو اچھی خاصی تھی کہ اگر ان کا گھر کرائے کا ہوتا تو کرایہ بھی اس رقم کا صرف آدھا ہی بننا تھا۔

پھر اس نے ایک اور کاغذ پلٹا۔

''دکان کی چوری میں ہونے والا نقصان''

نقصان تو اچھا خاصا تھا لیکن جو تاریخ لکھی ہوئی تھی اس سے دماغ میں ٹیس سی اٹھ گئی تھی۔

''ہماری شادی پہ ان کی دکان پر چوری ہو گئی تھی؟''

اس نے ڈائری ایک طرف رکھی۔ہلتے ہوئے سوچنے لگی۔پھر یاد آیا کہ بارات کی اگلی صبح وہ کہیں غائب ہو گیا تھا۔اور مکلاوے پہ بھی اس کی کوئی الگ ہی مصروفیت تھی۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

اس نے پھر ڈائری اٹھائی۔ آگے بڑھنے لگی۔ پھر اسے ایک اور قرضہ دکھا۔ جو اس نے پچھلے چار مہینوں میں آدھے سے زیادہ ادا بھی کر دیا تھا۔ یہ قرضہ دکان پر سامان ڈالنے کے لیے لیا گیا تھا۔ یہ بھی اسے وہاں سامان کی لسٹ دیکھ کر پتہ چلا تھا۔

پھر چار مہینوں کی ایک ایک چیز کا حساب ڈائری پر درج تھا۔ ہر مہینے کے راشن کے پیسے بڑھ گئے تھے، گھر کے بل اب پہلے سے زیادہ آتے تھے، ہر مہینے کا کوئی اضافی خرچہ بھی ہو ہی جاتا تھا۔ ایک بات اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ دکان کی سیل اچھی تھی پر جو دینا دلانا تھا وہ بہت زیادہ تھا کہ بچت سے زیادہ ہی پیسہ اس سب میں چلا جاتا تھا۔ ایک جگہ تو اسے اپنی سونے کی انگوٹھی کی رسید بھی نظر آئی تھی۔ پرانی سی رسید تھی اور وہ سنبھلی ہوئی تھی۔ ڈائری گود میں ہی رہ گئی اور وہ ہاتھ کو اپنے سامنے کر کے انگوٹھی دیکھنے لگی۔ انگوٹھی کے آدھے پیسے لیتے وقت دیے گئے تھے اور کچھ بقایا تھے جو چھے مہینوں میں ادا ہونے تھے۔

پھر اسے بہت سے ایسے مواقعے یاد آنے لگے جب جب حارث نے اسے پیسوں کے معاملے میں احتیاط کا کہا تھا۔ بجلی کے ہیٹر سے لے کر اس کی فضول خرچی تک۔ مشین والی بات پہ بھی وہ اسی لیے غصہ ہوا تھا کیونکہ شاید وہ اسے مشین خرید کر دینا چاہتا تھا پر دے نہیں سکا۔

Novels by Hania Yasoob Khan

''میں اپنی اولاد کو اپنی طرح کی زندگی نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اچھے حالات میں آئے، قرضدار باپ کی گود میں نہ آئے، رابعہ۔''

''یہ اسی لیے سال ڈیڑھ سال کا کہہ رہے ہیں کیونکہ اتنے ٹائم میں ان کے اوپر جتنے بھی پیسے ہیں وہ اتر جائیں گے۔ لیکن یہ گئے کہاں ہیں؟ میں کس سے پوچھوں؟''

ایسا شدت سے رونا آنے لگا کہ وہی کارپٹ پہ ہی روتے ہوئے جھک گئی۔

''اور ڈاکٹر کے پاس بھی یہ علاج کے خرچے کی وجہ سے نہیں لے کر جانا چاہ رہے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ خود سے کوئی احتیاط کر رہے ہوں۔ اف... میں نے کیوں ان سے اتنی لڑائی کر لی ہے۔ ایسے پہلے کبھی یہ مجھ سے ناراض ہو کر نہیں گئے۔''

پھر پتہ نہیں کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ اور کھلی تب جب فجر کی اونچی اذانیں ہونے لگیں۔ پہلے اس کی ڈائری واپس دراز میں رکھی۔ پھر وضو کر کے آئی۔ بھاری دماغ کے ساتھ نماز پڑھی۔ لمبی دعا مانگتی رہی۔ جائے نماز سے اٹھی ہی نہیں۔ سجدے میں چلی گئی۔

''بس یہ خیر خیریت سے گھر آجائیں۔ میں... میں ساری باتوں کی معافی مانگ لوں گی۔''

پھر سے رونا آنے لگا۔ پھر سے آنسوں گرنے لگے۔ پیچھے کمرے کے کھلے دروازے سے صبح کے وقت کی تازہ ہوا اندر آرہی تھی۔ پردے ہل رہے تھے۔ اور دھیرے دھیرے روشنی پھیل رہی تھی۔ اور پھر پرندوں کی آوازوں میں اسے ایسے لگا جیسے اس نے تالا کھلنے

Novels by Hamna Yasooi Khan

کی آواز سنی ہو۔ سجدے سے اس کا سر اٹھا۔ سیڑھیوں پر چڑھتے اس کے قدموں کی آواز آنے لگی۔ پھر آواز چند پل کو ٹھہر گئی۔

"تالا لگا کر گیا تھا آج نماز پڑھنے؟"

امی نماز پڑھ کر باہر برامدے میں آئیں تھیں۔ اس نے بس سر ہلایا۔ پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سامنے دیکھا۔ کمرے کے دونوں دروازے پورے کھلے ہوئے تھے۔ پھر وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس نے دونوں دروازے بند کیے۔

رابعہ جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ گردن موڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھے بنا بیڈ تک چلا گیا۔ بیڈ کی حالت ویسی ہی تھی جیسی وہ رات چھوڑ کر گیا تھا۔ رابعہ کا کھیس بیڈ پر تہہ ہو کر پڑا ہوا تھا۔ اور حارث کا کھیس پھیلا ہوا تھا۔ پھر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اپنا فون اٹھایا۔ اس پر دو گھنٹے بعد کا الارم لگایا۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے؟ میں اتنا پریشان ہو گئی تھی آپ کے لیے؟"

پریشانی تو اس کے لہجے میں بھی تھی۔ جائے نماز اٹھا کر وہ اس کے پاس آئی تھی۔

"مسجد میں تھا۔"

پھر اس نے اپنا کھیس سیدھا کیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔

Novels by Hania Yasood Khan

"اور میں تم سے شادی کرنے کے بعد سے خوش ہی ہوں اس لیے مہربانی کر کے اب کچھ اور مت کہنا کہ مجھے اپنے الفاظ سے پھرنا پڑے۔"

پھر اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ گھر آ گیا تھا، صحیح و سلامت تھا۔ اس وقت یہی بہت تھا۔ بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگی کہ اس کے قریب ہو جائے۔ قریب ہو بھی گئی۔ لیکن پھر بھی دور ہی تھی۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر وہ اس کا سر دبانے والی تھی لیکن اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد حارث نے کروٹ بدل لی۔

حارث کے الارم سے پہلے اس کا الارم بجا۔ وہ فوراً اٹھی۔ پھر اس نے حارث کے کپڑے نکال کر رکھے۔ تولیہ رکھا۔ جوتے صاف کیے۔ سنگھار میز پر کنگھی اور تیل کی بوتل سامنے کی۔ پھر اپنے بالوں کو دیکھنے لگی۔ چٹیا کھولی۔ بال سلجھائے اور دوبارہ چٹیا بنائی۔ چہرہ وہ اپنا اچھے سے دھو کر آئی تھی پھر بھی نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے سوجا ہوا تھا۔

"آپ کا الارم بج رہا ہے۔"

دو بار بج کر خود بند ہو چکا تھا۔ اور وہ گہری نیند میں تھا۔ رابعہ کی آواز سے نیند کھلی تھی۔ پر آنکھیں اس نے بند ہی رکھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں پھر نیچے ناشتہ بنانے جا رہی ہوں، آپ نہا کر آ جائیں، میں نے سب کچھ سامنے رکھ دیا ہے۔"

ہلکی آئی شیو کو رگڑتے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔ کھیس ایک طرف کیا۔ پھر اٹھ بیٹھا۔

حارث نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ اپنے کپڑے اٹھائے اور باتھ روم میں چلا گیا۔

"اس وقت ویسے بھی انہیں دکان کے لیے دیر ہو جائے گی، مجھے رات کے حوالے سے ابھی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔"

دن اب جیسے تیسے گزارنا تھا۔ پھر وہ نیچے آئی۔ فریج میں سے آٹا اور دودھ نکالا۔ کچن میں گئی۔ اور بل والے پیڑے بنانے لگی۔

"رات حارث کہاں تھا؟"

گھبرا کر اس نے گردن موڑی۔ امی کچن کی دہلیز پر کھڑی تھیں۔ لگ بھی غصے میں رہی تھیں۔

"کمرے میں ہی تھے۔"

نظریں دوسری طرف کر کے اس نے جھوٹ بولا۔

"مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ رات خود میں نے اسے تالا لے جاتے دیکھا تھا۔ تم بھی نیچے آئی تھی۔ آواز سنی تھی میں نے۔ اور حارث تو اچھی بھلی میری

Novels by Hamna Yasood Khan

خدمت کر کے اوپر گیا تھا۔ پھر پتہ نہیں تم نے ایسی کس بات پہ اس سے لڑائی شروع کر دی کہ وہ آدھی رات کو گھر سے ہی چلا گیا!"

موسم اب ایسا تھا کہ امی کمرے کی کھڑکی کھول کر سوتی تھیں۔ کھڑکی سے باہر برامدے میں فریج تھا اور اس کے اوپر سے ہی حارث نے رات کو تالا اٹھایا تھا۔

"وہ اپنے کسی کام سے گئے تھے پھر واپس بھی آ گئے تھے۔"

رابعہ نے آنکھیں بند کر کے ایک اور جھوٹ بولا۔

"لو... اب تم جھوٹ پہ جھوٹ بولو میرے ساتھ۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم سے برداشت ہی نہیں ہوا ہو گا کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کیوں کر رہا تھا۔ بیچارہ کمرے میں گیا نہیں اور تم نے اس سے لڑائی شروع کر دی۔"

وہ بس ان کے خاموش ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ اب تیسرا جھوٹ بھی ایسا نہیں بول سکتی تھی جو فوراً ہی پکڑا جائے۔ اور اس کی خاموشی سے امی کو زیادہ غصہ آ رہا تھا۔ اور وہ تو ان کی طرف رخ کر کے بھی نہیں کھڑی تھی۔

"اللہ نے بیوی کو مرد کے سکون کے لیے بنایا ہے لیکن یہاں تو تم اپنے ہی شوہر کے سکون کی دشمن بن گئی ہو۔ ساری رات بیچارہ پتہ نہیں کہاں ٹھہر رہا ہو گا۔"

Novels by Hania Masood Khan

بیٹے نے رات خدمتیں کر دیں تھیں اس لیے بیٹے سے ابھی انہیں پوری پوری ہمدردی تھی۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے حارث زیادہ تو نہیں سن پایا تھا لیکن آخر والی پوری بات اس کے کانوں میں گئی تھی۔ بھنویں اوپر کر کے اس نے اپنی تھوڑی کو مسلا۔

''انسان کا گھر اس کے سکون کے لیے ہوتا ہے لیکن ہمارے گھر سے سکون اب انہیں باتوں کی وجہ سے ختم ہوتا جا رہا ہے۔''

رابعہ کی آنکھوں میں بھی پانی جمع ہو رہا تھا۔ وہ مجرم بن کر کھڑی رہی۔

''کام سے گیا تھا میں، امی۔''

جا کر وہ امی کے کمرے میں بیٹھ گیا۔ بس ناشتہ کر کے اس نے فوراً نکلنا تھا۔ امی بھی کچن کی دہلیز سے ہٹ کر کمرے میں چلی گئیں۔

''آج سے پہلے تو کبھی تو آدھی رات کو کسی کام کے لیے گھر سے باہر نہیں گیا۔ بیوی کی اتنی بھی طرفداری نہ کر کے غلط کو غلط نہ کہہ سکے۔ بس غلطیوں پہ پردہ ہی ڈالتا رہے۔''

غلطی تو یہاں اس سے ہو گئی تھی۔ گھر سے وہ رات صرف اس لیے گیا تھا کہ بات امی تک نہ پہنچے۔ کمرے میں صرف بحث پر بحث ہو رہی تھی۔ اپنے کمرے کو چھوڑ کر نیچے کمرے میں بیٹھ جاتا تو امی کو پتہ چل جاتا۔ اس لیے اس نے گھر سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن یہ بات بھی سچ تھی کہ اس نے گھر سے پہلے کبھی رات نہیں گزاری تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"امی میرے سر میں آگے ہی بہت درد ہے۔ یہ تو نہیں ناچاہو گی اب آپ کہ میں ناشتہ چھوڑ کر چلا جاؤں؟"

پھر امی نے کچھ منہ میں بڑبڑایا۔اور ریموٹ ڈھونڈ کر خبریں چلالیں۔

اور کچن میں کھڑی رابعہ کا دماغ جیسے بند ہو گیا تھا۔اب کچھ بھی نہیں سوچ رہا تھا۔ گرما گرم پراٹھے بنا کر اس نے ساتھ امی اور حارث کے لیے الگ الگ آملیٹ بنایا۔رات والی کڑی میں تو ویسے ہی مرچیں تیز تھیں۔اور حارث نے رات تو کڑی کے لیے کچھ نہیں کہا تھا لیکن کیا بھروسہ کہ اب کہہ دیتا۔

ڈش میں ناشتہ رکھ کر وہ اندر گئی۔ میز دیوار کے ساتھ ہی رکھی تھی۔حارث نے اسے دیکھ کر بھی کھینچ کر آگے نہیں کی۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ڈش استری والی میز پر رکھی۔ ٹیبل آگے کی۔اور اس پہ ناشتہ لگایا۔

"میں بس چائے کپوں میں ڈال کر لا رہی ہوں۔"

اور حارث ہمیشہ اس کے آنے کے بعد کھانا شروع کیا کرتا تھا لیکن اس وقت امی کے ساتھ ہی شروع کر چکا تھا۔رابعہ نے چائے لا کر رکھی تو اس نے کپ اٹھا کر پہلا گھونٹ بھی پی لیا۔وہ پھر کچن میں آگئی۔اپنا پراٹھا بنایا۔رات والی کڑی گرم کی۔پر کچن میں ہی کھڑی رہی۔

Novels by Huma Masood Khan

ان کی امی بھی مجھ سے ناراض ہیں، یہ بھی مجھ سے ناراض ہیں۔ لیکن میں کچن میں کروں گی ناشتہ تو پھر بات بڑھ جائے گی۔

اپنا ناشتہ لے کر وہ کمرے میں آئی۔ میز پر رکھا۔ پھر اپنے لیے کرسی کھینچی۔ بیٹھ گئی۔ سر اٹھایا ہی نہیں اور چپ چاپ ناشتہ شروع کیا۔

حارث نے چائے پیتے ہوئے دیکھا تھا کہ وہ کڑی کھا رہی ہے۔ پانی بھی نہیں پی رہی۔ پھر اس نے اپنی پلیٹ کو دیکھا۔ دونوالے جتنا آملیٹ ابھی باقی تھا۔ اس نے نہیں کھایا۔ پلیٹ اپنے آگے سے سائیڈ پر کر دی۔ پھر جو پراٹھا بچا تھا وہ چائے کے ساتھ ختم کر لیا۔

"دودھ والا آئے گا امی تو اس سے آدھا کلو اور دودھ لینا ہے آپ نے۔ ابھی دکان پر جا کے فون کر دوں گا میں اسے۔"

پھر امی سے کہتے ہوئے کپڑے سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔ پھر اٹھا۔ کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور رابعہ بھی اٹھی۔ اس کے پیچھے باہر گئی۔

وہ موٹر سائیکل نکال رہا تھا اور رابعہ ہیلمٹ اٹھا کر کھڑی تھی۔ دروازے تک گئی۔ اسے ہیلمٹ دیا۔ لیکن نہ زبان سے اس نے خدا حافظ کہا۔ اور نہ ہی رابعہ نے کہا۔ وہ چلا گیا تو دروازہ بند کر کے اندر آ گئی۔ برتن اٹھائے اور جو باقی کا ناشتہ تھا وہ بس کھڑے کھڑے کر لیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

سارا دن اس نے حارث کے فون کا انتظار کیا لیکن حارث نے اسے ایک بھی بار فون نہیں کیا۔ کاموں سے فارغ ہوئی تو کھانا بنانے لگی۔ اور آج اس نے مصالحے ڈال کر سالن چکھا بھی۔ دن کا کھانا دکان پر بھجوا کر اس نے حارث کی امی کو کھانا دیا۔ پھر کچن بند کر کے اوپر کمرے میں چلی گئی۔ الماری کھولی اور سردیوں کے کپڑے نکال کر الگ سے رکھنے لگی۔ سارے بیڈ پر کپڑے پھیل گئے۔ اور اس نے پیٹی میں ڈالنے کے لیے کپڑے علیحدہ کیے۔ پھر اپنے کمرے کی بھی ساری صفائی کی۔

آج اس نے اپنی امی کو بھی فون نہیں کیا اور یونہی پہلے شام ہوئی، پھر رات ہو گئی۔ لیکن جب حارث آیا تو وہی خاموشی کی سرد دیوار۔ کھانا بھی خاموشی کی نظر ہو گیا۔ اور پھر اس نے برتن دھوتے ہوئے ساتھ حارث کی چائے بھی رکھ دی۔ امی کے لیے بھی دودھ گرم کیا۔ ان دونوں کو جا کر دیا۔

"تم نے بھی لے لینا تھا ایک کپ۔"

اپنی چائے اٹھاتے ہوئے اسے حارث نے کہا۔ اور یہ کہنا بھی بہت تھا۔ کچن میں آ کر اس نے اپنے لیے دودھ زیادہ گرم کیا۔ پھر اس میں ایک چٹکی ہلدی بھی ڈال دی۔ کچن سے فارغ ہوئی تو اپنا کپ لے کر اوپر چلی گئی۔ پتہ تھا کہ کل کی طرح حارث اپنی امی کے پیروں کی مالش کر کے ہی آئے گا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

مسئلہ یہ تھا کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ حارث سے بات کرے بھی یا نہ کرے۔ وہ دیر سے کمرے میں آئے گا۔ اس نے حساب کتاب کرنا ہو گا۔ پھر اس نے سونا ہو گا۔ کل کی طرح بات اگر بحث میں بدل گئی تو؟

بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرتی رہی۔ اور وہ ساڑھے دس بجے کے قریب کمرے میں آیا۔ پھر سب سے پہلے اس نے اپنا حساب کتاب کیا۔

"تم نے کچھ کرنا ہے یا میں لائٹ بند کر آؤں؟"

ڈائری واپس دراز میں رکھ دی۔ والٹ اور موبائل میز کے اوپر رکھا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ کا حساب ہو گیا؟"

"ہاں... ہو گیا ہے۔ لیکن میں نے سونا ہے، رابعہ۔ پلیز کل کی طرح کوئی فضول بات شروع نہ کرنا کہ سکون کی نیند کو ترس جائے بندہ۔"

لائٹ بند کر کے آیا۔ پھر کھیس کی تہہ کھول کر لیٹ گیا۔ وہ بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے آپ سے صرف کل کے لیے معافی مانگنی ہے۔"

کندھوں تک کھیس کر کے اس نے اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔

"مجھے... مجھے ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ ہماری شادی کے بعد سے اب تک آپ سب کچھ کتنی مشکل سے چلا رہے ہیں۔" رونے سے خود کو بعض رکھا۔ "مجھے ہمیشہ یہی لگتا تھا کہ آپ

Novels by Hania Masood Khan

سب کچھ مینج کر لیتے ہیں۔ ہر چیز کو حساب سے لے کر چلتے ہیں۔ اسی لیے کبھی سمجھ ہی نہیں سکی کہ آپ سب کیسے پورا کرتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو ٹھیک ہی کہہ رہے تھے آپ کہ ان کی اپنی فیسیں ہوتی ہیں، دوائیاں اور علاج الگ۔ ابھی ہم وہ سب افورڈ نہیں کر سکتے تو ٹھیک ہے۔ میں اللہ سے دعا کروں گی کہ وہی ہو جو ہمارے حق میں بہتر ہو۔ اور میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہو کر نہ صرف کمرے بلکہ گھر سے ہی چلے جائیں۔"

وہ کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ پر ہر لفظ سن رہا تھا۔

"مجھے آپ سے بحث نہیں کرنی چاہیے تھی، نہ ہی آپ کی امی اور آپکی باتیں سننی چاہیے تھیں۔ میں اپنی غلطی مان رہی ہوں۔ اور اگر آپ کو میری تھوڑی سی بات بھی صحیح لگے تو آپ مجھے معاف کر دیں۔ لیکن آپ اگر مجھ سے بات نہیں کریں گے تو میں پھر کس سے بات کروں گی۔ آپ بے شک غصہ کرنا چاہتے ہیں تو غصہ کر لیں مجھ پر۔ لیکن اتنا ناراض نہ ہوں۔"

اس کی آنکھوں میں جو آنسوں بھر گئے تھے وہ گر کر چادر میں جذب ہو گئے۔ پھر اس نے کچھ دیر اس کو مزید دیکھا۔ پھر اپنی آنکھیں صاف کیں۔ اپنا تکیہ اس کے تکیے سے جوڑا۔ اور اس کے قریب تر ہو کر لیٹ گئی۔ اس کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر اس کے بازو پہ سر رکھنے

Novels by Hania Yasooj Khan

کی کوشش کی۔ بنا کچھ کہے اس نے بھی اپنا بازو کھول کر اسے دے دیا۔ رابعہ نے بازو پر سر رکھا۔ اور اسی کے کھیس کو تھوڑا سا اپنے اوپر کیا۔ سمٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

"تھوڑی دیر کے لیے یہ باتیں بھلا سکتے ہیں ہم؟"

حارث نے کھیس سر تک اوڑھتے ہوئے اسے بھی کھیس کے اندر کر لیا۔

"آپ بس مجھ سے اپنی ناراضگی ختم کر لیں۔"

رابعہ کو جیسے موقع ملا۔

"ابھی تھوڑا سکون کرنے دو، پھر اس بارے میں سوچوں گا۔"

اور اس بارے میں سوچے بغیر... بات کیے بغیر ہی وہ سو گیا تھا۔ کچھ دیر وہ جاگتی رہی۔ اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر اس ہلکی آئی شیو پر انگلی پھیرتی رہی۔ پھر وہ بھی سو گئی۔

"مجھ سے راضی ہو گئے ہیں آپ؟"

صبح فجر کے بعد اس کا سونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں، رابعہ۔"

پر لہجے کی سنجیدگی سے یقین کرنا تھوڑا مشکل تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"لیکن مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ آپ ناراض ہیں۔ آپ کھل کے بات ہی نہیں کر رہے مجھ سے۔"

"تم سے ناراض ہوتا تو رات تمہارے قریب نہ آتا۔ تمہیں خود سے پیچھے کرتا اور کروٹ بدل کر سو جاتا۔"

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ کا اشارہ اس کی طرف کر کے کہا۔

"وہ تو ناراضگی میں بھی آ سکتے ہیں آپ۔"

رابعہ نے اس کے ہاتھ کے اشارے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اس وقت میں ناراض لگ رہا تھا؟"

سوال اس سے پوچھا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔

"نہیں... بس لگ رہا تھا کہ آپ کو سکون چاہیے۔"

"وہ تو چاہیے ہی تھا۔ اتنی باتیں سن سن کے میرے دماغ کی بھی بس ہو جاتی ہے، رابعہ۔"

پھر اس نے آگے ہو کر رابعہ کے دونوں ہاتھ تھامے۔ کچھ ان کہی باتیں کرنے لگا۔

" اور مجھے اپنی امی کا، اپنی بہنوں کا اچھے سے پتہ ہے۔ یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ تمہارے ساتھ کہیں نہ کہیں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس بات کو ایک طرف رکھوں تو تم سب عورتیں ہو۔ اور کہیں نا کہیں سب عورتوں کا نظریہ ایک نقطے پر آ کر مل جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی

Novels by Hamna Yasood Khan

مجھے شروع دن سے ہی صرف تم سے یہ امید تھی کہ تم مجھے سمجھو گی۔ میرے مسئلوں کو سمجھو گی۔ میرا ساتھ دو گی۔ بے جا ضد اور بحث نہیں کرو گی۔ بیوی بن کر میری زندگی میں آئی ہو تو سچ میں میرا سکون بن جاؤ گی۔ اور مجھے بھی اچھی لگتی ہو تم۔ کہیں نہ کہیں سکون بھی بن گئی ہو۔ لیکن روز روز کی چک چک اب برداشت سے باہر ہو رہی ہے۔"

رابعہ پلکیں جھپکا رہی تھی۔ سن رہی تھی۔

"میرے مالی حالات ہمیشہ سے میری کمزوری رہے ہیں۔ اور میں سارا دن ایمانداری سے اپنے گھر کے لیے محنت کرتا ہوں۔ میں اگر خواری کاٹ رہا ہوں تو صرف اس لیے کہ تم لوگ تو سکون سے رہو نا کم از کم۔ پر امی الگ خفا ہوتی ہیں اور تمہاری فضول سی ضد اور فضول سے سوال۔ ہوتی ہیں کچھ باتیں ایسی جو مرد نہیں کرنا چاہتا اپنی بیوی کے سامنے بھی۔ لیکن تم ان کو لے آئی نا میری زبان پہ۔"

رابعہ کی پلکیں جھک گئیں۔ اس کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنانے لگی۔

"اور ان باتوں کی وجہ سے مجھے تمہارے آگے شرمندگی محسوس ہوئی ہے، رابعہ۔ اور اسی شرمندگی اور تمہارے مزید سوالوں سے بچنے کے لیے میں نے کمرے سے جانا مناسب سمجھا۔ ٹھیک ہے مجھے گھر سے نہیں جانا چاہیے تھا لیکن گیا اس لیے تھا تاکہ تمہاری حیران نظریں خود پر پڑتی ہوئی نا دیکھوں۔ میں وہ مرد نہیں ہوں جو بیوی کو جتائے کہ میں نے تم پر

Novels by Hania Masood Khan

یا تمہارے لیے کتنا خرچ کیا ہے۔ پھر مزید خرچ نہیں کر سکتا یہ اونچی آواز میں بتائے۔ لیکن میں تمہارے لیے کما رہا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں۔ اپنی طرف سے سچ میں کوشش کر رہا ہوں، رابعہ۔

"اور یہ بات سچ ہے کہ میری شادی تم سے سب نے تقریباً زبردستی ہی کروائی تھی۔ میری ایسی کوئی رضامندی شامل نہیں تھی کہ مجھ سے پوچھ کر کیا گیا ہو کچھ۔ پر میں نے ایمانداری سے ہی تمہارے ساتھ اپنے رشتے کی شروعات کی تھی۔ ایماندار ہی رہوں گا ہمیشہ تمہارے ساتھ۔ امی کی جو خواہش ہے وہ بھی اللہ نے چاہا تو پوری ہو جائے گی۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ مجھے تمہارے ساتھ اپنی فیملی نہیں بنانی؟"

پھر اس نے اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ اس کا چہرہ اپنے عین سامنے کیا۔ پر اس نے سر جھکائے رکھا۔

"مجھے اس بات کا احساس ہوتا ہے رابعہ کہ میں تمہیں آسان زندگی نہیں دے پا رہا۔ تمہارے لیے ہی یہ بات مجھے بہت گلٹ میں ڈالتی ہے۔ کیونکہ میں کوشش کرتا ہوں پر ہمیشہ ہو نہیں پاتا۔ اور کل کو اپنی اولاد کے لیے بھی میں سب کچھ نہ کر پاؤں تو؟ تمہارے لیے تو صرف مجھے احساس ہوتا ہے لیکن اس کے لیے تو برداشت بھی نہیں ہو گا۔ یہی حال دیکھ لو نا کہ ہسپتالوں کے خرچے اٹھانا میرے لیے مشکل ہے۔ اور میں صرف اس چیز سے

بچنے کے لیے تمہیں اب کھل کے کہہ رہا ہوں کہ زرا میرے قرضے اترنے دو اور تب تک بھی اگر کچھ نہ ہوا تو میں تمہارے ساتھ خود جاؤں گا علاج کے لیے، ٹیسٹ وغیرہ جو بھی ہوتے ہونگے، یا جو بھی دوائیاں ہونگی وہ سب بھی میں خود پورا کروں گا تمہارے لیے۔"

رابعہ کے لب اب ہلنے لگے تھے۔ آنکھیں گیلی ہو گئیں تھیں۔

"اور اگر اس دوران اللہ نے میری دعا ہی سن لی تو بھی آپ کیا مجھے یہی کہیں گے کہ آپ ابھی اولاد نہیں چاہتے؟"

حارث کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"تم کرو دعا... اور میں بھی مانگوں گا کہ اللہ ایسے ہی ہماری گود بھر دے۔"

"تب بھی ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے۔ تب بھی خرچے ہوتے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ ہمارا کیس کیسا ہو گا۔"

اس کے چہرے پر پریشانی بھی تھی۔

"اگر اللہ نے ہماری گود بھر دی رابعہ تو وہ اولاد اپنے نصیب کا رزق بھی خود لے کر آجائے گی۔ ایسا کچھ ہوا تو سبب بن جائیں گے۔ پر تم امی کی وجہ سے اپنے اوپر اس بات کو بوجھ کی طرح سوار نہ کرو۔ ہماری شادی کو ابھی صرف چار مہینے ہوئے ہیں، چار سال نہیں۔ اور

Novels by Hamna Masood Khan

مجھے کوئی جلدی نہیں ہے تو تمہیں بھی نہیں ہونی چاہیے۔اس سب میں اللہ کی رضا بھی تو ہو سکتی ہے نا۔"

حارث اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جب کچھ ہی مہینوں میں فاطمہ آپی کے گھر بے بی آجائے گا،اور راحیل بھائی کے گھر بھی تو سب لوگ مجھے زیادہ باتیں کریں گے۔"

"میں ہوں ناجواب دینے کے لیے۔اور اگر کوئی تمہیں میری غیر موجودگی میں کہے تو کہہ دینا کہ حارث سے پوچھ لیں۔وہی ابھی نہیں چاہتے۔"

حارث نے اس کا گال تھپکا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں کبھی یہ جواب دوں گی۔جھوٹا جواب۔"

حیرت سے اس کی آنکھیں بڑی ہوئیں اور حارث ہنسنے لگا۔

"تم کوئی جواب ہی تو نہیں دو گی۔"

"مجھ سے نہیں دیے جاتے۔اور جھوٹ بھی نہیں بولے جاتے۔کل بھی آپ کی امی کے آگے جھوٹ بول رہی تھی کہ آپ رات کو کمرے میں تھے تو فوراً میرا جھوٹ پکڑ لیا تھا انہوں نے۔"

اس نے منہ بسورا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"جھوٹ تو چلو ایک طرف رکھو لیکن تمہارا جواب نہ دینا ایک طرح سے اچھا بھی ہے اور برا بھی۔"

"کیسے؟"

حارث اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"کہ کبھی کوئی اگر مجھے کہے گا کہ تمہاری بیوی تو یہ کہہ رہی تھی وہ کہہ رہی تھی تو میں یقین سے کہہ سکوں گا کہ مجھے پتہ ہے وہ ایسا جواب کبھی دے ہی نہیں سکتی۔"

چلو... وہ اس کے کردار کو اچھے سے سمجھنے لگا تھا۔

"اور برا کیسے ہے؟"

"کہ کبھی تمہارا کوئی اپنی باتوں سے دل دکھا رہا ہو، تمہیں نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہو تب بھی تم آگے سے خود کو ڈیفنڈ نہیں کرو گی۔ پھر چھوٹی چھوٹی باتوں میں تو اتنا فرق نہیں پڑتا لیکن اللہ نہ کرے کہ کوئی تم پر الزام لگائے تو تم تو الزام بھی چپ چاپ لے لو گی۔"

اتنی دور کی اس نے کبھی نہیں سوچی تھی۔ اور حارث نے بھی یہ سب پتہ نہیں کس سوچ کہ تحت کہہ دیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

وہ دونوں اچھے سے بات کرتے ہوئے نیچے اترے۔ رابعہ سیدھا کچن میں گئی۔ اور حارث امی کے کمرے میں۔

"ابھی تک اٹھی نہیں آپ؟"

امی کے کندھے پر جا کر اس نے ہاتھ رکھا۔ آنکھیں تو ان کی کھلی ہوئی تھیں۔ اب پھر وہ اٹھ بیٹھیں۔

"میں تم لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔ بھوک لگ رہی تھی مجھے۔ پھر جب تم دونوں نے آنے میں دیر کر دی تو میں دوبارہ لیٹ گئی۔"

حارث نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ آٹھ بج کے دس منٹ ہو رہے تھے۔ اور وہ عموماً آٹھ بجے کے بعد ہی نیچے آتے تھے۔ ناشتہ بھی ساڑھے آٹھ کے بعد ہی کرتے تھے۔

"اچھا... میں رابعہ سے کہتا ہوں کہ وہ پہلے آپ کو ناشتہ بنا دے۔ اور کمرے کا دروازہ کھول دیتا ہوں میں۔ آپ کو ایل ای ڈی بھی لگا دیتا ہوں۔"

ریموٹ اٹھا کر اس نے سکرین چلائی۔ روز کی طرح آٹھ بجے کے بعد کی خبریں لگائیں۔ اور پھر کمرے کے دونوں دروازے کھول کر باہر گیا۔

"پہلا پراٹھا بن جائے تو امی کو دے دینا ناشتہ۔ انہیں بھوک لگ رہی ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اپریل کے کھلے اور ہلکے گرم دن تھے۔ کمرے سے زیادہ یہیں صحن برامدے میں اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کچن کی دہلیز کے پاس کھڑا تھا۔

''میں بس پانچ منٹ میں لاتی ہوں۔ چائے کو زرا اچھے سے ابال آجائے۔ ساتھ کیا دوں ان کو؟ آملیٹ ہی بنا دوں؟''

اس نے تیز تیز پراٹھا بیلا۔ پھر توے پر ڈال دیا۔ آنچ بھی تیز کر دی۔ پھر اس سے پوچھنے لگی۔

''ان سے ہی پوچھ لیتا ہوں۔ آملیٹ ویسے انہیں اتنا خاص پسند بھی نہیں ہے۔''

''آپ ان سے جا کر پوچھیں اور مجھے اندر سے ہی آواز دے کر بتا دینا۔''

حارث کمرے میں گیا۔ کرسی کھینچی۔ رابعہ کے لیے بھی آگے کی۔ پھر سامنے میز لگائی۔ اور بیٹھ گیا۔

''آپ کیا کھاؤ گی ناشتے میں امی؟''

وہ اپنے دامن کو دیکھ رہا تھا۔ بائیں طرف کے کنارے پر اسے کوئی داغ سا دکھائی دے رہا تھا۔ کپڑے تو اس نے ابھی نہا کر ہی بدلے تھے۔ پر کیا استری کرتے ہوئے رابعہ نے یہ داغ نہیں دیکھا تھا۔

''اپنی بیوی سے کہو کہ کچھ بھی دے دے؟''

Novels by Hania Yasood Khan

رابعہ پراٹھا لے کر اندر آ گئی۔ مگ میں ان کے لیے چائے بھی تھی۔

"آملیٹ بنا دوں یا پھینٹا ہوا انڈہ؟ ویسے رات کی دال بھی ہے فریج میں وہ گرم کر دیتی ہوں۔"

اس نے ان کی سننے کے بعد خود ہی پوچھ لیا۔

"جو بھی دے دو پر جلدی دے دو، مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔"

ان کا انداز عجیب تھا۔ پر شاید انہیں واقعی بھوک لگی ہوئی تھی۔

"پہلے پہلے ملائی سے دیسی گھی نکال لیتی تھی میں۔ پھر اس دیسی گھی کو پراٹھے پر رکھ کر اوپر شکر ڈال کے کھانے سے بہت مزہ آتا تھا۔ جی بھاری بھی نہیں ہوتا تھا۔"

رابعہ کمرے سے چلی گئی۔ اور حارث کو بھی یاد تھا لیکن یہ شاید ایک دو سال پرانی بات تھی جب امی ایسے ناشتہ کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔

"اب بھی جمع کرو ملائی اور نکال لو دیسی گھی۔ دودھ تو آدھا کلو اور لگوا دیا ہے میں نے۔ جب دیسی گھی نکال لو تو بتانا میں شکر کا پیکٹ لا دوں گا آپ کو۔ پھر اس سے ناشتہ کر لیا کرنا۔"

حارث یہی کہہ سکتا تھا۔ گھی نکالنا یا نہ نکالنا تو ان کی اپنی مرضی تھی۔ دودھ کی ذمہ داری اس کی اپنی تھی۔

"اب تو کچن تیری بیوی کے ہاتھ میں ہے۔ پتہ نہیں کہاں کرتی ہے دودھ کی ملائی۔"

Novels by Hina Tasood Khan

حالانکہ اکثر ناشتے میں وہ ملائی کٹوری میں ڈال کر لے آتی تھی۔ اکثر چائے رس کے ساتھ شام میں رکھتی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ملائی کہیں غائب کر دیتی تھی۔

"کچن آپ کا بھی ہے، امی۔ اور اسے بتاؤ آپ کہ ملائی اکٹھی کرنی ہے۔ وہ فریزر میں کر لیا کرے گی۔ پھر دیسی گھی بھی کیسے نکالنا ہے اسے بتا دینا آپ۔ وہ خود کوشش کر کے سیکھ جائے گی۔"

اتنے میں رابعہ کمرے میں بھی آ گئی۔

"آپ کے لیے آملیٹ ہی لاؤں؟"

حارث کی امی کے لیے تھوڑی دال گرم کر کے لائی تھی۔ پھر ساتھ میں انہیں انڈہ بھی بنا دیا تھا۔ اگر وہ نہ کھاتیں تو یہی انڈہ رابعہ نے خود کھا لینا تھا۔

"نہیں دال کھا لوں گا۔ تم نے اپنے لیے بنانا ہے تو بنا لو۔"

کچن میں آ کر سب سے پہلے رابعہ نے کٹوری میں نکلی ہوئی ملائی کو بڑے برتن میں کر کے فریزر میں رکھا تھا۔ بات تو اس نے سن ہی لی تھی۔ پھر عمل بھی کر ہی سکتی تھی۔

"یہ قمیض پر داغ نہیں دکھا تمہیں؟"

ناشتہ کر کے حارث باہر آیا تو اسے وہی کنارہ دکھانے لگا۔ رابعہ نے کنارہ ہاتھ میں پکڑ کر اٹھا لیا۔ پھر غور سے دیکھنے لگی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں نے استری کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پتہ نہیں یہ کیسا داغ تھا کہ دھونے سے بھی نہیں گیا۔ کام میں ہی پہننا تھا اس لیے میں نے دے دیا ورنہ اگر برا لگ رہا ہے تو یہ سوٹ آئندہ نہیں دونگی آپ کو۔"

اسے لگا تھا کہ کام کے دوران ایسا سوٹ پہننا جا ہی سکتا تھا۔ داغ اتنا بھی گہرا نہیں تھا۔ بس غور کرنے پر دکھائی دیتا تھا۔

"دکان کے کام کے لیے ٹھیک ہی ہے۔ لیکن کہیں آنا جانا اس میں نہیں ہو گا۔ ویسے بھی اب گرمیوں کے میرے زیادہ سوٹ نہیں نکلیں گے۔"

اس نے اپنا دامن چھڑوایا۔ جانتا تھا کہ اپنا گرمیوں کا سیزن وہ دو سے تین سوٹ کو ہی بار بار پہن کر گزار دیتا تھا۔

"بنوائیں گے آپ کے سوٹ بھی۔ اور میں تو امی کے گھر سے بھی اپنے گھر پہننے والے کچھ کپڑے لے آؤں گی۔ ان کو میں نے پہلے سے ہی علیحدہ کر کے رکھ دیا تھا۔ صاف ستھرے سے ہی ہیں میرے وہ سوٹ۔"

آگے بھی وہ کچھ کہنے والی تھی۔ لیکن امی ہاتھ میں دو برتن اٹھا کر باہر آ گئیں۔

"مشین آ جائے تو صرف مشین کا آسرا نہیں لیتے نا۔ کوئی داغ دھبہ رہ جائے تو کیا ہاتھ سے نہیں ملا جاتا؟ یہ تو داغ بھی ایسا ہے کہ مجھے یہاں سے بھی دکھائی دے رہا ہے۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

امی باہر آئیں تو انہوں نے دور سے ہی دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید ان کو واقعی دکھائی دے رہا تھا۔

"ہیلمٹ اٹھاؤ تم میرا۔"

رابعہ سے کہتے ہوئے اس نے موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر سے ہٹایا۔

"یہ کوئی پکا داغ ہے، میں نے کوشش کی تھی لیکن گیا ہی نہیں۔ سوٹ بھی ہلکے رنگ کا ہے شاید اس لیے زیادہ نمایاں ہو رہا ہے۔"

اس نے کوشش کی کہ اپنی صفائی میں تھوڑا بہت جواب دے دے۔ مان بھی لیا کہ داغ شاید گہرا ہے۔ پھر ہیلمٹ ہاتھ میں لے کر ہی وہ دروازے کی کنڈی کھولنے گئی۔

حارث موٹر سائیکل کو بنا سٹارٹ کیے پیروں سے چلاتے ہوئے باہر لے گیا۔ رابعہ سے ہیلمٹ لے کر اس نے پہنا۔ پھر انجن سٹارٹ کیا۔

"اور سر ڈھک کر کھڑی ہوا کرو جب بھی تم نے دروازے کے پاس ٹھہرنا ہو۔"

وہ پردے کی اوٹ میں تھی۔ حارث جا چکا تھا۔ دروازہ بند کر کے اندر آئی تو سر ہلانے لگی۔

کوشش کر رہی تھی کہ ایسی باتوں پر ان کا انداز در گزر ہی کر دے۔

"مرد نے گھر سے باہر جانا ہوتا ہے کمانے کے لیے۔ اس کے کپڑے اور جوتوں کی صاف صفائی کا تمہیں اچھا دھیان رکھنا چاہیے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

امی نے کچن میں وہ برتن رکھ دیے تھے جو ان کے ہاتھ میں تھے۔

"میں آئندہ دھیان رکھوں گی۔"

نرمی سے کہا۔ چہرے پر ہلکی مسکراہٹ رکھ کر کہا۔ اور امی تو پہلے ہی ان کے مطمئن رویے کو دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔ اب اور ہو گئیں تھیں۔

"میں اپنے پیسوں کا کچھ حساب کروں گی اور ان کے دو تین سوٹ لے آؤں گی۔ پر وہی مسئلہ کہ درزی کو کہاں سے دوں گی۔ میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں۔ ان کو کہا تو یہ سلائی کے پیسے مجھ سے لیں گے نہیں اور جب خود دیں گے تو اپنے اوپر خرچ کرنا انہیں بہت فضول خرچی لگے گا۔ اور اب میں نے کوئی اضافی خرچ ان کے سر پہ نہیں ڈالنا۔ میں خود ہی سب کچھ مینج کرنے کی کوشش کروں گی۔"

کمرے سے باقی برتن اٹھا کر وہ کچن میں رکھتی جا رہی تھی۔ پھر کچن صاف کرنے سے پہلے اس نے امی کے کمرے کو ہی سمیٹنا شروع کیا۔ حارث کی باتوں نے اسے اتنی تسلی دی تھی کہ امی کے آگے وہ سر اٹھا کر ہی بات کر رہی تھی۔

دن کے وقت سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ بجلی اور گیس کے بلوں کو دیکھ رہی تھی۔ پچھلے ایک سال کی ادائیگی کے مطابق پچھلے چار پانچ مہینوں میں دوگنا بل آیا تھا۔ خاص طور

Novels by Hamna Nasood Khan

پر دسمبر اور جنوری کا بل، جس میں بجلی کا ہیٹر مسلسل جلتا رہا تھا۔ گیس کا بل اس مہینے کم آیا تھا کیونکہ اب پانی گرم کر کے استعمال نہیں ہوتا تھا۔ تازہ پانی ہی کافی ہو جاتا تھا۔

"بجلی کے بل کو کنٹرول کرنا پڑے گا۔ اتنا کہ ہمارا ہزار دو ہزار تو کم آئے۔ پر کیسے؟"

پھر وہ بجلی کے بل کے پیچھے لکھی ہوئی تفصیلات پڑھنے لگی۔ اور ہر بات ہی اس نے ذہن نشین کی۔

"شکر ہے پانی سرکاری آتا ہے ورنہ تو اگر موٹر چلتی ہوتی تو بل اور زیادہ بن جاتا۔"

پھر وہ اٹھی اور اپنے پرس میں رکھے پیسے گننے لگی۔ پھر کلچ والے پیسے بھی اس نے الگ سے گنے۔ اور دونوں میں سے ہی کچھ پیسے اس نے حارث کے کپڑوں کے لیے اٹھائے۔ پھر اسے یاد آیا کہ جب وہ حارث کی سالگرہ کے لیے تحفہ لینے جا رہی تھی تو کیسے ابو نے اسے اپنی طرف سے بھی پیسے دے دیے تھے۔ ان کی وجہ سے ہی اتنی آسانی ہوئی تھی کہ وہ جو چاہتی تھی وہ لے پائی تھی۔ اداسی نے یکدم چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اور موبائل اٹھا کر وہ گیلری کھول چکی تھی۔ وہاں بہت سی تصاویر تھیں۔ پر اس نے ابو کی تصویر نکالی تھی۔ پھر اسے بھیگی ہوئی دھندلی آنکھوں سے کتنی دیر دیکھتی رہی۔ پھر اس کا موبائل بجنے لگا۔

"اسلام و علیکم۔"

Novels by Rania Masood Khan

"واعلیکم السلام۔ کیا کر رہی تھی؟"

کچھ بھی نہیں بس کمرے میں تھی۔

وہ لہجے سے اداس لگ رہی تھی۔ پر حارث نے وہ اداسی نظر انداز کی۔

"نیچے جاؤ، امی کی چادر وغیرہ نکالو اور انہیں کہو کہ تیار ہو جائیں۔ میں گھر آ رہا ہوں۔"

"خیریت ہے؟ آپ کیوں گھر آ رہے ہیں؟"

رابعہ نے اپنے آگے سے بل سمیٹے۔ اپنے کلچ اور پرس کو ان کی جگہ پر رکھا۔ اور پھر کمرے کی لائٹ بند کر دی۔

"قیصر بھائی کا فون آیا تھا مجھے، اب ثمرین باجی کی طرف چھوڑنا ہے امی کو۔"

رابعہ کو پھر بھی اصل وجہ سمجھ نہیں آئی۔

"ٹھیک سے تو بتائیں ورنہ میں پھر آپ کی امی کو کیا بتاؤں؟"

"امی کو بس تیار کرو، میں گھر آ کر بتاتا ہوں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ اور رابعہ سیڑھیاں اتر کر سیدھا امی کے کمرے میں آئی۔ ان کو چادر نکال کر دی۔ ڈبے سے ان کی دوسری جوتی نکال کر دی۔ تیار تو وہ خود ہی ہوئیں۔

"پتہ نہیں ثمرین کی طرف سب خیریت ہے بھی کہ نہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ پریشان ہو کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ رابعہ نے ان کے چھوٹے سے پرس میں ان کا بٹنوں والا موبائل ڈال دیا تھا۔ یہ بھی دیکھا تھا کہ وہاں پیسے ہیں یا نہیں۔ ضرورت پڑ سکتے تھے۔

"آپ پریشان نہ ہوں، یہ بس آتے ہی ہونگے۔"

انکا پرس ان کے پاس رکھا۔ پھر وہی ٹھہری رہی۔ ان کو اس نے بس اتنا ہی بتایا تھا جتنا حارث نے انہیں بتایا تھا۔

"کل شام گر گئی تھیں ان کی ساس، ہسپتال لے کر گئے ہیں تو ڈاکٹروں نے داخل ہی کر لیا ہے۔ سرجری ہو گی ان کی۔ فی الحال ٹیسٹ وغیرہ ہو رہے ہیں۔ اور قیصر بھائی فون کر کے مجھے سنا رہے تھے کہ ہم ان کی امی کا پوچھنے کیوں نہیں پہنچے۔"

حارث آ گیا تو امی اٹھ گئیں۔ اپنی چادر ٹھیک سے اوڑھنے لگیں۔

"تُو نے کہہ دینا تھا کہ ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں ہے۔ اسی قیصر کی ہی وجہ سے ہم ثمرین سے بھی بات نہیں کر پاتے۔ میری ہوتی اگر اس سے بات تو میں نے سنا دینی تھیں اسے۔"

رابعہ امی اور حارث کے پیچھے کمرے سے باہر آئی۔ موٹر سائیکل تو حارث نے باہر ہی کھڑی کی تھی۔

Novels by Hema Yasoob Khan

''قیصر بھائی کے مطابق ہمیں خود انہیں کال کر کے پوچھنا چاہیے تھا کہ گھر سب خیریت ہے یا نہیں۔''

''عباس کو پتہ ہے؟''

حارث قمیض کے دامن پر لگے اس داغ کو دیکھ رہا تھا۔

''مجھ سے پہلے کی تھی ان کو کال۔ انہیں بھی ابھی ہی پتہ چلا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ دکان سے فارغ ہو کر چکر لگائیں گے لیکن میں نے سوچا آپ کو ابھی چھوڑ دیتا ہوں۔ واپسی پر لے لوں گا۔''

دروازے تک آتے ہوئے رابعہ نے سر پر دوپٹہ لے لیا تھا۔ پھر کھڑی ہمیشہ کی طرح پردے کی اوٹ میں ہی تھی۔ امی موٹر سائیکل پر بیٹھیں اور حارث نے ہیلمٹ پہننے سے پہلے رابعہ کی طرف گردن موڑی۔

''پہلے تم کنڈی لگاؤ اندر سے اچھی طرح۔''

''آپ پھر اپنی امی کو لے کر ہی گھر آئیں گے؟''

ویسے ہی وہ اداس تھی، اب گھر پہ اکیلے رہنے والی تھی۔ ایک دفعہ جب وہ پہلے اکیلی ٹھہری تھی تب اسے کرنٹ لگ گیا تھا۔

''ہاں... تم اپنا موبائل اپنے ساتھ رکھنا بس۔''

Novels by Hania Masood Khan

پھر رابعہ نے سر ہلا کر اندر سے کنڈی لگالی۔ پر جب تک حارث کے موٹر سائیکل سٹارٹ ہونے کی آواز نہیں آئی تب تک وہی ٹھہری رہی۔

''بہت فکر ہوتی ہے تجھے اس کی۔''

حارث نے مسکراہٹ کے ساتھ ہیلمٹ لگایا۔

''آپ جب گھر ہوتی ہو تو مجھے تسلی ہوتی ہے کہ خفا ہی سہی پر آپ اس کے ساتھ ہو۔ آپ کے بغیر کبھی اسے زیادہ دیر کے لیے چھوڑا نہیں ہے اس لیے فکر ہوتی ہے مجھے۔ آپ کے ہونے سے مجھے بڑا آسرا رہتا ہے، امی۔''

ہسپتال گئے تو مطلوبہ وارڈ تک پہنچتے ہوئے انہیں کافی دیر لگ گئی۔ موٹر سائیکل تو وہ اندر تک لے گیا تھا لیکن چوبیس نمبر وارڈ کافی اوپر جا کر تھا۔ لفٹ زیادہ تر ہسپتال کے مریضوں کے لیے ہی استعمال ہو رہی تھی۔ قریب سے گزرتے وارڈ بوائے کو روک کر اس نے سیڑھیوں کا راستہ پوچھا۔ پھر امی کو ساتھ لے کر چلنے لگا۔

''بہت زیادہ سیڑھیاں چڑھ کر ہم نے اوپر جانا ہے۔ آپ چل لو گی یا آپ کے لیے یہاں سے وہیل چیئر لے لوں۔''

Novels by Hina Yasooj Khan

وہیل چیئر بھی کونسا فوری مل جانی تھی۔اس کے لیے بھی شناختی کارڈ دکھوانا پڑتا تھا۔پر امی کے لیے اگر لینی تھی تو وہ لینے جا سکتا تھا۔

"چل لوں گی۔بس تُو میرا ہاتھ پکڑ کر تھوڑا سہارا دے دے مجھے۔"

اور یونہی آہستہ آہستہ امی کے ساتھ وہ اوپر پہنچا۔اندر ڈاکٹرز کا راؤنڈ چل رہا تھا۔سب لوگ ہی باہر کوریڈور میں کھڑے تھے۔مریض کے پاس کسی ایک کو ہی رکنے کی اجازت تھی۔

اور اندر اس وقت ثمرین باجی کی نند کا میاں کھڑا تھا۔قریب پہنچ کر امی نے ثمرین باجی سے پہلے ان کی نند سے ملنے کی کوشش کی۔لیکن وہ تو الگ منہ بنائے کھڑی تھیں۔بلکہ ثمرین باجی سے بھی کوسوں دور۔

"بچوں کو کس کے پاس چھوڑ کر آئی ہو؟"

امی نے ان کی نند کا رویہ نظر انداز کیا۔پھر ثمرین باجی سے ملتے ہی بچوں کے بارے میں پوچھا۔

"گھر پر ہی ہیں۔اس کے بچے بھی گھر ہی رکے ہوئے ہیں۔"

ثمرین باجی نے اپنی نند کی طرف اشارہ کیا۔خود وہ تھوڑا پریشان بھی تھیں۔اور کچھ یوں بھی لگ رہا تھا کہ جیسے انہیں خاص طور پر اپنی نند سے تو کوئی ہمدردی تھی ہی نہیں۔پھر جب ڈاکٹرز کا راؤنڈ مکمل ہو گیا تو ان کے نند کے میاں باہر آئے۔اور انہیں سے ہی پوچھنے

Novels by Hamna Nasood Khan

پر حارث کو پتہ چلا کہ گرنے کی وجہ سے ہڈی ٹوٹ بھی گئی ہے۔اور جوڑ سے علیحدہ بھی ہو گئی ہے۔اب ڈاکٹرز ایک ہفتے کے اندر اندر سرجری کا کہہ رہے تھے۔لیکن اس سے پہلے بہت سارے ٹیسٹ وغیرہ ہونے تھے۔اس وقت تو ان کی ٹانگ کو سیدھا رکھنے کے لیے ڈاکٹرز نے پٹی کے ساتھ اینٹ باندھ کر فرش پر رکھی ہوئی تھی۔

"تُو اپنی نند کے ساتھ کیوں نہیں کھڑی؟ اپنی ماں کے لیے دیکھ وہ کتنا پریشان ہو رہی ہے۔"

امی اور ثمرین باجی لوہے کے بینچ پر بیٹھ گئے تھے۔حارث ابھی تک بات کر رہا تھا۔اور ایک ان کی نند تھیں جو اکیلی کھڑی تھیں۔لیکن جب ڈاکٹرز راؤنڈ کر کے چلے گئے تو وہ فوراً اندر اپنی امی کے پاس چلی گئیں تھیں۔

"ایک اسے اور ایک اس کے بھائی کو ہی ہے اپنی ماں کی فکر۔مجھے تو یہ انکا دشمن سمجھتی ہے،امی!"

ان کی آنکھیں فوراً بھیگ گئیں۔

"اپنے بھائی کو فون کر کے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے کہ اب وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ میری لاپرواہی کی وجہ سے وہ بوڑھیا گری ہے۔"

"یہ کیسے تو بات کر رہی ہے؟"

Novels by Hamna Wasool Khan

امی کو انداز برا لگا۔

"اور کیسے بات کروں، امی؟ قسم سے ماں ان کی خود گری ہے اور ذلیل میں ہو کر رہ گئی ہوں۔"

اتنے میں حارث اپنی بات ختم کر کے ان کی طرف آ گیا۔ ثمرین باجی کی ہلکی بھیگی آنکھیں بھی دیکھیں۔ جو وہ کہہ رہی تھیں وہ بھی سنا۔

"اور یہ جو آپ مجھے کہہ رہی ہو نا کہ میں اس کے پاس جا کر کھڑی ہو جاؤں تو میری ہمدردی اسے امی دکھاوا لگتی ہے۔ اس لیے میں بھی نہیں جا رہی اب۔ یہ تو میری مجبوری ہے کہ ہسپتال رکنا ہے میں نے ورنہ کب کا گھر چلی جاتی میں۔"

امی نے حارث کو اپنے ساتھ بینچ پر بیٹھنے کی جگہ دی۔

"بیٹھ جا تھوڑی دیر، یہ سب تو چلتا ہی رہے گا۔"

"نہیں امی میں چلتا ہوں۔ آپ کو جب بھی گھر جانا ہو بس مجھ فون کر دینا میں فوراً آ جاؤں گا۔ اور باجی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بھی مجھے بتا دینا۔ کھانا وغیرہ چاہیے ہو تو رابعہ بنا دے گی۔ اس کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

ثمرین باجی نے بس سر سری سا سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ امی کو وہیں ہسپتال چھوڑ کر دکان کے لیے نکل گیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

دکان سے واپسی پر اس نے جا کر امی کو ہسپتال سے لیا۔ پھر گھر آ کر کھانا کھانے کے بعد پہلے اس نے امی کی ٹانگیں ہی دبائیں۔ ہسپتال کی سیڑھیوں نے اسے تھکا دیا تھا۔ اور امی تو پھر بزرگی میں ہی تھیں۔ اس کے بعد رابعہ کو چائے کا کہہ کر کمرے میں گیا۔ جاتے ہوئے نیچے سے تیل کی بوتل بھی اٹھا لے گیا تھا۔

رابعہ چائے بنا کر کمرے میں آئی۔ حارث اپنی قمیض اتار کر کھونٹی پر ٹانگ رہا تھا۔ نیچے اس نے سفید بنیان پہنی ہوئی تھی۔

"آج ہی آپ کو کپڑے ایسے دیے اور آپ کو ہسپتال جانا پڑ گیا۔ آپ کی امی ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ مجھے آپ کے کپڑوں کا زیادہ دھیان رکھنا چاہیے۔ ہاتھ سے رگڑوں گی تو شاید اتر ہی جائے یہ داغ۔"

حارث نے چائے کا کپ اٹھایا۔ اور بیڈ پر بیٹھنے کے بجائے نیچے کارپٹ پر بیٹھ گیا۔ رابعہ کے سامنے تیل کی بوتل کی۔

"چکر تو کل بھی لگے گا ہمارا وہاں۔"

چائے کا گھونٹ پیا۔ پھر سر اس نے پیچھے کی طرف کر لیا تھا۔ اور رابعہ بھی سمجھ گئی تھی کہ اسے سر پر تیل سے مالش کروانی ہے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور ویسے آپکی امی کا موڈ کیوں آف ہے؟ وہاں کچھ اور بھی مسئلہ ہوا ہے؟"

حارث کے پیچھے جا کر بیٹھ پر بیٹھ گئی۔ پھر تیل کی بوتل کا ڈھکن آہستگی سے گھماتے ہوئے پوچھا۔

"وہاں مسئلے لگے ہی رہتے ہیں۔ اور اب تو مجھے یہ بھی لگ رہا ہے کہ انسان اپنے سکون کا خود دشمن ہے۔"

حارث نے پیچھے ہو کر بیڈ سے ٹیک لگالی۔ سر بھی پیچھے کی طرف کیا۔ رابعہ اب ہاتھ میں تیل ڈال رہی تھی۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں آپ؟"

پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ہلکا سا رگڑا۔ اور پھر اس کے بالوں میں مالش کرنا شروع کی۔

"کیونکہ دیکھو، ان کی ساس بزرگ ہیں۔ اور اس عمر میں تو ہڈیاں ویسے بھی کمزور ہو جاتی ہیں۔ باتھروم میں زرا سا پھسل جاؤ تو فریکچر عام سی بات ہے۔ لیکن ظاہر ہے جن کی ماں ہے ان کو تکلیف تو ہو گی ہی۔ اب ثمرین باجی کی نند کو لگتا ہے کہ اگر ان کی امی کو ثمرین باجی خود باتھروم لے جاتیں، ان کا دھیان رکھتیں تو یہ حادثہ نہ ہوتا۔ پر باجی اس وقت بچوں کے ساتھ تھیں، وہ ٹیوشن سے آئے تھے اور باجی نے ان کے لیے فرائز بنائی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

پیچھے یہ حادثہ ہو گیا اور اب سرجری بتادی ہے ڈاکٹرز نے۔ جس میں ٹھیک ہونے کے چانسز بس ستر فیصد ہیں۔"

حارث نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ وہ ہلکے ہاتھ سے مالش کر رہی تھی۔ پھر بھی سکون مل رہا تھا۔

"اب ان کی نند غصہ کر رہی ہو نگی بہت۔"

اگر ثمرین باجی اس کے لیے کوئی موقع نہیں چھوڑتی تھیں تو یقیناً ان کی نند بھی ثمرین باجی جیسی ہی ہو گی۔ یا کیا پتہ؟ اللہ ہی جانے!

"ہاں... ہسپتال کے باہر کوریڈور میں یہی سب دیکھنے کو ملا تھا۔ لیکن ان کا غصہ ایک طرف پر جب ہسپتال رات رکنے کی باری آئی تو وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ گھر چلی جائیں گی۔ اور یہ کہ قیصر بھائی کہہ رہے ہیں کہ ہسپتال میں رات ثمرین باجی رکیں گی۔"

"اب ثمرین باجی کو اب اپنی ساس کا خیال بھی رکھنا پڑے گا اور باتیں بھی سننی پڑیں گی۔"

حارث نے پیچھے کی طرف گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا۔

"ان کے گھر کوئی ہاؤس ہیلپ آتی ہے؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

اور اگر ثمرین باجی ہسپتال رکنے والی تھیں تو پیچھے گھر کے بھی تو کتنے معاملات تھے۔ بچے بھی تو گھر پر ہی تھے۔

"کپڑے دھونے والی آتی ہے بس۔ پہلے رکھی ہوئی تھی انہوں نے ماسی، پر بعد میں قیصر بھائی نے ہٹا دی۔ بچوں کی پڑھائی وغیرہ بھی مہنگی ہو گئی ہے۔ جس سکول یہ جاتے ہیں اس کی ہی بڑی فیسیں اور پروٹوکولز ہیں۔ اس لیے کوئی ایسی ہاؤس ہیلپ نہیں ہے جو ان کی غیر موجودگی میں گھر کو سنبھالے۔"

"ان کے بچوں کو دیکھ کر لگتا تو نہیں ہے کہ وہ اچھے سکول جاتے ہیں۔"

اس نے دل میں ہی سوچا۔ پھر بوتل سے اور تیل ہتھیلی میں ڈالا۔ پھر اس کے بالوں میں لگایا۔

"قیصر بھائی ویسے اگر باجی کے ساتھ اچھے سے بات کریں تو یہ وقت باجی گزار لیں گی۔ جیسے آپ میرے ساتھ اچھے سے رہتے ہیں تو مجھے بھی لگتا ہے کہ دن تو جیسے تیسے گزر ہی جاتا ہے۔ کوئی کچھ بھی کہہ دے پر بس آپ ناراض نہ ہوں مجھ سے۔ ابھی جو ایک دن آپ نے بس مجھ سے بات نہیں کی اور میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ میری کتنی جان پہ بن آئی تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آپ کو مناؤں گی کیسے۔ لیکن شکر کہ آپ بہت اچھے ہیں،

Novels by Hamna Masood Khan

خود ہی مان گئے تھے۔ بلکہ آپ تو یہ بھی کہہ رہے تھے کہ آپ ناراض ہوئے ہی نہیں تھے۔"

اس کے چکنے بالوں میں اپنی انگلیاں روک کر وہ دائیں طرف گردن جھکا کر سوچ میں چلی گئی تھی۔ اس کی ناراضگی میں گزرا سارا دن یاد آ رہا تھا۔

"ویسے مجھے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ میں اتنا اچھا ہوں۔ مطلب... کسی کو میں اچھا لگوں گا۔"

حارث نے سر پہلے سے زیادہ پیچھے کرتے ہوئے بیڈ کے بورڈ سے ٹکا دیا۔ پھر اوپر کی طرف چہرہ کر کے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رابعہ کے ہاتھ اب بھی اس کے سر میں ہی تھے۔ اور حارث اپنے دونوں بازو اس کے گھٹنوں پر رکھ چکا تھا۔

"آپ میرا بہت ساتھ دیتے ہیں۔ مجھے سمجھاتے ہیں، مجھے سمجھتے ہیں۔ اور اسی لیے آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ میں نے بھی شادی سے پہلے تک آپ کے بارے میں کچھ اچھا نہیں سوچا تھا۔ مجھے یہ بھی نہیں لگتا تھا کہ میرے نصیب اتنے اچھے ہو سکتے ہیں۔ تھوڑے بہت سمجھوتے تو ہر رشتے میں ہی ہوتے ہیں لیکن میرے لیے آپ ایک بہترین شوہر ثابت ہوئے ہیں۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

اور حارث کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اچانک وہ اپنے بازو ہٹا کر گھوما۔ چہرہ اس کی طرف کیا۔ کہنیاں اس کے گھٹنوں پر رکھیں۔ اور ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما۔ جبکہ رابعہ کے ہاتھ ہوا میں تھے۔ کیونکہ ان پہ تیل لگا ہوا تھا۔ لیکن پھر اس نے بھی اپنی کہنیاں اس کے کندھوں پر ٹکا دیں۔ تھوڑا سا چہرہ جھکایا۔ اور دونوں کے ماتھے آپس میں ٹکرا گئے۔

"میرے لیے بھی تم ایک اچھی بیوی ثابت ہو رہی ہو۔ بس تھوڑی بہت اور سمجھ کی ضرورت ہے تمہیں۔ میچور ہونے کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ تو وقت کے ساتھ ساتھ انسان ہو ہی جاتا ہے۔ اپنی عمر کے حساب سے بالکل ٹھیک ہو تم۔"

اپنے انگوٹھے سے اس کا گال سہلاتے ہوئے اسے بتا رہا تھا۔

"اور..."

"اور کیا؟"

اس نے بھنویں اچکائیں۔

"تھوڑی اور بھی تو تعریف کر دیں میری۔ اچھا لگتا ہے آپ کے منہ سے سن کر۔"

اور اب وہ آنکھوں سے نفی کا اشارہ کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، نہ کریں۔ واپس آگے کی طرف مڑ جائیں۔ بلکہ اب مالش بھی ہو ہی گئی ہے تو ہٹیں آگے سے۔ میں پھر ہاتھ دھو آتی ہوں اور آپ پھر نہا لیں اٹھ کے۔"

Novels by Hamna Yasooh Khan

رابعہ نے اپنی کمر سیدھی کر لی۔ ماتھا اس کے ماتھے سے جدا ہو گیا۔

"مالش ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ شاباش... سر سے ہوتے ہوئے اب تم کندھوں کی بھی مالش کرو۔ جتنی جان ہے اتنی لگاؤ۔ بڑی تھکان ہو گئی ہے مجھے۔"

پھر وہ واپس پہلے کی طرح آگے منہ کر کے بیٹھ گیا۔

"اتنی جان لگوانی تھی تو کسی مالش والے سے ملوا آتے۔ پھر رہے ہوتے ہیں وہ بازار میں۔ ان کے ہاتھ میں کڑوا تیل ہوتا ہے شاید۔ کانچ کی شیشی بجا کر وہ آفر تو کر رہے ہوتے ہیں۔"

اسے تو اس بارے میں جیسے بہت پتہ تھا۔ حارث کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"مجھے ان نازک ہاتھوں سے ہی محنت کروانی تھی ساری اس لیے چپ چاپ کرو مالش۔ سکون مل رہا ہے بہت۔"

اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اور یہی بات تھی کہ وہ چاہے زور لگا رہی تھی یا نہیں لگا رہی تھی پر اس کے ہاتھوں سے ہی حارث کو سکون مل رہا تھا۔

پہلی بار ہتھیلی میں تیل ڈالتے وقت رابعہ نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر ایک طرف بیڈ پر رکھی تھی۔ پر اب وہ انگوٹھی نیچے کارپٹ پر گر چکی تھی۔ دس منٹ کی اور مالش کروا کر

Novels by Hamna Masood Khan

جب حارث اٹھا تو اس نے اپنی بنیان اتارتے ہوئے قدم بڑھائے۔ وہ سیدھا نہانے جانے والا تھا۔ رابعہ پیچھے سے اٹھ کر باتھروم کی طرف بھاگی۔

"پہلے مجھے ہاتھ دھونے دیں۔"

وہ دوسری طرف سے گئی اور جہاں سے حارث گزر رہا تھا وہیں کارپٹ پر نیچے انگوٹھی بھی تھی۔ اس کا تیسرا قدم اس انگوٹھی پر پڑا تو کراہتے ہوئے اس نے نیچے اپنے پیر کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟"

حارث نے بنیان پیچھے بیڈ پر پھینکی۔ اور وہیں نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اپنے پیر کے نیچے سے انگوٹھی نکالی۔ انگوٹھی بری طرح اس کے پیر میں دھنس گئی تھی۔ اور کیونکہ انگوٹھی ہلکی تھی اس لیے وزن کے باعث اس کی ساخت بھی بگڑ گئی تھی۔ مطلب انگوٹھی پچک گئی تھی۔

"یہ... یہ تو میری انگوٹھی ہے۔"

وہ فوراً آئی۔ پھر گھٹنوں کے بل کارپٹ پر بیٹھی۔ اس کے ہاتھ میں پہلے انگوٹھی ہی دیکھ رہی تھی پھر جب اس کا چہرہ دیکھا تو دکھائی دیا کہ اسے انگوٹھی بری طرح سے چبھی ہے۔

"پاؤں میں زور سے گھس گئی ہے؟ دکھائیں مجھے؟"

Novels by Hania Masood Khan

انگوٹھی کا غم وہ تھوڑی دیر بعد منانے والی تھی۔اب اس کا پاؤں اوپر کر کے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم میرے پاؤں کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ کس لاپرواہی سے تم نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتاری تھی کہ میرے پیر کے نیچے آگئی؟"

حارث کو انگوٹھی کی حالت دیکھ کر غصہ آنے لگا تھا۔اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ واقعی اس کا پیر بری طرح سے انگوٹھی پر پڑا تھا۔الٹے قدم لے کر وہ بیڈ پر بیٹھا۔

"میں نے تو بس یہاں بیڈ پر ہی رکھی تھی۔مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیسے نیچے گری ہے اور پھر آپ کے پاؤں کے نیچے بھی آگئی ہے۔"

گھٹنوں کے بل ہی آگے ہو کر وہ اس کا پاؤں دونوں ہاتھوں سے دبانے لگی۔اب وہ اوپر بیٹھا تھا تو پاؤں کے نیچے دیکھنے میں بھی آسانی تھی۔

"آپ انگوٹھی کو سیدھا کرنے کی کوشش کریں۔"

"سیدھا کروں گا تو اس طرف کا ٹانکا نکل جائے گا۔اب یہ سنیارے کے پاس جا کر ہی ٹھیک ہو گی اور کیا پتہ وہ اس کا ڈیزائن بھی تبدیل کر دے۔"

وہ انگوٹھی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"اتنی بھی نہیں ہوئی خراب۔دکھائیں مجھے زرا۔"

Novels by Hamna Nasir Khan

رابعہ نے اس کے پیر چھوڑ کر اس کے ہاتھ سے انگوٹھی لی۔ پھر دبا کر سیدھی کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"پہلی بات تو یہ کہ تم سے یہ سیدھی نہیں ہو گی اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہیں اسے سیدھا کرنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے۔ اسے میں ابھی الماری میں رکھ رہا ہوں۔ فارغ وقت دیکھ کر جاؤں گا میں اسی دکان پر جس سے لی تھی۔ وہی ٹھیک کرے گا اب۔"

حارث نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی لی اور الماری میں سنبھال کر رکھ دی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اسے کل جاتے ہوئے یہ انگوٹھی دے دیں اور واپسی پر ٹھیک کروا کر لیتے آئیں؟ میرے ہاتھ میں انگوٹھی نہیں ہو گی تو مجھے بہت عجیب لگے گا۔ ہمیشہ بس تھوڑی دیر کے لیے ہی اتاری ہے میں نے، اور ابھی بھی میں ہاتھ دھو کر دوبارہ پہننے والی تھی لیکن میرے دھیان میں ہی نہیں رہا کہ یہ کب نیچے گر گئی۔"

وہ نہانے کے لیے باتھ روم تک چلا گیا تھا۔ رابعہ اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ کی وہ انگلی خالی تھی جو شادی کے بعد سے لے کر اب تک اس انگوٹھی میں قید تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا، رابعہ۔ اور تم نے ہاتھ دھونے ہیں تو دھو لو ورنہ میں جلدی سے نہا کر نکلوں۔ پھر میں نے سونا بھی ہے۔"

باتھ روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ ٹھہر گیا تھا۔ رابعہ پھر اس تک آ گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کیوں نہیں ہو سکتا ویسے؟"

اب وہ بالٹی سے پانی لے کر ہاتھ دھو رہی تھی۔

"سونے کے کام میں لوگ سب سے زیادہ بے ایمانی کرتے ہیں اس لیے جب بھی اب تمہاری یہ انگوٹھی میں نے بنوائی تو میں دکان پہ ٹھہر کے ہی بنواؤں گا۔"

حارث اس کے باہر جانے کے انتظار میں تھا۔

"لیکن اس کا ڈیزائن چینج نہیں ہونا چاہیے۔ یہی مجھے پسند ہے۔"

ہاتھ دھو کر وہ باہر نکلی۔ پھر اسے تولیہ پکڑایا۔

اور پھر کافی دن گزر گئے لیکن حارث انگوٹھی بنوانے کے لیے لے کر گیا ہی نہیں۔ ہر رات رابعہ اسے یاد کرواتی تھی۔ اور وہ کل کا کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ اور اب تو رابعہ اس سے اسی بات پہ خفا بھی ہو گئی تھی۔

"ان کی دادی کا زخم ٹھیک ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ اوپر سے ڈاکٹر کو دکھایا ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ انفیکشن ہو گیا ہے۔ امی میں اپنی طرف سے جتنی دیکھ بھال کر سکتی ہوں میں دل نہ ہوتے ہوئے بھی کر رہی ہوں لیکن پھر بھی ہر بات کا الزام مجھ پر ڈالا جا رہا ہے۔ اب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ قیصر بچوں سے میری غیر موجودگی میں فون کر کے پوچھتے ہیں کہ ان

Novels by Hamna Nasool Khan

کی ماں ان کی دادی کا کیسا خیال رکھتی ہے۔ کھانا، دوائیاں، صاف ستھرائی ٹھیک سے کرتی بھی ہے یا نہیں۔ اور سب سے زیادہ افسوس پھر اس بات کا ہے کہ دونوں بچے اب اپنے باپ کا جاسوس بن گئے ہیں۔"

صبح ناشتے کے وقت ہی ثمرین باجی نے فون کر دیا تھا۔ اور امی اس فون کو اتنی اونچی آواز میں سن رہی تھیں کہ حارث تک باسانی آواز پہنچ رہی تھی۔ کچھ دن پہلے ہی ان کی ساس کی سرجری ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد ہی وہ گھر آئیں تھیں۔ لیکن ان کی طبیعت ٹھیک ہونے کے بجائے اور بگڑتی جا رہی تھی۔

"قیصر سے پھر تو خود کہہ کہ وہ کسی نرس وغیرہ کا انتظام کر دے۔"

امی کو حالات کے حساب سے یہی حل مناسب لگا۔

"آج آئے گا تھوڑی دیر میں ڈاکٹر اور وہ کہہ رہا تھا کہ اگر ان کا بخار نہ اترا تو پھر انہیں دوبارہ ہسپتال داخل کروانا پڑے گا۔ خیر... کل سے آئی ہوئی ہے ان کی بیٹی بھی، وہی کر رہی ہے اپنی ماں کی خدمت۔ ہر تھوڑی دیر بعد مجھے جتا بھی جاتی ہے، دھمکا بھی جاتی ہے کہ اس کی ماں کو کچھ ہوا تو مجھے بھی اس گھر میں رہنے نہیں دے گی۔ اب تو قیصر بھی کل سے اسی سے رابطے میں ہیں۔ اسی کی باتوں میں آ رہے ہیں وہ بھی۔"

Novels by Hama Masood Khan

"کوئی ضرورت نہیں ہے اس کو آگے سے کوئی جواب دینے کی۔ تو بس اپنے گھر پہ توجہ دے۔ قیصر کو ماں کی فکر ہے اس لیے تجھ سے رابطہ نہیں کر رہا وہ۔ اس کی ماں کو ٹھیک ہونے دے پھر قیصر کا بھی تو لگے گا اس سال چکر، ہم بھی تیرے حوالے سے پھر عباس کو بٹھا کر بات کریں گے۔ کوئی زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔"

رابعہ کمرے میں ناشتہ لگاتے ہوئے آدھی باتیں سن رہی تھی۔ اور باقی کی آدھی باتیں خود بخود اسے سمجھ بھی آ رہی تھیں۔ امی نے تھوڑی دیر بعد فون بند کیا۔ پھر غصے اور پریشانی سے سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"امی آپ پریشان نہ ہو، باجی کے سسرال کا تو ہمیں پہلے سے پتہ ہے۔"

حارث نے ان کے آگے ناشتہ کیا۔

"آگے ہی کہاں اس کی زندگی قیصر نے کبھی سکون سے چلنے دی ہے جواب یہ الزام اور مصیبتیں بھی۔ جتنا وہ کر سکتی ہے اتنا تو کر ہی رہی ہے وہ۔ لیکن بوڑھی ہڈیاں ہوتی ہی کمزور ہیں یہ انہیں سمجھ میں نہیں آتی۔ آپریشن تو ہسپتال والوں نے کیا تھا نا۔ اب بگڑ گیا تو اس میں میری بیٹی کا کیا قصور ہے۔"

رابعہ اب تین کپ چائے ڈش میں رکھ کر اندر آئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

”کرو تم ناشتہ شروع، اور امی ابھی کچھ دن صبر کر لیں، قیصر بھائی ابھی تو ہماری کوئی بات نہیں سنیں گے، سمجھنا تو پھر دور کی بات ہے۔ دیارِ غیر میں رہنے والے اسی بات پر یقین کر لیتے ہیں جو انہیں ادھر ادھر سے سننے کو ملتی ہے۔ عرصے سے یہی تو چلا آ رہا ہے۔“

پھر ثمرین باجی کی ساس ایک ہفتے ہسپتال میں داخل رہیں اور پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ قیصر بھائی دبئی سے ان کی تدفین کے بعد پہنچے تھے۔ وہی فلائٹس کے مسئلے۔ اور ان کی واپسی کے بعد ثمرین باجی کی نند نے اپنے غم کا سارا الزام انہیں ہی دیا۔ قیصر بھائی بھی جیسے کچھ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھے۔ کچھ غم کا بھی غلبہ تھا۔ اور ان کے آنے کے تقریباً دو دن بعد ہی کسی چھوٹی سی بات کو بڑا مدعا بنا کر ثمرین باجی کو ان کی امی کے گھر بھیج دیا گیا تھا۔ وہ بھی بچوں کے بغیر۔

”دو سال سے میں ان کے باپ کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن ہو گئی ان کی بہن کامیاب۔ کہہ رہی تھی نا کہ مجھے بھی خوشی سے نہیں رہنے دے گی اب اسے کہو کہ آ کر دیکھ لے۔ نہیں ہوں میں خوش۔ اور امی جن بچوں کی خاطر آٹھ سالوں سے میں وہاں سب سہتی آئی تھی انہوں نے بھی ایک بار نہیں کہا کہ انہیں میرے ساتھ رہنا ہے۔ باپ کے آتے ہی وہ بھی ہو گئے اسی کی طرف۔ میں یہاں آنسوں بہا رہی ہوں۔“

Novels by Hamna Nasood Khan

عجیب گریہ زاری اور غم و غصہ تھا۔ رابعہ ہمیشہ کی طرح کچن تک محدود ہو گئی تھی۔ ثمرین باجی امی کے آگے رو رہی تھیں۔ اور حارث کرسی پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔ انہیں ان کے گھر سے لینے بھی وہی گیا تھا۔ صرف یہ سوچ کر کہ تھوڑے دن گزر جانے کے بعد شاید قیصر بھائی کو خود احساس ہو جائے گا۔ ویسے بھی وہ جتنا ان کے سامنے رہتیں، طعنے ہی سنتی رہتیں۔

"بڑی کو فون کیا ہے میں نے۔ وہ تو مجھ پر غصہ کر رہی ہے کہ حارث تجھے لایا ہی کیوں ہے۔ تھوڑی دیر تک آئے گی عباس کے ساتھ۔ کرتے ہیں پھر کوئی بات۔ نکالتے ہیں کوئی حل۔ تُو پریشان نہ ہو۔"

امی انہیں دلاسہ دے رہی تھیں۔ جب حارث انہیں گھر سے لینے کے لیے نکلا تھا تب ہی امی نے بڑی باجی کو فون کر دیا تھا۔ اس وقت عباس بھائی بھی دکان پر تھے ورنہ سیدھا پہنچ جاتے حارث کے پاس۔

"امی ضروری نہیں ہوتا کہ ہر بات کا حل آپ لوگ فوراً ہی نکالنا شروع ہو جایا کرو۔ کچھ دن رہنے دو ثمرین باجی کو یہاں۔ اور ان کی نند نے بھی کونسا ہمیشہ کے لیے رہنا ہے۔ دسواں کر کے چلی جائے گی وہ اپنے گھر۔ پھر پیچھے قیصر بھائی سے جب کچھ نہیں سنبھلے گا تو خود بلائیں گے ہمیں بات کرنے کے لیے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

اس کی سوچ کسی حد تک صحیح تھی۔

"بیٹیاں میکے میں بیٹھیں کسی ماں کو اچھی نہیں لگتیں۔اور تجھے کیا لگتا ہے کہ قیصر اتنا اچھا ہے کہ وہ خود تم لوگوں کو بلائے گا صلاح نامے کے لیے؟ یا ثمرین کو لینے آجائے گا؟"

امی حارث کی بات پر غصے سے بولیں۔

"قیصر کو یہ آج تک امی کبھی سمجھ ہی نہیں سکا ہے۔اس انسان کے ساتھ جتنے عذاب میں زندگی میں نے گزاری ہے نا یہ میں ہی جانتی ہوں۔"

وہ روئے جا رہی تھیں اور ان کا غصہ بھی حارث پر نکل رہا تھا۔

"تو باجی جب اتنے عرصے سے کہہ رہا ہوں میں کہ اس عذاب سے نکل آؤ...تو بھی تو نہیں مانتی نا آپ۔پھر جب رہنا ہی اسے بندے کے ساتھ ہے آپ نے تو اس کی ہم لاکھ برائی کر لیں لیکن مصلحت نکالنی ہی پڑے گی۔اور آپ کی وجہ سے ہمیں بھی قیصر بھائی کے آگے بہت بار جھکنا پڑا ہے۔اب بھی جھک کر بات کرنی پڑی تو کر لیں گے۔پر تھوڑے دن کا صبر کر لو آپ"

اور اب حارث کو بھی غصہ آچکا تھا۔ثمرین باجی کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔آواز اس کی اتنی اونچی تھی جتنی رابعہ نے آج تک کبھی سنی ہی نہیں تھی۔وہ تو کچن میں کھڑے ہوئے ڈرنے لگی تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

''دیکھ رہی ہو... امی؟ کیسے جتا رہا ہے یہ مجھے! اور ایک آپ ہی ہمیشہ ہم بہنوں کو کہتی آئی ہو کہ تمہارا باپ نہیں ہے تو بھائی کو باپ کی جگہ دیکھو۔ لیکن یہ تو منہ پہ ہی جتا رہا ہے کہ اس کا کتنا احسان ہے میرے اوپر۔ ابو ہوتے تو میرے سر پہ ہاتھ رکھتے، مجھے چپ کرواتے لیکن یہ ابو کی جگہ کبھی نہیں لے سکتا۔''

حارث کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ گردن سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ اور دور کہیں اندر کچھ کرچی کرچی ہو گیا تھا۔

''اچھا تو بھائی کے لیے تو ایسا نا بول!''

امی نے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔ وہ اونچا اونچا رونے لگیں۔ اور حارث وہاں کمرے سے نکلا۔ رابعہ کو سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آئی تو اس نے فوراً چولہا بند کیا۔ پھر اوپر بھاگی۔

''آپ انہیں اس طرح سے قیصر بھائی کے کہنے پر لے آئے ہیں تو وہ بہت پریشان ہو گئیں ہیں۔ کوئی بھی عورت نہیں چاہتی کہ اس کا گھر ٹوٹے۔ وہ بس اپنے دکھ میں آپ کے لیے ایسا کہہ رہی ہیں۔ آپ ان کی باتیں دل پہ مت لیں۔ آپ تو انہیں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ عام حالات میں بھی اتنا کچھ جتا دیتیں ہیں تو ابھی تو پھر وہ پریشانی میں ہیں۔''

Novels by Hina Masood Khan

رابعہ نے ڈرتے ڈرتے حارث کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ حارث سر جھکائے بیٹھا تھا۔ گہرے سانس لے رہا تھا۔ ایک ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی۔ اور چہرہ بھی آنکھوں کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"نیچے جا کر کھانا بناؤ تم، بڑی باجی کے ساتھ بچے بھی آئیں گے۔ پھر اس حساب سے دیکھ لو جو بھی ٹھیک لگے بنالو۔ اور مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا رہنے دو۔"

رابعہ سے بات کرتے ہوئے بھی نہ اس نے سر اٹھایا تھا، نہ ہی ٹانگ ہلنا بند ہوئی تھی۔ رابعہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"کھانا بن جائے گا۔"

اس کے کندھے سے ہاتھ اس کے بازو پر کیا۔ بازو تھاما۔ کندھے سے سر ٹکا دیا۔ دوسرے ہاتھ کو دھیرے سے اس کی پیٹھ پر پھیرنا شروع کیا۔

گہرے سانسوں کی آواز دھیرے دھیرے کم ہونے لگی تھی۔ معمول کے سانس واپس آ رہے تھے۔ ٹانگ ہلنا بھی بند ہو گئی تھی۔

"میری آدھی زندگی گزری ہے ان سب کے لیے ابو کا کردار نبھاتے ہوئے۔ نہ میں اسے اپنی مجبوری کہوں گا، نہ کسی نے میرے ساتھ کوئی زبردستی کی تھی۔ لیکن... میں خود یہ بات سمجھتا تھا کہ میری بہنیں میری ذمہ داری ہیں۔ اس گھر کو امی کے مطابق چلانا بھی

Novels by Hamna Masood Khan

میری ذمہ داری ہے۔اور اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے کبھی بھی میں نے بدلے میں کوئی تمغہ نہیں چاہا۔ لیکن یہ بھی نہیں چاہا تھا کہ اتنے سالوں کی محنت اور کوشش کا صلا یوں ملے۔"

"میں کہہ تو رہی ہوں کہ ثمرین باجی نے وہ بات اپنے دکھ میں کہہ دی ہے۔جب وہ نارمل ہونگی تو انہیں خود احساس ہو جائے گا کہ انہیں وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔"

حارث کے کندھے سے سر اٹھایا پھر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔اور وہ نیچے کارپٹ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"ان سب کو کبھی بھی احساس نہیں ہو گا کہ ان کے پیچھے میں نے اپنی جوانی ماری ہے۔"

اس نے رابعہ سے نہیں کہا۔بس دل میں ہی جیسے خود سے شکوہ کیا۔

"اب ٹھیک ہوں میں، جاؤ نیچے تم کھانے کی تیاری کرو، رابعہ۔"

اس نے کوشش کی کہ چہرے پر ہلکی مسکراہٹ لا سکے۔پھر رابعہ کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں تھامیں۔ہاتھ کی پشت پہ اپنا انگوٹھا پھیرا۔

کنڈی کھٹکنے کی آواز آئی تو رابعہ اٹھ گئی۔

"میں پھر جاتی ہوں کھانے کے لیے۔آپ پکی بات ہیں نا کہ ٹھیک ہیں؟"

وہ دیکھ رہی تھی کہ اس کا گھٹنا پھر سے ہلنا شروع ہو گیا ہے۔

Novels by Hamna Wasool Khan

"ہاں ٹھیک ہوں۔"

"آپ آرہے ہیں نیچے؟"

رابعہ شیشے کے سامنے آئی۔اپنا دوپٹہ ٹھیک سے لیا۔

"میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔تم ان سے اندر جا کر مل لینا۔ورنہ وہ بھی پھر گلا کریں گی۔ عباس بھائی ہوئے تو انہیں چائے کا پوچھ لینا۔"

رابعہ نے گردن ہلائی۔ سمجھ رہی تھی کہ وہ آج کے دن بالکل بھی نہیں چاہتا کہ کوئی اس پر بات کرنا شروع کر دے۔ بالکل سکت نہیں بچی تھی کہ وہ رابعہ کی طرف داری میں پھر کچھ کہتا۔

"مجھے اپنے احسان جتا کر اپنے کمرے میں گیا ہے۔ پیچھے پیچھے فوراً اس کی بیوی بھی چلی گئی پھر۔"

بڑی باجی کے پوچھنے پر امی جواب دیتیں تو شاید ایسا جواب نہ دیتیں۔پہلے انہوں نے عباس بھائی کے لیے کرسی کھینچ کر رکھی۔ پھر اپنا برقعہ اتارنے لگیں۔بچے راستے سے پاپ کارن خرید کر لائے تھے۔اور اب اندر باہر ہوتے ہوئے وہ کھا بھی رہے تھے، گرا بھی رہے تھے۔

Novels by Hamna Hassan Khan

''آجائے گا ابھی نیچے، دروازہ بجنے کی آواز تو پہنچ ہی گئی ہو گی اس کے کمرے تک۔''

''شائز کو بھیج کر بلوا لیتے ہیں اسے، عباس بھائی اس سے بات ہی تو کرنے آئے ہیں۔''

اور ثمرین باجی کو ہر بات کی جلدی تھی۔ شائز دروازے پہ کھڑا تھا۔ شوز پہن کر اس کے آدھے پاؤں کارپٹ پہ ہی تھے۔ رابعہ اس کے ساتھ سے ہو کر اندر آئی۔

''آجائے گا... ابھی ویسے بھی اذان ہو جائے گی تھوڑی دیر میں مغرب کی۔''

رابعہ کو دیکھتے ہوئے عباس بھائی چہرے پر فوراً مسکراہٹ لے آئے۔

''ابھی ہم تم دونوں کی ہی بات کر رہے تھے۔''

''اسلام و علیکم!''

رابعہ نے بھی پہلے عباس بھائی کے آگے سر کیا کیوں کہ وہ ہمیشہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے تھے۔ پھر بڑی باجی سے ملی۔ امی کو دیکھا تو ان کے چہرے پر پریشانی تھی۔ اور ثمرین باجی کو دیکھا تو ان کے چہرے پر غصہ تھا۔

''یہ بس آ رہے ہیں تھوڑی دیر میں نیچے، میں چائے رکھتی ہوں آپ سب کے لیے۔''

''ہم سب کی مت بناؤ۔''

بڑی باجی اپنا برقعہ کھڑکی کے دروازے سے لٹکا رہی تھیں۔ رابعہ نے انہیں دیکھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"بچے چیز کھا رہے ہیں اور میرا بالکل دل نہیں ہے۔ان کے ابو کو بنا دو، یہ تو کسی صورت چائے سے انکار نہیں کرتے۔اور تم لوگ اپنی دیکھ لو۔"

عباس بھائی بھی مسکراتے ہوئے ہاں کر رہے تھے۔

جتنی دیر وہ وہاں کھڑی رہی ثمرین باجی اسے مسلسل گھور رہی تھیں۔ان کی نظریں بے حد عجیب تھیں۔غصے کے علاوہ ان نظروں میں اور بھی بہت سے تاثرات تھے جنہیں وہ پہچان کر بھی نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اپنے ماموں کو کہو کہ مامی بلا رہی ہیں، چائے رکھی ہے ان کی میں نے۔"

چائے رکھتے ہی اس نے عائش کو اوپر بھیج دیا تھا۔اور جب تک چائے بنی تب تک حارث نیچے بھی آ چکا تھا۔

"امی یہ جو بچے بھی ثمرین کے ساتھ نہیں آئے ہیں نا یہاں سے بات خراب ہو جاتی ہے۔ ہم زرا بات کرتے ہوئے کچھ بھی نہیں جتا سکتے کیونکہ جب بچوں نے کہہ دیا ہے ہمیں ماں کے ساتھ نہیں جانا، اور پھر قیصر نے بھی ثمرین کو بھیج دیا ہے تو ایسے میں ہمیں عاجزی کے ساتھ ہی بات کرنی پڑے گی۔"

پھر سے سر پکڑ کر ثمرین باجی رو رہی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن باجی عاجزی کے ساتھ اگر ہم جھک کر بھی ابھی بات کریں گے تو کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔امی اور ثمرین باجی سمجھ ہی نہیں رہیں کہ ابھی ان کی نند نے کچھ دن رہنا ہے۔ جب وہ چلی جائے گی تب ہم آرام سے قیصر بھائی سے بات کر سکتے ہیں۔تب تک بچوں کو بھی ماں کی یاد آجائے گی۔"

حارث بات کرتے ہوئے کمرے میں آیا۔عباس بھائی کھڑے ہوئے۔ان سے ملا۔

"ماموں کو کرسی رکھ کر دو، شائز۔"

اور بڑی باجی نے ایک رعب دار آواز لگائی اور وہ حارث کے بیٹھنے کے لیے کرسی برامدے سے اٹھا کر لے آیا۔

"لیکن اس کے لیے تو اتنے دن بچوں کے بغیر رہنا مشکل ہے، حارث۔تُو کونسا ایک ماں کا دکھ سمجھ سکتا ہے۔"

اب امی سے یہی سننا رہ گیا تھا۔

اس نے ضبط سے اپنی نظریں عباس بھائی کی طرف کیں۔

"چلو... عباس بھائی آپ بتاؤ۔آپ تو مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے قیصر بھائی کو جانتے ہونا۔آپ کو لگتا ہے کہ اگر ہم رات ہی ان کی طرف چلے جائیں، وہاں منت سماجت بھی کر لیں تو کیا وہ ثمرین باجی کو لے جائیں گے آکر؟"

Novels by Hamna Yasood Khan

"امی جی... اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس کی والدہ کا انتقال ہوا ہے۔ ماؤں کا دکھ ہوتا بھی بہت بڑا ہے۔ پھر وہ جنازے پر بھی شریک نہیں ہو سکا۔ گھر آیا تو بہن نے اپنے غم میں جو کہا اس نے اسی پہ یقین کیا۔ اور جب سے یہ ثمرین کی ساس کا آپریشن بگڑا تھا تب سے ہی ہم سب جانتے ہیں کہ سارے ہی ثمرین کے خلاف ہو رہے تھے۔ ابھی میں تو کہتا ہوں کہ پہلے اس کی نند کو جانے دو۔ قیصر اکیلا ہو گا تو ہم کریں گے اس سے بات۔ باقی آپ بڑی ہو، آپ کہو گی تو مجھے بات کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آگے بھی آپ کے سامنے ہی ہے کہ کتنی بار قیصر کے آگے جھک کر ثمرین کے مسئلے نمٹائیں ہیں ہم نے۔"

اب حارث نے ثمرین باجی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اپنے چہرے پر ایک ایسا تاثر نہیں دیا تھا جس سے حارث اندازہ لگا پاتا کہ ثمرین باجی کو اب عباس بھائی کی بات بھی کسی احسان کی طرح لگی ہے۔

"یہ جو پھر یہاں رو رہی ہے عباس، یہ نہیں دیکھا جا رہا مجھ سے۔"

امی نے دکھ سے ثمرین باجی کو دیکھا۔ اور بڑی باجی نے اٹھ کر انہیں اپنے ساتھ لگایا۔ اتنے میں رابعہ چائے لے آئی۔ اندر کا ماحول ایسا تھا کہ حارث نے اسے دیکھے بغیر اس کے ہاتھ سے ڈش لی تھی۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہاں کھڑے ہونا کونسا مناسب تھا۔

"قیصر نے جانا کب ہے واپس؟"

Novels by Hania Nasood Khan

بڑی باجی پوچھ رہی تھیں۔

''اس نے اس سال چھٹی تو آنا ہی تھا، میرے خیال سے ساٹھ دن کے لیے ہی آیا ہو گا۔''

عباس بھائی نے ڈش سے اپنی چائے اٹھائی۔اور چسکیاں بھر کر پینے لگے۔

''میں پھر یہی مشورہ دوں گی کہ زرا دس ایک دن ہم صبر کر لیتے ہیں۔''

ان کا بازو ثمرین باجی کے گرد لپٹا ہوا تھا۔اور ثمرین باجی نے یکدم ان کا حصار توڑا۔

''اور دس ایک دن میں کیسے بچوں کے بغیر رہوں گی؟میرا کوئی کیوں خیال نہیں کر رہا؟''

عباس بھائی کے سامنے بھی انہوں نے اپنی آواز اونچی کر لی۔

''حارث تو نے خود پوچھا تھا بچوں سے؟''

بڑی باجی نے بھی حارث سے غصے میں پوچھا۔ایسا تھا تو حیران کن ہی کہ بچوں نے ماں کے ساتھ آنے سے انکار کر دیا تھا۔

''باجی قیصر بھائی نے مجھے فون کر کے بلایا اور کہا کہ اپنی بہن کو آ کر لے جاؤ، میں فی الحال اس گھر میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔یہ بات ایسے اس لیے بتا رہا ہوں کیوں کہ قیصر بھائی نے ثمرین باجی کے سامنے ہی سپیکر پر رکھ کر مجھے کال کی تھی۔جب میں وہاں گیا تو بچے اپنے کمرے میں تھے۔افسوس کے لیے کچھ لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ثمرین باجی بیگ تیار کر کے بیٹھیں تھیں۔میں نے ان سے پوچھا کہ بچے نہیں چل رہے ساتھ تو وہ مجھے

Novels by Hamna Yasoob Khan

بچوں کے کمرے میں لے گئے۔اور بچوں نے خود کہا کہ ہمیں اپنے بابا کہ ساتھ رہنا ہے۔ آپ ہماری مما کو لے جائیں۔"

بڑی باجی کے سامنے اس نے پوری بات رکھی۔ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ یہاں سے باہر جاتا اور ثمرین باجی کوئی اور مدعا بنا دیتیں۔

"سینکڑوں جتن کر کے اولاد کو پال پوس کر بڑا کیا میں نے! ان کے باپ کا کیا تھا کہ کمانے کے نام پہ ساری زندگی باہر عیاشیاں ہی کرتا رہا۔اور اولاد بھی ایسی دوغلی کہ باپ کی پتہ نہیں کونسی محبت انہیں اٹڈ آئی ہے۔جس ماں کے ساتھ رہے اب انہیں اسی ماں کے ساتھ نہیں رہنا۔"

پھر سے گریہ زاری شروع ہو گئی تھی۔

"رہنا بھی انہیں کہ ساتھ ہے غلط بھی انہیں ہی بولنا ہے۔"

حارث نے لمبی سانس اندر کھینچی۔کچھ بھی غلط بولنے سے خود کو باز رکھا۔اتنے میں مغرب کی اذان بھی شروع ہو گئی۔عباس بھائی نے حارث کو نماز کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ گیا۔

"عرصے بعد باپ کو دیکھا ہے اس لیے ابھی کہہ رہے ہونگے کہ انہیں ادھر ہی رہنا ہے۔ لیکن اس بات کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انہیں اپنی ماں سے محبت نہیں ہے۔ماں سے جو محبت ہوتی ہے وہ کبھی بھی دل سے نہیں نکل سکتی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

بڑی باجی اندر انہیں حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ عباس بھائی باہر سیڑھیوں پر جا کر ٹھہر گئے۔ اور حارث کچن کے دروازے تک آیا۔

"کیا بنا رہی ہو کھانے میں؟"

"چکن پڑا تھا، میں نے وہی فریج سے نکالا ہے۔"

بگڑے تاثرات کے ساتھ رابعہ اس چکن کو بھون رہی تھی۔ کچن کے علاوہ اگر اس کی کوئی اور مصروفیت ہوتی تو اس وقت وہی کر رہی ہوتی۔ لیکن گھر کا ماحول جیسا بھی ہو کھانا بنا کر دینا تو اس کی ذمہ داری بن چکا تھا۔

"مصالحے کا پیکٹ ڈال کر سالن سا بنا لوں گی۔ آٹا گوندھا ہوا رکھا ہے اور ساتھ تازہ روٹی بن جائے گی۔ کچھ خاص اہتمام کرنا ہے تو آپ بتا دیں، مجھے سمجھ نہیں آ رہا زیادہ۔"

کیا پتہ ایسے ماحول میں بھی اگر بیٹیاں اکٹھی ہوئی تھیں تو امی کھانے کے معاملے میں کمی و پیشی پر اس کو سنا دیتیں۔

"سب کو پورا ہو جائے گا چکن؟"

حارث کچن کے اندر رہوا۔ پھر اس نے کڑاہی میں جھانکا۔

"شوربہ رکھ لوں گی۔"

وہ سنک سے لگ کر کھڑی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"آلو ڈال لو اس میں اگر ہیں تو، ورنہ میں آتے ہوئے لیتا آتا ہوں۔ اور مصالحے ڈال کر سالن چکھ لینا، رابعہ۔ سب ہیں تو کچھ اوپر نیچے نہیں ہونا چاہیے۔

پھر وہ کچن سے باہر ہو گیا۔

"پڑے ہیں آلو۔"

پھر وہ دوبارہ سے چکن بھوننے لگی۔

"بس ایک ہی دفعہ کھانے میں مرچیں تیز ہو گئیں تھیں۔ اور یہ اب تک نہیں بھولے ہیں۔"

"کھانے کا پوچھ رہا تھا میں، وقت سے بن جائے گا تو چلو اچھا ہو جائے گا۔"

پھر وہ عباس بھائی سے بات کرتے ہوئے نماز کے لیے نکلا۔ جاتے ہوئے تو ان کے درمیان کم ہی بات ہوئی لیکن واپسی پہ حارث انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عباس بھائی بھی اس کی بات سے متفق تھے لیکن وہ یہی کہہ رہے تھے کہ جو امی کہیں گی انہیں وہی ماننا پڑے گا۔ ہر بار ایسا ہی تو ہوتا آیا تھا۔

"تم روٹی گھر پر بناؤ گی؟"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ پیڑے بنا کر رکھ رہی تھی۔ شیلف پر ڈھیر لگا چکی تھی۔ کھانا سب نے ساتھ کھانا تھا اس لیے پیڑے بہت زیادہ بن رہے تھے۔

"پیڑے پہلے بنا کر رکھ رہی ہوں، پھر بس سالن تیار ہے، جب سب نے کھانا ہو گا تو میں گرم گرم روٹی ڈال دوں گی۔"

"تم نے پیڑے بنا لیے ہیں تو ہم انہیں کی روٹی تندور سے لگوا لیتے ہیں۔"

بڑی باجی نے سٹینڈ سے ڈش لی۔ پھر اس میں ترتیب سے پیڑے رکھنے لگیں۔ رابعہ آٹے سے نیا پیڑہ بناتے ہوئے ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ کچن میں آ جایا کرتی تھیں۔ مدد بھی کروا دیتیں تھیں۔ اور کبھی کبھی پورے کھانے کی ذمہ داری لے لیتی تھیں۔

"حارث سے کہہ دوں گی، تندور پاس ہی ہے اور ان کا تو یہ دس منٹ کا کام ہے۔ تم نے نہیں لگوائی پہلے کبھی روٹی؟"

رابعہ نے ہاں ناں نہیں کی تھی۔ اس لیے اب وہ پوچھ رہی تھیں۔ ویسے بھی ان کے اپنے گھر تو اکثر ہی روٹی باہر سے لگ کر آتی تھی۔ تندور گھر کے سامنے تھا اور شائز ہی پیڑے بنوا کر چلا جاتا تھا۔ پر یہاں سے تندور دو گلی کے فاصلے پر تھا۔ اور حارث نے کبھی بھی گھر کے آٹے سے تندور کی روٹی نہیں لگوا کر دی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہ تو کہتے ہیں کہ انہیں تندور کی روٹی پسند ہی نہیں ہے۔اس لیے میں گھر میں ہی بناتی ہوں۔"

"تم یہ رکھو اس میں۔"

باجی نے اس کے ہاتھ سے آخری پیڑا لیا۔رابعہ تو اور بھی بنانے والی تھی۔

"اتنے پیڑے کافی ہیں؟"

بڑی باجی کا حساب اس سے زیادہ اچھا تھا۔اور انہوں نے سر ہلا کر بتایا تھا کہ وہ کافی ہیں۔

"سالن کیا بنایا ہے تم نے؟"

پھر انہوں نے کڑاھی کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا۔چمچ چلانے سے پہلے رابعہ سے پوچھا۔

"چکن بنا رہی تھی،انہوں نے کہا کہ آلو ڈال لو۔"

پھر بڑی باجی نے چمچ چلایا۔

"آلو تو بچے شوق سے کھا لیتے ہیں۔اب تم اس کو دوبارہ گرم کرتے وقت تھوڑا سا اور پانی ڈال لینا۔سب کو آرام سے پورا ہو جائے گا۔ اور آجاؤ کمرے میں،کب سے ادھر ہی ٹھہری ہو تم۔"

"ان کو روٹی کے لیے آپ خود کہہ دیں گی؟"

بڑی باجی کچن سے جا رہی تھیں۔باہر عباس بھائی اور حارث نماز سے واپس آ گئے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہ لو... یہ تو آ بھی گئے۔ ابھی کہہ دیتی ہوں۔"

حارث کے ساتھ ساتھ عباس بھائی بھی کچن کے قریب آ گئے۔

"کیا کہنا ہے؟"

حارث نے ساتھ میں آنکھوں سے اشارہ بھی کیا۔

"اس نے پیڑے بنا کر رکھ دیے ہیں، آپ لوگ یونہی چلتے چلتے جاؤ اور تندور سے روٹی لگوا آؤ۔ پھر مل کر کھانا کھاتے ہیں سب۔ رابعہ بڑا رومال رکھ کر دینا تم۔"

"اب ہم دوبارہ جائیں؟"

حارث کچن میں رابعہ کو دیکھنا چاہ رہا تھا پر دہلیز پر بڑی باجی کھڑی تھیں۔

"چلتے ہیں یار، تھوڑی اور باتیں کر لیتے ہیں۔"

عباس بھائی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اور ثمرین باجی ٹھیک ہیں؟"

امی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ورنہ وہ کچھ اندازہ کر لیتا۔

"نماز پڑھ کر لیٹ گئی ہے۔ ایک عورت کو جب صبح شام اپنا گھر اور بچے سنبھالنے کی عادت ہو تو اس کے لیے یہ سب بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ قیصر کو عقل دے۔ (آمین)"

Novels by Hamna Masood Khan

بڑی باجی امی کے کمرے میں جانے کے بجائے صوفوں والے کمرے کی طرف چلی گئیں۔ وہاں بچے کھیل رہے تھے۔ پھر وہ لوگ روٹیاں لگوا کر آئے۔ کھانا سب نے چپ چاپ کھایا۔ دستر خوان لگوانے اور اٹھانے میں تینوں بچوں نے رابعہ کی مدد کر دی تھی۔ اور اب وہ کچن میں دوبارہ کھڑی تھی تاکہ سب کی چائے بنائے۔ اس کام کے لیے اسے ہی حارث نے کمرے سے باہر بھیجا تھا، بچے بھی صوفے والے کمرے میں چلے گئے تھے کیونکہ اب اندر پھر سے ثمرین باجی کے موضوع پر بات ہونی تھی۔ اگر حارث اسے کہتا کہ وہ بھی کمرے میں رہے تو وہ رک سکتی تھی۔ لیکن اب سمجھ میں آ رہا تھا کہ وہ خود ہی اس کو اس معاملے سے دور رکھ رہا ہے۔ چائے بھی صرف ایک بہانا ہی تھی۔

جہاں عباس بھائی حارث سے کہہ چکے تھے کہ انہیں امی کا کہا ہی ماننا پڑے گا وہیں بڑی باجی نے حیران کن طور پر حارث کی بات سے اتفاق کیا تھا۔ پھر اندر کمرے میں یہی طے پایا کہ وہ ثمرین باجی کی نند کی واپسی کا انتظار کریں گے۔ اور اس کے بعد قیصر بھائی کے پاس خود جائیں گے، اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔

مئی کا مہینہ بھی معمول کے مطابق ہی شروع ہوا۔ جتنے دن سے ثمرین باجی یہاں تھی رابعہ کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ وہ ان کو نظر انداز کرے۔ جواب وہ دینے کی عادی

Novels by Huma Yasoob Khan

نہیں تھی اور ان کے تلخ الفاظ کو سر پر سوار کر کے بھی اس کے اپنے لیے ہی مشکل پیدا ہوتی تھی۔ پھر بھی وہ نوٹس کرتی تھی کہ ثمرین باجی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں تھیں۔ وہ سامنے ہوتی تو اسی کو ہی کچھ نہ کچھ کہتی رہتیں، وہ سامنے سے ہٹ جاتی تو اپنے بچوں کو یاد کر کے روتیں بھی اور انہیں برا بھلا بھی کہتی۔

اسی ہفتے رابعہ کی سالگرہ بھی تھی۔ اور یہ وہ واحد تاریخ تھی جسے حارث نے یاد رکھا ہوا تھا۔ پر گھر کا ماحول ایسا تھا کہ جو اس نے سوچا تھا وہ بالکل بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بار بار دماغ میں یہی آ رہا تھا کہ اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ اس کو اس کے گھر والوں سے ملوانے لے جائے گا۔ اس سے بڑھ کر وہ رابعہ کو کوئی اور بڑا تحفہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور جانتا بھی تھا کہ رابعہ اسی پر خوش ہو جائے گی۔

پر اب وہ کیا کرے؟

دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے ہوئے اس نے گہری سانس لی۔ ڈائری بند کی۔ اور پھر لیٹ گیا۔

رابعہ پہلے سے ہی سو رہی تھی۔ اس نے آج مشین لگائی ہوئی تھی اور تھکان بہت ہو گئی تھی۔ اس لیے آج حارث سے اس نے خود ہی کہہ دیا تھا کہ وہ کمرے میں جاتے ہی سو جائے گی تاکہ نیند پوری ہو سکے۔ وہ سمٹ کر لیٹتی تھی۔ گال کے نیچے اپنا ہاتھ دبا کر۔ اور

Novels by Hamna Masood Khan

دوسرے گال پر چلتے پنکھے کی وجہ سے کچھ بال بار بار اڑ کر آ رہے تھے۔ نیند میں رابعہ ان سے تنگ نہیں ہو رہی تھی پر حارث کو وہ الجھن میں ڈال رہے تھے۔ اس نے وہ بال اس کے چہرے سے ہٹائے۔ اس کے کان کے پیچھے کیے۔ پھر اسے دیکھتے ہوئے ہی اپنی آنکھیں بند کیں۔

"حارث بھائی آپ نے پیسے نہیں بھیجے!"

مہینے کا شروع تھا۔ صبح اٹھتے ہی اسے راحیل کی طرف سے پیغام موصول ہو گیا تھا۔ آنکھیں ملتے ہوئے اس نے مسہری سے ٹیک لگائی۔ پھر میسج لکھا۔

"شام کو اُس دکان سے حساب لے کر بھجواؤں گا۔"

پھر وہ میسج راحیل کی طرف بھیج دیا۔ موبائل میز پر رکھا اور گردن رابعہ کی طرف ڈھلکائی۔ وہ تو رات کی طرح اب بھی گہری نیند ہی تھی۔

"ناشتے پہ دیر ہو جائے گی، رابعہ۔"

نیند سے اٹھنے کے باعث اس کی آواز کچھ بھاری سی تھی۔ لیکن وہ اپنی طرف سے پیار سے ہی جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"مجھے پتہ نہیں کیوں بہت نیند آئے جا رہی ہے۔ ابھی اتنا سو کر بھی لگ رہا ہے کہ جیسے کچی نیند اٹھ رہی ہوں میں۔"

اور رابعہ نے جیسے سوتے سوتے ہی اسے جواب دیا تھا۔ کھسک کر اس کے قریب بھی ہو گئی تھی۔

"جب انسان ضرورت سے زیادہ سوتا ہے تو ایسے ہی سستی اس کے دماغ پہ سوار رہتی ہے۔ چلو اٹھو شاباش... نیچے جا کر امی اور ثمرین باجی کا ناشتہ بناؤ۔ تب تک میں نہا کر آتا ہوں۔"

اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر حارث نے ہلکا سا دبایا۔ پھر ہلایا کہ وہ اٹھے۔

"ضرورت سے زیادہ نہیں سوئی ہوں میں۔ مجھے ضرورت ہی تھی کہ میں بہت زیادہ سوتی، کتنے دنوں سے ویسے بھی میری نیند پوری نہیں ہو رہی۔"

رابعہ نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

"دن بڑے ہو گئے ہیں تو تم ظہر سے عصر کے درمیان میں سو جایا کرو، اس وقت اتنا کوئی کام بھی نہیں ہوتا ہو گا۔ دن کو آرام کے لیے تو شاید میں نے تمہیں کبھی پہلے بھی کہا تھا۔

حارث نے ٹانگوں پر سے اپنا کھیس ہٹایا۔ پھر بیڈ سے اتر گیا۔

Novels by Hania Masood Khan

"آپ گھر پر نہیں ہوتے اس لیے آپ کو ابھی پتہ نہیں ہے کہ اس وقت کہیں نہ کہیں سے کوئی کام نکل ہی آتا ہے۔"

بات کے بیچ میں ہی اسے جمائی آگئی تھی۔ پھر بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔ حارث الماری سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔ اس بار رابعہ نے دو دن لگا کر اس کے آٹھ جوڑے استری کر کے رکھ دیے تھے۔ اس کے علاوہ بھی وہ دیکھ رہا تھا کہ گھر پر اب بجلی کا استعمال پہلے سے کم ہو رہا ہے۔ بے وقت کی کوئی مشین نہیں چلتی تھی۔ اس موسم میں پنکھے استعمال ہو رہے تھے اور وہ اپنے کمرے کا پنکھا تو تب ہی چلاتی تھی جب حارث کے ساتھ اوپر آتی تھی۔ بجلی کے بل کو کنٹرول کرنے کے یہ حربے حارث سمجھتا تھا کہ رابعہ کے ہی ہیں۔

"میں گھر پر ہوتا نہیں ہوں اسی لیے تو تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اس وقت کی اپنی کوئی ترتیب تم خود بناؤ۔ کام تو انسان کے کبھی ختم نہیں ہوتے۔"

"کام تو بہوؤں کے کبھی ختم نہیں ہوتے۔"

وہ بڑبڑائی۔

"Being bahu is a completely different story."

کمرے میں پنکھا چل رہا تھا اسی لیے حارث تک اس کی بڑبڑاہٹ نہیں پہنچی۔

"اب جانا ہے تم نے باتھروم؟ یا میں نہانے چلا جاؤں؟"

Novels by Hamna Yasoob Khan

ہینگر سے وہ کپڑے اتار چکا تھا۔ رابعہ چھت پہ چلتا پنکھا گھور رہی تھی۔

"مجھے ہو لینے دیں پہلے۔"

پھر وہ جب فریش ہو کر نکلی تو چہرے پر کریم لگانے ٹھہر گئی۔ حارث کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"چلیں ٹھیک ہے، میں انتظار کروں گا۔ آپ کو بتایا تھا نا کہ پانچ تاریخ کو میں نے یہاں گھر کی قسط دینی ہوتی ہے۔ اس لیے سوچا آپ کو یاد دلا دوں۔ آپ بھی مصروف رہتے ہیں اسی لیے مجھے لگا کہ کہیں آپ کے دماغ سے ہی نہ نکل گیا ہو۔"

رابعہ چہرے پر کریم ملتے ہوئے میز تک جانے لگی تھی۔ آگے کبھی اس نے حارث کے موبائل پر آتے میسج نہیں دیکھے تھے۔ پر ابھی وہ میسج دیکھنے کے لیے ہی بڑھ رہی تھی۔ لیکن دو قدم اٹھانے کے بعد اس کی نظر گھڑی پر گئی تو اس نے سر پر دوپٹہ لے لیا۔

"میں نیچے جا رہی ہوں، آپ آ جانا پھر۔"

اور اچھا ہی ہوا کہ اس نے میسج نہیں دیکھا۔ ورنہ صبح کا رخ ہی بدل جاتا۔

"مجھے آئے ہفتہ ہو گیا ہے، امی۔ اور اب تک تو دسواں بھی ہو ہی گیا ہو گا۔ آپ حارث سے کہو نا کہ آج قیصر سے بات کرے۔ میرا تو نمبر بھی نہیں اٹھاتے وہ۔ بچوں سے بھی ایک بار

Novels by Hania Masood Khan

میری بات نہیں ہوئی۔ پتہ نہیں کیسے سب اپنا دل پتھر کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ میرا درد کسی کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔"

خیر... فی الحال روز کی طرح ہی اسے ان کی باتیں سننے کو ملیں۔ اسے ان سے ہمدردی بھی ہوتی تھی۔ لیکن وہ اس کی ہمدردی کا بھی غلط مطلب نکال کر بات کو کہیں اور ہی لے جاتی تھیں۔ اور اس کے لیے سب سے زیادہ مشکلات بھی وہی پیدا کرتی تھیں۔ اس لیے دور دور رہنا بہتر تھا۔

"میں ناشتہ بنا کر لا رہی ہوں بس آپ کا۔"

فریج سے آٹا لے کر وہ دو لمحے کے لیے امی کے کمرے میں گئی اور پھر کچن میں آ گئی۔ کچن تو اس کا آدھا گھر بن چکا تھا۔ جتنا وقت وہ نیچے ہوتی تھی یہیں رہتی تھی۔

"میری برتھ ڈے آنے والی ہے۔ لیکن گھر کا ماحول ایسا ہے کہ میں ان سے کچھ ایکسپیکٹ بھی نہیں کر سکتی۔ مجھے تو لگتا ہے کہ انہیں تاریخ تو ویسے بھی یاد نہیں ہو گی۔ اب میں یاد دلاؤں گی تو کیا بھروسہ کہہ دیں کہ میری بہن کا اتنا مسئلہ بنا ہوا ہے اور تمہیں اپنی سالگرہ منانے کی پڑی ہے۔"

کچن میں اب بڑی گرمی ہو جاتی تھی۔ اسی لیے اس نے سنک کے سامنے کی کھڑکی پوری کھول دی۔ ایگزاسٹ فین نہیں تھا ورنہ اس سے بھی کافی فرق پڑ سکتا تھا۔ جب وہ آٹھ بجے نیچے

آتی تھی تو آدھے صحن میں تب ہی سے دھوپ پھیلی ہوتی تھی۔اسی لیے ان کے کمرے میں بھی گرمی کا حال بہت زیادہ تھا۔پر تیز پنکھا چلا کر رات گزر ہی جاتی تھی۔

"لیکن اس سب ماحول سے مجھے اب پہلے سے زیادہ بے زاری ہونے لگی ہے۔روز روز ان کی باتیں سن کر عجیب لگنے لگا ہے۔سارا دن بیٹھ کر ثمرین باجی اپنے بچوں تک کی برائیاں کرتی رہتی ہیں لیکن کہنا یہ چاہ رہی ہوتی ہیں کہ انہیں اپنے بچے یاد آرہے ہوتے ہیں۔اور بے شک قیصر بھائی ایک اچھے شوہر نہیں ہونگے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ بیوی کو اپنے گھر والوں کے سامنے اس کے لیے ایسے بات کرنی چاہیے جیسے باجی کرتی ہیں۔اپنے اسی طریقے کی وجہ سے باجی مجھے پھر مظلوم نہیں لگتیں۔سارا دن میرے لیے کام بھی تو کتنا بڑھا دیتیں ہیں۔میرے بنائے ہوئے کھانے میں انہیں کبھی کس چیز کی اور کبھی کسی چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے۔کل بھی تو کہہ رہی تھیں کہ تم آٹے میں نمک تیز ڈالتی ہو۔ حالانکہ میں ہمیشہ سے اتنا ہی ڈالتی آئی ہوں۔"

قمیض کے بازو فولڈ کر کے وہ پیڑے بنا رہی تھی۔دوپٹہ اب سر پر نہیں تھا۔اس نے گلے میں ڈال کر ایک طرف سے گرہ لگا لی تھی۔اور بالوں کا اونچا جوڑا بنا ہوا تھا۔پھر بھی سر پہ آتا پسینہ اس کی پچھلی گردن پہ بہہ رہا تھا۔

"کتنی دیر ہے تمہارے ناشتے کو بھئی؟امی کو بہت بھوک لگ رہی ہے۔"

Novels by Hina Yasoob Khan

مدد کے لیے نہ سہی پر اسے جتانے کے لیے وقتاً فوقتاً ان کا چکر کچن کی طرف لگ ہی جاتا تھا۔

حارث بھی پیچھے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے آرہا تھا۔نہادھو کر آیا تھا اس لیے تروتازہ محسوس کر رہا تھا۔

''ابھی پانچ منٹ پہلے ہی تو ان کو کہہ کر آئی ہوں کہ لا رہی ہوں ناشتہ۔''

رابعہ جہاں کھڑی تھی وہیں رہی۔اور ثمرین باجی دہلیز چڑھ کر اندر ہو گئی تھیں۔

''تم نے تو تو اتک نہیں رکھا ہوا چولہے پر!''

چولہا جل رہا تھا لیکن اس نے تو اجان کر ہی نہیں رکھا تھا۔ورنہ دھواں اکٹھا ہو جانا تھا۔ابھی پہلے وہ پیڑے بنانے والی تھی۔پھر اس کے بعد رکھتی توے کو۔اور پھر ساتھ ساتھ پراٹھے بناتی جاتی۔

''بس اب رکھوں گی۔''

رابعہ نے شیلف کے آگے سے ہٹ کر انہیں دکھایا کہ وہ پہلے سب کے پیڑے بنا رہی تھی۔

''میری ساس کا ناشتہ جب میں ایسے لیٹ کر دیتی تھی تو ٹھک سے شکایت دبئی پہنچ جاتی تھی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اب ثمرین باجی حارث کو دیکھتے ہوئے سنا رہی تھیں۔ حارث بھی برامدے میں ٹھہر کر گھڑی دیکھ رہا تھا۔ ایسی تو کوئی دیر نہیں ہوئی تھی جس پر وہ کچن کی دہلیز پر ہی ٹھہر گئیں تھیں۔ ایسے جیسے وہ یہاں سے اپنا ناشتہ لے کر ہی اب اندر جائیں گی۔

"تم تو آجایا کرو آرام سے لیکن اسے زرا پہلے بھیج دیا کرو۔ بھئی کتنی دیر سے ہم اٹھے ہوتے ہیں اور ناشتے کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ پھر یہ آٹھ بجے کے بعد آتی ہے اور اتنا سست ہاتھ چلاتی ہے کہ بھوک سے جان نکلنے لگ جائے۔ میری تو خیر ہے لیکن اسے امی کا تو خیال رکھنا چاہیے۔"

رابعہ نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر نہیں کہہ رہی تھیں۔ یقیناً حارث نیچے آگیا تھا۔ اور یہ سب اسے سنایا جا رہا تھا۔

"تم کل سے پونے آٹھ تک نیچے آجانا، رابعہ۔ امی اور باجی تھوڑا جلدی اٹھ جاتیں ہیں اب تو انہیں بھوک لگ رہی ہوتی ہے۔"

رابعہ نے بمشکل کوشش کی کہ وہ اپنے چہرے کے تاثرات برقرار رکھے۔ اور بمشکل خود کو کسی بھی قسم کے جواب سے باز رکھا۔ ورنہ اندازہ تھا اسے کہ منہ سے کچھ نکلا تو وہ اچھا نہیں

Novels by Hamna Masood Khan

نکلے گا۔اور حارث بھی مزید کچھ کہے بغیر اندر چلا گیا۔میز کھینچی۔اور خبروں کے لیے ریموٹ اٹھالیا۔

"آج تُو عباس کو فون کر اور شام کو وقت نکال کر اس کے ساتھ قیصر کی طرف جا۔دن پہ دن گزرتے جا رہے ہیں، دسواں بھی اب تک ہو ہی گیا ہو گا۔چلی گئی ہو گی اس کی نند بھی جس کی وجہ سے یہ ساری آگ لگی ہے۔ثمرین کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اب تجھے سنجیدگی دکھانے کی ضرورت ہے۔"

ثمرین باجی کی سن سن کر امی کا اپنا لہجہ بھی تلخ اور منفی سا ہو گیا تھا۔وہ بھی حارث کو جتا کر بات کر رہی تھیں۔

"عباس بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ پہلے ان سے خود بات کریں گے، اور اگر قیصر بھائی بات سننے اور سمجھنے کے موڈ میں ہوئے تو پھر وہ مجھے بلا لیں گے۔"

لیکن حارث نے بات کرتے ہوئے تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔

"وہ نہ سننا چاہے، نہ سمجھنا چاہے لیکن تیرا کام بنتا ہے کہ تو فکر سے خود اس سے بات کر!"

اب تو وہ حکمیہ انداز میں کہہ رہی تھیں۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"امی آپ کو پتہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر میں منت سماجت بھی کر لوں گا۔ اگر ابھی عباس بھائی کے کہنے پر رکا ہوا ہوں تو اس کے پیچھے کوئی تو وجہ ہو گی ہی۔ لیکن آپ لوگوں کو ہر بات کی جلدی ہوتی ہے۔"

ثمرین باجی کو تو اس کی بات اب چبھ گئی۔ ان کی نظر میں حارث انہیں لارے لگا رہا تھا۔

"کیا وجہ ہے؟ بتا دے پھر ہمیں۔"

ثمرین باجی نے کرسی حارث کی طرف موڑ لی۔ رابعہ اب ان کے آگے ناشتہ لگا رہی تھی۔ یہ ماحول دماغ پہ اثر کرنے لگا تھا۔

"باجی آپ بس ایک دو دن اور دے دو ہمیں۔ جو بھی بات ہو گی ان سے میں آپ لوگوں کو خود بتاؤں گا۔ فی الحال ناشتہ کرو آپ لوگ۔"

پھر حارث تو دکان پہ چلا گیا لیکن پیچھے یہی بات زیرِ بحث رہی کہ اب ایسی بھی کیا وجہ ہے کہ حارث ایک دو دن اور مانگ رہا ہے۔

رابعہ برآمدے میں کپڑا لگا رہی تھی۔ پنکھا تیز چل رہا تھا۔ اور اسے اپنے گھر سے فون آیا۔ امی سے بات تو تھوڑی سی ہی کی لیکن وہ ایموشنل ہو رہی تھی۔ انہیں گئے ڈیڑھ مہینہ ہو گیا تھا۔ اور اب ان سے ملنے کا شدت سے دل کرنے لگا تھا۔ اس ماحول سے نکل کر وہ

Novels by Hamna Masood Khan

تھوڑی دیر کے لیے بھی کہیں اور جا نہیں سکتی تھی۔ اور نہ ہی حارث کی عادت ایسی تھی کہ کبھی وہ اسے گھمانے پھرانے ہی لے جائے۔

بیچ میں اسے حارث کا فون آیا لیکن اس نے نہیں اٹھایا۔ سب کو کھانا دے کر، برتن سمیت کر جب تک وہ کمرے میں آئی تب پونے تین ہو رہے تھے۔ صبح حارث کہہ بھی رہا تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیان وہ چاہے تو سو جایا کرے۔ اب اس کا ارادہ لیٹنے کا ہی تھا۔ موبائل کو سائلنٹ کیا۔ عصر کے وقت کا الارم لگایا۔ ٹانگیں چھوٹی کر کے وہ لیٹ گئی۔ تیزی سے چلتا پنکھا بھی گرمی کا اثر ذائل نہیں کر رہا تھا۔ اس وقت چھت تپ رہی ہوتی تھی۔

عصر کی نماز پڑھ کر جب وہ نیچے آئی تو چولہے پر کوکر پہلے سے ہی چڑھا ہوا تھا۔ سیٹی چل رہی تھی۔ کچن میں دیکھ کر وہ امی کے کمرے میں گئی۔

"آپ نے دال چڑھائی ہے؟"

نماز کی طرح لیا دوپٹہ اس نے ابھی تک نہیں کھولا تھا۔

"ظاہر ہے تم تو اچھی سوتی بنی!"

اسے امی سے ایسے انداز میں دیئے گئے جواب کی زرا امید نہیں تھی۔ ثمرین باجی کہتیں تو اور بات تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں نے عصر کے بعد ہی کھانا رکھنا تھا، کھاتے بھی آٹھ بجے تک ہی ہیں تو تب تک آرام سے بن جانا تھا۔"

بدلے میں اتنا جواب تو وہ دے ہی سکتی تھی۔

"کیسے زبان چلا کر گئی ہے آپ کے آگے، امی۔ شکل سے ہی معصوم لگتی ہے لیکن اب پوری سوری ہوتی جا رہی ہے۔ ایک تو آپ نے کوکر چڑھا کر اس کے لیے کام آسان کر دیا اوپر سے سنا بھی یہ آپ کو ہی رہی ہے۔"

وہ کچن تک چلی گئی تھی۔ لیکن واپس آئی تھی۔ کیونکہ اسے جاننا تھا کہ سیٹی کتنی دیر پہلے چلی تھی۔ پر اب وہ جانے بغیر دوبارہ واپس کچن میں بھی چلی گئی تھی۔ اپنے ہی اندازے سے کھانا بنایا۔ پھر سب کو چائے بنا کر دی۔

"تم نے امی سے کیا بدتمیزی کی ہے؟"

پھر کھانے کے بعد جب وہ کمرے میں گئے تو خلافِ معمول حارث نے اس سے باز پرس شروع کر دی۔

"کونسی بدتمیزی؟"

اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ اپنے بالوں کو جوڑے سے کھول کر وہ ان کی چٹیا بنا رہی تھی۔ لیکن اب اس کے ہاتھ رک گئے تھے۔

Novels by Hamna Tasooq Khan

''یاد کرو، کچھ تو ایسا کہا ہے تم نے کہ شکایت مجھ تک آئی ہے۔''

حارث بھی اپنا ٹراؤزر شرٹ کھونٹی سے اتار چکا تھا۔

''جب میں نے کچھ کہا ہی نہیں ہے تو میں مجرم کیسے بن جاؤں؟''

رابعہ نے چٹیا درمیان میں ہی چھوڑ دی۔ وہ ویسے بھی صبح سے بھری بیٹھی تھی۔ دونوں بھنوؤں کے درمیان میں بل دکھائی دے رہے تھے۔

''امی نے جب رات کے لیے کھانا پکنے کو رکھ دیا تھا تو تمہیں ان کو شکریہ کہہ دینا چاہیے تھا۔''

رابعہ کو تو اب یہ بھی سمجھ نہیں آئی کہ اس بات کی شکایت حارث تک پہنچی کب ہے؟ اور کیا یہ بات شکایت والی تھی بھی؟

''میں نے ان سے شکریہ نہیں کہا لیکن یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ میں انہیں کس حد تک اور کس قسم کا جواب دے سکتی ہوں۔ پھر بھی آپ کو اگر لگ رہا ہے کہ میں نے ہی ان سے بدتمیزی کی ہے کیونکہ اب آپ نیچے سے سن آئیں ہیں تو پھر آپ کے سامنے ہی ان سے میں معافی بھی مانگ لوں گی۔ باقی اللہ تو دیکھ ہی رہا ہے نا کہ کون کس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اس کا دفاعی انداز حارث کو پسند نہیں آیا۔ لیکن اسے بھی تو حارث کا بازپرس کرنا پسند نہیں آیا تھا۔

"بات کو تم کہاں سے کہاں لے کر جا رہی ہو، رابعہ؟"

اس نے بھی کپڑے بیڈ پر ہی رکھ دیا۔ رابعہ کے قریب آنے لگا۔ وہ سنگھار میز کے پاس کھڑی تھی۔ اب اسی جانب حارث کے قدم بھی اٹھ رہے تھے۔

"نہیں... اب آپ مجھ سے یہی چاہتے ہونگے نا کہ میں ان سے معافی مانگوں تو مانگ لوں گی میں معافی!"

دل میں اس کے اٹھتے قدموں سے ڈر پیدا ہونے لگا۔ لیکن چہرے کے تاثرات سے وہ ڈٹ کر کھڑی تھی۔

"میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم ان سے معافی مانگو؟"

پر حارث نے اس کے پاس جا کر پھر نرمی سے پوچھا۔

"کہا نہیں ہے لیکن آپ چاہتے یہی ہیں، ویسے بھی بنا غلطی کے معافی مانگ لینے سے میری شان میں کوئی کمی نہیں آجائے گی۔"

پر نرمی کا بھی رابعہ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تمہیں اندازہ ہے کہ تم اس وقت مجھ سے زبان چلا رہی ہو؟ کونسا روپ ہے یہ تمہارا جس سے ابھی تک میں ناواقف تھا۔"

اس نے پہلے سوال کیا۔ پھر حیرت کا مظاہرہ کیا۔ رابعہ نے کونسا پہلے اس انداز میں بات کی تھی۔

"آپ بھی سیدھا سیدھا کہہ دیں نا کہ شکل سے معصوم لگتی ہوں پر ہوں پوری سوری!"

پہلے رابعہ نے اپنا ایک قدم پیچھے کیا۔ پھر دائیں طرف ہو کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اور پھر اچانک ہی تکیے پر سر بھی گرا دیا۔

"اب لیٹ کیوں رہی ہو تم؟ دکھائی نہیں دے رہا کہ میں تم سے بات کر رہا ہوں؟"

اور رابعہ کو جیسے واقعی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے کروٹ بھی دوسری جانب کر لی۔

"مجھے نہیں کرنی آپ سے اور بات، نہیں چلانی اور زبان۔ مجھے سونے دیں اب کیونکہ میں نے صبح ناشتے کے لیے ویسے بھی نیچے جلدی جانا ہے۔ آج دن کے وقت آپ کے کہے پر سو گئی تھی تو اتنا کچھ سن لیا، کل سے وہ غلطی بھی میں دوبارہ نہیں کروں گی۔"

پھر اس نے بازو بھی اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔ پر حارث جھکا۔ اس نے کلائی سے پکڑ کر اس کا بازو اس کی آنکھوں سے دور کیا۔

"آج نہیں سونے دوں گا میں تمہیں جلدی۔"

Novels by Hania Masood Khan

کل بھی تو وہ ایسے ہی سو گئی تھی۔

"اور مجھے تمہارے آرام کا خیال ہے اسی لیے تمہیں دن کے وقت لیٹنے کا کہا تھا۔ مجھے نہیں پتہ کہ پیچھے کیا کچھ ہوتا رہا ہے جو تم مجھ سے بھی بد تمیزی کر رہی ہے۔ یوں کروٹ بدل کر سونے بھی لگ گئی ہو۔ سامنے کھڑا انسان تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔"

پھر حارث ایک گھٹنا بیڈ پر رکھ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ رابعہ تھوڑا آگے کو کھسکی۔ پھر سیدھی ہو گئی۔

"آپ کو کیا نہیں محسوس ہوتا کہ میرے لیے کتنی مشکلات پیدا کرتے ہیں سب؟"

پھر وہ کہنیوں کے زور پر اٹھ بیٹھی۔

"کون سب؟"

حارث نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

"گھر پہ کون ہے جسے مجھ سے سب سے زیادہ مسئلہ ہے؟"

اس کی آنکھوں میں نمی بھی تھی۔ اور تھکان بھی۔

"اگر تو تم ثمرین باجی کا کہہ رہی ہو تو رابعہ انہیں صرف تم سے مسئلہ نہیں ہے۔"

حارث نے اسے سمجھانا چاہا۔ ثمرین باجی کو تو حارث سے بھی مسئلہ تھا۔ رابعہ صرف اکیلی تو نہیں تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ ایسے میں اگر فاطمہ کا بھی چکر لگے گا تو انہیں اس کی بھی کوئی

Novels by Hamna Yasooj Khan

بات پسند نہیں آئے گی۔ یہی وجہ تھی کہ جب سے وہ آئی ہوئیں تھیں فاطمہ نے ایک بار بھی چکر نہیں لگایا تھا۔

''ان کا مسئلہ جو بھی ہے لیکن آپ مجھے بتائیں کہ اس مسئلے میں میرا کیا قصور ہے؟ مجھے تو اب ایسے لگنے لگ گیا ہے کہ میں جیسے آپ کے گھر کی ملازمہ بن کر رہ گئی ہوں جو بس آپ سب کے مطابق ہی چلے گی۔ جس کی اپنی کوئی زندگی اور کوئی خوشی ہے ہی نہیں۔''

اب آنسوں بہہ کر گال پر آ گئے۔

''میں کیا تمہیں خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش نہیں کرتا، رابعہ؟''

اب اس نے دوسری ٹانگ بھی بیڈ کے اوپر کر لی۔ پھر گہری سانس لی۔ چہرہ اس کے قریب کیا۔

''اب میری بہن کا مسئلہ اگر چل رہا ہے تو تم پھر مجھے بتا دو کہ اس مسئلے میں میرا کیا قصور ہے؟ تمہارے پاس ہے جواب تو تم مجھے دے دو۔ لیکن اس بات سے تو تم نے مجھے افسوس میں ڈال دیا ہے کہ تم خود کو اس گھر کی ملازمہ سمجھتی ہو، حالانکہ مجھے تو لگتا تھا کہ اپنا گھر سمجھ کے کر رہی ہو سب۔''

اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر حارث نے گال کی ہڈی پر انگوٹھا پھیرا۔ اس کی آنکھوں میں بھی شکایت تھی۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

اب دونوں کے درمیان خاموشی ہو گئی۔ وہ بیڈ کی شیٹ کو گھور رہی تھی۔ اور حارث پیچھے بیڈ کے ہیڈ بورڈ کو دیکھ رہا تھا۔

"مانتا ہوں کہ گھر میں اتنے مسئلے ہیں پر کیا تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں کی بھی آپس میں خراب ہو جائے؟"

اچانک اس نے رابعہ کے سر تک اپنی انگلیاں سرکائیں۔ اسے خود کے بے حد قریب کیا۔

"مجھ سے غلط طریقے سے بات آپ نے شروع کی ہے۔ جو جس سے بھی سن آئیں ہیں اسی پر یقین کر لیا ہے آپ نے۔"

قریب ہونے کی دیر تھی اور وہ ہچکی لینے کے بعد رونا شروع ہو گئی۔ کتنی دیر سے تو ضبط کر رہی تھی۔

"اور آگے سے تمہارا طریقہ ٹھیک تھا؟"

حارث نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اس کی پیٹھ کو سہلانے لگا۔

"مجھے نہیں پتہ کہ میرا طریقہ ٹھیک تھا یا نہیں لیکن مجھے بس اتنا سمجھ آ رہا ہے کہ اتنی بڑی بات ہوتی نہیں ہے جتنی بنا دی جاتی ہے۔ میں کیا کسی کو جواب میں دو لفظ نہیں کہہ سکتی؟ اور کیا آپ مجھے نہیں جانتے جو مجھ سے آ کر پوچھ رہے ہیں کہ میں نے آپ کی امی سے بد تمیزی کی ہے۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر گئی تھی نیچے اور چولہے پر پہلے سے کوکر رکھا ہوا

Novels by Hamna Masood Khan

تھا۔اندر جا کر میں نے پوچھ لیا تو مجھے سننے کو ملی تھی۔ پھر ثمرین باجی نے میرے باہر آنے کے بعد پیچھے آپ کی امی سے بھی میرے بارے میں برا بھلا ہی کہا تھا۔ وہ میرے لیے مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ بات ہوتی نہیں ہے لیکن بات بنا دی جاتی ہے۔اور اس بات کے چکر میں اگر پھر میری اور آپ کی بھی خراب ہو رہی ہے تو میں پھر کچھ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ گھر کا ماحول میرے دماغ پہ اثر کر رہا ہے۔ ہر وقت کی منفی گفتگو سے تنگ آ رہی ہوں میں۔ پہلے آپ مجھے کہتے تھے کہ گھر سے سکون ختم ہو رہا ہے اور اب مجھے لگنے لگا ہے کہ گھر سے سکون ختم ہو ہی چکا ہے۔"

اس کے سینے پر اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر رکھی ہوئی تھی۔ پھر شکوے پر شکوہ کر رہی تھی۔ آنسوں بہائے چلی جا رہی تھی۔

"ہمارا سکون ایک دوسرے میں ہونا چاہیے۔"

حارث نے اسکے کان کے قریب ہو کر کہا۔

"آپ پھر اب مجھے اپنی باتوں میں گھیر لیں گے۔ آپ خود کریں نا قیصر بھائی سے بات۔ ثمرین باجی کا مسئلہ حل کریں نا۔ ایسے زندگی گزارنا سچ میں بہت مشکل ہے۔"

حارث کے سینے پر مٹھی زور سے مار کر وہ پیچھے ہو گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کی ہے میں نے ان سے بات، دیا ہے انہوں نے مجھے کل کا ٹائم۔ جاؤں گا تو پتہ چلے گا کہ جو کہانی ہم نے سنی ہے وہ کتنی سچی ہے؟"

حارث اپنی والی سائیڈ پر آ گیا۔

"کونسی کہانی؟"

رابعہ نے رخ اس کی طرف کر لیا۔

"چھوڑو تم وہ سب۔"

حارث نے اپنا بازو پھیلا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کیا۔

"وہ سب چھوڑ دیتی ہوں لیکن مجھے یہ بتائیں پہلے کہ آپ کو یہی لگتا ہے نا کہ میں نے آپ کی امی سے بدتمیزی کی تھی۔ اسی لیے آ کر آپ مجھ سے پوچھ رہے تھے۔"

رابعہ نے اس کے بازو پر سر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"رابعہ... مجھے سب کچھ دکھائی دیتا ہے، سنائی دیتا ہے۔ اور میں در حقیقت صرف یہی چاہتا ہوں کہ تم پر کوئی بات نہ آئے۔ جب آ جاتی ہے تو پھر کیا میں تم سے آ کر پوچھ بھی نہیں سکتا؟"

"طریقے سے پوچھیں گے تو انسان کو جواب دینے میں برا بھی نہ لگے۔ جو باز پرس کا طریقہ آپ کا ہے وہ بس مجھے مجرم بنا دیتا ہے۔"

Novels by Rania Yasood Khan

اب اس نے حارث کے گال پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ہلکی ہلکی شیو آئی ہوئی تھی۔ ہاتھ پر عجیب کھردری سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اچھا لگ رہا تھا یہ کھردراپن۔

"مجرم اور ملازمہ!"

حارث نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔ رابعہ نے اس سنجیدگی کو نظر انداز کیا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رکھی۔

"آئندہ یہ دو لفظ میں تمہاری زبان سے نہ سنوں۔"

اب وہ سختی سے کہہ رہا تھا۔

"تم میری بیوی بن کر میرے گھر میں آئی تھی۔ جو بھی اچھا ہے یا برا ہے تم نے میری بیوی بن کر ہی دیکھنا ہے۔ اپنا مقام سمجھو، رابعہ۔ جب میرا سکون تم میں ہے تو تم بھی مجھ میں ہی اپنا سکون ڈھونڈا کرو۔"

اب وہ ڈانٹ رہا تھا لیکن مجال ہے جو رابعہ کی مسکراہٹ ختم ہوئی۔

"انسان کی صرف رات اچھی نہیں چاہیے ہوتی۔"

اس نے لاڈ سے کہتے ہوئے سرگوشی کی۔

"ہماری رات اچھی ہے اور یہ بھی ایک نعمت ہے۔ سارا دن جو کچھ بھی ہوتا ہے اسے تم ہمارا امتحان سمجھ لیا کرو۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنی پوری زندگی گزارنی

Novels by Hamna Masood Khan

ہے۔اور چاہے کچھ بھی ہو جائے تم نے ہمیشہ یہی کوشش کرنی ہے کہ ہمارے آپسی معاملات کبھی بھی خراب نہ ہوں۔ تم ہمیشہ میرے سکون کا باعث رہو۔ میں ہمیشہ تمہارے سکون کا باعث بنا رہوں۔اس سکون اور ان مسئلے مسائل کی جگہ الگ الگ ہونی چاہیے۔ سمجھ رہی ہو نا؟"

اب اس نے مشکل سے اپنی گردن کو جنبش دی۔

"سوری۔"

"کس لیے؟"

"آپ سے بد تمیزی کرنے کے لیے۔ لیکن میں سچ بتا رہی ہوں آپ کو کہ گھر کے ماحول سے میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔"

وہ اتنے آرام سے بات کر رہا تھا۔اتنا اچھا لگ رہا تھا۔اسی لیے اپنا ہر مسئلہ اسے بتانے کا دل چاہا۔

"کہا ہے نا کہ ان مسئلوں کو ابھی کہ وقت سے الگ رکھو۔"

"ان مسئلوں کو چھوڑ کر اپنی تو کوئی بات میں کر ہی سکتی ہوں آپ سے۔"

اس کے گال سے ہاتھ ہٹا کر وہ کہنی کے بل تھوڑا اونچی ہو گئی۔اب سنجیدگی اسی کے چہرے پر تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ٹھیک ہے، کرلو۔"

"میری انگوٹھی کیوں ٹھیک کروا کر آپ نہیں لا رہے؟ اتنا ٹائم ہو گیا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ اب انگوٹھی لاکر میں ہے بھی نہیں۔ شاید آپ لے گئے تھے۔ بتائیں کہ ابھی تک کیوں نہیں لائے آپ میری انگوٹھی۔"

اور اس کی یہ بات حارث نے ٹالنی ہی تھی۔

"تم مجھ سے اگر یونہی باتوں میں لگی رہو گی تو سونے تک ہمیں دیر ہو جائے گی۔ پھر صبح تمہارے اور شکوے شروع ہو جائیں گے کہ میں نے تمہارے آرام کا، تمہاری نیند کا خیال نہیں رکھا۔"

اس نے بس کچھ پل کے لیے پلکیں جھپکیں۔ پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"پتہ نہیں انہوں نے میرے سوری کو ایکسپٹ بھی کیا ہے یا نہیں۔"

اس لمحے وہ یہ سب سوچ رہی تھی۔ اور اگلے ہی لمحے یہ سب اس کے دماغ سے کسی دھوئیں کی طرح غائب ہو گیا تھا۔ سارے مسئلوں اور اس وقت کا سکون واقعی الگ الگ ہو گیا تھا۔

"دن کو وقت نکال کر سو جانا۔ امی اگر کھانا پکنے کو رکھ بھی دیتیں ہیں تو اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ وہ کچھ کہہ بھی دیں تو تم آرام سے جواب دینا۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

صبح سب کچھ معمول کے مطابق ہوا۔ حارث کا رویہ رابعہ کے ساتھ نرم ہی تھا۔ اب بھی وہ جانے سے پہلے اسے سمجھا گیا تھا۔

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ حارث اس سے باز پرس کرے گا کہ اس نے امی آپ سے بد تمیزی کیوں کی ہے لیکن ان دونوں کو تو دیکھ کر لگتا ہے کہ انہیں جیسے فرق تک نہیں پڑا۔"

اور یہی بات جہاں امی صرف محسوس کر رہی تھیں وہیں ثمرین باجی سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اور پھر اگلے کچھ دن بھی ایسی بہت سی باتیں ہوتی رہیں جو ان کی برداشت سے باہر ہی تھیں۔

"ان کو تو میری سالگرہ یاد ہی نہیں ہے۔"

رات وہ اسی غم میں سوئی تھی۔ اس کی سالگرہ کا دن آ چکا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس نے ایک امید سی لگائی ہوئی تھی۔

صبح کی نماز پڑھتے ہوئے بھی اسے یہی غم ستا رہا تھا۔

"حالانکہ اپنی سالگرہ پر یہ مجھے کہہ تو رہے تھے کہ تمہاری سالگرہ پر تمہیں گھمانے اور کھانا کھلانے لے جاؤں گا۔ لیکن اب جب یہ بھول ہی گئے ہیں تو کیا کر سکتی ہوں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

موبائل اٹھایا۔ڈیٹا آن کیا۔سامنے اسے دو لوگوں کی طرف سے رات بارہ بجے سالگرہ کی مبارک باد آئی ہوئی تھی۔حارث نماز پڑھ کر آیا تو رابعہ نے اپنا موبائل فورا میز پر رکھ دیا۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک؟"

روز وہ اس کے آنے سے پہلے آدھی نیند میں ہوتی تھی۔اس وقت تو اس کی آنکھوں میں نیند بالکل بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

حارث کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ فون دیکھنے لگ گئی تھی۔

پھر وہ بیڈ پر نیچے کو کھسکی۔دوپٹہ کھول کر اپنے اوپر پھیلایا۔بالوں سے کیچر نکال کر تکیے پر سر رکھ دیا۔

حارث نے سر پر سے ٹوپی اتاری۔شیشے کے آگے کھڑا ہو گیا۔بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس نے انہیں تھوڑا بہت سیٹ کیا۔پھر تھوڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میں اب سوچ رہا ہوں کہ داڑھی رکھ لیتا ہوں۔اس عمر میں ویسے بھی ٹھیک ہی لگے گی۔"

رابعہ نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی آنکھیں کھول لی تھیں۔

"کلین شیور کھنا کافی مشکل کام ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

وہ شیشے میں دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ بات رابعہ سے ہی کر رہا تھا۔

"پھر آپ سر کے بالوں کو تو کلر کرتے نہیں ہیں، رہی سہی کسر آپ کی داڑھی کے بال پورے کر دیں گے۔ اور... "

"اور پھر میں بوڑھا لگوں گا۔ ہے نا؟"

اب حارث نے گردن اس کی طرف موڑی۔ وہ بھی اٹھ بیٹھی تھی۔

"بڑھاپے والا انداز اپنائیں گے تو لگیں گے بوڑھے۔"

اس نے تنک کر بولا۔

"اور بوڑھا تو میں تمہیں بالکل بھی اچھا نہیں لگوں گا۔ ابھی تو لگتا ہوں نا اچھا؟"

اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"بس تھوڑے بہت ہی لگتے ہیں۔"

سینے پر ہاتھ باندھ کر اس نے پیچھے ٹیک لگا لی۔

"لیکن مجھے تو تم ہر حال میں اچھی لگتی ہو، جب بوڑھی بھی ہو جاؤ گی تو بھی اچھی لگو گی۔ اور میں تو تمہیں کہوں گا بھی نہیں کہ اپنے بالوں کو کلر کرو۔ بالوں کی چاندنی چھپاؤ۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم پہ وہ بال سوٹ کریں گے۔"

اور اس کا انداز تنگ کرنے والا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اتنی جلدی میں بوڑھی نہیں ہونے والی ویسے۔"

اپنی عمر کے حساب سے تو اسے صحیح لگتا تھا۔

"اچھا۔"

اس نے گردن ہلائی۔تائید کی۔اور رابعہ دوبارہ لیٹنے لگی۔

"ہم اب صبح تک نہیں سوئیں گے۔"

صبح اس لیے کیوں کے ابھی باہر مکمل روشنی نہیں ہوئی تھی۔

"کیوں؟رات کی صرف چار گھنٹے کی نیند لی ہے ہم نے۔ایسے کیسے اب نہیں سوئیں گے؟"

آج کل تو کام ہی اتنا ہوتا تھا کہ اپنی نیند کا وہ خیال رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔گھنٹے گنتی رہتی تھی۔

"تم اٹھ کر تو بیٹھو۔مجھے تمہارے بالوں میں کوئی سفید بال ڈھونڈنا ہے۔"

حارث نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

"میرے سر میں ہے ہی نہیں۔"

وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ میں نے دیکھا تھا۔"

Novels by Hamna Hassan Khan

اور وہ جیسے یقین سے کہہ رہا تھا۔

"کب دیکھا تھا؟"

فوراً اپنے اوپر سے دوپٹہ اتارا۔اور مکمل اٹھ گئی۔

"تم بیٹھی رہو میں دیکھ کر تمہیں بتاتا ہوں۔"

لیکن وہ بیڈ سے اتر کر اس کے آگے آئی۔پھر آئینے کے قریب ہو کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے بالوں میں کوئی سفید بال نہیں ہے۔مجھے پتہ ہے کہ آپ مجھ سے جھوٹ کہہ رہے ہیں۔"

اب وہ باقاعدہ بالوں میں کوئی سفید بال تلاش کر رہی تھی۔پیچھے حارث نے تسلی سے کھڑے ہو کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔وہاں سے خاکی لفافہ نکالا۔اس لفافے کو اس نے فریج میں سب کی نظروں سے اوجھل کر کے رکھا ہوا تھا۔اس لفافے کو کھولا تو اس میں موتیے کی کلیوں کی تین چار لڑیاں تھیں جو آپس میں جڑی ہوئی تھیں۔

"ایک کالی پن اٹھا کر دینا زرا۔"

خوشبو رابعہ تک پہنچ چکی تھی۔حارث لڑیاں سیدھی کر رہا تھا۔

"آپ کے ہاتھ میں گجرے ہیں؟"

حیران کن مسکراہٹ ابھی چہرے پر پوری طرح سے پھیلی ہوئی نہیں تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

”پن مانگ رہا ہوں میں تم سے۔“

رابعہ نے گردن موڑے بغیر سامنے کا دراز کھولا۔ چھوٹی ڈبی سے دو کالی پنیں نکالیں۔ دراز بند کیا۔

”بال سیدھے کرو جیسے تم نے رکھنے ہیں۔“

وہ لمبائی میں لڑیاں سیدھی کر چکا تھا۔

”آپ بس ایک منٹ ٹھہریں گے؟ میں یہاں سے بریڈ بنا لیتی ہوں پیچھے سے بال کھلے چھوڑ دوں گی تو ان میں آپ یہ لگا دینا۔“

اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ سارے جذبات حارث کو دکھائی دے رہے تھے۔

”ٹھیک ہے جلدی سے کرو تم۔“

اب وہ لڑیوں کے اوپر والے حصے میں کالی پن پھنسا رہا تھا۔

”یہ ویسے کب لائے تھے آپ؟“

رابعہ نے آگے سے اپنے بال پکڑ کر دونوں ہاتھ پیچھے لائے۔ وہ اپنے آدھے سر کے بالوں کی چٹیا بنا رہی تھی۔ اسی چٹیا میں ان گجروں نے پھنسنا تھا۔

”کل لایا تھا۔“

حارث اس کا ایک ایک بل ڈالنا غور سے دیکھ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور رکھے کہاں تھے؟ مجھے تو بالکل بھی نہیں دکھے کہیں۔"

اسے زرا بھی اندازہ ہوتا کہ حارث اس کے لیے کچھ لایا ہے تو کم از کم ابھی اسے سالگرہ والا غم تنگ نہ کر رہا ہوتا۔

"تم سے چھپا کر رکھے تھے۔"

حارث کے کہنے کی دیر تھی اور اسکے ہونٹ دائرے کی صورت میں کھل گئے۔

"جب لے کر میرے لیے آئے تھے تو مجھ سے ہی کیوں چھپائے؟"

"تم سے نہ چھپاتا تو ابھی تمہارے چہرے پر یہ خوشی دیکھنے کو بھی نہ ملتی۔"

رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے ہاتھ نیچے کیے۔سامنے آئینے میں دیکھنے لگی۔اور حارث نے ان دو کال پنوں کی مدد سے موتیے کی لڑیوں کو اس کی چٹیا میں پھنسایا۔ پھر اس کے پیچھے کے بالوں میں انگلیاں پھیر کر انہیں بھی سیدھا کیا۔ایک قدم آگے ہوا۔ رابعہ کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے۔پھر سر جھکاتے ہوئے ماتھا اس کے سر پر ٹکایا۔ان لڑیوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔چند لمحوں بعد رابعہ گھوم گئی۔

"یہ مجھے بہت اچھے لگے ہیں۔"

حارث نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔وہ بہت کم ایسے مسکراتا تھا کہ اس کے دانت دکھائی دیتے۔اور اس وقت اس کے دانت دکھائی دے رہے تھے۔

Novels by Hina Nasood Khan

"شکریہ!"

"ایک منٹ یہی رکو میں آتا ہوں ابھی۔"

پھر وہ اپنی سائیڈ پر گیا۔اوپر والا پہلا دراز کھولا۔اس میں سے ایک مخملی ڈبی نکالی۔اور رابعہ کے سامنے لا کر ڈبی کھولی۔اور اس کے آگے کر دی۔

"انگوٹھی بھی لے آئے تھے آپ؟"

اسے اور زیادہ خوشی محسوس ہوئی۔ڈبی سے انگوٹھی نکالی۔پکڑ کر غور سے دیکھنے لگی۔

"ہاں یہ بھی کل لایا تھا میں۔"

"اور اس بارے میں بھی مجھے پتہ نہیں چلنے دیا۔"

ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔آنکھیں بھی چھوٹی کر لیں تھیں۔

"کیوں کہ میں نے تمہیں انگوٹھی تمہاری سالگرہ پر دینی تھی۔"

"آپ کو میری سالگرہ یاد تھی؟"

اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"ہیپی برتھڈے، رابعہ۔"

اور اسی لمحے اس نے رابعہ کو وش کیا۔اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکا کر اسے جھک کر گلے سے لگایا۔رابعہ نے بھی انگوٹھی مٹھی میں کی اور اپنے دونوں بازو اس کے گرد لپیٹ لیے۔

Novels by Hania Masood Khan

"مجھے لگا تھا کہ آپ بھول گئے ہیں۔"

"نہیں مجھے یاد تھا۔"

حارث نے اس کے سر پر ہونٹ رکھے۔

"اچھا اب آپ مجھے انگوٹھی پہنائیں۔"

پھر رابعہ نے پیچھے ہو کر اپنا بایاں ہاتھ اس کے آگے کیا۔ دائیں ہاتھ کی مٹھی بھی کھول لی۔

اور حارث نے اس کی ہتھیلی پر سے انگوٹھی اٹھائی۔

"ڈیزائن تھوڑا سا چینج ہو گیا ہے۔"

"مجھے تو اچھا لگ رہا ہے یہ ڈیزائن بھی۔"

اس نے انگلی میں انگوٹھی پہنا دی۔ رابعہ ڈیزائن پر اب غور کر رہی تھی۔

"مجھے بھی پسند آیا تھا۔"

حارث پھر بیڈ پر جا بیٹھا۔

"گفٹ تو ہو گئے میرے لیکن اب مجھے باہر کہیں گھمانے اور کھانا کھلانے لے کر جائیں گے کیا؟"

اس کی تو حسرت ہی رہ گئی تھی۔

"لے کر تو میں نے اسے لاہور جانا تھا۔"

Novels by Hema Masood Khan

رابعہ بھی گھٹنا موڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ پیچھے سے لگی ہوئی دو لڑیوں کو آگے لائی۔ ان کی خوشبو سونگھنے لگی۔

"بتائیں کہیں... لے کر جائیں گے آج مجھے؟ اتنے دنوں سے میں گھر سے باہر نہیں گئی۔ یاد بھی نہیں ہے کہ آخری بار نہیں کب گئی تھی۔"

وہ افسردگی سے بولی۔

"گھر کا ماحول تمہارے سامنے ہی ہے، اور مجھے تو کوئی بہانا بھی سمجھ میں نہیں آرہا جو بنا کر تمہیں میں ساتھ لے جاؤں۔ لیکن میں کوشش کروں گا۔"

"اگر باہر نہیں جا سکے تو آپ میرے لیے پھر کیک لے آنا۔ مجھے پتہ ہے کہ باہر جائیں گے تو پیچھے مسئلہ بنے گا۔"

گھر کے ماحول کو تو وہ خود اچھی طرح سمجھتی تھی۔

"چلو دیکھوں گا۔"

اس نے بس وعدہ نہیں کیا۔

"میری امی کا گھر بھی اب نہیں ہے یہاں پر ورنہ ہم ان کی طرف کا کہہ کر ہی چلے جاتے۔ ان کے ہی بہانے پہلے ہم چلے بھی جاتے تھے۔ پر اب تو ان سے ملنے بھی نہیں جا سکتے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

لاہور جانا تو ویسے بھی بہت خرچے والا کام تھا۔ کچھ دن پہلے وہ حساب بھی لگا رہی تھی اور آنے جانے کے کرائے کے ہی بہت پیسے بن گئے تھے۔ پھر بات صرف کرائے کے پیسوں کی بھی تھی نہیں۔ ہاتھ میں بھی تو کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اور اب تک اس نے حارث کو دکان بند کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا۔ بس جب سردیوں کی بارشیں تھیں تب وہ بیمار ہو گیا تھا۔ اور دو دن دکان بھی تب ہی بند رہی تھی۔ لیکن اب اس کے پیچھے پتہ نہیں وہ دکان بند بھی کرتا یا نہیں۔

"جائیں گے، ان سے ملنے بھی جائیں گے۔ فی الحال تم ادھر آ جاؤ۔"

حارث نے ہمیشہ کی طرح اپنا بازو پھیلا کر اسے اپنے پاس بلایا۔

"میں اپنی امی کو بہت مس کرتی ہوں۔ ایسے بس دل کرتا ہے کہ بندہ ہفتے بعد تو جا کر دیکھ لے انہیں۔ ابو اسی وجہ سے کبھی راحیل بھائی کے ساتھ لاہور شفٹ نہیں ہونا چاہتے تھے۔ میری شادی بھی اسی لیے اپنے شہر میں کی کہ میں آ جا سکوں گی۔ پربھا بھی کی کنڈیشن کی وجہ سے امی رسک بھی نہیں لے سکتی تھیں۔ ورنہ جب وہ مجھے دیکھ رہی تھیں تو انہیں خیال تو آیا ہی تھا کہ یہاں پیچھے میں اکیلی رہ جاؤں گی۔"

رابعہ نے اس کے کندھے پر ماتھا ٹکایا۔ کچھ دل کی باتیں کرنے لگیں۔

"اکیلی نہیں ہو تم۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

Novels by Hina Yasoob Khan

حارث نے دوسرے ہاتھ کو اس کے گال پر رکھا۔

"وہ تو آپ ہیں ہی۔"

وہ اس میں اور گھسنے لگی۔

"تو تم اکیلا پن محسوس نہ کیا کرو۔"

"گھر میں مجھ سے کوئی ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتا۔ نہ ہی کسی کو میرا کوئی کام پسند آتا ہے۔ ہر بات پہ اپنے بارے میں کچھ برا سن کر زیادہ ہی محسوس ہوتا ہے۔ اب تو فاطمہ آپی بھی کتنے دن ہو گئے ہیں کہ آئی ہی نہیں ہیں۔"

"ایک تو اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور دوسرا وہ ثمرین باجی کی وجہ سے نہیں آ رہی۔ ابھی ان کا اپنا مسئلہ چل رہا ہے اس لیے ہر خوشحال جوڑے کو دیکھ کر وہ دعا تو دینے سے رہیں۔"

بس رابعہ اتنی سمجھدار نہیں تھی کہ یہ بات خود سے ہی سمجھ جاتی۔

"وہ آ جاتی ہیں تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ بڑی باجی بھی اچھی ہی ہیں۔ بس ان کا اپنا طریقہ ہے لیکن ایسے مجھے کبھی برا بھلا نہیں کہتیں۔"

اسے شکایتیں لگانے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن یہ خود ساختہ شکایتیں نہیں تھیں۔ یہ سب حارث کو بھی دکھائی دیتا تھا۔

Novels by Hamna Nasook Kiani

''تم دعا کرو کہ ثمرین باجی کا مسئلہ حل ہو جائے۔''

رابعہ نے اس کے کندھے سے ماتھا اٹھالیا۔اسے دیکھ کر کہنے لگی۔

''میں بہت دعا کرتی ہوں۔لیکن کبھی کبھی مجھے بھی یوں لگتا ہے جیسے آپ ان کا مسئلہ ٹالتے ہیں۔''

اور یہی ثمرین باجی کو بھی لگتا تھا۔

''اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ مسئلہ میں ٹال رہا ہوں یا کوئی اور۔''

حارث نے اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔پلکیں جھپکائیں۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟''

''میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا ہم ساڑھے سات بجے تک ایسے ہی مسئلوں کی باتیں کرتے رہیں گے؟''

پھر اس نے ہنس کر پوچھا۔

''نہیں۔آج میری برتھڈے ہے تو آج کا دن آپ کو میرے لیے خاص بنانا چاہیے۔''

رابعہ اسے صلاح دے رہی تھی۔

''چلو کوشش کرتے ہیں کہ یہ دن کتنا خاص بن سکتا ہے۔''

Novels by Hamna Tasadduq Khan

اس کی کوشش جاری ہوئی۔ باہر افق پہ دھیرے سے نکلتا سورج کئیں رنگوں کو ملانے کا باعث بنا۔ اور پھر یونہی دھیرے سے افق کو اپنا گہرا نیلا رنگ مل گیا۔ پھر دھوپ نکلی۔ اور ان کے کمرے کی چھت پر آکر پھیل گئی۔

رابعہ کی سالگرہ کا دن اب بھی باقی تھا۔ دکان بند کی تو گھر جانے کے بجائے وہ عباس بھائی کے پاس آگیا۔

"میں نے رابعہ کو اس مہینے لاہور لے کر جانا تھا۔ لیکن قیصر بھائی مسئلہ ٹھیک کرنے کی طرف آ ہی نہیں رہے اور پھر نہ ہی گھر کا ماحول ایسا بن رہا ہے کہ میں اسے لے کر کہیں باہر نکل سکوں۔"

چائے کا چھوٹا سا کپ اٹھاتے ہوئے اس نے بات شروع کی۔ کرنے تو وہ ان سے مشورہ ہی آیا تھا۔ کڑک چائے تھی۔ اس نے پہلے گھونٹ کے ساتھ چسکی لی تھی۔

"قیصر کی طرف جب سے بچے ہو گئے ہیں تب سے اسے مسئلہ حل کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رہی۔ بہن کی باتوں میں آیا ہوا ہے وہ۔ بہن بھی کہہ رہی ہے کہ ماں کے چالیسویں تک نہیں جائے گی۔ اب حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کے شوہر کو بھی کوئی اعتراض

Novels by Hamna Yasood Khan

نہیں ہے۔اور جب تک پھر بہن گھر ہے تو ثمرین کا وہاں جا کر بسنا بڑا مشکل ہے۔ کیا پتہ ماں کے نام جو گھر ہے اس میں سے ورثہ لینے کے لیے بیٹھی ہوئی ہے۔"

انہوں نے بھی اندازہ ہی لگایا تھا۔اس وقت وہ بھی عموماً دکان بند کر دیا کرتے تھے۔ گاہکوں کا رش زیادہ مغرب سے پہلے تک ہی رہتا تھا۔

"قیصر بھائی کی چھٹیاں ختم ہو جائیں گی۔"

پھر اس نے چائے کا کپ کاؤنٹر پر رکھ دیا۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر تھوڑا سنجیدہ ہوا۔

"عباس بھائی آپ تو سمجھ ہی سکتے ہو کہ بیوی کو شوہر کا کتنا انتظار رہتا ہے۔اب ثمرین باجی دو سال سے ان کی چھٹیوں کے انتظار میں تھیں۔وہ چھٹیاں بھی اب ایک دوسرے سے دور رہ کر گزر رہی ہیں تو ان سے پھر زرا برداشت نہیں ہو پا رہا۔ کیونکہ پھر مجھے بھی پتہ ہے نا کہ اب کی بار قیصر بھائی گئے تو پھر اگلے دو سال بعد آئیں گے۔"

"قیصر جان کر بیوی بچوں کے ویزے کے لیے اپلائے نہیں کرتا۔ورنہ دبئی میں فیملی رکھنا سعودیہ کی نسبتاً آسان ہوتی ہے۔"

اور وہ ٹھیک کہہ رہے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"کچھ مرد ہوتے ہی ایسے ہیں بھائی جنہیں فیملی سے دور رہنا ہی پسند ہوتا ہے۔اب میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ رابعہ سے میں اتنے عرصے دور رہ سکوں گا۔"

اور وہ واقعی سوچ نہیں سکتا تھا۔اس کی زندگی کا وہ لازم و ملزوم جز بن چکی تھی۔

"بیوی سے تو پھر چلو محبت کا معاملہ ہوتا ہے لیکن بچے رشتے میں زنجیر کی طرح ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تمہاری بہن کو کہ دو چار سال میں باہر لگا آتا ہوں۔اب تو دبئی میں سیلری بھی پہلے سے زیادہ مل رہی ہے۔چلو اس بیچ ہم اپنا گھر تعمیر کر لیں گے لیکن وہ تو مان جاتی ہے لیکن بچوں کو دیکھ کر میرا اپنا دل نہیں مانتا۔"

چہرے پر مسکراہٹ رکھ کر عباس بھائی بتا رہے تھے۔کئیں بار انہوں نے سوچا تھا لیکن اپنے فیصلے پر وہ خود ہی قائم نہیں رہ پاتے تھے۔

"لیکن قیصر بھائی نے شادی کی ہی بس پاکستان میں اپنا نام زندہ رکھنے کے لیے تھی۔اور کبھی کبھی تو مجھے یوں بھی لگتا تھا کہ ثمرین باجی کو انہوں نے اپنی والدہ کے لیے ملازمہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔رہی بات بچوں کی تو جب شادی ہوتی ہے، بچے بھی ہو ہی جاتے ہیں۔"

اور اب جب ماں دنیا میں نہیں رہی تھی تو انہیں ثمرین باجی سے اپنا رشتہ برقرار رکھنے میں زرا دلچسپی نہیں رہی تھی۔

Novels by Hamna Nasool Khan

"مجھے تو پہلے پہلے یہ بھی لگتا تھا کہ قیصر نے دبئی میں رکھی ہوئی ہو گی اپنی ایک اور بیوی۔ ایسے مردوں کا کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی اچھی رہائش ہے اس کے پاس دبئی میں۔"

اور وہ تو ابھی بھی شک میں ہی مبتلا تھے۔ ورنہ بیوی جیسی بھی ہو، مرد اس سے زیادہ عرصے دور نہیں رہ سکتا۔

"اللہ نہ کرے کہ ایسا کوئی معاملہ ہو، عباس بھائی۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں ثمرین باجی کو، وہ بس منہ منہ سے برا کہتی ہیں پر اپنی شادی کو کبھی بھی ختم ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ سامنے تو عزت ہی کرتی ہیں قیصر بھائی کی۔ شادی کو اتنے سال ہو گئے ہیں تو محبت نہ سہی لیکن انسان کو دوسرے انسان کی عادت ہی ہو جاتی ہے۔"

اپنی اسی عادت کے سبب ثمرین باجی کے لیے اب ایک ایک دن گزارنا مشکل تھا۔

"یہی تو بات ہے۔ مجھے خود بھی پتہ ہے کہ ثمرین اس رشتے سے نکلنا ہی نہیں چاہتی۔ ورنہ شادی کے بعد سے ہی ہم قیصر کے رنگ ڈھنگ دیکھ رہے تھے۔ اتنی بھی کوئی بڑی بات نہیں تھی جب ثمرین کی گود میں زین تھا۔ تب بھی فیصلہ ہو سکتا تھا۔"

اور تب زیادہ اچھا فیصلہ ہو سکتا تھا۔

"تب فیصلہ ہو جاتا تو واقعی اتنے سالوں کی خواری ثمرین باجی نہ دیکھتیں۔ پر اب آپ خود بتاؤ، کیا کروں میں؟ قیصر بھائی نے کل کا وقت دے کر پھر ٹال دیا کہ گھر بہاولپور سے

Novels by Hania Masood Khan

افسوس کرنے کے لیے رشتہ دار آ گئے ہیں اس لیے وہ مصروف ہیں۔ معاملہ لٹکتا ہی جا رہا ہے۔"

اور اتنا تو وہ بھی سمجھتے تھے کہ اس بار قیصر معاملہ خود ٹال مٹول کر رہا ہے۔ وہ ملنا ہی نہیں چاہتا۔ بات چیت سے معاملے کا حل ہی نہیں نکالنا چاہتا۔ کچھ دیر کے لیے پھر ان دونوں نے اپنی چائے ختم کرنے پر توجہ دی۔ اور اس کے بعد عباس بھائی حارث کے مسئلے کی طرف آئے۔

"تو نے رابعہ کو کتنے دن کے لیے لاہور لے کر جانا ہے؟"

دونوں کپوں کو ڈنڈی سے اٹھا کر ایک طرف رکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"میں نے تو بس آنا جانا ہی کرنا ہے۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ اس کو دس دن کے لیے چھوڑ آؤں گا لیکن اب یہ تو ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر ابھی ہم جمعرات کی رات کو نکلتے ہیں تو جمعے کا دن وہاں گزار کر رات کی گاڑی سے واپس آیا جا سکتا ہے۔ تاکہ پھر آرام سے ہفتے کو دکان کھولی جا سکے۔"

سارا دن دکان پر بیٹھ کر وہ یہی حساب کتاب دیکھتا رہا تھا۔ بس کوئی اسے کہہ دیتا کہ رابعہ کو لے جا تو وہ لے جاتا۔

"ایک ہی دن کی بات ہے تو پھر تو لے جا رابعہ کو۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور عباس بھائی نے کہہ دیا تھا۔

"امی غصہ کریں گی۔"

بس ایک امی کی ناراضگی کی اسے پرواہ تھی۔

"ویسے امی جی بھی ان دنوں ثمرین کے زیرِ اثر ہیں اس لیے غصہ کر سکتی ہیں۔ پر تُو کرنے دے انہیں غصہ۔ ایک ہی دن میں جب تم لوگ واپس بھی آ جاؤ گے تو پھر واپس آ کر ہی معاملہ سنبھال لینا۔ رابعہ بھی خوش ہو جائے گی۔ اس کی خوشی کا بھی سوچ لے۔ گھر کے اس سارے مسئلے میں اس کا تو کوئی قصور نہیں ہے نا۔"

اور اس کا واقعی قصور نہیں تھا۔ اسی بات پر تو اسے بھی شکوہ رہتا تھا۔

"وہ بھی مجھے یہی کہتی ہے کہ یہ منفی ماحول اب اس کے دماغ پہ اثر کر رہا ہے۔ ایسے میں ہماری آپس میں بھی خوامخواہ بحث ہو جاتی ہے۔"

ورنہ پہلے کہاں رابعہ اس کو کچھ جتایا کرتی تھی۔ اس سے غصے میں بات کرتی تھی۔ اپنی تھکاوٹ اور نیند کی پرواہ کرتی تھی۔ چڑچڑی رہتی تھی۔

"بہن کے مسئلے کی وجہ سے اپنا رشتہ کبھی نہیں خراب کرنا۔ اسے تُو میری نصیحت سمجھ لے بے شک۔"

اور حارث کا اگر کوئی پلو ہوتا تو اس نصیحت کو وہ واقعی اپنے پلو سے باندھ کے رکھ لیتا۔

Novels by Hania Masood Khan

”بھائی مجھے تو ہے اتنی سمجھ، اور اس سب کی عادت بھی ہے۔ اس کے لیے ہے تھوڑا مشکل۔“

اپنی طرف سے تو وہ گزارا کر ہی رہا تھا۔ لیکن ہر انسان گزارا کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

”چل پھر ایک دن کے لیے اسے گھما پھرا کے لے آ۔ اتنی خوش ہو جائے گی کہ اگلے کئیں دن تیرے بہت سکون سے گزر جائیں گے۔“

وہ ہنسنے لگے۔

”چلو دیکھتا ہوں، بھائی۔ لیکن پھر پیچھے قیصر بھائی کے بارے میں سن گن ہی رکھنا آپ۔ یہ نا ہو کہ کوئی بڑا مسئلہ بن جائے۔“

اور یہ ذمہ داری بس انہیں ہی دی جا سکتی تھی۔

”وہ تو میں پوچھ گچھ کرتا ہی رہتا ہوں اس کی۔ تُو فکر نہ کر۔“

حارث کو تسلی ہو گئی۔

”اور گھر جا کر آپ بڑی باجی سے ذکر بھی کر دینا۔ ان کو پہلے سے پتہ ہو گا تو چلو کوئی بات ہو بھی گئی تو وہ سنبھال لیں گی۔“

Novels by Hamna Nasood Khan

پھر وہ اٹھ گیا۔اب اس نے سیدھا گھر جانا تھا۔رابعہ سے کہنا تھا کہ وہ لاہور جانے کی تیاری کرے۔اتنا بھی اندازہ تھا کہ وہ اس کے انتظار میں ہی ہو گی۔کہ وہ اس کے لیے کیک لائے گا۔رابعہ اپنی سالگرہ پر اس کیک کو کاٹے گی۔پھر اسے شکریہ کرے گی۔

"آپ میرے لیے کچھ بھی نہیں لے کر آئے؟"

لیکن جب وہ گھر آیا تو رابعہ حیران رہ گئی۔اس کے ہاتھ میں،اس کی جیبوں میں کچھ بھی نہیں تھا۔

"کیوں کچھ لے کر آنا تھا کیا؟"

اور وہ بھی مکمل انجان بن گیا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر کہیں گھومنے گھمانے مجھے نہیں لے کر گئے تو بس کیک لیتے آنا۔ہم وہی کاٹ لیتے۔"

گھومنے گھمانے کا تو وقت ویسے بھی نکل ہی گیا تھا۔وہ آیا ہی بہت لیٹ تھا۔اور وہ بھی خالی ہاتھ۔جب تک رابعہ نیچے تھی تب تک چپ ہی رہی تھی لیکن اب کمرے میں آتے ہی ایک دم جذبات حاوی ہو گئے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جب میں حساب کتاب کر رہا ہوتا ہوں تب ہی تمہیں اپنے سارے شکوے یاد آجاتے ہیں، رابعہ۔"

وہ بھی مصنوعی سنجیدگی لہجے میں لے آیا۔

"اسی دوران میں بات کر سکتی ہوں آپ سے۔ بعد میں تو سونا بھی ہے۔ اتنی نیند آرہی ہے مجھے۔"

تھک ہار کر بیٹھی تھی۔ آنکھیں گیلی کر لی تھیں۔

"صبح تمہاری سالگرہ منانے کے چکر میں ہی ہم نہیں سوئے تھے نا۔"

اس نے جتایا۔ پھر ڈائری ایک طرف رکھ دی۔

"وہ تو آپ نے خود اس ٹائم کو چوز کیا تھا۔ ورنہ میں تو شام کو بھی سالگرہ منا سکتی تھی۔ اور رات کے بارہ بجے بھی۔"

اس نے منہ پھلایا ہوا تھا۔

"ہاں مجھے فجر کے بعد کا وقت زیادہ پر سکون لگ رہا تھا۔ نہ اس وقت مجھے کوئی تھکاوٹ تھی۔ نہ ہی اس وقت ادھر ادھر کی کوئی باتیں دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔"

حارث نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ سنجیدگی میں بھی مسکراہٹ گھل گئی۔

"اور وہ سب تو اچھا ہی تھا ویسے بھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ اس نے نظریں جھکالیں۔

"لیکن پھر بھی اب تمہیں اپنا کیک یاد آگیا ہے۔"

حارث نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر باور کروایا۔اس نے پلکیں اٹھائیں۔

"بڑا والا میں نہیں کہہ رہی لیکن کوئی چھوٹا سا کپ کیک ہی لے آتے۔میرے لیے میری پسند کی کوکیز ہی لے آتے۔آپ کے ساتھ کہیں باہر کھانے کا خواب تو واقعی خواب بن کر رہ گیا ہے۔"

اتنی چھوٹی چھوٹی چیزیں اسے خوش کر سکتی تھیں۔لیکن حارث نے ایسا کچھ سوچا ہی نہیں تھا۔

"انہیں باتوں میں پھنسی رہو تم!"

اسے آنکھیں دکھا کر چھوٹی کیں۔

"ہاں تو؟میری نظر میں کیک پر چھری چلائے بغیر سالگرہ ادھوری ہوتی ہے۔میری بھی ادھوری ہی رہ گئی ہے۔"

اس نے دیوار کی طرف گردن موڑلی۔

"اب گھڑی کیوں دیکھ رہی ہو تم؟"

حارث نے اس کے ہاتھ کھینچ کر واپس اس کی توجہ اپنی طرف کی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"کیوں کہ میں سوچ رہی ہوں کہ اس وقت کیا آپ کچھ لا سکتے ہیں۔"

اور پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بڑی معصوم بن گئی۔

"میں اس وقت ہر گز باہر نہیں جاؤں گا۔"

حارث دائیں بائیں گردن ہلانے لگا۔

"پلیز!!!"

اس نے ہونٹ باہر نکال لیا۔

"شادی کے بعد سے ایسی ہی سالگرہ ہوتی ہے جیسے تمہاری صبح ہوئی تھی۔"

پھر اس نے رابعہ کے ہاتھ چھوڑے۔اپنی ٹانگیں اوپر کیں۔اور کھیس کھولنے لگا۔جیسے وہ سونے لگا تھا۔

"بچوں کے بعد اگر آپ ایسے کہیں گے تو میں پھر مان لوں گی لیکن ابھی تو نہ کہیں ایسے۔"

اب رابعہ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔اسے لیٹنے سے روکا۔

"تمہیں لگ رہا ہے کہ تمہاری سالگرہ ادھوری رہ گئی ہیں؟"

اس نے تیز تیز اثبات میں گردن ہلائی۔اس سے پہلے کے وہ لیٹ جاتا۔

"اور کیک کاٹنے سے سالگرہ کا ادھورا پن ختم ہو جائے گا؟"

اس نے پھر ہاں کی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تو بس ٹھیک ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ تمہاری سالگرہ کا کیک ہم سب کے ساتھ لاہور جا کر کٹ کریں گے۔ کیسا آئیڈیا ہے؟"

بنا کسی جوش کے اس نے عام سے انداز میں کہا۔

"ہم کونسا کل ہی لاہور جا رہے ہیں جو آپ ایسے کہہ رہے ہیں۔"

اس نے منہ بسور لیا۔

"ہم کل ہی لاہور جا رہے ہیں، رابعہ۔"

اب اس نے یقین دلانے کی کوشش کی لیکن رابعہ کو پھر بھی اس پر زرا یقین نہ آیا۔

"مذاق نہ کریں آپ میرے ساتھ۔ ادھر سے ادھر بات گھمانے میں تو آپ ویسے بھی ماہر ہیں۔"

اس نے حارث کا بازو چھوڑ دیا۔

"بھئی میں سچ بول رہا ہوں، کل میں دکان سے تھوڑا جلدی آؤں گا، پھر نکلیں گے ہم لاہور کے لیے۔ لیکن بس ایک دن کے لیے ہی ہم آنا جانا کریں گے۔ اس سے زیادہ فی الحال ممکن نہیں ہے۔"

رابعہ کے دماغ نے بعد میں یقین کیا۔ دل کی دھڑکن خوشی کے مارے بعد میں تیز ہوئی۔

"سچی؟؟؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے معمولی انداز سے گردن ہلا کر ہاں کی۔ وہ زرا سا بھی جوش دکھاتا تو رابعہ خوشی سے اچھل پڑتی۔

"آپ میری سالگرہ پر سچ میں اتنا کچھ کریں گے میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔"

اس کا بازو دوبارہ پکڑ کر رابعہ اس کے ساتھ ہی لگ گئی۔

"اچھا میرا بازو چھوڑو تم۔ اپنی تیاری کا سوچو۔"

"تھینکیو، تھینکیو، تھینکیو!"

اور اپنی خوشی میں حارث کے اس ہلکی شیو والے گال پر اس نے ہونٹ رکھ دیے تھے۔

لیکن حارث نے اس کی خوشی پر خوش ہوتے ہوئے اسے پیچھے کر دیا۔

"اچھا بس بس!"

"آپ کو نہیں پتہ کہ میں اس وقت کتنی زیادہ خوش ہوں۔"

اس نے اپنی بھیگی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا۔

"لیکن ذہن میں رکھو کہ ہم جمعرات کی رات کو جائیں گے۔ اور جمعے کی رات کو واپس آجائیں گے۔ تمہیں میں وہاں رہنے کے لیے چھوڑ کر نہیں آؤں گا اس لیے مجھ سے امید نہ لگا لینا تم۔"

چاہے وہ خوش تھی لیکن جس حقیقت سے نکل کر وہ اسے لے جا رہا تھا بھول نہیں سکتا تھا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"آپ مجھے بے شک ایک گھنٹے کے لیے لے کر چلے جائیں، آپ مجھے لے کر جا رہے ہیں یہی میرے لیے بہت زیادہ خوشی کی بات ہے۔ اتنا زیادہ مس کر رہی تھی میں امی کو۔ بھابھی سے بھی مل لوں گی۔ اور اگر ہم جمعے کے دن وہی رکیں گے تو راحیل بھائی ہمیں کہیں باہر بھی لے جائیں گے۔ میں آپ کے ساتھ گھوم بھی لوں گی۔ اور کھانا بھی کھا لوں گی۔"

"چلو میرے ساتھ باہر کھانا کھانے کا تمہارا خواب تو پورا ہو جائے گا۔"

اس کے تو بہت سارے خواب اس ایک پلین سے پورے ہو رہے تھے۔

"سچ میں تھینکیو!"

اب اس کی آنکھوں میں بھی تشکر تھا۔ اس نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ پھر بیڈ سے اتر گئی۔

"میں پھر ابھی پیکنگ کے لیے سب کچھ دیکھ لیتی ہوں، صبح تو کاموں میں ہی مصروف ہو جاؤں گی تو موقع مشکل سے ملے گا۔ آپ نے اپنی امی کو بتا دیا؟"

"صبح ناشتے کے وقت بتاؤں گا۔"

رابعہ کو اطمینان سے کہتے ہوئے وہ لیٹ گیا۔ تکیہ موڑ کر سر کو تھوڑا اونچا کر لیا تھا۔ توجہ ساری اس پر تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"آپ نے ان کو بنا بتائے پلین بنالیا ہے۔ پھر ثمرین باجی بھی ہیں۔ ان دونوں کو برا لگے گا۔"

الماری کھول کر اس نے اپنا ہینڈ بیگ نکالا۔ پھر اندر دراز سے کلچ بھی اٹھایا۔ چہرے پر کچھ پریشانی آگئی تھی۔

"تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو برا جواب دینے کی، باقی میں خود دیکھ لوں گا۔"

وہ دیکھ رہا تھا کہ پہلے رابعہ اپنے پرس سے پیسے نکال کر گن رہی تھی۔ پھر کھڑے کھڑے کچھ حساب کر رہی تھی۔ اور اب مٹھی میں کچھ نوٹ رکھ کر اس تک آگئی تھی۔

"اچھا آپ نا ابھی حساب کر رہے تھے تو یہ آپ رکھ لیں۔"

حارث نے گردن اونچی کی۔ اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔

"یہ کونسے پیسے ہیں؟"

حارث نے ابھی اس کے ہاتھ سے پیسے لیے نہیں تھے۔ کہنی کے زور پر تھوڑا اونچا ہو گیا تھا۔

"یہ میں نے کچھ پیسے جمع کیے تھے، کمیٹی دینے کے بعد جو بچ جاتے ہیں ان میں سے۔ اب ہم لاہور جا رہے ہیں تو خرچہ تو سارا آپ کریں گے اس لیے یہ آپ رکھ لیں۔ اور اس کے علاوہ بھی میرے پاس تھوڑے سے پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ آپ ہنسیں گے مجھ پر لیکن

Novels by Hamna Hassan Khan

جب سے امی لوگ گئے ہیں تب سے میں لاہور کے لیے الگ سے پیسے اکٹھے کر رہی تھی۔
مجھے پتہ ہے گاڑیوں کے کرائے بھی بہت زیادہ ہو گئے ہیں اب۔"
حارث نے اس کی مٹھی بند کر کے پیچھے کر دی۔
"تم یہ رکھو، مجھے چاہیے ہوئے تو میں تم سے بعد میں لے لوں گا۔"
لیکن رابعہ نے اس کے ہاتھ میں زبردستی تھما دیے۔
"نہیں آپ رکھیں، شاید اس سے ایک طرف کا کرایہ تو ہو ہی جائے گا۔ بلکہ آپ مجھے لے کر جا رہے ہیں تو میں آپ کو واپس لے آؤں گی۔ یعنی واپسی کا کرایہ بنا لیں آپ اسے۔ اور اگر مزید چاہیے ہوئے تو وہ آپ مجھ سے لے لینا بے شک۔"
حارث اس کا منہ دیکھ رہا تھا۔ پیسے تو اب اس کے ہاتھ میں تھے۔
"ہاں تم تو مجھے ایسے محسوس کروا رہی ہو جیسے تمہارے پاس بڑا بینک بیلنس ہے۔"
پھر اس نے دراز کھول کر پیسے اس میں رکھ دیے۔ گنے بھی نہیں تھے کہ وہ کتنے تھے۔
"میرے پاس جو پیسے ہیں نا وہ آپ کی حلال کمائی سے آتے ہیں۔ اور ان میں بہت برکت ہے۔ قسم سے میرا پرس خالی ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور میں اب بالکل بھی فضول خرچیاں نہیں کرتی۔ بچت سے چلنے کی کوشش کر رہی ہوں آج کل میں۔"
چلتے چلتے وہ واپس الماری تک چلی گئی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"ہاں دکھتا ہے مجھے!"

اس نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"اچھا آپ بتائیں آپ کونسا سوٹ پہن کر جائیں گے اور کونسا سوٹ واپسی کے لیے رکھوں میں آپ کا؟"

اپنے کپڑوں سے پہلے اس نے حارث کے کپڑے دیکھنا شروع کیے۔ دو تین سوٹ الماری سے نکال کر اسے دکھاتے ہوئے مڑ گئی۔

"تم اپنی مرضی سے رکھ لو۔ لیکن دھیان سے میری ساری چیزیں پوری رکھنا اور زیادہ بڑا بیگ مت بنانا۔"

بیگ چاہے چھوٹا ہوتا یا بڑا۔ اٹھانا تو حارث نے ہی تھا۔ اور جتنا بڑا بیگ وہ لے کر جاتے اتنا ہی بیگ نظروں میں آجاتا۔

"فی الحال بیگ کا تو بعد میں پتہ چلے گا کہ کتنا بڑا بنتا ہے۔"

لیکن رابعہ نے اس بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔ اپنے عبائے کو نکال کر وہ اسے باقاعدہ سونگھ رہی تھی۔ پرفیوم لگا ہوا تھا لیکن پھر بھی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ صاف نہیں ہے۔

"مجھے تو اپنا عبایہ بھی دھونا پڑے گا۔"

Novels by Hema Nasood Khan

''تم کہیں گئی ہی نہیں ہو تو وہ گندہ کیسے ہو گیا؟''

کافی وقت سے کسی بہانے سے بھی وہ اسے باہر نہیں لے کر گیا تھا۔ پھر جب عبایہ استعمال میں ہی نہیں آیا تھا تو حارث کے لیے وہ صاف ستھرا ہی تھا۔

''اتنے دنوں سے ایسے ہی کھونٹی پر لٹکا ہوا ہے۔ اور لٹکے لٹکے ہی اس پر دھول مٹی آ گئی ہے۔''

حارث نے کروٹ بدلتے ہوئے کھیس اوپر کر لیا۔ یہ تو اب اپنا کام وہ خود بڑھا رہی تھی۔

''پھر ٹائم سے دھونا تاکہ ٹائم سے سوکھ بھی جائے۔''

اور دیر رات تک رابعہ تیاریاں کرتی رہی۔ اور حارث آرام سے سوتا بنا۔ پہلے اسے کمرے میں جلتی لائٹ تنگ کر رہی تھی۔ لیکن پھر جب آنکھ لگ گئی تو اسے کوئی ہوش نہیں رہی کہ لائٹ جل بھی رہی ہے یا نہیں۔

''امی آج میں جب دکان سے واپس آؤں گا تو لاہور کے لیے نکلوں گا۔''

صبح ناشتے کے وقت اس نے امی سے ذکر چھیڑ دیا۔

''خیریت؟''

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں... خیریت ہی ہے۔ رابعہ کو اس کے گھر والوں سے ملوانا ہے۔ جمعے کا دن بس وہاں گزاریں گے اور رات کی گاڑی سے واپس بھی آجائیں گے تاکہ ہفتے کی صبح میں دکان کھول سکوں۔"

"تو یہ بھی تیرے ساتھ ہی آجائے گی یار کے گی وہاں؟"

بنتا تو یہی تھا کہ وہ کچھ دن وہاں رہ کر واپس آتی۔

"نہیں اسے بھی میں اپنے ساتھ ہی واپس لے آؤں گا۔ کچھ عرصے تک جب پھر اگلا چکر لگاؤں گا تو پھر چھوڑ آؤں گا اسے۔ رہ لے گی پھر یہ کچھ دن۔ ابھی تو یہ میرے لیے ایک دن کا ٹائم نکالنا بھی بہت ہی مشکل تھا۔"

اتنے میں ثمرین باجی ہاتھ منہ دھو کر اندر آگئیں۔

"اور ثمرین کے مسئلے کا کیا؟"

امی نے ان کو دیکھتے ہی پوچھ لیا۔ پر حارث نے سوچ رکھا تھا کہ جب ایک دن کے لیے ہی جانا ہے تو سب کی اجازتیں نہیں لینے بیٹھ جانا۔

"امی ایک دن کے لیے جا رہا ہوں، واپس آنے دو پھر کرتا ہوں کچھ۔"

پھر وہ اطمینان سے ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ اور اس کا اطمینان ہی ثمرین باجی کو زیادہ زہر لگتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اتنے دنوں سے یہ بس مجھے لارے لگا رہا ہے کہ یہ کرتا ہے کچھ۔ حقیقت میں اس نے کرنا کچھ نہیں ہے، امی! اسے بس اپنی بیوی کے ساتھ سیر سپاٹے کرنے کا پتہ ہے۔"

حارث نے ہونٹوں تک نوالہ لے جاتے ہوئے انہیں دیکھا۔ اس کی دونوں بھنویں بھی اونچی تھیں۔ پھر اس نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اور اسی شے سے وہ کمرے سے نکل کر کچن میں چلی گئیں۔

"تم کہہ نہیں سکتی تھی حارث سے کہ پہلے وہ میرے مسئلے پر توجہ دے۔ لیکن نہیں، تم سے تو رہا ہی نہیں جا رہا تھا اپنے گھر والوں کے بغیر۔ انسان کو اتنا بھی خود غرض نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے ساتھ رہنے والوں کا مسئلہ دکھائی ہی نہ دے۔"

اور حارث کے دماغ میں بالکل بھی نہیں آیا تھا کہ کچن میں ناشتے کی غرض سے نہیں بلکہ رابعہ کو بھی باتیں سنانے کے لیے گئیں ہیں۔

"وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آ کر کرتے ہیں کچھ۔ اور ہم بس آج رات جائیں گے کل رات واپس بھی آ جائیں گے۔"

رابعہ نے ان کی بات کو دل پر لینے کے بجائے لیا دیا تھا جواب دیا۔

"ایک تو میں تمہاری اس ڈھونگی معصومیت سے بہت چڑتی ہوں۔ اپنے سارے کام نکلوا کر ہمارے سامنے اچھی بن جاتی ہو۔ حالانکہ میں تم جیسوں کی رگ رگ سے واقف ہوں۔

Novels by Hania Masood Khan

اس لیے میں تمہاری اس اچھائی کے ڈھونگ میں بالکل بھی نہیں آؤں گی۔"

پھر وہ پیر پٹختے ہوئے کچن کی دہلیز سے اتر گئیں۔

"اللہ ان کا مسئلہ جلد سے جلد حل کرے اور یہ عافیت سے یہ اپنے گھر واپس چلی جائیں۔ (آمین)"

رابعہ نے کپوں میں چائے نکالتے ہوئے ہلکی آواز میں ان کے لیے دعا کی۔ایسی دعا جس میں ان سب کی بھلائی چھپی تھی۔

مغرب کے وقت حارث گھر پہنچ گیا تھا۔رابعہ پہلے سے ہی تیار تھی۔بس اڈے تک پہنچتے پہنچتے انہیں آدھا گھنٹہ لگا تھا۔راستے میں اس وقت ٹریفک ہی بہت تھی۔اور وہ لوگ موٹر سائیکل پر ہوتے تو پھر کٹ مار کر نکل جاتے۔لیکن وہ لوگ رکشے سے اڈے تک پہنچ رہے تھے۔رابعہ کو تو لگ رہا تھا کہ وہ لوگ کسی لوکل بس سے لاہور جائیں گے لیکن حارث فیصل موورز کے ٹرمینل پر اترا تھا۔اسے ویٹنگ میں بٹھا کر اس نے ٹکٹس لیں۔پھر خود بھی اس اکانومی کلاس والے ویٹنگ ہال میں آ گیا۔

"آپ کوئی نارمل بس کروا لیتے۔فیصل موورز تو بہت مہنگی ہوتی ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ٹکٹ اور کچھ بقایا پیسوں کو والٹ میں رکھ کر حارث نے جیب میں رکھا۔ پھر رابعہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ ساری کرسیاں قطار میں ایک ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔

راحیل اسی سے آتا جاتا تھا۔ اور اس کی ٹکٹ پر رابعہ نے کئیں بار کرایہ دیکھا بھی تھا۔ اور وہ کرایہ ان دونوں کے بجٹ سے بہت زیادہ تھا۔

"تمہارے ساتھ لوکل بس میں سفر کرنا مناسب تھوڑی لگے گا۔ میں اکیلا مرد ہوتا جانے والا تو بیٹھ جاتا لوکل بس میں۔ لیکن کوئی گھر کی عورت ہو ساتھ تو انسان کو تحفظ بھرا سفر ہی کرنا چاہیے۔ ابھی آدھے گھنٹے بعد کی ٹکٹ ہے۔ اور دو گھنٹے بعد بس سٹے کرے گی۔ کچھ کھانا پینا ہوا، واشروم جانا ہوا تو لے چلوں گا میں تمہیں ساتھ۔ پھر بس سیدھا لاہور ہی پہنچے گے ہم۔"

اور آدھا گھنٹہ یوں ہی بیٹھے بیٹھے گزر گیا۔ اب وہ دونوں بس میں آ گئے تھے۔

"ابھی ہم سات بجے جا رہے ہیں تو؟"

بس کے درمیان میں ان کی سیٹیں تھیں۔ جو ایک بیگ رابعہ نے تیار کیا تھا اس کا ٹوکن لے کر حارث نے وہ بیگ بس کے سامان والے حصے میں رکھوا دیا تھا۔

"تو پھر گیارہ بجے ہم وہاں ہونگے۔ میں نے راحیل سے کہہ دیا تھا وہ ہمیں لینے پہنچ جائے گا۔ باقی اپنی امی اور بھابھی کو تم وہیں جا کر ایک ہی بار سرپرائز دے دینا۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

ٹکٹ کنفرم ہونے کے بعد اس نے راحیل کو میسج کر دیا تھا۔

''ان کو تو میں نے بھی اسی لیے نہیں بتایا۔''

ان دونوں سے ہی ملنے کے لیے وہ اتنی پر جوش تھی۔

''اچھا کیا نا۔''

اب حارث بھی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کھڑکی والی سیٹ پر رابعہ بیٹھی تھی۔ کچھ دیر کا سفر گزرا اور رابعہ بیٹھے بیٹھے تھک گئی۔

''میں پاؤں اوپر کر کے بیٹھ جاؤں؟''

باہر کے نظارے کرنے کے باوجود بھی وہ بور ہو رہی تھی۔ جبکہ حارث پیچھے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیتا تھا۔

''تھک رہی ہو ایسے؟''

ابھی تو اس کی ہلکی سی آنکھ بھی لگ گئی تھی۔

''بہت زیادہ!''

رابعہ نے پاؤں میں پہنے ہوئے جوتے اتار دیے۔

''سیٹ پیچھے کر دیتا ہوں تمہاری۔''

وہ بھی کچھ دیر کو آنکھ لگا لیتی تو سفر آسانی سے کٹ جاتا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن پھر بھی میں پاؤں اوپر کروں گی۔ عبایہ میں سمیٹ کر رکھوں گی، کسی کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔"

اور ایسا وہ کر بھی چکی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

حارث نے بھی اسے منع نہیں کیا۔ بس وہ اپنی طرف سے کوشش کر رہا تھا کہ اس کی سیٹ پیچھے کر دیتا۔

"نہیں ہو رہا یہ؟"

لیکن اس سے ہو نہیں رہا تھا۔ اپنی طرف سے جس بٹن کو دبا کر سیٹ پیچھے دھکیلنی تھی وہ دھکیل رہا تھا۔

"ہاں... بس ہوسٹس کو بلا کر کہتا ہوں کہ تمہاری سیٹ پیچھے کر دے۔"

"اس کو بلانے کی کیا ضرورت ہے؟"

لیکن اس سروس کے انہوں نے پیسے دیے تھے۔

"وہ یہاں ہماری مدد کے لیے ہی ہے۔"

پھر حارث نے اسے بلا لیا۔ اور وہ ایئر ہوسٹس اپنے مخصوص یونفارم میں بالوں کا آگے سے سٹائل بنا کر ان تک آئی تھی۔ نام نہاد ہی اس نے اپنے سر پر دوپٹہ لیا ہوا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''تم اس بیچاری کو اتنا کیوں گھور رہی تھی؟''

وہ رابعہ کی سیٹ پیچھے کر کے چلی گئی تو رابعہ اب حارث کو بھی گھورنے لگی۔

''کافی پاس کھڑی تھی وہ آپ کے۔''

حارث کے چہرے پر مسکراہٹ آنے والی تھی۔

''تو تمہیں برا لگ رہا تھا؟''

اب کھڑکی کے آگے حارث نے پردہ کر دیا۔

''کیوں؟''

اور وہ حیران بھی تھا۔

''کوئی میرے پاس بھی ایسے کھڑا ہو گا نا تو آپ کو بھی برا لگے گا۔''

اور اب وہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔

''تمہاری بات اور ہے، رابعہ۔ لیکن میرے معاملے میں تم بے فکر رہا کرو۔ بوڑھے بندوں سے لڑکیاں اٹریکٹ نہیں ہوتیں۔''

پھر اس نے تسلی سے اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی۔ آنکھیں بند کرنے لگا۔

''پہلی بات تو آپ بوڑھے نہیں ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ میرے تو ہز بینڈ ہیں نا آپ، کوئی آپ کے قریب کھڑا ہو گا تو مجھے برا لگے گا۔ بہت برا لگے گا۔ اور یہ کوئی بات نہیں

Novels by Hamna Masood Khan

ہوتی کہ تمہاری بات اور ہے رابعہ۔ ہم دونوں کا مقام ایک دوسرے کے لیے ایک جیسا ہی ہے۔ اگر آپ میرے لیے انسیکیور ہو سکتے ہیں تو میں بھی آپ کے لیے انسکیور ہو سکتی ہوں۔"

یہ صرف حارث کو ہی لگ رہا تھا کہ وہ اس کی طرح آنکھیں بند کر کے باقی رہتا سفر سو کر گزار دے گی۔ اس نے حارث کی نیند بھی اڑا دیا تھا۔

"کدھر کی کدھر بات لے جاتی ہو تم!"

رابعہ نے اسی طرح منہ بنائے رکھا۔ پھر سامنے سے ہیڈ فون اٹھا کر پہن لیے۔

"لگا لیں آپ بھی کچھ، بور نہیں ہونگے پھر۔"

"اس میں کچھ بھی میری پسند کا نہیں ہے۔"

وہ بنا دیکھے اندازہ لگا چکا تھا۔

"میں تو بس تھوڑے سے گانے سن لوں گی۔ اس میں جو موویز ہیں وہ مجھے زرا نہیں پسند۔ ساری کی ساری ہی انگریزی ہیں۔"

ٹچ سکرین تھی۔ رابعہ نے بھی چیک کیا تو اس میں کچھ خاص نہیں تھا۔ بس کچھ گانے تھے جنہیں وہ سن سکتی تھی۔

"سفر میں گانے نہیں سننے چاہیے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

وہ بتا رہا تھا۔ پر اسے سننے سے براہ راست نہیں روک رہا تھا۔

"کیوں؟"

رابعہ نے کان سے ہیڈ فون اتار کر اس کی طرف رخ کیا۔

"سفر کی دعا پڑھ کر بیٹھی تھی نا تم؟"

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"پڑھی تھی میں نے۔ جب وہ بس ہوسٹس بھی مائیک میں اناؤنسمنٹ کے بعد پڑھ رہی تھی۔"

"تو دعا کے بعد گانے سننا شروع کر دینا چاہیے کیا؟"

حارث نے اس سے پوچھا۔ اور اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ بس بہانا تھا۔

"پھر اور کچھ ہے ہی نہیں اور میں بور ہو رہی ہوں۔"

منہ پھلا کر اب وہ پورا اس کی طرف مڑ گئی۔

"تلاوت ہے اس میں۔ لیکن اسے تو سننا نہیں چاہو گی تم۔"

تلاوت کا تو پورا ایک فولڈر بنا ہوا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں آپ سے ہی باتیں کر لیتی ہوں۔"

اور رابعہ نے ہار مان کر اسے ہی اپنی بوریت دور کرنے کا سامان بنا لیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں کرو۔"

اور اس نے بھی برا نہیں مانا۔ اسے بھی تو اس سے باتیں کرنا اچھا لگتا تھا۔

"اور آپ میری ساری باتوں کے جواب بھی دیں گے۔"

ٹانگیں تو اس نے اوپر پہلے سے ہی کی ہوئیں تھیں۔ اب وہ گھٹنے پورے موڑ کر رخ حارث کی طرف کر چکی تھی۔ لہجہ اس کا پر جوش تھا۔ آواز بھی کچھ اونچی تھی۔ یا شاید اس خاموش ماحول میں اونچی محسوس ہو رہی تھی۔

"اور تم تھوڑی آہستہ آواز میں بات کرو گی۔ ارد گرد والے بھی سن رہے ہیں تمہاری آواز۔"

رابعہ نے گردن ہلائی۔

"آپ اللہ سے قریب کب ہوئے تھے؟"

پہلا سوال یہی تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے ہوئی بات کے بعد اس کے ذہن میں آیا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ میں اللہ کے قریب ہوں، پر اللہ مجھ سے قریب ہے اس بات پہ مجھے یقین ہے۔"

"تو یہ تو ایک ہی بات ہو گئی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں ایک بات نہیں ہے۔"

رابعہ کے لیے واقعی ایک بات تھی۔اسے لگا شاید اس کا سوال حارث سمجھا نہیں ہے۔

"اچھا۔۔۔لیکن آپ پھر میرے سوال کا ایسے جواب دے دیں کہ نماز کے پابند آپ کب سے ہیں؟"

پابند تو وہ تھا۔اور جو تھوڑی بہت وہ خود بھی نماز کی پابند بنی تھی اسی کو دیکھ دیکھ کر بنی تھی۔

"جب سے مارکیٹ میں کام کے لیے قدم رکھا تھا تب سے۔" حارث اسے سادہ انداز میں اپنا جواب سمجھانے لگا۔رابعہ کی بھی دلچسپی بڑھ گئی۔" جن کے پاس میں شروع میں کام کرتا تھا... وہ جو مالک تھے نا، نماز روزے کی بڑی پابندی کرتے تھے۔جب خود نماز پڑھنے جاتے تھے تو مجھے دکان پر نہیں بٹھا کر جاتے تھے۔کہتے تھے کہ ساتھ چلو اور شٹر گروا دیتے تھے۔اصل عادت مجھے ان کے پاس سے ہی پڑی تھی۔"

"اور آپ کی اس عادت سے پھر تو ان کو بھی بہت ثواب ملتا ہو گا۔"

وہ تشکر کے انداز میں مسکرانے لگا۔

"کسی کو نیک عادت لگوانا بھی صدقہ جاریہ ہے۔اور اس کا اجر بھی بہت ہے۔"

پھر اس نے بھی تائید کی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"میں آپ کو اپنا بتاتی ہوں کہ شادی سے پہلے میں نماز کی پابندی نہیں کرتی تھی۔ دن کی تین نمازیں پڑھ لیا کرتی تھی لیکن فجر اور عشاء مشکل تھی میرے لیے۔ خاص طور پر فجر۔ پہلی بات تو یہ کہ اس وقت میری آنکھ ہی نہیں کھلتی تھی۔ اور کبھی بڑی مشکل سے میری آنکھ کھل بھی جاتی تھی تو اگر مجھے اذانیں سنائی دے رہی ہوتیں تو میں اٹھ کر نماز پڑھ لیتی تھی لیکن اگر اذان پہلے ہو چکی ہوتی تھی تو میں ٹائم دیکھ کے یہ اندازہ کر لیتی تھی کہ اب تو نماز کا وقت گزر گیا ہے اور میں دوبارہ سو جاتی تھی۔"

بتاتے ہوئے وہ شرمندہ نہیں ہو رہی تھی۔ کیوں کہ اب اس کی عادت بدل چکی تھی۔

"ویسے میرے سامنے اس طرح کی حرکت تو پہلے تم نے نہیں کی اس لیے اس بارے میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا۔"

"ہاں تو میں بھی یہی بتانے والی ہوں کہ مجھے جو فجر پڑھنے کی عادت لگی ہے نا وہ آپ کی وجہ سے لگی ہے۔"

خوشی سے بتاتے ہوئے اس نے حارث کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ سے تھام لیا۔ دوسری سے ابھری رگوں پر انگلیاں پھیرنے لگی۔

"جب آپ اٹھتے ہیں تو میری پھر خود ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پہلے پہلے تو وضو کرنا اتنا مشکل لگتا تھا اور اب تو میں صبح نہا بھی رہی ہوتی ہوں وہ بھی اتنی بڑی بات نہیں لگتی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

اور وہ ہنسنے لگی۔ایک تو وہ بات ہی ایسی کر رہی تھی جس کے لیے جگہ مناسب نہیں تھی۔

دوسرا وہ زیادہ ہی قریب ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

"آہستہ آواز میں بات کرو۔"

حارث نے پہلے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔پھر اسے ڈپٹا۔

"آہستہ ہی بول رہی ہوں میں۔"

لمحے بھر کو ہی وہ جھینپی تھی لیکن اسے زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔

"لیکن یہ جگہ بالکل بھی ایسی نہیں ہے جہاں پہ تم اس طرح کی باتیں کرو۔"

رابعہ نے پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اچھا ٹھیک ہے اس بات کو میں آگے نہیں بڑھاتی لیکن ہاں میں آپ کو بس یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ میری نمازوں کے پیچھے بھی آپ کا ہاتھ ہے اس لیے پھر آپ کو بھی ثواب ملتا ہو گا۔"

"یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔"

ایک موضوع ختم ہوا تو رابعہ کے ذہن میں دوسرا موضوع فوراً ہی آ گیا۔

"اور اب مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ کے کوئی سکول کے وقت کے دوست نہیں ہیں؟"

اور حارث کو اس سوال کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔یکدم اداسی چہرے پر چھا گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''نہیں سکول کا کوئی دوست نہیں ہے میرا۔''

اب تو واقعی کوئی نہیں تھا۔

''جب آپ سکول میں پڑھتے تھے تب بھی کوئی دوست نہیں تھا آپ کا؟''

وہ مان ہی نہیں سکتی تھی کہ کسی کا کوئی دوست نہ ہو۔

''تب تو کئی دوست تھے لیکن وہ وقت کی دوستی تھی۔''

اسے تو لگتا تھا کہ سکول کی دوستی ساری زندگی ساتھ رہتی ہے۔ہاں، کالج اور یونیورسٹی کی وہ گارنٹی نہیں دے سکتی تھی۔

''اور کالج کے ٹائم کا بھی کوئی دوست نہیں ہے؟''

ہاں یا ناں سے اس نے ماننا نہیں تھا۔اسے پوری تفصیل چاہیے تھی۔

''دو تھے میرے دوست۔ایک باہر کے ملک چلا گیا تھا۔اور دوسرے کا ٹریفک حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔وہ بھی میری طرح اپنے گھر کا اکلوتا بیٹا تھا۔یہاں اس زمانے میں نیا نیا پل بن رہا تھا اور وہ عام عوام کے لیے فعال نہیں تھا لیکن پھر بھی اکثر لوگ ٹریفک سے بچنے کے لیے اس پل پہ چلے جاتے تھے۔ایسے ہی میرا دوست اپنی موٹر سائیکل پر چلا گیا اس پل پہ۔اور بس اس کی لکھی ہوئی تھی۔وہاں کوئی کنکریٹ کا ڈھیر وغیرہ تھا کھدائی ہوئی ہوئی تھی وہیں ہو گیا تھا اس کا ایکسیڈنٹ۔کیا پتہ کچھ وقت وہ زندہ بھی رہا ہو گا۔اس کے

Novels by Hamna Masood Khan

ایکسیڈنٹ کا پتہ صبح تک کسی کو بھی نہیں چل سکا تھا۔ ویسے بھی اس وقت سب کے پاس اتنے موبائل فون بھی نہیں ہوتے تھے ورنہ آج کے دور میں تو اس سے خبریں پہنچا کر جانیں بچالی جاتی ہیں۔ بڑا مشکل وقت تھا وہ۔"

آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے تھے۔ چاہے سالوں پرانی دوستی تھی۔

"وہی آپ کا زیادہ پکا والا دوست ہو گا!"

رابعہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا سہلایا۔

"ہاں وہی تھا۔"

پلکیں جھپک کر بننے والے آنسوؤں کو اس نے قابو میں کر لیا تھا۔

"پھر جو آپ کا دوسرا دوست ہے اس سے نہیں ہے آپ کا کوئی رابطہ؟"

دو دوستوں میں سے ایک دوست تو بچا تھا۔ پر آج تک اس نے کبھی حارث کو اس کے دوست کے متعلق کچھ کہتے نہیں سنا تھا۔

"ہاں وہ باہر کے ملک ہوتا ہے۔ کچھ عرصے پہلے تک ہم اکثر میسج کر لیا کرتے تھے ایک دوسرے کو لیکن پھر اس کی شادی ہو گئی تھی اور وہ فیملی کو ساتھ لے گی۔ پھر بندے کی سوا اپنی مصروفیات نکل آتی ہیں۔ رابطے چاہو بھی تو انسان رکھ ہی نہیں پاتا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور اب رابعہ خاموش ہو گئی۔ سمجھ ہی نہیں آئی کہ مزید اس سے کیا پوچھے۔ یوں لگنے لگا تھا جیسے حارث اپنے دوستوں کی کمی کو بہت محسوس کرتا ہے۔ بس ظاہر کرنے والی عادت اس کی نہیں تھی۔

"تمہاری ہیں کوئی دوستیں میں نے کبھی ذکر نہیں سنا۔"

اسے خاموش دیکھ کر حارث نے ہی سوال پوچھ لیا۔ اور وہ متوجہ بھی ہو گئی۔

"میری تو کوئی اتنی پکی والی دوست کبھی بنی ہی نہیں جس کے ساتھ بھی میں بیٹھتی تھی اس کو یہی فکر لگ جاتی تھی کہ ایک دن یہ سفید دھبے میری پوری باڈی پہ پھیل جائیں گے۔ اور جب بھی کوئی مجھے میری کمزوری کے بارے میں جتاتا تھا تو میں اس سے خود دور ہو جاتی تھی۔ پھر چاہے وہ دوستی کی جتنی مرضی کوشش کر لے۔"

اب کی بار حارث نے ارد گرد کی پرواہ کیے بغیر رابعہ کا ہاتھ تھاما۔ وہی ہاتھ جس میں اس کی منہ دکھائی کی انگوٹھی بھی تھی۔ وہی ہاتھ جس کی پشت پہ سفید دھبہ بھی تھا۔

پھر حارث اپنے انگوٹھے کی مدد سے اسی سفید دھبے پر پھیرنے لگا۔

"یہ تمہاری کمزوری نہیں ہے، رابعہ!"

اس نے نرمی سے کہا۔ مہربان آنکھوں سے دیکھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"راحیل بھائی بھی یہی کہتے ہیں لیکن یہ چیز نا میرے دماغ میں ہی بس گئی ہے کہ جب بھی کوئی اس کا ذکر کرتا ہے تو میں خود ہی گھبرا جاتی ہوں۔ سمجھ بھی نہیں آتی کہ کیسے معاملے کو ڈیل کروں۔"

وہ پینک ہو جاتی تھی۔ حارث بھی سمجھتا تھا۔ اسے بھی اندازہ تھا۔

"تم نے اپنے دماغ میں بٹھا لیا ہے۔ اگر تم مجھ سے پوچھو تو مجھے تو محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ کوئی مسئلہ ہے اور تمہارے ساتھ بھی ہے۔ میں تو تمہیں ایسے ہی دیکھنے کا عادی ہوں جب کبھی تم میک اپ کرتی ہو تو اچھی لگتی ہو لیکن میک اپ کے بغیر بھی اچھی ہی لگتی ہو۔"

اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ سی تھی۔ ایسی جو دوسرے کو اطمینان دے دے۔

"وہ تو شاید آپ مجھ سے محبت کرتے ہوں تبھی آپ کو میرا یہ مسئلہ زیادہ بڑا مسئلہ نہیں لگتا۔"

محبت میں ہی انسان دوسرے کے عیب نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کے مطابق تو ایسا ہی تھا۔

"یہ تو میں نے تمہیں کبھی نہیں کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

پر حارث نے مانا ہی نہیں۔ پر انکار بھی نہیں کیا۔

Novels by Hamna Hassan Khan

"کیا نہیں کرتے؟"

"پتہ نہیں!"

لفظی اظہار کرنا اس کی عادت میں شامل ہی نہیں تھا۔ اور اس وقت بس میں بیٹھے ہوئے تو وہ بالکل بھی نہیں کہنے والا تھا کہ اسے رابعہ سے محبت ہو گئی ہے۔

"پر مجھے تو لگتا ہے کہ کرتے ہیں آپ مجھ سے محبت۔"

اس نے مان سے کہتے ہوئے کھڑکی کی طرف رخ موڑ لیا۔ ٹانگیں سیٹ سے نیچے لٹکا دیں۔ باہر قطاروں میں دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے پر رات کے اندھیرے میں کچھ بھی اچھے سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"تمہیں کیسے لگتا ہے جب میں نے کبھی کہا ہی نہیں ہے۔"

پر اس بات کو حارث نے وہیں ختم نہیں کیا۔ کوئی تو وجہ ہو گی ہی کہ وہ مان سے کہہ رہی تھی۔

"میں محسوس کر سکتی ہوں کہ آپ کرتے ہیں! ہاں پر اظہار نہیں کیا کبھی آپ نے۔"

ثبوت تو تھا ہی نہیں کوئی۔ اور آج سے پہلے ان دونوں کے درمیان یہ موضوع چھڑا ہی کب تھا۔

"تم کرتی ہو مجھ سے محبت؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

رابعہ نے حیرانی سے اس کی طرف گردن موڑی۔

"آپ کو محسوس نہیں ہوتی؟"

"مجھے تو بس یہی محسوس ہوتا ہے کہ تم مجھ سے شکوے کرتی ہو یا مجھ سے لڑنے کے بہانے ڈھونڈتی ہو۔"

وہ تنگ کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

"میرے اسی انداز میں آپ کو اپنے لیے محبت دکھائی نہیں دیتی؟"

جب حارث اسے کہتا تھا کہ وہ محسوس کرنے میں اچھی نہیں ہے تو اس کے مطابق حارث محسوس کرنے میں اچھا ہی تھا۔

"پتہ نہیں میں نے کبھی غور نہیں کیا۔"

حارث نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ محظوظ ہوا۔

"محبت کی بات آئی ہے تو ہر بات پہ کہہ رہے ہیں کہ پتہ نہیں پتہ نہیں۔"

اور اس نے منہ پھلا لیا۔ اس سے تو واقعی اچھا تھا کہ وہ کھڑکی کے باہر اندھیرے میں ہی کوئی روشنی تلاش کرتی رہتی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

رات گیارہ بجے بھی لاہور ٹرمینل پر اچھی گہما گہمی تھی۔ وہ دونوں بس سے اترے۔ حارث نے والٹ سے بیگ کا ٹوکن نکالا۔ پھر اپنا سامان نکلوایا۔ بیگ ہاتھ میں اٹھالیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں رابعہ کی کلائی تھی۔

"راحیل بھائی سے پوچھیں، کدھر رہ گئے وہ؟"

ارد گرد تو اسے زرا جانی پہچانی شکل نظر نہیں آرہی تھی۔

"ویٹنگ ہال میں بیٹھ کر کرتا ہوں اسے کال۔ تم نے فریش ہونا ہے؟"

ویٹنگ ہال سے پہلے ریسٹ رومز تھے۔ اور کافی زیادہ خواتین بچوں کے ساتھ وہیں جارہی تھیں۔ اور بیچ میں جب سٹاپ بھی آیا تھا تب بھی وہ لوگ بس میں ہی بیٹھے رہے تھے۔

"ویٹنگ ہال ہے کدھر؟"

اپنے ارد گرد گہما گہمی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ میرے خیال سے لیفٹ سائیڈ پہ ویٹنگ ہال ہی ہے۔"

لمبی سی ہال نما عمارت کے اندر وہ داخل ہوا۔ وہ بھی اندازے سے ہی چل رہا تھا۔

"ہونا ہے فریش؟"

نہیں، اب ایک ہی بار گھر جا کر ہوں گی۔

Novels by Hamna Masood Khan

وہ لوہے کے لمبے بینچ پر بیٹھ گئی۔ حارث نے بیگ اس کے پاس ہی رکھا۔ اتنے میں راحیل نے بھی کال بیک کر دی۔ حارث اس سے بات کرنے لگا۔

"ویٹنگ ہال میں ہیں ہم۔"

جب کہ رابعہ اپنے ساتھ والے بینچ پہ بیٹھے کپل کو دیکھ رہی تھی۔ نوجوان جوڑا تھا۔ گود میں چھوٹی سی بچی تھی۔ مسلسل روئے جا رہی تھی۔ اس بچی کی ماں اس کا فیڈر بنا رہی تھی۔ اور اس کا باپ بچی کو چپ کرواتے ہوئے غصہ کر رہا تھا کہ وہ جلدی کیوں نہیں بنا رہی۔

"رو رو کر اس نے خود کو ہلکان کر لیا ہے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ تم پہلے سے اس کے لیے انتظام کر کے رکھتی۔"

لیکن جہاں تک رابعہ کو دکھائی دے رہا تھا اس کے مطابق وہ خود بچی کو ہلکان کر رہا تھا۔ چپ کروانے کے بھی اچھے طریقے ہوتے ہیں۔ اور اس وقت وہ سارے طریقے رابعہ کے دماغ میں آ رہے تھے۔

"انتظام کر کے ہی رکھا ہوا تھا تبھی تو یہاں پہ بیٹھ کے فیڈر بنا رہی ہوں۔"

فٹ سے جواب آیا تھا۔ فیڈر بن گیا تو ڈھکن لگا کر اس نے اچھے سے ہلایا۔

"لاؤ دو، میں خود پلا لیتا ہوں۔"

اس نے ہاتھ آگے کیا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"آپ کو ہی دینے لگی ہوں میں فیڈر۔ خود ہی پلائیں اپنی لاڈلی کو۔"

اب وہ بیگ میں دودھ کا ڈبہ واپس رکھنے لگی۔

"یہی اگر آپ نے ٹرمینل پہنچنے میں دیر نہ کی ہوتی تو ہمیں یوں خواری میں یہاں بیٹھ کر انتظار نہ کرنا پڑ رہا ہوتا۔"

اور وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے بچی فیڈر پی لے۔ لیکن اس وقت اس کے ماں باپ سے زیادہ بچی کے موڈ سونگز ہو رہے تھے۔

"تم ڈالو سارا الزام مجھ پر! حالانکہ عائلہ بھی گواہ ہے کہ ملنے ملانے تمہارے ختم نہیں ہو رہے تھے۔ اوپر سے بیگ ہی دیکھ لو کتنے جمع کر کے لے آئی ہو تم۔ کوئی ہمیں دیکھ کر کہہ نہیں سکتا کہ ہم صرف دو دن کے لیے جا رہے ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم نے شفٹنگ کر لی ہو۔"

ایک اٹیچی کیس ان کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹا بیگ تھا جس میں غالباً بچی کا سامان تھا۔

"ایک دن کے حساب سے تم نے بھی ویسے بڑا بیگ بنایا ہے۔"

رابعہ نے توجہ حارث پر کی۔ پھر مسکرانے لگی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"شوہروں کے اعتراض کبھی ختم ہی نہیں ہوتے۔آپ بتائیں، راحیل بھائی کیا کہہ رہے ہیں؟ کیوں نہیں پہنچے ابھی تک۔"

حارث نے بھی آنکھوں کے اشارے سے اس سے پوچھا تھا کہ وہ ساتھ والے جوڑے کو اتنے دھیان سے دیکھ کیوں رہی تھی۔اور دیکھنا ایک طرف لیکن توجہ سے ان کی باتیں سننا۔پر وہ بھی کسی حد تک تو سمجھ ہی گیا تھا۔

"سنگل پر رکا ہوا تھا۔اب بس پہنچ رہا ہے دس منٹ کے اندر۔"

حارث اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ملتان کے ویٹنگ ہال سے اچھا یہ ویٹنگ ہال لگ رہا تھا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے بہت۔گاڑی میں جو اس نے فریشمنٹ دی تھی اس سے کس کا پیٹ بھرنا تھا۔"

اس کا پیٹ آوازیں کر رہا تھا۔

"ہمیں گھر سے کھا کر نکلنا چاہیے تھا۔"

کھانا تو اس نے بھی دن کا ہی کھایا ہوا تھا۔اور اس وقت دن کے ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے۔

"لیکن کھانے بیٹھ جاتے تو ہماری بھی گاڑی ان کی طرح مس ہو سکتی تھی۔"

اب رابعہ نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"تم کیاان کی باتیں سن رہی تھی؟"

حارث نے گردن موڑ کران کی طرف نہیں دیکھا۔

"وہاونچاہی بول رہے تھے۔"

اس نے کوئی جتن کر کے ان کی باتیں تھوڑاسنی تھیں۔ان کی آواز توخودان کے کانوں تک آرام سے آرہی تھی۔

"پھر بھی دوسروں کی باتیں نہیں سننی چاہیے۔"

حارث نے رابعہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کراس کی گردن اپنی طرف موڑلی۔اب بھی تورابعہ ان کو دیکھے ہی جارہی تھی۔

"ان کی بچی بہت چھوٹی سی ہے۔وہ رورہی تھی تودونوں میاں بیوی ہی گھبراگئے تھے۔ ایک دوسرے کو باتیں سنارہے تھے۔"

تواس کی دلچسپی کاسبب یہ سب تھا۔

"مجھے توخود بھی دونوں زیادہ میچور نہیں لگ رہے۔"

ابھی نہ سہی لیکن تھوڑی دیر پہلے تواسکی نظر گئی ہی تھی ان دونوں پر۔اوران کی گود میں بچی کو دیکھ کراسے اندازہ بھی ہو گیا تھاکہ دونوں ہی کافی کم عمر ہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

راحیل کو آنے میں مزید پندرہ منٹ لگے تھے۔اس سے ملتے ہوئے رابعہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ پھر اسی طرح جذباتی کیفیت میں وہ گھر گئی۔اس وقت بارہ سے اوپر کا وقت ہو رہا تھا۔امی سو رہی تھیں لیکن مدیحہ اٹھی ہوئی تھی۔وہ بھی اس لیے کہ اسے راحیل کہہ کر نکلا تھا کہ اس کے آنے کا انتظار کرے۔

کافی اچھا علاقہ تھا جہاں راحیل نے چھوٹا سا اپارٹمنٹ لیا تھا۔آدھی پیمنٹ کرنے کے بعد وہ ہر مہینے ایک بھاری رقم دیتا تھا جو قسط میں جاتی تھی۔اور اگلے تین سالوں میں ساری قسطیں اترنی تھیں۔ اس سب کے بارے میں امی اور مدیحہ زیادہ نہیں جانتے تھے۔اور حارث کو بھی یہی پتہ تھا کہ گھر کی قسط جانی ہوتی ہے۔زیادہ پوچھ گچھ اس نے بھی نہیں کی تھی۔

"مجھے پتہ ہوتا کہ تم آ رہی ہو تو میں کھانے میں کچھ اچھا بنا لیتی۔"

مدیحہ کا پانچواں مہینہ مکمل ہونے والا تھا۔اس کا وزن بھی کچھ حد تک بڑھ گیا تھا۔اور اس کے چہرے کے رنگوں میں بھی بہت اضافہ ہوا تھا۔اسے دیکھ کر رابعہ کو بہت اچھا لگا۔

"ہمارا ابھی بس اچانک ہی پلین بنا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ اپنا عبایہ وغیرہ اتار رہی تھی۔ان کے اس اپارٹمنٹ کا لاونج ان کے گھر کے لاونج سے کافی چھوٹا تھا۔ایک طرف کو اوپن کچن بھی سامنے ہی تھا۔اس کے علاوہ گھر میں صرف دو کمرے ہی تھے۔وہ بھی چھوٹے چھوٹے ہی تھے۔

"آپ نے جو بھی بنایا ہے ہم وہی کھالیں گے۔"

حارث صوفے پر بیٹھا تھا۔راحیل نے اسے پانی کا گلاس لا کر دیا تھا۔

پھر مدیحہ اور راحیل ایک طرف ہو گئے۔کھانے کے متعلق ڈسکس کرنے لگے۔وہیں کھڑے کھڑے راحیل نے فوڈ پانڈا سے آرڈر کیا۔اس وقت کم ہی ریسٹورنٹس کھلے ہوتے تھے لیکن شکر کے کھلے تو ہوتے تھے۔

"بھابھی امی کا کمرہ کونسا ہے؟میں ادھر ہی جا کر فریش بھی ہو جاتی ہوں اور اگر امی اٹھ گئیں تو میں ان سے مل بھی لوں گی۔خود سے ان کی نیند ڈسٹرب نہیں کرنا چاہ رہی۔"

اس کے سوٹ کا دوپٹہ ہینڈ بیگ میں تھا۔اسے کندھوں پر پھیلا کر رابعہ نے تھوڑا فاصلے سے ہی مدیحہ سے بات کی۔

"تم نے فریش ہونا ہے تو تم ہمارے کمرے میں چلی جاؤ۔بلکہ حارث بھائی کو بھی لے جاؤ۔تب تک کھانا لگاتے ہیں ہم۔اور جس طرح لاؤنج میں اس وقت ہم باتیں کر رہے ہیں مجھے لگتا ہے کہ امی خود ہی اٹھ کر آجائیں گی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ دونوں پہلے فریش ہوئے۔ پھر لاؤنج میں واپس آ گئے۔ کھانا لگا ہوا تھا۔ اور جب وہ کھانا کھا رہے تھے تب واقعی امی بھی کمرے سے اٹھ کر آ گئیں۔ رابعہ کا چمچ منہ تک جاتے جاتے ہوا میں رہ گیا۔ اور وہ کھانا چھوڑ کر امی سے ملی۔

"تم لوگ اچانک کہاں سے آ گئے؟"

ان کا ہگ کچھ زیادہ دیر چلا تھا۔ حارث بھی ان سے ملنے کے لیے اٹھ گیا تھا۔

"ہم لوگ بس آپ کو سرپرائز دینے کے لیے آ گئے ہیں۔"

رابعہ کے چہرے پر خوشی تھی۔ امی بھی اسے دیکھ کر خوش ہی ہوئیں۔

"لیکن ہم لوگ ابھی بس ایک دن کے لیے ہی آئے ہیں۔ کل رات کو واپس چلے جائیں گے۔ اس لیے اگر راحیل بھائی آپ نے ہمیں کہیں گھمانا ہے تو کل کا ہی ایک دن ہے ہمارے پاس۔"

"تمہیں حارث کچھ دن کے لیے چھوڑ کر نہیں جائے گا۔"

پوچھا امی نے رابعہ سے۔ اور نظریں ان کی حارث کی طرف تھیں۔

"آنٹی ابھی تو مئی چل رہا ہے۔ گھر پہ ان دنوں کچھ مصروفیت بھی ہے تو ابھی تو میں اسے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا لیکن جون کے بعد جولائی میں آئے گی یہ آپ لوگوں کے پاس رہنے۔ تب چاہے جتنے دن بھی رہ لے۔"

Novels by Hamna Yasoob Kazi

جواب حارث نے ہی دیا۔

''اچھا ہے نا امی، اپنے گھر کو دیکھ کر ہی نکلا جاتا ہے۔ حارث بھائی اسے ملوانے لے آئے یہی بہت بڑی بات ہے۔''

راحیل نے حارث کی طرف داری میں بولا۔

''لیکن رابعہ تمہیں ہفتہ بھر تو رکنا ہی چاہیے تھا۔ پہلی بار آئی ہو تم یہاں ہمارے گھر۔''

مدیحہ کی بات پر رابعہ نے جواب نہیں دیا۔ بس چہرے پہ مسکراہٹ رکھی۔ اور پھر کھانے کے بعد چھوٹا سا کیک لاؤنج کی میز پر رکھا گیا۔ آخر حارث نے ہی اسے کہا تھا کہ وہ اس کی سالگرہ کا کیک لاہور جا کر کاٹیں گے۔ اور یہ کیک حارث نے ہی راحیل سے کہہ کر منگوایا تھا۔

رابعہ مدیحہ کے ساتھ برتن سمیٹنے میں لگ گئی۔ اور باقی سب لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ ڈیڑھ بجے کے قریب وہ لوگ فارغ ہوئے۔ اور سونے کا سسٹم کچھ یوں بنا کہ امی مدیحہ کے ساتھ سو جائیں گی، اور حارث اور رابعہ امی کے کمرے میں رہیں گے۔ رہی بات راحیل کی تو اسے لاؤنج میں سونے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

اگلے دن کی شروعات بھی گھر سے باہر جا کر خاص حلوہ پوری کے ناشتے سے ہوئی۔ اور اس کے بعد وہ لاہور گھومتے رہے۔ پرانے بازاروں اور تاریخی مقامات کی سیر نے انہیں خوب

Novels by Hamna Nasoor Khan

تھکا دیا تھا۔ رابعہ نے تو کچھ خریداری بھی کی تھی۔ شام کو وہ لوگ گھر آ گئے تھے۔ اچھی سی چائے انہوں نے گھر میں ہی بنائی تھی۔ اور چائے کے ساتھ کباب تل لیے تھے۔ رات کا کھانا انہوں نے حویلی سے کھایا اور اس کے بعد فیصل موورز کی آخری گاڑی سے وہ لوگ گھر کے لیے نکلے۔ یہ گیارہ بجے چلی تھی۔ اور انہوں نے تین بجے پہنچنا تھا۔ چابیاں حارث کے پاس تھیں۔ امی کو فون کر کے اس نے کہا تھا کہ وہ اندر سے کنڈی نہ لگائیں۔ تاکہ لاک وہ خود ہی کھول کر اندر آ جائیں۔ ورنہ اتنی رات کو اگر وہ دروازہ بجاتے تو محلہ بھی ڈسٹرب ہوتا۔ اور فون کالز کرتے تو کیا پتہ وہ نظر انداز ہو جاتیں۔

"مجھے اب صبح سات چالیس سے پہلے آپ آواز بھی مت دینا۔ ساڑھے تین ہو رہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ بھی میں چار گھنٹے سے زیادہ نہیں سو سکوں گی۔"

وہ چیزیں سمیٹنے کی عادی تھی لیکن اس وقت وہ اتنا تھکی ہوئی تھی کہ برقعہ وغیرہ سب سٹول پر رکھ کر سیدھا بستر میں لیٹ گئی تھی۔ کل رات کا سفر، پھر سارا دن کی گہما گہمی، اور پھر اب یہ رات کا سفر، اس وقت ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی ٹانگیں ٹوٹ رہی ہوں۔ پراٹھ کر پیناڈول بھی کون لیتا۔

"مجھے دکان پر بھیج کر تم دوبارہ سو جانا۔ دس یا گیارہ بجے اٹھ کر کام کر لینا۔ تھکاوٹ ہو رہی ہے تو نیند بھی اگر پوری نہیں ہو گی تو تم سے کام بھی ٹھیک سے نہیں ہو گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث بھی لائٹ بند کر کے سونے کے لیے آ گیا تھا۔

"اور آپ تو زیادہ سو بھی نہیں سکتے۔ دکان بھی ٹائم سے کھولنی ہے آپ نے۔ اور دن میں بھی گھر نہیں آتے ورنہ اس وقت بھی بندہ آرام کر لے۔"

اپنا تکیہ اس نے حارث کے تکیے سے جوڑ لیا تھا۔ اور حارث نے اس کے گرد بازو لپیٹ لیا تھا۔

"میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اب سے دن کا کھانا کھانے گھر ہی آ جایا کروں۔ اس بہانے بندہ لیٹ بیٹھ جاتا ہے۔ پھر آرام سے عصر کے وقت جایا کروں گا۔"

تھکاوٹ تو اسے خود بہت شدید تھی۔

"اگر ایسا ہو گا تو بہت اچھا ہو جائے گا۔ میں بھی آپ کے بہانے دن میں سو جاؤں گی۔"

آنکھیں بند، اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ ہلکی نیلی روشنی میں حارث نے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔ پھر وہ دونوں سو گئے۔ پھر سات چالیس تو نہیں لیکن آٹھ بجے وہ دونوں اٹھے تھے۔

"اتنا اچھا خواب دیکھ رہی تھی میں۔"

کسمساتے ہوئے وہ حارث کو بتا رہی تھی۔ دن کی شروعات تو اچھی سوچ کے ساتھ ہی ہوئی تھی۔

Novels by Hamna Wasood Khan

"بعد میں سنوں گا تمہارے خواب کے بارے میں۔ ابھی تم اٹھو اور میرے کپڑے نکال دو۔"

حالانکہ ابھی تو خود وہ بستر میں ہی تھا۔

"ٹائم کیا ہو رہا ہے؟"

اسے تو حارث نے ہی پیار سے جگایا تھا۔ تب سے اب تک آنکھیں کھول کر اس نے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"آٹھ بج رہے ہیں۔"

"یعنی ہمیں دیر ہو گئی ہے۔"

وقت کا سنتے ہی اسے اٹھ کر بیٹھنا پڑا۔

"دیر نہیں ہوئی ہے۔ بس مجھے کپڑے دے کر تم چلی جاؤ ناشتہ بنانے۔ میں نہا کر آ جاتا ہوں۔"

رابعہ اٹھ گئی۔ اور حارث بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"نیچے میں آپ کے ساتھ جاؤں۔"

"کیوں؟"

اس نے حارث کے کپڑے نکالے۔ انہیں باتھ روم میں لٹکانے بھی چلی گئی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"مجھے لگ رہا ہے کہ ویسے بھی سب خوش تو نہیں ہونگے کہ مجھے آپ لاہور لے گئے تھے۔اوپر سے ہم آئے بھی اتنی دیر سے ہیں کہ کسی سے بات ہی نہیں ہوئی۔اب میں نیچے جاؤں گی تو سب کا غصہ مجھ پر نکلے گا۔"

کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہی تھی۔

"میں پھر پانچ منٹ میں نہا کر نکلتا ہوں۔"

جتنی دیر وہ نہا کر نکلا۔رابعہ نے بیڈ سیدھا کیا۔اور اپنے بال سلجھائے۔نہانا تو اس نے بھی تھا لیکن ابھی تو ٹائم ہی نہیں تھا۔جب حارث نہا کر نکلا تو وہ جمائی لے رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں بھی نیند بھری ہوئی تھی۔

"میں ابھی نہا کر آیا ہوں تو تازہ دم ہو گیا ہوں۔تم بھی نہا لو گی تو فریش ہو جاؤ گی۔"

"آپ مجھے سچ میں کہہ رہے ہیں کہ جب آپ دکان پر چلے جائیں گے تو پیچھے میں دو گھنٹے کے لیے سو جاؤں اور پھر اٹھ کر کام کروں؟"

تولیے سے بال رگڑتے ہوئے حارث نے اسے دیکھا۔

"ہاں، تھکی ہوئی ہو تم۔اور اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں بھی سو جاتا۔"

"آپ دن کو آجانا سونے کے لیے۔"

رابعہ اٹھ گئی۔اب وہ دونوں کمرے کا پنکھا بند کر کے نیچے جا رہے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"دیکھوں گا، اچانک سے تو روٹین نہیں بنتی لیکن کوشش کروں گا کہ بن جائے۔"

نیچے کا ماحول تو خاموش ناراضگی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ امی کے کمرے میں جا کر بیٹھا تو انہوں نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ ثمرین باجی بھی پتہ نہیں اپنے کونسے کپڑے استری کر رہی تھیں۔ ناشتہ تو ان دونوں نے ہی نہیں کیا ہوا تھا کیوں کہ کمرے میں کوئی برتن بھی نہیں تھے۔ نہ ہی وہاں کے ماحول سے لگ رہا تھا۔

"تین بجے کے بعد آئے تھے ہم رات کو۔"

کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے اس نے خود ہی بتا دیا۔ پھر اسے کوئی جواب نہیں ملا۔

"پھر ابھی نیند تو پوری نہیں ہوئی لیکن کام پر جانا بھی ضروری ہے۔"

اسے پھر جواب نہیں ملا۔

"پیچھے کچھ ہوا ہے، امی؟"

اب کی بار امی نے اسے دیکھا۔ اور حارث نے گردن موڑ کر ثمرین باجی کو دیکھا۔

"تُو کیوں پیچھے کی فکر دکھا رہا ہے؟ سیر سپاٹوں پہ جانے سے پہلے تو جیسے تجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ پیچھے کے کیا حالات ہیں۔"

کہا تو امی نے ہی۔ لیکن کپڑے استری کرتے ہوئے ثمرین باجی کے موٹے موٹے آنسوں میز پر گرنے لگے۔

Novels by Hamna Masood Khan

”مجھے پیچھے کی فکر ہے تب ہی پوچھ رہا ہوں میں، امی۔“

”سننے میں آیا ہے کہ قیصر کی بہن اپنے بھائی کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہے۔“

اور امی کے کہنے کی دیر تھی اور ثمرین باجی نے آواز کے ساتھ رونا شروع کر دیا تھا۔ لیکن حارث کو زیادہ حیرانی نہیں ہوئی تھی۔ یہ بات تو اس نے بھی سن رکھی تھی۔

”تیرے اطمینان کو دیکھ کر تو لگ رہا ہے کہ جیسے تُو یہ بات پہلے سے جانتا ہے۔“

حارث نے امی کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اتنے میں رابعہ باہر فریج تک آئی۔ دودھ کی دیگچی نکال کر وہ واپس جا رہی تھی۔ اس پر نفرت آمیز نظروں کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔

”میرے بھی سننے میں آیا تھا۔ خیر... آپ لوگوں کو کس نے بتایا ہے؟“

اس کے سوال کا جواب تو نظر انداز ہی ہو گیا۔

”تیرے سننے میں آیا تھا لیکن پھر بھی تجھے احساس تک نہیں ہوا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ تُو تو خوش باش انسانوں کی طرح بیوی کو لے کر نکلا ہوا تھا۔ اتنا پتھر کا دل کب سے ہو گیا تیرا؟“

ثمرین باجی نے غصہ اس پر نکالنا شروع کیا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

”مجھے احساس ہے باجی۔اور یہ بات عباس بھائی بھی جانتے ہیں۔اسی سلسلے میں ہم قیصر بھائی سے ملنا بھی چاہ رہے ہیں لیکن وہ ڈاماڈول کر دیتے ہیں۔پر آپ فکر نہ کرو، کوئی نہ کوئی حل آپ کے حق میں نکل ہی آئے گا۔“

انہیں تسلی دینے کے سوا اس وقت اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

”میں کیسے فکر نہ کروں؟ یہ میری زندگی کا معاملہ ہے۔لیکن تم لوگوں کی اپنی زندگی جب اچھی چل رہی ہے تو میری تکلیف، اور میرے مسئلوں کو تم دوسرے کی وجہ سے ڈاماڈول ہونے بھی دو گے۔کیا ہی فرق پڑے گا تم لوگوں کو۔“

ناشتہ بن گیا تھا۔رابعہ نے کمرے میں بنا سر اٹھائے لگانا شروع کر دیا تھا۔حارث نے شروع کر دیا تھا۔دکان سے اسے ویسے بھی دیر ہو رہی تھی۔امی بھی بھوک کے باعث کھا رہی تھیں۔بس ثمرین باجی کھانے کی میز پر نہیں آئی تھیں۔پھر جب رابعہ ناشتے کے لیے آ کر بیٹھی تب امی نے انہیں بلایا۔اور اپنا ناشتہ پلیٹ میں الگ سے رکھ کر وہ کمرے سے ہی باہر چلی گئیں۔برامدے میں جا کر بھی نہیں بیٹھیں تھیں۔سیدھا دوسرے کمرے میں چلی گئیں تھیں۔

آپ دن میں آئیں گے؟

دروازے تک وہ حارث کو چھوڑنے آئی تو پھر اس نے پوچھ لیا۔

Novels by Hamna Tasoor Khan

کوشش کروں گا۔اور ابھی تم ایسا کرو کہ امی کو بتا کر سیدھا اوپر چلی جاؤ۔ گیارہ بجے تک اٹھ کر نیچے آ جانا۔

غصہ دیکھا ہے آپ نے سب کو کتنا آیا ہوا ہے۔

ان کے پاس اس غصے کی وجہ ہے رابعہ۔

پر سب کو پھر بھی میرا ایک دن کے لیے لاہور جانا نظر آ رہا ہے۔اور سب باتیں بھی مجھے سنائیں گے۔اسی لیے میں نہیں جا رہی سونے۔اگر آپ دن میں آ گئے تو آپ کے ساتھ سو جاؤں گی۔ لیکن ابھی بس ٹھیک ہے۔

تم نظر انداز کرو رابعہ۔اور میرا کچھ کنفرم نہیں ہے کہ دن میں آ بھی سکوں گا میں یا نہیں۔ اس لیے میرا کام ہے تمہیں کہہ کر چلے جانا۔ باقی تمہاری اپنی مرضی ہے۔

حارث چلا گیا۔اور رابعہ دروازہ بند کر کے کچن میں آئی۔سنک میں اکٹھے برتنوں کو دیکھنے لگی۔ کل پورا دن کوئی ایک بھی گلاس نہیں دھلا تھا۔اب وہ کام شروع کرتی تو ایک دو گھنٹے اسی میں لگ جانے تھے۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ امی کے کمرے تک آئی۔

میں ابھی اوپر جا رہی ہوں۔ گیارہ بجے نیچے آؤں گی تو کام کروں گی آپ لوگ سب ایسے ہی رہنے دینا۔ پھر اس کے بعد دن کا کھانا بھی رکھ دوں گی۔

Novels by Hania Masood Khan

اپنی طرف سے رابعہ نے تحمل سے بات کی۔امی بس اسے دیکھ رہی تھیں۔پھر کچھ لمحوں بعد انہوں نے سر ہلا دیا۔اور رابعہ کمرے سے باہر گئی۔سیڑھیاں چڑھنے لگی۔سیڑھیوں پر تیز دھوپ آئی ہوئی تھی۔یہی دھوپ کمرے کی دیواروں کو بھی تپا دیتی تھی۔لیکن اب اس کا کمرہ اوپر تھا اور اس گرمی کو بس اسے برداشت ہی کرنا تھا۔

کہاں گئی ہے یہ امی؟

ثمرین باجی نے اس کی سیڑھیاں چڑھنے کی آواز تو سن ہی لی تھی۔فوراً امی کے پاس آ گئیں۔

میرے خیال سے سونے گئی ہے۔گیارہ بجے تک آ جائے گی نیچے۔پھر سمیٹ لے گی کام۔پڑے رہنے دو جیسا بھی ہے سب۔نیندیں پوری کر کے آئے گی تو وہی دیکھے گی سب۔

اسے اپنی نیندیں پوری کرنے کی پڑی ہے اور یہاں میری زندگی جہنم بنی ہوئی ہے۔اس کی زندگی سے بھی میں ایسے سکون اڑاؤں گی کہ سکون کی نیند کو ترسے گی یہ۔

بڑبڑاتے ہوئے وہ واپس صوفوں والے کمرے میں آ کر بیٹھ گئیں۔

حارث تو بیوی کا دیوانہ ہوا پھرتا ہے،اسے تو اس میں کوئی نقص کوئی کمی بھی نظر نہیں آتی لیکن کبھی تو اس سے کوئی غلطی ہو گی۔کبھی تو وہ غلطی اس کے حق میں بری ثابت ہو گی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"حارث تو بیوی کا دیوانہ ہوا پھرتا ہے، اسے تو اس میں کوئی نقص کوئی کمی بھی نظر نہیں آتی لیکن کبھی تو اس سے کوئی غلطی ہو گی۔ کبھی تو وہ غلطی اس کے حق میں بری ثابت ہو گی۔"

دوپہر کے تین بج رہے تھے۔ رابعہ کچن میں تھی۔ حارث نے کہا تھا کہ دن کے کھانے پر وہ ہو سکتا ہے گھر ہی آ جائے اسی لیے وہ روٹی بنا رہی تھی۔ امی اور ثمرین باجی کو وہ کھانا دے چکی تھی۔ ان کے آگے سے برتن تک اٹھا کر لے آئی تھی۔ خود اس نے کھانا حارث کے ساتھ کھانا تھا۔ بھوک تو لگ رہی تھی لیکن وہ انتظار بھی کر سکتی تھی۔

اس نے لان کا سادہ سا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ قمیض کے گلے اور دامن پر چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے۔ دن کے اس وقت کچن میں اتنی گرمی ہو جاتی تھی کہ اس نے دوپٹے کو گلے میں بھی نہیں رکھا ہوا تھا۔ بس ایک کندھے سے کراس کی صورت میں گزار کر دوسری طرف نیچے آ کر گرہ لگائی ہوئی تھی۔ سیدھی مانگ نکال کر بالوں کی چٹیا کی ہوئی تھی۔ اب اس کے بال کافی لمبے ہو گئے تھے۔ اور اس کی یہ کسی ہوئی چٹیا بھی اس کی کمر سے نیچے تک آتی تھی۔ شادی کے بعد سے اب تک اس نے ایک بھی بار بال نہیں کٹوائے تھے۔ کانوں میں چاندی کی چھوٹی چھوٹی بالیاں تھیں۔ ماتھے اور گردن پر پسینہ آیا ہوا تھا۔ تو اخوب گرم تھا اور اس سے دھوئیں اٹھ رہے تھے۔ وہ ہلکے سلیٹی رنگ کا دھواں اس کے

Novels by Hamna Masood Khan

چہرے تک آرہا تھا۔ بیلن سے بلتی روٹی بھی گول نہیں ہو رہی تھی۔ الجھن سی ہونے لگی۔ ماتھے سے بہتا پسینہ گال تک آیا تو اس نے بائیں ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔

یکدم اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

اس کا فون برتنوں کے سٹینڈ میں کپوں والے حصے میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے اسی طرح ایک ہاتھ میں بیلن پکڑے دوسرے ہاتھ سے فون کی سکرین دیکھے بنا کال ریسیو کر لی۔ پھر فون کو کندھے اور کان کے درمیان دبا دیا۔

"اسلام و علیکم!"

اس نے سلام کیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے روٹی کو پھر سے گول بیلنے کی کوشش کی۔

دونوں ہاتھوں کے درمیان ہلکی سی جھاڑی۔ اور پھر توے پر ڈال دی۔ آنچ کو تھوڑا کم کر دیا۔

"وا علیکم اسلام۔"

آواز حارث کی نہیں تھی۔ دوسرا پیڑا اٹھاتے ہوئے اس کا ہاتھ رک گیا۔ پھر وہ توے پر پکتی روٹی کو پلٹنا بھول گئی۔

"آواز سے پہچان تو لیا ہو گا تم نے مجھے؟"

گرمی کا ابال الگ تھا پر غصے سے اس کا خون مزید کھولنے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''آپکی ہمت کیسے ہوئی ہے مجھے کال کرنے کی؟''

صبح بھی اسے ایسے ہی نمبر سے کال آئی تھی۔ایک بار تو وہ سو رہی تھی اس لیے اسے پتہ نہیں چلا تھا۔دوسری بار کال اس نے نمبر دیکھ کر نظر انداز کر دی تھی۔اور تیسری بار اب غلطی سے کال کو ریسیو کر چکی تھی۔

''جب سے تمہارے ابو کی دکان کا حساب کتاب تمہارے اس عمر رسیدہ شوہر کے ہاتھ میں دیکھا ہے تب سے میری بڑی چاہت تھی کہ تم سے میں بات ضرور کرتا۔''

''میرے شوہر کے بارے میں زبان سنبھال کر بات کرو۔''

توے پر پکتی روٹی شاید اب جلنے لگی تھی۔دھوئیں کا رنگ بھ o ی گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

''ویسے اس کے بارے میں مجھے بات کرنی بھی نہیں ہے۔میں تو بس تم سے یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ تمہارے ابو کو مرتے وقت ہی کیوں خیال آیا کہ انہیں اپنا کاروبار اپنے داماد کے حوالے کر دینا چاہیے؟یہی آفر کبھی انہوں نے پہلے کی ہوتی تو کاروبار کے لیے تو میں کبھی بھی منگنی نہ توڑتا۔''

رابعہ کے سانس بھی تیز ہو گئے تھے۔چہرے پر اتنا پسینہ آیا کہ اسے دوپٹے سے پونچھنا پڑا۔

''آپ جیسے انسان کو میرے ابو کا کاروبار نہیں ملا اس بات پر تو اللہ کا میں لاکھ کروڑ شکر ادا کرتی ہوں۔''

Novels by Hamna Nasood Khan

وہ شیلف کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی۔غصے میں اس کی آواز اونچی ہو گئی تھی۔اسے محسوس ہی نہیں ہوا تھا کہ کب اس کی آواز سن کر کوئی دبے پاؤں کچن کی دیوار تک آ گیا تھا۔

''اتنی آپ جناب کر رہی ہو، مجھے عزت دے رہی ہو تو یقیناً آج بھی اپنے دل سے میرا مقام تم مٹا نہیں پائی ہو گی۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔کسی سے آپ جناب کر کے بات کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان کی ہماری زندگی میں کوئی قدر ہوتی ہے۔آپ جیسے انسان کو تو میں دیکھنا بھی پسند نہ کروں۔جب آپ نے مجھ سے منگنی توڑی تھی اس وقت ہی جو سب بھی تھا ہمارے درمیان وہ ختم ہو گیا تھا۔''

توے پر پکتی روٹی اب اوپر والے حصے سے بھی جل رہی تھی۔کچن میں اس کا دھواں بھرنے لگا تھا۔

''اور میں اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہوں، ان کے ساتھ میں بہت خوش ہوں اور اپنے نصیب پر راضی بھی ہوں۔''

''لیکن آج نہیں تو کل تم جیسی ناقص لڑکی سے اس انسان کا بھی دل بھر جائے گا۔اور اگر ایسا ہوا تو مجھے یاد کر لینا۔تمہارے ابو کے کاروبار کے ساتھ ساتھ میں تمہیں بھی اپنا لوں گا۔اور اس پر تو میری پہلی بیوی بھی کوئی اعتراض نہیں کرے گی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اس انسان کی سوچ اتنی گھٹیا بھی ہو سکتی تھی رابعہ نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"دماغ ٹھیک تو ہے آپ کا؟ یہ کس قسم کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

اسے یہ کال ریسیو ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس انسان کو اپنی زندگی کے دو منٹ بھی نہیں دینے چاہیے تھے۔ یہ تو پھر پانچ منٹ کی کال ہونے والی تھی۔

اتنے میں گھر کے باہر ہارن بجا۔ پھر لاک کھلا۔ اور حارث کی موٹر سائیکل اندر آئی۔ کچن کی دیوار کے پاس کھڑی ثمرین باجی کچن کے دروازے کے سامنے ہو گئیں۔ رابعہ نے ان کو دیکھا۔ فوراً کال بند کی۔ ہاتھ نیچے کر کے فون دوپٹے کے نیچے کر لیا۔

"اچھا کیا حارث تو آج اس وقت گھر آ گیا۔ آج میں نے تیری بیوی کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔"

حارث نے انجن کو بند کیا۔ بائیک سے اترا۔ ناسمجھی سے دیکھتے ہوئے کچن کے دروازے تک آیا۔ سامنے رابعہ کھڑی تھی۔ پسینے سے بھیگی ہوئی۔ کچن میں کافی دھواں بھی تھا۔ روٹی مکمل جل چکی تھی۔

"باہر نکلو تم! اور باجی یہ کس قسم کی باتیں کر رہیں آپ؟"

رابعہ کے قدم جیسے جم گئے تھے۔ دھیمے گہرے سانس لیتے ہوئے وہ سمجھ چکی تھی کہ اب بہت کچھ غلط ہونے والا ہے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں نے تیری بیوی کو اس کے عاشق سے بات کرتے ہوئے اب کی بار رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔تجھے مجھ پر یقین نہیں ہے تو دیکھ لے یہ اپنے دوپٹے کے نیچے کیا چھپا رہی ہے۔اس کے ہاتھ میں فون ہے اس کا۔اور مجھے دیکھتے ہی اس نے بند کیا ہے ورنہ تو تسلی سے گپ شپ میں لگی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے توے پر روٹی بھی جل گئی۔"

حارث نے دیکھا تھا۔شفون کے دوپٹے میں اس کا ہاتھ چھپا تھا۔اس ہاتھ میں موبائل بھی تھا۔حارث نے بازو سے پکڑ کر رابعہ کو کچن سے باہر نکالا۔اب وہ صحن میں کھڑی تھی۔

حارث کے دائیں طرف رابعہ کھڑی تھی۔اور ان دونوں کے عین سامنے ثمرین باجی۔

حارث نے نظریں ترچھی کر کے رابعہ کی طرف دیکھا تھا۔رابعہ نے اسے دیکھ کر نظریں جھکا لیں تھیں۔

"کس بات کا تماشا لگا ہوا ہے؟اور حارث کیوں آیا ہے اس وقت گھر؟"

امی کے کمرے تک بھی آواز پہنچ گئی تھی۔وہ دروازہ کھول کر باہر آ گئیں تھیں۔

"یہ میرے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت خاک میں ملائے گی تو میں تماشہ بناؤں گی!"

ثمرین باجی کو اچھا موقع ملا تھا۔اس کی زندگی کو مشکل بنانے کے لیے۔

"میں ایسا کچھ بھی نہیں کر رہی تھی باجی کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

Novels by Hamna Tassaduq Khan

رابعہ نے حارث کا بازو پکڑ کر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ اپنے اوپر اتنا بڑا الزام وہ کیسے لگنے دے سکتی تھی۔ اور جس طرح سے وہ بات کر رہی تھیں اچھے اچھے ان کی بات پہ ہی یقین کر لیں۔ اچھے اچھے کا دماغ کام کرنا بند کر جائے۔

"تم کمرے میں جاؤ، رابعہ!!!"

حارث نے پہلے رابعہ سے اپنا بازو چھڑوایا۔ پھر شدت بھرے انداز سے رابعہ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ بھرا ہوا تھا۔ جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ دائیں ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ اور ہاتھ کی پشت پہ تنی ہوئی رگیں ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"اسے کمرے میں کیوں بھیج رہا ہے؟ دو تھپڑ لگا یہیں... اور پوچھ اس سے ہمارے سامنے۔ ہمیں بھی پتہ چلے کہ کن کن سے اس نے دوستیاں لگائی ہوئی ہیں۔"

حارث کے ہاتھ کی مٹھی اور سختی سے بند ہونے لگی۔

"جو بھی بات ہے میں اس بارے میں اس سے خود پوچھ لوں گا۔"

اندر خون کی گردش میں انتشار گھل چکا تھا۔ پھر بھی ضبط سے اس نے انہیں جواب دیا۔

رابعہ کو سنے بغیر وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔

"اور تم اب تک یہاں کیوں کھڑی ہو، رابعہ؟"

Novels by Hamna Masood Khan

اسے وہیں کھڑے دیکھ حارث نے اونچی، مضبوط، اور بھاری آواز میں رابعہ سے کہا۔

آنکھوں کا غصہ حد سے سوا ہو رہا تھا۔ جب اس نے ایک بار رابعہ سے کہہ دیا تھا تو اسے اب تک کمرے میں چلے جانا چاہیے تھا۔

"میں آپ سے کہہ رہی ہوں کہ باجی کو..."

پر وہ حارث کو صفائی دینا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ثمرین باجی بات کو جو رخ دینا چاہ رہی ہیں وہ رخ مڑنے سے پہلے ہی حارث اس پر یقین کر لے۔ لیکن اس کے الفاظ ادھورے رہ گئے۔ اور حارث نے شاید پہلی بار سختی سے اس کی کلائی کو پکڑا تھا۔ پھر اسے ساتھ لے کر وہ بڑے قدم اٹھانے لگا۔ برامدے سے ہوتے ہوئے اسے سیڑھیوں تک لایا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ رابعہ کو جیسے جھٹکا سا محسوس ہوا تھا۔

"اپنی اور میری عزت کا اگر تھوڑا سا بھی احساس ہے نا رابعہ، تو اوپر کمرے میں چلی جاؤ۔"

آنسوں گال بھگو رہے تھے۔ حارث اس سے رخ پھیر کر کھڑا تھا۔ رابعہ نے اس کی پشت دیکھی۔ پھر پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔

"یعنی آپ کو بہت غصہ بھی آتا ہے؟"

وہ بہت حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہارے معاملے میں آ بھی سکتا ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ سب کچھ بہت غلط ہو گیا ہے۔

"جس بیوی کو تو اب بھی عزت سے لے کر گیا ہے اس نے تیری عزت خراب کی ہے، حارث! پتہ نہیں کب سے لگی ہوئی ہو گی ان چکروں میں۔ اور کیا پتہ کہ یہ چکر اس کی شادی سے پہلے کے ہوں۔"

اور ثمرین باجی کی ہر ممکن کوشش تھی کہ حارث رابعہ سے اسی طرح سوال جواب کرے جیسے وہ کہہ رہی تھیں۔ آخر انہوں نے رابعہ کو رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔

"میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اس نے جو بھی کیا ہے میں خود پوچھ لوں گا اس سے۔ آپ کو اللہ کا واسطہ ہے یہ میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ لیں۔ یہ بات آپ یہی ختم کر دیں۔ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ ہم خود دیکھ لیں گے۔"

حارث نے اپنے دونوں ہاتھ ان کے آگے جوڑ دیئے تھے۔ دیکھا اس نے امی کو بھی تھا لیکن امی بھی پہلے سن کر بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور سمجھا انہوں نے وہی جو ثمرین باجی بار بار کہہ رہی تھیں۔

"آپس کا معاملہ کیسے ہے، حارث؟ طرفداری میں اتنا بھی اندھا نہ ہو جا کہ صحیح اور غلط کے درمیان میں فرق ہی بھول جا۔ ثمرین نے خود سنا ہے اسے لڑکے سے بات کرتے ہوئے۔"

Novels by Hania Yasoob Khan

امی اب کی بار مکمل ثمرین باجی کی بات پر یقین کر چکیں تھیں۔

"اور امی یہ کوئی پہلی بار تو نہیں تھا۔ میں پہلے بھی کئی بار رابعہ کو نوٹس کرتی رہی تھی، لگی رہتی تھی یہ موبائل فون پر۔ لیکن مجھے تو پتہ تھا کہ یہ تو بے غیرت شوہر بن جائے گا لیکن بیوی سے بازپرس نہیں کرے گا۔ اسی لیے آج سے پہلے جب میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا تو ایسا کچھ نہیں کہا میں نے۔ پر اب سچ سامنے ہے یہ خود اس کا فون چیک کرے تو اسے پتہ چلے۔"

بے غیرت شوہر... اسے گالی سننے کو ملی تھی۔ ثمرین باجی نے اس کی طرف اشارہ کر کے خاص طور پر گالی دی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں اس سے بات کروں گا!"

اب وہ اپنی پوری قوت سے دھاڑا تھا۔ سانس تیز تیز لینے لگا تھا۔

"بات کی نہیں بازپرس کی ضرورت ہے۔ اسے بتا کہ تُو بے غیرت مرد نہیں ہے۔ اور میرے گھر میں رہتے ہوئے ایسے چکر چلانے کی اجازت میں ہر گز اسے نہیں دیتی۔"

امی کے الفاظ کے بیچ میں ہی حارث پلٹ چکا تھا۔ پھر وہ تیز قدم اٹھا کر اوپر کمرے میں پہنچا۔ دروازہ زور سے بند کیا۔ آواز نیچے تک گئی۔

"اچھا امی آپ پریشان نہیں ہو۔ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ خود ہی دیکھ لے گا حارث۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

اپنی طرف سے تو حارث کو اتنا پمپ کر ہی دیا تھا کہ ان کے مطابق اب رابعہ کی خیر نہیں تھی۔امی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ثمرین باجی انہیں کمرے میں لے گئیں۔پھر اندر جا کر انہیں بٹھا دیا۔

''اتنے غصے میں آج تک میں نے حارث کو نہیں دیکھا۔''

پھر ثمرین باجی نے انہیں پانی کا گلاس بھر کر دیا۔

''اس غصے میں وہ رابعہ کے ساتھ جو بھی سلوک کرے،امی۔اس کا غصہ جائز ہے۔میری طرف سے تو لگا دے بے شک دو چار۔''

پھر وہ امی کو ادھر ہی چھوڑ کر باہر برامدے تک آئیں۔سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہو گئیں۔ دھیان سارا اوپر سے آنے والی آواز پر تھا۔

حارث نے دروازہ پوری شدت کے ساتھ بند کیا تھا۔پھر اندر سے کنڈی لگائی۔کمرے میں موجود رابعہ کی ٹانگیں لرز گئی تھیں۔وہ بھی بھیگے چہرے کے ساتھ انتہائی پریشانی کے عالم میں اس کے سامنے آئی۔

حارث بھی اب بہت غصے میں لگ رہا تھا۔لیکن پھر بھی اس وقت اس سے بات نہ کرتی تو کس کے آگے جا کر اپنی صفائی پیش کرتی۔کس سے امید کرتی کہ وہ اس مسئلے کو سمجھے گا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"تم کال پہ بات کر رہی تھی؟"

اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی حارث کا سنجیدہ لہجہ گونجا۔ غصے پر کسی حد تک وہ قابو کر چکا تھا۔

رابعہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ جو بات سچ تھی اسے ڈر کے مارے جھوٹ تو نہیں کہہ سکتی تھی۔ پھر اس نے ہوا میں اپنے ہاتھ بھی اٹھائے۔ اور ایک قدم آگے بھی بڑھایا۔ جیسے وہ کچھ کہنے والی تھی۔ پر حارث نے اپنا مضبوط ہاتھ ہوا میں دکھاتے ہوئے اس کے قدم ٹھہرا دیے۔

حارث کمرے کے وسط میں کھڑا تھا اور رابعہ بیڈ کے پاس۔

"پھر اب بھی تم یہی کہو گی کہ باجی نے یہ سب کہہ کر تمہارے لیے مشکلات پیدا کر دیں ہیں؟"

وہ رابعہ کو دیکھ کر بات ہی نہیں کر رہا تھا۔ اس کی نظریں کارپٹ کو دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں پنکھا تک نہیں چل رہا تھا۔ اور اتنے شدید ماحول میں جہاں رابعہ کو پریشانی سے پسینہ آ رہا تھا۔ وہیں حارث کا ضبط اس کا چہرہ بھگو رہا تھا۔ اس نے سوال جواب کا آغاز وہاں سے کیا تھا جہاں سے وہ چاہتا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"لیکن وہ آپ سے جھوٹ کہہ رہی ہیں۔ میں نے پہلے کبھی بھی کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ آج بھی بار بار انجان نمبر سے فون آرہا تھا تو میں نے ریسیو کر لیا تھا۔ آپ تو مجھے جانتے ہیں۔ میں جب آپ کے ساتھ خوش ہوں تو مجھے کیا ضرورت ہے ایسی حرکتیں کرنے کی۔"

اس کا فون بیڈ پر رکھا تھا۔ پہلے حارث نے دیکھا۔ اور پھر حارث نے اٹھالیا۔ پھر کال ہسٹری نکالی۔ وہاں ساری کال ہسٹری ڈیلیٹ تھی۔ صرف آدھے گھنٹے پہلے آئی ان نون نمبر سے کال شو ہو رہی تھی۔ کال کا دورانیہ پانچ منٹ کا تھا۔ یعنی تین سو سیکنڈز۔

"جب کال انجان نمبر سے آئی تھی تو پھر تم پانچ منٹ تک اس سے کیا بات کر رہی تھی؟"

ابھی تک وہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح اپنے غصے کو تھوڑا قابو میں رکھ سکے۔ لیکن وہ رابعہ سے فون کی سکرین دکھا کر پوچھ رہا تھا۔ اگر کال واقعی پانچ منٹ چلتی رہی تھی تو اس پانچ منٹ کی بات کو ثمرین باجی نے بھی سنا ہو گا۔ تب ہی تو وہ اتنا بڑا دعویٰ اتنی آسانی سے کر رہی تھیں۔ وہی جو وہ کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے رابعہ کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔

" میں ہم دونوں کے لیے روٹی بنا رہی تھی۔" آٹا تو اب تک اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں لگا ہوا تھا۔ " اور بیچ میں کال آگئی تو مجھے لگا آپ ہونگے۔ پر اس کے سلام کے جواب سے ہی میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ اور پھر مجھے غصہ آگیا تھا کہ کیسے اس نے ہمت کر کے

Novels by Hamna Nasood Khan

مجھے فون کر دیا ہے اور کیوں مجھے الگ الگ طرح کے نمبروں سے تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں اس سے کوئی ایسی بات نہیں کر رہی تھی جس طرح سب لوگ سمجھ رہے ہیں۔ میں... میں قسم کھا کے کہہ سکتی ہوں کہ میں اسے صرف یہی کہہ رہی تھی کہ آئندہ وہ مجھے دوبارہ کبھی فون نہ کرے۔ میں اپنی زندگی میں خوش ہوں۔ میں آپ کے ساتھ بہت خوش ہوں۔"

وہ روتے ہوئے بیڈ کے آگے سے ہو کر حارث کے عین سامنے کھڑی ہوئی۔

"جھوٹ مت بولو رابعہ!"

آخر کس کی آواز اس نے پہچان لی تھی۔ سچ میں کوئی اس کا پرانا منگیتر تھا؟ سچ میں کوئی پرانا عاشق؟؟؟

استغفر اللہ

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرے پاس اس کال کی کوئی ریکارڈنگ بھی نہیں ہے ورنہ میں آپ کو وہ بھی سنوا دیتی۔ جیسا آپ کو لگ رہا ہے ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

اس نے حارث کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔ کوشش کی کہ وہ اس کی طرف دیکھے۔

"تم نے بھی سمجھ لیا ہے کہ میں کوئی بے غیرت مرد ہوں؟؟؟"

اس نے رابعہ سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ خود کو گالی تو نہ دیں پلیز۔ سچ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

پھر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اپنے دونوں گھٹنوں پر اپنی کہنیاں رکھیں اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"تم نے میرا سر جھکا دیا ہے، رابعہ۔"

نیچے تو وہ امی اور ثمرین باجی کے سامنے شرمندہ ہو گیا تھا۔ رابعہ گھٹنوں کے بل اس کے آگے بیٹھ گئی۔ زبردستی اس کا بازو پکڑا۔

"سب کو سچ میں غلط فہمی ہو رہی ہے۔"

وہ شدت سے رونے لگی تھی۔ حارث نے چند پل کے لیے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"مان لیا تم سچی ہو۔ ٹھیک ہے پھر بتاؤ مجھے کون تھا وہ جس کو آواز سے تم نے پہچان لیا تھا؟ اور کیوں تمہیں غصہ آ گیا تھا کہ اسے صرف یہ کہنے کے لیے کہ دوبارہ وہ تمہیں فون نہ کرے تمہیں اس سے پانچ منٹ بات کرنی پڑ گئی تھی۔ میں مجبور ہوں کہ تم سے ابھی اس طرح سے بات کر رہا ہوں۔ اور یہ جو میں تم سے اس طرح سے بات کر رہا ہوں نا... اسی

Novels by Hamna Masood Khan

لیے سب کو لگ رہا ہے کہ میں کوئی بے غیرت مرد ہوں! سب اس لیے گالی دے رہے ہیں مجھے!"

اور جس طرح سے اس نے رابعہ کو دیکھا تھا رابعہ کا جی چاہا کہ اس سے اچھا تو وہ اس کو دیکھتا ہی نا۔ پھر وہ خود ہی اس کا بازو چھوڑ کر اس سے پیچھے ہو گئی۔ پیچھے سٹول کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا دل نہ چاہا۔

"بتاؤ اب مجھے!!! کون تھا وہ رابعہ؟"

اب وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر مسل رہا تھا۔ رابعہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"آپ مجھ پہ ہاتھ اٹھا کر پوچھنا چاہتے ہیں ساری بات تو مار لیں مجھے۔ اس طرح کوئی آپ کو اگر گالی نہیں دے گا تو یہی طریقہ اپنا لیں آپ۔ میں نے کوئی بھی بات غلط کی ہی نہیں ہے لیکن اب جب آپ بھی مجھ پر شک ہی کر رہے ہیں تو جیسے مرضی چاہیں پوچھ گچھ کر لیں مجھ سے۔ آپ کے سارے سوالوں کے جواب دوں گی میں۔"

رابعہ کی باتوں سے اسے اور غصہ آنے لگا۔ وہ اس سے سب جاننا چاہتا تھا۔ تاکہ معاملہ سمجھ پاتا۔ کیونکہ ثمرین باجی کے مطابق تو رابعہ کے کردار پر بات آ چکی تھی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"سچ میں اتنا بے غیرت نہیں ہو گیا ہوں میں جواب ہاتھ اٹھاؤں تم پہ! اور تمہیں میں ہر گز یہ نہیں کہہ رہا کہ بکواس کرو میرے آگے۔ جو پوچھا ہے اس کا صاف صاف جواب دو۔ کون تھا وہ؟"

پھر وہ بیڈ سے اٹھا۔ کمرے میں جو چھوٹی سی جگہ تھی وہیں پر ٹہلنے لگا۔

"منگیتر تھا وہ میرا۔"

رابعہ نے اس کے قدموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ایک جگہ جامد ہو گئے تھے۔ اس منگنی کے بارے میں حارث کہاں جانتا تھا۔ پھر کیا ثمرین باجی سچ کہہ رہی تھیں؟

"شادی سے پہلے میری منگنی ہوئی تھی۔ کچھ عرصے رہی تھی۔ وہ مجھ سے کال پر زبردستی بات بھی کیا کرتا تھا۔ اسی لیے اس کی آواز پہچان لی تھی میں نے۔ پھر جب شادی میں ایک مہینہ رہ گیا تو اسے میرے ان برص کے نشانوں کے بارے میں پتہ چل گیا۔ اور پھر اس نے مجھ سے منگنی توڑ دی۔"

یہ منگنی والی بات تو اسے چبھ گئی تھی۔

"اور اسی لیے اس ایک مہینے میں تمہاری شادی مجھ سے ہو گئی۔ کیونکہ تمہارے گھر والوں کی مجبوری تھی۔ ورنہ میں بھی سوچتا تھا کہ میرے جیسے سادہ انسان کو کوئی کیسے یوں اچانک اپنی بیٹی دے سکتا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ غم میں ہنسا تھا۔ رابعہ اس کا ہنسنا سمجھی نہیں۔ غصہ کس بات پر تھا اور اب غم کس بات پر ہو رہا تھا۔

"پسند کرتی تھی تم اسے؟"

اب کی بار رابعہ کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں۔ حارث اس کی طرف دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

"میری وہ منگنی بھی ابو کی پسند سے ہوئی تھی۔ میرا آپ سے رشتہ بھی ابو نے ہی کروایا تھا۔ اور نہیں میں کرتی تھی اسے پسند۔"

حارث سے ایسے سوال کی اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی۔

"تو پھر اس سے فون پر باتیں کیوں کرتی تھی؟"

حارث کو بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

"کیوں کہ میری مجبوری تھی! وہ مجھ سے زبردستی بات کیا کرتا تھا۔ وہ تو مجھے ویڈیو کالز کا بھی کہتا تھا۔ لیکن ویڈیو کال کے لیے میں کبھی راضی ہی نہیں ہوئی تھی۔"

رابعہ بھی موقع سمجھنے کے بجائے پھر ساری بات کھول کر اس کے سامنے رکھ رہی تھی۔ وہ بات بھی جو بتانا ضروری تھا بھی نہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"زبردستی فون کر کے کیا باتیں کرتا تھا وہ تم سے؟ بلکہ وہ چھوڑو... تم بس مجھے یہ بتاؤ کہ آج وہ کیا کہہ رہا تھا تم سے۔ کیوں فون کیا تھا اس نے؟"

پھر حارث کے دماغ نے جیسے اسے بتایا کہ جو ماضی تھا وہ تو گزر چکا تھا۔ پر جو آج ہوا تھا اسے اس کے بارے میں سب جاننا تھا۔

"اسے پتہ چلا تھا کہ ابو کی ڈیتھ کہ بعد ابو کا کاروبار آپ کو مل گیا ہے۔ اور گھر کی ذمہ داری بھی آپ کے پاس ہے تو وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ ابو اگر جہیز میں اس وقت اسے اپنا کاروبار دے دیتے تو وہ مجھ سے منگنی نہ توڑتا۔ کیونکہ میری وہ منگنی اچھے جہیز کا لالچ دے کر کی گئی تھی۔ اور اس نے مجھ سے یہ کہہ کر منگنی توڑی تھی کہ اسے اچھا جہیز نہیں بلکہ خوبصورت لڑکی چاہیے تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی بات نہیں ہے۔ اور آپ کو نہیں یقین کرنا تو آپ بے شک اس نمبر پہ فون کر کے چیک کر لیں۔ یا راحیل بھائی سے بات کر لیں۔ ان کو بھی پتہ ہے کہ میں مجبوری میں کرتی تھی اس سے فون پہ بات۔ یا آپ کو اور کسی کی بات پہ یقین کرنا ہے تو آپ وہ کر لیں۔ جیسا مرضی سلوک کرنا ہے میرے ساتھ وہ کر لیں۔ مجھے احساس دلانا ہے کہ اس گھر میں مجھے بس ایک آپ کا ہی آسرا تھا اور اب میرا وہ آسرا بھی ختم ہو گیا ہے تو..."

Novels by Hamna Yasooj Khan

وہ تو صرف رابعہ کی بات پر ہی یقین کرنا چاہتا تھا۔ پھر بھی وہ اسے جتا رہی تھی جیسے وہ اس پر شک کر رہا تھا۔ اپنے دفاعی انداز میں وہ جیسے حارث پر اعتبار نہیں کر رہی تھی۔ اور جس کاروبار کا ذکر اس نے کر دیا تھا اس کی کمائی سے متعلق ایسا کچھ بھی نہیں تھا جیسا سب سمجھتے تھے۔ اندر خانے بات کچھ کی کچھ اور ہی تھی۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے مجھ سے غیر ضروری بکواس نہ کرو! اور ہاں وہ جو کاروبار اسے لگ رہا ہے نا کہ تمہارے ابو وراثت میں مجھے دے گئے ہیں تو سن لو کہ تمہارے راحیل بھائی نے لاہور میں جو گھر خریدا ہے، جب تک اس کے پیسے ادا نہیں ہو جاتے تب تک دکان کی ساری کمائی اس کے پاس ہی جائے گی۔ اور تم لوگوں کا گھر اگر کرایے پر لگ بھی جاتا ہے تو اس کا بھی فائدہ مجھے نہیں ہو گا۔ پتہ نہیں کیا سمجھ لیا ہے تم سب نے مجھے!"

وہ غصے سے ٹہلتے ہوئے ایک بار پھر بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا۔

رابعہ اس کی بات پہ حیران ہوئی لیکن فی الحال اس کا اپنا غم اتنا تازہ تھا کہ وہ بس روتی رہی۔ اپنے گھٹنوں کے گرد بازو سختی سے لپیٹ کر وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ یہ بھی لگ رہا تھا کہ جو آسرا اسے تھا وہ بھی شاید اب ختم ہی ہو گیا ہے۔ کوئی کسر باقی ہی کہاں رہ گئی تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

"کسی کا ان نون نمبر سے اگر فون آرہا تھا تو اب تو وہ تمہارا منگیتر نہیں تھا نا جو تم نے ہی وہ فون اٹھانا تھا۔ تم میرے آنے کا انتظار کر سکتی تھی۔ مجھے کہہ سکتی تھی کہ میں وہ فون اٹھا لوں۔ مجھے بتا سکتی تھی کہ کوئی تمہیں ان نون نمبر سے تنگ کر رہا ہے۔ لیکن مجھے تو شاید زندگی میں یہ دن بھی دیکھنا ہی تھا کہ میری بیوی پر الزام لگے گا اور غلطی اُس کی اپنی ہو گی۔ مجھے اپنے ہی گھر والوں کے آگے شرمندہ ہونا پڑے گا، ان سے اپنے لیے گالی سننی پڑے گی اور پھر مجھے یہ پتہ چلے گا کہ میری بیوی کی شادی جس انسان سے ہونے والی تھی اس سے وہ باتیں بھی کرتی رہی ہے تو مجھے اس وقت سمجھ نہیں آرہا کہ میں پھر تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں۔ تمہاری ساری باتوں پر میں یقین کر رہا ہوں لیکن پھر بھی مجھ سے بہت کچھ برداشت نہیں ہو رہا، رابعہ! بہت کچھ! نیچے بھی اب میں سر اٹھا کر جا نہیں پاؤں گا۔"

وہ جیسے اپنے رویے کو سمجھانا چاہ رہا تھا۔ اس کا یہ سارا ری ایکشن اس کے قابو میں نہیں تھا۔

"تو میں کہہ رہی ہوں آپ کو کہ اٹھائیں ہاتھ! کریں نیچے والوں کی حسرت پوری! اور جائیں کمرے سے اپنا سر اونچا کر کے۔ میری وجہ سے گالی کھائی ہے نا تو نکال لیں اپنا غصہ مجھ پر۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

لیکن اس کی بھی بس ہو گئی تھی۔اب وہ اپنی آواز پر قابو بھی نہ رکھ سکی۔حارث اچانک دو قدموں میں اس تک پہنچا تھا۔پھر بازو سے پکڑ کر اس نے ایک جھٹکے میں اسے اپنے سامنے کیا تھا۔

"رابعہ... شوہر کو کبھی بھی اکسانا نہیں چاہیے !ایک تھپڑ رشتہ ختم بھی کر سکتا ہے۔ایک تھپڑ ہمیشہ کی دوریاں بھی لا سکتا ہے۔اس لیے اب اپنی زبان اپنے حلق میں رکھ کر تم تب تک کمرے میں بیٹھی رہو گی جب تک میں نہیں آجاتا۔اور میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ نہ مجھے اپنے ساتھ کسی سختی پر اکسانا،نہ ہی ایسی کوئی حرکت کرنا کہ میں سختی کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔نیچے کا تماشا کیا کم تھا جو اب تم الگ سے یہاں تماشا لگا رہی ہو۔"

حارث نے اس کا بازو چھوڑا اور وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی۔وہ سختی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔وہ سختی کرنے والا انسان ہی نہیں تھا۔ پر اس الزام نے رابعہ کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو متاثر کر دیا تھا۔حارث کا رویہ اسے یہی بتا رہا تھا کہ وہ سب کی باتوں پر ہی یقین کر رہا ہے۔ وہ غصے میں اسے کمرے میں چھوڑ کر گیا تو اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔ کچھ وقت کہ لیے سانس ایسے دھیمے ہوئے تھے کہ ڈر سے دھڑکتا دل کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔اس کا ایک ایک لفظ دماغ میں بیٹھ رہا تھا۔

Novels by Hema Nasooh Khan

حارث نے کمرے سے نکلنے سے پہلے رابعہ کا موبائل بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو اس کی پہلی نظر سیڑھیوں کے پاس کان لگا کر کھڑی ثمرین باجی کی طرف گئی۔ اسے دیکھتے ہی وہ چلتے ہوئے برآمدے تک چلی گئیں۔

حارث نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ پھر باہر سے کنڈی لگا دی۔ فی الحال رابعہ نیچے نہ آتی یہی بہتر تھا۔ اور اگر وہ باہر سے کنڈی لگا کر جاتا تو نیچے سے بھی کوئی اوپر نہیں جاتا۔

"اب تو کدھر جا رہا ہے غصے میں؟"

ثمرین باجی امی کو باہر لے کر آ گئیں تھیں۔ اور امی حارث کے لیے فکر دکھا رہی تھیں۔

"میں جہاں بھی جا رہا ہوں وہ چھوڑیں آپ۔ لیکن آپ دونوں کو میں خبردار کر کے جا رہا ہوں کہ کسی کو بھی اوپر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آ جاؤں گا تو خود دیکھ لوں گا اسے۔"

صحن تک پہنچنے میں ابھی دو سیڑھیاں باقی تھیں۔ وہیں رک کر حارث نے انگلی اٹھا کر ان سے بات کی تھی۔

"لیکن ہمیں تو بتا کے جا... پوچھا تو نے اس سے۔ اور کیا کہہ رہی تھی وہ؟ کون تھا وہ جس سے باتیں کر رہی تھی تیری بیوی؟"

Novels by Hamna Masood Khan

"امی آپ لوگ اس معاملے کو بھول جائیں۔ یہ میرا اور اس کا آپس کا معاملہ ہے تو میں اب خود ہی نمٹالوں گا۔"

حارث نے گھر کا دروازہ کھول کر موٹر سائیکل نکالی۔ سب کو اب تک سمجھ جانا چاہیے تھا کہ یہ واقعی ان دونوں کا آپسی معاملہ ہے۔

امی اور ثمرین باجی برامدے میں کھڑی تھیں۔

"امی اپنے عاشق کی بات اب حارث کے سامنے تھوڑی کرے گی! اب بھی ہم ہی جھوٹے پڑیں گے کہ ہم نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔"

وہ بڑی معصومیت سے کہہ رہی تھیں۔ حارث نے ان کی سن کر موٹر سائیکل سٹارٹ کر دی۔ اور گھر کا دروازہ بند کیے بغیر ہی وہ چلا گیا تھا۔

وہ پچھلے دو گھنٹے سے کمرے میں تھی۔ فرق بس اتنا تھا کہ حارث اسے بیڈ پر چھوڑ کر گیا تھا اور وہ کارپٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی سٹول سے ٹیک لگائے ہوئے۔ دوپٹہ ایک طرف کو پڑا تھا۔ چٹیا سے بال نکل کر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں بھی بے حال، بے رونق نظر آرہیں تھیں۔ کمرے کا پنکھا بھی بند تھا اور اس گرم موسم نے اس کی حالت کو کچھ زیادہ ہی پریشان حال کر دیا تھا۔ حلق خشک تھا۔ سانس نہایت دھیمے تھے۔

Novels by Hania Masood Khan

"اگر یہ بھی میری بات پر اعتبار نہیں کر رہے تو پھر چاہے اب جو بھی ہو، یہ میرے ساتھ جیسا مرضی سلوک کریں، ان کے گھر والے چاہے جیسا رویہ رکھیں لیکن مجھے سب برداشت کرنا ہو گا۔ ابو زندہ ہوتے تو بات اور تھی۔ وہ یہ معاملہ اپنے طریقے سے سنبھال لیتے۔ پر اب تو ابو کے بعد امی میں بھی اتنی سکت نہیں رہی کہ وہ میرے لیے کچھ کر سکیں۔ ویسے بھی وہ لوگ دوسرے شہر میں ہیں۔ فون بھی شاید یہ میرا اٹھا کر لے گئے ہیں تو اب پھر شاید کی بات ہے کہ میں ان سے رابطہ کر سکوں۔ اس معاملے میں مجھے نہیں لگتا کہ مجھے انہیں پریشان کرنا چاہیے۔"

اپنی ایک انگلی وہ کارپٹ کی کھردری سطح پر پھیر رہی تھی۔

"مجھے سب برداشت کرنا ہو گا۔"

آنکھوں سے ٹپ کر کے موٹا آنسو نکلا تھا۔ اسی کھردری سطح پر گرا تھا۔ قطرے کی صورت میں کچھ دیر کو اس کھردری سطح پر ٹھہر گیا۔

"اپنی صفائی میں جو کچھ میں کہہ سکتی تھی، میں کہہ چکی ہوں لیکن زبردستی کسی کو اپنے اوپر اعتبار نہیں دلوا سکتی۔"

اس نے ہمت ہی ہار دی تھی۔ اس سب سے نکلنے کی کوئی راہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اور یوں بھی لگ رہا تھا کہ جیسے اور کوئی راہ نکل بھی نہیں سکتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"یہی میرا نصیب ہے۔"

اور وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

"لیکن چاہے آج یہ لوگ میرے ساتھ جتنی مرضی زیادتی کر لیں۔ لیکن اللہ تو سب دیکھ رہا ہے نا۔ وہ تو جانتا ہے کہ میں ان سے اس مختصر عرصے میں کتنی زیادہ محبت کرنے لگ گئی ہوں۔ محبت بھی شاید چھوٹی چیز ہوتی ہے اور یہ میرے لیے بہت زیادہ اہم ہیں۔ لیکن میں سمجھ نہیں پا رہی کہ ان کو اپنے اوپر کیسے اعتبار دلاؤں۔ انہیں کیسے بتاؤں کہ یہ سب باتیں ثمرین باجی نے خود اپنے پاس سے بنائی ہیں۔ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ یہ اور بھی باتیں بنائیں گی لیکن اب مجھے یہ نہیں پتہ کہ یہ مجھ پہ اعتبار کریں گے یا نہیں کریں گے۔ آج سے پہلے تک تو لگتا ہی تھا کہ یہ مجھ پر بہت بھروسہ کرتے ہیں۔ مجھے سمجھتے ہیں۔"

لوہے کے دروازے کی کنڈی کھلی۔ اور اس نے اندر قدم رکھا۔ کمرے میں روشنی تھی۔ بلب تو جب وہ گیا تھا تب بھی جل ہی رہا تھا۔ پر پنکھا اب بھی بند تھا۔ اس نے سب سے پہلے گہری سانس لی۔ اندر شدید حبس ہو رہی تھی۔

سامنے دیکھا تو وہ مل گجے حلیے میں بے حال بیٹھی تھی۔ پہلے اس نے پنکھا چلایا۔ پھر پلٹ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ دو قدم چلتے ہوئے رابعہ کے پاس آیا۔ پھر اس نے اپنی قمیض کا

Novels by Hania Nasoor Khan

ایک بٹن کھولا۔ اسے ضبط سے دیکھتا رہا۔اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ یقیناً اٹھ کر پانی تک کا گھونٹ نہیں پیا ہو گا۔

"اٹھو یہاں نیچے سے! بیڈ پہ بیٹھو۔"

جھک کر اس نے رابعہ کو اٹھانے کے بجائے اس کا دوپٹہ اٹھایا تھا۔اور سٹول پر رکھ دیا تھا۔ رابعہ نے بدقت سر اٹھایا۔ سوجی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔وہ کمرے میں چار دیواری کو گھور رہا تھا۔پر اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔رابعہ نے دونوں ہتھیلیاں کارپٹ پر رکھیں۔ اٹھنے کی کوشش کی۔پر ہمت ہی نہیں ہو سکی۔کمر اکڑ چکی تھی۔ٹانگیں جواب دے چکی تھی۔

"بیڈ پہ بیٹھو اور اپنا حلیہ بھی درست کرو!"

اس نے پھر ہتھیلیوں کا زور لگایا۔کسی طرح اونچی ہوئی کہنیوں کو سٹول پر رکھا۔پھر اسی کے سہارے سے اٹھی۔لڑکھڑاتے دو قدم اٹھا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔حلیہ درست کرنے کے نام پر اپنے چہرے کو اپنے دوپٹے سے صاف کیا۔اب جا کر پنکھا چل رہا تھا تو پسینہ آئے جسم پہ ایک دم سردی سی بھی محسوس ہونے لگ گئی تھی۔پھر اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بالوں کو بھی ترتیب دینے کی کوشش کی۔

"کوئی آیا تو نہیں تھا اوپر؟"

Novels by Hamna Nasook Khan

یہ اس کی طرف سے اس سے بات کرنے کی ایک کوشش تھی۔ حالانکہ جتنی کنڈی دروازے کی وہ لگا کر گیا تھا اب آیا تھا تو بھی اتنی ہی کنڈی لگی ہوئی تھی۔ کمرے کے حال سے بھی لگ رہا تھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں آیا۔ کوئی آیا ہوتا تو کم از کم حبس کا ہی اندازہ کر لیتا۔ پنکھے کا بٹن ہی دبا دیتا۔

"نہیں... کوئی بھی نہیں آیا تھا۔"

اس کا لہجہ لاغر سا تھا۔ حارث کو بھی محسوس ہوا تھا۔ اب حارث نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پر وہ نیچے کارپٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اور تم گئی تھی نیچے؟"

"آپ مجھے منع کر کے گئے تھے۔"

یعنی اس نے دروازہ کھولنے کی ایک بھی بار کوشش نہیں کی تھی۔ ورنہ شاید اس کا جملہ کچھ یوں ہوتا کہ وہ اسے کمرے میں بند کر کے گیا تھا۔

"میں ہاتھ منہ دھو کر نیچے کھانے کا دیکھ کر آتا ہوں۔"

اچھا ہی ہوا ورنہ اس کی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ نیچے جاتی اور کھانا لے کر آتی۔

"اگر بنا ہوا تو میں نیچے تھوڑا ان کے ساتھ ہی کھاؤں گا اور تمہارے لیے بعد میں اوپر لے کر آؤں گا۔ فی الحال نیچے جانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔اور وہ بھی یہی ایکسپیکٹ کر رہا تھا۔ قمیض اتار کر اس نے دروازے کے پیچھے لگی کھونٹی سے لٹکائی۔ اپنی سفید بنیان کو کھینچ کر نیچے کیا۔ پھر ہاتھ منہ دھونے باتھ روم میں چلا گیا۔

"یعنی اب یہ میرے ساتھ کھانا بھی نہیں کھائیں گے۔ پتہ نہیں شادی کے ان چھ مہینوں میں انہیں کیا کبھی احساس نہیں ہوا کہ یہی میرا سب کچھ ہیں۔اور کیا ابھی بھی انہیں احساس نہیں ہو رہا کہ ان سب الزامات کے بعد میں کتنی اکیلی ہو گئی ہوں۔"

پھر حارث باتھ روم سے باہر نکلا۔اس نے پرانا ٹراؤزر شرٹ پہن لیا تھا۔بہت کم ہی ہوتا تھا جب وہ ٹراؤزر شرٹ میں سوتا تھا۔بلکہ تب ہوتا تھا جب صبح اس نے دکان پر وہی کپڑے پہن کر جانے ہوتے تھے۔ابھی وہ شاید اپنے بالوں میں بھی گیلے ہاتھ پھیر کر آیا تھا۔اب شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر کنگی کر رہا تھا۔رابعہ اسے دیکھ رہی تھی۔اس کے تاثرات سمجھ رہی تھی۔اس کے بات کرنے کے انداز کو دماغ میں بار بار دہرا رہی تھی۔ لیکن کسی نتیجے پر وہ اب تک نہیں پہنچ سکی تھی۔

"روٹی نہیں بنائی آپ لوگوں نے؟"

اس نے امی کو دیکھ کر پوچھا۔

Novels by Hania Yasooj Khan

"روٹی تُو تندور سے لے آ۔ ظاہر سی بات ہے اب اپنی بیوی کو تو اوپر چھوڑ کے چلا گیا تھا۔ نہ وہ نیچے آئی۔ نہ اس نے کوئی کام کیا۔ نہ ہی اسے کھانے کی کوئی فکر تھی۔ امی نے شوربے والے آلو بنا دیے ہیں تو روٹی تُو باہر سے لے آ۔"

امی کی جگہ ثمرین باجی نے ایسے جواب دیا جیسے حارث نے ان سے ہی پوچھا تھا۔ خیر... اس لمحے تو اسے رابعہ کی وہ بات یاد آ گئی تھی جب وہ اسے کہہ رہی تھی کہ اسے لگتا ہے وہ اس گھر کی ملازمہ بن کر رہ گئی ہے۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔ ہاں شاید!

وہ سر جھٹک کر کچن میں گیا۔ ڈھکن ہٹا کر پتیلی میں دیکھنے لگا۔ شوربے والے آلو میں کچھ زیادہ ہی شوربہ بنا ہوا تھا۔ چولہے کی حالت بھی گندی تھی۔ شیلف پہ آلو کے چھلکے تک پڑے ہوئے تھے۔ اور پیچھے سنک میں برتن کی بھی ڈھیری لگ گئی تھی۔

"مجال ہے جو حارث اپنی بیوی کو کہے گا کہ نیچے آ کر وہ روٹی بنا دے۔"

"اچھا ہی ہے وہ نیچے نہ آئے۔ میں تو شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی اس کی۔ سوچ رہی ہوں کہ بڑی کو فون کروں، بلاؤں اسے۔ پھر اسے بتاؤں کہ جو لڑکی اس نے ڈھونڈی تھی اپنے بھائی کے لیے اس کے تو یارانے اب تک چل رہے ہیں۔ باپ اب اس کا ہے نہیں۔ اور ماں دوسرے شہر بھائی کے ساتھ چلی گئی ہے۔ ورنہ میں بلاتی اس کی ماں کو بھی، بتاتی اسے بھی اس کی بیٹی کے کرتوت۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

ثمرین باجی کی تو چلو ایک بات تھی لیکن یہ امی کے الفاظ بھی کچھ زیادہ ہی منفی ہو گئے تھے۔ حارث کو چبھ رہے تھے۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کہ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے تو مہربانی کر کے آپ لوگ اس معاملے سے دور رہیں۔ بڑی باجی کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے گھر والوں کو آپ لوگ بیچ میں لے کر آئیں گے۔ وہ میری بیوی ہے۔ اس سے اگر حساب کتاب کرنا بھی ہوا تو میں خود کروں گا۔"

دو ٹوک بات کر کے وہ کمرے کے دروازے سے ہی جانے والا تھا۔

"جس بیوی کو تو اب بھی تحفظ دینا چاہ رہا ہے نا اتنا یاد رکھ کہ تو اسے اپنی پسند سے نہیں لے کر آیا تھا۔ اور نہ ہی اس کو ہم کوئی پہلے سے جانتے تھے۔ پھر چھ مہینے میں اگر اس کی اصلیت سامنے آ گئی ہے تو اسے قبول کرنے کی کوشش کریں۔ آنکھوں پر پٹی نہ باندھی رکھ۔"

لیکن ثمرین باجی تو جیسے چاہتی تھیں کہ تماشہ دوبارہ لگ جائے۔ رابعہ کو نیچے بلایا جائے۔ اس سے سوال جواب کیے جائیں۔

"ورنہ؟"

اب حارث نے جانے کے بجائے سیدھا ثمرین باجی کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

''ورنہ باجی کیا؟''

دوٹوک لہجہ سخت ہو گیا تھا۔ ثمرین باجی کی زبان لمحے بھر کے لیے کچھ کہہ نہ سکی۔

''اگر میں اپنا معاملہ اپنی بیوی کے ساتھ خود سے حل کرنا چاہ رہا ہوں اور آپ اسے میری بغیرتی سمجھ رہی ہیں تو ایسا ہی سمجھ لیں۔ لیکن میں اب آخری دفعہ آپ سب کو خبر دار کر رہا ہوں کہ میری اور میری بیوی کے متعلق بات آپ لوگ اس گھر سے باہر نہیں نکالیں گے۔ اور اگر نکالیں گے تو نتیجے کی ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔''

تھوڑی دیر بعد وہ روٹی لے کر آیا۔ اسے کہہ کر تو آیا تھا کہ خود کھانا نیچے کھا کر آئے گا لیکن اب اس کا دل نہیں تھا کہ امی اور باجی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ روٹی لے کر وہ کچن میں گیا۔ ڈش میں دو الگ جگہ سالن نکالا۔ گلاس اور پانی کی بوتل رکھی۔ کچن کی لائٹ بند کیے بغیر ہی باہر نکل گیا۔

''آپ لوگوں کی روٹی رکھی ہے کچن میں۔ کھانا کھالو آپ لوگ بھی۔''

پھر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ کمرے میں آیا تو وہ اسے اب بھی اسی جگہ بیٹھی ہوئی ملی۔

''ہاتھ دھو کر آؤ۔ پھر تھوڑا سا کھانا کھالو۔''

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ چپ چاپ اٹھ گئی۔اب ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ وہ منہ پر چھینٹا بھی مار کر آئی تھی۔کمرے میں آئی تو دیکھا حارث نے اس کا کھانا اس کی طرف رکھا ہوا تھا۔اور درمیان میں اچھا خاصا فاصلہ چھوڑ کر اپنی جگہ پر بیٹھ کر وہ خود کھانا کھا رہا تھا۔

"یہ تو کہہ کر گئے تھے کہ یہ نیچے کھانا کھا کر آئیں گے۔"

اس کا دماغ بھی زیادہ سوچ نہیں پا رہا تھا۔زیادہ دھیان دیئے بغیر ہی وہ اپنی طرف آ کر بیٹھی۔شاپر سے روٹی نکالی۔تھوڑی سی توڑ کر اپنے ہاتھ میں لی۔شوربے میں ڈبوئی۔آلو توڑنے کی کوشش کی۔آلو تھوڑا سخت تھا لیکن ٹوٹ گیا تھا۔

"کل میں نے صبح دکان پر جانا ہے۔پیچھے امی اور باجی کی تمہیں میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔وہ تو مجھے بھی دیکھتیں ہیں تو شروع ہو جاتی ہیں۔پورے دن کے لیے تو اب میں تمہیں کمرے میں بٹھا کر نہیں جا سکتا۔امی اور باجی کو پھر بھی کوئی نہ کوئی موقع مل ہی جائے گا۔کر لو گی تم برداشت؟"

اس کے انداز میں کہیں بھی غصہ نہیں تھا۔نہ ہی کوئی افسوس تھا۔اور نہ ہی ایسے لگ رہا تھا جیسے بات کرتے ہوئے وہ کوئی اس پر احسان کر رہا تھا۔

"اگر آپ مجھ پہ یقین رکھتے ہیں،میرے بارے میں غلط نہیں سوچ رہے،تو میں کچھ بھی برداشت کر لوں گی۔"

Novels by Hania Masood Khan

آنسوں گلے میں پھنس رہے تھے۔ پہلا نوالہ خشک حلق سے اتارنے کی کوشش کی تو زبردست قسم کا پھندا لگ گیا۔ حارث نے اس کی پیٹھ تھپکنے کے بجائے بس پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھ دیا تھا۔ کھانس کھانس کر خود ہی تھوڑی دیر بعد سانس بحال ہو گئے تھے۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے کہ مجھے نہیں سمجھ میں آرہا کہ میں تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں۔"

وہ بھی جیسے بے بس تھا۔

"آپ بس مجھ پر یقین کر لیں، سلوک چاہے جیسا مرضی کر لیں۔"

وہ رونے لگی۔ اور حارث نے اس کا رونا نظر انداز کیا۔ نہ کرتا تو بات بھی ادھوری رہ جاتی۔

"تم اس وقت میرے دماغ کی حالت نہیں سمجھ سکتی، رابعہ۔"

پھر اس نے اپنا کھانا ختم کیا۔ برتن میز پر رکھے اور آنکھیں بند کر کے مسہری سے ٹیک لگا لی۔ رابعہ نے کچھ نہ کہا۔ اور حارث بھی کونسا اس کے دل اور دماغ کی حالت سمجھ رہا تھا جو وہ زیادتی کے باوجود بھی اسے ہی سمجھنے کی کوشش کرتی۔ ایسی ہی کوشش وہ خود بھی تو کر سکتا تھا۔

"اور ایسا کچھ جو میں نہیں جانتا تمہارے بارے میں، اگر تم بتانا چاہو۔ کیونکہ میرے ماضی میں میرے گھر والوں نے بس میرا ایک ہی رشتہ ڈالنے کی کوشش کی تھی وہ بھی لڑکی نے

Novels by Hamza Nasood Khan

صاف انکار کر دیا تھا۔ وہ بات تم جانتی بھی ہو لیکن تمہارے ماضی کے بارے میں میں زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ مجھے کبھی لگا ہی نہیں تھا کہ اس سب کی کبھی ضرورت بھی پڑے گی۔"

ثمرین باجی کی بات اس کے دماغ میں پھنسی رہ گئی تھی۔ کیا ہوا اگر وہ رابعہ کو پہلے سے نہیں جانتا تھا۔ وہ اس کی بیوی تھی۔ وہ اسے اب تو جان سکتا تھا۔

"میرا ایسا کوئی ماضی نہیں رہا جس پر میں شرمندہ ہوں اور آپ کو بتا کر آپ کو بھی شرمندہ کروں۔ مانا ابو نے بہت لوگوں کو میری تصویریں دکھائی تھیں۔ میرے رشتے کے لیے بہت کوششیں کی تھیں۔ پر میری منگنی بس ایک اسی جگہ طے پائی تھی۔ چھوٹی سی تقریب ہوئی تھی۔ اور میرے میک اپ کی وجہ سے سامنے والا میرے سفید دھبوں کے بارے میں کبھی جان ہی نہیں سکا۔ شادی تک ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اس نام پر وہ مجھے ہر روز کال کیا کرتا تھا۔ واٹس ایپ پر کالز آتی تھیں۔ آڈیو کالز ہوتی تھی۔"

اور جب وہ جاننا چاہتا تھا تو اسے ہر ایک بات بتانے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔

"کس وقت آتی تھیں وہ کالز تمہیں؟"

اسے لگا یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی اگلے بندے کا شک دور کرنے کے لیے اپنی طرف سے وہ جتنا سچ بتا سکتی تھی چھپانے والی نہیں تھی۔

Novels by Hania Masood Kazi

”رات کے وقت آتی تھیں وہ کالز مجھے۔ایگزیکٹ ٹائم پوچھیں گے تو نو کے بعد ایک گھنٹے کی بات کرتے تھے ہم۔اس کال پہ زیادہ میں بولا ہی نہیں کرتی تھی۔وہ اپنی خواہشیں اور اپنی ہی روزمرہ کی روٹین بتا کر میرے دماغ میں اپنا ایک امیج بلڈ کر رہا تھا۔لیکن مجھے وہ اس کی باتوں سے اچھا نہیں لگتا تھا۔کیونکہ وہ مجھے بولنے تک کا موقع بھی نہیں دیتا تھا۔جب بھی ویڈیو کالز کا کہتا تھا تو بات بحث پر آکر ختم ہو جاتی تھی۔لیکن میں نے اس کو کبھی بھی ویڈیو کال نہیں کی تھی پھر پتہ نہیں کیسے اچانک شادی سے ایک مہینہ پہلے اسے پتہ چل گیا کہ اس سے میری اصلیت چھپائی گئی ہے۔اور جس دن اسے پتہ چلا اسی دن اس نے مجھ سے منگنی توڑ دی تھی۔“

بتاتے ہوئے اس کا لہجہ زرا نہیں لڑکھڑایا۔نہ ہی بتاتے ہوئے اس کے انداز سے افسوس چھلکا تھا۔

”پر میرا اس انسان سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا۔اور منگنی ٹوٹنے کا غم بھی مجھے بس ابو کی پریشانی دیکھ کر محسوس ہوتا تھا۔کیونکہ وہ سارے خاندان میں بتا چکے تھے کہ ایک مہینے بعد میری اور راحیل بھائی کی اکٹھی شادی ہو رہی ہے۔اس کے بعد مجھے نہیں پتہ کہ ایک ہی دن میں کیسے ابو کو آپ کا پتہ چلا اور میرا رشتہ پھر آپ سے طے ہو گیا۔اور مجھے آپ کا بھی نہیں پتہ کہ آپ اس رشتے سے شروع میں خوش ہوئے ہوں گے یا نہیں۔لیکن مجھے اس

وقت اپنے اوپر غصہ آتا تھا کہ میں اپنے لیے سٹینڈ تک نہیں لے سکتی، ابو کو نہیں کہہ سکتی کہ ابھی میں شادی نہیں کرنا چاہ رہی۔ امی کے آگے بہت غصہ بھی کیا تھا میں نے۔ پھر آپ سے میرا رشتہ ہوا اور پھر شادی بھی ہو گئی۔ اس کے بعد سے میں آپ کے ساتھ ہی رہ رہی ہوں۔ پھر بھی اگر آپ کے دل میں کوئی خلل ہے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔ اگر آپ کو مجھ پر بے اعتباری ہو رہی ہے تو مجھ سے بات کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ میرا واحد سہارا ہیں اور پلیز... آپ میرا واحد سہارا ختم نہ کریں۔ آپ کے علاوہ میں اور کسی سے امید نہیں کر رہی کہ وہ مجھے سمجھیں گے۔"

دل تو کہہ رہا تھا کہ اسے تسلی دے دے۔ لیکن دماغ نے بے چین کیا ہوا تھا۔ سر درد سے الگ پھٹ رہا تھا۔

"تم کھانا کھا لو تو کمرے کی لائٹ بند کر دینا۔ اور برتن ادھر ہی رہنے دینا میں صبح لے جاؤں گا نیچے۔"

کھانا کھانے کے بعد کبھی وہ فوراً نہیں لیٹتا تھا۔ ہمیشہ چائے پی کر حساب کتاب کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ باتیں اور پھر کہیں جا کر سونا۔ لیکن اس وقت وہ کروٹ بدل کر بنا کھیس اوڑھے آنکھوں پر بازو رکھ چکا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

گھٹی گھٹی سسکیوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ وقت ابھی فجر کا نہیں ہوا تھا لیکن کیونکہ وہ بہت جلدی سو گیا تھا اس لیے آنکھ فوراً کھل گئی۔ جس کروٹ وہ سویا تھا ابھی اسی کروٹ اٹھا تھا۔ نیند میں بھی جیسے اسے اپنی ناراضگی یاد تھی۔ ایک بار بھی کروٹ بدل کر اس نے دوسری طرف رخ نہیں کیا تھا۔

اب آنکھیں کھول کر وہ سیدھا ہو کر لیٹا۔ کہنیوں کے زور پر تھوڑا اونچا ہوا۔ اور کمرے کی مدھم روشنی میں اسے وہ سجدے کی حالت میں دکھائی دی۔ گھٹی گھٹی سسکیاں بھی اسی کی تھی۔ پھر اس نے دیوار کی طرف نظر کی۔ آنکھیں بہت چھوٹی کیں۔ اور غور سے دیکھا تو وقت نظر آیا۔

وہ یقیناً تہجد پڑھ رہی تھی۔ شاید رات سوئی بھی نہیں تھی۔ تبھی تو بنا الارم کے اس وقت اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا موبائل تو ابھی بھی اس کے پاس ہی تھا اور اس واقعے کے بعد سے ایک بار بھی اس نے اپنے موبائل کے متعلق نہیں پوچھا تھا۔

پہلے اس نے کچھ دیر لیٹے رہنے کی کوشش کی۔ تھوڑی دیر کروٹ پر کروٹ بدلتا رہا۔ لیکن پھر اٹھ گیا۔

وہ تو سجدے میں ہی تھی۔ اس نے دھیان نہیں دیا تھا۔ یہ تو جب باتھروم کا دروازہ کھول کر وہ اندر رہوا اور اس نے کنڈی لگائی تب رابعہ نے سر اٹھایا۔ پہلے باتھروم کے بند

Novels by Hamna Masood Khan

دروازے کو دیکھا۔اور پھر پلٹ کر بیڈ کی جانب۔اپنے دوپٹہ سے ہی اپنا چہرہ صاف کیا۔

جائے نماز پر ہی بیٹھی رہ گئی۔

"فجر کا وقت ہونے والا ہے، میں مسجد سے میں پڑھ کر ہی آؤں گا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ باتھروم سے نکلا۔پھر اپنی جیب میں والٹ اور موبائل فونز رکھ کر اسے بتایا۔رابعہ نے گھڑی میں دیکھا۔ابھی تو اذانیں ہونے میں بھی کچھ وقت تھا اور اذانوں کے بعد جماعت بھی دیر سے ہی ہوتی تھی۔پر رابعہ نے کچھ نہ کہا۔اور وہ چلا گیا۔

پھر جب وہ واپس آیا تو رابعہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی۔اسے دیکھتے ہی اٹھ گئی تھی۔آنے میں بھی اس نے بہت دیر کر دی تھی۔ پر دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

"میں آپ کا ناشتہ بنانے جاؤں نیچے؟"

کل سے وہ ہی تو اسے منع کر رہا تھا۔اور اب بھی شاید منع ہی کرنے والا تھا۔اب تو دکان پر جانے کا وقت ہو گیا تھا۔

"بازار سے لے آؤں گا میں۔"

اس کا کوئی سوٹ استری نہیں تھا۔کل جو سوٹ اتار کر اس نے ٹراوزر شرٹ پہنا تھا اسے مسلسل تیسرے دن کے لیے اس وقت اس نے پھر پہن لیا تھا۔رابعہ کی مدد کے بغیر ہی باقی تیاری بھی خود ہی دیکھ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اور چائے؟''

پہلے ایسے حالات کبھی ہوئے ہی نہیں تھے۔پہلے کب باہر سے ناشتہ آیا تھا۔

''دکان پر جا کر پی لوں گا میں۔''

جب وہ ناشتہ لے کر آیا تو اس نے دھیان نہیں دیا کہ نیچے امی اور ثمرین باجی کمرے میں جاگ رہی ہیں یا نہیں جاگ رہیں۔سیدھا اوپر گیا۔تھوڑا بہت ناشتہ کیا۔رابعہ کے نوالے بھی اس نے رات میں گنے تھے،اب بھی گن رہا تھا۔لیکن کہہ کچھ نہیں رہا تھا۔

''اور آپ کب تک آئیں گے دکان سے؟''

''کمانے کے لیے نکل رہا ہوں تو اپنے وقت پر ہی آؤں گا۔''

اپنے ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ اٹھ گیا۔رابعہ نے نان واپس شاپر میں بند کر دیے۔اور شاپر میز پر رکھ دیا۔ساتھ میں ایک ہی کٹوری تھی جس میں بازار سے لایا ہوا کوئی سالن تھا۔

''اور میں کسی کام کے لیے نیچے نہ جاؤں؟''

وہ پھر سے بھیگی آنکھیں لے کر اس کے سامنے کھڑی تھی۔

Novels by Hania Nasoor Khan

"ضرورت نہیں ہے کہ تم امی اور باجی کے سامنے جاؤ۔اور میری کل کی کہی ہوئی بات دماغ میں رکھنا کہ تمہیں ایسی کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس کی وجہ سے میں تم پر سختی کرنے پہ مجبور ہو جاؤں۔"

وہ جاتے جاتے اسے کل کی طرح خبر دار کر کے ہی گیا تھا۔

"ایسے کیسے اب زندگی گزرے گی؟اپنے ہی گھر میں،اپنے ہی شوہر کا ناشتہ بنانے میں کچن میں نہیں جاسکتی۔لیکن یہ شاید میرا گھر نہیں ہے۔عورت کا شاید واقعی کوئی گھر نہیں ہوتا۔

وہ بیڈ پر ہی بیٹھی تھی۔حارث نے کمرے کا دروازہ خود بند کیا تھا۔جب وہ نیچے آیا تو اب کچن سے کھٹ پٹ کی آواز آرہی تھی۔شاید ثمرین باجی تھیں جو اپنے ناشتے کے لیے اتنے وقت میں پہلی بار کچن میں گئیں تھیں۔حارث نے پہلے موٹر سائیکل نکالی۔ پھر جاتے جاتے کسی خیال کے تحت اندر آیا۔امی کے کمرے میں گیا۔

"کام پہ جارہا ہوں میں۔"

بتا کر جیسے اس نے اپنا فرض پورا کیا تھا۔

پھر اس کی موٹر سائیکل سٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔اور پھر ثمرین باجی کچن سے نکلیں۔صحن میں آکر سب سے پہلے انہوں نے سیڑھیوں سے اوپر کی جانب نظریں کیں۔

کل تو حارث کنڈی لگا کر اسے کمرے میں بند کر کے گیا تھا۔پھر آج کیوں کھلا چھوڑ گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

امی کے کمرے میں دیکھنے کے بعد انہوں نے آہستگی سے سیڑھیاں چڑھیں۔ پھر اسی آہستگی کے ساتھ رابعہ کے کمرے کو باہر سے کنڈی لگادی۔ چہرے پر عجیب مسکراہٹ لیے نیچے آئیں۔

''امی پوچھیں گی تو میں کہہ دوں گی کہ حارث ہی کنڈی لگا کر گیا ہے۔''

دن کے وقت جب دھوپ تیز ہوئی تو کمرے میں چلتے پنکھے کے باوجود حبس شروع ہو گئی۔ کھانے پینے کا اگرچے اسے کوئی ہوش نہیں تھا لیکن جب سانس لینا محال ہوا تو وہ اٹھی۔ کمرے کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن نہیں کھلا۔ ایک ہی بار کھینچنے سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ کنڈی باہر سے لگی ہوئی ہے۔

''یہ مجھے کمرے میں بند کر کے گئے ہیں؟''

وہ بے یقین ہوئی۔ پھر بے ترتیب سانس لے کر وہ پلٹی۔ میز پر رکھی بوتل میں تھوڑا سا ہی پانی بچا تھا۔ اور گرمی کی وجہ سے وہ پانی بھی ابلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے وہی پانی پیا۔ پھر کارپٹ پر بیٹھ گئی۔ بھوک سے طبیعت بے حال ہوئی تو صبح والے نان کا ٹکڑا کھایا۔ اور جو کٹوری میں صبح سالن بچا تھا وہ خراب ہو چکا تھا۔ کمرے میں اس کی سمیل بھی پھیل رہی تھی۔ اس سمیل سے شدید دل خراب ہونے لگا تو جا کر باتھروم میں وہ سالن پھینکا۔ کٹوری کھنگالی۔ واپس آ کر بیٹھ گئی۔ ڈیمر کہنے کو تو خراب تھا اور پنکھا پوری رفتار سے چلتا تھا۔ لیکن

Novels by Hamna Nasoor Khan

مسلسل چلتے پنکھے کو دیکھ کر اب لگ رہا تھا کہ جیسے وہ پنکھا بہت آہستہ چل رہا ہو۔اب تو اسے لگنے لگا تھا کہ اس حبس میں اس کا دم گھٹ جائے گا۔

"یہ ملک صاحب کی دکان ہے؟"

حارث ایک کپڑوں کی دکان میں داخل ہوا۔کاؤنٹر پر کوئی عمر کا انسان بیٹھا ہوا تھا۔بس اس کے بال رنگے ہوئے تھے۔

"جی میری دکان ہے۔میں ہی مالک ہوں اس کا۔"

اسے دیکھ کر ہی یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ خریداری کے مقصد سے نہیں آیا۔دونوں گھٹنوں پہ ہاتھ رگڑتے ہوئے وہ بینچ پر بیٹھ گیا۔

"آپ کا بیٹا... اس وقت دکان پہ نہیں ہے؟"

ارد گرد دیکھتے ہوئے حارث نے دامن سے قمیض سیدھی کی۔پیچھے بینچ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں میرا بیٹا کھانا کھانے گھر گیا ہے،پر آپ کون ہیں؟ میں نے پہچانا نہیں آپ کو۔"

وہ پوری دکان کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"میں کسی کام کے سلسلے میں آپ کے بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔"

اتنے میں دکان پر کوئی کسٹمر آ گیا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"لیکن میرے بیٹے کو آنے میں دیر ہو جائے گی۔"

وہ رنگے بالوں والا شخص چاہتا تھا کہ حارث اٹھ کر چلا جائے۔

"چلیں... کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں انتظار کر لوں گا اس کا۔"

اس کا ارادہ اٹل تھا۔ آدھے گھنٹے وہ اس دکان پر بیٹھا رہا۔ اور تب جا کر جس سے اس نے ملنا تھا وہ دکان پر آیا۔ عام سی شکل صورت کا ہی انسان تھا وہ۔ پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتا تھا جو رابعہ جیسی لڑکی کو اس نے انکار کیا تھا۔

"یہ تم سے ملنے کے لیے آئے ہوئے ہیں!"

اس کے ابو نے اشارہ حارث کی طرف کیا۔ اور حارث نے اپنا رخ بدلا۔

"اسلام و علیکم!"

پھر حارث بینچ سے اٹھ گیا۔

"آپ اگر اجازت دیں تو میں آپ کے بیٹے سے اکیلے میں بات کرنا چاہوں گا۔"

اس کی نظروں سے لگ رہا تھا جیسے وہ حارث کو پہچان چکا تھا۔

"آئیں، چلتے ہیں۔ پاس میں یہاں چائے کا ہوٹل ہے۔"

حارث کو امید نہیں تھی کہ وہ خود سے ہی مان جائے گا۔

"ابو میں آتا ہوں بس آدھے گھنٹے میں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

حارث دکان سے باہر نکل گیا تھا۔

"خیر ہے؟ کون ہے کہ آدمی؟"

اب اس کے ابو آہستہ آواز سے پوچھ رہے تھے۔

"ابو جاننے والا ہے میرا۔"

اب وہ دونوں برابر چلتے ہوئے قریبی چائے کے ہوٹل تک گئے۔ عصر ہو چکی تھی۔ اس ہوٹل کے باہر سڑک کنارے سرخ رنگ کی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ لوگ بھی انہیں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

"اور پھر حارث بھائی، کیسے آنا ہوا آپ کا؟"

وہ اس کو پہچانتا تھا، اس کا نام تک جانتا تھا، اور اسے بھائی کہہ کر بلا رہا تھا۔

"میری بیوی کو کیوں تنگ کر رہے ہو تم؟"

حارث نے ضبط اور سنجیدگی کے ساتھ بات شروع کی۔ جیب سے رابعہ کا موبائل نکالا۔ وہاں کی کال ہسٹری کو ثبوت کے طور پر اس کے سامنے میز پر رکھا۔ اور وہ فون دیکھتے ساتھ ہی ہنسنے لگا۔

"ابھی تک یہی فون استعمال کر رہی ہے، رابعہ؟ اس کا تو بیٹری کا بڑا مسئلہ تھا۔"

ایسے کہہ رہا تھا جیسے یہ فون اس نے رابعہ کو دلوایا ہو۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میری بیوی کا نام اپنی زبان پہ مت لاؤ۔اور میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ اسے کیوں تنگ کر رہے ہو تم؟"

حارث نے بمشکل لہجے کی سختی پر قابو کیا۔

"اب آپ سیدھا سیدھا اس پر شک کر رہے ہیں تو یہ بھی رابعہ...اوپس! میرا مطلب ہے کہ اپنی بیوی سے ہی آپ خود ہی پوچھتے۔"

ہنسنے کے بعد اس کے چہرے کے تاثرات ایسے ہو گئے تھے جیسے حارث کا مذاق اڑا رہے ہوں۔

"کالز کر کے تم اسے پریشان کر رہے تھے۔اس نے تم سے کوئی رابطہ نہیں کیا!"

حارث نے دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"اس نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا لیکن پہچان مجھے فوراً گیا تھا۔اب ظاہر ہے، جتنا عرصہ ہماری منگنی رہی تھی، ہر روز ہی ہم فون پر لمبی لمبی باتیں کرنے لگے تھے۔آواز سے انسان مانوس ہو جاتا ہے۔"

"تم اب کیوں میری بیوی کو تنگ کر رہے ہو؟"

حارث نے زور دے کر اپنا سوال دہرایا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں اسے تنگ نہیں کر رہا۔ اسے بس یہی کہہ رہا تھا کہ اگر اس کے ابو نے مرنے کے بعد اپنا کاروبار اپنے داماد کے ہاتھوں میں دینا ہی تھا تو یہ ڈیل وہ مجھ سے بھی کر سکتے تھے۔ ویسے کہا تھا میں نے کہ مجھے اچھا جہیز نہیں لیکن خوبصورت لڑکی چاہیے۔ پر سونا اگلتے کاروبار کو بھی تو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ بھی تو لگے ہوئے ہو اپنی دکان کے ساتھ ساتھ انکل جی کی دکان پر بھی۔"

اس کا لالچ اس کے لفظوں سے عیاں ہو رہا تھا۔ پر وہ حارث کو جو جتا رہا تھا وہ حارث سمجھ رہا تھا۔ پھر بھی مدعے پر ٹکا رہا۔

"پر اب جب وہ میری بیوی ہے تو اسے یہ سب باتیں کہنے کا مقصد؟"

"سوچ تو سکتی ہے وہ۔ کیا پتہ دل ہی دل میں اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔ میں تو بس اسے آپشن دینا چاہ رہا تھا۔"

اس انسان کو زرا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ کیا بات کر رہا ہے۔

"پر میرا اس انسان سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا۔ اور منگنی ٹوٹنے کا غم بھی مجھے بس ابو کی پریشانی دیکھ کر ہی محسوس ہوتا تھا۔"

حارث نے ضبط سے ہاتھ کی مٹھی بند کی۔ اور سامنے بیٹھے شخص نے چھوٹے لڑکے کو اشارہ کر کے دو چائے لانے کا کہا۔

Novels by Humna Masood Kanil

"وہ میری بیوی ہے۔اور مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم اسے کس قسم کا آپشن دینے کی بات کر رہے ہو؟ کس قسم کے مرد ہو تم؟"

پھر وہ ہنسنے لگا۔اور حارث کے چہرے پر غصے کے تاثرات اکٹھے ہونے لگے۔

"غصہ کرنے والے انسان ہو نہیں آپ۔مجھے تو سادہ سے لگتے ہو۔اسی لیے تو میری بات سمجھ نہیں رہے۔اب جیسے میں نے منگنی توڑی تھی اور رابعہ...اوہو! ایک تو اس کا نام زبان پہ چڑھا رہتا ہے۔میں نے آپ کی بیوی سے منگنی توڑی،اس کی شادی ایمرجنسی میں آپ سے ہو گئی۔اب ظاہر ہے کوئی پسند کی یا رضامندی کی شادی تو نہیں ہوئی ہو گی۔میں بس اسے آپشن دے رہا تھا کہ اگر وہ کاروبار مجھے دینے پہ راضی ہو جائے تو میں اسے دوسری بیوی بھی بنا کر رکھ لوں گا۔"

اور حارث کو اپنی چھتیس سالہ زندگی میں ایسا پہلی بار لگ رہا تھا جیسے اس کا خون کھول رہا ہے۔اور وہ کچھ بہت غلط کر دے گا اس لیے وہ کرسی سے اٹھ گیا۔تیز تیز سانس لیتا رہا۔

"دوسری اس لیے کہ کیونکہ منگنی توڑنے کے بعد میں نے بھی غیروں میں شادی کر لی تھی۔لیکن میری بیوی خوبصورت مگر بہت سادہ ہے۔مجھے دوسری کی اجازت دے دے گی۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اوراب حارث نے آگے بڑھ کراس کا گریبان پکڑا۔اسے اپنی پوری طاقت لگا کر اٹھایا۔
اس کے اٹھنے سے پیچھے کرسی گر گئی۔ارد گرد بیٹھے لوگ فوراًان کے قریب آئے۔
"کیسے ذلیل انسان ہو تم!"
وہ مسکرا کر حارث کو مزید تپش دلا رہا تھا۔لوگ آکر ان کو چھڑوانے لگے۔
"میری بیوی کو آئندہ گھٹیا قسم کے آپشن دینے سے پہلے یہ بات یاد رکھنا کہ وہ مجھ سے شادی کرنے کے بعد سے بہت خوش ہے۔وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔تم جیسے گھٹیا انسان کو وہ دیکھنا تک پسند نہ کرے۔"
اس کا غصہ اب بے قابو ہو گیا تھا۔ارد گرد کے چار لوگ سن رہے تھے۔
"حارث بھائی اتنا غصہ نہ کریں! طبیعت بگڑ جائے گی آپ کی۔بلکہ مجھے تو آپکا بی پی ہائی لگ رہا ہے۔اس عمر میں تو ویسے بھی ہو ہی جاتا ہے۔"
اب لوگوں نے کسی طرح حارث کے ہاتھوں سے اس کا گریبان چھڑوایا۔اور وہ اپنا کالر جھاڑ رہا تھا۔
پھر حارث نے غصے سے میز پر رکھا رابعہ کا موبائل اٹھایا۔جیب میں ڈالا۔
"اب غصے میں جانے سے پہلے مجھے بس یہ بتا جائیں کہ آپ کی بیوی کی طرف سے میں پھر انکار سمجھوں؟"

Novels by Hania Masood Khan

اور حارث نے ایک بار پھر کوشش کی کہ وہ اس کا گریبان پکڑے۔لوگوں نے اب کی بار جب اسے کھینچ کر پیچھے کیا تو حارث کی قمیض کی جیب پھٹ گئی۔ بازو کا بٹن بھی ٹوٹ گیا تھا۔

"میری بیوی کو اب تم اپنے وہم و گمان سے بھی نکال دو۔"

حارث وہیں کھڑا رہا۔اور جیب سے پیسے نکال کر اس نے میز پر رکھے۔چائے کے دو کپ اس لڑائی جھگڑے میں اب تک میز تک نہیں آئے تھے۔

مغرب کی اذانیں ہو رہی تھیں۔اور یہی وہ آخری آوازیں تھیں جو اسے سنائی دے رہی تھیں۔دھیرے دھیرے سانس بھی دھیمے ہوتے جا رہے تھے۔اور دماغ بھی مکمل بند ہوتا جا رہا تھا۔

اب بھی وہ کارپٹ پر بیٹھی تھی۔بیڈ سے اس کی ٹیک ہٹتی جا رہی تھی۔بیٹھنے کی ہمت بھی ختم ہو رہی تھی۔اور پھر وہ واقعی ڈھے گئی تھی۔

نیچے گھر کے مرکزی دروازے کو بجانے کے بجائے اس نے چابی کی مدد سے کھولا۔موٹر سائیکل اندر لے کر آیا۔ابھی وہ موٹر سائیکل سے اتر ہی رہا تھا کہ لائٹ چلی گئی۔ پھٹی ہوئی جیب سے موبائل نکال کر اس نے فلیش لائٹ جلائی۔پھر موٹر سائیکل کھڑی کی۔امی

Novels by Hamna Masood Khan

کے کمرے کی طرف دیکھا تو وہاں بھی کسی نے ابھی ابھی فون کی لائٹ آن کی تھی پھر اس نے اپنے کمرے کی طرف دیکھا۔ دور سے روشنی مارنے کے باجود اسے کنڈی دکھائی نہیں دی تھی۔ اور نہ ہی اندر کوئی لائٹ جل رہی تھی۔ ویسے بھی اس کے پاس کون سا فون تھا جو وہ فلیش لائٹ جلا لیتی۔

اس گھٹیا انسان سے بات کر کے آنے کے بعد اس کا اپنا دماغ کھول رہا تھا۔ یہ تو وہ آتے ہوئے مغرب کی نماز پڑھ کر آیا تھا اس لیے ابھی تھوڑا سکون تھا۔

"اوپر تو لائٹ بھی بند ہو گئی ہو گی۔ فون بھی نہیں ہے رابعہ کے پاس۔"

پہلے وہ شاید جاتا امی کے پاس لیکن اوپر اندھیرا ہو گا اس خیال کے تحت پہلے وہ سیڑھیاں ہی چڑھا۔ جیسے جیسے روشنی کمرے کے دروازے کے قریب جا رہی تھی ویسے ویسے اسے لگنے لگا تھا جیسے دروازے کو باہر سے کنڈی لگی ہوئی ہے۔ اور اسی وجہ سے آخری سیڑھیاں اس نے تیزی سے چڑھیں۔ آگے پہنچ کر وہی ہوا جو اسے لگ رہا تھا۔ دروازے کو باہر سے پوری کنڈی لگی ہوئی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکا۔ اور اس نے پوری کنڈی ایک ساتھ کھینچ کر کھولی۔

"رابعہ...!"

Novels by Hamna Yasoob Khan

پھر دونوں دروازے کھولے۔ پردے ہٹائے۔ کمرے میں داخل ہوا تو اس کا اپنا سانس متاثر ہوا۔ شدید حبس اور گھٹن ہو رہی تھی۔

پہلے روشنی بیڈ کی طرف کی لیکن وہ اسے بیڈ کے پاس نیچے کارپٹ پر گری ہوئی نظر آئی۔

"رابعہ!"

وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ ہاتھ میں پکڑا فون اس نے الٹا کر کے سٹول پر رکھا۔ پھر گھٹنوں کے بل رابعہ کے پاس بیٹھا۔ وہ نیم بے ہوشی میں تھی۔

"آنکھیں کھولو۔ ادھر دیکھو میری طرف۔"

پھر اسے اپنے دونوں بازوؤں کے سہارے سے اٹھا کر بٹھانے کی کوشش کی۔ اس کی ٹیک اپنے گھٹنے سے لگوائی۔

"ادھر دیکھو میری طرف، رابعہ!"

پھر اس کے گال تھپکے۔

وہ پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔ بمشکل اس نے ڈوبی ڈوبی آنکھیں کھولیں۔ لیکن سکت ختم ہوتے ہی اس نے آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔ اس وقت تو اس کے دماغ میں بھی کچھ نہیں چل رہا تھا۔ کوئی شکوہ نہیں تھا۔ کوئی شکایت نہیں تھی۔

"تم ایسے کرو گی تو میں پریشان ہو جاؤں گا۔"

Novels by Hamna Nasrullah Khan

پھر وہ زرا زور سے اس کے گال تھپکنے لگا۔اس کے ہاتھوں کو پکڑا تو وہ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔وہ پریشان ہو چکا تھا۔اس کی آواز شاید رابعہ کے کانوں تک گئی تھی۔اور پھر کسی طرح رابعہ نے آنکھیں کھولنے کی دوبارہ کوشش کی۔کچھ کہنے کے لیے اپنے خشک ہونٹ بھی ہلائے۔

"پا... پانی!"

اور اس ایک لفظ کو بھی ادا کرنے میں اس کی بہت ہمت لگی تھی۔

"ہاں پانی۔میں... میں تمہیں ابھی پانی دیتا ہوں۔"

وہ حواس باختہ تھا۔رابعہ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر اس نے بیڈ پر لٹایا۔پھر میز پر نظر کی۔ایک تو کمرے میں موبائل فون کی بس ہلکی روشنی پھیلی تھی جس میں سب کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔اسی لیے اب اس نے نیچے کارپٹ پر سے موبائل اٹھا کر ہاتھ میں لیا۔روشنی کو دونوں میزوں کی طرف مار کر دیکھا۔وہاں پانی کا بس خالی گلاس پڑا تھا۔ پلاسٹک کی ایک بوتل تھی جو دوسری طرف سے نیچے گری ہوئی تھی۔

پھر اس کے دل میں عجیب خیال آیا۔

Novels by Hania Jasood Khan

اب کی بار لائٹ اس نے رابعہ کے چہرے کی طرف کی۔ وہ بے سدھ، بے حال تھی۔
تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی کلائی تھامی۔ نبض چیک کی۔ اور نبض کی رفتار محسوس کرنے کے بعد اس کی اپنی دھڑکنیں اتنی تیزی سے دوڑنے لگیں کہ جیسے دل کو کچھ ہو جائے گا۔

"رابعہ!"

اب کی بار اسے اپنے آپ پر غصہ آیا۔ رابعہ نے تو ہلکی سی جنبش بھی ظاہر نہ کی۔
پھر وہ تیزی سے نیچے گیا۔ کچن میں ٹوکری سے گلاس نکالتے ہوئے اس سے کچھ برتن فرش پر گر گئے۔ ان کا شور گونجا۔ امی کے کمروں سے اسے بات کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ لیکن اس کا پورا دھیان گلاس میں اب نمک اور چینی ڈالنے پر تھا۔ پھر فریج سے اس نے ٹھنڈا پانی لیا۔ وہیں سے دو لیموں نکالے۔ جلد بازی سے کاٹے۔ پھر پانی میں نچوڑے۔
اس کے ایک ہاتھ میں فون تھا اور دوسرے میں گلاس۔ اوپر جا کر اس نے گلاس میں چمچ چلانا شروع کیا۔

"رابعہ، اٹھو۔ یہ پیو۔"

پھر اس نے موبائل کو بیڈ پر رکھ کر رابعہ کو تھوڑا سا اٹھا کر بٹھایا۔ اس کے ہونٹوں سے گلاس لگایا۔ زبردستی پلانے کی کوشش کی۔ تھوڑا سا گر کر اس کی گردن تک چلا گیا۔
حارث نے اپنے ہاتھ سے ہی صاف کیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اسے پیوگی تو تھوڑی ہمت آئے گی تم میں۔ایک تو اس قدر گرمی اور گھٹن ہو رہی ہے یہاں۔"

رابعہ نے چھوٹے چھوٹے دو گھونٹ حلق سے اتار لیے تھے۔پھر اسے کھانسی آئی۔

"تھوڑا سا اور پیوٗ۔"

ارد گرد وہ کچھ دیکھ رہا تھا۔کچھ ایسا جس سے وہ اسے پنکھی جھول دیتا۔رابعہ نے جب تیسرا گھونٹ پیا تو حارث نے آگے ہو کر میز کا دراز کھولا۔نیچے سے ڈائری نکلی۔اسی کے تین صفحے پھاڑے۔پھر اسے جھولنے لگا۔

"آپ مجھے بند کر کے چلے گئے تھے۔"

اور اس سناٹے میں جس میں وہ اپنی پریشان دھڑکنوں کو بھی سن سکتا تھا،رابعہ کی مدھم سی آواز سنائی دی۔الفاظ حارث کو سمجھ نہیں آئے۔اس نے گلاس اٹھا کر اسے اور دو گھونٹ پلائے۔اب رابعہ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔اور حارث نے اس کی ٹیک پیچھے بیڈ سے لگوائی۔پنکھی جھولنا بھی جاری رکھا۔

"مجھے بند کر کے ہی جانا تھا تو کم از کم مجھے پانی کی ایک بوتل ہی دے جاتے۔میں دوپہر سے پیاسی ہوں۔اور کمرے میں اتنی حبس ہو رہی تھی کہ مجھے لگ رہا تھا کہ میرا دم نکل جائے گا۔"

Novels by Hema Masood Khan

وہ بالکل پیار سے بات نہیں کر رہی تھی۔اس کے لہجے میں غم تھا، شکوہ تھا، افسوس تھا، غصہ تھا۔

''میں تمہیں کمرے میں بند کر کے نہیں گیا، رابعہ۔''

اس نے رابعہ کے گال پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کرنے کی کوشش کی۔

''آپ مجھے اس کمرے میں بند کر کے گئے تھے۔ بھوک، پیاس، اور گھٹن سے میں مر جاتی۔ لیکن آپ کو میرا ایک مرتبہ بھی خیال نہیں آیا۔اب جھوٹی ہمدردی دکھا رہے ہیں۔''

رابعہ نے پنکھی جھلتا اس کا ہاتھ خود سے پیچھے کیا۔اپنا رخ بھی دوسری طرف بدلنے کی کوشش کی۔ دماغ جتنا بھی کام کر رہا تھا اس کے مطابق اس وقت اسے بس حارث سے ہی شکایت تھی۔اسی پر غصہ تھا۔

''بہت بے اعتباری ہے آپ کو مجھ پر۔ ٹھیک ہے۔ فون نہیں دینا چاہتے مجھے تو نہ دیں۔ لیکن کوئی کسی زندہ انسان کے ساتھ ایسے کرتا ہے کیا؟ اپنی بیوی کے ساتھ ایسے کرتا ہے کیا؟ میں یتیم ہو گئیں ہوں، کسی کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتی۔ میری ماں نہیں ہے میرے پاس۔ میرا بھائی اپنی زندگی میں مصروف ہے۔اور مجھے لگتا تھا کہ آپ کو ہے میری پرواہ۔ لیکن آپ نے آج مجھے غلط ثابت کر دیا۔اب مجھے نہیں کرنی آپ سے کوئی بات۔

Novels by Hamna Masood Khan

شکل بھی نہیں دیکھنی آپ کی۔ کل مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ خود کو مہان ثابت کر دیا۔ لیکن آج آپ نے جو ظلم کیا ہے، اس سے اچھا تھا کہ کل ہی مارتے مجھے۔ کل ہی کرتے مجھ سے حساب۔ یوں دم گھوٹ کے مارنے سے تو وہی سب بہتر ہوتا۔"

وہ بہت برداشت کر کے سن رہا تھا۔ خون میں شدت کی گرمی پیدا ہو رہی تھی۔ رابعہ کا ایک ایک الفاظ دماغ میں پیوست ہوا تھا۔ تکلیف دل میں اٹھی تھی۔

"بے اعتباری تو تم دکھا گئی ہو، رابعہ۔"

پھر وہ اس کے پاس سے اٹھ گیا۔ اتنے میں لائٹ آ گئی۔ کمرہ روشن ہو گیا۔ لیکن اس نے رابعہ کی طرف پلٹ کر دیکھا نہیں۔ فون کی لائٹ بیڈ پر جلتی رہ گئی۔ رابعہ اب اونچا اونچا رو رہی تھی۔ اور حارث کمرے کے دونوں دروازے کھلے چھوڑ کر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔

"رابعہ کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟"

امی کے کمرے کا دروازہ اس نے ایک ہاتھ سے ہی کھولا۔ زور اتنا لگا کہ دونوں دروازے کھل گئے۔ ان کی دیوار سے لگنے کی آواز آئی۔ امی نے اس کی طرف ناسمجھی سے دیکھا۔ ثمرین باجی کندھوں سے سارا بوجھ جھاڑ کر کھڑی ہو گئیں۔

"کونسی حرکت؟"

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر وہ امی سے زیادہ نا سمجھی کا مظاہرہ کرنے لگیں۔

"یہ تو آپ لوگوں کو مجھ سے زیادہ بہتر پتہ ہے کہ میں کیا پوچھ رہا ہوں۔"

اب تک کسی طرح اس نے اپنی آواز پر قابو کیا ہوا تھا۔

"ہمیں کچھ نہیں پتہ۔ تیری بیوی اپنی مرضی سے سارا دن کمرے میں آرام کرتی رہ گئی ہے۔ اسے تو زرا احساس نہیں تھا کہ نیچے آتی اور کام کو دیکھتی۔"

کام، کام اور کام۔ ان کاموں کے بارے میں سن سن کر وہ تنگ پڑ گیا تھا۔

"آگ لگے ان کاموں کو!"

حارث کا غصہ ظاہر ہوا۔ ثمرین باجی نے فوراً گہری سانس لی۔

"امی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ وہ خود ہی نیچے نہیں آئی۔ اور کل جو اس نے حرکت کی تھی اس کے بعد تو ہمیں خود اسے دیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس لیے اگر تو یہ سوچ رہا ہے کہ ہم خود جا کر اس کی خیریت دریافت کرتے تو حارث تُو ہے بے غیرت، لیکن ابھی ہم تیرے جتنے بے غیرت نہیں ہوئے۔ نہ ہمارا اتنا ظرف ہے کہ ایسے گناہوں کو نظر انداز کر دیں۔"

باجی کو اس نے ان کے حصے کی پوری بات کرنے دی۔

Novels by Hamna Masood Khan

”میرے جتنے بے غیرت نہ سہی لیکن آپ لوگ اتنے بے حس کیسے ہو گئے؟ کسی زندہ انسان کا کیا کوئی احساس نہیں بچا آپ کے دل میں؟ اور امی لاکھ میری بیوی بری سہی، اس سے آپ کو لاکھ اختلاف سہی، لیکن میں نے یہ کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ آپ کے ہوتے ہوئے اگر میں اسے گھر چھوڑ کر جاؤں گا تو وہ پیچھے غیر محفوظ ہو گی۔ وہ مر رہی تھی اوپر اور آپ یہاں یہ خیال کیے بیٹھی ہو کہ وہ اوپر سارا دن آرام کر رہی تھی۔ اس گرمی کے موسم میں، اوپر چھت کے کمرے میں، دروازے کھڑکیاں بند کر کے، بنا کھانے کے، بنا پانی کے، کونسا آرام ہوتا ہے، امی؟“

پھر اس نے اپنا سارا غصہ امی کو دیکھ کر نکالا۔ اسے دکھ بھی ہو رہا تھا تو صرف امی پر ہو رہا تھا۔

”مجھے ایسی کوئی بات نہیں پتہ۔ میں تو یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ اوپر آرام ہی کر رہی ہے۔“

حارث کی دھاڑتی آواز کے بدلے میں امی کی آواز بے حد آہستہ تھی۔ فی الحال اس آواز میں کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ کیونکہ کیا ہوا تھا، کس حد تک ہوا تھا، کس نے کیا تھا، انہیں اس بات کا ابھی تک کوئی ادراک نہیں ہوا تھا۔

”یہی تو بات ہے امی کہ اب آپ صرف وہی سمجھتی ہو جو دوسرے آپ کو سمجھاتے ہیں۔ اور باجی آپ کو میں بس یہی کہوں گا کہ یتیموں کی آہیں لگ جائیں تو انسان پھر کہیں کا بھی

Novels by Hamna Masood Khan

نہیں رہتا۔اور میری بیوی کو اگر آج کچھ ہو جاتا تو میں قسم سے یہ لحاظ بھی نہ کرتا کہ آپ مجھ سے بڑی ہیں۔"

اب وہ سیدھا کمرے سے باہر نکلا۔کچن میں آیا۔نہ کوئی ہانڈی چولہے پر تھی۔نہ ہی کوئی آثار تھے۔

"اب تو کچن میں کیا کر رہا ہے؟ ہٹ، مجھے بتا میں کر دیتی ہوں۔"

امی کچن میں اس کے پیچھے آئیں۔اندر ثمرین باجی اپنے چہرے پر بے حسی لائیں۔پھر تسلی سے دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گئیں جس پر پہلے بیٹھی تھیں۔

"وہ یتیم ہے تو میں بھی تو یتیم ہوں۔مجھ پر ہوتا ظلم تو کسی کو کبھی دکھائی نہیں دیتا۔اس میں تو ہر کوئی میری غلطی ڈھونڈ کر نکال لیتا ہے۔"

"اور میری بیوی کچن میں آ کر کھانا نہیں بنائے گی تو اس گھر میں کھانا جیسے بنے گا ہی نہیں۔"

حارث نے غصے سے سنک میں اکٹھے برتنوں کو بھی دیکھا۔کچن کا حال تو کل سے بھی اب تر تھا۔

"اتنے عرصے سے آگے کیا میں کھانا بناتی ہوں؟ اسی کے ہاتھ کا کھا رہے ہیں نا ہم۔"

امی نے بھی اب غصے سے بولا۔پھر چولہا جلایا۔پتیلی رکھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اس کے ہاتھ کا کھا رہے ہیں ہم اور اس کے ساتھ زیادتی بھی کر رہے ہیں ہم۔ اب کچھ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے لے کر میں ہسپتال جا رہا ہوں۔ واپسی پر دیکھتا آؤں گا کچھ۔"

امی کو بات اب تک سمجھ نہیں آئی تھی۔ شاید واقعی، کچھ عرصے سے وہ دوسروں کے سمجھانے پر ہی چل رہی تھیں۔ خاص طور پر ثمرین باجی کے۔ شام کے وقت تو انہوں نے پوچھا بھی تھا رابعہ کے بارے میں۔ لیکن تب ثمرین باجی نے ہی کہا تھا کہ رابعہ کمرے میں آرام کر رہی ہے۔ رہی بات باہر سے لگی ہوئی کنڈی کی تو اس پر امی نے دھیان نہیں دیا تھا۔

کمرے میں جا کر حارث نے رابعہ کی طرف نظریں کیں۔ پھر الماری کی طرف بڑھا۔

"آپ مجھے اس کمرے میں بند کر کے گئے تھے۔ بھوک، پیاس، اور گھٹن سے میں مر جاتی۔ لیکن آپ کو میرا ایک مرتبہ بھی خیال نہیں آیا۔ اب جھوٹی ہمدردی دکھا رہے ہیں۔"

پھر حارث نے الماری کھولی۔ اس کا برقعہ نکالا۔ ساتھ میں سکارف بھی۔ خود کو کسی طرح ٹھنڈا کرتے ہوئے رابعہ کے پاس گیا۔ اس کا بازو پکڑا۔ اسے برقعہ پہنانے لگا۔

Novels by Hamna Yasooh Khan

"میں نے کہا نا مجھے نہیں دیکھنی آپ کی شکل۔ نہیں کرنی کوئی بات۔"

وہ رو رہی تھی۔ لیکن زیادہ رونے کی ہمت اس میں بچی نہیں تھی۔ یوں بھی لگتا تھا کہ بس اس کا دماغ بند ہو جائے گا۔

"ابھی کے لیے مجبوری ہے، برداشت کر لو میری شکل۔ اور بات کرنے کے لیے میں تمہیں مجبور نہیں کر رہا۔ ہمت ہے تو خود پہن لو برقعہ، سکارف بھی لے لو۔ ورنہ جو کام میں کر رہا ہوں مجھے چپ چاپ کرنے دو۔"

ہمت تو اس میں بازو ہلانے کی بھی نہیں تھی اس لیے جو حارث کر رہا تھا، اس نے اسے وہی کرنے دیا۔ حارث نے دونوں بازوؤں میں برقعہ پہنا کر آگے سے زپ بند کی۔ پھر اس کے چہرے کے گرد ڈھیلا سا حجاب لپیٹا۔ وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اور حارث اس کی چپل اٹھا لایا۔ گھٹنے سے پکڑ کر اس کی ٹانگ بیڈ سے نیچے کی۔ پھر ایک پیر میں چپل پہنائی۔ پھر دوسرے میں۔ اسے کھڑا کرنے سے پہلے اپنی جیب میں موبائل ڈالا۔ جیب پھٹی ہوئی تھی۔ ایک بار پھر اسے احساس ہوا۔

"چل لو گی یا اٹھا کر لے جاؤں؟"

رابعہ نے اسے جواب دیے بغیر ہی دونوں قدم کارپٹ پر رکھے۔ کھڑی ہوئی اور بری طرح چکرائی۔ ناراضگی اور غصے کے باوجود اسے حارث کا سہارا ہی لینا پڑا۔ سکت ہوتی تو وہ مزید

Novels by Hania Masood Khan

بحث کرتی لیکن سیڑھیاں اترنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ جب وہ نیچے آئی تو امی صحن میں ہی تھیں۔ ان کے قریب آ گئیں۔

"کونسے ہسپتال لے کر جائے گا اسے؟ اگر اس کا گرمی میں بی پی لو ہو گیا ہے تو کوئی جوس وغیرہ دے دیتی ہوں میں بنا کر۔ کھانا وغیرہ کھائے گی تو بھی طبیعت بہتر ہو جائے گی۔"

اس کی پیلی رنگت دیکھ کر امی کو شاید اس پر رحم آ رہا تھا۔ یا پتہ نہیں حارث نے جب سے غصہ کیا تھا انہیں لگنے لگا تھا کہ بات واقعی بڑی ہے۔

"اسے ہسپتال لے جانے کی ہی ضرورت ہے، امی۔"

"پھر وہ رابعہ کو دروازے تک لے آیا۔ تم دیوار پکڑ کر کھڑی ہو زرا۔ میں بائیک نکالتا ہوں۔"

پھر جب وہ بائیک پر بیٹھی تب حارث نے اس کا بازو اپنے پیٹ کے گرد لپیٹا۔ اور اس کے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ سے تھامے رکھا۔ وزن بھی اس نے اپنا حارث پر ہی ڈالا ہوا تھا۔

قریب میں جو پرائیویٹ ہسپتال کھلا تھا وہ رابعہ کو ادھر ہی لے گیا۔ پرچی کا نمبر لیتے وقت جب بی پی چیک کیا گیا تو اسے فوری ڈاکٹر کے پاس بھیجا گیا۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اسے ڈرپ لگا دی گئی۔ حارث کو کھانے پینے کے لیے بھی کچھ لانے کا کہا۔ ڈاکٹرز کے پوچھنے پر

Novels by Hamna Yasood Khan

بھی اس سے کوئی جواب نہ بن سکا کہ وہ رابعہ کی حالت کی کوئی صحیح وجہ بیان کرتا۔اب تو اس کی اپنی بھی بس ہو گئی تھی۔

وہ آنکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی۔ڈرپ دائیں ہاتھ کی پشت پر لگی تھی۔شاید وہ غنودگی میں تھی۔یا شاید اس کی اپنی بھی بس ہو چکی تھی۔حارث ہاتھ میں شاپر لایا تھا۔اس میں ایک ڈبہ جوس کا تھا۔ساتھ میں کیک اور سینڈوچ بھی تھا۔

جوس کا ڈبہ نکال کر اس نے سٹرا کا پیکٹ ہاتھ سے ہی پھاڑا۔

"یہ جوس پی لو۔اور ساتھ میں کیک بھی کھالو زرا سا۔ابھی تھوڑی دیر میں پھر سے تمہارا بی پی چیک ہو گا۔شوگر لیول بھی گر گیا تھا اس کو بھی یہ دوبارہ چیک کریں گے۔"

رابعہ نے بھاری پلکیں کھولیں۔

"ڈرپ سے ٹھیک ہونا ہوا تو ہو جائے گا۔باقی مجھے کچھ بھی نہیں کھانا۔آپ یہ سائیڈ پہ رکھ دیں۔"

آنکھیں کھولے بغیر رابعہ نے بے زاری ظاہر کی۔

"کیا اسے دکھائی نہیں دے رہا کہ میں اس کی فکر میں کتنا پاگل ہو رہا ہوں۔بلکہ ہاں! دکھائی بھی کیوں دے گا۔یہی کہہ رہی تھی نا کہ اب یہ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔اور جب دیکھے گی ہی نہیں تو میرے جذبات بھی کبھی محسوس نہیں کرے گی۔ویسے بھی

Novels by Hamna Nasrullah Khan

آج جو کچھ بھی ہوا اس میں اسے میرا ہی قصور نظر آیا ہے۔ تو ٹھیک ہے، جیسا سمجھنا چاہتی ہے یہ سمجھے مجھے۔"

رابعہ کے بیڈ کے ساتھ چھوٹی سی میز رکھی تھی۔ جس پہ اس کے ساتھ والے بیڈ پر جو مریضہ تھی اس کا کچھ سامان موجود تھا۔ حارث نے اس سامان کو ایک طرف کیا۔ پھر جوس کا ڈبہ اور کیک وغیرہ وہیں رکھ دیا۔

"یہ ڈرپ کتنی دیر میں ختم ہو جائے گی؟"

اس چھوٹے سے ہسپتال میں فی الحال وہ ایک ہی نرس دکھائی دے رہی تھی۔ حارث نے بھی اسے ہی آواز دے کر پوچھا۔

"آدھا گھنٹہ تو لگے گا سر۔ اور یہ کیا... آپ اپنی مسز کو کچھ نہیں کھلا رہے؟"

"شاید اس کی آنکھ لگ گئی ہے۔ ابھی اٹھے گی تو میں کھلا دوں گا اسے۔"

پھر وہ نرس دوسرے مریضوں کو دیکھنے لگی۔ حارث رابعہ کو دیکھتا رہا۔ اور اس کی شاید واقعی آنکھ لگ گئی تھی۔ آدھے گھنٹے میں ڈرپ ختم ہوئی۔ اور آدھے گھنٹے بعد ڈرپ کو بند کرنے کے لیے جب حارث نے نرس کو بلایا تب رابعہ کی آنکھ کھلی۔ ڈرپ کی سوئی نکال کر نرس نے اس پر بھیگی روئی کا ٹکرا رکھ کر زرا سا دبایا۔ پھر وہاں حارث کو اپنی انگلی رکھنے کا کہا۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"میں ان کا بی پی وغیرہ چیک کر لیتی ہوں، آپ انہیں کچھ کھلانے کی کوشش کریں۔"
نرس چلی گئی۔ اور رابعہ ہمت کر کے اٹھ بیٹھی۔ ٹانگیں چھوٹی کر لیں۔ لیکن حارث اب بھی بیڈ کے کنارے پر ہی تھا۔ نرس کے کہنے کے باوجود بھی حارث نے اب کی بار اسے کچھ بھی اٹھا کر نہیں دیا۔ جوس اور وہ کیک ویسے کا ویسا ہی رکھا ہوا تھا۔ رابعہ نے بھی حارث کو کہے بغیر خود ہی جوس اٹھایا۔ کیک کے پیکٹ کے بجائے اس نے سینڈوچ اٹھایا۔ جیسا بھی تھا لیکن اس وقت یہی کھانے کا دل بن رہا تھا۔ اور وہ چپ چاپ کھا رہی تھی۔
اس کے بعد وہ لوگ شاید بیس منٹ اور ہسپتال رکے تھے۔ پر دونوں نے ہی ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ رابعہ کو تو اپنے دماغ پہ بہت بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔ عجیب سا بھاری پن۔ جتنا غصہ تھا وہ حارث پر نکال چکی تھی۔ لیکن اس غصے کے علاوہ اب تک اس کا اور طرح سے دماغ بالکل بھی نہیں چل رہا تھا۔ واپسی پر جب وہ حارث کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھی تو اب کی بار ویسے اس پر اپنا وزن نہیں ڈالا جیسے پہلے ڈالا تھا۔ بازو بھی اس کے گرد نہیں لپیٹا تھا۔ ہاں بس ہاتھ حارث کے کندھے پر رکھا تھا۔ اور وہ بھی شاید مجبوری میں۔ حارث نے بھی آہستہ سے موٹر سائیکل چلا دی۔ راستے سے ہی اس نے روٹیاں اور سالن خریدا تھا۔ جب گھر پہنچا تو کچن میں کھانا رکھ کر پہلے رابعہ کو اوپر کمرے

Novels by Hamna Yasooj Khan

میں ہی لے کر گیا۔اس وقت امی اور ثمرین باجی کمرے کے اندر ہی تھیں۔پر موٹر سائیکل کی آواز پر امی اٹھ کر باہر آئیں تھیں۔حارث رابعہ کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟"

امی نے پیچھے سے ہی آواز دے کر پوچھا۔حارث اور رابعہ دونوں کے قدم ٹھہرے۔

"آکر بتاتا ہوں میں۔اور کچن میں کھانا رکھا ہے، آپ لوگ اپنے لیے نکال لو۔"

جواب دیتے ہوئے حارث پلٹ گیا تھا۔لیکن رابعہ نے جو اس کا نام نہاد سہارا لیا ہوا تھا اسے چھوڑا۔پھر باقی کی تین سیڑھیاں خود ہی چڑھ گئی۔

اندر کمرے میں گئی تو عجیب وحشت محسوس ہوئی۔کمرے کے چاروں اور دیکھتے ہوئے اسے اپنی جلد پر پھر سے پسینہ نمودار ہوتا ہوا محسوس ہوا۔یہی چاروں دیواریں سارا دن اس کا حال دیکھتیں رہیں تھیں۔یہی چاروں دیواریں جانتی تھیں کہ اس پر کیا بیتی ہے۔

حارث کمرے میں آیا۔اس نے سب سے پہلے پنکھا چلایا۔پھر اس سے پہلے رابعہ بیڈ کے قریب جاتی، حارث پہنچ گیا۔بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگا۔

"میرے خیال سے تمہیں جسم پر پانی بہا لینا چاہیے۔کپڑے بھی تمہارے پسینے سے بھیگ گئے تھے۔ابھی فریش ہو جاؤ گی تو تمہیں اچھی نیند آئے گی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

رابعہ نے پوری زپ کھول کر بازوؤں سے برقعہ اتارا تھا۔ بے چینی سے اپنا سکارف بھی اتار کر سٹول پر رکھا تھا۔ حارث کی بات کا جواب اس نے نہیں دیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

حارث نے اس پر نظر کی تو اس کے چہرے پر گھبراہٹ سامنے دکھائی دی۔

"ٹھیک ہوں میں۔"

رابعہ نے اپنا ہاتھ ہوا میں اٹھا کر کہا۔ پھر اسی سٹول پر بیٹھ گئی۔

"آجاؤ بیڈ پر۔"

حارث نے جب بستر سیدھا کر دیا تو اسے بلایا۔ اب رابعہ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور حارث اپنی جیب سے موبائل وغیرہ نکال کر اپنی طرف کی میز پر رکھ رہا تھا۔ اور اب ہی رابعہ کا دھیان گیا تھا کہ اس کی قمیض کی جیب پھٹی ہوئی تھی۔ بازو کا بٹن بھی نہیں تھا تبھی اس نے پیچھے تک فولڈ کیا ہوا تھا۔ اسی کو دیکھتے ہوئے رابعہ بیڈ پر چلی گئی۔ خود سے اچھی سمیل تو اسے بھی نہیں آرہی تھی لیکن دو ڈبے پانی کے بہانے کی ہمت اسے خود میں محسوس نہیں ہوئی۔ اعصابوں نے جیسے جواب دے دیا تھا۔

"تم بس پانچ منٹ میرا انتظار کرو، میں کھانا لے کر آتا ہوں۔ کھانے کے بعد اگر تمہارا چائے پینے کا دل ہوا تو میں خود بنا لاؤں گا تمہارے لیے۔"

Novels by Hema Masood Khan

دماغ بھاری تھا تو دل بھی بھاری بھاری ہی ہو رہا تھا۔

"آپ کھانا کھالیں۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ بہت نیند آ رہی ہے۔ اس لیے میں سونے لگی ہوں۔"

اور واقعی رابعہ نے تکیے پر سر گرا دیا تھا۔

"میں نے بھی کھانا نہیں کھایا ہوا۔ آج دوپہر کا بھی رہ گیا تھا میرا۔ گھر سے جو نہیں آیا تھا۔ بس وہ جو صبح تمہارے ساتھ زرا سا ناشتہ کیا تھا اسی پر چل رہا ہوں میں۔"

رابعہ نے یوں بھی ظاہر نہیں کیا جیسے اس نے حارث کی بات سنی ہو۔ بس ٹانگیں چھوٹی کر کے لیٹی رہی۔

"مجھے تو لگا تھا کہ اس وقت تم نے غصے میں کہہ دیا تھا کہ نہ تم مجھ سے بات کرنا چاہتی ہو، نہ ہی میری شکل دیکھنا چاہتی ہو۔ لیکن اب واقعی لگ رہا ہے کہ تمہیں واقعی مجھ سے بات کرنے میں، میری طرف دیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

اب رابعہ کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی۔ پر وہ خود ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ حارث صرف افسوس ہی کر سکا۔ پھر نیچے چلا گیا۔ رابعہ کا فون وہ اپنے فون کے ساتھ سامنے میز پر رکھ کر گیا تھا۔ رابعہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا لیکن موبائل کو نہیں اٹھایا تھا۔ حالانکہ اس کے دل میں سارا دن پتہ نہیں کتنی بار اپنی امی کا خیال آیا تھا۔ ان سے بات کرنے کا

Novels by Hamna Yasood Khan

دل چاہا تھا۔ لیکن اب بات کرتی تو شاید اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پاتی۔ بلک بلک کر رو دیتی۔ اسی لیے اب اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"ہاں اب بتا، کیا کہہ رہا تھا ڈاکٹر، بی پی لو ہے یا کوئی اور بات ہے؟"

وہ اپنے لیے کھانا نکال رہا تھا۔ فریج سے پانی کی بوتل لینے کے لیے ٹھہرا تو امی نے اندر سے ہی رابعہ کی طبیعت کے متعلق پوچھا۔ اسے جواب دینے کے لیے کمرے کے دروازے تک جانا ہی پڑا۔ ایک لمحے کے لیے اسے امی کو دیکھ کر لگا تھا جیسے وہ رابعہ کی طبیعت کا کوئی سے کوئی اور ہی مطلب نکال رہی ہیں۔ حد ہوتی ہے۔

"سارا دن وہ جس حال میں رہی ہے امی، اس حال میں صرف بی پی لو نہیں ہوتا۔ خیر، ڈرپ لگائی تھی ڈاکٹر نے، اب وہ آرام کرے گی تو دیکھو صبح تک کیا بہتری آتی ہے۔"

جواب دے کر وہ پلٹا۔ اب وہ سیدھا اوپر جانے والا تھا۔

"میں تو آپ سے کہہ بھی رہی تھی کہ امی ایسی لڑکیاں خوشخبری نہیں سناتیں۔ وہ بس اپنے شوہروں کو پھانس کر رکھتیں ہیں۔ پہلے ہی وہ نقص والی تھی۔ اور اب تو اس میں اولاد نہ ہونے کا نقص بھی نکل آیا ہے۔ لیکن حارث پھر بھی زن مرید بنا رہے گا کیوں کہ اسے تو اس عمر میں چھوٹی عمر کی لڑکی جو مل گئی۔ آپ کی خواہش کا احترام وہ کیوں کرے گا۔"

"کیا مطلب ہے کہ باجی ایسی لڑکیاں خوشخبری نہیں سناتیں؟"

اس کے جاتے قدم پلٹ گئے تھے۔ ثمرین باجی کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ ابھی بھی یہی ٹھہرا ہوا تھا۔اور وہ ان کی بات سن چکا تھا۔

"اور کس قسم کے نقص کی بات کر رہی ہیں آپ؟ ہماری اولاد ہو، ہماری اولاد نہ ہو، یہ ہم دونوں کا آپسی مسئلہ ہے۔اور ضروری تو نہیں ہے کہ دیر سویر رابعہ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔میرے اندر بھی تو مسئلے ہو سکتے ہیں۔"

اس کی بات پہ ثمرین باجی سے زیادہ امی کو حیرانی ہو رہی تھی۔

"تیرے اندر کیوں ہونگے کوئی مسئلے؟ شکر ادا کیا کر کہ اللہ نے تجھے مکمل مرد بنایا ہے۔"

پھر امی نے فوراً اسے ٹوکا۔

"اللہ نے اسے بھی مکمل عورت ہی بنایا ہے۔اور میں شکر گزار ہی ہوں۔ لیکن بہت برداشت کر رہا ہوں میں، امی۔اور اب انتہا ہو چکی ہے۔آپ اگر چاہتی ہیں نا کہ آپ کا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ الگ ہونے کا نہ سوچ لے تو خدا کا واسطہ ہے گھر میں سکون لانے کی کوشش کریں۔اور میری بیوی کا پیچھا چھوڑ دیں۔اپنے مسئلوں کو دیکھیں!"

"اس عمر میں تو اپنی بوڑھی ماں کو اپنی بیوی کے لیے چھوڑ کر جائے گا؟ اور بہن کا کتنا مسئلہ بنا ہوا ہے، اس کا شوہر دوسری شادی کرنے کی بات کر رہا ہے اور تُو ایسے میں چھوڑ کر جائے گا ہمیں؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

ان کا لہجہ گلوگیر ہو گیا۔

"میں باجی اور ان کے مسئلے کا ہی لحاظ کر رہا ہوں۔ لیکن باجی ہر حد پار کر رہی ہیں۔ مجھے میری بیوی اور میرا سکون بہت عزیز ہے۔ اپنی آدھی جوانی تو میں نے آپ لوگوں کے پیچھے مار دی ہے لیکن اب یہ جو زرا سی عمر بچی ہے وہ مجھے ہنسی خوشی گزار لینے دو۔ میری بیوی آپ لوگوں کی دشمن نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ فون پہ بات کوئی اتنا بڑا معاملہ تھا جو باجی نے بڑھا دیا تھا۔ رہی بات یہ کہ جس بیوی کی میں اتنی طرفداری کر رہا ہوں اس کو آپ لوگوں نے میرے لیے ڈھونڈا تھا تو اس بات کے لیے میں واقعی ساری زندگی آپ لوگوں کا مشکور رہوں گا۔"

پھر وہ کمرے سے جانے لگا۔

"امی یہ اب ہر بات کا قصوروار مجھے کیوں ٹھہرا رہا ہے؟ کر توت اس کی اپنی بیوی کے ہیں اور..."

"باجی بس کر دیں!!! ہاتھ جوڑتا ہوں میں آپ کے آگے بس کر دیں!"

پھر باجی کی بس ہوئی یا نہیں ہوئی پر وہ کھانا لے کر اوپر کمرے میں آ گیا تھا۔ اس کی اپنی بس تو کب کی ہو چکی تھی۔

"جاگ رہی ہو؟"

Novels by Hamna Nasook Khan

وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ تمہیں میں کچھ وقت کے لیے لاہور چھوڑ آتا ہوں۔ ویسے تو پچھلے ہفتے ہی آئے ہیں ہم۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ تمہاری امی سے میں خود بات کر لوں گا۔"

اس بات پر رابعہ نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

"کیا بات کریں گے میری امی سے؟"

پھر وہ زرا سا اونچا اور کر بیٹھ گئی۔

"یہی کہوں گا میں کہ گھر میں کچھ مسئلے ہیں اور جب تک وہ حل نہیں ہو جاتے تب تک میری بیوی کو وہ اپنے پاس امانت سمجھ کر رکھ لیں۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ بے دلی سے کھانا کھا رہا تھا۔

"اپنے گھر کے ان مسئلوں کو میری امی تک پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ کیوں آپ کی بیوی کو امانت سمجھ کر رکھ لیں؟ اگر میں جاؤں گی تو ان کی بیٹی بن کر جاؤں گی۔ اور رہی بات آپ کی بیوی کی تو اس کا تحفظ آپ کو خود کرنا چاہیے۔ میں آپ کی ذمہ داری ہوں۔"

اس کا لہجہ تلخ تھا۔ بہت کچھ جتا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

”تو تم جب مجھ سے ہی بات نہیں کرنا چاہتی، میری ہی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تو تم خود بتاؤ کہ میں کیا کروں، رابعہ۔“

وہ بے بس ہو چکا تھا۔

”میری بھی بس ہو گئی ہے۔ مجھے اندازہ بھی نہیں تھا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے گھر والے کبھی ایسا رویہ بھی رکھ سکتے ہیں تو میں تمہیں سچ بتا رہا ہوں کہ اس سے اچھا ہوتا کہ میں تم سے شادی ہی نہیں کرتا۔ میں کبھی بھی تمہاری زندگی کو مشکل نہیں بناتا۔ اور جو بھی ہے پر جب تم بھی مجھ پر اعتبار نہیں کرتی، تمہیں بھی لگتا ہے کہ میں اتنا گرا ہوا انسان ہوں کہ تمہیں کمرے میں مرنے کے لیے بند کر گیا تھا تو میں تمہیں اپنی صفائی میں کیا ہی کہوں۔ ہار گیا ہوں میں آج قسم سے۔ اور تمہارا تحفظ بھی نہیں کر سکا میں۔ میرے پاس اب تم محفوظ نہیں رہی۔ تمہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتا میں۔“

اس کے لہجے سے آنسوں چھلک رہے تھے چاہے وہ آنکھوں سے نہیں رو رہا تھا۔

”میں کرتی ہوں آپ پر اعتبار، لیکن آپ کو نہیں پتہ کہ میرے اوپر سارا دن کیا گزری ہے، میں نے لمحہ لمحہ آپ کے لوٹ آنے کا انتظار کیا تھا۔ مجھے پتہ تھا کہ آپ آئیں گے اور مجھے گھٹ کر مرنے سے بچا لیں گے۔“

اب اس کا لہجہ نرم ہوا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"لیکن تمہیں یہ بھی تو لگا کہ میں خود تمہیں کمرے میں بند کر کے گیا تھا۔"

حارث نے آنکھوں میں شکوہ لا کر رابعہ کو دیکھا۔

"تمہیں یہ بھی تو لگا کہ میں نے تم پر ہاتھ نہ اٹھا کر خود کو مہمان ثابت کیا ہے۔"

پلکیں بھی نہ جھپکائیں۔

"تمہیں یہ بھی تو لگا کہ میں جھوٹی فکریں دکھا رہا ہوں۔"

اور پھر افسوس سے وہ پلکیں جھک گئیں۔

"پر ان باتوں کو چھوڑو اب۔ لیکن تمہارے تحفظ کے سلسلے میں ناکام ہو گیا ہوں میں۔ واقعی تمہیں اپنے پاس اس گھر میں نہیں رکھ سکتا۔"

پھر وہ اچانک سے برتن سمیٹنے لگا۔

"لیکن میں ہرگز لاہور نہیں جاؤں گی۔ مجھے اپنے گھر والوں کو پتہ نہیں لگنے دینا کہ کس قسم کی تہمتیں ان کی بیٹی پر لگتی رہی ہیں۔ مجھے اپنے بھائی کو اپنے شوہر کا دشمن نہیں بنانا۔ مجھے اپنی امی کی نظروں میں آپ کو برا نہیں بنانا۔"

پھر وہ اٹھ کر ہاتھ دھونے چلا گیا۔ وہاں سے آیا تو اس نے لائٹ بند کر دی۔

"جو آج ہوا ہے تمہارے ساتھ رابعہ، وہ انتہا کی بات ہے۔ کسی انسان کا دم نکل جائے تو اس کی کوئی واپسی نہیں ہوتی۔ اور میں تمہاری زندگی پر کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ نہ ہی

Novels by Hamna Masood Khan

تمہارے تحفظ کے لیے چوبیس گھنٹے تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں۔نہ ہی تمہیں امی اور باجی کی باتوں سے بچا سکتا ہوں۔اس عمر میں امی کو چھوڑ کر الگ نہیں ہو سکتا میں۔نہ ہی میری جیب اجازت دیتی ہے۔اور ثمرین باجی کا مسئلہ حل کیے بغیر گھر کا ماحول کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔اور تو اور تمہارے حق میں باجی کو جو کچھ میں کہہ آیا ہوں تو اس کے بعد مجھے ان پر بالکل بھی بھروسہ نہیں ہے۔وہ میری غیر موجودگی میں تمہارے ساتھ کچھ بھی کر سکتی ہیں۔"

بیڈ پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے اس نے رابعہ کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"ٹھیک ہے پھر، آپ مجھے چھوڑ آئیں امی کے گھر!"

اور رابعہ مان گئی۔

رات جیسے تیسے کٹی۔اور صبح اسی تیز دھوپ کے ساتھ ہوئی جو دھوپ کمرے کی دیواروں کو گرم کر دیتی تھی۔حارث دکان کے لیے تیار ہو رہا تھا۔کھونٹی پر لٹکا ہوا اپنا وہی سوٹ پہنا جو کچھ دن پہلے اتارا تھا۔وہ زیادہ میلا نہیں تھا۔گہرا سا رنگ تھا۔اور اس وقت سیدھا سیدھا سا تھا۔یعنی استری شدہ لگ رہا تھا۔پھر جس سوٹ کی جیب پھٹ گئی تھی اسے اس نے الماری میں رکھ دیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

رابعہ زپ والے بیگ میں اپنا کچھ ضروری سامان رکھ رہی تھی۔ پھر اس نے بس برقعہ پہننا تھا۔ اور دونوں نے ناشتہ کیے بغیر ہی گھر سے نکلنا تھا۔ کپڑے اس نے کل والے ہی پہنے ہوئے تھے۔

اس بار وہ جس طرح سے جا رہی تھی پیچھے کی کوئی تیاری اس نے نہیں کی تھی۔ نہ ہی حارث کے کپڑے دھلے ہوئے تھے، نہ ہی اس کے اور کوئی کپڑے استری تھے۔ اس کے جانے کے بعد پیچھے نا جانے اسے کتنا کچھ خود ہی کرنا پڑتا لیکن جس حال میں وہ کل رہی تھی اس کے بعد سے اس کا خود کا اعتبار بھی حارث کے گھر والوں سے اٹھ گیا تھا۔

"مجھے دکان پر جانے کے لیے کچھ زیادہ دیر ہو جائے گی۔ تم بس جلدی جلدی رکھو سامان۔"

دیکھ رہا تھا کہ اس میں اب بھی ہمت نہیں تھی۔ ظاہر ہے اس نے رات کھانا بھی نہیں کھایا تھا تو اسے کمزوری ہو گئی تھی۔ ویسے کھانا تو پچھلے دو دن سے اس کے حلق سے بھی سکون سے نہیں اترا تھا۔ لیکن اس سب میں اسے اپنی پرواہ رہی ہی کہاں تھی۔

"ایک اور بیگ تیار کر لوں؟"

ابھی تو اس نے اس بیگ میں دو سوٹ ہی رکھے تھے۔ ساتھ میں اور کچھ ضرورت کا سامان، پھر جگہ ختم ہو گئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"جو تمہیں ٹھیک لگ رہا ہے بس جلدی جلدی رکھو۔"

رابعہ نے اس کے لہجے میں بھی نارضگی محسوس کی تھی۔ کتنا کچھ تھا جو دونوں کے درمیان پہلی دفعہ حل ہوئے بغیر رہ گیا تھا۔ رابعہ نے دوسرا بیگ نہیں بنایا۔ بس اپنے ہینڈ بیگ میں ہی کچھ چیزیں رکھیں۔ پھر پانچ منٹ میں برقعہ پہن کر کھڑی ہو گئی۔

حارث نے اس کا بیگ اٹھایا۔ اور سیدھا نیچے پہنچا۔ رابعہ بھی پیچھے پیچھے تھی۔ کچن سے کھٹ پٹ کی آواز آ رہی تھی۔ رابعہ تو سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی۔ اسے لگا کہ اگر کسی کو کچھ بتانا بھی ہو گا تو حارث خود بتائے گا۔ لیکن وہ بنا کسی سے کچھ کہے موٹر سائیکل نکال رہا تھا۔

"آجاؤ، رابعہ!"

پھر اس نے رابعہ کو آواز دی۔ رابعہ بھی فوراً موٹر سائیکل تک چلی گئی۔

"گھر کسی کو نہیں بتائیں گے؟"

موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ضرورت نہیں ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

صبح کا وقت تھا۔امی ناشتے کے انتظار میں بیٹھیں تھیں۔کچن میں ثمرین باجی گئیں تھیں۔ اور ناشتہ بنانے سے پہلے انہیں آٹا گوندھنا پڑ گیا تھا۔کیونکہ جو آٹا رابعہ کے ہاتھ کا گوندھا ہوا تھا وہ کل ختم ہو گیا تھا۔

"حارث اپنی بیوی کو لے گیا ہے اپنے ساتھ۔"

ان کے ہاتھوں پر آٹا لگا ہوا تھا۔وہ آٹا ادھورا چھوڑ کر امی کو خبر دینے کمرے میں آ گئیں تھیں۔

"کیا پتہ ہسپتال ہی گئی ہو۔"

امی نے سرسری سے انداز میں کہا۔

"ہسپتال جاتے ہوئے ہاتھ میں بیگ کون لے کر جاتا ہے؟"

اب کی بار امی حیران ہوئیں۔

"وہ بیگ لے کر گئی ہے اپنے ساتھ؟"

ایسا کچھ ہوتا تو کم از کم حارث تو انہیں بتا کر جاتا۔

"ہاں اس کے ہاتھ میں اس کا ہینڈ بیگ الگ تھا۔اور کپڑوں والا بیگ حارث نے اٹھایا ہوا تھا۔اچھا خاصا بڑا بیگ تھا وہ امی۔"

ویسے اتنا بھی بڑا نہیں تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''اس کی تو ماں کا گھر بھی نہیں ہے یہاں، پھر کہاں لے کر گیا ہو گا اسے۔''

امی سوچنے لگیں۔ پھر بیڈ سے اٹھ گئیں۔

''لاہور تو نہیں لے گیا پھر سے؟''

ثمرین باجی نے خدشہ ظاہر کیا۔

''میرا نہیں خیال کے لاہور لے کر جائے گا۔ ابھی کچھ دن پہلے وہیں سے تو آئے ہیں۔''

امی نفی میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئیں۔

''امی لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہوتا۔ کم از کم وہ آپ کو بتا کر جا سکتا تھا۔''

صحن خالی تھا۔ حارث کی موٹر سائیکل کی آواز انہوں نے خود سنی تھی۔

''بس تو چھوڑ دے اس بات کو۔ اس کی بیوی ہے، جہاں مرضی لے جائے اسے۔ اچھا ہے ناکہ نہ پیچھے ہو گی، نہ ہی اس کی ذمہ داری ہم پر ہو گی۔ کل بھی خود ہی اوپر تھی وہ سارا دن اور اس کی طبیعت بگڑ گئی۔ پھر حارث کا غصہ بھی آ کر سارا ہم پہ اتر رہا تھا۔''

اور امی کو لگا کہ اب وہ گھر پر نہیں ہے تو چلو اس کا تحفظ بھی اب ان کے سر پر نہیں ہو گا۔

رابعہ موٹر سائیکل پر بیٹھی۔ حارث کے کندھے پر اس نے اپنا سر ٹکایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد حارث نے موٹر سائیکل کسی ہوٹل کے باہر روک دی۔ دو دکانوں پر مشتمل ہوٹل تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

باہر ریڑھیاں لگیں ہوئی تھیں۔ان کے ارد گرد خوب رش لگا ہوا تھا۔لوگ اپنے گھر والوں کے لیے ناشتہ لے جا رہے تھے۔رابعہ کو لگا تھا کہ شاید وہ لوگ بھی ناشتہ لینے کے لیے رکے ہیں۔اسی لیے بائیک سے نہیں اتری۔

"بائیک سے اترو، میں پھر سائیڈ پہ لگاتا ہوں۔"

حارث نے ہیلمٹ اتار دیا تھا۔

"ہم ادھر ہی ناشتہ کریں گے؟"

اندر چھوٹی چھوٹی میز کے گرد کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔فیملی کے لیے پردے لگا کر اس دکان کی مناسبت سے بھی انتظام تھا۔اسی طرح کے ایک چھوٹے سے کیبن میں آ کر رابعہ بیٹھی۔

باہر حارث نے ناشتے کا آرڈر دیا۔پھر وہ بھی اندر آ گیا۔

"کر لو نقاب نیچے۔"

کیبن کے عین اوپر تیز پنکھا چل رہا تھا۔سامنے میز پر سٹیل کے جگ میں ٹھنڈا پانی رکھا ہوا تھا۔حارث نے گلاس میں ڈال لیا۔

"آپ کو دکان سے دیر نہیں ہو رہی؟"

رابعہ نے بائیں طرف سے پن نکال کر نقاب کھولا۔

"ناشتہ کر کے جاؤں گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ٹشو تو میز پر تھا نہیں اور رابعہ سے اس نے مانگا نہیں۔ اپنی جیب سے رومال نکال کر اسی سے گلاس کی کناری کو صاف کیا اور پانی پیا۔ رابعہ اسے دیکھے گئی۔

پھر جب گرما گرم نان چنے اور حلوہ پوری کا ناشتہ آیا تو دل نہ ہونے کے باوجود بھی اسے بھوک لگ گئی۔ اور حارث کو کہنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی کیونکہ رابعہ نے خود ہی کھانا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر میں چائے بھی آ گئی۔

"اب جو تمہاری میڈیسن ہے وہ تم گھر جا کر لے لینا۔ راستے سے کچھ اور کھانے پینے کا سامان بھی لے دیتا ہوں تمہیں۔ دن کو کوشش کروں گا کہ تمہارے پاس چکر لگا لوں۔ اگر نہیں بھی لگا سکا تو شام میں جلدی آ جاؤں گا تمہارے پاس۔"

رابعہ نے بس سر ہلایا۔ ناشتے کے بعد وہ دونوں وہاں سے نکلے اور حارث اسے اس کی امی کے گھر لے آیا۔ اس گھر جہاں باہر تالا لگا ہوا تھا۔ اندر گئے تو پورا گھر خالی لیکن رابعہ کے کمرے میں کافی سامان تھا۔ حارث نے گھر کو اندر سے کنڈی لگائی۔ پھر رابعہ کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اندر کچھ سامان جو بیڈ پر تھا اسے ہٹایا۔ رابعہ کا بیگ رکھا۔ پنکھا چلا کر کھڑکیاں کھولیں۔ راستے سے اس نے پانی کی دو بوتلیں اور جوس کا ڈبہ بھی لیا تھا۔ ساتھ میں کھانے پینے کی بس چھوٹی موٹی چیزیں۔ انہیں میز پر رکھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"چابی تم رکھ لو اور گھر کو تالا میں باہر سے لگا دوں گا۔ اندر تم محفوظ ہو۔ باقی میں چھت کا دروازہ بھی دیکھ آتا ہوں۔ ویسے تو اس کو بھی اندر سے تالا ہی لگا ہوا ہے۔"

حارث نے چابی بھی میز پر رکھ دی۔

"چابی بھی آپ رکھ لیں۔ مجھے تھوڑی نا اس کی ضرورت ہو گی۔ بس جب آپ آئیں گے تو خود ہی تالا کھول کے آ جائیں گے۔"

حارث نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی قمیض کی جیب سے اس کا موبائل اور ساتھ میں چارجر بھی نکالا۔

"اور یہ میں تمہارا موبائل رکھ رہا ہوں۔ چارجنگ دیکھ لو اس کی۔"

حارث نے چارجر سمیت موبائل کی سکرین آن کر کے فون بھی میز پر رکھ دیا۔ رابعہ کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔

"فون نہیں رکھنا میں نے، لے جائیں آپ اسے اپنے ساتھ۔"

رابعہ ہاتھ باندھ کر بضد ہوئی۔ سکارف اس نے اتار دیا تھا۔ برقعہ اب بھی پہنا ہوا تھا۔

"میں جب بھی تمہیں فون کروں گا تم فوراً میرا فون اٹھاؤ گی۔"

حارث نے اس کی بات نظر انداز ہی کر دی۔

"لیکن میں کہہ رہی ہوں نا مجھے فون نہیں رکھنا۔"

Novels by Hania Masood Khan

برقعے کی سامنے والی زپ کھولتے ہوئے اس کے لہجے میں غصہ شامل ہو گیا۔ حارث کمرے سے نکلا۔ اس نے چھت کے دروازے کے تالے کو چیک کرنے جانا تھا۔ باقی کھڑکیاں وغیرہ بھی دیکھنی تھیں۔

رابعہ اس کے پیچھے ہاتھ میں فون اٹھا کر نکلی۔ خالی لاؤنج میں وہ اپنے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ ڈھیلا سا الجھے بالوں کا جوڑا کیے ہوئے۔ حارث اوپر جانے کی سیڑھیوں تک پہنچ چکا تھا۔

"سارے تالے آپ چیک کر لیں اندر سے۔ اور مین دروازے کو تالا لگا کر چابی بھی آپ رکھیں۔ اور یہ فون بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔"

حارث نے بنا پلٹے سیڑھیاں چڑھیں۔ اوپر گیا۔ تالا دیکھ کر آیا۔ پھر نیچے آ کر کھڑکیوں کو دیکھنے لگا۔

"فون بھی تم رکھو گی، اور چابیاں بھی تم رکھو گی۔ کوئی بھی مسئلہ ہو سکتا ہے، رابعہ۔"

وہ اسے یوں اکیلے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ ویسے ہی عجیب عجیب خیالات دماغ میں آ رہے تھے۔ اس کو ایک نظر دیکھ کر وہ کمرے میں گیا۔ مین دروازے کا تالا چابیوں سے الگ کیا۔ اب وہ جانے لگا تھا۔ اس نے دکان بھی کھولنی تھی۔ ساڑھے نو ہو رہے تھے۔

"یہ فون اور چابیاں ساتھ لے کر جائیں۔"

Novels by Hamna Masood

رابعہ اب دونوں چیزیں لے کر اس کے پیچھے آ گئی۔

"کیوں تم ضد کرنے لگ گئی ہو، رابعہ ؟اور جب بھی تم ضد کرتی ہو تب تم بد تمیزی بھی کرنے لگ جاتی ہو۔ میں ویسے ہی بہت پریشان ہوں۔ مجھے اور پریشان مت کرو۔"

مین دروازے کے پاس وہ ٹھہر گیا تھا۔ رابعہ نے ہاتھ آگے بڑھایا ہوا تھا۔ اور حارث نے نرمی سے اس کی کلائی پکڑ کر پیچھے کر دی۔

"میں نہیں چاہتی کہ اب پھر سے کوئی مجھ پر الزام لگا دے۔ اب کی بار میں خاموشی سے برداشت نہیں کروں گی۔"

وہ دوٹوک بولی۔ آنکھوں کے کٹورے بھی بھر گئے۔

"اب کون ہے جو تم پر الزام لگائے گا؟ میں خود ہی چھوڑ کر جا رہا ہوں نا یہاں تمہیں۔"

حارث نے پوری کوشش کی کہ اسے پیار سے جواب دے۔ تاکہ وہ مطمئن ہو سکے۔

"لیکن آپ نے کونسا مجھے بتایا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتبار ہے! پھر آپ خود بھی تو سوچ سکتے ہیں کہ جب فون میرے پاس ہے، چابیاں میرے پاس ہیں تو میں کسی سے بھی رابطہ کر کے اسے آپ کی غیر موجودگی میں اس گھر بلا سکتی ہوں۔"

چہرے کے تاثرات سخت تھے۔ ماتھے پر جیسے تکلیف برداشت کرتے ہوئے بل پڑ گئے تھے۔ اور آنکھوں کے کٹوروں سے پانی بہہ گیا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"رابعہ!!!"

جبکہ سامنے کھڑے شخص کی مٹھی ضبط سے بند ہوئی تھی۔

"کیوں تم مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہو؟"

اور رابعہ سے جس لہجے میں اس نے آج تک بات نہیں کی تھی اب کر رہا تھا۔ رابعہ لرز کر دو قدم پیچھے ہو گئی تھی۔ حارث کے ہاتھ کی مٹھی مزید سخت ہو گئی تھی۔ اور رابعہ کے ہاتھ سے موبائل اور چابیاں دونوں ساتھ گر گئیں تھیں۔

"مجھے نہیں پتہ کہ میں اب ایسا کیا کروں جو تمہیں اس بات کا ثبوت دوں کہ مجھے تم پر اعتبار ہے۔ میں بس اتنا کہوں گا کہ میری بیوی ہو تم۔ اور اپنی بیوی کو اچھے سے جانتا بھی ہوں میں، اور سمجھتا بھی ہوں میں۔ اسے میں خود چھوڑ کر جا رہا ہوں یہاں اکیلے اور میرے دماغ میں کوئی ایسا خناس نہیں بھرا ہوا جو میں اس قسم کی باتیں سوچوں گا۔"

اب وہ پلٹا۔ اور گھر کو باہر سے تالا لگا کر چلا گیا۔

شاید اس نے اب جا کر کوئی دو باتیں ایسی کہیں تھیں جن سے رابعہ مطمئن ہو جاتی۔ کہ ہاں اسے اس پر بھروسہ ہے۔ لیکن جس انداز سے کہی تھی تو کیا واقعی رابعہ مطمئن ہو جاتی؟؟؟

خیر... چابیاں وہیں نیچے فرش پر فون کے ساتھ گری رہ گئیں تھیں۔

Novels by Hania Masood Khan

دن کے ڈھائی بج رہے تھے۔لاہور شہر میں بھی مئی کی دھوپ نے اپنا اثر دکھایا ہوا تھا۔ راحیل کے کمرے میں اے سی لگا ہوا تھا۔اس وقت مدیحہ کمرے میں ہی تھی جب رابعہ کی امی وہاں آ گئیں۔

''رابعہ کا فون نہیں مل رہا، پچھلے دو دن سے میری اس سے بات نہیں ہوئی۔''

ان کے ہاتھ میں ان کا ٹچ موبائل تھا۔اور اس میں واٹساپ بھی بنا ہوا تھا۔امی نے پہلے اس کے واٹساپ پہ ہی کال کی تھی۔اور پھر سم پر۔

''پتہ نہیں امی، واٹساپ پر بھی دو دن پہلے وہ آخری بار آنلائن آئی تھی۔مجھے یہی لگا کہ کوئی نیٹ کا مسئلہ ہے شاید۔''

مدیحہ نے ان کے ہاتھ سے موبائل لیا۔لاسٹ سین سامنے ہی دکھائی دے رہا تھا لیکن امی کال کرنے کے علاوہ واٹساپ کا کوئی اور استعمال نہیں جانتی تھیں۔

''پھر تم کیا کہتی ہو، حارث کو فون کر کے پوچھوں؟''

کل سے عجیب بے چینی تھی۔اور آج جب سے وہ صبح اٹھیں تھیں ان کے دماغ میں بس رابعہ ہی چل رہی تھی۔

''انہیں سے پوچھ لیتے ہیں۔آپ کے فون میں ہے نمبر؟ لائیں... میں ملا دیتی ہوں۔''

Novels by Hamna Yasoob Khan

امی مدیحہ کے بیڈ پر ہی بیٹھ گئیں۔اے سی نے کمرہ اچھا ٹھنڈا کیا ہوا تھا۔اور دن کے وقت وہ انہیں کے کمرے میں رہتی تھیں۔امی نے جب حارث کو کال ملائی تو اس نے دو بار بجنے کے بعد تیسری رنگنگ پر فون اٹھالیا۔اور جو سنا اس پر وہ پریشان ہو گیا۔

''رابعہ کا فون تو آن ہی تھا۔''

جہاں تک اسے یاد تھا وہ رابعہ کے ہاتھ میں فون دے کر آیا تھا۔دکان پر آتے ہی مصروف ہو گیا تھا اسی لیے ابھی تک اس نے خود کوئی کال نہیں کی تھی۔

''اچھا نہیں مل رہا۔''

امی نے تو اپنی طرف سے کوشش کی ہی تھی۔

''دو منٹ دیں میں ٹرائے کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔''

حارث نے ان کی کال کاٹ کر رابعہ کو سم پر ہی کال کی۔اور نمبر تو اس کا واقعی بند آرہا تھا۔

پھر اس نے رابعہ کی امی کو دوبارہ فون کیا۔

''نمبر تو اس کا بند ہے۔ابھی میں نے بھی چیک کیا ہے۔ لیکن وہ بالکل ٹھیک ہے۔آپ اس کے لیے پریشان نہ ہوں۔میں شام میں گھر جاؤں گا تو آپ سے اسکی بات کروادوں گا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

پر اصل پریشانی تو اسے بھی شروع ہو گئی تھی۔ رابعہ کو وہ اسی لیے فون دے کر آیا تھا تاکہ اس کی خیر خبر کر سکے۔ رابعہ کی امی کا فون بند ہوا تو وہ مسلسل رابعہ کا نمبر ملانے کی کوشش کرتا رہا۔ دن کے کھانے کے وقت اس نے سوچا تھا کہ رابعہ کے پاس جائے گا۔ لیکن دکان کا سامان آ گیا تھا۔ اور اسے ہی ڈلواتے ہوئے اس کا اپنا کھانا بھی رہ گیا تھا۔ پر دماغ سارا رابعہ کی فکر میں ہی اٹکا ہوا تھا۔

کھانے کا جتنا بھی سامان تھا اس نے کچن میں لا کر رکھ دیا تھا۔ شیلفیں تو ویسے بھی خالی ہی تھیں۔ اور کچن میں کوئی استعمال کا برتن نہیں تھا۔ نہ ہی چولہا تھا۔ اور اندر کمرے میں وہ اپنے رہنے کی جگہ بنا رہی تھی۔ بیڈ تو صبح حارث نے خالی کر دیا تھا لیکن جو باقی کا سامان تھا اسے وہ دوسرے کمرے میں لے آئی تھی۔ اپنے کمرے کا جو کارپٹ والا حصہ تھا اس نے پورا صاف کر دیا تھا۔ کام سے فارغ ہو کر اب وہ نہانے کے لیے گئی تھی۔ اور نہانے کے ساتھ ساتھ باتھ روم بھی اچھی طرح دھویا تھا۔ دن کے شاید چار بج رہے تھے جب دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔ دروازے اور فرش کے درمیان تھوڑا سا گیپ تھا۔ وہیں اسے حارث کے جوتے دکھائی دیے۔ فوراً اندر میز سے چابی اٹھائی۔ اور وہیں سے چابی باہر کو کر دی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"تمہیں میری پیار سے کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی کیا؟"

دروازہ کھولتے ہی بنا سلام دعا کے وہ اس پر شروع ہو گیا۔ پھر پیچھے کنڈی لگائی۔ اس کے ہاتھ میں کوئی شاپر بھی تھا جو رابعہ نے اس سے لے لیا تھا۔ وہ اچھا خاصا غصے میں لگ رہا تھا۔ فکر مندی بھی تھی لیکن غصہ زیادہ نمایاں تھا۔

"میں نے اب کیا کر دیا ہے؟"

حارث رابعہ کے کمرے میں جا کر بیٹھا۔ ہر چیز سلیقے سے دیکھ کر گھر والا احساس ہوا۔ اور اب وہ بھی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ صاف ستھرے، مہکتے لباس میں۔ بھیگے بال پشت پر کھلے چھوڑ کر۔

اس مہک نے تو دھڑکن تیز اور سانس دھیمے کر دیے تھے۔

وہ ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔ جو شاپر تھا اس نے میز پر رکھ دیا تھا۔ حارث نے اس پر سے اپنا دھیان ہٹایا۔ پھر اپنی جیب سے والٹ اور موبائل نکال کر میز پر رکھا۔

"یہ جو موبائل دے کر گیا تھا میں تمہیں، اس لیے نہیں دے گیا تھا کہ تم اسے بند کر کے رکھ دو۔ اور میں وہاں دکان پر تمہاری فکر میں گھلتا رہوں۔"

اسی میز پر رابعہ کا فون بھی رکھا ہوا تھا۔ حارث نے اٹھا لیا۔

"مجھے آپ کی کوئی کال نہیں آئی۔ اگر آئی ہوتی تو میں اٹھا لیتی فون۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

رابعہ نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"تمہیں صرف میں فون کالز نہیں کر رہا تھا۔ تمہاری امی بھی کر رہی تھیں۔ اور پھر پریشان ہو کر انہوں نے مجھے فون کر دیا۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ جب گھر جاؤں گا تو تمہاری بات کروا دوں گا۔"

حارث نے اس کے فون کا بٹن دبایا۔ لیکن وہ روشن ہی نہیں ہوا۔

"مجھے امی کی بھی کوئی کال نہیں آئی۔"

اگر آئی ہوتی تو ان کی کال تو وہ لازمی اٹھا لیتی۔

"فون کو دیکھا بھی تھا تم نے کہ یہ آن ہے بھی یا نہیں؟"

حارث نے اس کے فون کو اس کے سامنے کیا۔ درمیان میں سے کافی سکرین بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ شاید صبح چابیوں کے ساتھ گرنے سے ٹوٹ گئی تھی۔ اور فون بھی شاید تب ہی بند ہوا تھا۔

"میں نے نہیں دیکھا تھا فون۔ جیسا آپ دے کر گئے تھے، ویسا ہی لا کر میں نے میز پر رکھ دیا تھا۔"

رابعہ بھی فون کی سکرین کو اب دیکھ رہی تھی۔ حارث پھر بٹن دبا رہا تھا۔ لیکن فون آن ہوا ہی نہیں۔

Novels by Hamna Yasoukan

"میں نے تمہیں صحیح سلامت فون دیا تھا۔ لیکن تم نے گرا کر اسے توڑ دیا۔ اب کیا پتہ کہ یہ پینل کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے۔"

فون میں اسے کوئی دلچسپی رہی بھی نہیں تھی۔ اگر نیچے گرنے کے بعد سے فون چلنا بند ہو ہی گیا تھا تو اچھا ہی تھا۔ اسے زرا غم محسوس نہیں ہوا۔

"اسے میں چیک کرتا ہوں اور تم ایسا کرو کہ میرے فون سے اپنی امی کو کال کرو۔ تاکہ ان کو تو تسلی ہو جائے کہ ان کی بیٹی ٹھیک ہے۔ انتظار میں ہو نگی وہ کب سے۔"

رابعہ کو اس نے اپنا فون دیا۔ پھر رابعہ والے فون کو چارجر سے لگا کر چیک کرنے لگا۔ چارجنگ بھی شو نہیں ہو رہی تھی۔

"امی کو کیا کہہ کر تسلی دوں گی؟ مجھے تو نہیں لگتا کہ میرے حالات تسلی بخش ہیں۔"

اس کی امی کا نمبر سامنے ہی تھا۔ پر کال ملاتے ملاتے وہ ٹھہر گئی تھی۔

"اور یہ بھی تو تم ہی نہیں چاہ رہی تھی نا کہ ان کو تمہارے حالات کے بارے میں کچھ پتہ چلے۔ تو جو بھی بات سمجھ میں آتی ہے وہی کر لو ان سے۔ میں نے انہیں کچھ بھی نہیں بتایا۔"

حارث نے اس کا فون واپس رکھ دیا۔ پھر جو شاپر لایا تھا اسے کچن میں لے گیا۔ وہاں تو کوئی برتن تھا ہی نہیں۔ ڈسپوزیبل بھی کچھ نہیں تھا ان کے پاس۔ اب کھانا شاپر میں ہی کھانا

Novels by Hamna Yasoob Khan

تھا۔ جیسے گیا تھا وہ ویسے ہی واپس آ گیا۔ رابعہ نے بھی اپنی امی سے کوئی پانچ منٹ کی ہی بات کی۔ پھر بیٹھ گئی۔

"صبح میڈیسن لی تھی تم نے اپنی؟"

میڈیسن کے پتے تو سامنے ہی رکھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ہی حارث کو یاد آ گیا۔

"گیارہ بجے کے قریب لے لی تھی۔"

میڈیسن لی تھی اس نے لیکن اس کے بعد وہ کاموں میں مصروف رہی تھی۔ آرام نہیں کیا تھا اس نے۔

"کچھ بہتری لگ رہی ہے طبیعت میں؟"

نہا دھو کر تو وہ ہشاش بشاش لگ رہی تھی۔ پر آنکھوں کی رنگت تھی پیلی سی۔

"ٹھیک ہی ہوں میں۔"

وہ جھولی میں ہاتھ گرا کر بیڈ پر ایک طرف ہو گئی۔

"کمزوری تو نہیں ہو رہی؟"

اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"ویسے تم نے یہاں بھی کافی کام کر لیے ہیں۔ ان کی ضرورت نہیں تھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ بھی بیٹھا۔ پھر شاپر کھول کر فولڈ کیا۔ دوسرے شاپر سے روٹی نکالی۔ آدھی توڑ کر رابعہ کے ہاتھ میں دی اور آدھی خود پکڑ لی۔

"جہاں رہنا ہو بندہ اس جگہ کو صاف تو رکھتا ہی ہے۔"

حارث نے بھی کمروں کی چاروں طرف دیکھ کر سر ہلا دیا۔

"آج دکان پر مال آیا تھا اسی لیے میں دن کے کھانے کے وقت نہیں آسکا۔"

پھر اس نے پہلا نوالہ بنایا۔ دال سے لگایا۔ یہ دال ماش تھی۔ جو توے پر کھڑے مصالحوں کے ساتھ تیار ہوتی ہے۔ بھنی ہوئی سی۔ ہری مرچیں اور دھنیے کے ہرے رنگ سے کھلی ہوئی۔

"گھر سے کھانا نہیں آیا؟"

اس نے پوچھ ہی لیا۔

"میں نے لڑکے کو گھر نہیں بھیجا تھا۔ ویسے بھی تم نہیں ہو تو پھر ایسے کھانا کس نے بنانا جو سب کو پورا ہو جائے۔ امی اور باجی مل کر اپنا کر لیں وہی بہت ہے۔"

دونوں نے ہی صبح ایک ساتھ ناشتہ کیا تھا۔ اور اب ساڑھے چار کے قریب ایک ساتھ ہی دن کا کھانا کھا رہے تھے۔

"گھر آپ نے کسی کو بھی نہیں بتایا کہ میں یہاں ہوں۔"

Novels by Hamna Wasool Khan

اس کا دماغ انہیں باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔

"ان لوگوں کی سوچ تم اپنے دماغ سے نکال دو۔ مجھے کچھ وقت دو، میں ثمرین باجی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جب وہ اپنے گھر جائیں گی تب تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔ پر ان کے ہوتے ہوئے یہیں رہو گی تم۔"

اس کے منہ میں شاید ہری مرچ آگئی تھی۔ فوراً اس نے پانی کا گلاس اٹھایا تھا۔ باریک مرچ تھی اور بہت تیز تھی۔

"مجھے کمرے میں بند انہوں نے کیا تھا؟"

رابعہ نے پوچھا تو اس مرچ کی تیزی کا زیادہ احساس ہوا۔

"اب کیا فائدہ اس بات کا۔ الزام تو تم نے مجھے ہی دیا تھا۔ اور پتہ نہیں کیا کیا سنایا تھا۔"

اس نے دکھ سے سر جھکایا۔ کھانا کھانا جاری رکھا۔

"میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی اس لیے اس وقت سمجھ نہیں آئی تھی مجھے۔"

وہ بتا تو چکی تھی کہ بس اس نے طبیعت کی وجہ سے اس پر غصہ کر دیا تھا۔

"اور پھر میں بھی تو تمہیں کہہ سکتا ہوں نا کہ تمہیں زرا مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ تمہیں یہ لگا کہ میں نے تمہیں وہاں مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ تمہیں اس حال میں دیکھ کر جان میری اپنی نکل گئی تھی۔"

Novels by Humna Yasood Khan

رابعہ خاموش ہو گئی۔ پھر کچھ دیر بعد بولی۔

''اب آپ قیصر بھائی سے بات کریں گے؟''

''نہیں! پہلے عباس بھائی سے بات کروں گا۔ ابھی یہاں سے ان کی دکان پر ہی جاؤں گا۔''

اور حارث جواب دینے کے بعد خاموش ہو گیا۔ لیکن رابعہ چاہ رہی تھی کہ وہ دونوں بات کرتے رہتے۔

''ابھی آپ اپنی دکان بند کر آئیں ہیں؟''

حارث نے بس سر ہلا کر ہاں کی۔

''پھر گھر جائیں گے آپ؟''

کھانے کو چھوڑ کر ساری توجہ اس نے حارث پر کی ہوئی تھی۔

''شاید پہلے بڑی باجی کی طرف جاؤں۔ ان سے بھی بات کرنی ہے میں نے ثمرین باجی کے سلسلے میں۔''

''اور کتنا وقت گزر گیا ہے، فاطمہ آپی تو اپنے چیک اپ کے بعد بھی ہماری طرف چکر نہیں لگاتیں۔ ان سے بھی ملاقات نہیں ہو سکی میری۔''

اپنا مسئلہ وہ اس کے ساتھ شیئر کر سکتی تھی۔ کم از کم وہ اسے سن تو لیتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"فاطمہ کی اپنی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ایسے میں محسن نے اسے سٹریس سے دور ہی رکھا ہوا ہے۔اور اچھی بات ہے کہ اپنے ہی گھر ہے وہ۔ورنہ ہمارے گھر تو اچھے اچھوں کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔"

ہلکا سا ہنس کر اس نے جواب دیا۔پھر کھانے میں مصروف ہو گیا۔

"رات کو مجھے کب تک لینے آئیں گے آپ؟"

لیکن اس نے پھر سوال پوچھ لیا۔

"ابھی میں تمہیں کیا کہہ رہا ہوں کہ جب تک ثمرین باجی اپنے گھر نہیں چلی جاتیں تب تک تم یہی ٹھہرو گی۔"

وہ بتا تو چکا تھا۔

"تو پھر کیا آپ میرے پاس رات رکیں گے؟"

"رات تو مجھے گھر پر ہی رکنی پڑے گی، رابعہ۔ورنہ امی لوگوں کو تو یہی لگے گا کہ میں تمہیں لے کر علیحدہ ہو گیا ہوں۔اور ان کو پیچھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا میں۔"

"میں ادھر اکیلی کیسے رہوں گی؟"

اس بارے میں حارث نے کیوں نہیں سوچا تھا۔کیا اسے رابعہ کی زرا فکر نہیں تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اسی لیے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تمہیں لاہور چھوڑ آتا ہوں۔ لیکن تم نے خود ہی کہا تھا کہ تم یہاں رہ لو گی۔"

لہجہ احساس سے عاری نہیں تھا۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا جواب سن کر پھر رابعہ خاموش ہو گئی۔ جو تھوڑی بہت بھوک باقی تھی وہ بھی مر گئی۔ ویسے بھی زیادہ تر اس نے حارث سے ہی باتیں کی تھیں۔ کھانا تو زرا سا ہی کھایا تھا۔

"جو کچھ بھی چاہیے ہو گا تمہیں وہ میں دے جاؤں گا۔"

رابعہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں آنسوں ایسے جمع ہو گئے تھے کہ اسے دکھائی دینا بند ہو گیا تھا۔

"اور چھوٹے کولر کا انتظام میں کرتا ہوں تاکہ تمہارے پاس پانی تو ٹھنڈا رہے۔"

اس طرح کے خیال کی اسے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ آنسوؤں سے اس کا چہرہ بھیگ رہا تھا۔

"ایسے بھی ٹھیک ہی ہے۔"

"رابعہ اب رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مت بھولو کہ تمہاری ایک غلطی کی وجہ سے ہی ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔"

جتانا ضروری تو نہیں تھا۔

Novels by Hamna Nasook Khan

"غلطی تھی۔ کوئی گناہ تو نہیں تھا۔اور کیا کسی کی ایک غلطی کو معاف نہیں کیا جا سکتا؟"

وہ روتے ہوئے اٹھ گئی۔

"رابعہ... میرے اندر بالکل بھی سکت باقی نہیں رہی ہے کہ اب میں تم سے بھی بحث کروں۔ سمیٹ لو یہ سب کچھ۔ رات میں لگاؤں گا تمہارے پاس چکر جیسے ہی ادھر سے فری ہو گیا میں۔ کھانے کے لیے بھی کچھ لیتا آؤں گا۔"

بات کرتے ہوئے وہ اٹھا۔ پھر باتھ روم میں جا کر اس نے ہاتھ دھوئے۔ کھانا تو اس نے بھی ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے رات میں بھی آنے کی۔ یہی سب کھا لوں گی میں۔"

اچھی خاصی دال ماش تو شاپر میں بچ ہی گئی تھی۔ بھوک مٹانے اور زندہ رہنے کے لیے اگر اس نے کھانا تھا تو وہ یہی کھا سکتی تھی۔

"پھر تم اب بد تمیزی پہ اتر آئی ہو!"

اس کا انداز حارث کو حیران کر رہا تھا۔

"ایسی تھی نہیں میں۔ آپ سب لوگوں نے مجھے ایسا بنا دیا ہے۔"

اور حارث نے لمبی سانس اندر کھینچی۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ ایسی وہ واقعی نہیں تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ضروری ہے کہ ہر بار جب میں جانے لگوں تم مجھ سے لڑائی ہی کرو گی؟ تمیز سے بھی تو بھیج سکتی ہو نا تم مجھے۔"

اپنا والٹ وغیرہ اس نے جیب میں رکھا۔ رابعہ دروازے سے ایک طرف ہو گئی۔ اس کو اپنے سامنے سے جانے کا راستہ دے دیا۔

"خیال سے رہنا، اور یہ تمہارا فون میں ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔ اس کا بھی نیا خرچہ ڈال دیا ہے تم نے۔ رات تک اگر ٹھیک ہو گیا تو یہی دے جاؤں گا تمہیں میں۔"

حارث نے اپنے فون اور والٹ کے ساتھ اس کا فون بھی اٹھایا تھا۔ پھر جیب میں ڈالا۔ تالا چابی باہر کنڈی کے ساتھ ہی لٹکائی تھی۔ وہ اس نے وہیں سے اتاری۔

رابعہ دروازے تک نہیں آئی۔

"یہ چابی سنبھال لو۔"

حارث اسے چابی دے رہا تھا۔

"اسے اپنے پاس ہی رکھیں تاکہ ہماری مزید کوئی لڑائی نہ ہو۔ اور جب بھی آنا ہو آ جانا آپ لیکن میں آپ کا انتظار نہیں کروں گی۔"

Novels by Hamna Hassan Khan

اب کی بار واقعی حارث نے چابی اپنی جیب میں رکھ لی۔ دروازہ بند کر کے وہ باہر گیا اور تب رابعہ کو ہچکیوں کے ساتھ رونا آ گیا۔ اسے جھوٹ ہی تو کہا تھا کہ وہ اس کا انتظار نہیں کرے گی۔ پل پل تو اب وہ اسی کا انتظار کرنے والی تھی۔

عباس بھائی کی دکان اس مارکیٹ میں تھی جہاں رابعہ کے ابو کی بھی دکان تھی۔ اس مارکیٹ میں جا کر پہلے حارث نے ان کی دکان کا حساب دیکھا۔ پھر عباس بھائی کی دکان پر گیا۔ عباس بھائی نے اس کے اور اپنے لیے چائے منگوائی۔

"بھائی اب ثمرین باجی کا مسئلہ ہر صورت حل کرنا پڑے گا۔ مزید کچھ بھی ٹال نہیں سکتے۔"

رابعہ کو وہ زیادہ دن کے لیے یوں چھوڑنے نہیں والا تھا۔ جلد سے جلد اسے اپنے ساتھ، اپنے گھر لے جانا چاہتا تھا۔

"قیصر نے اپنی جو شرط رکھی ہے وہ اب بھی اسی پر قائم ہے۔"

عباس بھائی ابھی اس کی جلدی کا مطلب نہیں سمجھے تھے۔ حارث نے کونسا انہیں بتایا تھا۔

"بھائی لیکن وہ شرط غلط ہے۔"

اس شرط کو بھی وہ کیسے مان سکتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''ہاں پر اب قیصر کو کون سمجھائے۔''

انہوں نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کندھے اچکائے۔ بھنوئیں اوپر کیں۔

''ہر گز میں اپنی بہن کے لیے اس شرط کو نہیں مان سکتا۔ لیکن میں اب کیا کروں، میرا اپنا گھر بھی اس سب میں خراب ہو رہا ہے۔''

ان سے اب اس نے کیا ہی چھپانا تھا۔

''کیوں کیا ہوا ہے؟ خیریت ہے سب؟ رابعہ ٹھیک ہے؟''

انہوں نے فکر ظاہر کی۔

''اب تو ٹھیک ہے بھائی لیکن باجی کی اپنی زندگی میں سکون نہیں ہے تو ان کا جیسے سارا غصہ رابعہ اور مجھ پر ہی نکلتا ہے۔ میں تو پھر جواب دے دیتا ہوں لیکن رابعہ کے لیے کافی مشکلیں پیدا ہو گئیں ہیں۔''

وہ دونوں ہاتھ مسل رہا تھا۔ عباس بھائی اس کی پریشانی مزید کریدنے کے بجائے سمجھ رہے تھے۔

''تو ثمرین سے بات کر کہ اس شرط پہ وہ کیا کہتی ہے؟''

Novels by Hamna Masood Khan

"ان کا ردعمل میرے دماغ میں آرہا ہے۔ پر ان سے بات کرنی پڑے گی۔ پر کیا ایسی کوئی صورت نہیں ہے جس پر قیصر بھائی کو ہی سمجھایا جاسکے۔ اس عمر میں جا کر کیوں انہیں یہ سب گل کھلانے ہیں۔"

ثمرین باجی نے تو کسی صورت ماننا ہی نہیں تھا۔ لیکن قیصر بھائی بھی اپنے نام کے ایک ہی تھے۔ ان کی وجہ سے ہی تو یہ مسئلہ ایک رخ سے کسی دوسرے رخ پہ ہی چلا گیا تھا۔

"وہ تو کہہ رہا تھا کہ جس سے بھی دوسری کرے گا اسے اپنے ساتھ دبئی لے جائے گا۔ اور رہے ثمرین بچوں کے ساتھ اپنے گھر میں۔ خرچہ وغیرہ بھیجے گا وہ۔ ہر دو سال میں ایک چکر بھی لگا لے گا۔"

اگر ثمرین باجی مان جاتی تو ان کی زندگی میں زیادہ کوئی فرق آنا نہیں تھا۔ بس قیصر بھائی کی زندگی میں دوسری عورت آجانی تھی۔

"قیصر بھائی نے قسم سے اچھا تماشا بنا دیا ہے میری بہن کی زندگی کا۔ انہیں تو بچے بھی نظر نہیں آرہے۔"

بچوں کے ذہن پہ بھی اس سب کا گہرا اثر پڑھ رہا تھا۔ یا تو پھر وہ اپنی ماں کو برا سمجھتے یا پھر اپنے باپ کو۔

"پہلے چلیں قیصر بھائی کی طرف؟"

Novels by Hamna Nasoor Khan

دکان بند کرنے کا وقت تو ویسے بھی ہو ہی گیا تھا۔ ثمرین باجی سے بات کرنے سے پہلے وہ ایک کوشش کرنا چاہتا تھا۔ کیا پتہ قیصر بھائی ضد چھوڑ دیتے۔

"تُو کہتا ہے تو چل لیتے ہیں۔"

مغرب کے بعد کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ امی نے نماز پڑھی تو انہیں خیال آیا۔

"صبح کا بھائی نکلا ہوا ہے، پتہ تو کرو اسے فون کر کے۔"

ثمرین باجی کو تو ابھی کھانا بنانے کے لیے بھی کچن میں جانا تھا۔ جب کہ دماغ میں بہت منفی سوچیں چل رہی تھیں۔

"میں نہیں کر رہی اسے فون! اگر آپ نے کرنا ہے تو آپ خود کر لو۔"

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھی رہیں۔ آج کافی دن ہو گئے تھے انہیں اپنے بچوں سے ملے ہوئے۔ اور بچوں کو ان کی یاد نہیں آئی تھی۔ نہ ہی ان کے میاں نے انہیں یاد کیا تھا۔ ایسا تو نہیں تھا کہ ان کی کوئی اہمیت تھی ہی نہیں۔ لیکن اب وہ اہمیت گوا چکی تھیں۔ نا جانے وجہ کیا ہوئی تھی۔

"ملا کر تو تو ہی دے گی نا۔"

امی نے فون اٹھا کر ان کے سامنے کیا۔ اور وہ اپنی سوچ سے باہر آئیں۔

Novels by Hema Masood Khan

"میں تو کہتی ہوں امی کہ بڑی باجی کو فون کر کے بلاتے ہیں۔"

"نہیں حارث نے سختی سے منع کیا ہے کہ گھر میں ہوئی بات اس تک نہیں پہنچنی چاہیے۔"

امی ان کی باتوں میں نہیں آئیں۔ فوراً نفی کر دی۔

"امی تو کیا آپ اب حارث کے ڈر سے ان مسئلوں کا کوئی حل نہیں نکالو گی؟"

حارث نے ان کے مسئلے کا حل بھی تو نہیں نکالا تھا۔

"مجھے ثمرین صرف تیرے مسئلے کا حل چاہیے۔ تو اپنے گھر خیر خیریت سے چلی جائے تو اپنے گھر کے مسئلے ہم دیکھ ہی لیں گے۔"

ثمرین باجی استہزایہ ہنسیں۔

"میرے مسئلے کو بھی کون سا آپ کا بیٹا سنجیدگی سے لیتا ہے۔"

بددلی سے ہی سہی پر انہوں نے فون ملا دیا۔ بیل جا رہی تھی اور امی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"کہاں ہے تُو؟"

امی نے پوچھا۔ پیچھے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"آ رہا ہوں تھوڑی دیر تک گھر۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث تو اسی جواب کے بعد فون بند کرنے والا تھا۔ ویسے بھی اس وقت وہ موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔

"اور کدھر لے کر گیا ہے اپنی بیوی کو؟ تُو نے تو بتا کر جانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔"

امی سختی سے پوچھ رہیں تھیں۔ حارث نے سرسری سا جواب دیا۔

"گھر آتا ہوں تو کرتا ہوں بات میں آپ سے۔"

امی نے پھر فون کاٹنے نہیں دیا۔

"دکان پر ہے تُو؟"

"بازار میں ہوں، امی۔ اور یہاں کافی شور ہو رہا ہے۔"

حارث نے فون کاٹ دیا۔

اندھیرا ہوئے کافی وقت بیت گیا تھا۔ اور ڈر سے بچنے کے لیے اس نے پورے گھر کو روشن رکھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ بیڈ پر سمٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ پنکھا تیز چل رہا تھا۔ اس سے کھڑکی کا پردہ ہلتا تو اس کے ہلنے سے بھی اسے وحشت ہوتی۔ چاہے اس نے کہہ دیا تھا کہ رات حارث کو آنے کی ضرورت نہیں ہے پر حارث ضرور آئے گا اتنا اسے پتہ تھا۔ بھوک تو اس وقت کی ہی مری ہوئی تھی۔ جو بھی کھانا بچا تھا وہ کچن میں چھوڑ آئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"فون بھی پتہ نہیں کیسے خراب ہو گیا۔ وہ ہوتا تو ان کو میں بلا لیتی۔ میں نہیں رہ سکتی اکیلی۔ مجھے یہاں رات کو سچ میں ڈر لگے گا۔ اور اگر رات میں یہ میرے ساتھ ہونگے تو ان کے گھر میں، اپنے کمرے میں تو میں رہ ہی سکتی ہوں۔ لیکن شاید انہوں نے اپنے گھر یہی بتایا ہو گا کہ مجھے یہ میری امی کے گھر چھوڑ آئے ہیں۔ یعنی اس وقت میں لاہور ہوں۔"

آنکھیں کھول کر وہ دیوار کو دیکھ رہی تھی۔ اس پہ ہوئے پینٹ کا رنگ کھلتے پھولوں جیسا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں مرجھائے پھولوں جیسی لگ رہی تھیں۔

رات کے آٹھ ہو رہے تھے۔ قیصر بھائی کے پاس حارث نے عباس بھائی کے ساتھ ہی چکر لگایا تھا۔ اپنی طرف سے ان سے بات کرنے کی کوشش کی۔ عباس بھائی بھی قیصر بھائی کو سمجھانا چاہ رہے تھے لیکن وہ تھے کہ سمجھے ہی نہیں۔

"قیصر بھائی کے پاس گیا تھا میں۔ وہ اپنی شرط پر قائم ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ اگر باجی ان کی دوسری شادی پر راضی ہو جائیں گی تو وہ بھی کل ہی باجی کو اپنے ساتھ گھر لے جائیں گے۔"

Novels by Hania Masood Khan

عباس بھائی بھی اس کے ساتھ گھر ہی آ گئے تھے۔اس وقت وہ دونوں امی کے کمرے میں کرسیاں رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ثمرین باجی عباس بھائی کے لیے پانی کا گلاس لینے کے لیے گئیں تھیں۔پر اب آ گئیں۔

"تم دونوں نے پھر اسے سمجھانے کی کوئی کوشش نہیں کی؟"

امی نے پوچھا۔عباس بھائی نے گلاس لیتے ہوئے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"بہت کوشش کی ہے ہم نے امی۔پر اب فیصلہ ثمرین باجی کے ہاتھ میں ہے۔"

حارث امی کو بتا رہا تھا۔ ثمرین باجی نے اسے غصے سے دیکھا۔یہ شرط وہ کسی صورت نہیں ماننے والی تھیں۔

"میں اسے ہر گز دوسری شادی کی اجازت نہیں دونگی۔ماردوں گی، مر جاؤں گی لیکن سوتن برداشت نہیں کروں گی۔"

جذبات میں انہوں نے جیسے عباس بھائی کی موجودگی بھی نظر انداز کر دی۔ پانی پیتے ہوئے انہوں نے دونوں بھائی بہن کی بات پر سے اپنا دھیان ہٹایا۔امی پہلے ہی پریشان بیٹھیں تھیں۔

"اگر اس نے دوسری شادی کرنی ہوئی تو وہ آپ کو ساتھ رکھ کے بھی کر لے گا باجی۔آپ کو یہاں ساری زندگی اپنے نام پر باندھ کر رکھنے کے بعد بھی کر لے گا۔یہ اس کا اپنا فیصلہ

ہے۔ کسی دوسرے انسان کے فیصلے ہم نہیں بدل سکتے۔ چاہے وہ کچھ غلط ہی کیوں نہ کرنے جا رہے ہوں۔"

حارث انہیں سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ سمجھ جاتیں تو سب کی زندگی میں کسی صورت آسانی آجاتی۔

"آپ لوگ کیوں نہیں سمجھ رہے؟ کوئی عورت کیسے اپنے شوہر کو خوشی خوشی دوسری عورت کے ہاتھ میں دے سکتی ہے؟"

حارث نے تو جیسے نہیں سمجھنا تھا۔ اسی لیے اب امی اور عباس بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بے بسی سے بولیں۔

"اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ باجی اپنا فیصلہ آپ خود کریں۔"

وہ ان کے ہر فیصلے کا احترام کرتا۔

"اور تیرے حساب سے مجھے کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟"

انہوں نے دونوں بھنویں اوپر کیں۔ چہرے پر تلخی کے آثار تھے۔

"اگر تم خلا لینا چاہتی ہو تو ایسے میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ بس بچوں کا مسئلہ ہوگا۔ سمجھدار ہیں وہ۔ اور اگر باپ کا ذریعہ معاش اچھا ہو اور بچے بھی خود کہیں کہ ہمیں باپ کے

Novels by Hamna Masood Kiani

ساتھ رہنا ہے تو کورٹ قیصر کے حق میں ہی فیصلہ کرے گی۔ پھر تمہیں اپنے حصے سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔"

عباس بھائی نے ان کے آگے صورتحال رکھی۔ یہاں تک تو انہوں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ فوراً نفی کرنے لگیں۔

"یہ میں نہیں کر سکتی۔"

"پھر دوسری صورت یہی ہے کہ قیصر کے ساتھ اپنے گھر چلی جاؤ۔ وہ کونسا دوسری بیوی تمہارے گھر میں رکھے گا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اسے اپنے ساتھ دبئی لے جائے گا۔ پیچھے جیسے تم رہتی تھی۔ جو تمہارا خرچہ وغیرہ تھا تمہیں ویسے ہی ملتا رہے گا۔ ہر دو سال میں وہ ویسے ہی چکر لگائے گا جیسے لگاتا ہے۔ تم سوچو تو تمہاری زندگی میں زیادہ کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔"

وہ سوچ رہی تھیں۔ ان کی زندگی میں چاہے کوئی تبدیلی نہ آتی لیکن قیصر بھائی کی زندگی میں تو دوسری عورت آجاتی!

"امی لیکن میں نہیں چاہتی کہ قیصر وہاں دوسری بیوی کو ساتھ رکھ کر عیاشیاں کریں۔ میں یہاں ہمیشہ کی طرح صبر اور انتظار کی سولی ہی چڑھتی رہ جاؤں۔"

پھر وہ امی کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ امی عورت تھیں۔ شاید وہ سمجھ جاتیں۔

Novels by Hema Masood Khan

"باجی فی الحال یہی دو صورتیں ہیں۔ آپ کو ان میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔ ورنہ معاملہ لٹکائے بھی رکھیں ہم لیکن حقیقت بالکل بھی نہیں بدلے گی۔"

اسے ہر حال میں معاملے کو حل کرنا تھا۔ چاہے جس طرح بھی ہوتا۔

"پتہ نہیں میری ہی زندگی میں اتنے امتحان اللہ نے کیوں لکھ دیے ہیں۔ نہ شوہر سے کبھی سکھ ملا۔ نہ اولاد میری اپنی بن کر رہی۔ اتنے سالوں کی شادی کو اب میں ایسے کیسے ختم ہونے دے دوں۔ اور اتنے سالوں کے بعد میں کیوں اپنے شوہر کو دوسری شادی کی اجازت دے دوں۔"

وہ رونے لگیں۔ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا۔

"باجی آپ پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ لیکن بس انہیں چند دنوں میں آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا۔ قیصر بھائی کی چھٹیوں کا کیا معاملہ ہے وہ آپ کو مجھ سے بہتر پتہ ہے۔"

ان کا رونا بھی دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گیا۔ عباس بھائی کو بھی چلنے کا اشارہ کیا۔

"بیوی کہاں ہے تیری؟"

امی اس کے پیچھے باہر آئیں۔ وہ صحن میں کھڑا تھا۔ عباس بھائی باہر چلے گئے تھے۔

"اسے میں اس کی امی کی طرف چھوڑ آیا ہوں۔"

Novels by Hania Masood Khan

فی الحال وہ ان سے رابعہ کے مسئلے کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیوں؟"

"مجھے یہی صحیح لگا تھا۔"

اس نے شانے اچکائے۔

"کب آئے گی اب واپس؟"

وہ پوچھنے کا حق رکھتی تھیں۔

"جب تک ثمرین باجی کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔"

حارث نے بھی صاف سیدھا جواب دے دیا۔امی کو شاید برا لگ گیا۔

"تُو کہنا چاہ رہا ہے کہ ثمرین نے رابعہ پر گھر تنگ کر دیا تھا جو تُو اسے اس کی ماں کے گھر چھوڑ آیا۔"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا امی۔ لیکن اگر آپ کو ایسا لگ رہا ہے تو شاید ایسا ہی ہو گا۔"

ایسا ہی تو تھا۔بس اس نے خود اپنے منہ سے لفظ ادا نہیں کیے تھے۔ باہر سے اسے عباس بھائی نے آواز لگائی تو وہ پلٹ گیا۔

"اب تو کدھر جانے کی تیاری کر رہا ہے۔"

Novels by Hania Yasooj Khan

شادی کے بعد سے امی نے اس کی خیر خبر رکھنا چھوڑ دی تھی۔ حارث کو اسی لیے عجیب لگا۔ اٹھتے قدم ٹھہرے۔

''عباس بھائی کو گھر چھوڑوں گا۔ بڑی باجی کی طرف ہی چائے پی لوں گا۔ پھر کچھ کام ہے مجھے۔ وہ کرنے کے بعد ہی گھر آؤں گا۔ آپ نیچے کی کنڈی مت لگانا۔ لاک کھول کر میں خود ہی آجاؤں گا۔ چابیاں ہیں میرے پاس۔''

باہر عباس بھائی ٹھہرے ہوئے تھے اس لیے اسے جانے کی جلدی تھی۔

''وقت سے آجانا تُو۔ ہم دونوں ماں بیٹیاں پیچھے اکیلی ہو نگی۔ پھر ثمرین کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ بہت جذباتی ہو رہی ہے۔ کہیں کچھ غلط ہی نہ کر لے۔''

امی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کہا۔

''امی آپ انہیں سمجھانے کی کوشش کرو۔ انہیں اپنے لیے فیصلہ خود لینا ہے۔ چاہے باجی خلا لینا چاہیں، چاہے وہ قیصر بھائی کے ساتھ رہنا چاہیں، ان کا ہر صورت ساتھ دیں گے ہم۔ لیکن اب ان کا یہ مسئلہ حل کرنے کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ میرا اپنا گھر بھی قسم سے انہیں مسئلوں کی وجہ سے ڈسٹرب ہو گیا ہے۔''

سیڑھیوں کے اوپر اس نے اپنے کمرے کی طرف دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ اندر کوئی روشنی بھی نہیں جل رہی تھی۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

"اپنی بیوی کو تُو خود چھوڑ کر آیا ہے۔ ورنہ لگے رہتے ہیں سسرال میں سو مسئلے مسائل۔ پر بہوؤں کو یوں فرار کر کے جاتے ہوئے میں نے پہلے تو کہیں بھی نہیں دیکھا۔ ایک تو اب تجھے بھی کونسا گھر میں ماں نظر آتی ہے جس سے پوچھ کر تُو کوئی فیصلہ کرے گا۔ اور تیری بیوی کی بھی نظر میں میری کوئی اہمیت ہے ہی نہیں جو وہ جانے سے پہلے مجھے بتا ہی جاتی۔ یہ ثمرین کا مسئلہ حل ہو جائے تو اسے میں ٹھیک کرتی ہوں۔ گھر میں جب ساس موجود ہے بے شک بوڑھی ہو چکی ہے لیکن اس کی عزت کرنا تیری بیوی پر فرض ہے۔"

امی نے تو زرا بات نہیں آنے دی۔ کیا جو پچھلے دو تین دن سے گھر پر ہوا تھا وہ اس سے انجان تھیں؟ نہیں۔ لیکن شاید وہ معاملات کی حساسیت اور رابعہ کی اہمیت سے بھی انکار کر رہی تھیں۔

"اس کا تحفظ بھی مجھ پر فرض ہے۔"

حارث نے انہیں جواب دیا اور پھر رکا نہیں۔

حارث عباس بھائی کو چھوڑنے گیا تو بڑی باجی کے پاس زیادہ دیر نہیں ٹھہرا۔ چائے پی اور فوراً نکلنے لگا۔ لیکن انہوں نے زبردستی اس کے لیے کھانا لگا دیا تھا۔ پھر بھی اس نے زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ رابعہ کی طرف جا رہا تھا تب اس کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ رات کے اس

Novels by Hamna Masood Khan

وقت دکانیں بھی بہت کم کھلی ہوئی تھیں۔ رابعہ کا فون بھی اس نے ٹھیک ہونے کے لیے دینا تھا لیکن دے نہیں سکا تھا۔ فی الحال وہ موٹر سائیکل کا ہینڈل پکڑ کر پیدل چل رہا تھا۔

سڑک کنارے، فٹ پاتھ کے ساتھ ساتھ۔ ہر تھوڑے فاصلے پر اسے کوئی فٹ پاتھ پر بیٹھا دکھائی دیتا۔ کبھی کوئی مانگنے والا اور کبھی کوئی نشئی۔ پھر آگے جانے پر ایک ٹھیلے تک پہنچا۔ وہ پھولوں کا ٹھیلا تھا۔ برف کی پٹی پر گلاب کی ہلکی مرجھائی کلیاں تھیں۔ چھوٹے سے پیلے رنگ کے بلب نے روشنی کی ہوئی تھی۔ قریب ہی قبرستان بھی تھا۔ یہاں کسی بھی مکینک کی دکان نظر نہیں آ رہی تھی۔

"بھائی صاحب پٹرول ختم ہو گیا ہے؟"

ایک موٹر سائیکل والا اس کے نزدیک سے گزر رہا تھا۔ حارث کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی رفتار کم کر دی تھی۔

"نہیں پنکچر ہے۔"

اور اگر پنکچر نہیں ہوتی تو حارث ان کی مدد سے مکینک کی دکان تک آرام سے پہنچ سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ اسے مسلسل چلتے ہوئے آدھا راستہ گزر چکا تھا۔ رابعہ کے لیے اس نے جو شوارمہ لیا تھا وہ بھی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ پسینہ اس کی قمیض بھگو چکا تھا۔ ہوا چل نہیں رہی تھی اور کھلی سڑک پر بھی گھٹن ہو رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

آگے ایک چوک آیا۔ وہاں سے اس نے سڑک بدلی۔ اور پھر دوسری سڑک پر مکینکس کی دکانیں اسے نظر آئیں۔ وہاں موٹر سائیکل کی سروس کرواتے ہوئے اس کا مزید آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ رات کے ساڑھے دس ہو رہے تھے اور وہ اب تک رابعہ کے پاس کھانا ہی نہیں لے جا سکا تھا۔

دوسری طرف رابعہ بس اندھیرا ہونے کے بعد سے اب تک اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے کمرے کی دیوار پہ ایک چھوٹی گول گھڑی لگی ہوئی تھی۔ وہ گھڑی چلتی تھی اور اسے ٹائم بتا دیتی تھی۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے وہ مصلے پر بیٹھی تو اس نے کئی گھنٹے تو وہیں گزار دیے۔ پھر دس بجے کے قریب بیڈ پر آئی۔ اسی طرح روشن کمرے میں ٹانگیں سکیڑ کر لیٹ گئی۔ زبان مسلسل کچھ نہ کچھ پڑھ رہی تھی۔ دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔ اچھا برا سب کچھ۔

رات کو اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور جب کھانا ہی نہیں کھایا تھا تو دوائی بھی اس نے نہیں لی تھی۔ اس لیے کل کی طرح پھر سے کمزوری سی محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

گیارہ بج چکے تھے جب حارث اس تک پہنچا۔ چابیاں اسی کے پاس تھیں اس لیے اس نے باہر سے تالا کھولا۔ اندر داخل ہوا۔ لاونج کی لائٹ جل رہی تھی۔ کچن کی بھی روشن تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

باقی دونوں کمرے بند تھے۔ بند تو رابعہ کا کمرہ بھی تھا۔ لیکن نیچے ہلکی سے دراڑ سے اندر جلتی روشنی بھی دکھائی دے رہی تھی۔ حارث نے چابیاں وہیں لٹکائیں۔ ہاتھ میں اس ٹھنڈے شوارمے کا شاپر تھا۔

اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔ اندر تیز پنکھا چل رہا تھا۔ ایک طرف کو جائے نماز آدھی فولڈ ہو کر بچھی ہوئی تھی۔ کمرہ سمٹا ہوا تھا۔ اور رابعہ بیڈ پر تھی۔ اس نے نماز کی طرح کا دوپٹہ لپیٹا ہوا تھا۔ چہرہ دیوار کی طرف تھا۔ حارث نے آگے ہو کر دیکھا۔ وہ دھیمے سانس لے رہی تھی۔ یعنی گہری نیند میں تھی۔ ہاتھ میں پکڑا شاپر اس نے میز پر رکھا۔ پھر رابعہ کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے سے بیڈ ہلا تھا۔ لیکن وہ اٹھی نہیں تھی۔

سنگل بیڈ تھا اور بیٹھے بیٹھے ہی حارث نے بآسانی پیچھے دیوار سے سر ٹکا لیا تھا۔ ٹانگیں تو اس کی اپنی بھی دکھ رہی تھیں۔ کھانا اس نے تھوڑا بہت بڑی باجی کی طرف کھا لیا تھا۔ اب گھر جاتا تو ہی سوتا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے اگر اس کی آنکھ لگ جاتی تو صبح فجر سے پہلے تو نہ کھلتی۔

حارث کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ نظریں رابعہ کے سوئے ہوئے چہرے پر تھیں۔ ایک بازو فولڈ کر کے رابعہ نے گال کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ اور دوسرے بازو سے شاید سوتے وقت اس نے اپنا چہرہ چھپایا تھا لیکن آنکھ لگ جانے کے بعد وہ بازو ہٹ گیا تھا۔

Novels by Hina Yasooj Khan

”میں تمہارا تحفظ کرنے میں ناکام رہا۔“

بیڈ کی چادر پر اپنے ہاتھ کی انگلیاں چلاتے ہوئے اس کے قریب لے جانے لگا۔

”میں تمہارا دفاع کرنے میں ناکام رہا۔“

انگلیاں اس کے ہاتھ تک پہنچیں۔

”میں تم پر اعتبار کرتا تھا لیکن صحیح اظہار کرنے میں ناکام رہا۔“

پر اس نے انگلیوں سے اسے چھوا نہیں۔

”مجھے لگتا تھا کہ میں ایک اچھا شوہر ہوں لیکن نہیں، اچھا شوہر نہیں ہوں میں۔ اگر ہوتا تو اس وقت ہم اپنے کمرے میں ہوتے۔ رات کا کھانا کھا چکے ہوتے۔ میری سائیڈ کی میز پر چائے کا گرم کپ رکھتی تم۔ اور میرے آگے میری وہی پرانی ڈائری کھلی ہوتی۔ پھر میں اس پر حساب کتاب کرتا۔ اور تم ہمیشہ کی طرح بھولی بھٹکی کوئی بات شروع کر دیتی۔ میں بار بار پیسوں کی گنتی بھول جاتا۔ تم بار بار کوئی نیا شکوہ یاد کر کے اپنی زبان پر لے آتی۔ ہم بحث کرتے۔ تکرار کرتے۔ اور پھر آخر کار ایک دوسرے سے اپنا تکیہ جوڑ کر ہار مان لیتے۔“

Novels by Hania Masood Khan

پھر اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ آنکھیں نم تھیں۔ پر ہونٹ مسکراہٹ میں پھیل گئے تھے۔ پچھلے چند دنوں کے مسائل میں اس کی شیو بڑھ کر رہ گئی تھی۔ چہرے کی رونق ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ واقعی عمر کا لگ رہا تھا۔ ایک تھکا ہارا انسان لگ رہا تھا۔

رابعہ نے سمٹی ہوئی ٹانگیں لمبی کیں۔ پھر نیند میں ہی سیدھی ہوئی۔ اس کے دونوں پاؤں حارث سے ٹکرا گئے تھے۔ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے جیسے وہ خود کو محفوظ کر کے سو رہی تھی۔ حارث نے جب اس کے پاؤں کو پکڑ کر باری باری ایک طرف کو کیا تو اس کے چھونے کی دیر تھی اور رابعہ کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔

کمرے میں اب بھی سفید روشنی پھیلی تھی۔ اسے دیکھتے ہی رابعہ نے دونوں پاؤں پیچھے کیے۔ کہنیوں پر زور دیا۔ اور اٹھ گئی۔ دوپٹہ چہرے کے گرد سے ہٹ گیا تھا۔ جب وہ بیٹھ گئی تو دوپٹہ بھی پیچھے کو ڈھلک گیا۔ پھر اس نے چہرے تک آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے سامنے لگی گھڑی کی طرف دیکھا۔ پھر حارث کی طرف دیکھا۔ چہرے پر الجھن آ گئی۔

"میں تمہارے پاس ٹائم سے آنے والا تھا۔ لیکن پتہ نہیں کیسے موٹر سائیکل کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ مکینکس کی دکانیں بھی اتنی دور تھیں۔ اور پیدل چل چل کر ٹانگوں نے الگ جواب دے دیا۔"

وہ بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ رابعہ اسے پیار سے نہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کا پیار سے نہ دیکھنا بھی ایک مسئلہ بنا ہوا تھا۔ حارث پھر بیڈ سے اٹھ گیا۔

"میں نے تو کہا تھا کہ بے شک نہ آتے آپ میرے پاس۔ کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

اور اس کا انداز خفگی بھرا ہی رہا۔ ڈھلکا ہوا دوپٹہ واپس سر پر کر لیا۔ حارث کی طرف رخ کرتے ہوئے دیوار سے ٹیک لگا لی۔

"تمہاری ناراضگی اپنی جگہ بالکل صحیح ہے، رابعہ۔ لیکن تمہارے لیے اتنا پیدل چل کے، موٹر سائیکل ٹھیک کروا کر میں آیا ہوں۔ تمہیں آ کر ایک بھی دفعہ میں نے جگانے کی کوشش نہیں کی۔ تم آرام کر رہی تھی۔"

حارث نے نرمی کہا۔ لیکن اس کے تاثرات نہیں بدلے۔

"دیواریں اگر جواب دیتی ہوتیں تو میں ان سے ہی باتیں کر لیتی۔ لیکن میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کا انتظار نہیں کروں گی اس لیے میں سو گئی تھی۔"

وہ دیکھ بھی رہی تھی کہ حارث نے اس کے لیے شاپر سے شوارمہ نکالا ہے۔ پھر اس کو کھول کر اوپر سے شیٹ فولڈ کر کے وہ رابعہ کو پکڑا رہا ہے۔ لیکن وہ پکڑ بھی نہیں رہی تھی۔

"اب میں آ گیا ہوں تو تمہیں جو باتیں کرنی ہیں تم کر لو مجھ سے۔ اور یہ کھا لو۔ بنا سلاد ڈلوائے بالکل ویسا بنوا کر لایا ہوں جیسا تمہیں پسند ہے۔ بس تھوڑا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

پھر کچھ سوچتے ہوئے رابعہ نے شوارمہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ بھوک تو ویسے بھی اسے لگی ہوئی تھی۔

"آپ کونسا میرے پاس ہی رکیں گے۔ چلیں ہی جائیں گے اپنے گھر۔ ویسے رات بھی اتنی ہو رہی ہے۔"

اسے اس وقت اصل مسئلہ بس یہی تھا کہ حارث اس کے ساتھ نہیں رکے گا۔

"جب تک بیٹھا ہوں تب تک تو کر لو بات۔"

اپنے ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ واپس بیڈ پر پاؤں والی سائیڈ کی طرف بیٹھ گیا۔

"میں یہ کھا رہی ہوں۔ اور پھر پانی پی کر دوبارہ سو جاؤں گی۔ آپ نے واپس جانا ہے تو واپس چلیں جائیں۔ میں نہیں کہہ رہی کہ میرے پاس بیٹھے رہیں۔ آپ بھی تھکے ہوئے ہیں۔ سو جائیں گے گھر جا کر۔ کونسا میری یاد میں ساری رات جاگتے رہیں گے۔"

وہ مسکرا رہا تھا۔ آنکھوں کے گرد چنٹیں سی بن گئیں تھیں۔ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے یہ بھی سمجھ رہا تھا۔

"تمہاری یاد میں واقعی ساری رات جاگا جا سکتا ہے۔ دماغ تمہاری طرف ہی اٹکا رہے گا ویسے بھی میرا۔ لیکن تھکاوٹ بھی بہت ہے۔ آنکھ لگ جائے گی اگر تو اچھا ہو جائے گا۔"

Novels by Hina Yasooj Khan

وہ شوارمہ کھا رہی تھی۔ شوارمے کی بریڈ وائٹ ساس کی وجہ سے ساری بھیگ چکی تھی۔ ذائقہ بھی شوارمے کا کچھ اور ہی لگ رہا تھا۔ لیکن وہ محو ہو کر کھا رہی تھی۔ بس حارث کو زیادہ توجہ نہیں دے رہی تھی۔

"یہاں سامان نہیں ہے ورنہ تمہارے ہاتھ کی ایک کپ چائے ہی پی لیتا۔"

"آپ نے تو پھر شام کی چائے پی ہو گی لیکن میں نے تو بس صبح ناشتے میں ہی پی تھی۔" الٹا اس نے شکوہ کر دیا۔ شام کی چائے اس نے بڑی باجی کے گھر پی تھی۔

"پینی ہے تم نے چائے؟"

اُس وقت اسے رابعہ کا خیال نہیں آیا تھا لیکن اب محسوس ہو رہا تھا۔

"اس وقت کہاں سے لائیں گے آپ؟"

بھنویں اوپر کو اٹھا کر اس نے جتایا۔

"تم نے پینی ہے تو بتاؤ۔"

اگر اس نے پینی ہوتی تو وہ اس وقت چائے کہیں سے بھی لے آتا۔ کوئی بھی ہوٹل کھلا ہو سکتا تھا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"سر میں تو آپ کے ہی درد ہو رہا ہو گا۔ اس لیے آپ گھر جا کر چائے خود بنا کر پی لینا۔ میری خیر ہے۔"

شاید اسے بھوک لگی تھی۔ شوارمہ اس نے کافی تیزی سے ختم کیا تھا۔ اور ہاتھ بھی گندے ہو گئے تھے جنہیں دھونے وہ باتھ روم جا رہی تھی۔ حارث کو بات پہ بات کچھ نا کچھ جتائے جا رہی تھی۔

"تمہارا دل ہے تو میں باہر سے لے آتا ہوں۔"

"اس وقت ہوٹل کھلے ہوتے ہیں؟"

"ہاں کھلے ہونگے ہوٹلز۔"

وہ ہاتھ دھو کر نکل آئی۔ تولیے سے خشک کر رہی تھی۔ دوپٹہ وہیں بیڈ پر رہ گیا تھا۔ بال کھلے ہوئے تھے۔ پیچھے لگا کیچر بھی شاید ڈھیلا سا تھا۔ حارث جانے کے لیے تیار لگ رہا تھا۔

"لیکن آپ نہ جائیں۔ ویسے بھی تھکے ہوئے ہیں آپ۔"

اس نے آواز دے کر اس کے قدم جما دیے۔

"میری تھکاوٹ کی اتنی فکر کر رہی ہو لیکن یہ نہیں کر سکتی کہ زرا سی ٹانگیں ہی دبا دو میری۔"

اس وقت تو وہ یہ واقعی نہیں کرنے والی تھی۔

Novels by Hania Masood Khan

"میری طبیعت خراب ہے۔اور مجھے اب بھی کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔اور میرے جس ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی اس میں بھی درد ہے۔"

آہ! اس نے سیدھا سیدھا منہ پر ہی انکار کر دیا تھا۔حارث کا چہرہ ڈھل گیا۔

"میں تمہارے لیے چائے لے کر آتا ہوں۔"

سر جھٹک کر وہ اٹھ گیا۔جبکہ رابعہ پھر سے روکنا چاہتی تھی۔اچھا لگ رہا تھا اس سے بات کرنا۔تکرار کرنا۔

"اور تم اپنی میڈیسنز بھی تو لو۔یہ دیکھو دن کی بھی ایسے ہی پڑی ہوئی ہیں۔"

دروازے تک جاتے جاتے اسے میز پر رکھی دوائیاں دکھ گئیں۔

"ان کو کھا کر مجھے غنودگی ہوتی ہے۔"

"تو تم سو جایا کرو۔ویسے بھی تمہیں آرام کی ہی ضرورت ہے۔"

پھر وہ ایک دم پلٹا۔اور آگے بڑھ کر رابعہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔وہ دھو کر آئی تھی۔کمرے میں تیز پنکھا چل رہا تھا۔اور رابعہ کا ہاتھ بھی اسی وجہ سے ٹھنڈا تھا۔پر حارث کا گرم تھا۔

"کیا؟"

"دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری رگ سوجی ہوئی تو نہیں ہے۔کبھی کبھی ڈرپ لگانے والا زرا سخت ہاتھ ہو تو واقعی درد نہیں جاتی۔"

Novels by Hamna Wasool Khan

پہلے اس نے دیکھا۔ پھر اس کی رگ پہ انگوٹھا پھیرتا رہا۔ رابعہ کی دھڑکن بدل رہی تھی۔ وہ بھی تو اس کے عین سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور دوپٹہ بھی بیڈ پر دھرا رہ گیا تھا۔

"ٹھیک ہو جائے گا کچھ دن میں۔"

رابعہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اور حارث کو محسوس ہوا۔

"میں چائے لاتا ہوں۔"

"نہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ ضرورت نہیں ہے۔ اور آپ مجھے بتائیں کہ باجی کے مسئلے کا کیا بنا؟"

اس نے بات ہی بدل دی۔ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔ دوپٹہ کندھے پر رکھ لیا۔

"کچھ دن تو دو تم مجھے۔ کوشش کر رہا ہوں میں۔ اور برقعہ پہن لو۔ چائے ہم باہر سے ہی پی آتے ہیں۔ موٹر سائیکل بھی ٹھیک ہی ہے اب۔"

کھلی فضا میں جانے سے اس کا موڈ بھی بدل جاتا۔ لیکن نہیں۔ وہ ضد کی پکی تھی۔

"نہیں آپ چلیں جائیں۔ میں سوؤں گی اب۔ دوائی لوں گی تو نیند آجائے گی۔"

پھر وہ حارث کے سامنے ہی لیٹ گئی۔ اپنا دوپٹہ کھول کر خود پر پھیلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن پھر تم دوائی لو تو سہی۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث نے دوائیوں کا پتا اٹھایا۔ پھر پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا۔ رابعہ نے جواب نہیں دیا۔ حارث نے جھک کر اس کا کندھا ہلایا۔ وہ بس اسے بھیجنا چاہ رہی تھی۔

"لائیں دیں۔"

اور ایک دم وہ اٹھ بیٹھی۔ پتہ نہیں کیوں اس وقت اسے رونا آرہا تھا۔ حارث کے ہاتھ سے گولیاں لیں۔ منہ میں رکھیں۔ بوتل سے گھونٹ بھرا۔

"تمہاری اوڑھنے والی کوئی چادر وغیرہ نہیں ہے یہاں؟"

کمرے میں جو بھی سامان تھا رابعہ نے سمیٹ دیا تھا۔ اس وقت وہ زیادہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ لیکن شاید ہوتی کوئی چادر الماری میں رکھی ہوئی۔ ساری رات اب ایک دوپٹہ اوڑھ کر تھوڑی گزارنی تھی۔

"کیوں آپ کیا کریں گے اسکا؟"

رابعہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھے بغیر پوچھا۔

"تمہیں اوڑھاؤں گا۔ دوپٹہ لے کر تھوڑی نہ ساری رات سوتی رہو گی تم۔"

پر وہ ساری رات اسی ایک دوپٹے میں گزارنے والی تھی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر وہ بھی اسے چھوڑ کر آ گیا۔ لیکن دل ایک بار بھی سکون میں نہیں آیا۔ اپنے کمرے سے بھی کوفت محسوس ہوئی۔ وہ نہیں تھی تو یہ کمرہ ویران تھا۔ بیڈ کی چادر کو سیدھا کیے بغیر بے دلی سے وہ لیٹ گیا۔ کمرے کی لائٹ جلتی رہی۔ اور وہ کروٹ پہ کروٹ بدلتا رہا۔

''اس کے پاس فون بھی نہیں ہے۔ ڈر کر اٹھ گئی تو مجھے بلا بھی نہیں سکے گی۔''

جتنا وہ تھکا ہوا تھا اس کے مطابق اسے لگ رہا تھا کہ سونا آسان ہو گا لیکن اس کی آنکھ لگ ہی نہیں رہی تھی۔ آج تو اس کے تکیے کو خود میں بھینچ کر بھی نیند نہیں آ رہی تھی۔ اور اس کے تکیے کی خوشبو سے بے چینی اور بڑھ رہی تھی۔ ماتھا مسلتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا۔ ابھی تو تہجد کا وقت بھی نہیں ہوا تھا۔ موٹر سائیکل اس نے گھر کے اندر کھڑی کی تھی۔ اس وقت نکالتا تو امی اٹھ کر آ جاتیں۔ جیسے تیسے رات کاٹنی پڑی۔ اور فجر کی اذانوں پر ہی وہ اٹھ گیا۔ الماری میں اپنے کپڑے دیکھے۔ دھلا ہوا کچھ ملا ہی نہیں۔ پھر ٹوکری میں سے دو اپنے دو سوٹ نکالے۔ باتھ روم کی بالٹی میں سرف ڈال کر بھگو دیے۔ ہاتھ منہ دھویا۔ نیچے آ گیا۔

''تُو موٹر سائیکل لے کر کدھر جا رہا ہے؟''

امی اپنے کمرے سے وضو کے لیے نکل رہی تھیں۔ ان کو دیکھ کر بھی حارث موٹر سائیکل ہی نکال رہا تھا۔

''دکان پر جاؤں گا۔ صفائی کرنی ہے میں نے۔''

Novels by Hania Nasoor Khan

فجر کے وقت جاتے ہوئے وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ صبح کی شروعات جھوٹ سے ہوئی تھی۔

"کل تو رات کو آیا بھی اتنی دیر سے ہے۔"

اس نے جواب نہیں دیا۔ چابی اس کے پاس تھی۔ آیا بھی وہ خاموشی سے تھا۔ لیکن امی کو اندازہ ہو ہی گیا تھا۔

"آپ لوگوں کو پکانے کے لیے کچھ چاہیے ہو تو مجھے فون کر دینا۔ سودا وغیرہ میں پھر بھجوا دوں گا۔ اور امی شام میں جب میں آؤں گا تو مجھے ثمرین باجی سے فیصلہ چاہیے۔ کیونکہ ہم نے قیصر بھائی کو پھر جواب دینا ہے۔"

جاتے جاتے وہ انہیں یاد دہانی کروا گیا تھا۔

"ایک اس لڑکے کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ بیوی کو اگر اس کی ماں کی طرف چھوڑ آیا ہے تو جیسے گھر میں ٹکنا اس کے لیے محال ہو گیا ہے۔ آگے تو کبھی فجر کے وقت ہی یہ موٹر سائیکل لے کر نہیں نکلا۔"

انہوں نے دماغ کا زیادہ استعمال نہیں کیا۔ کھلے صحن میں ہی وضو کیا۔ پھر آسمان کو دیکھا۔ نیم اندھیرا اب بھی تھا۔ دور کہیں تارے بھی چمک رہے تھے۔ لیکن صبح کی بھی نوید لے کر تازہ ہوا چل رہی تھی۔

Novels by Hama Masood Khan

"اٹھ ثمرین، نماز پڑھ اور اللہ سے مدد مانگ اپنے لیے۔ اللہ قیصر کے دل میں تیرے لیے رحم ڈالے۔"

وضو کر کے امی اپنے کمرے میں گئیں اور انہوں نے ثمرین باجی کو بھی جگا دیا۔

روز صبح فجر کے وقت علیفہ فیڈر کے لیے جاگ جاتی تھی۔ اور ڈیوٹی محسن کی ہوتی تھی کہ وہ علیفہ کے لیے فیڈر بھی بنائے گا اور اسے سلائے گا بھی۔ اس وقت بھی فاطمہ محسن کو ہی دیکھ رہی تھی۔ محسن نے علیفہ کے ہاتھ میں فیڈر پکڑا دیا تھا۔ اور ہلکے ہاتھ سے اسے تھپک رہا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ آج امی کی طرف چلی جاتی ہوں۔ اتنے دن ہو گئے ہیں ان سے میں ملی ہی نہیں ہوں۔"

"تم فون پر بات کر تو لیتی ہو۔"

اس نے سرسری سا جواب دیا۔

"ہاں لیکن ملنا تو اور بات ہوتی ہے۔ وہ ویسے بھی مجھے یاد کر رہی ہو نگی۔"

"دیکھو تمہاری بہن کا مسئلہ چل رہا ہے۔ اب تم نے مجھے خود ہی بتایا تھا کہ تمہاری بھابھی بھی اپنے میکے چلی گئی ہے۔ ظاہر ہے گھر میں مسائل ہیں تو کیا پتہ حارث بھائی اسے خود ہی

Novels by Hania Yasoob Khan

چھوڑ کر آئے ہونگے۔اور جیسے وہ اپنی بیوی کو مسائل سے دور رکھ رہے ہیں ویسے میں بھی اپنی بیوی کو وہاں نہیں بھیجنا چاہتا۔"

اس کا جواب وہ جانتی تھی۔سن کر زیادہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔

"میں صرف تھوڑی دیر کے لیے کہہ رہی ہوں۔"

پھر بھی منانے کی کوشش کی۔

"آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی اور آپ کے ساتھ ہی واپس آجاؤں گی۔ویسے بھی گرمی ہے۔اور مجھ سے خوداے سی کے بغیر ٹھہرنے تو ہو گا نہیں۔"

اور اس کا منانا کام کر گیا۔

"ٹھیک ہے۔جب تمہارے چیک اپ کے لیے جائیں گے تو ایک گھنٹے کے لیے رک جائیں گے تمہاری امی کی طرف۔"

علیفہ کا فیڈر ختم ہوا۔محسن نے علیفہ کے منہ سے نہیں نکالا۔ورنہ وہ اٹھ جاتی۔لیکن اب وہ خود لیٹ گیا تھا۔

"اس بار تو میں بے بی کا جینڈر بھی پوچھ لوں گی۔پچھلی بار بھی آپ کی وجہ سے پوچھنا رہ گیا تھا۔"

Novels by Hania Yasoob Khan

وہ سیدھا ہو کر لیٹ گئی۔ کمرے کی چھت کو دیکھنے لگی۔ جس سے کچھ چمکتے ہوئے ستارے لٹک رہے تھے۔

"میں نے تمہاری ڈاکٹر سے کہہ دیا ہے کہ وہ میری بیوی کو اس قسم کی کوئی خبر نہ دیں۔" علیفہ درمیان میں تھی۔ اور محسن سب پر کمفرٹر درست کر رہا تھا۔

"کیوں؟"

فاطمہ نے گردن موڑی۔

"کیوں کہ مجھے سرپرائزز پسند ہیں۔"

بچوں کے معاملے میں ہی پسند ہونگے۔ ورنہ تو وہ بڑی پلیننگ اور حساب کتاب سے چلتا تھا۔

"پھر بھی اگر ہمیں جینڈر پتہ ہو گا تو شاپنگ کرنا آسان ہو جائے گا۔ علیفہ کی دفعہ بھی نیلے رنگ کی چیزیں لے لیں تھیں ہم نے اور پھر جب سرپرائز ملا تھا تو علیفہ کو ہی وہ سب پہننا پڑا۔"

شاپنگ تو صرف ایک بہانا تھا۔ محسن سب سمجھتا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں تو؟ لڑکیوں پر بھی اچھی لگتی ہیں نیلے رنگ کی چیزیں۔ اور تم بس اپنے دماغ کو زیادہ خرچ نہیں کرو۔ ڈاکٹر سے ایسا ویسا ہم کچھ نہیں پوچھیں گے۔ جو بھی ہو بس صحت والا ہونا چاہیے۔"

محسن نے علیفہ کا ماتھا چوما تھا۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر فاطمہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

فجر کی اذانیں اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تھیں۔ کمرے میں تیز پنکھا چل رہا تھا اور وہ گہری نیند میں تھی۔ پتہ نہیں دوائیوں کا اثر تھا یا دعاؤں کا اثر تھا لیکن وہ رات حارث کے جانے کے بعد ہی سو گئی تھی۔ آنکھ کھلتی تو ڈر محسوس کرتی۔ اور وہ سیدھا فجر کی نماز پڑھ کر اس تک پہنچا تھا۔ روشنی تقریباً ہو چکی تھی۔

چابیاں اسی کے پاس تھیں۔ دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ بھی نماز کے لیے اٹھی ہو گی۔ اور شاید اب تک جاگ رہی ہو گی۔ لیکن اس کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ سکون سے سوتی دکھائی دی۔

"اور مجھے تو یہ بھی لگ رہا تھا کہ ساری رات یہ اکیلے پن کی وجہ سے ٹھیک سے سو نہیں سکی ہو گی۔ اسی لیے صبح صبح ہی پہنچ گیا ہوں اس کے پاس۔ لیکن اسے دیکھ کر لگ تو نہیں رہا کہ رات اس کی ایک بھی بار نیند ڈسٹرب ہوئی ہے۔ چہرہ بھی اتنا مطمئن لگ رہا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

ٹانگیں اس نے لمبی کی ہوئی تھیں۔اور اسی لیے بیڈ پر حارث کو اپنے بیٹھنے کی جگہ سمجھ نہیں آئی۔ کروٹ بدلنے کی وجہ سے جو دوپٹہ اس نے اوڑھا تھا اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔ بال تکیے پر پھیلے تھے۔ حارث نے گہری اور لمبی سانس اندر کھینچی۔اس پر سے نظریں ہٹا لیں۔

"اتنی خفا ہے یہ مجھ سے کہ میرا پیار سے چھونا بھی اسے زبردستی لگے گی۔"

اس کے دماغ نے اپنی مرضی کے مطابق سوچا تھا۔ ورنہ رابعہ نے ایسا کب ظاہر کیا تھا۔ لیکن ہاں... اس نے رات اپنا ہاتھ بھی تو اس سے پیچھے کر لیا تھا۔

"پتہ نہیں اب یہ مجھ سے راضی ہونے میں کتنا وقت لے گی۔"

پہلے اس نے کمرے میں اپنے بیٹھنے کے لیے نظر دوڑائی۔

"ویسے میں اس کے ساتھ لیٹ بھی سکتا ہوں لیکن اس پر بھی کیا پتہ کہ برا مان ہی نہ جائے۔"

اپنی شیو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے ایک طرف جہاں وہ جائے نماز بچھاتی تھی حارث وہیں بیٹھ گیا۔ پیچھے کپڑوں کی الماری تھی اس سے ٹیک لگا لی۔

Novels by Hamna Nasoor Khan

"اور ویسے بھی اتنی گہری نیند سوتی ہے یہ۔ میرے آنے جانے کا اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔ ابھی اٹھ جاتی تو شاید مجھے لیٹنے کی خود جگہ دے دیتی۔ ویسے کل جب میں نے اس کے پاؤں پکڑ کر ایک طرف کو کیے تھے تو یہ فوراً جاگ گئی تھی۔"

لیکن ایک بار پھر اسے چھونے کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔ آکر کل اس نے اپنا ہاتھ حارث سے پیچھے کر لیا تھا۔

کچھ دیر ہی وہ بیٹھا رہا۔ لیکن پھر جب آنکھ لگی تو وہ نیچے ہو کر لیٹ گیا۔ سر کے نیچے اپنا بازو فولڈ کر کے رکھ لیا تھا۔ اور بنا الارم لگائے بے فکری سے سو تا رہ گیا۔

گھڑی نے آٹھ کا ہندسہ عبور کر لیا تھا۔ تیز چلتا پنکھا اچانک لائٹ جانے سے بند ہوا تو اسے گرمی لگنے لگی۔ پہلے تو وہ کروٹ پہ کروٹ بدلتی رہی لیکن پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ تکیے کے پاس سے اپنا کیچر اٹھا کر اس نے بالوں کو جوڑے میں سمیٹا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ اور اس خاموشی میں اسے کسی اور کے گہرے سانس سنائی دے رہے تھے۔ لیکن بیڈ پر وہ تھا ہی نہیں۔ اس لیے خیال جھٹک دیا۔

"رات کو نسا وہ میرے پاس رکے تھے جو اس وقت وہ یہاں ہوتے۔ سکون سے سو رہے ہونگے وہ ہمارے کمرے میں۔"

Novels by Hema Yasood Khan

کھڑکیاں کھولنے کے لیے وہ اٹھی۔تاکہ روشنی کمرے میں آتی۔

دو قدم چلی۔اور نیچے لیٹے وجود سے ٹکرا گئی۔

رابعہ تو کیا ہی ڈری لیکن حارث ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔

"دیکھ کر تو چل لو نیچے انسان سویا ہوا ہے۔"

چہرے پر حیرانی آگئی۔ابھی تو اس نے اپنے خیال کو جھٹکا تھا۔اور ابھی اس کا خیال حقیقت بن کر سامنے آگیا تھا۔

"آپ ادھر... نیچے کیا کر رہے ہیں؟اور آپ کب آئے؟آپ تو گھر چلے گئے تھے۔اور گھر جا کر سو بھی گئے تھے۔کمرے میں تو میں اکیلی سو رہی تھی۔"

حارث سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔اور رابعہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر پہلے اس اندھیرے میں وہ حارث کو نہیں دیکھ سکی تھی۔پر اب اس کے قریب بیٹھنے پہ وہ اسے دکھائی دے رہا تھا۔

"فجر پڑھ کر آیا تھا تمہاری طرف۔مجھے لگا تھا کہ تم جاگ رہی ہو گی۔نماز کے لیے تو اٹھی ہی ہو گی پر تمہیں تو میرے آنے کا بھی پتہ نہیں چلا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

نماز کے لیے تو اس کی واقعی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ اسے تو اذانوں کا بھی پتہ نہیں چلا تھا۔ چہرے پر شرمندگی کے آثار آ گئے تھے۔ نظریں جھک گئی تھیں۔ اتنی گہری اور پر سکون نیند وہ پتہ نہیں کیسے سوتی رہ گئی تھی۔

"میرے پاس فون نہیں تھا جو میں الارم لگا لیتی۔"

منمنا کر جواب دیا۔

"تمہارا فون میں آج ٹھیک کرواتا ہوں۔"

حارث نے اپنا فون نکالا۔ اس میں ٹائم دیکھا۔ سر کے نیچے سے بازو نکالا۔ اور تھوڑا سا اوپر ہو گیا۔

"لیکن آپ جب آئے تھے تو مجھے جگا دیتے۔ ایسے ہی ادھر نیچے لیٹ گئے۔ کوئی گدہ بھی نہیں بچھا ہوا اور تکیہ بھی نہیں تھا آپ کے پاس۔"

حارث مسکرایا۔

"تم نے بیڈ پر تھوڑی سی بھی جگہ نہیں چھوڑی ہوئی تھی۔ ورنہ میں بیٹھ ہی جاتا۔ اور ادھر نیچے میں بیٹھا ہی تھا لیکن پھر میری آنکھ لگ گئی۔"

ابھی اس کے لہجے میں خفگی نہیں تھی۔ شاید وہ نیند پوری کر کے اٹھی تھی اس لیے۔ اور شاید دوائیں بھی اپنا اثر کر رہی تھیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

''رات ٹھیک سے نہیں سوئے تھے آپ؟اور ٹانگوں کا درد کم ہو گیا ہے اب؟''

وہ فکر دکھا رہی تھی۔ مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

''ٹانگوں میں تو ابھی بھی درد ہے۔ خیر... تم فریش ہو جاؤ۔ میں پھر تمہیں ناشتے کے لیے لے جاتا ہوں۔ دکان کے لیے بھی دیر نہ ہو جائے کہیں۔''

حارث نے گھٹنا موڑ کر ایک ٹانگ کھڑی کر لی۔

''آپ ناشتہ مجھے ادھر ہی دے جائیں۔ باہر لے کر جائیں گے تو آپ کو واقعی دیر ہو جائے گی۔''

''ناشتہ ہم دونوں ساتھ ہی کریں گے۔''

وہ بیٹھی رہی۔ اس کی ٹانگوں کو دیکھ رہی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے حارث کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیا۔

''ایسے روز روز باہر سے کھا رہے ہیں ہم تو اضافی خرچہ ہو رہا ہے آپ کا۔ یہاں سامان ہوتا تو میں خود ہی ناشتہ بنا دیتی۔ باہر سے کچھ لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔''

''خرچے کی تم فکر نہیں کرو۔ بس یہ کچھ دن کی بات ہے۔ گزارا ہی کرنا ہے ہم نے۔ پھر میں تمہیں اپنے ساتھ واپس گھر لے جاؤں گا۔ پھر کیا کروں گا تمہارے ہاتھ کا گرما گرم ناشتہ۔''

Novels by Hamna Masood Khan

اور حارث نے بھی اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر انگوٹھے سے سہلایا۔

"باجی کا مسئلہ حل ہو رہا ہے؟"

گھر تو اس نے تبھی جانا تھا جب باجی کا مسئلہ حل ہو جاتا۔ اسی مسئلے کو وہ ہر وقت سوچتی رہتی تھی۔

"کوشش تو جاری ہے۔" اس نے مسکرا کر حوصلہ دینے کی کوشش کی۔ پھر گھٹنا سیدھا کر دیا۔ "اب اگر تم نے میری ٹانگیں دبانی ہیں تو دبا دو۔ ورنہ میں اٹھ جاتا ہوں۔"

اس سے پہلے رابعہ اٹھ گئی۔ بیڈ کی طرف ہوئی۔ اپنا دوپٹہ وہاں سے اٹھایا۔

"آپ بیڈ پر آ جائیں۔"

تکیہ بھی سیدھا کر دیا۔

"رات کو بھی لائٹ گئی تھی؟"

بیڈ پر آ کر لیٹا تو کمر کو کچھ سکون ملا۔ ورنہ کارپٹ پہ لیٹے رہنے سے کمر اکڑ گئی تھی۔

"نہیں۔ بس ابھی گئی ہے۔ وہ بھی جب پنکھا بند ہوا تو مجھے پتہ چلا۔"

ایک گھٹنا فولڈ کر کے رابعہ اس کی ٹانگوں کے پاس بیٹھی۔ پھر زیادہ ہلے بغیر اسے دبانے لگی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"یہ تمہارا بیڈ ایک تو ہے بھی سنگل بیڈ۔ اوپر سے سائز میں بھی چھوٹا ہے۔اب دیکھو میں لیٹ گیا ہوا تو تمہارے لیے زرا جگہ نہیں بن رہی۔

حالانکہ وہ اس کے لیے جگہ بنا چکا تھا۔وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اگر اس نے لیٹنا ہوتا تو تھوڑی اور جگہ بھی بن سکتی تھی۔

"اسی لیے ابو نے جہیز میں مجھے یہی بیڈ نہیں دیا تھا۔"

اس کی بے تکی بات پر حارث ہنسا۔وہ پیار سے بات کر رہی تھی۔فکر دکھا رہی تھی۔ خدمت کر رہی تھی۔اس کی صبح تو خوشگوار ہو گئی تھی۔

"آپ نے کپڑے بھی نہیں بدلے۔ویسے بھی یہ میلا سوٹ تھا۔آپ نے دوبارہ پہن لیا۔"

اور وہ کچھ کا کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

"کپڑے استری نہیں تھے میرے۔ورنہ تو میں بدل کر آتا۔"

اب تو لگ رہا تھا کہ بیوی کے پاس آنے سے پہلے اسے اچھے سے تیار ہو کر آنا پڑے گا۔یونہی بستر سے نکل کر آئے گا تو وہ پھر یہی سب سوچے گی۔

"ویسے کپڑے تو دھلے ہوئے بھی نہیں تھے آپ کے۔میں نے مشین لگانی تھی لیکن پھر یہ سارا مسئلہ ہو گیا۔اب میں گھر بھی نہیں جا سکتی۔آپ ایسا کریں کہ مجھے اپنے دو تین

Novels by Hamna Nasoor Khan

سوٹ اور سرف یہیں دے جائیں۔ اور وہ جو میرے جہیز والی استری تھی اس کو بھی نکال دیں۔ میں یہاں فارغ ہی ہوتی ہوں سارا دن۔ آپ کے کپڑے دھو کر استری کر دوں گی۔ پھر آپ یہیں بدل لینا یا گھر لے جانا۔"

ایسے تو پھر گھر والے اندازہ لگا لیتے کہ رابعہ لاہور نہیں گئی۔ اسی شہر ہے۔ یا پھر حارث کا کوئی اور ہی چکر ہے۔

"کپڑے تو میں بالٹی میں بھگو آیا ہوں۔ جاؤں گا تو ہلکا سا رگڑ کے کھنگال لوں گا۔ صبح تک سوکھ جائیں گے تو استری بھی خود ہی کر لوں گا۔ تم فکر نہیں کرو۔"

رابعہ کے ہاتھ کچھ لمحوں کے لیے رک گئے۔ اور وہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ پنکھا بند ہونے کے باعث اس کے ماتھے پر ہلکا پسینہ آیا ہوا تھا۔ اور وہ اس کی حیرانی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"آپ اب خود اپنے کپڑے دھوئیں گے؟ ادھر لا دیں مجھے۔ میں کہہ تو رہی ہوں کہ میں دھو دیتی ہوں۔"

اسے خود پر افسوس ہوا۔ اس کے ہوتے ہوئے یہ سب حارث کو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"اور میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ تم فکر نہیں کرو۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے اس کا کندھا تھپکا۔

"کیسے فکر نہیں کروں؟ حلیہ بھی دیکھیں کیا بنالیا ہے آپ نے اپنا۔ شیو اتنی زیادہ ہو گئی ہے۔ اور سر کے کچھ سفید بال تو ایک طرف لیکن اس شیو کی وجہ سے آپ بالکل اچھے نہیں لگ رہے۔ اوپر سے میلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایسے میں انسان کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔ لوگ کیا سوچتے ہونگے۔"

لیکن اس کی فکر بجا تھی۔

"جب انسان کو فکریں اور پریشانیاں ہوتی ہیں تو بال سفید ہو ہی جاتے ہیں۔ ابھی ٹائم نکل نہیں رہا میرے پاس ورنہ نائی کے پاس چلا جاؤں اور شیو بنوالوں۔ واقعی زیادہ ہو گئی ہے۔"

حارث نے اپنی تھوڑی پر ہاتھ سے رگڑا۔ شیو کے متعلق وہ خود بھی سوچ رہا تھا۔ اتنی رف اس نے کبھی بڑھائی نہیں تھی۔

"بالوں کو کلر بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور شیو بنانا کونسا مشکل ہے۔ آپ دو منٹ لگا کر گھر پہ خود بھی کر ہی سکتے ہیں۔"

وہ مشورہ دے رہی تھی۔ جتا رہی تھی۔

"کرلوں گا تو پھر سے تمہیں اچھا لگنے لگوں گا؟"

Novels by Hamna Yasood Khan

رابعہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

"بتاؤنا..."

وہ پھر سے ٹانگیں دبانے لگی تو حارث نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

" آپ مجھے ایسے بھی اچھے ہی لگتے ہیں لیکن کام کے لیے آپ کو باہر جانا ہوتا ہے۔اور پھر دیکھنے والے کیا سوچتے ہونگے کہ اس کا حلیہ اتنا خراب ہے۔اور اس کی بیوی کیسی ہے جو کپڑے بھی دھو کر نہیں دے سکتی۔"

اس کا چہرہ اتر گیا تھا۔حارث کا اطمینان میں آرہا تھا۔

"گہرہ رنگ ہے اور اتنا پتہ نہیں چل رہا کہ سوٹ میلا ہے۔اور کونسا سمیل آرہی ہے۔ ویسے بھی آتے ہوئے میں تمہارا والا پرفیوم لگا کر آیا تھا۔خوشبو نہیں آرہی تمہیں؟"

"آرہی ہے۔"

خوشبو تو تب ہی آگئی تھی جب وہ اس سے ٹکرائی تھی۔پھر اس کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

"چلو اب باقی کی بعد میں دبواؤں گا۔تم جلدی سے فریش ہو جاؤ۔ناشتے کے لیے چلتے ہیں۔بڑی بھوک لگ رہی ہے۔"

ٹانگیں زیادہ دیر دبوانا کونسا مقصود تھا۔وہ تو اپنے لیے اس کی فکر پر ہی مطمئن ہو گیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

پھر دن کو جب وہ اس کے پاس آیا تو کھانے کے علاوہ اس کے ہاتھ میں ایک دوسرا شاپر بھی تھا۔

"اس میں کیا ہے؟"

رابعہ نے اس کے ہاتھ سے شاپر لے کر دیکھا۔

"ہیئر کلر ہے۔ میرے بالوں پر لگا دو تم۔ سفید بال تو چھپے نا زرا۔ اور پھر شیو ہم بعد میں کر لیں گے لیکن میں اس کا سامان بھی لے آیا ہوں۔ پھر کھانا کھاتے ہیں۔"

پہلا کام رابعہ نے کلر بنانے والا ہی کیا۔ برش لے کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ حارث نے اپنی قمیض اتار کر سیدھی سیدھی لٹکا دی تھی۔ پھر رابعہ کے آگے ہو کر وہ نیچے بیٹھ گیا۔

"امی کا فون تو نہیں آیا آج آپ کو۔"

اس نے ہاتھوں میں گلوز بھی پہنے ہوئے تھے۔ وہی گلوز جو اس ہیئر کلر کے پیکٹ سے نکلے تھے۔

"نہیں۔ ان کا فون تو نہیں آیا۔ لیکن اگر تم نے ان سے بات کرنی ہے تو کر لو۔ میز پر رکھا ہے میں نے فون۔"

دونوں نے گردن موڑ کر میز کی طرف دیکھا۔ فون اور والٹ ساتھ ساتھ رکھے ہوئے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

نہیں میں ابھی فون نہیں کر رہی۔بس پوچھ رہی تھی۔

"ویسے تمہارا فون بھی میں نے ابھی آتے ہوئے دکان پر دکھایا ہے۔پانچ ہزار کا پینل ڈال کر دے رہا ہے وہ۔اور اس پہ بھی کہہ رہا ہے کہ موبائل سال بھر ہی چلے گا اور پھر دوبارہ پینل ڈلوانا پڑ جائے گا۔اتنا پرانا ماڈل ہے تو نہیں لیکن کیا پتہ گرنے سے اس میں واقعی مسئلہ ہو گیا ہو۔"

پانچ ہزار کا سن کے ہی رابعہ کے ہاتھ رک گئے۔

"آپ نے نہیں کروانا تھا پھر ٹھیک۔"

اتنی بھی اسے کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"اب تو میں اسے دے آیا ہوں کیوں کہ ہمیں ضرورت ہے۔"

گھٹنوں پر اپنی کہنیاں رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسایا ہوا تھا۔

"پھر پیسے بھی دے دیے ہیں؟"

"نہیں جیب میں نہیں تھے اس وقت۔شام میں اٹھاؤں گا تو دوں گا پیسے۔"

"میرے پاس بھی ہیں کچھ پیسے۔وہ دوں میں آپ کو؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

اپنا ہینڈ بیگ تو وہ ساتھ لائی تھی۔اس میں ضرورت کے تحت اپنا کلچ بھی رکھ لیا تھا۔جو بھی تھوڑی بہت جمع پونجی تھی اس وقت اس کے پاس ہی تھی۔

''ایک تو یہ تمہارا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔''

حارث کو اب زیادہ تعجب نہیں ہوتا تھا۔وہ بھی تو ہاتھ روک کر استعمال کرتی تھی۔

''اور کیوں خالی نہیں ہوتا یہ بھی تو بتایا تھا نا میں نے آپ کو۔''

بالوں کو ہیئر کلر لگ گیا تو وہ گھٹنوں پر زور دے کر اٹھی۔گلوز اتار کر پھینکے اور برش اور باؤل دھونے باتھ روم میں چلی گئی۔پھر ہاتھ جھٹکتے ہوئے باہر آئی۔

''تمہارے ہاتھ کی درد ٹھیک ہوئی؟''

حارث اس کے سیدھے ہاتھ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

''میں نے دھیان ہی نہیں دیا دوبارہ۔مطلب ٹھیک ہو ہی گئی ہے تبھی تو مجھے پتہ نہیں چلا۔

رابعہ نے بھی ہاتھ کی پشت کو دیکھ کر جواب دیا۔

مغرب کے بعد جب وہ گھر گیا تو سلام دعا کے بعد سیدھا اوپر آ گیا تھا۔بالٹی میں جو کپڑے بھیگے تھے انہیں کھنگال کر اس نے تاروں پر پھیلانا بھی تھا۔پھر آٹھ بجے تک بڑی باجی اور

Novels by Hamna Nasoor Khan

عباس بھائی نے بھی آجانا تھا۔ ثمرین باجی سے ان کا فیصلہ جاننا تھا۔تاکہ پھر وہ کوئی قدم آگے بڑھا پاتا۔

''یہ کیا کر رہے ہیں بھائی آپ؟''

اور فاطمہ جو اتنے دنوں سے ایک بھی بار گھر نہیں آئی تھی اس وقت حارث کے کمرے میں آگئی تھی۔

''تم کب آئی؟''

باتھروم کا دروازہ کھول کر وہ دہلیز کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں ہاتھ اس کے بالٹی میں تھے۔ جن سے وہ کپڑے نکال کر ایک طرف رکھ رہا تھا۔

''میں بس ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئی ہوں۔''

کمرے کی حالت بھی اچھی نہیں تھی۔اور ثمرین باجی اور امی کے ہوتے ہوئے جو کام حارث کر رہا تھا وہ بھی دیکھنے میں اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''پھر تم اوپر کیوں آگئی؟ نیچے ہی بیٹھتی نا۔ میں بھی بس فارغ ہو کر آ ہی رہا تھا۔''

کپڑے نکل گئے تو اس نے سرف والا پانی پھینکا۔ پھر تیز ٹونٹی چلا کر بالٹی بھرنے لگا۔

''امی سے پوچھا تھا کہ آپ کدھر ہیں تو انہوں نے کہا اوپر اپنے کمرے میں ہیں۔ میں بس آپ سے ملنے آگئی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

پہلے وہ دیکھ رہی تھی کہ کمرے کی چیزیں سمیٹ دے۔ لیکن پھر کپڑے کھنگالنے کے بارے میں سوچنے لگی۔ تھوڑے بہت کام تو وہ کر ہی لیتی تھی۔

"میں بھی بس یہ کپڑے کھنگال رہا تھا۔ صبح جاتے ٹائم سرف میں بھگو دیے تھے۔ اب زرا سا رگڑنے پر ہی صاف ہو گئے۔"

پر حارث خود ہی ایک ایک کر کے کھنگالنے لگا۔ پانی کو وہ ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہا تھا۔

"لیکن بھائی آپ کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ امی یا باجی سے کہہ دیتے۔ ویسے پہلے کبھی رابعہ ایسے گئی نہیں۔ ہمیشہ آپ کے کپڑے دھو کر استری کر کے جاتی تھی۔"

اور پیچھے حارث کو زرا بھی مسئلہ پیش نہیں آتا تھا۔ ہاں بس اس کے جب ابو کا انتقال ہوا تھا تب ہی اس طرح کے کام رہ گئے۔

"اس کی بھی بس مجبوری ہی تھی۔"

حارث نے مصروف سے انداز میں اداسی سے کہا۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔

"تم بتاؤ کیسی طبیعت ہے؟"

Novels by Hamna Yasooj Khan

وہ چہرے پر مسکراہٹ رکھ کر بات کر رہا تھا۔ لیکن اس مسکراہٹ کے باوجود فاطمہ اس کی تھکاوٹ کو دیکھ سکتی تھی۔ یہ بھی دیکھ سکتی تھی کہ اسے فاطمہ کے سامنے یہ سب کرنا بھی کچھ مناسب نہیں لگ رہا۔ لیکن کام سمجھ کر وہ کر رہا ہے۔

"طبیعت تو ٹھیک ہی ہے۔"

"محسن بھی ساتھ آیا ہے؟"

دوسری بالٹی پانی بھی پھینک دیا اس نے۔ اب بس آخری بار کپڑے کھنگالنے تھے۔ اور یہ دھونے والا کام نمٹ جانا تھا۔

"جی۔ وہ بھی نیچے ہی ہیں۔ علیفہ کو لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔"

اور محسن نے اسے راستے میں ہی کہہ دیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ بھی وہ بس ایک گھنٹہ ہی ٹھہریں گے۔

"چلو تم بھی نیچے چلو۔ میں بس پانچ منٹ میں آتا ہوں۔"

"نہیں بھائی۔ بلکہ آپ باہر آئیں یہ میں کر دیتی ہوں باقی کا جو بھی رہ گیا ہے۔"

اپنے بازو فولڈ کرتے ہوئے وہ آگے ہو گئی۔ اور حارث نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اونہہ۔ کرلوں گا میں۔"

"مجھے اتنا برا لگ رہا ہے۔ آپ مجھے بلا لیتے ایک بار فون کر کے تو میں آ کر آپ کے کپڑے دھو دیتی۔ بلکہ مشین ہی لگا دیتی۔"

وہ باتھ روم کے دروازے تک پہنچ گئی تھی۔

"اور جیسے میں تو تمہیں مشین لگانے دیتا۔"

حارث نے ہنس کر کہا۔

"اچھا بھائی ابھی تو آئیں باہر۔"

لیکن حارث نہیں نکلا۔ بس جیسے تیسے کپڑے کھنگالے اور نچوڑ کر فاطمہ کو پکڑا دیے۔

"تم بس ایسا کرو کہ یہ کپڑے تار پر پھیلا دو۔"

فاطمہ بھی چھت پر کپڑے پھیلانے چلی گئی۔

"رابعہ خیر سے گئی ہے؟"

جب دوبارہ اندر آئی تو بیڈ کو سیدھا کرنے لگی۔ اور حارث اپنے لیے ٹراؤزر شرٹ نکال رہا تھا۔ کھنگالنے کے چکر میں اس نے اپنے کپڑے بھی گیلے کر لیے تھے۔

"بس فاطمہ... مسئلے ہو گئے تھے کچھ گھر پہ۔ اسی سب میں اس کی طبیعت بھی کافی خراب ہو گئی تھی۔ پھر میں خود ہی اسے چھوڑ آیا تھا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث سرسری سا اسے بتانے لگا۔

"میری بھی اس سے بات ہی نہیں ہوئی۔ نمبر بند جا رہا ہے اس کا۔"

"ہاں اس کا فون گر کے ٹوٹ گیا تھا۔ پینل ڈلوانے کو دیا ہے میں نے۔ ٹھیک ہو جائے گا تو میں دے آؤں گا اسے۔"

حارث نے بازو پر ٹراوزر شرٹ ڈالا ہوا تھا۔ اور وہ اب باتھروم کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں کپڑے لٹکا کر اس کا ارادہ تھا کہ فاطمہ کی مدد کروا دیتا۔ کیونکہ اب وہ پورا کمرہ سمیٹنے سے پہلے جانے نہیں والی تھی۔

"آپ اسے فون دینے لاہور جائیں گے؟"

لیکن اب اس کے قدم ٹھہر گئے تھے۔ اسے اندازہ تھا کہ جس بات کے بارے میں کسی نے نہیں سوچا اس بات تک فاطمہ فوراً پہنچ جائے گی۔ اس نے جواب نہیں دیا۔

"کچھ چھپا رہے ہیں آپ بھائی؟"

پھر وہ باتھروم میں کپڑے لٹکا کر باہر آیا۔ پورے بیڈ کی چادر نکال کر اسی سے وہ میٹرس جھاڑ رہا تھا۔ فاطمہ تکیوں کے کور سیدھے کر رہی تھی۔

"کوئی بات ہے تو بتائیں مجھے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پھر دونوں بیڈ کی چادر کو بچھانے لگ گئے۔ ہاتھ مار کر فاطمہ چادر کو اچھے سے میٹرس کے نیچے کر رہی تھی تاکہ دوبارہ چادر جلدی سے خراب نہ ہو۔

"کوئی ایک بات ہو فاطمہ تو میں تمہیں بتاؤں نا۔ بس تم دعا کرو کہ ثمرین باجی خیر سے اپنے گھر چلی جائیں۔ یا اگر انہوں نے قیصر بھائی کی شرط کی وجہ سے علیحدگی بھی لینی ہے تو بھی وہ کوئی فیصلہ کر لیں۔ میں ہر حال میں ان کا ساتھ دوں گا۔ لیکن جب تک باجی اپنا معاملہ لٹکائے رکھیں گی تب تک ہماری اپنی زندگیوں میں کبھی سکون نہیں آئے گا۔"

چادر ٹھیک ہوئی تو فاطمہ نے تکیے رکھ دیے۔ پھر بیڈ کی سائیڈ والی میز کے اوپر سے چیزیں سمیٹنے لگی۔ ڈریسنگ ٹیبل کا بھی سامان اس نے ترتیب دے دیا تھا۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔"

"باجی کی عادت کا پتہ تو ہے تمہیں۔ بڑی زیادتی کر گئیں ہیں وہ رابعہ کے ساتھ۔"

بس شکوہ تھا۔ اور افسوس کے ساتھ ظاہر کیا تھا۔

"اور اسی لیے آپ رابعہ کو اس کی امی کے گھر چھوڑ آئیں ہیں؟"

کارپٹ پر سے جھاڑو لگنا تھا۔ لیکن کھڑے ہو کر لگانے سے کچرا نکلنا نہیں تھا۔ اور بیٹھ کر وہ خود نہیں لگا سکتی تھی۔ اس لیے جھاڑو کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔

"ہاں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

"امی کا گھر مطلب لاہور نہیں۔ میں ان کے ادھر والے گھر کی ہی بات کر رہی ہوں جو آپ نے رینٹ پر دینا تھا۔"

اور وہی ہوا کہ جو امی نے سوچا نہیں تھا اس بات پر فاطمہ فوراً پہنچ گئی تھی۔ حارث بیڈ کے کنارے پر ہی ٹک گیا۔

"میں نے گھر پہ یہ بات کسی کو نہیں بتائی ہے، فاطمہ۔ اس لیے تم بھی مت بتانا۔ رابعہ کے لیے یہاں رہنا سچ میں بہت مشکل ہو گیا تھا۔"

اور پھر وہ اس سے کیا چھپاتا۔

"لیکن بھائی وہ وہاں کیسے رہ رہی ہے؟ وہ بھی اکیلے؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کے ہوتے ہوئے کیوں اتنا سب ہو گیا کہ اس کا یہاں رہنا ہی مشکل ہو گیا۔"

فاطمہ کے دماغ میں کئیں سوال آنے لگے تھے۔ اور اسے رابعہ کی بہت فکر ہو رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے وہاں اکیلی رہ رہی ہے۔ جاتا ہوں میں اس کے پاس۔ رات اس کے ساتھ نہیں رکا تھا میں لیکن صبح فجر پڑھ کر چلا گیا تھا۔ دن میں بھی گیا تھا کھانا لے کر۔ ابھی یہاں سے فارغ ہو کر بھی جاؤں گا میں۔ پہلے تو وہ بھی مجھ سے خفا ہی تھی لیکن آج اس کا موڈ ٹھیک ہے۔"

وہ فاطمہ کو گنوا رہا تھا۔ پر فاطمہ کو بات پسند نہیں آ رہی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن مجھے تو یہ بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہا کہ آپ نے اسے وہاں اکیلے رہنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔اور بھائی کم از کم آپ کو اس کے ساتھ رات کو تو لازمی رکنا چاہیے۔کوئی اونچ نیچ ہو جائے اس کے ساتھ تو اس کے پاس فون تک نہیں ہے۔محسن مجھے جانے نہیں دینگے ورنہ میں اس کے پاس سے ہو آتی۔مجھے تو فکر ہونے لگ گئی ہے اس کی۔پتہ نہیں کس حال میں رہ رہی ہو گی۔"

اس کا لہجہ باز پرس کرنے جیسا ہو گیا تھا۔

"نہیں تمہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

اتنا تو وہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔لیکن اس کی گنتی فاطمہ کے لیے کسی خاص گنتی میں نہیں آئی تھی۔

" مجھے چلو وہ اپنی بات تو بتا دے گی۔پتہ نہیں کیا کچھ ہوا ہے جواب اسے اپنا گھر ہونے کے باوجود وہاں اکیلے میں رہنا پڑ رہا ہے۔مجھے پہلے سے ہی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔لیکن محسن ہیں کہ مجھے آنے ہی نہیں دیتے۔پر اب میں سوچ رہی ہوں کہ مجھے پہلے ہی آجانا چاہیے تھا۔"

وہ پریشان ہو کر سٹول پر بیٹھ گئی تھی۔کافی دیر سے کھڑی تھی تو سانس بھی پھول گیا تھا۔

"تم پریشان نہ ہو جاؤ اب۔جاؤ نیچے چلی جاؤ میں بھی آتا ہوں بس کپڑے بدل کر۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

اسے ایسے دیکھ کر حارث نے کہا۔اچھا ہی تھا کہ وہ نیچے چلی جاتی۔اور حارث بھی کپڑے بدل لیتا۔کمرے کا حال تو اب ویسے بھی بہت بہتر ہو گیا تھا۔

"چلی جاتی ہوں میں نیچے بھی لیکن آپ پہلے مجھے بتائیں کہ اب سے آپ رابعہ کے پاس رات کو رکیں گے نا؟"

ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر اس نے گردن اٹھا کر پوچھا۔

"اس کے پاس رات رکوں گا تو گھر میں سب کو پتہ چل جائے گا کہ وہ یہاں ہے۔اور پھر بات کا بتنگڑ بنے گا۔"

اور فاطمہ کی اتنی لمبی روداد جیسے حارث نے سن کر نظر انداز کر دی تھی۔اس نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"آپ نے سب کو ویسے کیا بتایا ہے؟"

"یہی کہ میں اسے اس کی امی کی طرف چھوڑ آیا ہوں۔"

اپنے گھٹنے پر وہ ہتھیلی مسل رہا تھا۔نظریں کارپٹ پر تھیں۔

"اور سب نے یہی سمجھ لیا کہ آپ اسے لاہور چھوڑ کر آئے ہو؟"

ویسے ہی دیکھتے دیکھتے حارث نے اثبات میں گردن ہلائی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ہاں شاید۔اسی لیے اب مجھے کوئی زیادہ بہتر بہانا سمجھ نہیں آتا۔بس باجی کا مسئلہ جیسے ہی حل ہو گا میں اسے فوراً لے آؤں گا۔مجھے بھی کہاں اچھا لگتا ہے اس کے بغیر۔اتنے تو کام کرنے پڑ رہے ہیں۔"

وہ مصنوعی ہنسا۔لمحے بھر میں وہ اسے شدت سے یاد آئی تھی۔آنکھوں کے آگے سے جیسے گزر کر گئی تھی۔

"کام کو تو بس آپ بہانے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔اصل میں آپ بھی اسے یاد کر رہے ہیں۔"

فاطمہ نے چوری پکڑ لی۔

"ہاں جو بھی ہے۔اگر بندے کو اپنی بیوی پسند ہو تو اس کے بغیر اسے اچھا نہیں لگتا۔"

اور حارث نے بھی سچ ماننے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔

"طبیعت بہتر ہے اب اس کی؟"

"ہاں... بتا تو رہا ہوں کہ آج اس کی طبیعت اور موڈ میں کافی بہتری آئی ہے۔ڈرپ وغیرہ لگی تھی تو اس کے ہاتھ میں درد تھا۔پھر ڈاکٹر نے دوائی وغیرہ بھی دی تھی۔"

"خیر ہے بھائی ویسے؟گھر پہ اگر کوئی مسئلہ ہو بھی گیا تھا تو اس میں اس کی طبیعت کیسے اتنی خراب ہو گئی کہ ڈرپ لگانی پڑ گئی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اگر حارث نے اسے طریقے سے پوری بات بتائی ہوتی تو وہ خود سے طرح طرح کے سوال نہ کرتی۔اور حارث بھی اسے بات بتانے کے بجائے اس کے سوالوں کا بھی صحیح جواب نہیں دے رہا تھا۔

''اب تم بھی امی کی طرح کچھ کا کچھ نہ سمجھنے لگ جانا، فاطمہ۔جب ہماری طرف سے خوشخبری آئے گی تو مٹھائی ضرور بانٹیں گے ہم۔''

اچانک اس کا لہجہ بدلا۔اور وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔

''میں یہ تو نہیں کہہ رہی تھی۔''

شرمندگی اس کی آنکھوں میں آگئی۔

''تم یہ نہیں کہہ رہی ہو گی لیکن امی نے تو یہی سوچا تھا۔اور ثمرین باجی بھی شروع ہو گئیں کہ ایسی لڑکیاں خوشخبری نہیں سناتیں۔ بھئی میری بیوی ہے۔مجھے اس کا زیادہ بہتر پتہ ہے۔لیکن گھر سے سکون ختم کرنے میں سب نے اپنا حصہ لازمی ڈالنا ہوتا ہے۔اس کی ہر اچھائی کو نظرانداز کر کے یہ لوگ ایک غلطی پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں۔''

تو گھر میں ہوئے مسئلے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔اور چلو...فاطمہ کو کچھ تو سمجھ آیا تھا۔

''امی بس پرانے ذہن کی ہیں تو اس لیے وہ بار بار پوچھتی ہو نگی۔''

Novels by Hamna Masood Khan

ان کی صفائی میں بس وہ یہی کہہ سکی۔اندازہ تو تھا کہ امی یہ بات کتنی بار پوچھتی ہو نگی اور کتنی بار سوچتی ہو نگی۔

"اور اب تو میں نے سوچا ہے کہ زرا ان مسئلے مسائل سے نکل جاؤں تو چیک اپ کروا ہی لیں گے ہم اپنا۔رابعہ نے تو مجھے پہلے بھی کہا تھا لیکن مجھے ہی غیر ضروری لگا۔پر اب جب اسے کوئی اس طرح کی باتیں کرے گا تو مجھ سے زیادہ دیر برداشت نہیں ہو گا۔"

فاطمہ سر ہلا رہی تھی۔ڈاکٹر کے پاس جانا شاید مسئلے کا حل تھا۔اتنے میں اس کا موبائل بجنے لگا۔جو اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر ہی رکھا تھا۔

"کیا ہوا؟"

وہ سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"محسن فون کر رہے ہیں۔کافی دیر سے میں اوپر ہوں تو نیچے آنے کا ہی کہہ رہے ہو نگے۔"

"اٹھا لو۔بلکہ میں تو تمہیں کہہ رہا تھا کہ تم نیچے چلی جاؤ۔شاید امی نے چائے وغیرہ رکھی ہو گی۔"

اسے بھی دیر ہو رہی تھی۔عشاء کی اذان بھی ہونے والی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں دیکھتی ہوں۔ لیکن بھائی کسی کو چاہے جو بھی لگے لیکن آپ کو بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ آپ رابعہ کو واپس گھر لے آئیں کیوں کہ آپ کو زیادہ بہتر پتہ ہے لیکن رات آپ کو اس کے ساتھ ہر حال میں موجود رہنا چاہیے۔"

جاتے جاتے وہ سنجیدہ انداز میں پھر سے رابعہ کی خیر خواہ بن کر یاد دہانی کروا گئی تھی۔

"اچھا بھئی۔ سوچتا ہوں میں اس بارے میں۔"

وہ کمرے سے باہر گئی۔ اور حارث باتھروم میں چلا گیا۔

فاطمہ بس تھوڑی دیر ہی بیٹھی تھی۔ اور عشاء کی اذانوں تک واپس بھی چلی گئی تھی۔

حارث نماز پڑھنے گیا تھا۔ جب واپس آیا تو آج کی اہم بات شروع ہو گئی تھی۔

"ہاں بھئی ثمرین کیا فیصلہ لیا ہے تم نے؟"

عباس بھائی کے ساتھ بڑی باجی بھی آئی ہوئی تھیں۔ بچوں کو انہوں نے گھر پہ ہی چھوڑ دیا تھا۔ کمرے میں حارث بھی تھا۔ امی ثمرین باجی کے پاس ہی بیٹھی تھیں۔

"مجھے نہیں پتہ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

انہوں نے سر جھکا کر جواب دیا تھا۔ جیسے اس بار واقعی وہ نہیں جانتی تھیں کہ کیا ان کے لیے درست ہے اور کیا ان کے لیے غلط ہے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن باجی کوئی فیصلہ تو آپ کو لینا ہی ہے۔ قیصر بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ آپ سے خود بات کریں گے۔ لیکن ہم نے ہی منع کر دیا کہ بنا کسی دباؤ کے آپ کو اپنا فیصلہ لینا ہے۔ ایسا ہی ہے نا عباس بھائی؟"

حارث نے ان کی طرف دیکھا۔ ابھی تک امی اور بڑی باجی خاموش تھیں۔

"ہاں ثمرین، وہ کہہ رہا تھا کہ تم سے اسے بات کرنی ہے۔ اب تو اس کی چھٹیاں بھی کم رہ گئی ہیں۔"

انہوں نے بھی حارث کی بات سے اتفاق ظاہر کیا۔

"اور ابھی آپ لوگوں کو نہیں لگ رہا کہ آپ لوگ مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ زور زبردستی کر رہے ہیں کہ میں ہر حال میں کوئی فیصلہ لے لوں۔"

جس طرح سے کمرے کا ماحول بنا ہوا تھا کہیں نہ کہیں ثمرین باجی کو ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔ لیکن معاملہ آگے ہی بہت لٹک چکا تھا۔ اور اب مزید نہیں۔

"ثمرین تمہیں یہ بات سمجھنی ہو گی کہ قیصر کا فیصلہ اس کا اپنا فیصلہ ہے۔ اور مجھے تو یوں بھی لگتا ہے کہ یہ سب کرنے کے لیے وہ بس اپنی امی کے انتقال کا انتظار کر رہا تھا۔ میں تمہیں یہ نہیں کہہ رہی کہ سوتن برداشت کر لو۔ لیکن علیحدگی بھی کسی صورت بھلائی کا پیغام نہیں لائے گی۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

بڑی باجی کے لیے خود بھی کسی فیصلے کے بارے میں سوچنا مشکل تھا۔

"باجی اب آپ مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کریں۔اور اگر قیصر کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں تو ان سے کروادیں میری بات۔ فیصلہ لوں گی میں تو آمنے سامنے ہو کر ہی لوں گی۔"

ان سب کو تو لگ رہا تھا کہ ثمرین باجی قیصر بھائی کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہیں گی لیکن وہ تو خود ہی بات کرنے پر راضی ہو گئیں تھیں۔

"ٹھیک ہے باجی۔عباس بھائی انہیں فون کر کے کہہ دیں گے۔کل گھر بلا لیتے ہیں انہیں پھر۔ایسے ٹھیک رہے گا نا امی؟"

حارث نے امی کی طرف دیکھا لیکن امی سے پہلے ثمرین باجی بولیں۔

"نہیں مجھے میرے گھر جا کر ان سے بات کرنی ہے۔تُو مجھے ادھر ہی چھوڑ دینا۔بچوں سے بھی مل لوں گی میں۔"

اور یہ کیا وہ تو اپنے گھر جانے کی بات بھی کرنے لگ گئی تھیں۔

"وہاں جانے کا مطلب ہو گا کہ آپ نے ان کی شرط مان لی ہے۔"

حارث نے سمجھانا چاہا۔

"ماردوں گی۔مر جاؤں گی۔لیکن سوتن برداشت نہیں کروں گی۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

دماغ میں یہی چل رہا تھا۔ جب بلاوجہ وہ رابعہ کو نقصان پہچانے کا سوچ سکتی تھیں تو اپنے معاملے میں وہ کچھ بھی کر سکتی تھیں۔

"کہیں باہر ملوا دیتے ہیں تم دونوں کو۔ کیا خیال ہے حارث؟"

عباس بھائی نے مشورہ دیا۔

"بھائی جیسے آپ کو بہتر لگے۔"

حارث کو یہ مشورہ پھر کچھ بہتر لگا۔

"عباس آپ کو جیسا بھی بہتر لگے لیکن مناسب یہی ہے کہ قیصر ادھر ہی آئے۔ ثمرین سے جو بھی بات کرنی ہے کر لیں یہ اکیلے میں۔ اوپر حارث کے کمرے میں جا سکتے ہیں۔ نیچے صوفوں والے کمرے میں بھی کوئی نہیں جاتا۔ لیکن اس طرح کی باتیں گھر سے باہر بیٹھ کر نہیں ہونی چاہیے۔"

بڑی باجی نے براہ راست عباس بھائی کو مخاطب کیا۔

"اب کیا یہ زور زبردستی نہیں ہے باجی؟"

ثمرین باجی نے بڑی باجی کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں ناگواری اور غصہ بھر آیا تھا۔

"ثمرین ہر بات کو صرف جذباتی ہو کر نہ سوچا کر۔ ہم تیرے بھلے کے لیے ہی کہہ رہے ہیں یہ سب۔"

Novels by Hania Masood Khan

امی نے بھی انہیں ہی سمجھانے کی کوشش کی۔اور انہیں یہ کوشش پسند نہیں آئی۔

''ٹھیک ہے جو جی میں آتا ہے کرو وہ سب۔میری تکلیف تو دکھائی ہی نہیں دیتی کسی کو۔''

اور ان کے لیے بھی جتنا کر لو انہیں خود کہاں دکھائی دیتا تھا؟

''امی اب اس کے پیچھے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

ثمرین باجی کمرے سے جا چکی تھیں۔امی بھی اٹھ گئی تھیں لیکن بڑی باجی نے انہیں روک دیا۔

'' اور آپ لوگ کل قیصر کو یہیں بلاؤ گے۔میں اور عباس بھی ادھر ہی آجائیں گے۔ حارث بھی گھر پر ہی ہو گا۔بس دعا یہی ہے کہ کل ثمرین خود ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائے۔ کیونکہ ہم اس کے لیے جو بھی فیصلہ کریں گے ساری زندگی یہ ہمیں اس کے لیے الزام دیتی رہے گی۔''

کمرے میں بیٹھے ان چاروں نفوس نے اسی بات پر اتفاق کیا تھا۔

رات ہو چکی تھی۔معمول سے ہٹ کر اس وقت وہ تیار ہو رہی تھی۔حارث دن کے وقت کافی دیر اس کے پاس ٹھہرا رہا تھا۔اس لیے اندازہ تھا کہ اب رات کو آنے میں وہ دیر کر

Novels by Hamna Masood Khan

دے گا۔ بھوک تو اسے بہت لگ رہی تھی اور چونکہ شام کی چائے وہ یہاں پی نہیں پاتی تھی اس لیے سر درد بھی ہو رہا تھا۔

نو بجے کے قریب بڑی باجی لوگ گھر واپس گئے تھے۔ امی اور ثمرین باجی کے لیے وہ روٹی باہر سے لے آیا تھا۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس نے بھی بس چند لقمے ہی لیے تھے۔ آج اس کا ارادہ تھا کہ رابعہ کو کہیں باہر لے جاتا۔ ناشتہ تو وہ باہر کر ہی لیتے تھے لیکن دن یا رات کا کھانا کبھی کسی اچھی جگہ انہوں نے نہیں کھایا تھا۔ پھر رابعہ کو بھی ایک عرصے سے بڑا شوق تھا کہ وہ کبھی اسے کھانے پر باہر لے جاتا۔

اس وقت وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ آنکھیں نیند اور بے آرامی سے بھری ہوئی تھیں۔ لیکن غیر معمولی بات یہ تھی کہ وہ بھی تیار ہو رہا تھا۔ دوپہر میں بالوں کی سفیدی چھپالی تھی۔ شیو بھی بنالی تھی۔ اور اب چہرے سے اس کی عمر چھپنے لگی تھی۔

کمرہ پوری طرح سے صاف تھا۔ فاطمہ اچھا خاصا سمیٹ گئی تھی۔ بس اب اس کمرے میں اگر کسی کی کمی تھی تو وہ رابعہ کی کمی تھی۔ اور وہ کمی بھی بہت جلد پوری ہونے والی تھی۔ اسے امید تھی کہ اگر کل ثمرین باجی اور قیصر بھائی آپس میں ایک دوسرے کی بات کو سمجھ لیں گے تو ان کا مسئلہ کل کے دن میں ہی حل ہو جائے گا۔

Novels by Hamna Masood Khan

کمرہ تو وہ بھی بکھرنے نہیں دیتی تھی۔ پھر بھی بیڈ کی جو زرا سی چادر خراب تھی اسے سیدھا کرنے لگی۔ پھر اسی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس نے آج لان کا چوکور گلے والا سوٹ پہنا تھا۔ یہ سوٹ اس کی پچھلی عید کا سوٹ تھا۔ یہیں الماری سے نکالا تھا۔ سیدھے پاجامے کے ساتھ لمبی قمیض تھی۔ ساتھ میں شفون کا دوپٹہ تھا جو کندھے پر ٹک ہی نہیں رہا تھا۔ اور دوپٹے جیسا حال اس کے کھلے بالوں کا بھی تھا جو اس وقت بہت سلکی سے ہو رہے تھے۔ اور ہلکے نم ہونے کی وجہ سے ان سے بھینی بھینی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ انتظار زیادہ طویل ہوا تو اس نے گھڑی کو دیکھنا ہی چھوڑ دیا۔ دونوں ہاتھ بیڈ پر رکھ کر وہ سر کو ہلکا ہلکا ہلا رہی تھی۔ تالا کھلنے کی آواز آئی تو فوراً کمر سیدھی کر کے بیٹھ گئی۔

"اسلام و علیکم!"

اسے تو لگ رہا تھا کہ آج وہ تیار ہو کر آیا ہے لیکن رابعہ نے سر اٹھا کر اسے مات دے دی تھی۔ لمحے لگے تھے اسے اپنے سانسوں کو ترتیب دینے میں۔

"وا علیکم اسلام۔"

دوپٹے کے کونے کو ہاتھوں میں لے کر وہ آپس میں مسل رہی تھی۔

"ٹھیک ہو؟"

خجالت زدہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ اسے دھیمی آنچ پہ تپتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد ہو رہا ہے۔"

وہ بھی اس کی تیاری کو دیکھ رہی تھی۔ صاف ستھرا لباس، تراشے ہوئے گہرے رنگ کے بال، وجیہہ چہرہ۔

"خیریت؟"

اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔

"بھوک لگ رہی ہے تو شاید بھوک کی وجہ سے ہو رہا ہے۔"

رابعہ ہاتھ ماتھے تک لے کر گئی۔ کندھے سے دوپٹہ سرک کر بازو کے درمیان میں آ گیا تھا۔ سلکی بالوں سے اٹھتی مہک حارث کے سانسوں سے بھی اندر کا سفر کرنے لگی تھی۔

" بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔"

حارث نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے پہلے وہ اس کے ہونٹوں پر لگے رنگ کو دیکھ چکا تھا۔ رنگ کافی گہرا تھا۔ اس پر اچھا لگ رہا تھا۔ نظر ٹھہرانے کے لیے بھی کافی تھا۔

"لیکن آپ تو کھانا ہی نہیں لائے۔"

رابعہ نے اس کی نظروں سے اپنی نظریں ہٹائیں۔ آج وہ عطر لگا کر آیا تھا۔ اور اس عطر کی خوشبو بہت پیاری تھی۔ تیز سی۔ سانسوں پر غلبہ کرنے والی۔ ذہن پر رقص کرنے والی۔

Novels by Hamna Nasook Khan

''میں سوچ رہا تھا کہ آج ہم کہیں باہر کھانا کھاتے۔اسی لیے میں تیار ہو کر آیا تھا۔''

''تیار تو میں بھی ہوئی تھی پر ہم کھانے پر باہر جائیں گے مجھے اندازہ نہیں تھا۔''

اور جیسے وہ جانے کو راضی ہو گئی تھی۔دروازے کے پیچھے لگی کیل سے اس نے اپنا عبایا اتارا۔پھر پہننے لگی۔

''اور پھر چائے بھی پیتے آئیں گے۔اس سے تمہارے سر کا درد بھی بہتر ہو جائے گا۔''

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس کے ہاتھوں کی ایک ایک حرکت کو دیکھنے لگا۔وہ اسے مانوس کر گئی تھی۔

''گھر پہ سب ٹھیک ہو گیا ہے؟میرا مطلب ہے کہ قیصر بھائی سے ثمرین باجی کے لیے بات کر لی ہے آپ نے؟''

اب وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔پھر اس نے سر پر سکارف رکھا۔چہرے کے گرد لپیٹنا شروع کیا۔

آج وہ ڈنر پر پہلی بار باہر جا رہے تھے۔کوئی تو خاص وجہ ہی ہو گی جو حارث نے پہلی بار اس طرح سے سوچا تھا۔ورنہ شادی کے بعد سے اب تک وہ کئیں بار اسے کہہ چکی تھی۔لیکن اس کی خواہش حسرت بن کر رہ جاتی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''آج گھر پر فاطمہ بھی آئی ہوئی تھی۔ تمہارا کافی پوچھ رہی تھی۔اور مجھ سے باز پرس بھی کر رہی تھی۔''

حارث نے بات ہی بدل دی۔

''طبیعت ٹھیک ہے ان کی؟ چیک اپ کے لیے ہی گئی ہو نگی تو واپسی پر چکر لگا لیا ہو گا انہوں نے۔''

اب اس نے فیس ماسک لگایا۔اور ہونٹوں پر لگا وہ گہرا رنگ چھپ گیا۔

''اس کی طبیعت تو ٹھیک ہی تھی۔میں کمرے میں کپڑے دھو رہا تھا اور وہ مجھ سے ملنے اوپر ہی آگئی تھی۔ پھر کافی کام کروا گئی ہے میرے ساتھ۔ سارا کمرا صاف ستھرا ہو گیا ہے۔''

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر وہ پیر ہلائے جا رہا تھا۔

''آپ بھی تو کمرہ صاف نہیں رکھتے۔اب یہ کوئی مناسب بات تھوڑی ہے کہ وہ اتنے دن بعد آئیں اور الٹا کمرا صاف کر کے دے گئیں آپ کو۔''

''اس نے میرا ہاتھ بٹا دیا تو اس میں کیا ہی برائی ہے۔''

حارث نے گردن پیچھے کو ڈھلکا دی۔

''میرے لیے ویسے وہ کیا کہہ رہی تھیں؟ آپ نے ان کو بھی یہی بتایا کہ میں لاہور ہوں؟''

Novels by Hamna Masood Khan

سیف الماری سے اس نے اپنا ہینڈ بیگ نکالا۔ اس میں سے ایک ٹشو نکال کر ہاتھ میں رکھا۔ پھر زپ واپس لگا دی۔

"اسے خود ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ تم ادھر ہی اپنی امی کے گھر ہو۔ لاہور نہیں گئی۔ تو اس بات پر مجھ پہ غصہ ہو رہی تھی کہ مجھے تمہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

اٹھ کر اس نے بھی اپنی قمیض کا دامن ٹھیک کیا۔

"مجھے آج ڈنر پر لے کر جانے کے لیے بھی فاطمہ آپی نے کہا ہے آپ سے؟"

وہ تیار ہو گئی۔ حارث اس کے پیچھے کمرے سے نکلا۔ لائٹ اور پنکھا بند کیا۔ پھر دروازے کو بھی باہر سے کنڈی لگائی۔ تالا چابی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اس کے کہنے پر میں تمہارے پاس دن کے چار چکر نہیں لگاتا۔ تھوڑا تو میرا اپنا بھی دماغ ہے۔ تھوڑی تو مجھے تمہاری فکر بھی ہے۔"

اب وہ دونوں گھر سے بھی نکل گئے تھے۔ اندر لاؤنج کی بڑی لائٹ انہوں نے جلتے رہنے دی تھی۔ تالا لگاتے ہوئے اس نے رابعہ کی طرف زرا گھور کر دیکھا تھا۔

"پہلے کبھی آپ مجھے لے کر ہی نہیں گئے میں تو اس لیے کہہ رہی تھی۔ پھر مجھے یوں بھی لگا تھا کہ شاید ثمرین باجی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اور آپ اس خوشی میں مجھے لے کر جا رہے ہیں۔ لیکن وہ بات بھی نہیں تھی۔"

Novels by Hania Masood Khan

رابعہ نے وضاحت دی۔ وہ برا مان جاتا تو پہلا ڈنر موڈ کی نظر ہی ہو جاتا۔

''اس خوشی میں تو میں تمہیں سیدھا گھر لے کر جاؤں گا۔''

موٹر سائیکل پر بیٹھ کر رابعہ نے اس پہ اپنا کافی وزن ڈال دیا تھا۔ خود وہ بالکل ڈھیلی ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔ سارے راستے اس سے کچھ نہ کچھ بات کرتی گئی تھی۔ اور واپسی کے راستے پر آنکھیں بند کر کے آئی تھی۔ کھانے کے بعد انہوں نے چائے بھی پی لی تھی لیکن عجیب بات تھی کہ اس کا سر درد کم نہیں ہوا تھا۔

''اپنی میڈیسن کے ساتھ میں پیناڈول بھی لوں گی۔ سر کا درد کم ہی نہیں ہوا ہے میرا۔ الٹا طبیعت اور بوجھل ہو رہی ہے۔''

حارث میز پر سے دوائیوں کے پتے ہی سامنے کر رہا تھا۔ پھر پیچھے ہو کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ ٹانگیں لمبی کر لیں۔ رابعہ نے عبایا اتارا۔ پھر چہرے پر پانی کا چھینٹا مار کر آئی۔

''موسم کا بھی اثر ہوتا ہے۔ پھر سارا دن تم ایک ہی کمرے میں رہتی ہو، ہو سکتا ہے کہ اس لیے نکل آیا ہو سر کا درد۔''

رابعہ آ کر بیڈ پر بیٹھی۔ اپنی میڈیسن اٹھائی۔ یہ بس اس کی آخری خوراک تھی۔ اس کے علاوہ کچھ ملٹی وائٹامنز کی ٹیبلٹ تھیں جو اس نے لگاتار لینی تھیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"میری بس آنکھ لگ جائے ایک بار۔ پھر آپ چلے جانا واپس۔ کل بھی میڈیسن کے بعد مجھے فوری نیند آگئی تھی۔"

اور وہ نیند پھر صبح کھلی تھی۔ اچھا تھا کہ اسے ڈر بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

"فوری نیند آگئی تھی تو ایسا کرو کہ ابھی تم میڈیسن نہ لو۔"

رابعہ نے گھڑی کو دیکھا۔ گیارہ بج رہے تھے۔

"آپ نے جانا بھی تو ہے۔ اور آپ کے جانے کے بعد میں نے سونا ہی ہے۔"

پھر اس نے پانی کی بوتل اٹھائی۔ اور اب اس نے اس کا ڈھکن بھی کھول دیا تھا۔

"ابھی نہیں جا رہا میں۔ آؤ میں تمہارا سر دبا دیتا ہوں۔"

حارث نے ایک ٹانگ فولڈ کی۔ پھر اپنے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔ رابعہ حیران ہو کر دیکھنے لگی۔

"آپ خود اتنا تھکے ہوئے ہیں۔ مجھے میڈیسن لینے دیں۔ اس سے ٹھیک ہو جائے گا۔"

اور اب حارث نے آگے ہو کر اسے اپنے قریب کیا۔ پھر اس کا سر اپنے گھٹنے پر رکھا۔

"میں ایسے ٹھیک کرنا چاہ رہا ہوں تو مجھے ایسے ٹھیک کرنے دو نا۔"

لیکن رابعہ نے کروٹ بدل دی۔ آنکھیں سکون سے بند کر لیں۔ وہ بیٹھا ہوا تھا تو چھوٹے سے بیڈ پر دونوں ایڈجیسٹ ہو گئے تھے۔

"میری اگر آنکھ لگ گئی تو پھر جانے سے پہلے مجھے جگا دینا۔ تاکہ میں میڈیسن لے لوں۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث کے گرد اس نے ایک بازو لپیٹ لیا تھا۔ بال اس کے سارے ایک طرف کو ہو گئے تھے۔ ان پہ لگا کیچر حارث نے نکال دیا تھا۔ پھر انگلیوں سے اس کے بالوں کو سیدھا کرنے لگا۔ اس کی گردن پر نظر گئی تو بالوں پر ہاتھ روک کر انگوٹھے سے اس کی گردن کی جلد سہلانے لگ گیا۔ اور اس طرح کے سہلانے سے رابعہ کی لگتی ہوئی آنکھ بھی کھل گئی تھی۔

اپنی گردن تک ہاتھ لے جا کر اس نے حارث کے انگوٹھے کی حرکت روک دی۔

"کیا ہوا؟"

اس کی سنجیدہ اور بھاری آواز سن کر رابعہ نے سر اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اور ایک نظر دیکھنے سے ہی وہ بہت کچھ سمجھ گئی۔

"کچھ نہیں۔"

پھر اس نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کر لیا۔ حارث کے انگوٹھے کی حرکت پھر شروع ہو گئی۔

"برا لگ رہا ہے؟"

رابعہ نے سر کو جنبش دیتے ہوئے نفی کی۔

"پھر میں رک جاؤں آج تمہارے پاس؟"

Novels by Hamna Masood Khan

نیچے کو جھک کر چہرہ وہ رابعہ کے قریب لے آیا۔اس کے کان کے پاس ہو کر دھیمی سی آواز میں پوچھا۔

"جو آپ کو ٹھیک لگے۔"

اس کی آواز بھی مدھم ہو گئی تھی۔

"تم بتاؤ جو تمہیں اچھا لگے۔"

"آپ پاس ہوتے ہیں تو اچھا لگتا ہے مجھے۔"

پھر وہ اس کے پاس رکا۔اس کے قریب تر رہا۔ صبح فجر کے بعد وہ تو گہری نیند میں نہیں گیا لیکن رابعہ اس کے سینے پر سر رکھ کر سو رہی تھی۔حارث کا ہاتھ اس کے نم بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔ہر تھوڑی دیر بعد وہ سامنے گھڑی کی جانب دیکھتا۔خود کو سونے سے باز رکھتا۔لیکن سکون کی نیند ایسی تھی کہ پہلے اس کا دماغ سویا اور پھر وہ بھی سو گیا۔

قیصر بھائی کو بات کرنے کے لیے انہوں نے دن کے وقت بلایا تھا۔اور وہ تو آئے بھی ایسے تھے جیسے انہوں نے کچھ غلط کیا ہی نہ ہو۔سب لوگ نیچے کمرے میں رکے تھے۔اور ثمرین باجی قیصر بھائی سے بات کرنے کے لیے نیچے صوفوں والے کمرے میں جانے کے بجائے اوپر حارث کے کمرے میں آ گئیں تھیں۔

Novels by Hania Yasoob Khan

"بچے ٹھیک ہیں؟"

اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔ قیصر بھائی تو ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئے تھے۔

"ہاں ٹھیک ہیں اور خوش بھی ہیں۔"

چہرے پر مسکراہٹ رکھ کر جیسے انہوں نے کچھ جتایا تھا۔

"اور آپ؟"

وہ ان کے عین سامنے کھڑی تھیں۔ ہلکا پھلکا تیار بھی ہوئی تھیں۔ لبھانے کی ایک کوشش تھی۔

"میں بھی تمہارے سامنے ہی ہوں۔"

کلف زدہ نیا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ پاؤں میں پشاوری چپل جس پہ بھورے رنگ کی تازہ پالش ہو رکھی تھی۔ سامنے کی جیب میں سن گلاسز تھے۔ اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں تین انگوٹھیاں تھیں۔ بڑے نگوں والی۔

"آپ کو دوسری شادی کی اجازت کیوں چاہیے قیصر؟"

نظر اندازی محسوس ہوئی تو انہوں نے سیدھا مدعے کی بات شروع کی۔

"کیونکہ مجھے بیوی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور جب میں رکھ بھی سکتا ہوں تو کیوں نہ کروں دوسری شادی؟"

Novels by Hamna Masood Khan

احساس سے عاری لہجہ ثمرین باجی کو بہت کچھ محسوس کروا گیا تھا۔

"یہ نہیں سوچا آپ نے کبھی کہ مجھے بھی تو آپ کی ضرورت ہے۔اور کتنے سالوں سے ہے۔"

آنکھیں بھیگ گئیں۔ لیکن سامنے والے کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔

"دیکھو ثمرین... میں نے یہ بات تمہارے بھائی سے بھی کہی تھی اور اب تمہیں بھی کہہ رہا ہوں کہ میرے اس فیصلے سے تمہاری اور بچوں کی زندگی پر رتی برابر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ابھی جاؤں گا دبئی تو دو سال بعد تمہارے پاس ہی آؤں گا۔اور تم لوگوں کے ساتھ پورا مہینہ گزار کر جاؤں گا۔اس لیے میرے فیصلے کو مان لو۔اس میں ہی تمہاری بھی بھلائی ہے۔ورنہ جو تم نے میری امی کے ساتھ کیا ہے اس کے بعد تو سندس نے مجھے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔ لیکن میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لیا ہے۔ بچوں کی وجہ سے چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔"

جیسے وہ کوئی احسان کر رہے تھے۔

"میں نے آپ کی امی کے ساتھ کچھ بھی نہیں کیا۔ان کا وقت مکمل ہو گیا تھا قیصر اور پھر ہر چیز کے بہانے ہی بنتے ہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اسی ایک بات کا الزام انہیں سمجھ نہیں آتا تھا کہ خود پر سے کیسے ہٹائیں۔ان کی امی کے لیے تو وہ جتنا کرنا بھی نہیں چاہتی تھیں انہیں اس سے بڑھ کر کرنا پڑا تھا۔

"لیکن تم نے لاپرواہی برتی ہے! ورنہ امی اتنی جلدی نہیں جانے والی تھیں۔اسی لیے تمہیں سزا بھی ملنی چاہیے۔"

اور وہ انسان جس نے پہلے بھی یقین کیا تھا وہ اب کیوں یقین کرتا۔

"آپ سندس پر یقین کر رہے ہیں۔ مجھ پر نہیں۔آپ بچوں کی خاطر مجھے نہیں چھوڑیں گے۔میرے لیے نہیں۔آپ کو بیوی کی ضرورت ہے لیکن میری ضرورت نہیں۔مجھے بتائیں قیصر کے میں کہاں غلط ہوں؟"

وہ حلق کے بل چیخیں۔

"کیا میں نے بیوی ہونے کا فرض نہیں ادا کیا؟"

وہ ان کے سامنے احتجاج کر رہی تھیں۔اور قیصر بھائی دیکھ رہے تھے۔ان کے آگے کم ہی ثمرین باجی چیختی چلاتی تھیں۔ہمیشہ جی حضوری کرتی تھیں۔پیٹھ پیچھے چاہے جتنا کچھ سنا دیں۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"آپ کی ضرورت مجھ سے کیوں نہیں پوری ہو سکتی؟ آپ مجھ پر یقین کیوں نہیں کر سکتے؟ آپ کی زندگی میں میری کوئی اہمیت کیوں نہیں ہے۔ شادی کے اتنے سالوں بعد بھی نہیں ہے۔"

اب وہ باقاعدہ رو رہی تھیں۔

"ہے اہمیت۔ تم میرے بچوں کی ماں ہو۔ بیوی بھی ہو۔ اور پھر ضرورت کی بات رہی تو وہ تو میں تم پر حق رکھتا ہوں۔ میرا دل چاہے گا تو کروں گا میں اپنی ضرورت پوری۔"

قیصر بھائی نے ٹانگ پر رکھی ٹانگ کو بدلا۔ ثمرین باجی کے رونے سے ان کے تاثرات پر کوئی زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔

"اور میرے دل کا کیا؟ آپ نے کبھی میرے دل کے بارے میں نہیں سوچا؟ آپ سے دور رہتے ہوئے میرے دل پر کیا گزرتی ہے کبھی جاننے کی کوشش تو کریں آپ۔ میں نے پورے دو سال آپ کے آنے کا انتظار کیا لیکن جب آپ آئے تو آپ نے مجھے کوئی اہمیت دینے کے بجائے میرے بھائی کے ساتھ مجھے میری ماں کے پاس بھجوا دیا۔ وہ بھی صرف اس لیے کے آپ کی بہن مجھ پر ایک بے بنیاد الزام لگا چکی تھی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

دوپٹے کے پلو سے انہوں نے اپنے بھیگے چہرے کو صاف کیا۔ان کی دائیں طرف رابعہ کا سنگھار میز تھا۔ان کی نظر اس پر پڑی تھی۔اور آخری جملے نے جیسے انہیں بھی کچھ احساس دلایا تھا۔آئینے نے جیسے انہیں بھی کوئی آئینہ دکھایا تھا۔

"پہلی بات تو یہ کہ وہاں کام کرتا ہوں میں، ثمرین۔ تمہارے اور بچوں کے خرچے پورے کرنے ہوتے ہیں میں نے۔اتنا وقت نہیں ہوتا میرے پاس کہ یہی سوچتا رہوں کہ تمہارے دل پر کیا بیت رہی ہے۔اور دوسری بات یہ کہ میری ماں مری ہے۔اور اس بات کا غم مجھ سے زیادہ میری بہن کو ہے۔اور اگر وہ تمہیں اس گھر میں دیکھ کر تکلیف محسوس کرے گی تو بہتر یہی تھا کہ میں تمہیں وہاں سے بھیج دیتا۔اور اب جو بھی بات ہے کھل کر سامنے تو آگئی ہے تمہارے۔ تمہارے بھائی اور بھنوئی کے آگے تو پہلے ہی کر دی تھی میں نے۔بس تم سے بات کرنا رہ گیا تھا۔ تو اب تم سوچ کر مجھے اپنا فیصلہ سنا دو۔اگر تو تم مجھے اجازت دیتی ہو تو میں ابھی تمہیں ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہوں۔بچے بھی انتظار کر رہے ہونگے ہمارا۔لیکن اگر تم انکار کرتی ہو تو جہاں مجھے اور بیوی مل جائے گی وہیں بچوں کے لیے بھی کسی دوسری ماں کا بندوبست میں کر لوں گا۔فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

ثمرین باجی کے پیچھے سٹول تھا۔ہمت ہار کر وہ اسی پر بیٹھ گئیں۔

Novels by Hania Masood Khan

"کوئی دوسری عورت آپ کی ضرورت تو پوری کر سکتی ہے لیکن میرے بچوں کی ماں نہیں بن سکتی۔"

سر انہوں نے دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔ عجیب بے بسی محسوس ہوئی تھی۔

"میں نے تم سے فیصلہ مانگا ہے، ثمرین۔ یہ نہیں کہہ رہا کہ بدلحاظ ہو کر بات کرو تم مجھ سے۔"

اب کی بار قیصر بھائی بیڈ سے کھڑے ہو گئے۔

"میں اگر انکار کر دوں تو؟"

ثمرین باجی نے سر اٹھایا۔ قیصر بھائی دو قدم چل کر ان کے سامنے آئے۔

"تو میں کاغذات بنواؤں گا۔ جانے سے پہلے تمہارا معاملہ بھی مکمل حل کر کے جاؤں گا۔"

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انہوں نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

"کس قسم کے کاغذات؟"

یکدم غم و غصہ گھبراہٹ میں بدل گیا۔ دھڑکن تیز ہوئی۔

"علیحدگی کے۔ ظاہر ہے جب تم میری شرط نہیں مانو گی تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اپنے نام سے باندھ کر رکھنے میں بھی میرا اپنا ہی نقصان ہے۔"

یہ آخری حربہ ان کے پاس بچا تھا۔ انہوں نے اسی کا استعمال کیا۔

Novels by Hamna Masood Khan

''آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟''

وہ سٹول پر سے کھڑی ہوئیں۔ قیصر بھائی کا بازو پکڑ کر پوچھا۔

''اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔''

پھر قیصر بھائی نے ان سے اپنا بازو چھڑوالیا۔ رخ بدلا۔

''اور بچے؟''

وہ گھوم کر ان کے سامنے دوبارہ آئیں۔

''وہ میرے پاس رہیں گے۔ ان سے اگر عدالت بھی ان کی مرضی مانگے گی تو وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنے کو ہی ترجیح دینگے۔ اور پھر تمہارے پاس ہے ہی کیا؟ تم تو اپنا خرچہ نہیں اٹھا سکتی۔ بچوں کی ذمہ داری کیا ہی لو گی۔ معاملہ کورٹ کچہری میں جائے گا تو یہ بس کہنے کی باتیں ہوتی ہیں کہ کورٹ والے عورت کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور پھر تمہارا بھائی تو ایک اچھا وکیل تک افورڈ نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اسے کورٹ کچہری کے چکر میں ڈالنا کہیں سے بھی عقلمندی نہیں ہو گی۔''

اور وہ ان کی بے بسی انہیں گنوا گئے۔ جو انہوں نے حارث کے لیے کہا تھا وہ بھی انہیں محسوس ہوا۔ یہ تو کسی کی حیثیت جتانے جیسا تھا۔ اور اپنی حیثیت بتانے جیسا تھا۔

''اور میرا کیا؟''

Novels by Hamna Tasood Khan

وہ جہاں کھڑی تھیں وہیں ٹھہری رہیں۔ قیصر بھائی ایک طرف کو ہو کر آئینے میں دیکھنے لگے۔ اپنے بالوں کو سیٹ کیا۔

"یہ تو تمہیں خود سوچنا پڑے گا۔ پندرہ دن بعد کی فلائٹ ہے میری۔ اگر گھر آجاؤ گی تو تمہیں تمہارے حصے کا وقت بھی دے دوں گا میں۔ کیونکہ تمہیں بیوی بنا کر رکھنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسے تمہارے ساتھ میں پہلے چلتا آیا ہوں ویسے ہی چلوں گا میں اب بھی۔ پھر سندس بھی اپنے گھر چلی گئی ہے۔"

پھر انہوں نے اپنے کف کو بھی ٹھیک کیا۔ سامنے والی جیب سے سن گلاسز نکالیں۔

"جب آپ کو مجھے بیوی بنا کر رکھنے پر اعتراض نہیں ہے تو پھر دوسری عورت کیوں چاہیے؟"

اس بات پر تو وہ اندر سے بلبلا رہی تھیں۔ انہوں نے بھی آئینے میں دیکھ کر ان کو مخاطب کیا تھا۔ ان سے سوال کیا تھا۔

"اسے میں اپنے ساتھ دبئی لے کر جاؤں گا۔ وہاں رکھوں گا اپنے ساتھ۔"

سن گلاسز لگاتے ہوئے قیصر بھائی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"آپ نے کبھی مجھے تو دبئی لے جانے کی بات نہیں کی!"

ثمرین باجی کی آنکھوں کا غصہ بڑھا۔ لہجہ سخت ہوا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"تم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے؟" وہ پلٹے۔اور ثمرین باجی کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے۔وہ پلک جھپکائے بغیر انہیں دیکھ رہی تھیں۔کہ وہ اپنی بات مکمل کرتے۔"ایسا اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ تم جیسی عورتیں وہاں جا کر سروائو نہیں کر سکتیں۔پھر پہلے امی بھی تھیں تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا تھوڑی سکتا تھا۔اب امی نہیں ہیں تو بچے بھی ہیں۔ان کے ویزے لگوانا، سکولوں کے داخلے اور سو اور طرح کے اخراجات نکل آئیں گے۔اتنا افورڈ نہیں کر سکتا میں۔"

ثمرین باجی نے اپنے دونوں کندھوں سے ان کے ہاتھ جھٹکے۔دو قدم پیچھے ہوئیں۔

"بچے آپ کے اپنے ہی ہیں۔میں بھی آپ کی ہی بیوی ہوں۔آپ کو چاہیے کہ ہمیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ہمیں وہاں اپنے ساتھ رکھیں۔لیکن جو سب آپ کہہ رہے ہیں اس سے یہی لگ رہا ہے کہ آپ کو وہاں بیوی صرف اپنی ضرورت کے لیے چاہیے، اپنی عیاشی کے لیے چاہیے۔"

قیصر بھائی آگے بڑھے۔سختی سے ان کا بازو پکڑا۔اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے جیسے دبوچ لیا۔

" اور آپ کی عیاشیاں مجھ سے تو پوری نہیں ہونگی کیونکہ میری جوانی کی عمر تو آپ کے انتظار میں ہی ڈھل گئی ہے۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

تکلیف کے باوجود انہوں نے اپنی بات پوری کی۔ قیصر بھائی کی نظریں ان کے انداز پہ انہیں داد دینے لگیں۔ پھر انہوں نے ایک جھٹکے میں ان کا بازو چھوڑ دیا۔

"جو بھی ہے قیصر... میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتی۔ بے شک بچے بھی رکھ لیں آپ۔ لیکن مجھے طلاق بھی نہیں چاہیے۔ اس داغ کے ساتھ نہیں رہ سکتی میں۔"

پیچھے کو ہوتی ہوئیں وہ رابعہ کی الماری سے لگ گئیں۔ سامنے آئینہ ان کو ان کی بے چارگی دکھا رہا تھا۔ رابعہ کا کمرہ اور اس کی دیواریں یہ سب دیکھ رہی تھیں۔ یہ وہی دیواریں تھیں جنہوں نے رابعہ کا حال بھی دیکھا تھا۔ اب وہ ثمرین باجی کے حال کی گواہ بن رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ ایک دو دن تک کا وقت دے رہا ہوں میں تمہیں۔ پھر بھی سوچ لینا تم۔ اور اگر آنا ہو تو اپنے بھائی کے ساتھ آ جانا۔ اور اگر نہیں آؤ گی تو میں سمجھ جاؤں گا۔ بچوں کو بھی سمجھا دوں گا۔"

ان پہ ایک نظر ڈال کر قیصر بھائی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

"بچوں کو بتا دیں گے کہ آپ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اس لیے ان کی ماں کو چھوڑ رہے ہیں؟"

ان کی پشت کو دیکھتے ہوئے سوال پوچھا۔

"بچوں سے کہوں گا کہ ان کی ماں نے میری بات نہیں مانی۔"

Novels by Hania Masood Khan

مطمئن ہو کر انہوں نے جواب دیا۔ جیسے یہ بات ماننا تو بہت ہی کوئی چھوٹی بات تھی۔

"آپ کو مجھ پر رحم نہیں آرہا۔"

سفاکیت سے نفی میں سر ہلتا ہوا دیکھا تھا۔ اور وہ الماری کے ساتھ لگے لگے ہی گھٹنے کے بل نیچے بیٹھ گئیں۔ قیصر بھائی دروازے کے پاس جا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔

"اور جب مجھے اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے اور دوسری بیوی کے ساتھ دبئی چلے جائیں گے تو پھر بچوں کا کیا ہو گا؟ اس بارے میں نہیں سوچا آپ نے۔"

روتے روتے انہوں نے آخری سوال کیا۔ لیکن قیصر بھائی نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ باہر چلے گئے۔

اس بارے میں قیصر بھائی نے واقعی نہیں سوچا تھا کیونکہ انہیں لگ رہا تھا کہ ثمرین باجی ان کی شرط مان لیں گی۔ پر اب انہیں اس بارے میں بھی سوچنے کی ضرورت تھی۔ نیچے صحن میں حارث اور عباس بھائی کھڑے تھے۔ ان کو بس ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے قیصر بھائی گھر سے بھی نکل گئے۔ جب کہ امی سیڑھیاں اترنے کی آواز سے باہر آئیں تھیں۔ بڑی باجی بھی کمرے سے نکلی تھیں۔ سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ کسی کو بھی کچھ نہیں پتہ تھا۔ ایسے میں بڑی باجی نے سیڑھیوں چڑھنا شروع کیں۔

"قیصر کچھ بتا کر گیا ہے؟"

Novels by Hema Nasood Khan

امی نے پہلے عباس بھائی کی طرف دیکھا۔ پھر حارث کی طرف۔اور حارث نے نفی میں سر ہلایا۔

مغرب کے بعد کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ حارث رابعہ کے پاس اب پہنچا تھا۔ ہاتھ میں اس نے رابعہ کے لیے کھانا پکڑا ہوا تھا۔ دن میں وہ گھر پر مصروف رہا تھا اسی لیے رابعہ کی طرف کھانا لے کر نہیں آسکا۔

"قیصر بھائی آئے ہوئے تھے دن میں۔ اب ثمرین باجی کی ان سے کیا بات ہوئی ہے یہ انہوں نے ہمیں نہیں بتایا۔ دن سے یہ وقت ہو گیا ہے اور وہ صوفے والے کمرے میں بند ہیں۔ مسلسل رو رہی ہیں۔ بڑی باجی اور عباس بھائی واپس چلے گئے تھے دن میں ہی۔ اور پھر امی بہت پریشان ہو رہی تھیں۔ ایسے میں مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تمہارے پاس کیسے ٹائم نکال کر آؤں۔ اسی لیے لیٹ ہو گیا۔ اب یہ تم کھانا کھالو۔"

اس کے پاس کھانا رکھ کر وہ اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن رابعہ نے دیوار کی طرف رخ کر لیا۔

"مجھے نہیں کھانا۔"

آج حارث خود اسے ثمرین باجی سے متعلق بات بتا رہا تھا تو رابعہ نے توجہ ہی نہیں دی۔

Novels by Hania Masood Khan

"تمہیں اپنی سچوایشن بتا تو رہا ہوں میں۔ پھر بھی تم ناراض ہو رہی ہو۔ آؤ چلو... کھانا کھا لو۔"

اس کا کروٹ بدلنا ایک طرح سے ناراضگی کا اظہار ہی تھا۔

"میں ناراض نہیں ہو رہی۔ بس میرا دل نہیں ہے۔"

سینے کے گرد اس نے اپنے دونوں ہاتھ باندھ لیے۔ حارث کی طرف رخ نہیں کیا۔

"کیوں دل نہیں ہے؟ کچھ اور کھا لیا ہے تم نے کیا؟"

حارث نے اس کی کلائی پکڑی۔ اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"میں نے صرف صبح کا وہی ناشتہ کیا ہوا ہے جو آپ کے ساتھ کیا تھا۔"

اس نے اترے چہرے کے ساتھ بتا دیا۔ کل تو وہ اس کے آنے پر اچھے سے تیار ہوئی تھی۔ لیکن آج اس کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔

"اور اب تم کھانا نہ کھانے کی ضد کر رہی ہو۔ حالات سمجھتی ہی نہیں ہو۔ بتا بھی رہا ہوں کہ جان کر نہیں کی میں نے دیر۔"

اب حارث نے اسی کلائی سے آگے کر کے اسے اٹھا کر بٹھانا چاہا۔ رابعہ پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔ اور اپنی کلائی چھڑوا لی۔

"میں بھی تو بتا رہی ہوں کہ میرا دل نہیں ہے۔ آپ بھی تو نہیں سمجھ رہے۔"

Novels by Hania Yasoob Khan

پیچھے ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دونوں بھنوؤں کے درمیان چنٹیں پڑ گئیں تھیں۔

''ایک یہ تمہارے بدلتے موڈ سے مجھے بہت ہی مسئلہ ہے۔ صبح تک تو ٹھیک تھی اور اب رات ہوتے ہی مجھ سے لڑنے کو تیار بیٹھی ہو۔''

حارث اس کی بند آنکھوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

''میں کہاں لڑ رہی ہوں آپ سے؟''

انہیں تاثرات کے ساتھ رابعہ نے آنکھیں کھولیں۔

''میں تمہارے اس انداز کو تمہارا نخرہ نہیں سمجھتا۔ مجھے یہ تمہارا لڑنا ہی لگتا ہے۔''

اور مسکراہٹ کے ساتھ حارث نے بتایا۔ لیکن مسکراہٹ رابعہ نے نظر انداز کر دی۔ بس جملے کو سمجھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بات ہی نہیں کرتی آپ سے۔ ویسے بھی میرے سر میں پہلے سے ہی بہت درد ہو رہا ہے۔''

اپنا ہاتھ وہ ماتھے تک لے گئی۔

''ٹھیک نہیں ہوا ابھی تک؟''

حارث نے بھی اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ رابعہ کا ہاتھ درمیان میں رہ گیا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"نہیں۔"

رابعہ نے آنکھیں دوبارہ بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"کل کی طرح دبادوں؟"

حارث نے اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹایا۔

"نہیں۔"

اور بدلے میں رابعہ نے حارث کا ہاتھ ہٹایا۔

"کیوں؟"

لیکن حارث نے پھر رکھ لیا۔

"کیونکہ پھر آپ اپنی مرضی کرنے لگ جائیں گے۔"

"یوں کہو کہ پیار سے تمہیں راضی کرنے لگ جاؤں گا۔"

حارث نے اسے چھیڑا۔

"ہاں... جو بھی ہے۔"

اور رابعہ نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔

"یہ مجھے زرا پیسے الگ کرنے دو پھر کرتا ہوں تمہاری خدمت اچھے سے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جتنی سیل تھی ساری نکال لی۔ جلد بازی کے چکروں میں اس نے نوٹ ترتیب سے بھی نہیں رکھے ہوئے تھے۔

"ابھی آپ کو عشاء بھی پڑھنی ہے۔"

اب وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ حارث بڑے نوٹ الگ کر کے بیڈ پر رکھ رہا تھا۔

"ہاں وہ تو تم نے بھی پڑھنی ہے۔ ساتھ ہی پڑھ لیں گے آج ہم دونوں۔"

اور حارث اس پہ بھی دھیان دے رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح سارا زور صرف پیسے گنتی کرنے پر نہیں تھا۔

"میرے کمرے میں بس ایک میری ہی جائے نماز ہے۔"

اور وہ ابھی بھی بچھی ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم ایڈجسٹ کر لیں گے۔ میں کارپٹ پہ کھڑا ہو جاؤں گا تم جائے نماز استعمال کر لینا۔"

حارث نے نماز والے کارنر کو دیکھ کر حساب لگایا۔ رابعہ خاموش ہو گئی۔

"اب جواب تو دو مجھے کچھ۔"

"میرا دل نہیں کر رہا بات کرنے کا۔"

کمرے کی سیلنگ کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"پہلے تمہارا کچھ کھانے کا دل نہیں ہے۔اب تمہارا مجھ سے بات کرنے کا دل نہیں ہے۔ میرے آنے کی تو جیسے کوئی اہمیت رہی نہیں ہے تمہاری نظر میں۔"

وہ خفگی دکھانے لگا۔

"اب آپ کیوں جتا رہے ہیں۔کسی کی طبیعت کا لحاظ ہی کر لیا کریں۔"

اور اس نے خفگی کے انداز میں نخرہ دکھایا۔وہی جو حارث کو لڑنے جیسا لگتا تھا۔

"کیوں کیا ہوا تمہاری طبیعت کو؟ خراب ہو گئی ہے۔"

حارث نے فکر سے اس کی طرف غور سے دیکھا۔

"نہیں۔ خراب نہیں ہوئی۔بس میرے سر کا درد نہیں جا رہا۔اور شام سے دل بھی بوجھل ہے۔"

وہ آگے ہوئی۔اور حارث کے کندھے پر سر رکھ دیا۔حارث جو پیسے گن رہا تھا وہ اس نے ایک طرف کو کر دیے۔

"یہ بس اسی لیے ہوا ہے کہ سارا دن میرا آنا ہوا نہیں۔اور تم بس کمرے میں ہی رہی ہو۔"

حارث اس کا سر سہلانے لگا۔

"پتہ نہیں۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

رابعہ نے ناک اس کے کندھے سے مس کی۔

"چلو اٹھو..."

پر اچانک پہلے حارث اٹھا۔اور رابعہ کے اٹھنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔

"کیوں؟"

اور بیڈ سے نیچے پاؤں رکھنے کا بھی دل نہیں تھا۔

"کیوں کہ ہم تازہ ہوا کھانے چھت پہ جا رہے ہیں۔ کھانا بھی ساتھ لے چلتے ہیں اوپر۔ کھلی فضا میں بیٹھو گی تو تمہارا موڈ بن جائے گا۔ سر درد بھی بہتر ہو گا۔"

حارث نے میز پر سے شاپر بھی اٹھا لیا۔ پھر رابعہ کو اسکے ساتھ اوپر جانا ہی پڑا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ ثمرین باجی اور قیصر بھائی کا معاملہ حل ہو جائے گا؟"

کھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر ایک الگ سا ہی سکون ملا۔ دونوں چھت کے بالکل درمیان میں بیٹھے تھے۔ایک دوسرے کے برابر میں۔

"رابعہ... اگر تو تم نے اس بات کو سر پر سوار کر کے اس سر درد کو پال لیا ہے تو میں تمہیں ابھی ہی بتا رہا ہوں کہ مجھ سے ڈانٹ سن لو گی تم۔"

اس کا غصہ کرنے کا انداز بالکل بدل گیا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اسی انداز نے رابعہ کو کہنے کی ہمت دی۔

"مجھے آپ کے ساتھ اپنے گھر جانا ہے۔"

پھر اس نے حارث کی طرف گردن موڑی۔پل بھر کے لیے حارث اس سے نظریں چرا گیا۔

"تم اداس تو نہ ہو۔رکوں گا آج بھی میں رات کو تمہارے پاس۔ سکون کی نیند سوئیں گے ہم دونوں اس چھوٹے سے بیڈ پر۔ تم بس اپنی اداسی دور کر دو۔"

پھر اس نے رابعہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا۔

"میں آج آپ کے جانے کے بعد سوچ رہی تھی کہ آپ مجھ سے کتنا زیادہ پیار کرتے ہیں۔"

رابعہ نے اسے دیکھتے ہوئے دھیمے سے پلکیں جھپکیں۔لہجے میں اداسی تھی۔ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔

"اچانک سے تم یہ سب کیوں سوچنے لگ گئی؟"

صبح تو وہ اسے بالکل ٹھیک چھوڑ کر گیا تھا۔پتہ نہیں اس کے موڈ کو کیا ہو گیا تھا۔

"بس ایسے ہی... سوچیں آ رہی تھی دماغ میں۔"

وہ گہرے نیلے آسمان کی طرف دوبارہ دیکھنے لگ گئی۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"اچھا اور بھی سوچیں ہیں تو بتا دو مجھے۔ شئیر کرنے سے ہلکا محسوس کرو گی۔ پر بات کرتے کرتے تھوڑا تھوڑا کھانا بھی کھالو۔"

اپنی گود میں کھانے والے شاپر کو لے کر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ ڈسپوزیبل ڈبے میں چکن پلاؤ تھا۔ اس میں سے ایک چمچ بھر کر حارث نے اس کے ہونٹوں کے پاس کیا۔ رابعہ نے بھی کھا لیا۔

وہ اسے چمچ بھر کر دے رہا تھا۔ وہ کھا رہی تھی۔ نظریں مسلسل اندھیرا چھائے آسمان پر تھیں۔

"میں بس یونہی سوچ رہی تھی۔ پھر اداس ہو رہی تھی۔ آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ سارا دن میں ادھر اکیلی رہتی ہوں تو پتہ نہیں کیا الٹا سیدھا سوچتی رہتی ہوں۔"

پلاؤ میں بوٹی وہ بون لیس ہی ڈلوا کر آیا تھا۔ تبھی اس کو توڑنے میں پلاسٹک کے چمچ سے ہی کام چل رہا تھا۔

"کیا الٹا سیدھا سوچ لیا رابعہ نے؟"

اس نے پیار سے اس کا نام لیا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رکھی۔ نظریں ایک طرف کر کے اس کو دیکھا۔ اور وہ آسمان کو ہی دیکھتی رہی۔ چہرہ اداس تھا۔ پریشان سا۔

Novels by Hania Yasood Khan

"بس تھا الٹا سیدھا۔ چھوڑیں آپ ان باتوں کو۔"

دل کی کیفیت وہ خود بھی سمجھ نہیں رہی تھی۔ وہ اس کی ہر طرح کی بات سننے کے لیے تیار تھا۔ لیکن وہ کیا بتائے سمجھ بھی نہیں آ رہا تھا۔

"ویسے تمہیں میں ایک بات بتاؤں؟"

اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے حارث اس کے برابر سے اٹھ کر اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

"جی!"

پلاؤ سے بھرا ہوا چمچ اس کے منہ میں ڈالا۔ پھر ڈبہ ایک طرف کو رکھ دیا۔

"میں نے بھی کچھ سوچا تھا۔ کل تمہارے پاس آنے سے پہلے۔ جب فاطمہ آئی تھی اس سے بات کرتے وقت۔"

آسمان پر چاند تو اس کے سامنے ہی تھا۔ لیکن وہ کوئی ستارہ ڈھونڈ رہی تھی۔ پر آج کے وقت میں آسمان پہ تارے بڑی مشکل سے دکھائی دیتے تھے۔ کسی امید کی طرح۔ کوئی روشن ستارہ۔

"تم میری بات توجہ سے سنو گی پھر بتاؤں گا۔"

حارث نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔ رابعہ کے لیے آسمان کا چاند روشن تھا۔ اور حارث کے لیے اس کا یہ بجھا بجھا سا چہرہ بھی چاند ہی تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں سن رہی ہوں۔ آپ بتائیں۔"

آنکھیں چھوٹی کر کے اس نے آسمان کی طرف ہی مزید توجہ کی۔ حارث نے سانس اندر کھینچی۔ پھر اس کے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر خود بھی گردن اونچی کر کے آسمان دیکھنے لگا۔

"جب میں تمہیں گھر واپس لے کر جاؤں گا تو میں نے سوچ لیا ہے کہ جیسے تم کہہ رہی تھی کہ ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔ چیک اپ وغیرہ کروالینا چاہیے۔ تو اب ہم کریں گے وہ سب۔ کیا پتہ وہ ہی کوئی میڈیسن وغیرہ دے دیں جس سے ہماری جھولی بھر جائے۔"

حارث کو اچانک ایک روشن ستارہ دکھائی دیا۔ نظر اسی پر ٹھہر گئی۔

"لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ اس سال نہیں۔ ہماری کتنی بحث بھی ہو گئی تھی اس بات پر۔"

اور وہ تارہ ڈھونڈے میں لگی ہوئی تھی۔

"تب کہا تھا کیونکہ تب مجھے غیر ضروری لگ رہا تھا پر اب نہیں۔"

حارث کو اسی تارے کی سیدھ میں ایک اور تارہ دکھا۔

"یعنی آپ کو بھی اب یہ کمی محسوس ہونے لگی ہے نا؟"

رابعہ کے لیے تو آسمان جیسے تاروں سے خالی تھا۔ اگر اس پہ چاند کی چمک نہ ہوتی تو یقیناً سیاہ گہرہ تھا۔

Novels by Hina Wasool Khan

"نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔"

اوراس دوسرے تارے کی سیدھ میں تیسرا تارہ تھا۔وہ تین تاروں کی ایک قطار تھی۔

روشن۔چمکدار۔

"پھر؟"

جبکہ رابعہ کواس سیاہ آسمان سے جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔ گردن اونچی کیے کافی دیر ہورہی تھی۔اب تو گردن بھی تھکنے لگی تھی۔

"پھر بس یہ کہ میں اب چاہتاہوں کہ تمہیں میں بہت خوش رکھوں۔اور تمہاری خوشی اسی میں ہے یہ بھی جانتاہوں میں۔"

رابعہ نے پلکیں جھپک کر بند کیں۔اوراچانک رابعہ کوایک روشن ستارہ دکھائی دیا تھا۔ وہی جسے حارث کب سے دیکھ رہا تھا۔اوراس کی سیدھ میں دوتارے اور بھی تھے۔یہ تارہ تواس کی آنکھوں کے سامنے ہی تھا لیکن پتہ نہیں کیوں پہلے اسے دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

"اور یہ بھی کہ تم پر اب کے بعد میں کوئی غلط بات برداشت نہیں کر سکوں گا۔تمہارے لیے کوئی ایسی بات نہیں سنوں گا جس میں کوئی اس بات کو کمی بنا کر پیش کرے۔"

اس تارے کی سیدھ والا دوسرا تارہ بھی رابعہ کی بصیرت میں آگیا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

''باجی نے کہا تھا نا؟''

گردن نیچی کر کے رابعہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ نظر دھندلی سی ہو گئی تھی۔ حارث بھی سر نیچے کر کے اسے دیکھنے لگا۔

''میں نے سنا تھا۔''

وہ سر جھکائے کہتی رہی۔

''وہ نقص کہہ رہی تھیں۔''

حارث نے تھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

''اور انہیں تو میں پہلے سے بھی نقص زدہ ہی لگتی ہوں۔''

حارث کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

''پر حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم جانتی ہو نا یہ بات؟''

رابعہ نے جواب نہیں دیا۔ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔

''میرا جواب کیا نہیں سنا تھا تم نے جو یوں خاموش ہو گئی ہو؟''

اس کی خاموشی حارث کو محسوس ہو رہی تھی۔

''سنا تھا۔''

رابعہ نے دھیمے سے کہا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اور کیا کہا تھا میں نے؟"

حارث نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"یہی کہ کمی آپ کے اندر بھی ہو سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ مسئلہ میرے اندر ہی ہو۔"

یعنی اس نے نیچے ہوئی بات کو مکمل طور پر سنا تھا۔ امی کا جواب بھی سنا ہی ہو گا۔ خیر۔

"ہمم۔ اسی لیے اب ہم چیک اپ ہی کروالیں گے۔ جس میں بھی مسئلہ ہوا اس کا علاج کروائیں گے۔ کسی کو بھی پتہ نہیں لگنے دیں گے کہ ہم ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں۔ ورنہ اس پر بھی سب ہر مہینے ہی پوچھنا شروع کر دیں گے۔"

حارث اسے رازدار بنا کر کہہ رہا تھا۔ وہ اس کی رازدار ہی تو تھی۔ علاج کے لیے جانا بھی چاہتی تھی۔

"ہم کسی کو بھی نہیں بتائیں گے؟ آپ کی امی کو بھی نہیں؟"

فوراً اس کے تاثرات بدلے تھے۔

"نہیں! لیکن میں اس بات کا ذکر فاطمہ سے کر چکا ہوں۔"

حارث نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ فاطمہ سے بات کرتے کرتے ہی تو اس نے اچانک اس سب کا فیصلہ لیا تھا۔ اور اسے بتا بھی دیا تھا۔

"باتوں باتوں میں منہ سے نکل گیا تھا میرے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

یاد کرتے ہوئے حارث تھوڑا سا اور آگے ہو کر بیٹھ گیا۔اب دونوں کے گھٹنے آپس میں جڑ گئے تھے۔اس کی انگلیاں حارث کے ہاتھ میں تھیں۔اور انگوٹھے سے وہ ان کی پشت سہلا رہا تھا۔

"وہ ویسے کریدتی بھی نہیں ہیں کہ دوسرے بندے کا دل دکھے۔"

"وہ سمجھتی ہے ان مسئلوں کو۔"

رابعہ کی آنکھیں بھی اب چمکنے لگی تھیں۔اس نے حارث کی آنکھوں میں دیکھنے کے بجائے آسمان کی طرف دیکھا۔اب اسے تیسرا تارہ بھی دکھائی دے گیا تھا۔تینوں تاروں کی وہ قطار۔

"سر کا درد کچھ ٹھیک ہوا؟"

حارث نے اس کی توجہ اپنی طرف کی۔

"نہیں۔"

نفی کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"چائے پی آتے ہیں۔"

حارث اٹھا۔اپنی قمیض جھاڑی۔پھر رابعہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔مسکرا تو وہ بھی رہا تھا۔

"نماز پڑھ کر آئیں گے تو واپسی پر لیتے آیئے گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

کندھوں پر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے وہ پورے زور سے حارث کے ہاتھ کو کھینچ کر اٹھی۔

''نماز تو میں تمہارے ساتھ ہی پڑھوں گا۔ پہلے چائے لے آتا ہوں۔ تم نیچے کمرے میں انتظار کرو میرا۔''

اب وہ دونوں چھت سے نیچے جا رہے تھے۔

''چائے کے ساتھ وہ میری پسند کی کوکیز بھی لے آئیں گے؟''

حارث سیڑھیاں اترے ہوئے اس سے آگے تھا۔ رابعہ پیچھے پیچھے تھی۔

''ہاں لے آؤں گا۔ ویسے بھی کھانا تم نے ٹھیک سے کھایا ہی نہیں ہے۔''

حارث چائے لے کر آیا تو چائے پینے کے بعد ہی وہ سو گئی۔ حارث کافی دیر تک بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھا رہا۔ اسے دیکھتے ہوئے بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ گھر کی سوچ بھی آ رہی تھی۔ ثمرین باجی نہ جانے اب کیا فیصلہ لیں گی۔ نہ جانے قیصر بھائی اور ان کے درمیان کیا بات ہوئی ہو گی۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ گھر جانا چاہتی تھی۔ وہ آج کہہ بھی چکی تھی۔ ایسے میں حارث سے خود کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

صبح کی اذانوں کے ساتھ ہی چڑیوں کی چہچہاہٹ کمرے کی کھڑکی سے اندر آنا شروع ہو گئی۔ وہ دکھتے سر کے ساتھ اٹھی۔ حارث کے بازو کے حصار سے نکلی۔ جیسے ہی کھڑکی

Novels by Hamna Masood Khan

ہوئی تو جیسے پیروں تلے زمین ڈولنے لگ گئی۔ دیوار کا سہارا لے کر وہ واپس بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے سے حارث نے بھی آنکھیں کھولیں۔ اذانیں تو اسے بھی سنائی دے گئیں تھیں۔

"میرا سر شدید دکھ رہا ہے۔ کھڑی ہوئی ہوں تو اتنی زور سے چکر آیا ہے۔"

دل کو بھی پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔ عجیب سی گھبراہٹ تھی۔

"اچھا تم بیٹھو۔"

حارث اٹھا۔ آگے ہو کر میز سے اس نے پانی کی بوتل اٹھائی۔

"پانی پیئو۔"

ڈھکن کھول کر اس کے آگے کیا۔ اس نے ایک گھونٹ بھرا۔ بوتل واپس رکھ دی۔

"رات کو تو بہتر ہو گیا تھا نا؟"

کمرے کی لائٹ تو جل ہی رہی تھی۔ حارث نے اٹھ کر کھڑکی بھی کھول دی۔ ٹھنڈی ہوا کو اندر آنے دیا۔

"تھوڑی دیر کے لیے ہی ہوا تھا۔ پھر میری آنکھ لگ گئی تھی۔ اب اٹھی ہوں تو آپ کے سامنے ہی ہے۔"

اس نے پیچھے بیڈ سے ٹیک لگا لی۔ دونوں ٹانگیں اوپر کر لیں۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میں کچھ دیر دبا دیتا ہوں۔"

حارث اس کے پاس بیٹھا۔ ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ اس کی طبیعت حارث کی سمجھ سے باہر تھی۔ لیکن وہ اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔

"آپ نماز پڑھ لیں پہلے۔"

اذانیں اب ختم ہو چکی تھیں۔

"پینا ڈول دوں تمہیں؟ میری جیب میں ہو گی۔"

اپنی قمیض سیدھی سیدھی اس نے کھونٹی پر لٹکائی تھی۔ وہیں سے اتار کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"صبح صبح بنا کچھ کھائے کیسے لے لوں؟"

پھر حارث نے جیب سے خالی ہاتھ واپس نکال لیا۔

ابھی نماز پڑھ کر کچھ دم کرتا ہوں تمہارے اوپر۔ اور دن کو ایسا کریں گے کہ اسی ڈاکٹر کے پاس سے ہو آئیں گے جن کے پاس اس دن لے کر گیا تھا میں تمہیں۔ یوں بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ جو ملٹی وٹامنز تم لے رہی ہو تمہیں یہ سوٹ نہ کر رہی ہوں۔ یا کیا پتہ اس دن جو تمہاری طبیعت خراب ہوئی تھی اس میں تمہارے کوئی ٹیسٹ وغیرہ بھی ہونے ہوں۔ ڈاکٹر نے تو بس چیک اپ کر کے تمہیں ڈرپ لگوا دی تھی۔"

Novels by Hamna Hasnat Khan

وہ اب وضو کرنے کے لیے باتھروم جانے والا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔اور مجھے پہلے اتنا شدید کبھی سر درد ہوا بھی نہیں ہے تو یہ بھی سمجھ نہیں آرہی کہ کیسے مینج کروں۔ پتہ نہیں آپ کیسے برداشت کر لیتے ہیں۔"

وہی رابعہ کی چھوٹے سائز کی چپل پہن کر وہ باتھروم چلا گیا۔

"میرے سر میں وہی درد ہوتا ہے جو تمہارے ہاتھ کی چائے پینے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

وضو کر کے آیا تو گیلے ہاتھوں سے ہی کھونٹی سے قمیض اتاری۔پھر پہننے لگا۔

"میرا بھی درد آپ کے دبانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔لیکن صرف تب تک جب تک آپ دباتے رہتے ہیں۔ورنہ دبانے کے تھوڑی دیر بعد پھر نکل آتا ہے۔"

نیچے ہو کر وہ لیٹ گئی۔کروٹ کے بل ہوئی۔ٹانگیں چھوٹی کر لیں۔

"سر درد تو سمجھ آگئی لیکن تمہیں چکر کیوں آگئے تھے؟"

اب وہ اپنی قمیض پہننے کے بعد سامنے کے بٹن بند کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ!"

اسے تو لگ رہا تھا کہ وہ پچھلے ایک ہفتے سے بس بیمار ہی ہے۔بیچ میں تھوڑی بہت ہمت کر لیتی تھی لیکن زیادہ تر طبیعت بوجھل ہی رہنے لگی تھی۔

Novels by Huma Yasood Khan

"بس تم دن میں تیار رہنا ہم ہسپتال لازمی جائیں گے۔ دکان پہ جانے سے پہلے میں لے جاتا تمہیں لیکن اس وقت ہسپتال تو نہیں کھلا ہو گا اور اگر کھلا بھی ہو گا تو ڈاکٹرز تو اپنی ڈیوٹی کے ٹائم پہ ہی آئیں گے۔ میں نے پھر گھر پہ بھی چکر لگانا ہے۔ ان لوگوں کو باہر سے ناشتہ لے کر دوں گا۔ باجی پریشان ہیں اور ایسے میں مجھے نہیں لگتا کہ وہ امی کو ناشتہ بنا کر دیں گی۔"

اب وہ جائے نماز بچھا رہا تھا۔ جو بھی تھا وہ گھر کی فکر کرنا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ رابعہ سمجھ رہی تھی۔

"آپ بس جلدی آجانا۔"

جب وہ دم کر رہا تھا تب رابعہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔

"کوشش کروں گا، رابعہ۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ تمہارے لیے میں کتنی کوشش کرتا ہوں۔"

دم کرنے کے بعد اس نے اس کا ماتھا بھی چوما تھا۔

"کدھر سے آرہا ہے تُو اس وقت؟"

Novels by Hema Masood Khan

رابعہ کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد وہ گھر آیا تھا۔ہاتھ میں گرما گرم ناشتے سے بھرا شاپر تھا۔موٹر سائیکل کھڑی کر کے وہ سیدھا کچن میں آیا تھا۔امی سنک میں پڑے برتنوں میں سے صرف چند ایک نکال کر انہیں دھو رہی تھیں۔

''یہ آپ لوگوں کا ناشتہ ہے۔میں نکال کر دے دوں؟''

بنا ناشتے کے وہ تھوڑے بہت کام پر لگ گئیں تھیں۔

''میں تجھ سے کچھ اور پوچھ رہی ہوں۔مجھے بتا کہ یہ پچھلے دو تین دن سے تیری راتیں کہاں گزر رہی ہیں؟''

امی بازپرس کے موڈ میں تھیں۔کل جب سے قیصر بھائی گئے تھے تب سے ان کی پریشانی اور بڑھ گئی تھی۔

''چائے میں رکھ دیتا ہوں۔ابل جائے تو آپ لے لینا۔''

امی نے پتیلی تو پہلے سے ہی کھنگال کر رکھ دی تھی۔حارث اس میں چائے کا سامان ڈالنے لگا۔

''میں تجھ سے کچھ پوچھ رہی ہوں!''

وہ باتیں بدل رہا تھا۔منہ پر نظر انداز کر رہا تھا۔

''اور میں اس بات کا جواب آپ کو نہیں دینا چاہ رہا۔''

Novels by Hamna Masood Khan

پھر حارث کچن سے نکلا۔امی بھی دوپٹے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے باہر آئیں۔

"باجی رات ادھر ہی سوئی ہیں؟"

پھر اس نے صوفوں والے کمرے کا دروازہ کھولا۔

حارث نے کنڈی کھولی۔ ثمرین باجی سر تک کھیس اوڑھے بڑے صوفے پر لیٹی ہوئی تھیں۔

"ابھی بھی سو رہی ہیں۔"

"میں نے نماز کے لیے جگایا تھا پر تب بھی نہیں اٹھی۔"

حارث نے کمرے کے دونوں دروازے کھول دیے۔پہلے پنکھا بند کرنے لگا لیکن پھر رک گیا۔

"ابھی آپ اٹھاؤ انہیں۔ناشتہ گرم گرم ہے۔میں زرا اپنے کپڑے لے کر آیا۔استری کر کے پہنوں گا۔پھر جاؤں گا دکان پہ۔"

پھر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔امی نے پہلے اسے دیکھا۔پھر ثمرین باجی کو جگانے کے لیے کمرے میں چلی گئیں۔

Novels by Hamna Yasood Khan

گھر کی مصروفیات کی وجہ سے اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔اور وہ یہ تھا کہ دکان پر کام کرنے کے لیے پوری جانچ پڑتال کرنے کے بعد ایک لڑکا فل ٹائم رکھ لیا تھا۔وہ لڑکا پہلے عباس بھائی والی مارکیٹ میں کام کرتا تھا۔اسی لیے اس پر کچھ حد تک بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔پھر ہر خرید و فروخت کا حساب بھی رکھا جاتا تھا۔دن کے بارہ بجے اس لڑکے کے حوالے دکان چھوڑ کر حارث رابعہ کو لے کر ہسپتال پہنچا۔اسی ہسپتال جہاں رابعہ کو اس کی طبیعت خراب ہونے پر ڈرپ لگی تھی۔چیک اپ کے بعد اب وہ اس ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ کی مسز امید سے ہیں۔"

چاہے اس کی طبیعت بہت بوجھل تھی لیکن یہ خبر تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔اب سن لیا تو حارث کے دماغ نے سمجھا ہی نہیں۔جبکہ رابعہ کے چہرے پر بے یقینی تھی۔

"اور شروع کے دنوں میں سب کو الگ طرح کی علامات ہوتی ہیں۔ضروری نہیں ہے کہ سب کا دل ہی خراب ہو۔آپ کی مسز کو اپنی حالت کی وجہ سے ہی شدید سر درد کی شکایت ہے۔اور کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔"

حارث نے خوشی اور حیرت سے رابعہ کی طرف دیکھا۔پھر ڈاکٹر سے بات کرنے لگا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"صبح تو اسے چکر بھی آ گیا تھا، ڈاکٹر۔ پر ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ یہ بات ہو سکتی ہے۔ ورنہ میں اس کا زیادہ خیال رکھتا۔"

اس نے اب دوبارہ رابعہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ خاموش تھی۔ چہرے پر کوئی خاص تاثر بھی نہیں تھا۔

"خیال تو اب آپ کو اپنی مسز کا ہر حال میں رکھنا پڑے گا۔ ویسے میں پریگننسی کنفرم تو کر رہی ہوں لیکن پھر بھی یہ کچھ ٹیسٹ وغیرہ ہیں آپ وہ کروا لیں۔ پھر اپنی مسز کو جس بھی ڈاکٹر کے پاس ریگولرلی لے کر جانا چاہیں اسی ڈاکٹر کو رپورٹس دکھائیں۔ سپیشلسٹ تو ہمارے کلینک میں بھی منگل اور جمعرات کو بیٹھتی ہیں۔"

حارث توجہ سے سن رہا تھا۔ رابعہ غائب دماغی سے۔

"اور کوئی میڈیسنز وغیرہ؟"

کم از کم اس کے سر درد کے لیے کوئی تو سیف میڈیسن ہونی چاہیے تھی۔

"وہ تو ٹیسٹ کے بعد ہی ریکمنڈ کی جا سکیں گی۔ ابھی انہیں کچھ اچھا کھلائیں پلائیں۔ واک کروائیں۔ تازہ ہوا میں لے کر جائیں۔"

جس پرچی پر ٹیسٹ لکھے تھے حارث اسے ہاتھ میں لے کر چھوٹے سے کوریڈور میں چل رہا تھا۔ رابعہ کے قدم آہستہ تھے۔ حارث کی رفتار بھی اس کے جتنی ہی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تمہیں پتہ تھا کہ تم ایکسپیکٹ کر رہی ہو؟"

حارث نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔اور دوسرے ہاتھ میں موجود پرچی پر ٹیسٹ کے نام پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ڈاکٹر کی لکھائی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"نہیں۔"

کوریڈور میں رابعہ کی ہلکی آواز گونجی۔

"مجھے بھی بالکل اندازہ نہیں تھا۔ابھی جب وہ ڈاکٹر بتا رہی تھی تو مجھے تو سمجھ بھی نہیں آئی کہ میں اپنی خوشی کا اظہار کیسے کرتا۔"

ہلکا سا ہنستے ہوئے اس نے رابعہ کو دیکھا۔

"مجھے بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔"

اور وہ بنا مسکرائے کہہ رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں تھی کہ میں مایوس ہو گیا تھا اور سچ بتاؤں تو یہ بھی لگتا تھا کہ میرے اندر ہی کوئی مسئلہ ہے۔پر دیکھو... اللہ کا کتنا خاص کرم ہو گیا ہے۔"

آنکھیں نہیں پر لہجہ بھیگ گیا تھا۔اور رابعہ اس کے الٹ سوچتی تھی۔

"تم ایسے خاموش کیوں ہو؟"

کلینک کے باہر پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل سٹینڈ سے اتاری۔

Novels by Hamna Masood Khan

"سر درد کر رہا ہے؟"

کچھ کہے بغیر وہ موٹر سائیکل پر بیٹھ گئی۔ ہمیشہ کی طرح عبایا آگے سے فولڈ کر کے ہاتھ میں پکڑا۔

"پتہ نہیں۔"

اس کا دماغ جیسے ابھی ہوئی بات سے خالی ہو گیا تھا۔ بس دماغ میں چل رہی تھیں تو آگے پیچھے کی سب پرانی باتیں چل رہی تھیں۔

"اچھا بتاؤ کیا کھاؤ گی؟ یا کچھ پینا ہے تو ہم تمہارے لیے وہ لے لیتے ہیں۔ پھر یہیں سے جو یہ تمہارے ٹیسٹ لکھ کر دیے ہیں ڈاکٹر نے وہ کروا کر ہی گھر جاتے ہیں۔ اور پھر جب رپورٹ آئے گی تو میں فاطمہ سے مشورہ کر کے اس کے والی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گا تمہیں۔"

اس نے تو کوئی فرمائش ہی نہیں کی۔ نہ ہی کوئی خواہش ظاہر کی۔ حارث نے خود ہی موٹر سائیکل ایک جوس والے کی ریڑھی کے سامنے روک دی۔ بائیں طرف بیٹھنے کی جگہ بھی تھی۔

"ان کی تو بہت فیسیں وغیرہ ہونگی۔ ایسے بھی ٹھیک ہی ہے۔ ہم کسی عام سے کلینک میں بھی رپورٹس دکھا سکتے ہیں۔ ویسے بھی یہ کوئی اتنی خاص بات نہیں ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

اتنی خاص بات نہیں ہے! حارث کو اس کا جواب عجیب لگا۔ لیکن اس کا انداز اس کی خوشی پر حاوی نہیں ہوا۔

"تم سے میں مشورہ نہیں مانگ رہا۔ اور ہاں... اب میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ اب سے تم ساری میری باتیں مانا کرو گی۔"

پھر اس نے دو گلاس جوس کا آرڈر دیا۔ گرمی ہو رہی تھی۔ اور اس کو خود بھی تازہ جوس کی طلب ہو رہی تھی۔

"آپ یہ سب کیسے مینج کریں گے؟"

جوس کا سٹرا ہونٹوں سے لگاتے لگاتے وہ رک گئی۔

"میں کر لوں گا سب۔ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اب میں تمہیں کوئی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا۔ دکان پر بھی کافی دنوں سے میری توجہ نہیں تھی لیکن اب مجھے سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ ویسے لڑکا تو میں نے رکھ لیا ہے لیکن اب میری طرف سے کوئی غیر ذمہ داری نہیں چلے گی۔"

وہ دونوں سرخ رنگ کی کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹیبل کو ان کے بیٹھنے کے بعد گیلے کپڑے سے صاف کیا گیا تھا۔

"آپ خوش ہیں؟"

Novels by Hania Masood Khan

اوپر چھوٹا سا ترپال لگا کر دھوپ سے روکا گیا تھا۔ ریڑھی فٹ پاتھ پر لگی ہوئی تھی۔ میز اور کرسیوں کے بھی بس تین سیٹ تھے۔

"تمہیں کیا لگ رہا ہے؟"

پھیلی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔"

اب تو وہ اداس بھی نہیں لگی۔

"کیا سمجھ نہیں آ رہی رابعہ کو؟"

جوس پینے کے بعد وہ اپنی جیب سے پچاس پچاس کے دو نوٹ نکال رہا تھا۔

"آپ تو کہتے تھے کہ آپ کو ابھی اولاد نہیں چاہیے۔ اور ابھی آپ پر قرضہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی سو ذمہ داریاں ہیں۔ آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی اولاد قرضدار باپ کی گود میں آئے۔ اب آپ کیسے خوش ہو سکتے ہیں!"

"جب تک وہ میری گود میں آئے گی ناتب تک تم دیکھنا میں اپنا سارا قرضہ اتار چکا ہوں گا۔"

Novels by Hema Masood Khan

حارث کے جواب نے بھی اسے مطمئن نہیں کیا۔ جس لیبارٹری سے اس نے ٹیسٹ کروانے تھے وہاں بس انہیں آدھا گھنٹہ ہی لگا تھا۔ رپورٹس چار گھنٹے بعد آنی تھیں۔ پھر نماز کا بھی ٹائم ہو رہا تھا۔ حارث اسے لے کر گھر ہی آ گیا۔

"تم پریشان کیوں ہو رہی ہو؟"

اسے کمرے میں بٹھایا۔ پہلے وضو کرنے کے لیے بازو فولڈ کرنے لگا۔ پھر اس کا چہرہ دیکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"مجھے نہیں پتہ۔"

"مجھے تو لگتا تھا کہ تم اس خبر پر مجھ سے زیادہ خوش ہو گی لیکن تم تو مجھے اداس لگ رہی ہو۔"

اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"اب آنکھیں کیوں بھیگ رہی ہیں تمہاری؟"

اور رابعہ پہلے سے بھیگی ہوئی پلکیں جھپکنے لگیں۔

"مجھے بس رونا آ رہا ہے۔"

اس نے پہلی ہچکی لی۔ پھر خود ہی حارث کے سینے پر ماتھا ٹکا دیا۔

"اچھا رو لو۔ لیکن اتنا مت رونا کہ سر کا درد پھر شروع ہو جائے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

حارث نے اس کا سکارف کھولا۔ پھر اس کے بالوں سے بھی کیچر نکال دیا۔ اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرنے لگا۔

"میرے پاس رکیں گے آپ؟"

رو کر غبار نکلا تو سینے سے سر اٹھا کر پوچھا۔

"پہلے نماز پڑھوں گا۔ شکرانے کے نفل بھی پڑھنے ہیں میں نے۔ تب تک تو ہوں تمہارے پاس لیکن اس کے بعد میں دکان پر جاؤں گا۔ لڑکے کو چھٹی بھی دینی ہے۔ اس سے سارا حساب لینا ہے۔ پھر میں سیدھا تمہارے پاس ہی آؤں گا۔ مغرب تو ہو ہی جائے گی اس سب میں۔"

حارث نے اس کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے۔ انگوٹھوں سے اس کے آنسوں صاف کیے۔

"گھر نہیں لے کر جائیں گے مجھے؟"

حارث کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہ کہے گی۔ اسے لمبی سانس اندر کھینچنی پڑی۔

"تم نے گھر جانا ہے؟"

چہرے پر جتنی بھی مسکراہٹ تھی اب وہ ختم ہو چکی تھی۔

"مجھے ادھر مزید اکیلے نہیں رہنا۔"

Novels by Hamna Nasoor Khan

رابعہ نے کمرے کی دیواروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ کمرہ اچھا تھا لیکن اس کے سکون اور اطمینان کا باعث نہیں تھا۔

"اچھا... ٹھیک ہے۔" اور یہاں رابعہ کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ حارث اس کی بات مان لے گا۔ "شام تک تو رہ لو گی نا؟ پھر میں جب آؤں گا تو لے جاؤں گا تمہیں اپنے ساتھ گھر۔"

اب حارث نے اس کے چہرے پر اداسی میں ہی سہی پر مسکراہٹ دیکھی تھی۔

"وعدہ؟"

بھیگی آنکھوں میں چمک بھی تھی۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟"

حارث نے عجلت میں نفی میں سر ہلایا۔ دونوں بھنویں سکیڑ کر۔

"کیا پتہ کہ پھر آکر آپ مجھے یہ نہ کہہ دیں کہ رات تو تمہارے پاس رک رہا ہوں نا۔"

رابعہ نے اسی کے انداز میں جتایا۔ حارث محظوظ ہو کر دیکھتا رہا۔

" میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ مجھے آپ گھر لے کر جائیں گے۔ مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے۔ سکون سے رہنا ہے وہاں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

انگلی اٹھا کر اس نے حارث سے بات کی۔ اور حارث نے اس کی انگلی کو اپنی انگلی میں پھنسا کر لاک کیا۔ پھر ہاتھ کو نیچے کیا۔ رابعہ کے دونوں ہونٹ کھل گئے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ وعدہ!"

پھر حارث نے اس کی انگلی کو زور سے دبا کر اس سے وعدہ کیا۔ گھڑی میں وقت دیکھا۔ رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی۔ پھر وہ اٹھ گیا۔

"جب دکان بند کر کے آئیں گے تو مجھے گھر لے جائیں گے؟"

باتھروم کے دروازے پر تھا جب اسے رابعہ کی آواز آئی۔

"ہاں لے جاؤں گا۔"

کیسے لے جائے گا، گھر جا کر کیا کہے گا، یہ سب اس نے بعد میں سوچنا تھا۔

"تھینکیو!"

ایسا اطمینان ہوا کہ رابعہ اپنے سر درد کو بھول گئی۔ پیچھے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ عبایہ بھی اتار دیا۔

"تم نے اپنے گھر کال کرنی ہے؟ اپنی امی کو بتانا ہے تو بتا دو میرے فون سے۔ آج تمہارا فون بھی اٹھا لوں گا میں ابھی جاتے وقت۔ کل سے اس نے ٹھیک کر کے رکھا ہوا ہے دکان پہ۔ لیکن مجھے موقع ہی نہیں ملا کہ میں اس کی دکان کی طرف چکر لگاتا۔"

Novels by Hema Nasood Khan

ساتھ میز پر ہی حارث کا فون رکھا ہوا تھا۔ رابعہ نے دیکھ کر بھی نہیں اٹھایا۔

"آپ اپنی امی کو کب بتائیں گے؟"

"بتاؤں گا لیکن ایک دم سے نہیں۔ گھر کے ماحول کا تو تمہیں پتہ ہی ہے۔"

اس نے باہر آ کر جائے نماز بچھائی۔

"اور گھر کا ماحول پتہ نہیں کب تک ایسا رہے گا۔ پھر کیا آپ اب میری خوشخبری اپنے گھر والوں سے چھپائیں گے؟ حالانکہ جانتے بھی ہیں کہ وہ سب میرے بارے میں یہی سمجھتے ہیں کہ میں اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔"

کمرے میں اطمینان کی فضا کو ایک دم سے انتشار نے گھیر لیا تھا۔ حارث نے جائے نماز پر قدم نہیں رکھا۔ رابعہ کی طرف بڑھا۔

"رابعہ!"

وہ اسے بناڈرے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں کے گوشے تو اب بھی گیلے تھے۔

"کیوں تم غصہ کر رہی ہو اور مجھے بھی دلا رہی ہو؟"

وضو کرنے سے تو غصہ ختم ہوتا ہے۔ اور اسے وضو کرنے کے بعد غصہ دلا دیا گیا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"میں سچ میں بہت خوش ہوں۔ میں نے دور دور تک بھی نہیں سوچا تھا کہ مجھے یہ خوشخبری اس طرح سے اچانک مل جائے گی۔ لیکن تم نہ خود خوش ہو رہی ہو نہ ہی میری خوشی کو باقی رہنے دے رہی ہو۔"

اب وہ اس کے سر پہ کھڑا ہو کر اسے ڈانٹ رہا تھا۔

"آپ رہیں خوش لیکن اپنے گھر میں آپ سب کو بتائیں گے۔"

رابعہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیڈ سے اٹھی۔ اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"صرف اس لیے کہ ہم انہیں یہ ثابت کر سکیں کہ ہمارے درمیان میں سب ٹھیک ہے اور ہم دونوں میں سے کسی ایک میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

حارث کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

"ہاں کریں گے ہم انہیں ثابت!"

اور جو تھوڑی دیر پہلے اسے اطمینان ملا تھا وہ اس نے خود ہی ختم بھی کر دیا تھا۔

"تمہارا بس دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں اس طرح سے کسی کو بھی کچھ نہیں بتاؤں گا کہ ہر چیز سب کی نظروں میں ایک دم سے آ جائے۔ پہلے تمہاری ری پورٹس چیک کروائیں گے ہم کل صبح۔ اور پھر دیکھیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔"

حارث نے اسے اسی سخت لہجے میں ڈپٹا۔ پھر اس کے آگے سے ہٹ گیا۔

Novels by Hamna Nasoukhan

"ٹھیک ہے جو مرضی کرنا ہے آپ نے کرلیں۔ لیکن میری بات نہیں سمجھتے آپ! یہ بھی نہیں سمجھ رہے کہ میں کیوں رو رہی ہوں۔"

وہ نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز پر کھڑا ہو چکا تھا۔ جواب دیے بغیر نیت باندھی۔ اپنا سخت لہجہ قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت تھی۔ سمجھ رہا تھا کہ وہ بہت حساس ہو رہی ہے۔

"تم اتنا غصہ کر رہی ہو۔ غلط بات بھی بول رہی ہو۔ میں پھر آگے سے کیا کروں، رابعہ۔"

نماز پڑھنے کے بعد اس نے شکرانے کے نفل بھی پڑھے۔ پھر جائے نماز سمیٹی۔ اس کی طرف دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی۔

"کچھ بھی نہ کریں آپ۔ بس ادھر میرے پاس تھوڑی دیر اور رک جائیں۔"

جیسے اس کا بھی غصہ قابو میں آگیا تھا۔ آنکھیں کھول کر اس نے اپنے بائیں ہاتھ کو بیڈ پر رکھا۔ اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ بھی آکر بیٹھ گیا۔ اس کے سر پہ ایک ہاتھ رکھا۔ خود اس کے قریب ہوا۔ اور اس کے اوپر پھونک ماری۔

"دکان پہ جو لڑکا ہے وہ پانچ بجے چھٹی کرتا ہے۔"

پھر آہستگی سے کہا۔

"آپ پانچ بجے سے دس منٹ پہلے چلے جانا لیکن ابھی مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔"

رابعہ کو بھی پتہ نہیں کیا سوجھی، اچانک اس کا بازو پکڑ کر اس نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

Novels by Hania Masood Khan

"تم بھی بالکل بچی بن گئی ہو۔"

اس نے بھی پھر خود کو اس سے دور نہیں کیا۔

"آپ نے کہا ہے نا کہ آپ میرا ہر طرح سے خیال رکھیں گے تو اب رکھیں پھر۔"

منمنا کر بول رہی تھی۔ وہ اپنی ساری باتیں منوانا چاہتی تھی۔

پھر حارث نے بھی رابعہ سے سچا وعدہ کیا تھا۔ جب دکان بند کی تو رابعہ کو لینے اس کے گھر پہنچ گیا۔ وہاں سے نکل کر پہلے اس نے رابعہ کی رپورٹس اٹھوائیں۔ پھر اسے فاطمہ کی ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا۔ فاطمہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ سات بجے سے نو بجے کے درمیان دوبارہ بیٹھتی تھیں۔ وہاں حارث نے اس کا چیک اپ کروایا۔ اپنی تسلی کی۔ پھر مٹھائی لے کر گھر پہنچا۔

"اسلام و علیکم!"

رابعہ کے چہرے پر گھبراہٹ سی تھی۔ پر وہ مطمئن نظر آرہا تھا۔ اسے اپنے ساتھ لے کر وہ سیدھا امی کے کمرے میں آیا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں رابعہ کی فائل بھی تھی۔ ساتھ میں مٹھائی کا ڈبہ بھی۔

"میں رابعہ کو لینے گیا تھا۔ اسی لیے دیر ہو گئی آتے آتے۔"

Novels by Hema Masood Khan

اسے حارث کے ساتھ دیکھ کر امی کو زیادہ حیرانی نہیں ہوئی۔ رابعہ نے بھی امی کو بس دور سے ہی سلام کیا تھا۔ ورنہ پہلے ہمیشہ وہ ان کے آگے اپنا سر کر دیتی تھی۔

"مجھے تو ایسے بتا رہا ہے جیسے تُو اسے لاہور سے لینے گیا تھا پر میں تیرے سارے چکر پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ تو نے اسے ادھر ہی اس کی ماں کے گھر رکھا ہوا تھا۔ تبھی تو تیری راتیں گھر سے باہر گزر رہی تھیں۔"

رابعہ نظریں جھکا کر نیچے کارپٹ کو دیکھ رہی تھی۔ حارث نے کرسی اٹھا کر اس کے لیے آگے کی۔

"چلیں جب آپ کو بھی پتہ تھا تو پھر آپ تسلی رکھیں، راتوں کو اپنی بیوی کے پاس ہی رکا ہوں میں۔ اور رابعہ بیٹھو تم۔"

رابعہ نے حارث کی طرف دیکھا۔ اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئی۔

"باجی کدھر ہیں؟"

پیچھے گردن موڑ کر اس نے کچن کی طرف دیکھا۔ کچن کی تو لائٹ بھی نہیں جل رہی تھی۔

"وہ اُسی کمرے میں ہے۔ جب سے قیصر گیا ہے اس کی تو حالت دیکھی نہیں جا رہی۔"

امی کا اشارہ صوفوں والے کمرے کی طرف تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"بڑی باجی کا فون آیا تھا۔ مغرب کے بعد آئیں گی وہ۔ اور پھر ثمرین باجی کو بھی فیصلہ لینا ہی ہو گا۔ صدمے میں رہ کر امی صرف وقت ہی ضائع ہو گا۔"

پھر اس نے اپنے لیے بھی کرسی کھینچی۔ ہاتھ میں پکڑی رابعہ کی فائل پیچھے استری والی میز پر رکھ دی۔ ساتھ میں مٹھائی کا ڈبہ بھی۔

"یہ ہاتھ میں تیرے کیسے کاغذات ہیں؟"

دور سے اس پہ لکھے حروف ان کو دکھائی نہیں دیے تھے۔ پر اس طرح کی فائل امی نے فاطمہ کے پاس بھی دیکھی تھی۔

"یہ رابعہ کی ری پورٹس ہیں۔"

استری والی میز سے فائل دوبارہ اٹھا کر حارث نے امی کے سامنے کر دی۔ اسے کھولا۔

"کیسی رپورٹیں؟"

اب امی غور سے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ سمجھ انہیں بھی آنے لگی تھی۔

"ابھی ہم ڈاکٹر کے پاس سے ہی ہو کر آ رہے ہیں۔ فاطمہ کی جو ڈاکٹر ہیں اس کے پاس گئے تھے ہم۔ ٹیسٹ وغیرہ ہم نے دوپہر میں کروایا تھا۔"

اس فائل میں سے ایک کاغذ نکال کر حارث نے ان کے سامنے کیا۔ اس کاغذ کے ایک طرف الٹراساؤنڈ کی بلیک اینڈ وائٹ چھوٹی سی تصویر بھی لگی ہوئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

''خیریت ہے نا؟''

امی کی نظریں اس سکین پر ہی تھیں۔

''خیریت ہی ہے امی۔ بس آپ یہ منہ میٹھا کریں۔ دادی بننے کی خواہش پوری ہونے جا رہی ہے آپ کی۔''

حارث کا جملہ پورا ہوا۔ اور امی تو جیسے اگلی پچھلی سب باتیں بھول گئیں۔ ان کے چہرے پر خوشی آ گئی۔ اور خود اٹھ کر انہوں نے رابعہ کے سر پر پیار کیا۔ وہ تو حیرت سے ہی دیکھتی رہی۔

''دیکھ... اُس دن میں تجھ سے کہہ رہی تھی نا کہ یہ بی پی وغیرہ ایسے ہی لو نہیں ہو جاتے عورتوں کے۔ مجھے تو تب ہی لگ رہا تھا کہ اب کی بار خوشخبری ہے۔ پر تُو نے الٹا میری بات پہ غصہ کرنا شروع کر دیا تھا۔''

اور ایک خوشخبری نے ان کا لہجہ بھی بدل دیا تھا۔ انداز ان کا بالکل ویسا ہو گیا تھا جیسا شادی کے شروع کے دنوں میں تھا۔ محبت بھرا انداز۔

''بس امی اب میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ نے اپنی بہو کا بہت خیال رکھنا ہے۔ ڈاکٹر نے سختی سے کہہ کر بھیجا ہے کہ کوئی لاپرواہی نہیں چلے گی۔''

مٹھائی کا ڈبہ کھولا۔ انہیں گلاب جامن کھلایا۔

Novels by Hania Masood Khan

"ہاں کیوں نہیں۔ میں رکھوں گی اس کا خیال۔ میں زرا ثمرین کو بھی بتا کر آتی ہوں۔"

وہ پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ رابعہ کا چہرہ اب بھی حیرت زدہ تھا۔ حارث کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا رہا تھا۔ رابعہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر وہ جھکا۔ اس کے سر پہ ہونٹ رکھے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا، رابعہ۔ بس تم نے پریشان نہیں ہونا۔"

امی کمرے سے باہر چلی گئیں تھیں۔ ثمرین باجی کے ساتھ اپنی خوشی کو بانٹنے۔

رات کا وقت تھا۔ امی کے کمرے میں بڑے عرصے بعد نیچے دستر خوان لگا تھا۔ وہ بھی سب کے لیے۔ بڑی باجی آئیں اور جب انہیں خوشخبری کا پتہ چلا تو اسی خوشی میں انہوں نے سب کے لیے بریانی بنائی۔ رابعہ ابھی تک امی کے کمرے میں تھی۔ انہیں کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ خاموشی سے سب کو سن رہی تھی۔ سب کے تاثرات سمجھ رہی تھی۔ حارث عباس بھائی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ فاطمہ کو بھی فون کر کے انہوں نے بلایا تھا۔ اور جب بات خوشی کی تھی تو اس نے کہا تھا کہ وہ اپنے گھر کھانا کھا کر پھر ایک گھنٹے کے لیے آجائے گی۔ بس رہی بات ثمرین باجی کی تو جیسے سب نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ حارث اور قیصر بھائی اسی بارے میں بات کر رہے تھے۔

"میں باجی کے ساتھ کھانا لگوا دیتی ہوں۔"

Novels by Hamna Yasooc Khan

دستر خوان بھی بڑی باجی لگا کر گئی تھیں۔ رابعہ نے بیڈ سے ٹانگیں نیچے کیں۔ اٹھ کر باہر جانے لگی۔

"بیٹھی رہو۔ وہ برتن وغیرہ بچوں سے لگوا لے گی۔ اور تم نے اپنی امی کو بتا دیا؟ صبح میری ان سے بات کروانا میں انہیں مبارکباد دوں گی۔"

رابعہ بنا جواب دیے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس گھر میں بیٹھے بٹھائے عزت سے کھانا اگر کبھی اسے کسی نے دیا تھا تو وہ بھی حارث نے ہی دیا تھا۔

"ثمرین خالہ کو آواز دے آؤ کھانے کے لیے۔"

بڑی باجی کچن سے بریانی کا دیگچہ ہی اٹھا کر کمرے میں لے آئیں تھیں۔ برامدے سے گزریں تو بچوں سے انہوں نے کہا۔ حارث اور عباس بھائی بھی متوجہ ہوئے۔

"میں نے کہا کہ کیا ڈشیں بھرنی۔ دیگچہ ہی لے جاتی ہوں اندر۔"

بریانی کا سارا سامان عباس بھائی لے کر آئے تھے۔ یعنی بریانی ان کی طرف سے تھی۔ اور حارث سے منہ پڑ کر سب نے مٹھائی کا کہا تھا۔ جسے وہ لے آیا تھا۔

"ہاں اسی سے ڈال ڈال کر دے دینا تُو۔ اور رابعہ اور مجھے اوپر ہی دے دینا۔ ہم نہیں بیٹھ رہے نیچے۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

رابعہ نے گہری سانس لی۔ کہیں سے بھی وہ امی کی خوشی کو دکھاوا نہیں کہہ سکتی تھی۔ وہ خوش ہو گئیں تھیں اور پورے گھر کا ماحول بدل گیا تھا۔ رونق ہی رونق تھی۔ بڑی باجی نے مسکراتے ہوئے رابعہ کی طرف دیکھا تھا۔

"میں نیچے بیٹھ جاؤں گی۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ہاں میں تمہیں گدی رکھ دیتی ہوں۔ آجاؤ نیچے۔ حارث کے ساتھ بیٹھ جانا تم۔ اور امی آپ کو میں اوپر ہی دے دوں گی۔"

کرسی پر رکھی وہ پتلی سی گدی بڑی باجی نے رابعہ کے لیے رکھ دی۔ وہ بھی پھر نیچے آکر بیٹھ گئی۔

"مما خالہ کہہ رہی ہیں انہوں نے کھانا نہیں کھانا۔"

تینوں بچے بھاگ کر ایک ساتھ کمرے میں آئے تھے۔ اور ہمیشہ کی طرح آدھے کارپٹ پر چڑھنے کے بعد انہوں نے جوتیاں اتاری تھیں۔

"یہ اپنے جوتے باہر کرو عائش، اور اسمارہ شائز میرے ساتھ باہر آؤ۔ برتن رکھواؤ۔"

عائش ان دونوں کو دانت دکھاتے ہوئے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ کچن میں جا کر بڑی باجی بچوں کو برتن پکڑا رہی تھیں اور وہ رکھ رہے تھے۔

"خالہ کیا کہہ رہی تھیں؟"

Novels by Hamna Nasoor Khan

شائز پانی کی دو بوتلیں فریج سے نکال رہا تھا۔ حارث نے اس سے پوچھ لیا۔

"وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ لوگ خود ہی کھالو۔ خوشیاں منالو۔ انہیں آپ لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

اندر تو بات اسمارہ نے کی تھی۔ لیکن یہاں شائز لفظ بالفظ بتا گیا تھا۔

"زیادہ زبان نہیں چل رہی شائز آپ کی۔"

بڑی باجی نے اسے ٹوکا۔

"مما جو خالہ نے کہا ہے میں نے وہی بتایا ہے اور اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو حارث ماموں آپ خود جا کر خالہ سے پوچھ لیں۔ وہ آپ کو بھی ایسا ہی جواب دیں گی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کہہ سکتی ہیں کچھ۔ کیونکہ اندر وہ بڑے غصے میں بیٹھی ہوئی ہیں۔"

اور زبان اس کی واقعی چل رہی تھی۔ کمرے میں جاتے ہوئے بڑی باجی پیچھے سے اس کی شرٹ پکڑ کر، اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر گئیں تھیں۔

" میں انہیں ایک بار کہہ دیتا ہوں کھانے کا۔ ان کا دل کیا تو آجائیں گی ورنہ جب بھوک لگے گی تو خود ہی لے کر کھالیں گی۔"

عباس بھائی کمرے میں گئے۔ حارث ثمرین باجی کے پاس۔ دروازہ دھکیلا تو وہ کھل گیا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"سب اکٹھے بیٹھے ہیں کھانا کھانے کے لیے۔ آپ بھی آجاؤ۔ امی بلا رہی ہیں۔ ابھی سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ شروع نہیں کیا کسی نے بھی کھانا کھانا۔"

گھٹنوں سے سر اٹھا کر انہوں نے حارث کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑنے کے ساتھ ساتھ گڑھے سے بھی پڑ گئے ہوں۔ آنکھیں بالکل بے رونق ہو گئیں تھیں۔

"میرے آنے نہ آنے سے کونسا تم لوگ کھانا نہیں کھاؤ گے۔"

غمگیں مسکراہٹ جیسے ان کا اپنا مذاق ہی اڑا رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں بتا تو رہا ہوں کہ آپ کے انتظار میں ابھی کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔"

حارث آہستگی سے بات کر رہا تھا۔ دروازے کے پاس کھڑے ہو کر۔

"بات تو تیری خوشی کی ہے۔ اور پہلے بھی کونسا میرا غم کسی کو نظر آتا تھا جواب تیری خوشی کے آگے نظر آئے گا۔ جا تُو کھانا کھا۔ مجھے جب کھانا ہو گا میں خود لے لوں گی کچن سے۔"

وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اب انہوں نے رخ بدل لیا۔ پھر حارث نے بھی اپنے قدم پلٹا دیے۔

"باجی بعد میں خود ہی کھا لیں گی۔ آپ لوگ شروع کرو۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

سب دستر خوان کے گرد بیٹھ گئے۔ خوشگوار انداز میں کھانا کھایا گیا۔ اور ثمرین باجی کے مطابق ان کی کمی کسی نے بھی واقعی محسوس نہیں کی۔ بڑی باجی بچوں سے ہی دستر خوان اٹھوا رہی تھیں تب فاطمہ بھی آگئی۔

"ڈاکٹر کیسی لگی بھائی آپ کو؟"

رابعہ سے وہ بہت گرم جوشی سے ملی۔ علیفہ باہر بچوں کے ساتھ کھیلنے لگی تھی۔ محسن عباس بھائی کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ حارث کھڑا تھا۔ رپورٹس اٹھا کر وہ فاطمہ کو دکھا رہا تھا۔

"ڈاکٹر وہ بھی اچھی تھی جس کے پاس ہم پہلے گئے تھے پر تمہاری والی ڈاکٹر نے بھی اچھے سے سمجھایا ہے سب۔ اللہ بس خیر کا وقت رکھے، رابعہ کے لیے میں یہی ڈاکٹر رکھوں گا۔"

رابعہ سر جھکائے پریشان ہو رہی تھی۔ اس ڈاکٹر نے جتنی مہنگی دوائیں لکھ کر دیں تھیں، اور جو اس کے چیک اپ کی فیس تھی، حارث کی جیب پر ابھی ہی بھاری پڑ گئی تھی۔ رابعہ نے خود دیکھا تھا کہ وہ سیل کے پیسے خرچ کر چکا ہے۔ بنا کوئی اور حساب کیے۔

سب کے جانے کے بعد تھوڑی دیر پہلے ہی وہ اپنے کمرے میں آئی تھی۔ بیڈ پر بیٹھی تو سکون محسوس ہونے لگا۔ اتنا یاد کیا تھا اس نے اپنے اس کمرے کو۔ حارث بھی اس کا سامان

Novels by Hamna Masood Khan

ہی رکھ رہا تھا۔ پھر فائل کے ساتھ اس نے دوائیوں والا شاپر رابعہ کی طرف والی چھوٹی میز پر رکھا۔

"یہ تمہاری دوائیاں ہیں۔ پرچی سے تم خود حساب لگالو کہ کون سی کب لینی ہے۔ میں تمہارے لیے دودھ گرم کر کے لاتا ہوں۔"

ساتھ میں اپنے لیے اس نے چائے بھی بنانی تھی۔ کھانے کے بعد سب نے مٹھائی ہی کھائی تھی ورنہ سب کے لیے چائے ضرور بنتی۔ رابعہ نے شاپر کھول کر دوائیاں نکالیں۔ کچھ ڈبیاں تھیں۔ اور کچھ پتے۔ کالے موٹے مارکر سے ہر ایک کے اوپر دوائیوں کی کوئی ترتیب بھی لکھی ہوئی تھی۔

"آپ نے پورے پندرہ دن کے حساب سے دوائیں کیوں لے لیں؟"

میڈیکل سٹور پر حارث نے سات دن، پندرہ دن، اور پورے مہینے کے لیے دوائیوں کا حساب اس کے سامنے ہی پوچھا تھا۔ اور پھر پندرہ دن کی دوائیاں لیں تھیں۔

"لینی تو مجھے ایک مہینے کی تھیں۔ کیونکہ پورے مہینے تمہاری دوائیاں یہیں رہیں گی۔ پر ابھی یہ پندرہ دن کی ہیں۔ اگلے پندرہ دن کی بھی میں تمہیں ٹائم سے لے دوں گا۔ اس کی تم پریشانی نہ لینا۔ میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں سب کر لوں گا۔"

Novels by Huma Masood Khan

اسے کمرے میں چھوڑ کر نیچے گیا۔ اپنے لیے چائے بنائی۔ امی سے تھوڑی بات کی۔ پھر رابعہ کے لیے بھی دودھ کو نیم گرم کیا۔ چھوٹی ڈش میں اپنے لیے چائے کا کپ رکھا۔ رابعہ کے لیے دودھ کانچ کے گلاس میں تھا۔ امی کو بتا کر وہ ایک ہی بار اوپر آیا۔

"تم رو کیوں رہی ہو اب؟ کچھ ہوا ہے کیا؟ درد ہو رہا ہے کہیں؟"

کمرے میں آیا تو وہاں تو رابعہ سمٹ کر لیٹی ہوئی تھی۔ گھٹ گھٹ کے رو رہی تھی۔

"نہیں... بس مجھے ایسے ہی پریشانی ہو رہی ہے۔"

حارث نے ڈش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی۔ پھر اس کے پاس بیٹھا۔

"کس بات کی پریشانی؟"

اس کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کر سہلانے لگا۔

"پتہ نہیں۔"

پھر اس کا ہاتھ تھاما۔ ہونٹوں سے لگایا۔ اسے ٹیک لگا کر بٹھایا۔

"تم نے دیکھا آج سب کتنا خوش تھے۔ اتنے عرصے بعد گھر کا ماحول بہتر ہوا ہے۔ امی کی بھی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ پھر جب سب ٹھیک ہے تو تمہیں کسی بھی بات کی پریشانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، رابعہ۔ ثمرین باجی بھی کل یا پرسوں تک اپنے گھر چلی جائیں گی۔ ابھی بڑی باجی نے ان سے پوچھا تھا جاتے وقت۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

پھر وہ خود ہی اس کی دوائیوں کے نام پڑھ پڑھ کر ابھی کھانے کے لیے دوائیاں الگ کرنے لگا۔ رابعہ کی ہتھیلی میں دینے کے بجائے وہ گولیاں اپنی ہتھیلی میں اکٹھی کر رہا تھا۔

"آج کے دن آپ نے میرے چیک اپ، ٹیسٹوں اور دوائیوں کے لیے دکان کی سیل استعمال کر لی ہے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ میں راحیل بھائی سے بات کروں گی۔"

روتے ہوئے وہ حارث کو بتا رہی تھی۔ حارث ایک ایک کر کے اسے گولیاں دے رہا تھا۔ دودھ کا گلاس بھی اب اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔

"کیا بات کرو گی راحیل سے؟"

وہ اس کا دل ہلکا کرنے کے لیے اس سے بات کر رہا تھا۔ رابعہ نے بڑی سی گولی زبان پر رکھی۔ جب پانی پیا تو جیسے وہ گولی حلق میں پھنس گئی۔ منہ اچھا خاصا کڑوا ہو گیا۔

"میں ان سے کہوں گی کہ ہم انہیں ابو والی دکان کی ساری سیل نہیں دیں گے۔ جب اس پر ہمارا بھی حق ہے۔ ہم بس انہیں امی کا حصہ دیں گے۔"

حارث نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ اچھے خاصے بگڑے ہوئے تھے۔ کڑواہٹ ماتھے کے بل سے ہی واضح ہو رہی تھی۔

"دو سے تین سال میں اس کے لاہور والے گھر کی قسطیں مکمل ہو جائیں گی۔ اس کے بعد کر لینا تم اس سے بات۔ ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

Novels by Hania Masood Khan

حارث نے باقی کی گولیاں بھی اسے دے دیں۔ رابعہ نے تلخی سے دیکھتے ہوئے سب کو ایک ساتھ نگلا۔ پھر دودھ کا گلاس ہونٹوں سے لگایا۔

"کیوں ضرورت نہیں ہے؟ ہماری بھی فیملی بنے گی۔ ہمارے بھی خرچے بڑھیں گے۔ ہمیں ہے ضرورت۔ بلکہ ضرورت سے بڑھ کر ہمارا حق ہے۔ راحیل بھائی کو اگر گھر کی قسطیں دینی ہی ہیں تو وہ ابو کا گھر کرائے پر دیں۔ وہاں سے پورے کریں پیسے۔ یا پھر بیچنا ہے تو ابو کا گھر بیچ دیں۔ ایک ہی بار سارے پیسے ادا کر دیں۔"

دودھ کا گلاس اس نے ایک سانس میں ختم کیا تھا۔ اور اچھا خاصا دل خراب ہونے لگ گیا تھا۔ اوپر سے سانس الگ بے ترتیب ہوا تھا۔

"تم اسے اپنے ابو والا گھر بیچنے کا مشورہ دو گی۔ حیرانی ہے مجھے اس بات پہ۔ ایسے گھر نشانی ہوتے ہیں۔ ان میں ماں باپ کے ساتھ گزرے وقت کی یادیں ہوتی ہیں۔ ایسے گھروں کو بیچا نہیں جاتا۔"

حارث نے اس کے ہاتھ سے خالی گلاس لے کر ڈش میں رکھا۔ اپنی چائے اٹھائی۔ اور اس کی طرف سے گھوم کر بیڈ پر اپنی طرف کو آ گیا۔

Novels by Hamna Nasool Khan

"لیکن راحیل بھائی کو بھی سوچنا چاہیے۔اور آپ چاہے مجھے منع کریں پر میں امی سے بات کروں گی۔انہیں بتاؤں گی کہ ابو کی دکان پہ بھی کتنا دھیان رکھتے ہیں آپ۔اس پر آپ کا بھی حق ہے۔"

رابعہ دونوں گھٹنے جوڑ کر اس کی طرف مڑ گئی۔

"تم دعا کرو۔اللہ ہماری ہی روزی میں برکت ڈال دے۔اور ہمیں پھر ضرورت ہی نہ پڑے کہ ہم راحیل سے کچھ کہیں۔"

حارث کے سامنے تو وہ خاموش ہو گئی لیکن اپنی امی سے اس نے اس بارے میں اب ہر حال میں بات کرنی تھی۔کیونکہ اگر حارث کے حصے میں ہی کچھ نہیں آنا تھا تو حارث کو بھی دکان کی دیکھ بھال اور حساب کتاب رکھنے کی پھر کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"تم بتاؤ... اپنے اس بیڈ پر آکر تمہیں کیسا محسوس ہو رہا ہے؟"

پھر حارث نے بات بدلی۔

"سکون مل رہا ہے۔دماغ سے جیسے سارا بوجھ ہٹ گیا ہے۔"

مسکراتے ہوئے وہ یہ بھی بھول گئی تھی کہ تھوڑی دیر پہلے وہ بلاوجہ رو رہی تھی۔بلکہ کل سے اب تک بہت بار رو چکی تھی۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

رات اسے سکون سے بھرپور بڑی گہری نیند آئی تھی۔ فجر پہ بھی بڑی مشکل سے اس نے آنکھ کھولی تھی۔ دماغ بھاری تھا اور اسی وجہ سے وہ نماز کے فوراً بعد سو گئی تھی۔ الارم اس نے سات بجے کا لگایا تھا۔ آخر اسے صبح بہت کام کرنے تھے۔ رات کچن میں تو اس کا جانا ہوا نہیں تھا لیکن اسے اندازہ تھا کہ کچن کا حال کیا ہو گا۔ پھر اسے اپنے کمرے کی بھی ایک ایک چیز کو ترتیب دینی تھی۔ حارث کے کپڑے استری کرنے تھے۔ اور جانے سے پہلے جو مشین وہ لگا کر نہیں گئی تھی اسے بھی لگانا تھا۔

"آٹا میں نے گوندھ دیا تھا۔ تم بس ناشتہ بنالو۔ اور کچن سمیٹنے میں مت لگ جانا۔ کام آرام سے ہوتا رہے گا۔"

اس وقت آٹھ بج رہے تھے۔ آج بہت دن بعد وہ ناشتہ بنانے کے لیے کچن میں آئی تھی۔ اسے خود بھی بھوک بہت لگ رہی تھی۔ اور آج تو واقعی تبدیلی آگئی تھی کہ امی نے آٹا گوندھ کر رکھ دیا تھا۔

"ثمرین باجی کا بھی بناؤں؟ اٹھ گئیں ہیں وہ؟"

امی کے کمرے سے ہو کر وہ باہر آئی۔ حارث بھی نیچے آگیا تھا۔ اسی سے پوچھا۔

"تم بس ابھی ہم لوگوں کا ناشتہ بناؤ۔ باجی اٹھیں گی تو وہ اپنا خود دیکھ لیں گی۔"

Novels by Humna Yasoob Khan

نہادھو کر وہ نیچے آیا تھا۔تازہ دم تھا۔موڈ بھی بہت اچھا تھا۔امی کے کمرے میں جا کر اس نے میز آگے کی۔کرسیاں کھینچیں۔پھر بیٹھنے کے بجائے کچن کی طرف واپس آگیا۔

"چولہے کے آگے کھڑے ہونے سے تمہیں کچھ ہو تو نہیں رہا؟"

رابعہ نے آخری پراٹھا بیلتے ہوئے گردن موڑی۔دوپٹہ اس نے اتار کر برتنوں والے سٹینڈ پر رکھا ہوا تھا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہیٹ لگ رہی ہے تو کہیں سر درد تو نہیں کرنے لگ رہا؟"

حارث نے دہلیز پر کھڑے ہو کر اسے اپنی بات سمجھانا چاہی۔رابعہ نے نفی میں سر ہلایا۔ اور حارث اس کے ماتھے پر آئے پسینے کی چمک کو دیکھنے لگا۔

"یا پھر کھانا پکنے کی خوشبو سے دل خراب تو نہیں ہو رہا؟"

کچن میں پراٹھے اور چائے کی ملی جلی سی خوشبو تھی۔عام حالات میں تو نہیں لیکن اس حالت میں اس سے دل ضرور خراب ہو سکتا تھا۔

"آپ یہ پراٹھے لے جائیں۔میں چائے ڈال کر لا رہی ہوں۔"

جو دو پراٹھے تیار تھے وہ اس نے حارث کو تھما دیے۔اس کی فکر میں وہ کچن میں کھڑا ہی ہو گیا تھا۔نہادھو کر آیا تھا اور ساری تازگی اس گرمی میں ختم ہو جانی تھی۔جبکہ وہ اپنے کچن میں حق سے کام کر رہی تھی۔طبیعت کی طرف تو اس کا دھیان ہی نہیں جا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

ثمرین باجی اٹھ کر آئیں تو امی، رابعہ اور حارث کے ساتھ سکون سے ناشتہ کر رہی تھیں۔ ایک نظر انہیں دیکھ کر وہ خود کچن میں گئیں۔ پتیلی میں ان کے حصے کی چائے بنی ہوئی تھی۔ پیڑا بھی غالباً رابعہ انہیں کے پراٹھے کا بنا کر رکھ گئی تھی۔ اسی چائے کو گرم کر کے انہوں نے کپ میں نکالا۔ پھر پراٹھا بیل کر توے پہ ڈالا۔ رات کا کوئی سالن تو تھا نہیں اسی لیے انڈہ بنایا۔ اپنا ناشتہ ڈش میں رکھا۔ کچن سے باہر آئیں۔ تب تک وہ لوگ ناشتہ کر چکے تھے۔

"اسلام و علیکم!"

رابعہ کمرے سے برتن لے کر کچن میں جا رہی تھی۔ برامدے سے گزرتے ہوئے اس کا ٹکراؤ ثمرین باجی سے ہو گیا۔ تبھی وہ ٹھہر گئی تھی۔

"مبارک ہو تمہیں! مجھے غلط ثابت کرنے کے لیے۔"

رابعہ ناسمجھی سے دیکھتی رہی۔ ان کے چہرے کے تاثرات تو وہ سمجھ رہی تھی لیکن وہ اسے کس قسم کی مبارکباد دے رہی ہیں یہ اسے سمجھ نہیں آیا۔

"میں سمجھتی تھی نا کہ تم کبھی ماں ہی نہیں بن سکتی۔ لیکن اب یہ خوشخبری دے کر تم نے مجھے غلط ثابت کر دیا ہے۔"

Novels by Hamna Masood Khan

آگے سے رابعہ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ ہی چہرے پر کوئی تاثر لایا۔ ان کے آگے ٹھہری رہی۔ کیا پتہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھیں۔ لیکن وہ بھی اپنا ناشتہ لے کر امی کے کمرے میں جانے کے بجائے واپس صوفوں والے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ زیادہ کچھ کہہ کر نہیں گئیں تھیں۔ صرف اور صرف مبارک باد ہی دی تھی۔

"ابھی اوپر جا کر سیدھا میڈیسن لو اپنی۔ میں دکان پر پہنچ کر فون کروں گا تمہیں۔ دوائی کے بعد اگر سستی ہو رہی ہوئی تو لیٹ جانا بے شک۔ گیارہ تک اٹھ کر نیچے آجانا۔ اور ویسے تو تمہیں کوئی کچھ کہے گا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ امی تمہارا خیال رکھیں گی۔ باجی بھی کمرے سے باہر نہیں آئیں گی۔ لیکن پھر بھی رابعہ، اگر تمہیں کچھ بھی غلط لگے تو بس مجھے فون کر دینا۔ چپ چاپ کچھ بھی سہنے کی، یا میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کمرے سے باقی برتن لے کر حارث باہر آگیا تھا۔ پھر کچن تک دونوں اکٹھے گئے۔ حارث نے پہلے اپنے ہاتھ والے برتن سنک میں رکھے۔ پھر رابعہ کے ہاتھ سے بھی برتن لیے۔

"میں بس اپنی میڈیسن ہی لینے جا رہی ہوں۔ اس سے ویسے سر بھاری ہوتا ہے۔ اس لیے میں کچھ دیر لیٹ جاؤں گی۔"

ثمرین باجی کی بات پر اس نے زیادہ دھیان دیا ہی نہیں تھا۔ یوں کہو کہ اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے ان کی بات اور لہجہ نکال دیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ایسا کرو میڈیسن لے کر ادھر نیچے آجاؤ۔ میرے بیڈ پر لیٹ جانا۔ اوپر تو دھوپ سے تمہارا کمرہ بھی اب تپنے لگے گا۔ میں تھوڑی بہت چیزیں سمیٹ دوں گی تم اٹھ کر باقی کا دیکھ لینا۔"

حارث کو اس نے دروازے تک چھوڑا تھا۔ پھر سیدھا امی کے کمرے میں آگئی۔ امی نے اسے نیچے آنے کا کہا تو اس نے سر ہلا دیا تھا۔

پھر اپنی میڈیسن لے کر اوپر اکیلے میں لیٹنے کے بجائے وہ واقعی نیچے آگئی۔ امی نے اس کے آنے تک بیڈ کی چادر سیدھی کر دی تھی۔ رابعہ وہیں لیٹ گئی۔ سر واقعی بھاری ہو گیا تھا۔ اور اس کی پھر ایسی آنکھ لگی کہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب کھلی۔ وہ بھی حارث کے فون سے۔

کمرے کا پنکھا تیزی سے چل رہا تھا۔ بلب جل نہیں رہا تھا، مکمل اندھیرا تھا۔ کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ ویسے تو اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوتا لیکن کال ریسیو کرتے وقت اس کی نظر وقت پر چلی گئی تھی۔ اور پھر وہ سر پکڑ کر اٹھ کے بیٹھ گئی تھی۔ کمرے میں امی بھی نہیں تھیں۔ پتہ نہیں وہ کہاں تھیں۔ اور کیا کر رہی تھیں۔ اور اتنی دیر وہ خود کیسے سوتی رہ گئی تھی۔

"کیا کر رہی تھی؟"

Novels by Hamna Yasood Khan

سلام کے ساتھ ہی حارث نے پوچھا تھا۔

"میں نے بتایا تھا کہ میں دوائی کھا کر تھوڑی دیر لیٹ جاؤں گی۔"

آواز اس کی اب بھی نیند میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ آنکھیں بھی گلابی ہو رہی تھیں۔

"ہاں تو؟ کیا نہیں لیٹی پھر تم؟"

کاؤنٹر کے آگے لگی کرسی پر وہ سکون سے بیٹھا تھا۔ اور جو لڑکا اس نے کام کے لیے رکھا تھا وہ لکڑی سے بنے خانوں میں حارث کے کہے کے مطابق سامان رکھ رہا تھا۔ کال کرتے دوران بھی حارث اسے ہاتھ کے اشارے سے بتائے جا رہا تھا۔

"لیٹی نہیں ہوں میں۔"

ایک ہاتھ میں فون تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنی آنکھیں مسلیں۔

"کوئی کام کرنے لگ گئی تھی؟"

بیڈ سے ٹانگیں لٹکا کر اس نے اپنے پائنچے سیدھے کیے۔

"نہیں کام تو نہیں کیا میں نے۔ اور نیچے آپ کی امی کے کمرے میں آئی تو میں لیٹنے کی غرض سے ہی تھی۔ پر پتہ نہیں کیسے میں اتنی گہری نیند سو گئی کہ ابھی آپ کی فون کال سے اٹھی ہوں۔ کسی نے جگایا ہی نہیں مجھے۔"

پورے گھر میں خاموشی ہی تھی۔ اگر ٹی وی چل رہا ہوتا تو شاید اس کی آنکھ کھل جاتی۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"امی کدھر ہیں؟"

بیڈ سے نیچے اتر کر وہ کھڑی ہوئی۔ فوراً قدم نہیں بڑھایا تھا۔ ورنہ لگ رہا تھا کہ اسے چکر آجاتا۔

"پتہ نہیں۔ کمرے میں نہیں ہیں۔ میں ابھی باہر جا کر دیکھتی ہوں۔ مجھے کہہ رہی تھیں کہ چیزیں وہ سمیٹ دیں گی۔ باقی میں اٹھ کر دیکھ لوں۔"

پھر آہستگی سے وہ آگے بڑھی۔ بورڈ کے نزدیک جا کر اس نے ایک بٹن دبا کر پنکھا بند کیا۔ اور دوسرے بٹن کو دبا کر کمرے میں روشنی پھیلائی۔

"ہاں تو اب اٹھ کر دیکھ لینا تم۔ جتنی ہمت ہو اتنا ہی دیکھنا۔"

پھر حارث نے کال کاٹ دی۔ فون بیڈ پر ہی واپس رکھ کر وہ پلٹی۔ کندھوں پر دوپٹہ رکھا۔ بالوں میں کیچر لگایا۔ کمرے کے دونوں دروازے کھول دیے۔ باہر نکلی تو امی برامدے کی چارپائی پر بیٹھی سبزی بنا رہی تھیں۔

"میں پتہ نہیں کیسے بہت گہری نیند سو گئی تھی۔"

وہ شرمندہ سی کھڑی تھی۔ پھر صحن میں لگی ٹونٹی کھول کر اس نے منہ پر تازہ پانی کا چھینٹا مارا۔

Novels by Hania Yasood Khan

"بس اب تم جھاڑو وغیرہ لگالو۔ دن کے کھانے کے لیے میں نے تو یہ سبزی نکالی ہے۔ تم نے چکن ڈالنا ہو تو ڈال لینا۔ دکان پہ بھی جائے گا نا کھانا۔ اور روٹی تو کافی دن سے باہر سے ہی آرہی ہے۔ اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آج بھی ہم باہر سے منگوالیں گے۔"

اس نے دیکھا تھا۔ ثمرین باجی جس کمرے میں تھیں اس کا دروازہ مکمل بند تھا۔ شاید جب سے وہ سوئی تھی امی باہر برامدے میں اکیلے ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔

"نہیں روٹی میں گھر پر ہی بنالوں گی۔ آپ بھی بے شک کمرے میں چلی جائیں۔ میں یہ سب دیکھ لیتی ہوں۔"

دوپٹے کے دونوں کونوں کو اس نے کمر کے رخ پر باندھا۔ ہمت کی۔ کام سمیٹا۔

آج اتنے دنوں بعد دکان پہ گھر سے کھانا آیا تھا۔ تمہارے ہاتھ کی روٹیوں کی مزمل بھی تعریف کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ عرصہ ہوا اس نے اتنی پتلی روٹی اپنی امی کے بعد آج سے پہلے تک نہیں کھائی تھی۔"

مغرب کی نماز کے بعد جب حارث گھر آیا تو اس نے سالن کا خالی ڈبہ اور روٹیوں کا رومال کچن میں رکھتے ہوئے رابعہ سے کہا۔ رابعہ اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ کون تھا مزمل۔ اور حارث کیوں اس کی تعریف اتنے آرام سے بتا رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں روٹی خاص آپ کے لیے بنا کر بھیجتی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہ کس کی تعریف سنا رہے ہیں آپ مجھے۔"

منہ ہاتھ دھونے کے لیے حارث اوپر کمرے کی طرف جانے لگا۔ رابعہ بھی پیچھے پیچھے ہی تھی۔

"دکان کا لڑکا ہے وہ جسے میں نے پانچ بجے تک کے لیے کام پر رکھا ہے۔ اس کے ہونے سے میرا کافی ہاتھ بٹ گیا ہے۔ اور فرق بس دو سو تین سو کا ہی آیا ہے۔ تم نے تین روٹیاں بھیجی تھیں۔ دو میں نے ہی کھائیں اور ایک اسے دے دی تھی میں نے۔"

حارث اسے بتا رہا تھا۔ رابعہ کو بھی سن کر تسلی ہو گئی۔

پھر حارث رابعہ والی میز کے قریب جا کر اس کی دوائیوں کو دیکھنے لگا۔ اپنی تسلی کر رہا تھا کہ رابعہ نے وقت پہ دوائی کھائی بھی ہے یا نہیں۔

"دن کے کھانے کے بعد میں دوبارہ سو گئی تھی۔ مجھے نہیں پتہ مجھے یہ اتنی نیند کیوں آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں کوئی دوائی غلط کھا رہی ہوں۔"

بیڈ پر حارث کے گھٹنے کے نزدیک ہو کر بیٹھ گئی۔ فائل اٹھا کر کھولی۔ حارث کو دکھانے لگی۔

"جو لکھ کر دی ہیں ڈاکٹر نے ہم وہی لے کر آئیں ہیں، رابعہ۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

چاہے لکھائی اسے سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن میڈیکل سٹور والا تو کوئی غلط میڈیسن نہیں دے سکتا تھا۔

"میرا مطلب ہے کہ رات کو لینے والی دوائی میں دن میں کھا رہی ہوں۔ جان کر تو ڈاکٹر ایسی دوائی دن کے وقت کے لیے نہیں لکھ کر دے گا نا جس میں نیند ہو۔"

اور ابھی اسے دوائی کھاتے ہوئے ایک ہی دن ہوا تھا۔ اور اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی دوائیوں میں کوئی نیند کی گولی بھی شامل ہے۔

"دوائی تم بالکل ٹھیک لے رہی ہو۔ پھر بھی اگر تمہیں عجیب لگ رہا ہے تو فاطمہ سے بات کر لو۔ اسے زیادہ بہتر پتہ ہو گا۔ میرے لیے تو نارمل ہی ہے۔ تمہارا موڈ بدل جاتا ہے آج کل اچانک سے۔ بیٹھے بیٹھے بلاوجہ رونے لگ جاتی ہو۔ پہلے کبھی ایسے مجھے تم نے کہا نہیں لیکن اب تم مجھے خود کہتی ہو کہ میں تمہارے پاس رہوں۔ پھر تمہارا سر درد اور اب یہ بے وقت کی نیند۔"

حارث نے اسے جو کچھ بھی گنوایا رابعہ نے ان سب باتوں پر دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ اتنے موڈ سونگز ہو رہے تھے اسے۔ اور انہیں فیس بھی حارث کر رہا تھا تبھی وہ اپنے سر درد سے زیادہ کچھ محسوس ہی نہیں کر سکی تھی۔ اور اب بے وقت کی نیند اسے کھٹک رہی تھی۔

Novels by Rania Nasood Khan

حالانکہ یہ سب اس کی اس حالت کی وجہ سے تھا۔ڈاکٹر نے کہا تھا نا کہ سب کی کنڈیشن الگ الگ ہوتی ہے۔

"آپ کی امی آج کہہ رہی تھیں کہ میں اپنی امی سے ان کی بات کروادوں۔ لیکن میں نے نہیں کروائی۔ابھی تو انہیں میں نے خود گڈ نیوز کا نہیں بتایا۔"

حارث اب اپنی طرف والے دراز میں جیب خالی کر رہا تھا۔ پچھلے کافی دنوں کا حساب اس کی ڈائری میں درج نہیں تھا۔پیسے ادھر کے ادھر خرچ ہو رہے تھے۔آج اس نے کھانے کے بعد سارا حساب لکھنا تھا۔گھر میں راشن بھی ڈلوانا تھا۔اور روز واپسی پر آتے وقت کسی فروٹ کو لانے کی روٹین بھی بنانی تھی۔

"تو تم بتاؤ نا۔"

حارث نے جیب سے اپنا موبائل نکال کر چارجنگ پر لگا دیا۔رابعہ کا فون تو وہ اسے کل رات ہی دے چکا تھا۔

"میں خود بتاؤں؟"

وہ جھینپتے ہوئے بولی۔

"تو پھر میں بتاؤں؟"

حارث نے بھنویں اوپر کر کے اس کی طرف ترچھی نگاہیں کیں۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"میرے خیال سے تو آپ کو ہی بتانا چاہیے۔"

اب بھی اس نے ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی تھیں۔

"چلو ٹھیک ہے۔ فون ملاؤ تم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پھر تم بھی بات کر لینا۔ اور کل صبح امی کی بات بھی کروا دینا۔"

حارث نے اپنا فون چارجنگ سے اتار کر اسی کی طرف اچھالا۔ رابعہ نے چھوٹی چھوٹی آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پھر فون اٹھا لیا۔ کال ملانے لگی۔ لیکن پھر نہیں ملائی۔

حارث باتھروم جا چکا تھا۔

کھانے کے وقت وہ دونوں نیچے آئے۔ رابعہ کچن کی طرف جا رہی تھی۔ حارث امی کے کمرے کی طرف۔ اسی بیچ صوفوں والے کمرے کا دروازہ کھول کر ثمرین باجی باہر آئیں۔

"مجھے تو میرے گھر چھوڑ آ۔ اپنا سامان وغیرہ میں نے بیگ میں رکھ لیا ہے۔ بس یہ ایک ہی بیگ ہے۔"

ہاتھ کا اشارہ انہوں نے کھلے دروازے کی طرف کیا۔ وہاں سے اندر صوفے پر ایک بیگ رکھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ حارث نے بیگ کو دیکھنے کے بعد ان کو غور سے دیکھا۔ رابعہ

Novels by Hamna Masood Khan

بھی کچن کی دہلیز کے اوپر ہو کر ان کی بات سننے لگی۔ ثمرین باجی کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔ وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ ورنہ رابعہ کبھی ان کی بات سننے کے لیے نہیں رکتی۔

''آپ نے امی کو بتایا ہے؟''

تھوڑی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

''ہاں... ابھی نکلتے وقت بتا دیتی ہوں انہیں۔''

یعنی گھر جانے کی تیاری انہوں نے امی کو بھی بنا بتائے کر لی تھی۔

''باجی پھر بھی آپ سوچ لو۔ بڑی باجی سے مشورہ کر لو۔ ایسے جانا کیا ٹھیک ہے؟''

جانے کے بعد پھر آگے کی ذمہ داری ان کے خود کے ہی اوپر ہوتی۔ ایسے میں نہ وہ قیصر بھائی پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ نہ ہی ثمرین باجی پر۔

''میرے لیے ٹھیک ہے یا نہیں یہ میں وہیں جا کر دیکھ لوں گی۔ پر اب مجھے یہاں نہیں رہنا۔ ویسے بھی قیصر کے مطابق اگر میں ان کی شرط مان لیتی ہوں تو میری زندگی میں کوئی خاص فرق نہیں آئے گا۔ سب کچھ پہلے جیسا ہی رہے گا۔''

ان کا انداز احساس سے عاری تھا۔ جیسے واقعی اب انہیں کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔

''میں پھر بھی عباس بھائی کو فون کرتا ہوں۔ آپ کو چھوڑنے جاؤں گا تو چلو وہ بھی ساتھ ہو جائیں گے۔ ہم پھر قیصر بھائی سے آپ کے لیے بات کر کے آئیں گے۔''

Novels by Hamna Masood Khan

فون اس کا کمرے میں ہی تھا۔ جیب میں ہاتھ مارا تو اس میں والٹ تک نہیں تھا۔

"تُو لے کر آیا تھا مجھے۔ تجھے ہی چھوڑنے جانا چاہیے۔ باقی قیصر سے جو بھی بات کرنی ہوئی وہ میں خود کر لوں گی۔"

پھر وہ امی کے کمرے کی طرف بڑھیں۔ رابعہ ایک دم کچن کے اندر ہوئی۔ کہیں وہ اس کو کھڑے دیکھ کر غصہ ہی نہ کرنے لگ جاتیں۔

"میں امی کو بتانے جا رہی ہوں۔ تُو رابعہ کو بتا آ۔ پھر نکلتے ہیں ہم۔ اس سے پہلے کے عشاء ہو جائے۔"

اب حارث سیڑھیوں سے اوپر جانے کے بجائے کچن کی طرف آ گیا۔ اسے تو پتہ تھا کہ رابعہ نے ساری بات سنی ہے۔

"ثمرین باجی کہہ رہی ہیں کہ میں انہیں ان کے گھر چھوڑ آؤں۔"

فکر مندی ان دونوں کے چہرے پر تھی۔

"تو اب آپ انہیں چھوڑنے جائیں گے؟"

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جب آئیں گے کھانا ہم تب ہی کھا لیں گے۔ اور قیصر بھائی اگر مان گئے ہیں تو وہ باجی کو خود کیوں لینے کے لیے نہیں آئے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

ویسے وہ ابھی روٹیاں بنانے لگی تھی۔ لیکن اس نے ارادہ بدل لیا۔

''قیصر بھائی نہیں مانے۔ بلکہ باجی قیصر بھائی کی شرط مان گئی ہیں۔''

رابعہ نادانستہ طور پر اسے دیکھتی رہی۔

''کونسی شرط؟''

''آکر بتاؤں گا تمہیں۔ اور بھوک لگے تو تم کھانا کھالینا۔ امی کو بھی دے دینا بے شک۔''

اب وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر کمرے سے والٹ اور موبائل اٹھانے کے لیے گیا۔

''قیصر نے شرط رکھی تھی کہ ثمرین اسے دوسری شادی کی اجازت دے دے۔ اس دوسری بیوی کو وہ اپنے ساتھ دبئی لے کر جائے گا۔ اور ثمرین بچوں کے ساتھ اسی گھر میں ویسے ہی رہے گی جیسے وہ عرصے سے رہ رہی ہے۔ پھر ہر دو سال بعد قیصر اس کے پاس چکر لگائے گا۔ خرچہ وغیرہ بھی بھیجتا رہے گا۔''

جب ثمرین باجی حارث کے ساتھ چلی گئیں تو رابعہ کچن کی لائٹ بند کر کے امی کے پاس آگئی۔ اور امی اسے بتانے لگیں۔ اس طرح کی بات تو رابعہ نے بالکل بھی نہیں سوچی تھی۔ جہاں تک اسے یاد تھا ثمرین باجی کا مسئلہ بھی ان کی نند کی وجہ سے بنا تھا۔ پھر ان کی ساس کا انتقال ہو گیا تو نوبت یہاں تک آگئی کہ انہیں اتنا وقت اپنی امی کی طرف رہنا پڑا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن ثمرین باجی کو قیصر بھائی کی اس شرط کو نہیں ماننا چاہیے تھا۔ یہ تو ناانصافی ہے۔ اور اوپر سے قیصر بھائی جیسے بندے کی کیا گارنٹی کے وہ اپنی ان باتوں پر قائم بھی رہیں کہ اس سب سے ثمرین باجی اور بچوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

رابعہ فکر جتاتے ہوئے بولی۔

"حارث تو ثمرین سے کہہ رہا تھا کہ بے شک وہ علیحدگی کا فیصلہ کر لے۔ وہ اس کا ساتھ دے گا۔ لیکن اگر ثمرین نے شرط کو مانتے ہوئے اپنے گھر جانے کا فیصلہ کیا ہے تو اس نے بھی کچھ تو سوچا ہی ہو گا۔ پھر بیٹیاں اتنے عرصے ماؤں کے دروازے پہ رہیں تو ان کی عزت میں بھی کمی ہونے لگ جاتی ہے۔"

رابعہ سر ہلانے لگی۔ امی ساتھ ساتھ دل میں دعائیں بھی کر رہی تھیں کہ اور کوئی مسئلہ نہ بنے۔

"اس دن جب قیصر بھائی گھر آئے تھے تو کیا بات ہوئی تھی ان کی اور باجی کی۔"

اسی دن تو وہ حد سے زیادہ جذباتی ہو رہی تھی۔ حارث اسے بتا بھی رہا تھا لیکن رابعہ نے بات کو نظر انداز کیا تھا۔

"اللہ ہی جانے! قیصر تو بات کر کے سیدھا واپس چلا گیا تھا۔ اور ثمرین نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔ تب سے اب تک کمرے میں بند رہی ہے۔ اکیلے بیٹھ کر خوب سوچا ہو گا تبھی اب

واپس چلی گئی ہے۔اس پہ ہم اپنا فیصلہ اگر مسلط کر بھی دیں تو بھی وہ خوش نہیں ہو گی۔اس لیے بہتر ہے کہ اپنا فیصلہ اس نے خود ہی کر لیا۔"

لیکن اپنی ذات کے لیے انہوں نے صحیح فیصلہ نہیں کیا تھا۔کم از کم رابعہ کی نظر میں ان کا فیصلہ درست نہیں تھا۔

"اگر ثمرین باجی نے یہ سب قبول کر لیا ہے تو ہمیں انہیں سمجھانا چاہیے تھا۔وہ اس وقت خود پریشان ہیں تبھی انہوں نے شاید جلد بازی میں یہ فیصلہ لے لیا ہے۔"

وہ امی کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہم تو اسے کتنے دنوں سے سمجھا رہے تھے۔اوپر سے حارث نے بھی دو دن پہلے کہہ دیا تھا کہ ثمرین کے یہاں ہونے سے اس کا گھر خراب ہو رہا ہے۔تم بھی تو چلی گئی تھی۔مجھے بتا کر جاتی تو میں تو کبھی جانے نہ دیتی۔بس پھر اب جو ہے تمہارے سامنے ہی ہے۔"

رابعہ خاموش ہو گئی۔اس بات کے آگے تو وہ کچھ کہہ ہی نہیں سکی۔کیا پتہ کہ حارث نے رابعہ کی پریشانی میں ہی اتنی بڑی بات کہہ دی تھی۔خیر۔امی نے بھی اسے جتایا نہیں تھا۔ وہ بس اس سے بات کر رہی تھیں۔لیکن رابعہ کے ذہن میں بات اٹک گئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

ثمرین باجی اپنے گھر جا چکی تھیں۔ گھر کے ماحول میں خاموشی اتر آئی تھی۔ حارث انہیں چھوڑ کر جب واپس آیا تب سے اندر ہی اندر وہ ان کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ امی بھی سوچیں جا رہی تھیں۔ رابعہ کچن میں کھڑی تھی۔ سالن دن کا بنا ہوا تھا۔ وہ توے پر تازہ روٹی ڈال رہی تھی۔ تھوڑی بہت بات اس کی حارث سے ہوئی تھی۔

"باجی کو چھوڑ آئے آپ؟"

وہ بھی تب جب اس کی موٹر سائیکل کی آواز سن کر رابعہ صحن میں چلی آئی تھی۔

"ہاں... بچے انہیں دیکھ کر خوش ہو گئے تھے۔ قیصر بھائی نے بھی انہیں اچھے سے ہی خوش آمدید کیا تھا۔ وہ بھی خوش ہو رہے ہونگے نا کہ ثمرین باجی نے بالآخر ان کی شرط مان لی ہے۔"

وہ جیسے دلاسہ دینے کو کہہ رہا تھا۔

"امی کیا کر رہیں؟"

پھر وہ برامدے کی چارپائی پر بیٹھا۔ رابعہ نے اسے پانی کا گلاس لا کر دیا۔

"نماز پڑھ رہی ہیں۔"

حارث پانی پینے لگا۔ رابعہ اسے کچھ کہنے کا سوچ رہی تھی۔ اور پھر اس نے زیادہ سوچے بغیر ہی کہہ دیا۔

Novels by Hamna Tassadaq

"آپ کو اپنی امی سے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ ثمرین باجی کی وجہ سے ہمارا گھر خراب ہو رہا ہے۔ کیا پتہ یہی سب سوچ کر وہ جلد بازی میں اب واپس چلی گئیں ہیں۔"

حارث نے دونوں آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا۔ پانی کا آخری گھونٹ اندر اتارا۔

"یہی سوچ کر یا سن کر انہوں نے جانا ہوتا تو وہ تب ہی چلی جاتی جب میں نے یہ کہا تھا۔"

پھر گلاس سائیڈ پر رکھ کر وہ اٹھا۔ پٹھے جیسے اکڑے ہوئے تھے۔ بازوؤں کو لمبا کر کے اس نے اپنی طرف سے خوب سٹریچ کیا۔ پھر گردن بھی کھنچاؤ دے کر پہلے ایک طرف گھمائی۔ پھر دوسری طرف۔

"پر آپ کی اس بات سے ان پر دباؤ تو بڑھا ہو گا۔ پھر کل میں بھی آ گئی تھی اور بات بھی خوشخبری کی تھی۔ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ جیسے ان کا اس گھر میں ہونا یا نہ ہونا ایک برابر ہو گیا تھا۔"

رابعہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اور حارث صوفوں والے کمرے کے کھلے دروازے سے اندر دیکھنے لگا تھا۔ وہ صوفہ خالی تھا جس پہ پچھلے دو دن سے ثمرین باجی بیٹھی رہتی تھیں۔

"ایک بات پوچھوں؟"

حارث نے گردن موڑی۔

"جی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

رابعہ نے سر ہلایا۔

"تم ان کی طرفداری میں یہ سب کیوں کہہ رہی ہو؟ حالانکہ تم سب جانتی ہو کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے۔ تمہارے لیے کتنی مشکلات پیدا کی ہیں۔ ان کی وجہ سے ہی تمہیں اپنے گھر کے ہوتے ہوئے اپنی امی کے گھر جا کے اکیلے رہنا پڑا تھا۔"

حارث کے چہرے پر واقعی سوال تھا۔ اس کی اور امی کی پریشانی تو بنتی تھی۔ ثمرین باجی جیسی بھی سہی لیکن بہن بیٹی تھیں۔ ان کی غلطیوں اور گناہوں کو معاف کیا جا سکتا تھا۔ پر رابعہ ان کی فکر اس طرح سے کرے گی حارث نے یہ نہیں سوچا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ مجھے جو چاہیے تھا وہ تو مل گیا ہے۔ پھر میں ان کی طرف سے اب دل برا کیوں رکھوں۔ جو سب بھی ہوا وہ شاید میرا امتحان تھا۔ اور اللہ نے اسی امتحان کے بعد مجھے خوشخبری سے نواز دیا ہے۔"

خوشخبری کا نام آیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"میں ویسے امی کا تمہارے ساتھ رویہ دیکھ کر حیران تھا۔ انہوں نے خوشخبری کی خبر سنتے ہی باقی سب درگزر کر دیا تھا۔ اب تمہیں سن رہا ہوں تو تم بھی جیسے باجی کو معاف کر چکی ہو۔ معاف نہیں بھی کیا تو ان سے گلہ، شکوہ، شکایت ختم کر چکی ہو۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

پھر حارث اس کے قریب بڑھا۔اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔رابعہ نے نظریں نیچی کیں۔

"ان سے ناراضگی رکھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ویسے بھی جواب ان کے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی کسی صورت صحیح نہیں ہے۔لیکن وہ پھر بھی واپس چلی گئیں ہیں۔یہ تو میں نہیں کہہ رہی کہ انہیں ان کے کیے کی سزا مل رہی ہے۔لیکن ہو سکتا ہے یہ اب ان کا بھی امتحان ہو۔اور اس کے بعد ان کی زندگی میں بھی آسانی آجائے۔"

حارث اس کے ہاتھ کی پشت پہ انگوٹھا پھیر رہا تھا۔

"ان کے لیے دعا ہی کی جاسکتی ہے۔اب جاؤ تم... کھانا لگاؤ۔میں بھی ہاتھ منہ دھو کر آتا ہوں تمہاری مدد کروانے۔"

پھر حارث نے اس کے ہاتھ چھوڑے۔اور دونوں کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ کچن کی طرف کر دیا۔

"مجھے ویسے آپ سے کچھ اور بات بھی کرنی ہے۔"

جاتے جاتے وہ اسے کہہ گئی۔

"کھانے سے فارغ ہو کر کرتے ہیں۔ابھی بس تم کھانا دے دو۔بہت بھوک لگ رہی ہے۔"

Novels by Hamna Yasoob Khan

دو روٹیاں اس کی رہتی تھیں۔ کچن میں آتے ہی وہ انہیں بنانے لگی۔ حارث نے کچھ برتن رکھے۔ اتنے میں امی کی نماز ختم ہوئی۔ اور وہ ان سے باتیں کرنے لگا۔ کوشش کرتا رہا کہ اپنی امی کی پریشانی کو دور کرتا۔ انہیں تسلی دیتا۔ کھانے کے بعد بڑی باجی کا فون آگیا تھا۔ اور ان سے بات کرنے کے بعد امی کا دل ہلکا ہو گیا تھا۔

رابعہ کے لیے حارث نے دودھ گرم کیا تو کپ میں امی کو بھی لا کر دیا۔ ان کے گھٹنوں کو دبانے لگا۔ رابعہ نے تب تک سنک میں رکھے برتن دھوئے۔ سارا دن گاہے بگاہے وہ سوتی رہی تھی۔ جب حارث دکان سے گھر آیا تھا تب تو اسے نیند آرہی تھی لیکن اسکے بعد سستی خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

رات کے دس بج رہے تھے۔ بچوں نے ماں کو اتنے دن بعد دیکھا تھا تبھی انہیں شاید اپنی ماں پر پیار آرہا تھا۔ یا کیا پتہ کہ انہوں نے واقعی اپنی ماں کو یاد کیا ہو۔ کھانے کے بعد اپنی پرانی روٹین کے مطابق ثمرین باجی نے بچوں کو سلایا۔ پھر ان کے سکول کے بیگز اچھے سے چیک کر کے ان کی سٹڈی ٹیبل پر رکھے۔ کچن کا کوئی خاص کام نہیں تھا۔ صبح ماسی آتی تھی اور سارے گھر کی صفائی اور برتن دھو جاتی تھی۔ بس انہوں نے شیلف صاف کی تھی۔ اور بچا ہوا کھانا فریج میں رکھا تھا۔

Novels by Hamna Nasood Khan

پھر وہ لاؤنج میں ٹہلنے لگیں۔ گہرے سانس لے رہی تھیں۔ خود کو پر سکون کر رہی تھیں۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا۔ گھڑی نے ساڑھے دس بجائے تو آہستگی سے انہوں نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اندر قیصر بھائی بیڈ پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھے تھے۔ انہوں اندر آتے دیکھ ہی کمر سیدھی کر کے ہیڈ بورڈ سے ہٹالی۔ ہاتھ میں پکڑا موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

"اچھا کیا تم نے میری شرط مان لی اور گھر واپس آگئی۔ جب سے میں واپس آیا ہوا ہوں اکیلے رہ رہا ہوں اس کمرے میں۔ اور تمہیں اب میں کیا بتاؤں کہ کتنی بار مجھے تمہاری ضرورت محسوس ہوئی ہے۔"

ثمرین باجی کی طرف سے کمبل ہٹا کر وہ انہیں اپنے پاس بلانے کا اشارہ دے رہے تھے۔ چہرے پر کھلی مسکراہٹ تھی۔

"ضرورت تو پچھلے دو سالوں میں مجھے بھی آپ کی بہت محسوس ہوئی تھی۔ بلکہ دو سالوں کی بھی بات میں کیوں کروں۔ شادی کے بعد سے اب تک مجھے وقت ہی کتنا دیا ہے آپ نے۔ اور یہ بھی مت بھولیں... مجھے میری امی کے گھر آپ نے خود بھجوایا تھا۔ اور آج بھی اگر میں واپس آئی ہوں تو خود آئی ہوں۔ اس لیے ہر گز مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میرے بغیر آپ کی راتیں تنہائی میں گزری ہیں۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

ان کو جواب دیتے دیتے لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔ چہرے کے تاثرات بگڑ گئے تھے۔ اور وہ کمرے کے وسط میں ہی ٹھہر گئی تھیں۔

''مجھ سے زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں ہے جب نتیجہ نہیں بدلے گا۔''

وہ ایک جملے میں ہی اگلے کی عزت اور مان میں کمی کر دیتے تھے۔ ثمرین باجی کو اہانت کا احساس ہوا۔

''جب میں نے تمہیں واپس بھجوایا تھا تب سندس نے مجھ پر بہت دباؤ ڈالا ہوا تھا۔ اور میں اس کی بات جھٹلا بھی نہیں سکتا کہ تم نے امی کی خدمت میں بہت کمی کی ہے۔''

بیڈ سے اتر کر وہ ثمرین باجی کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ اسی جگہ جامد رہیں۔

''آپ تھے یہاں؟''

پھر جب وہ قریب آنے لگے تب بے ساختہ قدم پیچھے کیے۔

''جب آپ یہاں تھے ہی نہیں تو کیوں آپ اب تک سندس کی بات پہ ہی یقین کرتے ہیں۔''

آواز میں تلخی گھل جائے مگر آنسوں نہ گھلیں۔ وہ بھرپور کوشش کر رہی تھیں کہ خود کو رونے سے باز رکھیں۔

''اس کا کہا جھوٹ ہوتا تو امی آج ہمارے درمیان ہوتیں۔''

Novels by Hania Masood Khan

دونوں بھنویں اٹھا کر انہیں جتایا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ شاید وہ واقعی سچ کہہ رہی ہو۔ اور اس نے مجھے یہاں سے بھیجنے کے لیے بھی آپ پر صحیح دباؤ ڈالا ہو۔ لیکن دوسری شادی تو آپ اپنی مرضی سے کر رہے ہیں نا۔ اس پہ بھی کیا اب سندس کو الزام دیں گے۔"

پیچھے ہوتے ہوتے اب ان کی پشت دیوار سے جا لگی۔ لمحے بھر کے لیے انہوں نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ پھر گردن سیدھی کر لی تھی۔

"دوسری شادی میں واقعی اپنی مرضی سے کرنے والا ہوں۔ تم لوگ بات کو خوامخواہ بڑھا چڑھا کر بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ دبئی آؤ تو پتہ چلے وہاں کتنے مرد ایسے ہی رہ رہے ہیں۔ پاکستان میں ان کی اپنی بیویاں ہوتی ہیں، فیملی ہوتی ہے، خاندان ہوتا ہے۔ لیکن وہاں ساتھ رکھنے کے لیے ظاہر ہے حرام میں پڑنے سے اچھا ہے انسان حلال راستہ اپنا لے۔"

اب وہ ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ان کے عین سامنے۔ ثمرین باجی نے نظریں دائیں طرف کر لیں۔ ان کی نزدیکی خود پر حاوی نہ ہونے دی۔ ورنہ وہ زیر ہو جاتیں۔

"ایسے معاملوں میں تو حلال حرام کی بڑی پرواہ ہوتی ہے آپ جیسے مردوں کو!"

Novels by Hania Masood Khan

تھوڑی سے پکڑ کر قیصر بھائی نے ثمرین باجی کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔ان کی نظریں اب جھکی ہوئی تھیں۔بس وہ قیصر بھائی کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔ویسے بھی ان آنکھوں میں نہ ہی کوئی جذبہ تھا اور نہ ہی کوئی احساس۔

"اور تم جیسی عورتوں سے اپنے مردوں کا سکون برداشت نہیں ہوتا۔جب دیکھو تمہاری گز بھر لمبی زبان کی چِک چِک سنتے رہو۔"

اپنا سر نیچے کرتے ہوئے انہوں نے اپنا ماتھا ان کے ماتھے سے ٹکا کر جتایا۔تھوڑی پر گرفت کم کی۔انگوٹھے پھیرنے لگے۔

"آپ مجھ سے سکون لیں تو وہ ایک اور بات ہے۔لیکن آپ سکون کی بات کو بہانا بنا کر ہمارے رشتے کے ساتھ ناانصافی کریں،میرے ساتھ بے وفائی کریں یہ میرے لیے قابلِ قبول نہیں ہے۔"

ثمرین باجی ان کے آگے سے ہٹنے لگیں۔قیصر بھائی نے ان کے گرد دیوار پر ہاتھ رکھ کر ان کی راہِ فرار ختم کر دی۔

"فی الحال میں تم سے سکون لینے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔اور دو ہفتے مزید تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔تم نخرہ دکھاؤ گی تو اپنے ساتھ ناانصافی خود کرو گی۔"

نرمی سے ہی سہی لیکن وہ زبردستی کرنے لگے تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

''جو میں آپ کو خود کے قریب آنے سے روکوں؟''

ان کا یہ کہنا تھا اور قیصر بھائی نے انہیں ہتک سے دیکھتے ہوئے چھوڑ دیا۔

''تو پھر تمہیں ہاتھ لگانے میں دلچسپی رہے گی بھی کس کو۔ اور جو فیصلہ میں آخری دنوں میں کرنے کی سوچ رہا ہوں اسے میں کل ہی سیریئس لے لوں گا۔ پھر تم اعتراض نہ کرنا کہ میں اُس دوسری عورت کو تمہارے کمرے میں کیوں لے کر آیا ہوں۔ خوامخواہ تم مجھے جلد بازی پہ اکسا رہی ہو۔''

وہ بیڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ ثمرین باجی ان کی پشت دیکھ رہی تھیں۔

''عورت مجبور نہیں ہوتی آپ جیسے مرد اسے مجبور بنا دیتے ہیں۔ اسے ذہنی مریض بنا دیتے ہیں۔''

پھر وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ ہاتھ ناب پر رکھا ہوا تھا۔ اسے گھمانے لگیں۔

''اپنی مجبوریوں کا راگ تم صبح الاپنا۔ اور خود کو بیچارہ بنا کر تم نے خود ہی اپنے آپ کو ذہنی مریض بنایا ہے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ تمہاری ناشکرے پن کی عادت نے کبھی مجھے تمہارا اسیر نہیں کیا۔''

Novels by Hamna Nasood Khan

خود پر کمبل اوڑھتے ہوئے وہ لیٹ گئے۔ ٹانگ پھر سے ٹانگ پر چڑھالی۔ ثمرین باجی کو کمرے میں رکنے کے لیے انہوں نے کہا ہی نہیں۔ پر وہ خود ہی باہر جاتے جاتے دروازے کو اندر سے کنڈی لگا کر پلٹ آئیں۔

"مجھے آپ کی امی نے بتایا تھا کہ قیصر بھائی نے کس قسم کی شرط رکھی ہے۔"

پھر جب وہ دونوں کمرے میں آئے تو حارث نے حساب کتاب کرنے کے لیے اپنے پورے دراز کو ہی باہر نکال لیا۔ اس میں کچھ رسیدیں تھیں، کچھ پیسے تھے۔ پچھلے کئیں دنوں کا حساب مکس تھا۔ ڈائری اپنے گھٹنے پر رکھ کر پین اس نے ہاتھ میں پکڑا۔

"اس بارے میں تمہیں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ان کی زندگی کا امتحان ہے۔ ہم بس ان کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔"

ایسا رابعہ نے ہی تو کہا تھا۔ وہ بھی مان گیا تھا۔ حارث نے اسے دیکھا۔ اس کے ماتھے پر الجھن کے نشان تھے۔

"میں بس یہ سوچ رہی ہوں کہ کسی بھی مرد کو دوسری عورت میں دلچسپی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب وہ اپنی پہلی بیوی سے خوش اور مطمئن ہو۔"

رابعہ نے پہلے اپنی دوائیاں کھائیں۔ پھر دودھ کا گلاس ہاتھ میں لے کر بیٹھ گئی۔

Novels by Hania Nasoor Khan

"تم سمجھ لو کہ قیصر بھائی ثمرین باجی سے نہ ہی خوش تھے۔اور نہ ہی مطمئن۔"

اپنے حساب کے دوران وہ آج اسے بالکل بھی نظرانداز نہیں کر رہا تھا۔چاہے گنتی بار بار بھول جاتا۔

"اور اگر ایک عورت کو یہ بات جتادی جائے تو وہ پھر ہار جاتی ہے۔"

وہ بہت افسردگی سے کہہ رہی تھی۔

"اچھا۔"

حارث نے حامی بھری۔

"ثمرین باجی بھی ہار کر واپس چلی گئیں ہیں۔وہ یہاں بھی کس مان سے رہتیں۔"

دودھ کے گلاس کے دو گھونٹ پیئے۔اور گلاس میز پر رکھ دیا۔کل تو اس نے آرام سے پی لیا تھا لیکن اس وقت اسے ایسے لگا جیسے دودھ میں سے ہیک آرہی ہے۔

"اللہ ان کے لیے آسانیاں کرے۔"

اس سے زیادہ وہ کیا کہتا۔جب ثمرین باجی واپس چلی ہی گئی تھیں تو چاہے وہ آپس میں جتنی مرضی لمبی بات کر لیتے۔وہ بنا نتیجے کے ہی رہتی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اللہ نے تو قیصر بھائی کو اولاد بھی دی ہے۔ فیملی بھی مکمل ہے ان کی۔ بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ لیکن شاید کچھ لوگ ناشکرے ہوتے ہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت جب ڈھل جاتی ہے تو مرد کی دلچسپی اس میں ختم ہو جاتی ہے۔"

وہ بات کرتے کرتے کسی اور زون میں ہی چلی گئی تھی۔ حارث نے جواب نہیں دیا۔

"ہوتا ہے نا ایسے؟"

اس نے آگے ہو کر پوچھا۔ حارث نے اسے دیکھا۔

"مجھے نہیں پتہ، رابعہ۔ اور یہ اپنا دودھ کا گلاس ختم کرو تم۔"

پین والے ہاتھ سے اس نے میز کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ میرے ساتھ تو نہیں کریں گے ایسے؟"

رابعہ نے دونوں ہاتھوں میں گلاس پکڑ لیا۔

"کیسے؟"

دونوں بھنویں اونچی کر کے اس نے سر ہلا کر پوچھا۔ اب اس نے پین کو کان کے پیچھے پھنسایا تھا۔ اور دراز میں سے ساری رسیدیں وہ اکٹھی کرنے لگا تھا۔

"کہ کل کو ہمارے بچے بڑے ہو جائیں اور میں عمر کی ہو جاؤں تو آپ کا دل تو مجھ سے بھر نہیں جائے گا؟"

Novels by Hania Nasood Khan

حارث کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔پر اس نے فوراً چھپالی۔

"تم جب عمر کی ہو گی ناتب میں حقیقتاً بزرگی میں قدم رکھ چکا ہوں گا۔"

اب وہ ساری رسیدوں پر سرخ رنگ کا ربڑ بینڈ لگا کر دراز میں ترتیب سے رکھ چکا تھا۔

"لیکن مردوں کے ارمان تو کبھی بھی جاگ سکتے ہیں۔قیصر بھائی کے بھی تو بیٹھے بٹھائے جاگے ہیں۔"

رابعہ کا لہجہ بدلا تھا۔اب کی بار مسکراہٹ نہیں لیکن حارث کا دل کیا کہ قہقہہ لگائے۔

"میرے ارمان بس تم سے ہی پورے ہو سکتے ہیں اس لیے یہ خرافات دماغ میں مت لے کر آؤ۔"

کان کے پیچھے سے پین نکالا۔آخری کچھ چیزیں ڈائری پر لکھیں۔پھر جو تھوڑے بہت پیسے سے ان کو ڈائری میں رکھا۔دراز اٹھایا۔اور واپس اس کی جگہ پر لگا دیا۔

"پھر آپ وعدہ کر لیں مجھ سے۔"

ایک ہاتھ میں اب بھی دودھ والا گلاس تھا۔دوسرا ہاتھ اس نے حارث کے آگے کر دیا تھا۔

"کیسا وعدہ؟"

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث نے اس کا ہاتھ تھامنے سے پہلے جہاں دراز رکھا تھا وہاں سے چادر ہاتھ مار کر سیدھی کی۔ پھر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کہ آپ کبھی میرے ساتھ بے وفائی نہیں کریں گے۔"

اب حارث نے آگے ہو کر دودھ کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ اور اسے مجبوری میں پینا پڑا۔ پھر حارث نے گلاس میز پر رکھا۔ اور لائٹ بند کرنے کے لیے اٹھ گیا۔

"اگر میں وعدہ نہ کروں تو؟"

پھر واپس آیا تو اسے اپنے ساتھ لگا کر بیٹھا۔ دودھ کی وجہ سے ویسے ہی اس کا دل خراب ہو گیا تھا۔ اور پھر بس حارث کی ہی کمی تھی۔

"تو بھی مجھے پتہ ہے کہ آپ نہیں کریں گے لیکن اگر آپ وعدہ کر لیں گے تو مجھے تسلی ہو جائے گی۔ کیونکہ آپ وعدہ خلافی نہیں کر سکتے۔"

لیکن جب وہ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلانے لگا تو رابعہ نے اپنا مان ظاہر کیا۔

"تمہیں کیسے پتہ کہ میں وعدہ خلافی نہیں کر سکتا؟"

حارث نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ چہرہ اس کے سامنے کیا۔

"جب میں نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے گھر آنا ہے۔ تو آپ مجھے فوراً گھر لے آئے تھے۔"

Novels by Hina Nasreen Khan

رابعہ نے بتاتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"ہمم۔ وہ تو چھوٹی سی بات تھی۔ اس لیے مان لی تھی میں نے۔ اگر تمہارے ٹیسٹوں کی رپورٹ میں کچھ بھی گڑبڑ ہوتی تو میں پھر فیصلہ سوچ سمجھ کے لیتا لیکن یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ ایسا کوئی معاملہ ہوا نہیں۔ بس تم اپنی صحت کا آگے بھی بہت خیال رکھنا۔"

سینے پر موجود اس کے ہاتھ کو حارث نے ہونٹوں سے لگایا۔ پھر اس کا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"اچھا وعدہ تو کریں نا۔"

رابعہ نے اپنی ٹیک ختم کی۔ حارث نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹوں کو زرا اور نرمی سے مس کیا۔ عجیب گدگدی دل تک محسوس ہوئی۔

"کونسا وعدہ؟"

وہ گستاخی بڑھانے لگا۔

"یہی کہ آپ مجھ سے کبھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ ہمیشہ مجھ سے خوش رہیں گے۔ مطمئن رہیں گے۔"

رابعہ نے ایک ہی سانس میں تین جملے کہے۔

"خوش اور مطمئن تو تب رہوں گا جب تم مجھے خوش رکھو گی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اور پھر حارث نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"تو میں کیا آپ کو خوش نہیں رکھتی؟"

اس نے کب اپنا ہاتھ حارث سے پیچھے کیا تھا۔ فوراً اپنی بھنویں اچکالیں۔

"کوشش تو کرتی ہو۔ لیکن اب تم مجھ سے اپنے معاملے میں زیادہ کوششیں کروانے لگ گئی ہو۔"

حارث لاڈ سے کہتے ہوئے نیچے کو کھسکا۔ اپنا کھیس پاؤں سے پکڑ کر اپنے اوپر کیا۔

"مطلب؟"

کروٹ موڑ کر کہنی اس نے حارث کے سینے پر رکھی۔ زور لگا کر اونچی ہوئی۔

"مطلب یہ کہ تم نے مجھے اپنا اسیر کر لیا ہے۔"

کہنی کی چبھن اسے محسوس نہیں ہوئی۔ رابعہ کے کھلے بالوں سے نکل کر کچھ لٹیں اس کے چہرے کے آگے تک جھول رہی تھیں۔ حارث نے انہیں کان کے پیچھے اڑیسا۔

"وہ کیسے؟"

"وہ ایسے کہ بس میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ تمہارے علاوہ میری زندگی میں کبھی کسی اور کی گنجائش بھی نکل سکتی ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے لیے تم کافی ہو۔ اور تمہارے لیے مجھے خود کو جوان رکھنا پڑے گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

پہلے اسے مان بخشا۔ پھر آخر میں ہنس دیا۔

"یہ آخری بات آپ نے بالکل ٹھیک کی ہے۔ تو اب نا آپ خود پر بھی توجہ دینا شروع کر دیں۔"

رابعہ ہلکا سا ہنسی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی ہنسی چہرے پر آئے گلال میں بدل گئی۔

مئی کا مہینہ ختم ہوا تو جون آ گیا۔ اور جون کی گرمی نے سب کو اپنے اپنے گھروں تک محدود کر دیا تھا۔ پچھلے پندرہ دنوں میں امی کے گھر تینوں بہنوں میں سے کسی ایک کا بھی چکر نہیں لگا تھا۔ ثمرین باجی کی طرف سے بھی کوئی بری خبر نہیں آئی تھی۔ بڑی باجی ہر روز فون کر لیا کرتی تھیں اور فاطمہ کبھی ایک دن چھوڑ کر۔

"آپ آج جب میری میڈیسنز لینے جائیں گے تو مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں گے۔"

صبح دکان پر جاتے وقت حارث نے رابعہ کی فائل میں لکھی ہوئی دوائیوں کے ناموں کی تصویر بنالی تھی۔ حارث نے کہا تھا کہ وہ دوائیاں ختم ہونے سے پہلے ہی لے آئے گا لیکن دکان سے بھی سیدھا اس کا گھر چکر لگتا تھا۔ اور پھر اس کے بعد کہیں جانے ہی نہیں ہوتا تھا۔ رات ہی اسے رابعہ نے بتایا تھا اور صبح تک اس کے ذہن میں یہ بات رہ گئی تھی۔

"میں واپسی پر لے کر آؤں گا تمہاری دوائیاں۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

حارث نے فون جیب میں رکھ کر خود کو آئینے میں دیکھا۔ سامنے پڑا عطر لگانے لگا۔ رابعہ بیڈ کے کنارے سے ٹکی ہوئی تھی۔ پنکھا چلنے کے باوجود بھی اسے گرمی لگ رہی تھی۔ ان دنوں کمرے میں بڑی مشکل سے وہ دونوں صرف رات گزارتے تھے۔ اور دن کو اگر اس نے سونا ہوتا تھا تو وہ امی کے کمرے میں جا کر سوتی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لیے لے جائیں۔"

حارث نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس نے لان کا پرنٹڈ سوٹ پہن رکھا تھا۔ دامن اور بازوؤں پر باریک لیس لگی ہوئی تھی۔ دوپٹہ ابھی بیڈ پر تھا۔ بالوں کا اس نے ایسے جوڑا بنایا ہوا تھا کہ کوئی بھی بال اس کا گردن کو نہیں چھو رہا تھا۔ کانوں میں کچھ نہیں تھا۔ بس ناک میں باریک سے نگ والی نوز پن تھی۔ کلائیاں خالی تھیں۔ کچھ دن پہلے تک اس نے کافی چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں لیکن چولہے کا کام کرتے وقت ہمیشہ چوڑیاں گرم ہو جاتی تھیں اس لیے اس نے اتار دیں تھیں۔

"کیوں طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"

رابعہ نے اسے بے زاری سے دیکھا۔ بیڈ سے لٹکے پیر ہلانے لگی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔"

"پھر چیک اپ کا کیوں کہہ رہی ہو؟"

Novels by Hania Masood Khan

حارث گھوم کر اپنی طرف والے دراز سے والٹ نکال کر اس میں سے کچھ پیسے واپس دراز میں رکھنے لگا۔

"کیونکہ مجھے آپ اس کے علاوہ تو گھر سے باہر لے کر نہیں جاتے۔ سارا دن گھر پہ رہنے سے میرا دل بھاری ہونے لگ جاتا ہے۔"

اس نے بھی گردن گھما کر بیچارگی دکھائی۔

"باہر گرمی ہوتی ہے اس لیے میں تمہیں کہتا نہیں ہوں۔ یہ زرا جون اور جولائی گزرنے دو۔ اس کے بعد لے کر جایا کروں گا تمہیں میں گھمانے۔"

پچھلے پندرہ دن میں واقعی اس کا ایک چکر بھی گھر سے باہر کا نہیں لگا تھا۔ سب کچھ حارث ہی پورا کر دیتا تھا اور ایسے میں اس کے پاس کوئی بہانا بھی نہیں بچتا تھا کہ وہ امی کے ساتھ ہی بازار کا چکر لگا لے۔

"رات کے وقت گرمی کا اتنا کہاں پتہ چلتا ہے۔"

اس موسم میں رات کو ہی تو نکلا جا سکتا تھا۔ کچھ ٹھنڈا کھانے پینے کے لیے۔

"رات کے وقت ہی کل تم مجھے کہہ رہی تھی کہ بیڈ کے میٹریس سے تمہیں ہیٹ ہو رہی ہے۔ اور اس ہیٹ سے تمہیں سونے میں مشکل ہو رہی ہے۔"

Novels by Hamna Tasooq Khan

حارث سے تو وہ ویسے ہی فاصلہ بنا کر لیٹی تھی۔ اور اس کے بعد اسے میٹرس کی گرمی نے سونے نہیں دیا تھا۔ ساری رات بے چینی سے کروٹ بدلتے ہوئے گزری تھی۔

"کمرے میں تو اس وقت بھی ہیٹ ہو رہی ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں اس کمرے میں باقی کی گرمیاں گزار سکوں گی۔"

حارث جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔ رابعہ نے بھی بے دلی سے کندھوں پر دوپٹہ رکھا۔

"تم اٹھ کر نہایا کرو۔ میں بھی پانی پھینک لیتا ہوں جسم پہ اس لیے تازہ دم ہو جاتا ہوں۔"

گرمی تو وہ بھی محسوس کرتا تھا۔ بلکہ گھر سے زیادہ گرمی تو باہر دکان پہ ہوتی تھی۔

"میں کام کے بعد نہاتی ہوں۔ نہا دھو کر پھر ظہر پڑھتی ہوں۔"

اس نے ایک روٹین بنالی تھی۔

"اچھی بات ہے۔ لیکن اس موسم میں اگر دو یا تین بار بھی نہانا پڑے نا ایک دن میں تو برائی نہیں ہے۔ ٹینکی کا پانی گرم لگے تو موٹر چلا لیا کرو۔ لیکن گرمی کا حل ضرور نکالنا ہے۔"

کوئی حل تو وہ بھی سوچ رہا تھا۔ پر فی الحال رابعہ کو بس مشورے مل رہے تھے۔ مشورے رابعہ نے نظر انداز کیے۔ پھر اس کے ساتھ نیچے اترنے لگی۔

"آپ پھر لے کر جائیں گے نا آج مجھے؟"

Novels by Hamna Masood Khan

صحن تک پہنچنے سے پہلے ہی اس نے اپنی بات دہرائی۔

"رابعہ صرف میڈیکل سٹور تک جانا ہے۔ دوائیاں لینی ہیں۔ اور واپس آجانا ہے۔ اس کے لیے کیا میں پہلے دکان سے گھر آؤں اور پھر تمہیں لے کر جاؤں۔"

وہ نرمی سے ہی سمجھا رہا تھا۔

"ساتھ میں آپ کہیں مجھے جوس وغیرہ پلا دینا۔ یہ تو آپ کی مرضی ہے کہ آپ مجھے کام کے بہانے سے اگر باہر لے کر جا رہے ہیں تو پھر صرف کام ہی کریں گے یا تھوڑا سا اچھا وقت بھی گزاریں گے میرے ساتھ۔"

حارث نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ چہرے پر بھی مسکان تھی۔

"تو سیدھا کہو کہ تمہیں گھومنا پھرنا ہے۔"

اب وہ صحن تک پہنچ گئے تھے۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ جب آپ دکان سے نکلنے لگیں گے تو مجھے کال کر دینا۔ میں تیار ہو جاؤں گی۔ پھر آپ مجھے گھر سے لے لینا۔"

نیچے پہنچ کر ایک کا راستہ کچن تک کا ہوتا تھا اور دوسرے نے امی کے کمرے میں جانا ہوتا تھا۔ زندگی کافی حد تک واپس معمول پر آگئی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

دن کو جب وہ کاموں سے فارغ ہوئی تو امی کو بتا کر اوپر نہانے چلی گئی۔ اس وقت امی بھی سو جاتی تھیں۔ اس لیے تسلی سے پہلے وہ فریش ہوئی۔ حارث کو فون پر طبیعت کی تسلی دیتے ہوئے نیچے آ گئی۔ صوفے والے کمرے میں نماز پڑھی۔ پھر وہیں بیٹھ کر انگلیوں کی پوروں پہ کچھ پڑھ رہی تھی۔ دروازے کی کنڈی بجی تو اٹھ کر باہر آ گئی۔

امی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ شاید تیز پنکھے کی وجہ سے انہیں پتہ نہیں چلا تھا۔

"کون؟"

دن کے وقت بس دکان سے کھانا لینے کے لیے لڑکا ہی آتا تھا۔ لیکن وہ دو بجے کے بعد آتا تھا۔ اور اس وقت دو بجنے میں تھوڑا وقت تھا۔ ہانڈی تو وہ بنا کر ہی گئی تھی۔ بس روٹی ڈالنی ہوتی تھی۔

"کھولو۔"

آواز سن کر اس کے دماغ نے زیادہ سوچا نہیں۔ اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔

"آپ... اکیلے ہی آ گئیں ہیں؟"

وہ اندر ہوئیں اور رابعہ دروازے کے باہر دیکھنے لگی۔ اسے لگا شاید ان کے ساتھ کوئی ہو۔ پر وہ رکشے سے اکیلے ہی آ گئی تھیں۔ کنڈی لگا کر وہ بھی اندر آ گئی۔

"امی تو ویسے ابھی سو رہی ہیں لیکن آپ آ جائیں۔ آپ کو دیکھ کر خوش ہی ہو نگی۔"

Novels by Hamna Nasood Khan

اس نے فریج سے ٹھنڈی بوتل نکالی۔ارادہ تھا کہ ایک گلاس میں جلدی سے ٹینگ گھول کر انہیں دے دے گی۔پر وہ امی کے کمرے میں جانے کے بجائے صوفوں والے کمرے میں ہی بیٹھ گئیں۔انہوں نے چادر لے رکھی تھی۔اتار کر پیچھے صوفے پہ کر دی۔دوپٹہ پھیلا لیا۔گرمی میں آنے کی وجہ سے انہیں کافی پسینہ بھی آیا ہوا تھا۔

"امی کو جگا آتی ہوں میں۔"

یوں اکیلے میں عجیب سا لگ رہا تھا۔گلاس لے کر وہ کمرے میں گئی۔ان کو پکڑایا۔اور پھر زیادہ عجیب تب ہوا جب کلائی سے پکڑ کر انہوں نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

"میں تم سے بات کرنے آئی ہوں، رابعہ۔"

رابعہ نے گہری سانس لے کر ثمرین باجی کو دیکھا۔پھر کمرے کو۔ان کو دیکھ کر لگ تو نہیں رہا تھا کہ وہ ان کے پاس غیر محفوظ ہے۔

"آپ اکیلی آئی ہیں؟"

اٹکتے ہوئے پوچھ لیا۔انہوں نے ٹینگ کا گلاس آدھا پیا۔اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"ہاں... اکیلی آئی ہوں۔تم بتاؤ، طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"

ان کے لہجے سے وہ پرانی والی ثمرین باجی نہیں لگ رہی تھیں۔نہ ہی ان کے چہرے پر کوئی منفی تاثرات تھے۔

Novels by Hamna Masood Khan

''بہتر ہے، الحمد اللہ۔''

پھر بھی انہیں جواب دیتے ہوئے وہ مسکرا نہ سکی۔

''اس دن جب حارث کمرے سے گیا تھا تو پیچھے تمہارے کمرے کے دروازے کو کنڈی باہر سے میں نے لگائی تھی۔''

اور پھر جب اچانک ہی انہوں نے بات شروع کر دی تو رابعہ ان کے چہرے سے نظریں ہٹا بھی نہ سکی۔ وہ بھی تو مسلسل ہی اسے دیکھ رہی تھیں۔ ان سب باتوں کا اب بھلا کیا مقصد تھا۔ کیا ضرورت تھی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ یہ بات وہ اسے اب خود سے ہی کیوں بتا رہی تھیں۔

''مقصد صرف یہ تھا کہ تم نیچے نہ آؤ۔ ایسا کرنے کا موقع بھی مجھے اس لیے ملا تھا کیوں کہ اس سے ایک دن پہلے جب حارث تمہیں چھوڑ کر گیا تھا اور ایک دو گھنٹے میں واپس بھی آ گیا تھا تو پہلی بار باہر سے کنڈی لگا کر دروازہ اس نے بند کیا تھا۔ اور پھر جاتے ہوئے ہمیں منع کر کے گیا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ہم میں سے کوئی اوپر نہ آئے اور تم بھی نیچے نہ آ سکو۔''

وہ چپ کر کے سننے لگی۔ آہستگی سے پلکیں جھپکائیں۔

''مجھے نہیں پتہ تھا کہ اوپر گرمی میں تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔''

Novels by Hamna Hassan Khan

اچانک انہوں نے نظریں چرائیں۔اور وہ سب یاد کر کے رابعہ کو بھی اچھا محسوس نہیں ہوا۔ جیسے وہ گھٹن پھر سے اس کے اندر پنپنے لگی تھی۔

"باجی اب ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔کوئی بات نہیں۔"

اس نے اٹھنا چاہا۔

"نہیں تم میری پوری بات سنو۔"

پر انہوں نے کہاں اسے اٹھنے دیا۔

"سچ کہوں رابعہ تو میں نے تمہارے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ایسا نہیں ہے کہ میں تمہیں ناپسند کرتی تھی لیکن بڑی باجی تمہیں حارث کے لیے پسند کر کے لائیں تھیں۔ہم تمہیں پہلے سے نہیں جانتے تھے اور پھر تمہاری گود بھی بھرنے میں وقت لگا۔اس بارے میں بھی میں نے پتہ نہیں کتنا کچھ ناجائز بولا ہے۔"

اعتراف تھا۔رابعہ کو انکمفرٹیبل کر رہا تھا۔

" باجی اب سب ٹھیک ہے اس لیے کوئی بات نہیں۔"

بات ختم کرنے کی پھر سے کوشش کی گئی۔

"میں نے تمہیں فون پہ کال کرتے سنا تھا۔تم شاید اپنے پرانے منگیتر سے بات کر رہی تھی۔ان دنوں سچ بتاؤں تو میں دماغی طور پر بہت پریشان تھی۔مجھے نہیں پتہ میں کیا کیا

Novels by Hamna Wasool Khan

کرتی رہی ہوں لیکن اتنا پتہ ہے کہ تمہارے لیے میں نے بہت مشکلات پیدا کی ہیں۔ قیصر تو کہتے ہیں کہ میں نے خود کو دماغی مریض خود ہی بنایا ہے جبکہ مجھے لگتا ہے کہ انسان کے دماغ پر ماحول کا اثر بھی ہوتا ہے۔ شاید عرصے سے ہی میرے دماغ کی حالت ایسی ہی بن گئی ہے۔ مثبت سوچ میرے اندر سے ختم ہو گئی ہے۔ اسی لیے شاید مجھے مثبت رویے نہ دکھائی دیتے ہیں، نہ محسوس ہوتے ہیں۔"

اب وہ نظریں جھکائے کہہ رہی تھیں۔ رابعہ دلاسہ نہ دے سکی۔ چہرے پر آئے تاثرات نہ چھپا سکی۔

"ابھی تم سوچ رہی ہو گی کہ یہ سب باتیں میں تم سے کیوں کہہ رہی ہوں۔"

ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ رابعہ نے اب دیکھا تو پلکیں جھپکانے لگی۔ جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگا کر انہوں نے جیسے خود کو ہمت دی۔

" رابعہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ میں نے تمہارا دل دکھایا ہے۔ وہ بھی اس لیے کیوں کہ میرا اپنا دل بہت دکھا ہوا تھا۔ اب بھی دکھا ہوا ہے۔ میری ساس کی ڈیتھ میں میری ذرا برابر غلطی نہیں تھی۔ ان کے معاملے میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی تھی۔ لیکن پھر بھی میری نند نے سارا الزام میرے سر دیا۔ اور جو سب میرے ساتھ ہوا وہی سب میں بنا تمہارا احساس کیے تمہارے ساتھ کرنے لگی۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اب رابعہ کی آنکھوں میں بھی نمی آرہی تھی۔

"نتیجہ یہ نکلا کہ میری شادی چاہے جیسی بھی چل رہی تھی پر مجھے اتنا لگتا تھا کہ قیصر مجھ سے خوش ہیں۔ آخر ہماری شادی کو اتنے سال ہو گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے بھی جیسے میرے ساتھ بے وفائی کر دی ہے۔ انہیں میرا اتنے عرصے کا انتظار نہیں دکھا۔ میری عمر کا ڈھل جانا دکھنے لگا۔"

بھیگی آنکھوں سے آنسوں بہہ کر گالوں تک آ گئے تھے۔

"اب وہ کہتے ہیں کہ وہ دوسری شادی کریں گے۔ میں بھی ان کی اسی شرط کو مان کر گھر واپس گئی تھی لیکن وہاں رہ کر احساس ہو رہا ہے کہ میں اس شرط کو کیسے مان سکتی ہوں۔ میں کیوں اپنے شوہر کو بانٹوں۔ اسی لیے میں تمہارے پاس آئی ہوں۔"

رابعہ نے بھنویں اوپر کر کے چہرے کے تاثرات نرم کیے۔

"مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ اس سب میں آپ کی مدد میں کیسے کر سکتی ہوں۔ اور یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہی ہیں۔"

بس تاثرات نرم تھے لیکن وہ زیادہ ہمدردی کا اظہار نہ کر سکی۔

"میں تمہیں بس اس لیے بتا رہی ہوں تاکہ تم میرے لیے اپنے دل سے ساری برائی ختم کر دو۔ کہو گی کہ میں حارث کے سامنے تم سے معافی مانگوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں

Novels by Hamna Masood Khan

ہے۔یا اگر چاہتی ہو کہ میں امی کے سامنے اعتراف کروں کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا سب کیا ہے تو وہ بھی کرلوں گی میں۔پر بس تم میرے لیے دعا کرو۔دعا کرو کہ قیصر جو کہہ رہے ہیں وہ ویسا نہ کریں۔یا اللہ کوئی اور راستہ نکال دیں۔"

بات کرتے ہوئے انہوں نے دوبارہ سے رابعہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔اور رابعہ اپنے جذبات پہ قابو پا رہی تھی۔طبیعت کو ٹھیک رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"معافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ نے جب میری گود بھری تھی میں نے اسی دن آپ کو معاف کر دیا تھا۔"

اب رابعہ ہاتھ چھڑوا کر اٹھ گئی۔اتنے میں دروازہ بجا۔اس نے دیوار پہ لگی گھڑی دیکھی۔ یقیناً دکان سے لڑکا آیا تھا۔اور روٹی تو اس نے ابھی بنائی ہی نہیں تھی۔

"دکان کا لڑکا ہو گا،اسے میں کھانا دے کر آتی ہوں۔"

ویسے بھی وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح کمرے سے باہر آجائے۔یہ تو نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بڑا اس کے سامنے اعتراف جرم کرے۔اور پھر اس سے معافی مانگے۔اتنا ظرف تو تھا اس کے پاس کہ وہ بنا دوسرے سے معافی طلب کیے اسے معاف کر سکتی تھی۔

جب وہ کمرے میں واپس آئی تب ثمرین باجی چادر اوڑھ چکی تھیں۔

"تم کہو گی رابعہ تو میں سب کے سامنے..."

Novels by Humra Masood Khan

رابعہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

"اللہ انصاف کرنے والا ہے، باجی۔ آپ آئیں ہیں مجھ سے بات کرنے اتنا ہی بہت ہے۔ میرے دل میں آپ کے لیے کوئی بد گمانی نہیں ہے۔ اللہ کے لیے میں آپ کو پہلے ہی معاف کر چکی ہوں اس لیے آپ بھی سب بھول جائیں۔"

"پھر تم دعا کرو نا رابعہ کہ قیصر دوسری شادی نہ کریں۔"

وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگیں۔ رابعہ کا دل پسیجا۔

"باجی ہم بس دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ آپ کے لیے آسانیاں کرے۔"

انہیں گلے لگا کر وہ انہیں دلاسہ دے سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے محسوس کیا۔ رابعہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔ انہیں گزرنے کی جگہ دی۔

"امی سے بے شک ذکر نہ کرنا کہ میں آئی تھی۔"

اور رابعہ نے نہ امی سے کوئی ذکر کیا اور نہ ہی حارث کو اس بارے میں کچھ بتایا۔ حارث کا فون آیا تو اس نے بس یہی کہا کہ گرمی کی وجہ سے وہ روٹی نہیں بنا سکی، حارث نے بھی کہا کہ کوئی بات نہیں۔ لیکن اس سب سے ہٹ کر وہ سارا دن اس بارے میں بہت سوچتی رہی۔

Novels by Hina Yasoob Khan

"مجھے گرمی لگ رہی ہے۔"

رات کو بستر پر لیٹی تو گرمی الگ لگ رہی تھی اور اندر سے بے چینی الگ محسوس ہو رہی تھی۔ کروٹ بدلتے ہوئے جب وہ تنگ پڑی تو اس نے حارث کو ہلایا۔

"پنکھا چل تو رہا ہے۔"

ہاتھ اوپر کی طرف کرتے ہوئے اس نے چلتے پنکھے کو چھوٹی چھوٹی آنکھیں کھول کر دیکھا۔

"ایسے لگ رہا ہے جیسے میٹریس آگ اگل رہا ہو۔ اور پنکھا بھی گرم ہوا دے رہا ہے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ حارث نے آدھی کھلی آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔

"آپ کو نہیں لگ رہا کیا؟"

اس نے حارث کا کندھا پھر زور سے ہلایا۔

"تم پنکھے کے اور نیچے ہو جاؤ۔"

آنکھیں کھولے بغیر کھسکتے ہوئے وہ بیڈ کے کنارے کی طرف ہو گیا۔ اس کے لیے زیادہ جگہ چھوڑ دی۔

"کہہ تو رہی ہوں کہ پنکھا بھی گرم ہوا ہی دے رہا ہے۔"

اور اسی لیے اس نے حارث کو بھی نہیں سونے دینا تھا۔ رندھی ہوئی آواز سن کر حارث نے آنکھیں کھول لیں۔

Novels by Hamna Nasood Khan

"ایسا کرو اٹھ کے جسم پہ پانی پھینک لو۔ موٹر چلا آؤں تمہارے لیے؟"

"نہا کر بھی تھوڑی دیر کو ہی سکون ملے گا۔ اور یہ گرمی میٹریس سے نکل رہی ہے۔ اس کو ہٹا دیں؟"

حارث نے تھوڑی مسلی۔

"اب پھر میں کیا کروں رابعہ؟"

پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے جمائی آنے لگی تھی۔ آنکھوں میں بھی نیند بھری ہوئی تھی۔

"نیچے کارپٹ پہ سو جائیں ہم؟"

ڈریسنگ ٹیبل کے آگے سے اگر سٹول ہٹ جاتا تو دو بندوں کے لیٹنے کی تھوڑی بہت جگہ تو بن جاتی۔

"تب بھی گدا تو بچھانا پڑے گا۔ اور اس سے بھی تمہیں گرمی لگے گی۔"

جمائی لے کر اس نے پیچھے ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگا دی۔

"پھر نیچے صوفوں والے کمرے میں چلتے ہیں۔"

حارث اسے دیکھ رہا تھا۔ بس اسے اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر نہیں سونا تھا۔

"میں کچھ دن تک بیڈ نیچے ہی لے جاؤں گا۔ یہاں اوپر واقعی گرمیاں گزارنا مشکل ہے۔ آگے آگے تمہارے لیے بھی سیڑھیاں چڑھنا اترنا بہتر نہیں ہو گا۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس کی بات سے اختلاف کرتا تو اس وقت اس کا موڈ خراب ہو جاتا۔

"ابھی پھر میں کیا کروں؟"

دونوں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے۔

"کوشش کرو کہ تمہاری آنکھ لگ جائے۔ تاکہ پھر میں بھی سو سکوں۔"

وہ دوبارہ لیٹنے لگا تھا۔ رابعہ کا منہ بن گیا تھا۔

"آپ کو بس اپنے سونے کی پڑی ہے۔ دیکھ نہیں رہے کہ آپکی بیوی کا دل کتنا گھبرا رہا ہے۔"

حارث نے پہلے اسے غور سے دیکھا۔ پھر بیڈ سے اترا۔

"اب کہاں جا رہے ہیں؟"

"تمہارے دل کا بندوبست کرنے۔"

پہلے اس نے پاؤں میں سلیپر پھنسائے اور پھر وہ نیچے جانے کی بجائے چھت پر آ گیا۔

رابعہ کی پیٹی کے پیچھے چارپائی کھڑی تھی۔ اسے نکالا۔ پھر چھوٹی سی چھت کے بیچ میں بچھایا۔

"ہم ایک چارپائی پر پورے کیسے آئیں گے؟"

چارپائی بھی کونسا نئی تھی۔ دھوپ میں رہ رہ کر اس کی بان اچھی خاصی خراب ہو چکی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"ایڈجیسٹ کرنا پڑے گا۔ ویسے بھی اگر تمہیں یاد ہو تو ہم تمہارے اس چھوٹے سے بیڈ پر بھی ایک ساتھ سوتے رہے ہیں۔"

پھر وہ نیچے سے گدا اور چادر لے کر آیا۔ چادر بچھانے میں رابعہ نے اس کی مدد کی۔

"تب تو موسم بھی بہتر تھا۔"

پھر بھی وہ اس چارپائی پر بیٹھ گئی۔ گردن اونچی کر کے آسمان کو دیکھنے لگی۔

"اب لیٹو تم شاباش۔ میں کمرہ بند کر کے اور موبائل لے کر آتا ہوں۔"

سٹینڈ والا پنکھا بھی اسے نیچے سے لانا پڑا تھا۔ رابعہ کے لیے اس وقت اس کے کافی چکر لگ گئے تھے۔

"پنکھے کے آگے میں سوؤں گی۔"

ایکسٹینشن کی مدد سے حارث نے پنکھا چلایا۔ اندر سے ایک ہی تکیہ اٹھا کر لایا، اور اپنا موبائل بھی۔

"پھر میں تمہارے اوڑھنے کے لیے کچھ لے آتا ہوں۔"

ٹانگیں اوپر کر کے وہ لیٹ گئی۔ یہاں باہر پھر اسے کچھ اچھا محسوس ہو رہا تھا۔

"میرا دوپٹہ کافی بڑا ہے ویسے۔"

اس نے ٹانگوں پر دوپٹہ پھیلا لیا۔ اور خود تو وہ چادر اوڑھتا نہیں تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"تکیہ چاہیے اور؟"

"یہ ایک ہی ٹھیک ہے۔آپ تکیے پہ سر رکھ لینا اور میں آپ کے بازو پر سر رکھ لوں گی۔"

پھر حارث بھی لیٹ گیا۔پنکھے کی ہوا بھی ٹھنڈی تھی۔اسی لیے حارث کے قریب لیٹ کر بھی اندر جیسی گرمی کا احساس نہیں ہوا۔ورنہ وہ خود سے ہی تنگ پڑ رہی تھی۔

"آپ کو نیند آ رہی ہے؟"

حارث نے شاید پانچ منٹ ہی اس کے بال سہلائے تھے۔اور پھر اس کی آنکھ لگنے والی ہو گئی تھی۔

"ہاں بہت زیادہ نیند آ رہی ہے۔فجر بھی جلدی ہوتی ہے اب تو نیند پوری نہیں ہو پاتی میری۔"

"مجھے نیند ہی نہیں آ رہی۔"

زرا سی کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اس نے حارث کے گال پر رکھ دیا۔پھر جس طرح سے وہ سہلا رہی تھی اس طرح سے حارث کی نیند اڑ جانی تھی۔

"سارا دن جو تم سوتی رہتی ہو۔زرا جو تمہاری کوئی صحیح روٹین ہو۔اب مجھے سونے نہیں دے رہی تم۔"

Novels by Hamna Yasooj Khan

حارث نے اس کا ہاتھ پکڑ کے پیچھے کیا۔

"میں جان کر نہیں سوتی۔ بس مجھے خود سے ہی نیند آتی رہتی ہے۔"

رابعہ نے ڈھیٹوں کی طرح دوبارہ ہاتھ رکھ دیا۔

"اور اس وقت رابعہ مجھے بھی خود سے ہی نیند آ رہی ہے۔"

پھر رابعہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ بس کچھ دیر کے لیے۔

"کھلے میں آ کر سٹینڈ والا پنکھا کتنی اچھی ہوا دے رہا ہے۔"

"ہاں۔"

حارث نے سوتے سوتے حامی بھری۔ پھر اس کے اوپر دوپٹہ ٹھیک کرنے لگا۔

"یہ اوڑھو اپنے اوپر۔"

"شکریہ۔"

اب وہ سیدھی ہو کر لیٹی۔ اوپر آسمان کو دیکھنے لگی۔ گہرے رنگ کے آسمان پہ تارے چمک رہے تھے۔

"ویسے تھوڑا عجیب بھی لگ رہا ہے ایسے آسمان کے نیچے سونا۔"

بچپن میں بھی کبھی نہ وہ چھت پر سوئی تھی اور نہ ہی صحن میں۔ یہ اس کا پہلا تجربہ تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"میں تو ہر سال گرمیوں میں باہر ہی سوتا ہوں اور یہ میری ہی چارپائی ہے۔اس سال بس تم ساتھ ہو تو گرمی کے باوجود باہر نہیں آیا میں۔"

"لیکن میری ہی وجہ سے باہر آ گئے ہیں۔"

وہ ہولے سے ہنسی۔

"تمہارے آرام کا خیال رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں میں۔ لیکن تم میرے آرام کی زرا فکر نہیں کرتی۔ میں کہہ بھی رہا ہوں کہ میری نیند پوری نہیں ہوتی پر تم مجھے سونے ہی نہیں دے رہی۔"

اس کے سر میں درد بھی نکل آیا تھا۔

"مجھے سب نے بھی یہی کہا تھا اور مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ ان دنوں آپ میری ہر بات چپ کر کے مان لیں گے۔ جیسے میں نے کہا کہ مجھے باہر جانا ہے تو آپ مجھے لے کر نہیں جانا چاہتے تھے پر لے گئے تھے نا؟"

حارث نے اوازاری اور تھکن سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"ہاں لے گیا تھا، تو؟ اب تم اپنی حالت کا فائدہ اٹھا کر جان بوجھ کے مجھے تنگ کرو گی؟"

رابعہ کو بھی تھکن زدہ چہرے پر اب ترس آیا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"اچھا نہیں کر رہی اب تنگ، آپ الارم لگا لیں صبح کا۔ مجھے اگر نیند نہیں آئی تو میں تارے ہی گن لوں گی۔"

اب ویسے بھی آسمان پر تارے ڈھونڈنا اسے زیادہ مشکل کام نہیں لگتا تھا۔

"یہاں باہر سونے پہ انسان کو کسی الارم کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ پہلی اذان سے ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔"

اسی لیے اس نے الارم نہیں لگایا تھا۔ اپنا بازو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا تھا۔

"لیکن میں جتنی گہری نیند سو رہی ہوں آج کل۔ میں نہیں اٹھوں گی پہلی اذان سے۔"

"وہ تو مجھے بھی اچھے سے سمجھ آ رہی ہے۔ تم پوری کوشش کر رہی ہو کافی دنوں سے کہ تمہاری فجر چھوٹ جائے۔"

اسی طرح آنکھوں سے بازو ہٹائے بغیر اسے جواب دیا۔

"پھر بھی آپ زبردستی اٹھا تو دیتے ہیں۔"

رابعہ نے اب کی بار اس کی تھوڑی پر ہاتھ رکھا تھا۔ ہر دو دن گزرنے کے بعد ہلکی ہلکی شیو آ جاتی تھی۔ اس کی چبھن ویسے تو اسے پسند نہیں تھی لیکن اس چبھن پر انگوٹھا پھیرنا اچھا لگتا تھا۔

"اس لیے کیوں کہ میں نہیں چاہتا تمہارے دن کی شروعات فجر کے ساتھ نہ ہو۔"

Novels by Hamna Masood Khan

دھیرے دھیرے اس کی آواز نیند میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

"لیکن میں کبھی کبھی بس نیند میں بددلی سے پڑھ لیتی ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے باتیں کر رہی تھی۔

"تم نماز چاہے خوشی سے پڑھو، یا چاہے بددلی سے، اس نے جو فائدہ تمہیں دینا ہے وہ دے گی۔ بس تم خود کو اللہ کے قریب رکھو۔ تمہارے لیے بہت آسانیاں ہوتی چلی جائیں گی۔"

اس نے کس قسم کی آسانیوں کی بات کی تھی رابعہ سمجھ رہی تھی۔ آنے والے وقت سے تو اسے بھی ڈر لگتا تھا۔ ابھی تو بس اچھا کھانا پینا چل رہا تھا یا پھر جی بھر کے سونا۔

پہلے وہ تاروں کو دیکھتی رہی اور پھر حارث کی طرف مکمل مڑ گئی۔ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

ثمرین باجی کو گئے تین دن ہو گئے تھے۔ ان کی آمد کا ذکر رابعہ نے کسی سے بھی نہیں کیا تھا۔ آج اتوار تھا اور شام کے وقت انہوں نے امی کے گھر چکر لگا لیا تھا۔ پہلے تو وہ جو آئیں تھیں اپنے گھر بھی بنا بتائے ہی آئی تھیں۔

"قیصر بھائی تو کہہ رہے تھے کہ پندرہ دن بعد کی فلائٹ ہے ان کی۔ لیکن اب کیوں نہیں جا رہے وہ؟"

Novels by Hamna Nasoor Khan

صحن میں میز اور کرسی رکھ کر رابعہ فرائز کے لیے آلو کاٹ رہی تھی۔ ثمرین باجی بھی پہلی بار اس کی مدد کروا رہی تھیں۔ بچے کھیل رہے تھے۔ امی اندر کمرے میں تھیں۔

"پتہ نہیں۔"

حارث نے پوچھا۔ پھر اندر سے کرسی لا کر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ رابعہ کے ہاتھ سے چھری لے لی۔ اور آلو کاٹنے لگا۔

"تم چولہے پر تیل رکھ دو گرم کرنے کے لیے۔"

رابعہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ پھر لگا کہ شاید وہ ان سے اکیلے میں بات کرنا چاہ رہا ہے۔ اسی لیے کچن میں چلی گئی۔

"اور وہ جو انہوں نے دوسری شادی کا شوشہ چھوڑا ہوا تھا اس کا کیا بنا۔"

اپنی طرف سے آواز اس نے ہلکی ہی رکھی تھی لیکن رابعہ کو کچن میں اس کی آواز آ رہی تھی۔

"اس کے بارے میں بھی مجھے زیادہ نہیں پتہ۔ سنڈس آئی ہوئی تھی۔ کر رہے تھے دونوں بہن بھائی آپس میں راز و نیاز کی باتیں۔ میں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔"

"کیا پتہ عقل آ گئی ہو اب قیصر بھائی کو۔"

Novels by Hamna Yasood Khan

آلو اس کے بالکل بے ترتیب کٹ رہے تھے۔ کچھ موٹے ہو جاتے اور کچھ اتنے باریک کہ دو حصوں میں بٹ جاتے۔

"مجھے تو کچھ اور ہی لگ رہا ہے۔ آج میں نے ذکر ہی کیا تھا کہ میں شام میں امی کی طرف چلی جاؤں تو دروازے تک خود چھوڑ کر گئے ہیں مجھے۔ کچھ کرنا ہو گا میری غیر موجودگی میں اب۔"

حارث کچھ سمجھا نہیں۔

"کیا مطلب؟"

آلو اور چھری پلیٹ میں رکھ کر وہ انہیں دیکھنے لگا۔

"کوئی مطلب نہیں، حارث۔ یہ انسان اب چاہے کچھ بھی کرے مجھے اس سے کوئی امید نہیں ہے۔ اور جو یہ کہہ رہے تھے کہ ان کے فیصلے سے میری اور بچوں کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تو اب تک کوئی فرق مجھے واقعی محسوس نہیں ہوا۔ مجھے بس اپنے نصیب کا ہی ملے گا۔ میرے نصیب میں بے وفائی ہوئی تو مجھے وہ مل جائے گی۔"

ایسا لہجہ حارث نے ان کا پہلے تو کبھی نہیں سنا تھا۔ ان کا یہ انداز ہی نہیں تھا بات کرنے والا۔

Novels by Hania Masood Khan

اور پھر کچھ دنوں بعد پتہ چلا کہ قیصر بھائی کی کمپنی اچانک بند ہو گئی ہے۔ان کی نوکری ہی چلی گئی ہے۔ایسے میں انہوں نے بہت سی اور کمپنیز میں اپلائے کیا لیکن قسمت خراب تھی یا اپنا کیا آگے آرہا تھا کہ نوکری کا کوئی بندوبست ہی نہیں ہو سکا۔پھر ان کا دبئی جانا کینسل ہو گیا۔بینک اکاؤنٹ میں جتنے بھی پیسے تھے انہیں لگا کر وہ وہاں چلے بھی جاتے تو نوکری کی کیا گارنٹی۔اوپر سے خرچے بھی پورے کرنے تھے۔ایسے میں دوسری شادی ایک اضافی بوجھ لگنے لگی۔وہ بھی تب جب وہ اپنی پہلی بیوی کے ساتھ عزت سے رہ رہے تھے۔وہ بھی تو انہیں خود سے خوش رکھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔بس کہانی کا دوسرا رخ ابھی نہیں جانتی تھیں۔

"کہاں سے آرہے ہیں آپ؟"

وہ اپنے گھر کے کچن میں کھڑی تھیں۔کھانا تیار تھا۔وہ بس سلاد کی پلیٹ بنا رہی تھیں۔

قیصر بھائی کافی دیر سے باہر گئے ہوئے تھے۔اب واپس آئے تھے اور لاؤنج میں کھڑے تھے۔ان کو جواب دینے کے لیے کچن کے نزدیک آ گئے۔

"ایک چلتا ہوا کاروبار دیکھ کر آرہا ہوں۔مالک شہر بدل رہا ہے اسی لیے بیچنا چاہتا ہے۔"

سرسری سا انہیں بتایا۔پھر ڈسپنسر سے پانی بھرنے لگے۔

"تو آپ کس کے لیے دیکھ رہے ہیں کاروبار؟"

Novels by Hamna Masood Khan

وہ بھی سرسری سا ہی پوچھ رہی تھیں۔

"ظاہر سی بات ہے کہ اپنے لیے ہی دیکھ رہا ہوں۔ منافع بہت اچھا ہے اس کا۔"

اور قیصر بھائی کا انداز آج بھی ویسا ہی تھا۔ جتانے والا انداز۔

"پر جب آپ چلے جائیں گے تو پیچھے کون دیکھ بھال کرے گا۔ اب جو رابعہ کا بھائی ہے وہ لاہور چلا گیا ہے لیکن پیچھے ساری ذمہ داری حارث پر ہے۔ روز حساب کرنے کے لیے جاتا ہے وہ۔"

گول گول کھیرے کٹ کر پلیٹ میں گر رہے تھے۔ وہ بس اپنی بات کہتے ہوئے انہیں دیکھتیں۔ پھر نظریں پلیٹ پہ کر لیتی۔

"اگر میں کاروبار خریدوں گا تو اس کی دیکھ بھال بھی میں ہی کروں گا۔"

اتنے میں انہیں کوئی فون آ گیا۔ اور وہ لاؤنج سے باہر کی طرف جانے لگے۔

"کھانا لگاؤ تم۔"

جب سے دماغ کو انہوں نے کچھ منفی سوچنے سے باز کیا تھا وہ اور طرح کا سوچ بھی نہیں پاتی تھیں۔ پچھلے دو ہفتوں سے وہ ہر دن ہوئی بات کو نظر انداز کر دیتی تھیں۔ منتر ایہ تھا کہ جو ہونا ہے وہ ہو ہی جائے گا۔ اور یوں بھی لگتا تھا کہ وہ امی کے گھر سے زیادہ اپنے اس گھر میں

Novels by Hamna Masood Khan

خوش ہیں۔ جب نہ ساس کی ٹینشن ہے اور نہ ہی تنہائی کی مار۔ چاہے یہ سب تھوڑے دن کو ہی سہی۔ لیکن یہ ان کے بہترین دن چل رہے تھے۔

جب قیصر بھائی کو پاکستان میں ایک ہفتہ اور ہو گیا تب ثمرین باجی کو کھٹکا لگا۔ اور پھر انہوں نے ایک دن انہیں کسی سے فون پر بات کرتے ہوئے بھی سن لیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اب وہ دبئی نہیں جائیں گے۔ ادھر ہی کاروبار کریں گے۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی رہیں گے۔ چاہے انہوں نے یہ بات براہِ راست ثمرین باجی سے نہیں کہی تھی لیکن ان کے دل سے پھانس نکل گئی تھی۔

جولائی میں رابعہ اپنی امی کے گھر رہنے کے لیے لاہور گئی تھی۔ پر وہاں اس کا زیادہ دل نہیں لگا۔ ایک ہفتہ رک کر ہی وہ واپس آ گئی تھی۔ لاہور کا اگلا چکر اس کا ستمبر میں لگا تھا۔ وہ بھی تب جب راحیل بھائی کے گھر بیٹا ہوا تھا۔ مبارک باد کے لیے جاتے وقت وہ اپنی طرف سے سب کے لیے تحفے بھی لے کر گئی تھی۔ اسی مہینے میں فاطمہ کے گھر بھی بیٹا ہوا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ آج اپنے چیک اپ کے لیے گئی تھی اس نے اپنی ڈاکٹر سے پوچھ لیا تھا کہ اس کے بے بی کا جینڈر کیا ہے۔

”جن کی گود میں پہلی اولاد بیٹی آتی ہے اللہ ان سے خوش ہوتا ہے۔“

Novels by Hamna Masood Khan

بیڈ ان کا حارث نے نیچے والے کمرے میں سیٹ کر دیا تھا۔ صوفے وغیرہ اوپر چلے گئے تھے۔ نیچے کی سٹینگ ویسی ہی ہوئی تھی جیسے اوپر کے کمرے کی تھی۔ اس وقت رابعہ اپنا عبایہ اتار رہی تھی۔ راستے میں بھی وہ لوگ بحث کر کے آئے تھے۔ اور اس وقت بھی بحث ہی شروع ہو گئی تھی۔

"اب ایسی بات تو نہیں ہے کہ جن کے بیٹے ہوتے ہیں ان سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔"

عبایہ اتار کر لٹکانے کے بجائے وہ سیدھا بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ پیر تھک چکے تھے۔

"اللہ تمہاری ناشکری پر ضرور ناراض ہو گا۔ اور ناراض تو مجھے بھی تم سے ہونا چاہیے، رابعہ۔ مجھ سے پوچھے بغیر ڈاکٹر سے تم نے کیوں پوچھا کہ بیٹا ہے یا بیٹی ہے؟"

بات وہ نرمی سے ہی کرتا تھا لیکن اس نرمی میں بھی اس وقت ناراضگی گھل رہی تھی۔ پہلے اس نے اس کی فائل دراز میں رکھی۔ پھر اس کا عبایہ وغیرہ کھونٹی سے لٹکانے لگا۔

"وہ بس فاطمہ آپی کے بیٹا ہوا ہے، راحیل بھائی کے گھر بھی تو میں بس اپنا کنفرم کر رہی تھی۔"

وہ بڑے مطمئن انداز سے کہہ رہی تھی۔ میز پر ٹوکری میں فروٹ رکھے ہوئے تھے۔ وہیں سے اس نے سیب اٹھا لیا تھا۔

"اور اب کنفرم کرنے کے بعد ناشکری دکھا رہی ہو۔"

Novels by Hania Masood Khan

پتہ نہیں حارث کو ایسا کیوں لگ رہا تھا۔ وہ ناشکری دکھا رہی تھی یا نہیں دکھا رہی تھی لیکن حارث پوری ناراضگی دکھا رہا تھا۔ تھوڑا بہت کمرہ سمیٹ رہا تھا۔

"میں کب ناشکری دکھا رہی ہوں؟ آپ ہی بار بار کہے چلے جا رہے ہیں۔"

ڈریسنگ ٹیبل سے تو ایک چیز اٹھا لو باقی ہر چیز بے ترتیب ہو جاتی تھی۔ حارث ابھی وہی سیٹ کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے نہیں کہہ رہا تمہیں اب میں کچھ۔"

اسے ایک نظر دیکھ کر حارث نے دوبارہ نہیں دیکھا۔

"اب آپ کیوں ناراض ہو رہے ہیں؟"

اس نے آدھا سیب کھا کر واپس ٹوکری میں رکھ دیا۔

"مجھے راضی رکھنے والی حرکتیں تم کرتی کہاں ہو۔"

"آپ اب ناراضگی دکھا رہے ہیں تو فوراً مان بھی جائیں! نہیں تو میں بتا رہی ہوں کہ میں نے ناراض ہو جانا ہے آپ سے۔ اور پھر میں جلدی مانوں گی بھی نہیں۔ اداس ہو جاؤں گی۔"

اس نے دیکھا۔ حارث کے چہرے کے تاثر نہیں بدلے تھے۔

"آپ کی بیٹی بھی اداس ہو جائے گی۔"

Novels by Hamna Wasood Khan

اب حارث نے گردن موڑی۔ رابعہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"تمہاری وجہ سے ہی ہو گی۔ ابھی تو تمہارے پاس ہے ناوہ۔ میری گود میں آنے دو بس تم اسے۔ کروٹ موڑ کر سویا کریں گے ہم تمہاری طرف سے۔"

رابعہ کی طرف پشت کر کے وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ جیب میں سے سامان نکالنے لگا۔

"دیکھا... اسی وجہ سے... اسی وجہ سے میں سوچ رہی تھی کہ ہمارا بیٹا ہونا چاہیے۔ مجھے تو پہلے ہی اندازہ تھا کہ اپنی بیٹی لے کر آپ مجھے سائیڈ پر کر دیں گے۔ سارے لاڈ اسی کے اٹھائیں گے۔ سارا پیار اسی سے کریں گے۔"

"میں تمہاری طرح نہیں سوچتا۔"

گردن موڑ کر اسے جتایا۔

"اچھا! ابھی یہ کون کہہ رہا تھا پھر کہ بیٹی کو آنے دو ہم تم سے کروٹ بدل کر سوئیں گے۔"

رابعہ بیڈ پر آگے کو ہوئی۔ اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"وہ تو ہم جب تم سے ناراض ہوا کریں گے تو ایسے سوئیں گے۔"

حارث نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے کندھے سے پیچھے کیے۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"لیکن میری جگہ ہمیشہ آپ کے اس بازو پہ ہی رہے گی۔اب مجھے تکیے کی عادت نہیں رہی۔"

رابعہ نے اس کا دایاں بازو اپنے دونوں بازوؤں میں پھنسایا۔

"وہ تو اس لیے کہ تمہیں اب مجھ پہ چڑھ کے سونے کی عادت ہو گئی ہے۔یہ تو اچھا ہے کہ اب موسم بہت بہتر ہو گیا ہے۔"

حارث جتا رہا تھا۔وہ مسکرا رہی تھی۔

"مسکرا کیوں رہی ہو تم؟"

وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

"کیوں کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کی ناراضگی ختم ہو گئی ہے۔"

اب وہ حارث کے ساتھ لاڈ کر رہی تھی۔حارث نے اسے پیچھے نہیں کیا۔پر اپنی مسکراہٹ کو قابو میں کر رہا تھا۔

"لیکن رابعہ پھر بھی تمہیں یہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

"اب تو کر لی ہے میں نے۔"

پھر حارث اٹھ گیا۔

"اچھا... اب بس بھی کریں۔مجھے بتائیں کہ ہم شاپنگ کرنے کب جا رہے ہیں۔"

Novels by Hamna Masood Khan

اس نے پیچھے ٹیک لگالی۔

"کیا لینا ہے تم نے۔"

وہ کمرے سے باہر جا رہا تھا۔ ہاتھ منہ دھو کر پھر تھوڑی دیر کے لیے امی کے پاس جاتا۔

"اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں لینا کیا؟"

کھونٹی سے اس نے اپنے لیے ٹراؤزر شرٹ اتارا۔ اب وہ کپڑوں کو اکثر ایک ہی استری میں تین دن چلا لیتا تھا۔ بدلتا بھی کم کم ہی تھا۔

"اگلے مہینے لیں گے۔"

تھوڑی دیر پہلے ہی وہ حساب کر رہا تھا۔ رابعہ کی ڈاکٹر تو کیس کو نارمل ہی کہہ رہی تھیں لیکن ایمرجنسی میں اگر آپریٹ ہوتا تو پرائیویٹ ہسپتال کا خرچہ اٹھانے کے لیے وہ ابھی سے ہی سب سوچ رہا تھا۔ اس کی پوری کوشش تھی کہ وہ اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑے۔

"مجھے شاپنگ خود کرنی ہے ساری۔ آگے آگے میری طبیعت خراب رہنے لگ گئی تو؟"

اور یہ اس کی خام خیالی تھی کہ اس میں اینرجی کی کمی آجائے گی۔ وہ شاپنگز پر نہیں جا سکے گی۔ چھٹا مہینہ تو اس نے اچھے سے گزارا تھا۔ ساتویں میں تھوڑی بہت احتیاط کی تھی۔ آٹھویں میں بس یا تو وہ کھاتی رہتی تھی یا پھر سوتی رہتی تھی۔ چہرے پر قوسِ قزح کے رنگ

Novels by Hania Masood Khan

اور چمک چھائی رہتی تھی۔ لیکن نویں میں آکر اس کی بس ہو گئی تھی۔ اٹھنا بیٹھنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"اتنا منہ بنا کر کیوں بیٹھی ہوئی ہو تم؟"

وہ دکان سے تھکا ہوا گھر آتا تو وہ اسے زیادہ تھکی ہوئی دکھائی دیتی۔ ابھی بھی جب وہ آیا تو رابعہ اترے چہرے کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ارد گرد سارے تکیے اور کشن بے ترتیب تھے۔

"میں نے تو کوئی منہ نہیں بنایا ہوا۔"

حارث نے اسے غور سے دیکھا۔ اس کا موڈ ہی خراب تھا۔ طبیعت نہیں۔

"اچھا... کھانے میں کیا بنایا ہے امی نے؟"

"امی سے ہی پوچھیں۔"

اس نے اپنی جیب سے ہی کوئی شاپر نکالا تھا۔ جس کے اندر کوئی خاکی لفافہ تھا۔ رابعہ کو دینے والا تھا پر اس کے موڈ کی وجہ سے نہیں دیا۔

"یہ کیا رکھ رہے ہیں شاپر میں؟"

"یہ میں جس کے لیے لایا ہوں اسے تب ہی دوں گا جب وہ مجھے مسکرا کر دیکھے گی۔"

مسکراتے ہوئے حارث نے اسے دیکھا۔ لیکن اس کے ماتھے کے بل نہیں گئے۔

Novels by Hamna Masood Khan

"زبردستی مسکرایا نہیں جاتا۔"

حارث اس کے پاس گیا۔اس کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔

"تو تم نے منہ کیوں اتنا بنایا ہوا ہے؟ کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ۔"

"پاؤں دیکھیں میرے!"

حارث نے دیکھے۔اچھے خاصے سوجے ہوئے تھے۔

"درد کر رہے ہیں؟"

پھر ان پر ہاتھ رکھا۔سوجن پنڈلی تک آئی ہوئی تھی۔ٹخنے تو نمایاں ہی نہیں ہو رہے تھے۔

"نہیں..."

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اس کے ہاتھ رکھنے سے کچھ تو سکون ملا تھا۔

"پھر؟"

"پھر آپ پہلے اپنی امی کے پاس سے ہو آئیں۔"

سیدھا لیٹ کر تو وہ ٹانگیں چھوٹی نہیں کر سکتی تھی اسی لیے کروٹ کے بل ہو گئی۔

"یعنی تم مجھے پاس بٹھا کر اپنے خراب موڈ کی وجہ سنانے والی ہو؟"

"آپ جو بھی سمجھیں۔"

اب وہ ہلکے ہاتھ سے اس کے پاؤں کو پنڈلی تک دبانے لگا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

"یہ جو تمہارے پاؤں سوج جاتے ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ تم ان پہ تیل لگا کر ہلکی سی مالش کر لیا کرو۔"

"جیسے تو میرا بہت ہاتھ پہنچتا ہے نا اپنے پاؤں تک۔"

رابعہ نے اپنا دوسرا پاؤں بھی اس کے آگے کر دیا تھا۔

"اچھا... چلو اٹھو، پہلے کھانا کھا کر آتے ہیں۔ پھر تھوڑی واک کریں گے۔ اور اس کے بعد میں خود تیل لگا دوں گا۔ ٹھیک ہے؟"

حارث اٹھ گیا۔ اس کے آگے اس نے ہاتھ بڑھایا کہ وہ اس کے سہارے سے اٹھ جائے۔

"میں اٹھ نہیں رہی۔ مجھے آپ ادھر ہی کھانا لا دیں۔ خود بے شک امی کے ساتھ کھا لیں۔"

کشن کو وہ اپنے آگے پیچھے خود ایڈجسٹ کر رہی تھی۔ لیٹ کے بھی زرا سکون نہیں تھا۔

"امی کو پھر لگے گا کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ ادھر ہی آ جائیں گی وہ۔"

وہ اب تک ہاتھ دیے کھڑا تھا۔

"تو میری طبیعت خراب ہی ہے۔"

جتاتے وقت اس کی آواز اونچی ہو گئی تھی۔

"اللہ سے بس آسانیاں مانگو اپنے لیے۔ میں بھی بہت دعا کر رہا ہوں۔"

Novels by Hania Yasoob Khan

پر وہ اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔ اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا۔

"لیکن آپ کو کیا پتہ کہ کیا کچھ ہو گا میرے ساتھ۔ کتنا کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ پتہ نہیں برداشت ہو پائے گا بھی یا نہیں۔"

روہانسی ہو کر وہ کروٹ سے سیدھی ہوئی۔ پھر بھیگی آنکھیں اسے دکھا کر کہہ گئی۔

"اپنی اولاد کے لیے برداشت کرنا ہے اس لیے تم کر لو گی برداشت۔"

حارث نے اس کے گال پر پیار کیا۔ پھر چلا گیا۔ امی کو کھانا دے کر ان سے کچھ باتیں کرتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ رابعہ اور اپنا کھانا لے کر رابعہ کے پاس ہی آ گیا۔

"امی کہہ رہی تھیں کہ اگر تم چاہو تو تم لاہور اپنی امی کے پاس جا کر بھی کیس کروا سکتی ہو۔ وہاں تمہاری امی اور تمہاری بھابھی تمہارا بہتر خیال رکھ لیں گی۔ یہاں میری دکانداری بھی ہے۔ امی سے بھی اتنا کچھ نہیں ہوتا۔"

کھانا کھاتے ہوئے تو اس کا موڈ ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔ بات سنتے ہی جیسے بگڑ گیا۔

"آپ نے پھر کیا جواب دیا؟"

"میں نے کہا کہ میں تم سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ اگر لاہور جانا بھی ہے تو میں تمہاری ڈاکٹر سے پوچھ کر تمہیں ایک دو دن میں ہی چھوڑ آؤں گا۔ آگے کا رسک نہیں لے سکتے ہم۔"

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ اسی کے لیے آسانی کرنے کی سوچ رہا تھا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

''اور آپ مجھے وہاں چھوڑ کے آرام سے واپس آ جائیں گے ؟''

کھانا روک کر وہ زیادہ سنجیدہ ہو گئی۔

''واپس آنا تو ہے نا میں نے۔ تم وہاں آرام سے رہ لو گی۔ ثمرین باجی کے دونوں بچے ہمارے گھر ہی ہوئے تھے۔ قیصر بھائی پاکستان تھے نہیں اور ان کی ساس نے ان کا خیال رکھنا نہیں تھا۔''

وہ مثال دے رہا تھا۔ رابعہ کو زرا پسند نہیں آئی۔

''پر میرے پاس تو آپ ہیں نا۔ اور مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔ کوئی میرا ویسے خیال تھوڑی رکھے گا جیسے آپ رکھ سکتے ہیں۔''

''ویسے تمہاری امی تمہارا خیال مجھ سے زیادہ بڑھ کر رکھیں گی۔''

اپنی کوششوں کو وہ کسی خاطر میں ہی نہیں لا رہا تھا۔

''پر آپ کو میرے ساتھ ہونا چاہیے۔''

''تم ادھر کیسے مینج کرو گی ؟''

لاہور وہ زیادہ وقت رک نہیں سکتا تھا۔ ادھر بھی زیادہ سے زیادہ وہ دو تین دن دکان کا ناغہ کر لیتا۔ لیکن اس کے بعد تو جانا ہی تھا۔ پیچھے رابعہ کے لیے کافی مشکل ہو سکتی تھی۔

Novels by Hamna Masood Khan

"دن گزر ہی جاتے ہیں۔ یہ دن بھی تو میں گزار رہی ہوں۔ حالانکہ آپ کو نہیں پتہ کہ میں اپنی حالت سے اب تنگ پڑ رہی ہوں۔"

اس نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔ کھانے سے پیچھے ہو گئی۔

"اچھا بس۔"

پھر حارث نے اس کے لیے نوالے بنانا شروع کیے۔

"آپ بھی کونسا ٹائم سے گھر آتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ان دنوں زیادہ وقت میرے ساتھ گزارا کریں۔"

منہ بسور کر وہ کھا رہی تھی۔

"عورتیں مر بھی جاتی ہیں اس سب کے دوران۔"

پتہ نہیں یہ ایک لمحے میں اس کا لہجہ رندھ کیسے جاتا تھا۔ اور وہ ایک ہی لمحے میں اسے پریشان بھی کر دیتی تھی۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

ضبط سے اس نے سر جھکا کر اگلا نوالہ بنایا۔

"لیکن اگر ہو گیا تو؟"

حارث نے اس کے آگے نوالہ کیا۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھا نہیں۔

Novels by Hamna Masood Khan

"نہیں ہو گا، رابعہ۔"

پھر اس نے جگ میں سے پانی نکالا۔ خود پینے لگا۔

"اگر ہو گیا تو بتائیں آپ کیا کریں گے۔"

"تمہاری یاد میں باقی کی ساری زندگی گزار دوں گا۔"

کمرے کی فضا یخ بستہ ہو رہی تھی۔ وقت ٹھہر رہا تھا۔

"اور ہماری بیٹی کو اچھے سے رکھیں گے؟"

"سینے سے لگا کر رکھوں گا۔"

رابعہ کو اس نے اب بھی نہیں دیکھا۔ برتن سمیٹنے لگا۔

"اور اگر ہماری بیٹی کے ساتھ بھی کوئی ایسا مسئلہ ہوا جیسا میرے ساتھ ہے تو؟"

جب وہ برتن رکھ کر آیا تب رابعہ کے پاس اور ایک سوال تھا۔

"کیسا مسئلہ؟"

"اگر اس کے جسم پہ بھی کہیں میری طرح کے سفید دھبے..."

"بس کرو، رابعہ۔ تم اچھی ایموشنل ہو کر فضول بولنے لگ جاتی ہو۔"

کوشش کے باوجود بھی اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔ آنکھوں میں بھی سختی تھی جب اس نے رابعہ کو دیکھا۔

Novels by Hamna Masood Khan

"فضول نہیں بول رہی میں۔"

پر اس نے اس سختی پر دھیان ہی نہیں دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہ والی بات ختم کرو۔ مجھے بتاؤ کہ اپنی امی کی طرف جانا ہے تم نے؟"

اب وہ کمبل ٹھیک کر رہا تھا۔ خود بھی اس کے ساتھ لیٹنے والا تھا۔

"نہیں میں نے نہیں جانا۔ لیکن اگر آپ مجھے بھیجنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی سہی۔"

رابعہ کی طرف کروٹ لے کر گال کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ سر تھوڑا اونچا رکھا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں؟"

اب رابعہ کے چہرے پر بھی سکون آنے لگا۔

"کہا نہیں ہے لیکن آپ اپنی امی کو خود سے یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ رابعہ اور اپنی بیٹی کا خیال میں خود رکھ لوں گا۔ آپ نے کیوں کہا کہ میں رابعہ سے پوچھ کر بتاؤں گا؟"

حارث کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل کر آئی۔

"کیوں کہ مجھے رابعہ کی فکر ہے۔ میں اس کے لیے آسانی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور اس معاملے میں اپنی مرضی بالکل بھی نہیں کروں گا۔"

اور حارث کو رابعہ کی کتنی فکر تھی یہ تو ہسپتال کے کوریڈور میں موجود ہر بندے نے دیکھ لیا تھا۔

Novels by Hamna Yasoob Khan

"کیسی ہو؟"

کب سے اس کو دیکھنے کے لیے وہ بے چین تھا۔اب اس کے کمرے میں آیا تو آتے ہی ماتھا چوما۔

"آپ نے اسے دیکھا؟"

اس کی آواز مدھم سی تھی۔ چہرہ تھکان زدہ تھا۔ہاتھ میں ڈرپ اب بھی لگی ہوئی تھی۔

"تم نے دیکھا؟"

وہ جھک کر کھڑا تھا۔ پیچھے پڑے سٹول پر نہیں بیٹھا تھا۔

"مجھے نرس دکھا رہی تھی لیکن میں دیکھ ہی نہیں سکی۔ میری آنکھوں کے آگے اندھیرا آرہا تھا۔"

اب بھی اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

"اب ٹھیک ہے؟ مجھے دیکھ پا رہی ہو نا تم؟"

اس کے کہنے پر آنکھیں دوبارہ کھولیں۔

"اس کی ڈاکٹر کیا کہہ رہی ہیں؟"

اس تھکان میں بھی اس کے چہرے پر وہ ایک ننھی سی مسکراہٹ کی جھلک دیکھ سکتا تھا۔

Novels by Hamna Yasooj Khan

"کہہ رہی ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر میں تمہارے پاس لے آئیں گے۔ پھر ہم مل کر دیکھیں گے اسے۔"

اب حارث سٹول پر بیٹھا۔ کہنی بیڈ پر رکھ کر اسی ہاتھ کو اس نے رابعہ کے ماتھے پر رکھا ہوا تھا۔ بار بار سہلائے جا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے رابعہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

"اور آپ خوش ہیں نا؟"

"خوشی پر اسیس نہیں ہو رہی مجھ سے۔ تمہاری فکر میں کچھ اور سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔"

اس کی آنکھوں کے گوشے شائد بھیگے ہوئے تھے۔ یا شاید رابعہ کو دھندھلا نظر آ رہا تھا۔

"ڈر لگ رہا تھا آپ کو؟"

"ہاں... بہت لگ رہا تھا۔"

فوراً اعتراف کر لیا۔

"میرے لیے لگ رہا تھا یا اپنی بیٹی کے لیے؟"

اس وقت بھی اسے شرارت سوجھ گئی تھی۔

"اب تم جان کے ایسی باتیں کر رہی ہو۔ حالانکہ اپنی بیٹی کو ابھی تک دیکھا بھی نہیں ہے میں نے۔ پہلے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم سے بات کر رہا ہوں۔"

حارث نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے جتایا۔

Novels by Hamna Yasood Khan

”باہر کون کون آیا ہوا ہے؟“

ابھی تو وہ کمرے میں اکیلی تھی۔اس کے بیڈ کے ساتھ دو بیڈ اور بھی لگے ہوئے تھے جن پر فی الحال کوئی مریض نہیں تھا۔

”سب ہیں۔“

دونوں نے بند دروازے کی طرف دیکھا۔

”میرے گھر سے کوئی آیا؟“

”ہاں وہ لوگ بس ایک گھنٹے تک پہنچنے والے ہی ہونگے۔“

بیٹی کی مبارکباد تو وہ ان لوگوں کی طرف سے وصول کر چکا تھا۔

”اب سب نے اندر آکر ملنا ہوگا۔لیکن میری بس ہو گئی ہے۔“

”تو تم آرام کرو۔سب یہیں ہیں۔ابھی ڈاکٹرز بے بی کو بھی دے دیں گے تو اسی میں لگ جائیں گے سب۔“

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔حارث کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔

”لیکن آپ ادھر میرے پاس ہی بیٹھے رہیں۔“

”اسے لے نہ آؤں پہلے تمہارے پاس؟“

حارث نے اس کے ماتھے سے ہاتھ ہٹایا۔

Novels by Hamna Waseem Khan

"لے آئیں۔اسے ہم ساتھ ہی ملکر دیکھ لیتے ہیں۔"

ہلکا سا سر ہلا کر کہا۔ پھر جب وہ بے بی کو لے آیا تو جیسے وہ اپنی ساری تھکان بھول گئی۔اسے اپنے بازو کے حصار میں لٹایا۔ کئیں بار اسے پیار کیا۔حارث ابھی تک کھل کے پیار نہیں کر پایا تھا۔بس ان دونوں ماں بیٹی کو ہی دیکھ کر دل میں شکر ادا کر رہا تھا۔

"اس کے لیے کوئی نام سوچا آپ نے؟"

"ہاں میرے دماغ میں آتو رہا ہے۔ویسے باجیوں نے بھی اپنی طرف سے ایک ایک نام دے دیا ہے۔ تم نے بھی کچھ سوچا ہو گا۔ تمہارے گھر والے آرہے ہیں تو ان کے دماغ میں بھی ہو گا نام۔ پھر سب سے پوچھ کے ایسا نام ہی رکھیں گے جو سب کو پسند آجائے۔"

اب حارث نے ہاتھ بڑھا کر اس کمبل میں لپٹی گڑیا کی ننھی انگلیوں کو چھوا۔

"نہیں۔ میں اپنی بیٹی کا وہ نام رکھوں گی جو آپ پسند کریں گے۔ جو آپ نے سوچا ہوا ہے۔"

رابعہ نے ہمت کر کے اپنا ہاتھ حارث کے ہاتھ پر رکھا۔ پھر وہی نام فائنل ہوا جو حارث نے سوچا تھا۔

اور اس کے ساتھ ہی ان کی کہانی ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ان کے دل کے فسانے کا سب سے بہترین باب اب شروع ہوا تھا۔ حارث ایک بہت ہی پیار کرنے والا باپ ثابت ہوا

Novels by Hina Yasoob Khan

تھا۔ جس کا کوئی اپنی بیٹی کے اوپر کوئی رعب نہیں تھا۔ وہ ہر طرح کا لاڈ اٹھانا سیکھ گیا تھا۔ اور اس نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ زندگی میں خرچے کبھی بھی ختم نہیں ہونگے ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتے جائیں گے کیوں کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ زندگی کے حسن میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ جبکہ رابعہ کی صبح ان دونوں کے پیچھے بولتے ہوئے ہوتی تھی اور رات سونے تک کسی نہ کسی بات سے اس کی نوک جھوک جاری رہتی تھی۔ اپنی ساری زندگی جس چیز کو وہ اپنی کمی سمجھتی رہی تھی آج اس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں جاتا تھا۔ نہ ہی زندگی میں کوئی کمی محسوس ہوتی تھی۔ باقی سب لوگ بھی اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ راحیل کی پروموشن ہوئی تو ابو کی دکان کے پیسے اس نے لینا بند کر دیے۔ رابعہ کو اس کا حق ملنے لگا اور امی کے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں جانے لگے تھے۔ بڑی باجی اور فاطمہ کی زندگی بھی خوشحال تھی۔ رہی بات ثمرین باجی کی تو جب قیصر بھائی نے دوسری شادی ہی نہیں کی، نہ ہی وہ دبئی جا سکے تو ایسے میں خوشحالی نے ان کا در بھی کھٹکھٹا دیا تھا۔

اب یوں لگتا تھا جیسے ہر طرف رونق تھی۔ سکون تھا۔ کھلکھاریاں تھی۔

دل کا فسانہ درستگی کے ساتھ اپنے باب کا اختتام کر رہا تھا۔

Novels by Hamna Masood Khan